صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات، ۲۹ مئی ۱۹۸۶ء

(پنجشنبہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ —— شمارہ ۱۲

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات، ۲۹ مئی ۱۹۸۶ء

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ — — — — — — — — — ۸۷۱

وفاقی حکومت کی جانب سے زرعی ٹیکس عائد کرنے کے بارے میں قرارداد تیار کرنے کے لیے کمیٹی کی تشکیل — — — — — — — — — ۸۷۲

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا — — — — — — — — ۸۷۷

اراکین اسمبلی کی رخصت — — — — — — — — — ۸۷۷

میزانیہ برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء میں عام بحث (جاری) — — — — ۸۸۰

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

جمعرات 29 مئی 1986
پنج شنبہ 19 رمضان المبارک 1406

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ
مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ
مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا
مَّحْسُورًا ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ
كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ
إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۝
وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن
تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ
مَكْرُوهًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا
وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل آیات ۲۸-۲۹-۳۰-۳۶-۳۷-۳۸-۴۱)

اگر تم اپنے پروردگار کی رحمت (فراخ دستی) کے انتظار میں جس کی تم کو امید بھی ہے مستحقین کی طرف توجہ نہ کر سکو تو ان سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو اور اپنے ہاتھ کو تنگی سے نہ تو گردن سے بندھا ہوا رکھو کہ کسی کو کچھ نہ دو اور نہ بالکل کھول ہی دو کہ سب کچھ دے ڈالو اور پھر ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ بیشک تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے وہ اپنے بندوں سے پوری طرح خبردار ہے اور ان کو دیکھ رہا ہے اور اے مخاطب جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑ کہ کان، آنکھ اور دل ان سب اعضاء سے باز پرس ہوگی اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو کہ تم زمین اس طرح سے نہ پھاڑ سکتے اور نہ لمبے ہو کر پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ سکتے ہو ان سب حرکتوں کی برائی تمہارے پروردگار کے قریب سخت ناپسندیدہ ہے۔

وما علینا الا البلاغ

وفاقی حکومت کی جانب سے زرعی ٹیکس عائد کرنے کے بارے میں قرارداد تیار کرنے کے لئے کمیٹی کی تشکیل

سید اقبال احمد : پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر آج مرکزی بجٹ پیش ہو رہا ہے۔ سنا ہے کہ اس میں زرعی ٹیکس نافذ کیا جا رہا ہے۔ تو میں تجویز کروں گا کہ تمام ایوان کی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب وفاقی حکومت سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کریں اور ہمارے جذبات ان تک پہنچائے جائیں کہ ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر : کیا سید اقبال احمد شاہ صاحب کی تجویز سے کیا سارا ایوان متفق ہے؟

آوازیں : جی ہاں، بالکل متفق ہے۔

پھر یہ کیا جا سکتا ہے کہ صوبائی اراکین میں سے دو تین صاحبان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور چیف منسٹر صاحب سے اس بارے میں ایوان کی رائے کو پیش نظر رکھتے ہوئے بات کر لی جائے۔ تاکہ وہ اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے رابطہ پیدا کر سکیں۔ اس کمیٹی میں۔

۱۔ سید اقبال احمد شاہ صاحب۔

۲۔ وزیر زراعت صاحب۔

۳۔ سردار رفیق حیدر خان لغاری صاحب۔

۴۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب۔

شامل ہوں گے۔ یہ صاحبان چیف منسٹر صاحب سے بات کر لیں۔

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر، اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں کہ آپ نے ابھی جو وزیر اعلیٰ سے مذاکرات کے لیے کمیٹی تشکیل دی ہے۔ میری سمجھ کے مطابق بہتر ہوتا کہ یہ تجویز ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے پاس ہو جاتی پھر وزیر اعلیٰ کے توسط سے مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا جاتا۔

جناب سپیکر : وزیر زراعت اس تجویز کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ یہاں ایک تجویز ہے کہ زرعی انکم ٹیکس کے بارے میں تشکیل کردہ کمیٹی چیف منسٹر صاحب سے بات کرے اور وہ وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کریں یا اس ضمن میں ہاؤس ایک متفقہ قرارداد پاس کرے۔ اس تجویز کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر زراعت : مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں اور ابھی پتہ چلا ہے کہ چیف منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ ہم ان سے جا کر ملتے ہیں اور ٹیلیفون پر بات کر کے ایوان کے احساسات بھی مرکزی حکومت کو

وفاقی حکومت کی جانب سے زرعی ٹیکس عائد کرنے کے بارے میں قرارداد تیار کرنے کیلئے کمیشن کی تشکیل ۸۴ء تک دیئے جائیں گے۔ اگر قرارداد پاس ہو جاتی تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک ہی بات ہے۔

جناب سپیکر: کیا بجٹ پر عام بحث کے دوران قرارداد پیش کی جا سکتی ہے؟

وزیر زراعت: (چوہدری عبدالغفور) ان ایام میں قرارداد تو پیش نہیں ہو سکتی لیکن آپ کے پاس ایسے اختیارات ہیں اگر آپ اجازت دیں گے تو قرارداد پیش ہو سکتی ہے۔ اور رولز کو معطل کر کے ایسا کیا جا سکتا ہے۔ البتہ بہتر ہے کہ رولز کو معطل نہ کیا جائے۔ ہم ابھی وزیر اعلیٰ صاحب سے جا کر بات کرتے ہیں۔ تاکہ وہ مرکز سے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کریں اور اس طرح ان کو ہاؤس کے احساسات کا پتہ بھی چل جائے گا۔ اسمبلی کے ریکارڈ پر یہ بات آگئی ہے کہ تمام ایوان اس بات پر متفق ہے۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے کہ تمام ایوان اس بات سے اتفاق کرتا ہے۔

میاں ممتاز احمد متیانہ: جناب سپیکر آج پانچ بجے وفاقی بجٹ پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ وقت موزوں نہیں ہے۔ کہ ہم قرارداد پاس کر کے اسمبلی کے وقار کو خطرہ میں ڈالیں۔ ہمیں چاہیے تھا کہ ہم آتے ہی یہ ریزولیشن پیش کرتے تاکہ حکومت کو بھی اس پر غور کرنے کے لیے وقت ملتا۔ اگر آج یہ قرارداد پیش کی جاتی ہے اور شام کو اس کے خلاف کوئی چیز عمل میں آجاتی ہے۔ تو اس سے ہمارے ایوان کا وقار مجروح ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لیے اس کو ذاتی طور پر take up کیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: کیا وزیر قانون صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب سپیکر میرا خیال ہے کہ یہ بات ابھی مفروضہ پر ہی مبنی ہے۔ ابھی یہ نہیں معلوم کہ آیا اس میں Revenue Income Tax کا ذکر ہے یا نہیں بہتر یہی ہے کہ چیف منسٹر صاحب ان سے رابطہ کر کے بات کریں۔ مفروضہ پر کچھ کہنا درست نہیں۔

جناب سپیکر: درست ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا آج اور کل کے اخبارات میرے پاس موجود ہیں۔ میں اپنی تقریر میں اس کی وضاحت بھی کروں گا۔ کچھ حضرات کو اس کے متعلق مغالطہ ہے کہ یہ زرعی انکم ٹیکس نہیں ہے زرعی انکم ٹیکس ہم اب بھی ادا کر رہے ہیں یہ ٹیکس زرعی آمدنی پر ہے اس کے علاوہ زرعی انکم ٹیکس کو ہم ادا کر رہے ہیں یہ ہے Income tax on income جو تباہی کا باعث ہوگا کیونکہ ہماری معیشت اس کو برداشت نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر : یہ درست بات ہے لیکن اس سلسلے میں ایک تجویز زیر غور ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : بالکل درست ہے ۔ لیکن یہ کہنا کہ ۵ بجے بجٹ کا اعلان ہو جائے گا اور ہمارا وقار مجروح ہو جائے گا ۔ اور ہماری بے عزتی ہو جائے گی ۔

We will resist at all costs. This is the last straw on the camel's back.

ہم سے یہ ٹیکس برداشت نہیں ہوگا ۔ کیونکہ انکم ٹیکس آفیسر ہمیں تنگ کرے گا ، ہمیں بے عزت کریگا ذلیل کرے گا ۔ اس طرح رشوت کا ایک اور محکمہ کھل جائیگا ۔ اور زمیندار اپنے گاؤں میں بسنے کے قابل نہیں رہیگا ۔

جناب سپیکر : آپ کی رائے ہے کہ اس پر قرارداد ہو جانی چاہیے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جی ہاں ۔ اس پر قرارداد تیار ہو جائے اور وہ ان الفاظ میں ہو کہ income tax on agricultural income کو ہم قبول نہیں کرتے زرعی انکم ٹیکس ہم ادا کر رہے ہیں یہ آپ کو مغالطہ ہے جب آپ لفظ استعمال کرتے ہیں کہ زرعی انکم ٹیکس لگایا جا رہا ہے ۔

It is incometax on agriculture income, besides agriculture income

tax, besides uahr'. جہاں تک پنجاب کی زمینوں کا تعلق ہے ۔ جو جرمانے اور تاوان ہم بھرتے ہیں ہم زمیندار اس قابل نہیں کہ ہم پر زرعی ٹیکس لگایا جائے کیونکہ وہ مزید بوجھ برداشت کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتے

ملک ممتاز احمد خان : ہم پنجابی زمینداروں کی ہمیشہ بدقسمتی رہی ہے ۔

جناب سپیکر : آپ صرف اسی موضوع پر بات کریں ۔

ملک ممتاز احمد خان : میں اسی موضوع پر بات کروں گا کہ ہم نے اپنے مفاد کو ہمیشہ خود ہی نقصان پہنچایا ہے ہم صوبے والے مرکزی حکومت پر ٹیلیفون پر گفتگو کے ذریعے اثر انداز نہیں ہو سکتے وزیر اعلیٰ صاحب اپنے طور پر کوشش کریں اور ایوان کی طرف سے ایک قرارداد پیش ہونی چاہیے کہ ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں ۔

وزیر ثقافت و سیاحت : جناب والا ابھی آپ نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے ان سے کہا جائے کہ وہ فوری طور پر وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس جائیں اور ان کو ایوان میں لاکر ان کی موجودگی میں یہ قرارداد پاس کی جائے ۔

جناب سپیکر : میں اس پر وزیر زراعت کی رائے معلوم کرنا چاہوں گا کیونکہ تمام صاحبان اس بات پر متفق ہیں ۔ کہ قرارداد ابھی منظور کر لی جائے ۔

وزیر زراعت : میں عرض کروں کہ یہ صرف سوچنے کی بات ہے ۔ میں تو پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس کا طریقہ کار یہی ہوگا کہ آپ پہلے رولز کو معطل کریں پھر یہ قرارداد پیش ہو ۔ یہ درست ہے

وفاقی حکومت کی جانب سے زرعی ٹیکس عائد کرنے کے بارے میں قرار داد تیار کرنے کیلئے کمیشن کی تشکیل کر تمام ایوان اس پر متفق ہے ۔ اور ایوان کے احساسات سے وزیر اعلیٰ کو آگاہ کیا جائے ۔ یا قرارداد منظور کر لی جائے یا وزیر اعلیٰ کی وساطت سے یہ مسئلہ مرکزی حکومت کو پیش کیا جائے ۔ میں وزیر قانون صاحب کی ایک بات سے متفق ہوں کہ یہ ابھی مفروضہ ہے ۔ یہ معلوم نہیں کہ بجٹ میں اس کا وجود ہے یا نہیں قرار داد تو کسی وقت بھی منظور ہو سکتی ہے ۔ لیکن جہاں تک پنجاب اسمبلی کے اراکین کے احساسات کا تعلق ہے وہ متفقہ طور پر وزیر اعلیٰ صاحب کی وساطت سے وفاقی حکومت کو پہنچا دیئے جائیں ۔ اس سے زیادہ موثر اور بہتر طریقہ نہیں اور قرار داد بھیجنے سے کوئی زیادہ موثر کام نہیں ہو جائے گا ۔ اس لیے وزیر اعلیٰ صاحب خود بات کریں اور اس ایوان کی رائے سے مرکزی حکومت کو آگاہ کریں ۔ کہ متفقہ طور پر ایوان نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ آپ زرعی ٹیکس لاگو نہ کریں لیکن اس کے باوجود اگر وہ زرعی ٹیکس لاگو کرتے ہیں ۔ جو آج شام کو بجٹ میں آجائے گا تو پرسوں قرارداد پاس کر کے مرکز کو بھیج دیں گے ۔

وزیر ثقافت و سیاحت : جناب والا شاید میرے فاضل دوست نے سنا نہیں ۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ابھی ایوان نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے ۔ فوری طور پر وہ کمیٹی چیف منسٹر صاحب کے پاس جائے اور ان سے بات کر کے ان کو ایوان میں لا کر ان کی موجودگی میں یہ قرارداد پاس ہونا لازمی ہے ۔ اگر یہ سوچتے ہیں کہ یہ ایک مفروضہ پر مبنی ہے اور خدانخواستہ زرعی ٹیکس لگ جاتا ہے تو اس کے بعد ہم کیا کریں گے ۔ اور ہم زمینداروں کے لیے یہ ناقابل برداشت ہوگا ۔ اس لیے اس کو مفروضہ نہیں سمجھنا چاہیے ۔ اور فوری طور پر تشکیل کردہ کمیٹی چیف منسٹر صاحب کے پاس جائے اور ان سے گزارش کرے کہ ایوان میں تشریف لائیں ۔ اور ان کی موجودگی میں یہ قرارداد پاس ہو ۔

جناب سپیکر : درست ہے سردار صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے تھے ؟

وزیر ثقافت و سیاحت : جناب والا میں بھی تائید کرتا ہوں کہ یہی طریقہ درست ہے اور تمام ایوان اس سے اتفاق کرتا ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے وزیر اعلیٰ صاحب سے مل کر ہم دونوں طریقوں سے کوشش کریں ۔

جناب سپیکر : یہ بات طے ہو گئی ہے کہ جو کمیٹی ہاؤس نے تشکیل دی ہے وہ جا کر چیف منسٹر سے بات کرے اور اس سلسلے میں ایوان کی تشویش اور رائے سے پوری طرح چیف منسٹر صاحب کو آگاہ کرے اور انہیں پر زور سفارش کرے کہ وہ ابھی مرکزی حکومت سے اس معاملہ کو take up کیا جائے ۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب اس قرار داد پرکسی کو اختلاف نہیں ۔ بات اتنی ہے کہ یہ جا کر وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کر لیں اس کے بعد اگر ضرورت محسوس کریں تو قرار داد پاس کر لیں۔ یہ بات طے ہو گئی ہے۔ چوہدری غلام رسول صاحب بولنا چاہتے ۔

چوہدری غلام رسول : جناب والا رولز بھی یہی کہتے ہیں کہ جب کوئی ایسا مسئلہ ہو یہ رولز ۹۲ہے

"Provided that a resolution seeking to make a recommendation to the Central Government or the National Assembly or to communicate the views of the Assembly to that Government or Assembly in a matter which is not primarily the concern of the Government shall be admissible."

جناب رولز بھی یہی کہتے ہیں ریزولیشن پاس ہونا چاہیئے۔

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر ۔ جہاں تک اس معزز ایوان کی آراء کا تعلق ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قرار داد کا پاس ہو جانا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ یہ صرف وزیر اعلیٰ اور دیگر دو تین ممبران کمیٹی کا مطالبہ ہے ۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب یہ بات ختم ہو چکی ہے ۔

چوہدری محمد رفیق : جناب والا : یہ سارے ایوان کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس قرار داد کو پہلے پاس ہو جانا چاہیے ۔ رولز کو معطل بھی کیا جا سکتا ہے ۔ اگر رولز معطل ہو جائیں تو کونسی قیامت آجائے گی ۔ جناب چیف منسٹر صاحب یہاں ایوان میں بھی تشریف لا سکتے ہیں ۔ اور معزز ایوان کے خیالات سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر : جناب لاء منسٹر صاحب اس آئینی معاملہ پر بات کرنے میں آپ کو دعوت دونگا۔ جناب چوہدری غلام محمد صاحب کیا فرمانا چاہیں گے ؟

چوہدری غلام محمد ۔ جناب والا ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ انکم ٹیکس ہماری انکم پر ہوگا جبکہ عشر بھی ہم انکم پر ہی ادا کرتے ہیں ۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب : سردست یہ معاملہ کمیٹی کی چیف منسٹر صاحب سے ملاقات ہونے کی واپسی تک ملتوی ہو گیا ہے ۔

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ: جناب سپیکر میں

دی پنجاب سول کورٹس (امنڈمنٹ) بل ۱۹۸۶ء (بل نمبر ۱۵) بابت ۱۹۸۶ء کے بارے میں

مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ: جناب سپیکر میں

مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ ۱۹۸۶ء (بل نمبر ۷

بابت ۱۹۸۶ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔

جناب سپیکر: میاں محمود احمد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے

یہ ملتوی کی جاتی ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں پیش کی جائیں گی۔

ملک ممتاز احمد بھچر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک ممتاز احمد بھچر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کیطرف

سے موصول ہوئی ہے۔

Kindly allow me one day leave i. e. 28th May, 1986 as I have to attend Urs at Sial Sharif.

Thanks

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب۔

رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں بوجہ بیماری مورخہ ۲۶/۵/۸۶ اور ۲۷/۵/۸۶ کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا استدعا ہے کہ درج بالا دو دنوں کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مولانا منظور احمد چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بندہ اپنی بعض گھریلو مجبوریوں کی بناء پر آج مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۸۶ء کے اجلاس میں حاضر ہونے سے معذور ہے لہٰذا براہ کرم آج کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر - اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مولانا منظور احمد چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

۲۶ مئی کے اجلاس میں بندہ بعض ذاتی مجبوریوں کی بناء پر شریک اجلاس نہ ہو سکا براہ کرم ۲۶ تاریخ کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سعید احمد قریشی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب سعید احمد قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

گزارش ہے کہ میں سعید احمد قریشی ممبر صوبائی اسمبلی حلقہ ۱۴۹ بغرض عمرہ ادائیگی یکم جون کو بیرون ملک جا رہا ہوں جب تک اسمبلی کا اجلاس یعنی ۸/۶/۸۶ تک رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سعید احمد قریشی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب سعید احمد قریشی صاحب۔ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ برائے ضروری کام ۲۶/۵/۸۶ اور ۲۷/۵/۸۶ راولپنڈی گیا تھا۔ مجھے رخصت فرمائی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب افتخار احمد جھگو

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب افتخار احمد جھگو صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ ۲۶، اور ۲۷ تاریخ کو بیمار تھا۔ جس کی وجہ سے میں اجلاس کی کارروائی میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی کر کے ان دو ایام کی چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں انتصار حسین بھٹی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب انتصار حسین بھٹی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میری طبیعت ۸۶/۵/۲۶ سے ناساز ہے جس کی بناء پر اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

چوہدری عبدالحمید

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالحمید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ماہ مئی ۱۷، ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۶، ۲۷، تواریخ کو بوجہ وفات بھتیجا حاضر اجلاس نہیں ہو سکا۔ رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

سردار نذر محمد خان جتوئی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار نذر محمد خان جتوئی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ بندہ ۸۶/۵/۲۴ تا ۸۶/۵/۲۷ تک اجلاس میں بوجہ تکلیف حاضر نہیں ہو سکا برائے مہربانی ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میزانیہ برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ پر عام بحث (جاری)

جناب سپیکر: اب بجٹ پر عام بحث کا آغاز ہوتا ہے۔

جو معزز اراکین آج بجٹ میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ ان کے میرے پاس [illegible]

بیس نام ہے۔ لیکن اس سے پہلے ۲۸، تاریخ کے لیے جو نام میرے پاس تھے ان میں سے ابھی تین ممبران اسمبلی ایسے ہیں جو بحث میں حصہ نہ لے سکے تھے۔ اس کے علاوہ قائد حزب اختلاف اور دوسرے حزب اختلاف کے صاحبان بھی آج بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ تو میں یوں کروں گا کہ انتیس تاریخ کے لیے جن کے نام میرے پاس ہیں۔ میں ایک نام ان میں سے بلاؤں گا اور ایک اٹھائیس تاریخ کو جو رہ گئے ہیں۔ جو بحث میں حصہ نہیں لے سکے، ان میں سے بحث کی دعوت دوں گا۔

وزیر سیاحت و ثقافت: پوائنٹ آف آرڈر جناب ابھی آپ نے فیصلہ فرمایا کہ کمیٹی وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس جائے اور ان سے مل کر بات کرے۔ سید حسن محمود صاحب اس کمیٹی کے ممبر ہیں ان کو وہاں جانا چاہیے اس کے بعد ان کو تقریر کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: میں اس سے اتفاق کرتا ہوں مخدوم صاحب کی بجائے کسی اور ممبر کو دعوت دیتا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر میرے پاس وزیر خزانہ صاحب تشریف لائے تھے ان کی کچھ مجبوری ہے انہوں نے مجھ سے درخواست کی تھی میں اپنی تقریر ۱ بجے کروں۔

وزیر زراعت: کوئی حرج نہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ابھی پتا چلا ہے کہ چیف منسٹر تشریف لے آئے ہیں۔ جیسے کہ پہلے طے ہوا ہے، ان سے جا کر درخواست کرتے ہیں اور وہ ٹیلیفون پر مرکزی حکومت سے رابطہ کریں۔ ایوان کے احساسات بھی چیف منسٹر صاحب وفاقی حکومت تک پہنچا دیں گے۔ اگر قرارداد بھی ہو تو وہ بھی ایک ہی بات ہے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ سید حسن محمود۔

ایک معزز ممبر: جناب والا۔ وہ چیف منسٹر صاحب سے ملاقات کرنے گئے ہوئے ہیں۔ وہ کہہ گئے ہیں کہ وہ بعد میں آ کر تقریر کریں گے۔

جناب سپیکر: جناب چوہدری لیاقت علی صاحب۔

چوہدری لیاقت علی: بسم اللہ الرحمن الرحیم: کل بجٹ پر بہت زوردار تقاریر ہوئی تھیں میں بھی اس بجٹ کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ بہت خوبصورت اور ہر لحاظ سے درست بجٹ ہے۔ کیونکہ اس میں ہر طبقہ کے لوگوں کا ہر لحاظ سے خیال رکھا گیا ہے۔ پچھلے سال کے بجٹ پر ہم نے بہت نکتہ چینیاں کی تھیں۔ کیونکہ وہ بجٹ مارشل لاء کی چھتری کے سائے میں بنا تھا۔

اس کے بعد میں اپنے حلقہ پی پی۔ ۹۰ گجرات کی طرف آتا ہوں۔ میرا حلقہ [illegible] کے بارڈر کے ساتھ ساتھ پچاس میل تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں شہری آبادی نہیں سب [illegible] آباد ہیں۔ جناب والا پہلا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا ڈویژن تو گوجرانوالہ ہے اور ہمارا چیف انجنیئر راولپنڈی بیٹھا ہے۔ اس مسئلہ کی طرف میں نے پہلے بھی استدعا کی تھی۔ اور اب دوبارہ استدعا کرتا ہوں کہ ہمارا ڈویژن چونکہ گوجرانوالہ ہے اس لیے ہمارا چیف انجنیئر گوجرانوالہ میں ہونا چاہیے۔

جناب والا۔ اب میں یہ عرض کروں گا کہ محکمہ والوں نے بجلی کی فراہمی کے لیے جو آدھ میل کا معیار مقرر کیا ہوا ہے میں یقین سے کہتا ہوں کہ میرے حلقہ میں کوئی ایسا گاؤں نہیں جو آدھے میل میں آتا ہو۔

چودھری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ مداخلت کی [illegible] معافی چاہتا ہوں۔ میں ایک بہت ہی ضروری تجویز پیش کرنا چاہتا تھا کہ جو کمیشن ابھی وزیر اعلیٰ صاحب سے ملاقات کرنے گئی ہے۔ اس میں کاشتکاران پنجاب کا ہونا ضروری ہے کیونکہ وہ اس چیز کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری لیاقت علی: جناب والا میں بجلی کے مسئلے کے متعلق بات کر رہا تھا کہ بجلی کے لیے آدھے میل کا معیار ہمارے لیے پریشانی کا باعث ہے۔ میرے حلقہ میں کوئی گاؤں آدھے میل کے ایریا میں نہیں آتا۔ میں نے پہلے بھی اس کے متعلق کہا تھا کہ اس کے لیے کم از کم ایک میل کا معیار مقرر کر دینا چاہیے تاکہ گجرات کے لوگ بھی بجلی سے مستفید ہو سکیں۔

جناب والا۔ اب میں محکمہ تعلیم کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ تعلیم کی طرف سے سابقہ حکومت کے ادوار میں لڑکوں اور لڑکیوں کے پرائمری سکول تو منظور کر دیئے گئے تھے لیکن۔ ان کی عمارات کا کوئی بندوبست نہیں کیا اور خاص طور پر لڑکیوں کے سکولوں کے سلسلے میں استانیاں بڑی پریشانی کی حالت میں ہوتی تھیں ایسا ہوتا تھا کہ کبھی کسی چوہدری کے گھر میں سکول لگا لیا کبھی کسی ڈیرے میں سکول لگا لیا۔ میں کہتا ہوں کہ محکمہ تعلیم نے سابقہ حکومتوں کے ادوار میں سخت زیادتی کی تھی۔ پچھلے سال جو گورنمنٹ نے طریقہ اختیار کیا تھا اور پرائمری سکول کے لیے سات سات ہزار روپیہ منظور کیا تھا۔ میری استدعا ہے کہ اس دفعہ بھی یہی طریقہ اختیار کیا جائے۔

جناب والا! اس کے علاوہ میرے حلقہ میں مڈل سکول کافی ہیں اور ان کی عمارت بڑی خستہ حالت میں ہیں۔ لہٰذا محکمہ تعلیم سے یہ درخواست ہے کہ ان سکولوں کی عمارات کے لیے بھی رقوم فراہم کی جائیں۔ میرے حلقے میں لڑکیوں کے کالج کی یہ حالت ہے کہ میرا حلقہ گجرات سے تیس

میل کے فاصلے پر ہے۔ ہمارے ہاں لڑکیوں کے دس ہائی سکول ہیں۔ اور لڑکیوں کو کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے گجرات جانا پڑتا ہے۔ حالانکہ وہاں جانے کے لیے کوئی خاص ذریعہ نہیں ہے۔ بسیں بہت کم چلتی ہیں اور لڑکیوں کا وہاں جانا نہایت دشوار ہے۔ اس کے ساتھ ہی گجرات میں کسی ہوسٹل کا انتظام بھی نہیں ہے اور ہمارے غریب زمیندار ان ہوسٹلوں کا خرچہ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ میری استدعا ہے کہ کوٹلہ عرب علی خاں میں لڑکیوں کے کالج کی تعمیر کی جائے۔

جناب والا۔ اب میں محکمہ صحت کا ذکر کروں گا۔ میرے حلقہ میں صرف چند ایسی یونین کونسلیں ہیں جہاں بیسک ہیلتھ سینٹر بنے ہوئے ہیں۔ لیکن اکثر یونین کونسلوں میں بیسک ہیلتھ سینٹر نہیں بنے ہوئے اور جہاں پر بنیادی مراکز صحت بنے ہوئے ہیں وہاں ڈاکٹر نہیں ہیں حالانکہ ایک طرف تو ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ انہیں نوکری دی جائے لیکن دوسری طرف ہم ترس رہے ہیں کہ ہمیں ایم بی بی ایس ڈاکٹر دیئے جائیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کو بنیادی مراکز صحت میں کیوں نہیں لگایا جاتا۔ میری یہ بھی گزارش ہے کہ جہاں جہاں سے بیسک ہیلتھ یونٹ چل رہے ہیں کم ازکم وہاں ڈاکٹروں کو لازمی اور ہر قیمت پر تعینات کیا جائے اور کیونکہ تمام ڈاکٹر صاحبان گاؤں میں جانے کے لیے تیار ہیں۔

جناب والا گجرات کی تحصیل کھاریاں بالکل بارانی علاقہ ہے۔ یہاں پر کوئی نہری سسٹم نہیں ہے۔ گورنمنٹ پنجاب نے subsidy tube well system کا جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے وہ قرعہ اندازی کا ہے۔ ہمارے حلقہ میں سوائے بارش کے اور کوئی ذریعہ آب پاشی نہیں ہے۔ بارش ہو جائے تو فصلیں ہو جاتی ہیں۔ بارش نہ ہو تو فصلیں نہیں ہوتیں لیکن subsidy کے سسٹم میں انہوں نے قرعہ اندازی کا طریقہ رکھا ہوا ہے۔ جب قرعہ اندازی ہوتی ہے تو وہ بھی پھالیہ والوں اور منڈی بہاؤالدین والوں کی نکل آتی ہے۔ جہاں نہروں کی افراط ہے۔ تحصیل کھاریاں اس لحاظ سے بھی حقدار ہے کہ اس کی اس سلسلے میں ہر ممکن مدد کی جائے۔

چوہدری غلام رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! چوہدری صاحب سے میں یہ دریافت کروں گا کہ منڈی بہاؤالدین کو پچھلے سال کتنے ٹیوب ویل ملے؟ جناب والا۔ ہمیں تو کوئی بھی ٹیوب ویل نہیں ملا۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب رولز کی کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے اور جو کچھ آپ فرما رہے ہیں۔ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چوہدری غلام رسول: نہیں جناب۔ میں ویسے ہی کہہ رہا ہوں۔

چوہدری لیاقت علی : جناب والا۔ مجھے علم تھا کہ چوہدری غلام رسول صاحب کچھ فرمائیں گے جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ subsidy scheme اس لحاظ سے مرتب ہونی چاہیے کہ جو بارانی علاقے ہیں جہاں پر نہروں کا بندوبست نہیں ہے ان کا کوٹہ مقرر کر دینا چاہیے۔ کیونکہ ڈسٹرکٹ گجرات ہی میں صرف قرعہ اندازی ہوتی ہے اور چوہدری فیض صاحب اس کے چیئرمین ہیں وہ ساری قرعہ اندازی تحصیل پھالیہ کے طرف لے جاتے ہیں۔ پتا نہیں کہ وہ قرعہ اندازی کس طریقے سے کرتے ہیں کہ ساری قرعہ اندازی تحصیل پھالیہ کے لوگوں کی نکل آتی ہے اور تحصیل کھاریاں کے لوگ محروم رہتے ہیں۔

جناب والا : اب میں فارم ٹو مارکیٹ روڈ کا ذکر کروں گا کہ میرے حلقہ میں فارم ٹو مارکیٹ روڈ کی انتہائی کمی ہے۔ کوئی گاؤں ایسا نہیں ہے جہاں پکی سڑک جاتی ہو۔ بہت سے لوگ اس مسئلہ سے سخت پریشان ہیں۔ میری استدعا ہے کہ حکومت farm to maket roads کا بندوبست ہمارے علاقہ میں بھی کرے۔

ایک نالہ بھمبر ہمارے علاقہ سے گزرتا ہے۔ وہ ہر طرف تباہی مچاتا ہے اور اس نے لاکھوں ایکڑ زمین تباہ کر دی ہے۔ میں نے گزشتہ بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے بھی استدعا کی تھی کہ اگر نالہ بھمبر پر کوئی ڈیم بنا دیا جائے تو اس سے ہمارا تمام علاقہ سیراب ہو سکتا ہے اور اس سے ہمارا بارانی علاقہ بھی سرسبز و شاداب ہو سکتا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : جناب مظہر علی گل صاحب۔

جناب مظہر علی گل : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر گورنمنٹ نے ۲۰ ارب ۹۰ کروڑ اور ۲۸ لاکھ روپے کا ریکارڈ بجٹ پیش کیا ہے۔ اس سلسلہ میں جناب وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے نہایت کاوشوں سے مرکزی حکومت سے اپنا بھرپور حصہ لے کر دیا ہے۔ اس حکومت نے کچی آبادیوں کا مسئلہ حل کیا ہے جو سابقہ دور میں ایک بڑا اہم مسئلہ تھا یہی سابقہ دور میں ایک نعرہ بھی تھا جس سے سابقہ حکومت غریب عوام پر حکمرانی کرتی رہی۔ لیکن کسی نے بھی یہ نہ سوچا کہ جو پریشان حال لوگ ہیں جن کے پاس رہنے کے لیے اپنا کوئی ٹھکانہ بھی نہیں ہے۔ ان کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں۔ کچی آبادی کے حل کا مسئلہ اس حکومت کا ایک نہایت ہی احسن کارنامہ ہے، سات مرلہ سکیم کا موجودہ حکومت نے آغاز کیا ہے دیہاتوں میں بے گھر لوگوں کو سات مرلے کے مفت پلاٹ دینے کے متعلق اس کی پالیسی سے بھی حکومت کی جڑیں عوام

میں مضبوط ہو چکی ہیں، سابقہ حکومتیں اس قسم کے جھوٹے نعروں سے اپنی کرسی کو مضبوط کرتی رہیں لیکن کسی نے بھی یہ نہ سوچا کہ ان غریب لوگوں کو بھی مکان ملنے چاہئیں، لیکن یہ اس حکومت کی ایک اچھی سوچ ہے جن لوگوں نے اس ملک کو حاصل کرنے کے لیے انتہائی قربانیاں دی تھیں اور ان لوگوں کے پاس اپنے رہنے کے لیے مکان بھی نہ ہو، تو یہی اس حکومت کا بڑا کارنامہ ہے، یہاں پر حکومت نے لوگوں کو سات مرلہ سکیم کے تحت دیہات میں پلاٹ دیئے ہیں۔ میں حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ابھی تک دیہاتوں میں اس قسم کے احاطہ جات موجود ہیں، جن کو احاطہ دکانداری کہتے ہیں۔ یہاں چند پابندی ہے ابھی تک لوگ اس کا کرایہ ادا کرتے ہیں۔ یہاں حکومت غرباء کو مرلہ سکیم میں پلاٹ دے رہی ہے تو جو لوگ دکانداری احاطہ جات کے کرایہ ادا کر رہے ہیں۔ وہ کرایہ جات ختم کرنے چاہییں اور وہ احاطہ جات ان کے نام مفت منتقل کرنے چاہییں، موجودہ حکومت کا یہ کارنامہ بھی قابل داد ہے کہ انہوں نے ۵۰ ہزار ایکڑ اراضی بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ چند دن ہوئے ملتان سے زمینداروں کا ایک وفد میرے پاس آیا اور وہاں پہلے لوگوں نے دس سال اور پانچ سال پٹہ پر زمین حاصل کی تھی۔ ان میں سے بعض لوگوں کو حقوق ملکیت بھی مل چکے تھے اور بعض نے دو دو، چار چار اقساط بھی ادا کر دی تھیں اور بعض لوگوں نے اپنی زمین کی مکمل ساری کی ساری رقم قبل ازیں شامل کر لی تھی اور اس طرح وہ لوگ اپنی زمینوں میں سے بے دخل کئے جا رہے ہیں۔ لہٰذا حکومت کو مہربانی کر کے اس کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیے۔

جناب والا : موجودہ حکومت نے تعلیم کے لیے اور خاص طور پر دیہاتی علاقوں کے لیے اس بجٹ میں بہت زیادہ رقوم مختص کی ہے۔ اس رقم کو خرچ کرنے کے لیے میں چند ایک تجاویز حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جب دیہاتی علاقوں میں سکول بنائے جاتے ہیں، وہاں پر اس سکول کے لیے اس کی چار دیواری بننی چاہیئے۔ چار دیواری اور بلڈنگ کے نقشہ کے ساتھ ساتھ اس کے عملے کے لیے رہائش کی سہولت بھی رکھنی چاہیے۔ جناب والا، گاؤں میں سکول تو بنا دیا جاتا ہے۔ لیکن اساتذہ وہاں پر جانے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ وہاں پر نہ بجلی کا کوئی انتظام ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی سڑک وغیرہ کا انتظام ہوتا ہے اس لیے کوئی استاد وہاں پر جانے کے لیے تیار نہیں ہوتا اس لیے آپ مہربانی کریں کہ جب بھی حکومت دیہات میں کوئی سکول اجرا کرے تو اس کے ساتھ چار دیواری اور ہوسٹل کی تعمیر بھی لازمی قرار دی جائے۔

اس کے علاوہ جناب والا ایک مسئلہ اور big city allowance کا ہے۔ یہ بھی ایک بڑی مصیبت بنا ہوا ہے۔ کوئی استاد دیہات کی طرف جانے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ کیونکہ بڑے بڑے شہروں میں ان کو big city allowance دیا جاتا ہے۔ جناب والا اگر شہروں کے اساتذہ کی تنخواہ اور گاؤں کے اساتذہ کی تنخواہ مساوی کر دی جائے تو حکومت کے لیے اساتذہ کے تبادلوں کا مسئلہ بہت حد تک حل ہو جائے گا۔

علاوہ ازیں پینے کے پانی کا مسئلہ ہے۔ اس مد میں بھی حکومت نے کافی رقم فراہم کی ہے۔ میرا علاقہ ضلع فیصل آباد تحصیل سمندری ہے جو سب سے زیادہ سیم کا شکار ہے، وہاں پر تقریباً ۶۰ کے قریب ایسے گاؤں ہے کہ جہاں پر پینے کا پانی نہایت کڑوا ہے، کیونکہ وہ علاقہ سیم کا علاقہ ہے اور سیم کی وجہ سے زیر زمین پانی نہایت ناقص ہے اس وجہ سے وہاں پر پینے کے پانی کی مزید سکیمیں اس فنڈ میں رکھی جائیں۔

جناب والا! میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے میں ایک گاؤں میں گیا تو وہاں انہوں نے مجھے پانی پیش کیا جو کہ وہ لوگ پیتے ہیں، تو خدا کی قسم وہ پانی اتنا کڑوا تھا۔ کہ میں ایک گھونٹ بھی نہ پی سکا۔ تو وہ لوگ نہر کا پانی پینے کے لیے استعمال کرتے ہیں، جب نہر بند ہو جاتی ہے تو ہمارے اس علاقہ کی مائیں بہنیں اور بیٹیاں اپنے سروں پر مٹکے اٹھائے پانی کی تلاش میں دور دراز کے علاقوں میں جاتی ہیں۔ تو مہربانی کر کے حکومت کو تحصیل سمندری کے لیے پینے کے پانی کی فراہمی پر سب سے زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں پبلک ہیلتھ اینڈ ڈویلپمنٹ کے محکمہ کو میں بے نقاب کرنا چاہتا ہوں کہ جب وہ پلان بناتے ہیں تو وہ گاؤں میں چھوٹے چھوٹے پانچ سات پانی کے ٹینک بنا دیتے ہیں، جس سے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا پانی تو ان کو دیہاتوں میں مل جاتا ہے۔ یہ سکیم کچھ عرصہ بعد گورنمنٹ نے کسی ادارے کے سپرد کرنی ہوتی ہے تو اس سے کوئی انکم نہیں ہوتی۔ اگر وہ گاؤں میں ایک اونچی ٹینکی بنا دیں تو وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کے لیے وہاں سے کنکشن حاصل کریں اور وہ اس کا بل ادا کریں۔ تو اس طرح کی سکیم مفید ثابت ہو گی۔ اور آئندہ اگر وہ سکیم کسی ادارے کے سپرد کی جائے تو اس سے اس ادارے کو معقول آمدنی ہو تا کہ وہ اس کی آمدنی سے اس کی مرمت وغیرہ کا بندوبست کرتا رہے دیہات میں سڑکوں کے لیے بھی گورنمنٹ نے بہت زیادہ رقم مختص کی ہے۔ یہ بھی موجودہ حکومت کا مستحسن اقدام ہے مگر اس میں محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے ہمارے دیہی علاقوں کے لیے ایک مشکل پیدا کر رکھی ہے انہوں نے ایک فارمولا بنا رکھا ہے کہ پانچ میل کے اندر ایک اور سڑک نہیں ہونی چاہیئے اور نہ ہی یہ ممبران پانچ میل کے اندر نئی سڑک بنا سکتے ہیں۔ گنجان قسم کی آبادیوں پر ان کا یہ فارمولا لاگو

نہیں ہوتا۔ پانچ میل کی بجائے اگر یہ دو کلو میٹر کا درمیانی فاصلہ مقرر کر لیں تو یہ ہمارے لیے بہتر ہوگا اس سے ملک میں زیادہ سڑکیں بنیں گی دوسرے یہ جو انہوں نے جو شرط عائد کر رکھی ہے کہ ۵ میل سے کم سڑک نہیں بنا سکتے ہیں یہ شرط بھی ختم کریں تاکہ وہیں آبادی کو زیادہ سے زیادہ سڑکیں مل سکیں۔

جناب والا بجلی کے متعلق میں عرض کروں گا کہ یہاں بھی محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کا چکر ہے جس کی وجہ سے جہاں لوگوں کو بجلی کی ضرورت ہوتی ہے وہاں پر بجلی نہیں لے جا سکتا۔ یہاں بھی انہوں نے آبادی اور فاصلے کا چکر ڈال رکھا ہے میرے خیال میں یہ چیز ختم ہونی چاہیے اور ایم پی اے کو اختیار ہونا چاہیے کہ وہ اپنے حلقے میں جہاں کہیں چاہے، جہاں وہ مناسب سمجھے بجلی لے جا سکے۔ کیونکہ ایم پی اے اپنے علاقے کی ضرورت اور تکلیف کو سب سے بہتر جانتا ہے۔ اگر یہ شرط ختم کر دی جائے تو ایم پی اے اپنی مرضی سے بجلی جہاں چاہے لے جا سکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ بعض علاقے جیسے میرے علاقہ فیصل آباد میں سمندری کا علاقہ ہے۔ وہاں چک ۲۰۰ ہے اس کو اڈہ کالونی کہتے ہیں اڈہ کالونی سے لے کر رکھیا تک جھگورا برانچ کے ساتھ ساتھ پورے علاقے کے ۲۰ گاؤں میں بجلی کی کوئی لائن نہیں۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں بجلی کی کوئی لائن نہیں وہاں ایک اضافی لائن ڈالی جائے تاکہ لوگوں کو بجلی کی سہولت میسر آ سکے۔

صحت کے شعبے کے متعلق عرض کروں گا کہ حکومت نے بجٹ کی اس مد میں بہت زیادہ رقم مختص کی حکومت کی یہ پالیسی عوام سے ہمدردی کا نتیجہ ہے۔ جناب والا! اس سلسلے میں چند گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا انتہائی ضروری سمجھتا ہوں۔ جناب والا بنیادی طبی مراکز کی عمارات کی تعمیر کے لیے تقریباً سات آٹھ لاکھ روپے صرف کیے جاتے ہیں) لیکن وہاں پر بجلی کا کوئی بندوبست نہیں ہوتا۔ اس سے وہ مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے جس مقصد کے لیے وہ ہسپتال قائم کیا جاتا ہے۔ جب بلڈنگ بنائی جائے تو ہسپتال کا اجراء اس وقت کیا جائے کہ جب ان ہسپتالوں کے لیے بجلی مہیا ہو جائے۔ اس لیے جناب والا! میری انتہائی ضروری گزارش ہے۔ میرے علاقے میں اب بھی اکثر ایسے بنیادی طبی مراکز موجود ہیں کہ جن کے اجراء کو تقریباً پانچ چھ سال ہو گئے ہیں۔ لیکن وہاں ابھی تک بجلی مہیا نہیں ہو سکی۔ ان میں سے ایک چک ۳۴۳ گ ب ہے۔ ایک ۱۳۶ گ ب ایک ۵۰۱ گ ب اور ۵۲۰ گ ب ہے۔ جہاں چھ سات سال سے تعمیر شدہ بلڈنگیں نظر آ رہی ہیں لیکن بجلی نہ ہونے کی وجہ سے وہ سہولیات جو لوگوں کو حاصل ہونی چاہییں تھیں حاصل نہیں ہو رہیں۔

جناب والا! اشاعت کے لیے بھی حکومت نے عوام کے لیے بہت سی سہولیات اس بجٹ

میں فراہم کی ہیں لیکن زراعت کی ترقی کا راز پانی میں ہے۔ اگر کسانوں کو نہری پانی میسر نہیں ہوگا تو ہماری زراعت ترقی نہیں کر سکے گی۔ اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ حکومت نہروں کے ساتھ ساتھ موگہ جات پر ٹیوب ویل نصب کرے اس سے ایک تو سیم میں بھی فرق پڑے گا دوسرا لوگوں کو وافر پانی بھی ملے گا اور ملک غلہ میں بھی خود کفیل ہو جائے گا۔ جناب والا! فیصل آباد کی زرخیز زمین کو سیم گھن کی طرح کھائے جا رہا ہے۔ سیم و تھور کی روک تھام کی سکیم پر فیصل آباد میں فوری طور پر عمل کروایا جائے تاکہ لوگوں کی زمینیں سیم سے بچ سکیں۔

حکومت نے ایک پالیسی شروع کی ہے جس کے تحت کھالہ جات کو پکا کیا جائے گا۔ اس سے زمیندار کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ کیونکہ ہمارا پانی کھالوں میں جانے کی وجہ سے کافی حد تک محفوظ ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس سکیم کو مزید فعال بنا دیا جائے اور موگہ جات سے لے کر زمینداروں کی زمینوں تک پکے کھال بنا دیئے جائیں تو اس سے نہری پانی میں مزید اضافہ ہوگا اور ملک غلہ میں خود کفیل ہو جائے گا۔

پولیس کے لیے بھی موجودہ بجٹ میں ۱۴۰ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ حکومت نے دیہی علاقوں میں تھانوں کے لیے ٹرانسپورٹ اور وائرلیس سسٹم کا اجراء کیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک چھوٹی سی تجویز آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ اے۔ ایس۔ آئی اور سب انسپکٹر تک کے افسران کو بھی موٹر سائیکل الاؤنس کے لیے قرضہ جات فراہم کیے جائیں اور وہ قرضہ ان کی تنخواہوں میں سے آسان اقساط کی صورت میں وصول کیا جائے اس سے بھی جرائم میں کافی حد تک کمی واقع ہو جائے گی لیکن ایک تھانے میں ایک گاڑی سے مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ پولیس کو گاڑیوں کی فراہمی سے یہ بھی فرق پڑے گا کہ پولیس کی نظریں شاید شریف لوگوں کی جیبوں تک نہ جا سکیں۔

بیروزگاری جیسے مسئلے کے حل کے لیے حکومت نے اس سال بہت ساری آسامیاں اس بجٹ میں تفویض کی ہیں۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہ آسامیاں محکموں کو نہ دی جائیں بلکہ یہ کورٹہ ایم پی اے حضرات کے لیے مختص کیا جائے اور ان آسامیوں کو برابری کے اصولوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ اس سے ایک تو ہم اپنے اپنے علاقوں میں بے روزگاری ختم کر سکیں گے۔ دوسرا افسران کی جیبوں میں وہ پیسہ نہیں جائے گا۔ جو وہ رشوت لے کر ایسی آسامیاں پر کرتے ہیں۔

آخر میں میں پھر ایک بار اپنے علاقے کے مسائل کی طرف آتا ہوں۔ جناب والا! میرا علاقہ ضلع فیصل آباد تحصیل سمندری ہے جو کہ بہت ہی پسماندہ ہے سمندری ایک چھوٹا سا شہر ہے اس

میں انڈسٹریل سٹیٹ کا قیام بہت ضروری ہے۔ وزیر اعظم پاکستان جب فیصل آباد میں تشریف لائے تھے تو انہوں نے اس وقت بھی ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا لیکن آج تک اس وعدہ پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ میں اس ایوان کی وساطت سے وزیر اعظم پاکستان کا ان کا وہ وعدہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب وہ فیصل آباد میں تشریف لائے تھے تو انہوں نے سمندری میں انڈسٹریل سٹیٹ قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنے اس وعدہ کو پورا کریں۔

جناب والا! سمندری ایک سب ڈویژن کا درجہ رکھتا ہے۔ اس میں بچوں کے لیے ایک انٹر کالج موجود ہے لیکن سمندری فیصل آباد کی سب سے بڑی تحصیل ہونے کے باوجود یہاں پر کوئی ڈگری کالج نہیں ہے۔ اس لیے میں حکومت سے اس ایوان کی معرفت استدعا کرتا ہوں کہ وہاں فوری طور پر ڈگری کالج کا اجرا کیا جائے۔ گوجرہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ایک سب ڈویژن ہے جو سمندری سے ۱۸ میل کے فاصلے پر واقع ہے جس کے راستے پر ایک شوگر مل بھی موجود ہے۔ گوجرہ میں سوئی گیس بھی موجود ہے۔ اس لیے میں مرکزی حکومت سے گزارش کروں گا کہ تحصیل سمندری کو بھی سوئی گیس فراہم کی جائے۔

میرے حلقہ میں چک نمبر ۲۲۲ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۸، اور مزید ایسے پندرہ قسم کے دیہات کا پانی کڑوا ہے اس لیے یہاں پر واٹر سپلائی سکیمیں اس بجٹ میں شامل کی جائیں۔

میرے حلقہ میں سڑکوں کی بہت کمی ہے گزشتہ بجٹ کے دوران بھی میں نے اپنے حلقے کیلئے دو سڑکوں کی تجویز پیش کی تھی۔ لیکن وہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی نذر ہو گئیں۔ اور انہوں نے یہ کہا کہ یہ تجاویز قابل عمل نہیں ہیں میں گزارش کروں گا کہ اب ان کے طریقہ کار میں تبدیلی کرتے ہوئے چک نمبر ۵۲۷ سے ۵۳۰ تک اور چک نمبر ۲۱۶ سے لے کر ۲۲۶ تک دو سڑکیں تعمیر کی جائیں کیونکہ یہ سڑکیں میرے علاقہ کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہ اس بجٹ میں ان سڑکوں کے لیے ضرور بندوبست کرے۔

آخر میں میں پھر حکومت اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف اور وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک بہت ہی اچھا اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا وزیر اعلیٰ صاحب ابھی تشریف لانے والے ہیں میں اپنی تجاویز بھی ان کے سامنے پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: کیا بجٹ پر بات کریں گے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا ۱۱ بجے میں اپنی تقریر کروں گا۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے ۔ جناب محمد صدیق سالار صاحب ۔

سید حسنات احمد شاہ : جناب سپیکر میں نے ۲۸ تاریخ کے لیے اپنا نام دیا تھا۔ اب میں صرف یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ میرا نام ہے یا نہیں ؟

جناب سپیکر : آپ کا نام ۲۸ تاریخ والی فہرست میں درج ہے لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ میں ایک نام ۲۸، اور ایک نام ۲۹ تاریخ کی فہرست سے پکار رہا ہوں ۔ اور اس کے مطابق میں آپ کو بھی زحمت دوں گا۔

جناب محمد صدیق سالار صاحب، جناب محمد صدیق انصاری صاحب ۔

جناب سردار حسن اختر موکل صاحب (تشریف نہیں رکھتے) جناب ملک جلال دین ڈھکو صاحب۔

ملک جلال دین ڈھکو : بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب سپیکر پنجاب کے ۸۷ - ۱۹۸۶ء کے میزانیہ پر میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس ضمن میں ایک دو گزارشات کرنی چاہتا ہوں۔ پنجاب کا جو میزانیہ اگلے سال کے لیے پیش کیا گیا ہے یہ نہایت متوازن بجٹ ہے اس میں بیروزگاری کے مسئلہ کو بھی کافی حد تک حل کر دیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ تعلیم کے لیے جو ۵ ارب ۸۱ کروڑ روپے کی کثیر رقم مختص کی گئی ہے اس سے صوبہ پنجاب کے لوگوں کو تعلیمی سہولیات میسر آئیں گی ۔ جس کی وجہ سے بیروزگاری کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ اور جہالت میں بھی کمی آ جائے گی اس کے ساتھ ساتھ پولیس کے لیے تھانوں میں وائرلیس سیٹ کی فراہمی اور جیپوں کا انتظام بڑا مستحسن قدم ہے۔ کیونکہ معاشرے میں آئے دن چوریوں، ڈکیتیوں اور دیگر خرابیوں سے معاشرہ بری طرح خراب ہو رہا ہے اور پولیس کو ان آلات کی فراہمی سے ان برائیوں پر کنٹرول کیا جا سکے گا۔ کیونکہ موجودہ دور میں پولیس افسران گھوڑی پر سوار ہو کر اپنے علاقے میں بار بار نہیں جا سکتے اور نہ ہی ان کے پاس اتنا وقت ہے کہ وہ ان جرائم کو کنٹرول کر سکیں ۔ تو اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ہر طرح سے متوازن بجٹ ہے ۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : پوائنٹ آف آرڈر سر۔ میں نے آج روزنامہ "نوائے وقت" میں پڑھا ہے کہ ۸ تاریخ کو گورنمنٹ کی طرف سے چھٹی ہے جبکہ یہاں پروگرام میں دیا گیا ہے کہ ۸ تاریخ کو اسمبلی کا اجلاس ہوگا تو براہ کرم اس پر آپ روشنی ڈال دیں کہ آیا ۸ تاریخ کو اسمبلی کا اجلاس ہوگا یا چھٹی ہوگی ؟

معزز ایوان : ابھی تو بہت دن پڑے ہیں ۔

جناب سپیکر - جناب سید حسنات احمد شاہ صاحب -

سید حسنات احمد شاہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب سپیکر ! میرے نظریے کے مطابق موجودہ بجٹ ایک متوازن بجٹ ہے - پچھلے سال اور موجودہ سال کے بجٹ کا اگر موازنہ کیا جائے تو آپ کو بہت سا فرق نظر آئے گا - اس کی غالباً یہ وجہ تھی کہ پچھلے سال کا بجٹ بناتے وقت مارشل لا کا سایہ موجود تھا - جبکہ موجودہ بجٹ بنانے پر حکومت نے تقریباً ایک سال سخت محنت کی ہے - اپنی پالیسیاں بنائی ہیں اور اس کے بعد پھر یہ بجٹ بنایا گیا ہے اور یہ بجٹ حکومت کی پالیسیوں کی صحیح عکاسی کرتا ہے یہ ایک خسارے کا بجٹ ہے اور اس خسارے کو سنٹرل گرانٹ سے پورا کیا گیا ہے اس میں گزارش ہے کہ سنٹرل گرانٹ میں بھی ہمارا حصہ ہے اور خسارہ کا اصل مقصد کچھ نہیں ہوتا کیونکہ اتنا ہی روپیہ یا اس سے زیادہ روپیہ ہمیں وفاقی حکومت سے مل جاتا ہے اس بجٹ میں ترجیحات میرے نظریے کے مطابق بالکل صحیح ہیں - اوّل ترجیح تعلیم کو دی گئی ہے - دوسرے نمبر پر صحت تیسرے نمبر پہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ اور پھر آب پاشی وغیرہ کا نمبر آتا ہے - اس میں انتظامیہ کو کافی رقم دی گئی ہے - یہ بالکل ٹھیک ہے - اس قسم کی ترجیحات ہماری قوم کے لیے بالکل درست ہیں - لیکن میں ایک گزارش ضرور کروں گا کہ ہر دفعہ خسارے کا بجٹ پیش کرنا کسی طریقے سے بھی احسن کام نہیں یہ تو بڑی معمولی بات ہے آپ عام آدمی کو خوش کرنے کے لیے ہر دفعہ خسارے کا بجٹ پیش کرتے ہیں اور ڈیفی سٹ فنانسنگ نہیں ہوتی - میری ایک دفعہ آپ کے ایک منسٹر صاحب سے اس موضوع پر بات ہوئی تھی - تو میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ آپ مہربانی کر کے اس چیز کو چھوڑ دیں کہ عام لوگ ناراض ہو جائیں گے بلکہ آپ ایسے ذرائع تلاش کیجئے - جہاں پہ آپ ٹیکس لگا سکتے ہوں یہ بات غلط ہے کہ غریب زمیندار جو پہلے ہی پسے ہوئے ہیں - ان پہ ٹیکس وغیرہ لگایا جائے - لیکن ایسے ذرائع موجود ہیں جہاں پہ نئے ٹیکس لگائے جا سکتے ہیں - میں آپ کو اس کے متعلق ایک دو چیزیں بھی بتا سکتا ہوں - مثلاً آپ نے دیکھا ہو گا کہ لاہور میں بڑی بڑی بلڈنگز تعمیر ہو رہی ہیں - بڑے بڑے پلازے بن رہے ہیں - یہ پلازے وہی شخص بنوا سکتا ہے جو کروڑوں روپے کا مالک ہو تو ایسے پلازوں پہ یا ایسی بڑی بلڈنگز ہو یا ایسی کوٹھیوں پر جو بارہ بارہ بیڈ روم کی ہوں یا بارہ بارہ کنال پر مشتمل ہوں - حکومت آسانی کے ساتھ ٹیکس لگا سکتی ہے اور اس سلسلے میں دوسری گزارش یہ ہے کہ کئی صاحبان اس بات پہ خوش ہوتے ہیں

کر بڑی سے بڑی کار رکھی جائے تو جو آدمی بڑی کار رکھنا چاہتا ہوں اس پر بھی ٹیکس لگایا جائے میرے خیال میں جو آدمی ۱۰، لاکھ یا ۱۵ لاکھ روپے کی ایک کار رکھے گا اس پر اگر آپ ایک ہزار روپیہ سالانہ ٹیکس لگا دیں تو کوئی حرج نہیں میرا مطلب ہے کہ ایسے ذرائع اور بھی کئی ہیں جہاں پر آپ ٹیکسیشن کر سکتے ہیں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں آپ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا۔

اس کے علاوہ میری ایک گزارش ہے کہ حکومت کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دے رہی ہے۔ سات مرلہ سکیم پر عمل کر رہی ہے یا بے زمین کاشتکاروں میں زمین تقسیم کر رہی ہے تو اس مقصد کے لیے چند امیر آدمی پر ٹیکس لگانا کسی طریقہ سے بھی بلا جواز نہیں تو اس وجہ سے کسی حکومت کو بھی کوئی بھی آدمی برا بھلا نہیں کہے گا۔ اس میں میری ایک اور گزارش ہے۔ کہ بہت سی ایسی جگہیں ہیں جہاں لوگوں کا مطالبہ ہے کہ دریاؤں پر پل تعمیر کیے جائیں اور ایسی ناگفتہ بہ حالت کی سڑکیں ہیں جہاں پر ٹریفک بہت زیادہ ہے اور حکومت ان سڑکوں کی مرمت کرنے سے معذوری ظاہر کرتی ہے اس کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ حکومت کے پاس فنڈز کی کمی ہے میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ چوا سیدن شاہ تا ہیڈ رسول سڑک کی چوڑائی بہت کم ہے وہاں سے تقریباً ہر منٹ بعد ایک ٹرک گزرتا ہے غالباً اس سے بھی زیادہ وہاں سے ٹریفک گزرتی ہے کیونکہ وہاں سیمنٹ کی دو فیکٹریاں قائم ہیں وہاں سے کوئلہ اور پتھر نکلتا ہے وہاں اتنی زیادہ ٹریفک ہے کہ میرے خیال میں آپ کی جو مین سڑک ہے اس پر سے بھی اتنی ٹریفک نہیں گزرتی ہوگی۔ اس کا طریقہ بیرونی ممالک میں یہ دیکھا گیا ہے کہ جہاں ایسی ضرورتیں ہوں اور اگر محکمہ کے پاس فنڈ نہ ہو تو گورنمنٹ باقاعدہ قرضہ دے کر وہ سڑکیں تعمیر کر دیتی ہے اس کے بعد اس سڑک پر ٹول ٹیکس لگا دیا جاتا ہے میں نے خود جرمنی انگلینڈ اور سارے یورپ میں یہی دیکھا ہے تقریباً جہاں بھی ہم گئے وہاں نئی بنی ہوئی سڑک پہ ٹول ٹیکس لگا ہوا تھا لیکن وہ ٹول ٹیکس ہمارے نافذ کردہ ٹول ٹیکس کی طرح نہیں ہوتا ہے کہ ایک دفعہ ٹیکس لگا دیا تو وہ بھی ہمیشہ چلتا ہی رہتا ہے۔ اس کے برعکس بیرونی ممالک میں ہوتا یہ ہے کہ جب نئی سڑک کی قیمت پوری ہو جاتی ہے تو اس کا ٹول ٹیکس ختم کر دیا جاتا ہے اور اس کے بعد کوئی نئی سڑک بنا دی جاتی ہے اور وہاں ٹول ٹیکس نافذ کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس طریقہ سے یہاں بھی گورنمنٹ کو خود کوئی پیسہ خرچ نہیں کرنا پڑے گا۔ اور آپ کی جو صوبہ میں سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کی ضروریات ہیں وہ پوری ہو جائیں گی۔ وہ محض اس لیے رکی ہوئی ہیں کہ حکومت کے پاس فنڈز نہیں ہیں اور جو پل نہیں تعمیر ہو رہے ہیں۔ وہ آسانی سے بن سکتے ہیں۔ اگر آپ متذکرہ طریقہ کو رائج کریں۔ ٹول ٹیکس لگائیں

اور جب پیسہ پورا ہو جائے۔ تو ٹول ٹیکس کو ختم کر دیا جائے۔

اس کے بعد ایک اور بہت ضروری ایڈمنسٹریشن کی مد ایسی ہے جس سے آپ کافی رقم کو بچا سکتے ہیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ کسی میٹنگ میں چیف منسٹر صاحب نے غالباً ایک کمیٹی بھی تشکیل دی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ کئی ایسے محکمے ہیں جو وافر ہیں یا جن کی ضرورت نہیں ان میں ایک دو محکموں کی نشاندہی بھی کی گئی تھی۔ غالباً ایک فوڈ کا اور ایک اور محکمہ تھا۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر یہ محکمے نہ بھی ہوں تب بھی ہماری ایڈمنسٹریشن چل سکتی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ آپ مجھے موقع دیں میں کم ازکم بیسیوں ایسے محکمے بتا سکتا ہوں جو بالکل فضول ہیں۔ ان کی قطعی ضرورت نہیں۔ اور ان میں بھرتی زیادہ تر شخصی فائدے کے لیے کی جاتی ہے۔ اس میں ایڈمنسٹریشن یا ملک کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ تو میں چیف منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ازراہِ کرم اس ہاؤس کی ایک کمیٹی تشکیل دیں جو اس بات کا جائزہ لے کہ کون کون سے محکمہ جات کے بغیر بھی ہمارا گزارا ہو سکتا ہے۔ یہاں پر بڑی Top heavy Administration چل رہی ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ سیکرٹریٹ میں ۸۰ ڈپٹی سیکریٹریز میں سے صرف ۷/۵ کام کرتے ہوں گے باقی بالکل کام نہیں کرتے۔ اس طریقے سے اور محکمہ جات اور پوسٹیں ہیں مثلاً کسی صاحب نے کہا تھا کہ کمشنر کی پوسٹ وافر ہے۔ اصل کام جو کسی کو پڑتا ہے وہ گورنمنٹ میں جا کر ہوتا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ یہ بات درست ہے۔ اس کا جائزہ لینے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دینی چاہیے۔ جو فیصلہ کرے کہ ایڈمنسٹریشن کی مد میں کس طرح بچت کی جا سکتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نئے سکولوں کا اجراء بہت اچھا اقدام ہے۔ میرے خیال میں حکومت نے بہت اچھا کام کیا ہے کہ تعلیم کے لیے اتنی خطیر رقم مختص کی ہے کیونکہ ہم سب کا یہ مطالبہ تھا یہ اچھی بات ہے کہ سکول اور ہسپتال بن رہے ہیں یا ایڈمنسٹریشن پر خرچ کیا جا رہا ہے لیکن اس بات کو بھی دیکھنا چاہیے کہ آیا نئے سکولوں کے اجراء سے غریب عوام کو فائدہ پہنچ رہا ہے یا نہیں؟ کیونکہ اگر آپ سکول بنا دیں گے اور وہاں ماسٹر کوئی بھی تعینات نہ ہو گا یا ایسے سکول ماسٹر لگائے جائیں گے جو اپنے فرائض منصبی صحیح طریقے سے نہ نبھا سکے تو ایسے سکولوں کے

کے اجراء کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں دوسری بات یہ ہے کہ آپ کے موجودہ سکولوں کی عمارات کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے۔ میں ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ بیشتر پرائمری سکولوں کی چھتیں نہیں ہیں۔ آپ خود ہی تصور میں کر لیجئے کس طریقے سے وہاں جا کر تعلیم حاصل کریں گے۔ اس سلسلہ میں میری پہلی گزارش ہے کہ ساری ایڈمنسٹریشن کو برائے مہربانی عادل بنائیں تو پھر آپ کی یہ ترجیحات یا پروگرام انشاء اللہ تعالیٰ ضرور کامیاب ہو جائے گا۔ (گھنٹی بجی) جناب والا مجھے اجازت دیجئے۔ میرے دو چار اور پوائنٹس ہیں۔

اس کے بعد جناب والا گزارش یہ ہے کہ ایک اور سلسلہ چل نکلا ہے کہ دو تین سال سے کہیں ضلعے کہیں ڈویژن اور کہیں تحصیلیں بن رہی ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ یہ نہیں بننے چاہئیں۔ یہ انسان کی ضروریات ہوتی ہیں لیکن دیکھنا صرف یہ ہے کہ administrative units آیا یہ سارا کام کافی سوچ بوجھ کے بعد ہو رہا ہے۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں۔ میری اپنی تحصیل کو کاٹ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ تحصیل پنڈدادنخان ۸ میل چوڑی اور ۸۰ میل لمبی ہے۔ اس میں کونسے ایسے جغرافیائی عوامل ہیں۔ محض چند آدمیوں کو خوش کرنے کے لیے آپ نے بہت سے آدمیوں کو ناراض کر دیا ہے۔ میں بالکل صحیح عرض کر رہا ہوں کہ ہمارا ایک قصبہ ڈنڈوت ہے۔ ڈنڈوت شہر چکوال ضلع میں ہے اور اس کی زمین پنڈدادنخان میں ہے۔ وہاں ایسے کئی گاؤں ہیں کہ جہاں آدمی پیدا پنڈدادنخان میں ہوتے ہیں اور دفن چکوال میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ قبرستان وہاں سے زیادہ سے زیادہ دس یا بیس گز کے فاصلے پر ہے۔ تو میرے کہنے کا مقصد ہے کہ ایسے کام خدارا دیکھ کے نہایت سوچ و بچار کے بعد کیے جائیں۔ انگریزوں نے جو ضلعی حدود قائم کی تھیں اگر آپ حضرات اور اپوزیشن اس کے مطالعہ کی جسارت کریں تو پتہ چلے گا کہ انہوں نے کیسی حد بندیاں کی تھیں۔ اگر آپ نے یہ حدود توڑنی ہیں۔ تو بڑی خوشی سے توڑیئے لیکن کم از کم تمام حالات مدِ نظر رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک ہی پٹوار خانے کو دو یا تین حصوں میں تقسیم کر دیں۔

اخیر میں جناب اتنی گزارش کروں گا کہ جہاں تک ضلع کی ایڈمنسٹریشن کا تعلق ہے۔ میں اس کی اہلیت کی بات کر رہا ہوں برائے مہربانی آپ وہاں ایسے افسر تعینات کریں۔ جو نیک نام ہوں اور بدعنوان نہ ہوں نیز غریب عوام کی امنگوں کے خلاف نہ ہوں کئی ایسے افسر بھی ضلع میں لگے ہوئے ہیں جو اب بھی اپنے آپ کو صاحب محسوس کرتے ہیں اور کسی غریب آدمی سے ملنا بھی گوارا نہیں کرتے یہ سب میرے بھائی بیٹھے ہیں۔ کئی آدمی اچھے بھی

ہوں گے۔ لیکن بہت سے اضلاع میں ایسے افسران موجود ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا ایس پی کی پوسٹ کو آپ تھوڑا سا تقدس دیں وہاں کم از کم سینئر افسران لگائیں جن کا تجربہ ہو۔ آپ انہیں وہاں محض ٹریننگ کے لیے نہ لگائیں مجھے علم ہے کہ یہ ساری آسامیاں کس طرح پر ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں کوشش ہوتی ہے کہ ہر ایک افسر کو باہر ہی کسی جگہ پر لگا دیا جائے۔ مثلاً فلاں افسر سیکرٹری کے دفتر میں ہے تو اسے ڈی سی لگا دو یا پھر اسے سیکرٹریٹ میں لگا دو۔ یہ بات درست ہے لیکن ہونا یہ چاہیے کہ ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن میں بھیجے جانے والے افسران کو پہلے سے کافی تجربہ ہونا چاہیے۔ اس کے بعد انہیں باہر تعینات کیا جائے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ کی ایڈمنسٹریشن صحیح طریقے سے نہیں چل سکے گی۔ اس سلسلہ میں عدالتی نظام کے متعلق سب سے ضروری بات میرے ذہن میں آتی ہے۔ آپ سب صاحبان جانتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے مقدمات پر سالہا سال لگ جاتے ہیں۔ اگر ایک مقدمہ سول کا بن جائے تو میرا خیال ہے بیس سال تک اس کا فیصلہ نہیں ہوگا۔ اگر آپ ایک معمولی کیس کو عدالت میں لے جائیں تو اس کے فیصلہ ہونے میں دو تین یا چار سال لگ جائیں گے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ خدارا ان پرانی چیزوں کو چھوڑ کے کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کیا جائے جس سے غریب عوام کا فائدہ ہو۔ میں نے گزارش کی تھی کہ امریکہ کی طرز پر یورپ میں پیپلز کورٹس بنائی گئی ہیں۔ اس کا پیپلز پارٹی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان پیپلز کورٹس میں پبلک کے ۲، ۳ نمائندے ہوتے ہیں اور ان کی بمعاونت مجسٹریٹ کرتا ہے اور یہ وہ کیسز لیتے ہیں۔ non-transferable ہوتے ہیں۔ جن کی سزا دو سال سے کم ہو۔ اگر سول کیس ہے۔ تو بیس تیس ہزار روپیہ سے کم مالیت کے وہ کیس لیتے ہیں۔ میں نے خود ٹی وی پر ایسی پیپلز کورٹس کو ایک گھنٹے میں چھ یا سات مقدمات نپٹاتے دیکھا ہے دو چار گواہوں کے بیانات سن کر اسی دن فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ یہاں کسی صاحب نے فرمایا تھا کہ عدلیہ اور انتظامیہ الگ الگ ہو۔ میں ان تمام چیزوں کو سمجھتا ہوں۔ جوڈیشل کیسز اور دفعہ ۳۰ کے مقدمات آپ عدالتوں میں بھیجئے اور چھوٹے کیسز کے لیے پیپلز کورٹس تشکیل دیں، ان میں بھیجیے۔ اس طرح کروڑوں روپیہ جو مجسٹریٹوں کی تنخواہوں وکیلوں کی فیسوں اور لوگوں کے آنے جانے پر خرچ ہوتا ہے کم از کم یہ بچ جائے گا۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ۷۰/۸۰ فیصد مقدمات کے فیصلوں پر ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ ان سمری کورٹس کا بنانا بہت ضروری ہے۔ آخر میں پھر بجٹ

کی طرف آتا ہوں ۔ مجھے بے انتہا خوشی ہے ۔ مجھے خوشامد کرنے کی عادت نہیں یہ بجٹ ویلفیئر اور محض غریبوں کے مفاد کا بجٹ ہے ۔ اس میں کسی امیر آدمی کے مفاد کو ملحوظ نہیں رکھا گیا اور صرف دیہات میں اور شہروں میں رہنے والے غریبوں کے لیے ہے ۔ اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب اور فنانس منسٹر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر : جناب راجہ محمد خالد خاں صاحب ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر ! چیف منسٹر صاحب تشریف لائے ہیں ۔ جس تشویش کا اظہار کیا گیا تھا ۔ وہ ان کے سامنے پیش کر دی جائے کیونکہ ان کو اور بھی بہت سی مصروفیات ہیں اگر اجازت فرمائیں تو میں ایوان کی طرف سے ترجمانی کر دوں کہ ان کی عدم موجودگی میں چند اخباروں کی اطلاع کے مطابق ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مرکزی حکومت زرعی آمدنی پر انکم ٹیکس لگانا چاہتی ہے اس میں دو تین مغالطوں کو میں دور کر دوں ۔ کاشتکار پہلے سے ہی منافع بخش آمدنی حاصل نہیں کر رہا اور اس وقت وہ خسارے میں جا رہا ہے اسے صحیح قیمتیں نہیں مل رہی ہیں ۔ وہ عشر اور آبیانہ بھی ادا کرتا ہے ۔ اس میں اتنی سکت نہیں کہ وہ مزید ٹیکس کا بوجھ برداشت کر سکے ایک ہے ایگریکلچر انکم ٹیکس کا مقصد ہے کہ ۱۲۵ ایکڑ سے زیادہ زمین پر ٹیکس کے علاوہ ایگریکلچر انکم ٹیکس لگ رہا ہے اب جو نئی تجویز آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ ایگریکلچر سیکٹر میں انکم ٹیکس ایگریکلچر انکم پر لگایا جائے ۔ اس سے پنجاب کی دیہی آبادی کی معیشت تباہ حال ہو جائے گی ۔ ہم زمینداروں کو تنگ کریں گے کیونکہ زمینداروں کے پاس تو حساب ہوتے ہی نہیں ۔ ہم یہ کیسے بتائیں گے کہ کتنا ڈیزل خرچ ہوا ہے اور جن زمینداروں کو ٹریکٹر نصیب نہیں وہ ہل چلاتے ہیں وہ اپنا حساب کیسے دیں گے یہ ساری مشکلات پیدا ہوں گی ۔ اس ایوان کی متفقہ رائے کا اظہار کر کے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ابھی ابھی پرائم منسٹر اور وفاقی وزیر خزانہ تک اس ایوان کے احساسات کو پہنچائیں ایسا نہ ہو کہ شام کو ہماری زندگی اور موت کا فیصلہ ہو جائے اور ہماری معیشت کو تباہ کر دے ۔ اس ایوان میں جو حضرات سمجھتے ہیں کہ چیف منسٹر صاحب اقدام کریں ۔ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو کر چیف منسٹر صاحب سے استدعا کریں کہ وہ ہماری آواز بلند کریں ۔

اس سیکٹر میں ایگریکلچر پر انکم ٹیکس عائد نہیں ہونا چاہیے یہ ہماری برداشت سے باہر ہے جو حضرات میری تائید کرنا چاہتے ہیں وہ مہربانی کر کے چیف منسٹر صاحب سے استدعا فرمائیں ۔

جناب وزیر خوراک : جناب والا ! اپنی سیٹوں پر کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں ۔

چیف منسٹر صاحب کے آنے سے قبل یہاں بات ہوئی تھی ۔ اور یہ بات ایوان کے نوٹس میں لائی گئی کہ چند اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ایگریکلچر انکم پر ایک ٹیکس عائد کیا جا رہا ہے ۔ اس بارے میں تمام ہاؤس کی متفقہ رائے تھی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش کی جائے کہ آپ تمام ہاؤس کی متفقہ رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے وفاقی وزیر خزانہ اور وزیر اعظم سے بات کریں ۔ ہمارے ملک میں agricultural economy کے بارے میں عرض دوں کہ زرعی پیداوار کی قیمتوں پر حکومت خود کنٹرول کرتی ہے ۔ اوپن مارکیٹ میں اپنی مرضی سے قیمتیں طے نہیں ہوتیں ، لیکن کھاد ہو کیڑے مار ادویہ ہوں اور چاہے ٹریکٹر ہو یہ تمام چیزیں جو خواہ امپورٹ ہوتی ہیں یا ملک کے اندر پیدا ہوتی ہیں ۔ یہ زمیندار اپنے اضافی اخراجات کے طور پر ایگریکلچر پر خرچ کرتا ہے اور ان کی اتنی زیادہ قیمتیں ہیں کہ زمیندار کے کنٹرول قیمت کے مقابلے میں وہ خسارے میں رہتا ہے ۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زمینداروں پر کوئی ٹیکس نہیں ۔ اس بارے میں عرض ہے کہ ہر زمیندار پر بالواسطہ طور پر ٹیکس موجود ہیں ۔ اس کے علاوہ آبیانہ مقامی ٹیکس اور اس قسم کے دیگر کئی ایک اخراجات ہیں جو برداشت کئے جاتے ہیں ۔ آپ نے ہمارے ملک کی حالیہ سروے اکنامکس رپورٹ میں پڑھا ہوگا ۔ اس سے پہلے بھی گورنمنٹ نے ایک اکنامک سروے جاری کیا تھا ۔ جو اخبارات میں بھی آیا تھا ۔ اس میں درج تھا کہ زرعی پیداوار ایگریکلچر سیون پوائنٹ سے فائیو پوائنٹ تک کم ہوگئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے بتدریج ایگریکلچر پیداوار میں کمی واقع ہو رہی ہے اور لوگوں کو اس میں پہلے جیسی دلچسپی نہیں رہی اور وہ اپنا آبائی پیشہ چھوڑ کر دیگر پیشوں کو اپنا رہے ہیں ۔ ہم نے اپنی economic base جو ایگریکلچر پر محیط ہے اور جسے ہم ملکی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں ۔ اس کو قائم رکھنا ہے یہ صحیح ہے کہ پہلے ہی زمیندار اور کاشتکار پر ٹیکس کی بھرمار ہے ۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ ہم کھڑے ہو کر اس مسئلے پر اظہار کریں یہ ہاؤس کی متفقہ رائے ہے کہ آپ سے استدعا کی جائے اور آپ اس بات کا نوٹس لیں اور وفاقی حکومت سے روابط قائم کریں اس سلسلے میں بات کریں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب وزیر اعلیٰ ۔ محمد نواز شریف : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب والا میری غیر حاضری میں جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے بتایا ہے کچھ بحث ہوئی زمینداروں کی انکم پر ٹیکس لگانے کی بات ہوئی ، اس سلسلہ میں میں پچھلے دنوں اسلام آباد میں موجود تھا اور وہاں کابینہ

کی میٹنگ بھی ہوئیں ۔ اس کے علاوہ میری وفاقی وزیر خزانہ اور وزیراعظم صاحب کے ساتھ خاصی تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوئی، لیکن جہاں تک بجٹ کا معاملہ ہے اس کے بارے میں منسٹر صاحب اپنے ایک آدھ ساتھی کے علاوہ تفصیل کیساتھ کسی اور سے زیادہ ذکر نہیں کرتے کیونکہ تجاویز ہمیشہ صیغہ راز میں رکھی جاتی ہیں ۔ مجھے قائد حزب اختلاف نے بھی اس بات کی اطلاع دی تھی۔ ایک اخباری خبر اس مسئلہ کی بنیاد ہے ۔ میں اس ایوان میں پنجاب کے ساڑھے پانچ کروڑ عوام کی میں نمائندگی کرتا ہوں جتنے بھی ہمارے معزز اراکین یہاں تشریف فرما ہیں یہ سب پنجاب کے ساڑھے پانچ کروڑ عوام کے نمائندے ہیں اور ان ساڑھے پانچ کروڑ عوام میں ۷۰ فیصد دیہات کے لوگ ہیں اور زراعت سے منسلک ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر زیادتی ہوگی کہ ان ۷۰ فیصد لوگوں کے مسائل کو ہم نہ سمجھیں اور ان کے مفاد کے خلاف کوئی قدم اٹھائیں تو یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ زیادتی ہوگی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

بعض لوگ مجھے صرف صنعت کار تصور کرتے ہیں، لیکن مجھے کاشتکاری سے بھی گہرا لگاؤ ہے اور میری اپنی بھی زمین ہے ۔ صرف یہ بات نہیں کہ میری بھی زمین ہے اور میں اس لالچ میں پڑ جاؤں اور ذاتی مفاد حاصل کروں ۔ پنجاب کی حکومت دیہات کے لوگوں کاشتکاروں اور زراعت پیشہ افراد کے لیے جو کچھ کام کر رہی ہے وہ اس بجٹ کے اندر اچھی طرح دکھایا گیا ہے ۔ یہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہماری ترقی کا بیشتر حصہ دیہات میں سرانجام دیا جا رہا ہے ۔ دیہات والے چونکہ کاشتکاری اور زراعت کے پیشے سے منسلک ہیں اس لیے ہم بالواسطہ اور بلاواسطہ ان کے مفاد کا خیال رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن جہاں تک زیر بحث مسئلہ کا تعلق ہے وفاقی حکومت نے اس سلسلے میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا ۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو میں اس کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کروں گا ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج شام وفاقی بجٹ پیش ہونے والا ہے چنانچہ میں ابھی ان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں گا ان تک میں اپنی اور اس معزز ایوان کی آواز پہنچانے کی کوشش کروں گا ۔ اپنے اور اس ایوان کے جذبات اور احساسات ان تک پہنچانے کی کوشش کروں گا ، نہ صرف یہ بلکہ پوری کوشش کروں گا بلکہ یہ اطمینان کروں گا کہ ایسا نہ ہونے پائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

کاشتکاروں کے مفادات کا تحفظ ہم سب کا فرض ہے ۔ یہ ایک ایسی کلاس ہے جسے محنت

کا صحیح صلہ نہیں ملتا، وہ لوگ بہت محنت کرتے ہیں۔ سب کچھ چھوڑ کر دن رات اس کام پر لگے رہتے ہیں۔ اس حساب سے ان کی محنت کا صحیح صلہ انہیں نہیں ملتا ان کو ان کی محنت کا صلہ دینے کے لیے جب بھی کبھی ایسا موقع آیا ہم نے ہاتھ سے نہیں جانے دیا چاہے کابینہ کی میٹنگ یا وفاقی حکومت کے سامنے صلاح مشورہ ہو ہم نے ہمیشہ بھرپور کوشش کی ہے کہ ان کے صلے کو بہتر بنایا جائے اور زرعی اجناس کی قیمت کو بڑھایا جائے۔ جو کچھ بھی ہم کر سکتے ہیں۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ آج مجھے وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے ایک سال ہو چکا ہے، ہم نے بعض فصلوں کی قیمتوں میں مثالی اضافہ کیا ہے ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش اور محنت کی ہے اور اپنی طرف سے اس کیس کو مرکز میں پیش کیا جس کی حالیہ مثال آپ کے سامنے چاول کی فصل کی صورت میں موجود ہے۔ ہم نے اس کی قیمت کو تین یا چار روپے نہیں بلکہ بیسیوں روپے کے حساب سے بڑھایا، چاول کی فصل میں compulsory procurement کو بھی ہم ختم کروانے میں کامیاب ہوئے جو پچھلے کئی دہائیوں سے چل رہی تھی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اس سے چاول کے کاشتکاروں اور زمینداروں پر بہت خوشگوار اثر پڑے گا۔ اسی طرح باقی جو فصلیں ہیں ان کی قیمتوں کے بارے میں بھی کوشش ہوگی۔ ہم انشاءاللہ اپنے حقوق کے لیے منبر لڑیں گے اور انہیں حاصل کرنے کی بھرپور جدوجہد کریں گے۔ میں کوشش کروں گا کہ اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے آج ہی اور ابھی رابطہ قائم کر کے کہوں گا اگر خدانخواستہ کوئی ایسی چیز بجٹ میں ہے تو اس کو فوری طور پر واپس لیا جائے۔ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے سب سے زیادہ عوام یہاں رہتے ہیں اور سب سے زیادہ آبادی جو زراعت سے منسلک ہے وہ اسی صوبے میں آباد ہے۔ اس کے مفاد کا خیال رکھنا نہ صرف میرا بلکہ وفاقی حکومت کا بھی فرض ہے۔ انشاء اللہ اس مقصد کے حصول کے لیے زمیندار ہوں یا کاشتکار وہ مجھے اپنے شانہ بشانہ لڑتے ہوئے پائیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر آپ کو شاید اس بات کا علم نہیں میں اس معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں۔ اس دفعہ جب بجٹ کے بارے میں ہماری میٹنگز فیڈرل گورنمنٹ سے ہو رہی تھیں۔ اس کے بعد نیشنل اکنامک کونسل میں بھی ہم موجود تھے۔ ہمارے بجٹ کے خسارے

پورا کرنے کے لیئے وفاقی حکومت کی تجویز تھی کہ مزید ٹیکس لگائیں اس خسارے کو کسی حد تک پورا کرنے کے لیے وفاقی حکومت نے کہا تھا کہ ہم پنجاب کو گرانٹ کی شکل میں فنڈز دیں گے تاکہ ہم اپنا خسارہ پورا کر سکیں وفاقی حکومت کی طرف سے تجویز تھی کہ کیوں نہ ہم اپنا آبیانہ بڑھائیں آپ بتائیں ایک طرف بعض مخالف قوتیں اس بات کا پرچار کرتی ہیں کہ ہم آبیانہ سرے سے ختم کر دیں گے ۔ آپ نے ان کا بھی بیان اخبار میں پڑھا ہو گا۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم آبیانہ ختم کر دیں گے میں سمجھتا ہوں آبیانہ ختم کرنا ۔ شاید ممکن نہیں لیکن اس طرح کے بیانات جاری کر کے سستی شہرت حاصل کرنا سمجھ میں نہیں آتا ہے ۔ میں نے یہ کہا کہ ایک طرف تو آپ کے مخالف اس طرح کے بیانات جاری کرتے ہیں دوسری طرف آپ دباؤ ڈالتے ہیں کہ ہم آبیانہ کو بڑھائیں ۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے کھڑا ہوں اور محسوس کر رہا ہوں کہ آبیانہ بڑھانے کا قطعاً کوئی جواز نہیں اس کے لیے ہمارے ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ کو چاہیے کہ وہ اپنی کوتاہیوں کو ختم کرے اور اپنی کوتاہیوں کا بوجھ زمینداروں پر نہ ڈالے ۔ آج اگر آبیانہ کی شرح بڑھانے کے متعلق غور و خوض کیا جا رہا ہے یا کسی کوارٹر سے ہم پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ آبیانہ کی شرح بہت زیادہ ہے ۔ اور وہ قیمت ہم پوری طرح سے زمیندار یا کاشتکار سے وصول نہیں کر رہے یہ تاثر بالکل غلط ہے ۔ ہمارے ہاں پانی کا جتنا ضیاع ہوتا ہے شاید ہم اس کو محسوس نہیں کرتے ہیں over heads کا احساس نہیں ۔ میں خاص طور پر وزیر آبپاشی سے کہوں گا کہ وہ اپنے محکمے کے ساتھ میٹنگز کریں اور جن جن دیگر محکمہ جات کا تعلق زراعت کے ساتھ ہے ان کو بھی ساتھ بٹھائیں ایک تو پانی کا ضیاع ختم کریں اور اپنے over heads کو کم کریں تاکہ ہمارے لیے جواز پیدا ہو جائے کہ ہمیں آبیانہ بڑھانے کی فکر تو نہیں رہی اگر ہم زمینداروں اور کاشتکاروں کی بہتری کے لیے آبیانہ کم کر سکیں تو یہ ہمارے لیے بہت بڑی بات ہو گی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جیسا کہ ایک معزز رکن نے ابھی کہا کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ top heavy ہیں میں ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ کو بھی top heavy تصور کرتا ہوں ۔ اور میں اس کے لیے خاص طور پر کہوں گا کہ وہ آئندہ مالی سال میں سوچ کر مکمل طور پر ایسے اقدامات کریں جس سے آپ کے آبیانہ کی قیمت کا گورنمنٹ کے خزانے پر بوجھ نہ پڑے یہ خزانے پر بہت بڑا بوجھ ہے ۔ آپ براہ مہربانی اس کو کم کرنے کیلئے ایسے اقدامات کریں کہ اس کا فائدہ نہ صرف گورنمنٹ کو پہنچے بلکہ زمینداروں اور کاشتکاروں کو بھی پہنچنا چاہیے ۔

جہاں تک باقی inputs کا تعلق ہے۔ وزیر زراعت نے اس بارے ایوان میں بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک کاشتکاروں کو زرعی اجناس کی بہتر قیمت دینے کا تعلق ہے حکومت کی کوشش یہ ہوتی ہے وہ اس قیمت کو پرکشش بنا کر زمینداروں اور کاشتکاروں کے سامنے پیش کرے تاکہ وہ یہ محسوس نہ کریں، ان کی محنت کا انہیں صحیح معاوضہ نہیں ملتا۔ ایک تو معاوضہ اور دوسرا inputs کو کم کرنے کے بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کو ضرور اس پر غور کرنا چاہیے۔ جب کبھی بھی ایسے اقدامات کیے جاتے ہیں تو پنجاب سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ زمینداری بھی اسی صوبہ میں ہوتی ہے اس لیے اس معزز ایوان کو آپ کی وساطت سے اور اس بات کی یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ جب بھی کبھی ایسا معاملہ پیش آیا انشاءاللہ پنجاب اس میں بھرپور کردار ادا کرے گا اور کاشتکاروں کے مفاد کا پورا خیال اور تحفظ کرے گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم اپنے صوبے میں رہتے ہوئے انشاءاللہ اس صوبے کے کاشتکاروں کی بھرپور خدمت کریں گے۔ چاہے وہ زراعت کے میدان میں ہو rural developments کے میدان میں ہو اس کا بالواسطہ یا بلاواسطہ زراعت پر اثر پڑتا ہے۔ انشاءاللہ ہم اپنا بھرپور کردار ادا کرتے رہیں گے اور ساتھ ہی ساتھ وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کرتے رہیں گے کہ وہ بھی زمینداروں کے لیے آسانی پیدا کریں، مشکلات پیدا نہ کرے۔

جہاں تک انکم ٹیکس کا تعلق ہے جس کا ذکر جناب مخدوم صاحب نے کیا ہے میں اس معزز ایوان کو یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں انشاءاللہ ہمارے ہوتے ہوئے زمینداروں اور کاشتکاروں کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار محمد صادق خان صاحب: جناب سپیکر میں چند الفاظ ایوان اور اپنی طرف سے کہنے کی جسارت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اسی مسئلہ پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔؟

سردار محمد صادق خان: میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا چیف منسٹر صاحب کی سٹیٹمنٹ کے بعد اسکی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

سردار محمد صادق خان: میں اسی سٹیٹمنٹ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں

میں ایوان اور اپنی طرف سے قائد ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایوان کے جذبات کی قدر کی ہے۔

جناب فضل حسین راہی : پوائنٹ آف آرڈر۔ ایوان کی طرف سے کس طرح۔ ایوان میں تو ہم لوگ بھی شامل ہیں۔ یہ اپنی طرف سے شکریہ ادا کریں۔ شکریہ ادا کرنے کے لیے وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر انہیں شکریہ ہی ادا کرنا ہے۔ تو وزیر اعلیٰ کے چیمبر جا کر کر سکتے ہیں۔

سردار محمد صادق خان : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حزب اختلاف کے قائد کی بھی یہ خواہش تھی۔ یہ انہی کا مطالبہ تھا اور ساتھ ہی اس ایوان کا متفقہ مطالبہ تھا۔ راہی صاحب کا نہیں۔ یہ تمام ہاؤس کا متفقہ مطالبہ تھا کہ جناب وزیر اعلیٰ اس مسئلہ کو اٹھائیں اس لیے تمام ہاؤس کے رویے سے پتہ چلتا ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے ہماری گزارشات پر بہت مہربانی سے غور وخوض کیا اور اس معاملہ کو وفاقی حکومت تک پہنچایا۔

جناب سپیکر : آپ سب حضرات تشریف رکھیں۔

آج صبح agricultural produce پر ٹیکس کے سلسلے میں اس معزز ایوان میں زبردست تشویش کا اظہار کیا گیا تھا جس سے معزز ایوان کی رضامندی سے وزیر زراعت قائد حزب اختلاف مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب۔ سید اقبال احمد شاہ صاحب اور سردار لغاری صاحب پر مشتمل ایک کمیٹی جناب چیف منسٹر صاحب کو اس معزز ایوان کی تشویش سے آگاہ کرنے کے لیے بنائی گئی جنہوں نے جا کر جناب چیف منسٹر سے بات کی۔

یہ کمیٹی اس سارے معزز ایوان پر مشتمل تھی اس کمیٹی میں حزب اقتدار یا حزب اختلاف کا کوئی سوال نہ تھا۔ سارے ایوان کی طرف سے یہ پر زور مطالبہ تھا۔ چنانچہ چیف منسٹر صاحب کے مسرت بخش بیان اور واضح یقین دہانی کے بعد اب اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں۔

سید اقبال احمد : جناب سپیکر، میں ایک گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر : میں اس پر بات کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب راجہ محمد خالد خان صاحب۔

راجہ محمد خالد خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم سے محبتوں کی نمائش ہو نہ سکی
ہاں، اتنا جانتے ہیں تجھے چاہتے ہیں ہم

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا، میزانیہ ۸۷-۱۹۸۶ء کو مجموعی طور پر متوازن قرار دیا جا سکتا ہے۔ سب سے پہلے میں زراعت کے بارے عرض کروں گا۔ گو مجھ سے قبل بیشتر مقررین اظہار خیال کر چکے ہیں جن کے بعد مجھ جیسے مقرر کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی۔ پھر بھی میں اپنے جذبات کا اظہار کیے دیتا ہوں۔

جناب والا! اس ایوان کی اکثریت زمیندار گھرانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ گزشتہ برس بھی میں نے گنے کی فصل کا تجزیہ پیش کیا تھا۔ کہ اگر ایک زمیندار پانچ سو من گنا پیدا کرتا ہے۔ تو اس پیداوار پر اٹھنے والے اخراجات بھی بمشکل پورے ہوتے ہیں۔ وہ اخراجات کھاد، زمین کی تیاری اور بیج وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ اگر زمیندار پانچ سو سے آٹھ سو من تک گنا پیدا کرتا ہے تو تین سو من گنے کی فروخت سے جو رقم اسے حاصل ہوتی ہے، اس میں سے بار برداری، محصول اور دیگر اخراجات منہا کرنے کے بعد اسے جو کچھ بچتا ہے۔ وہ اس کی اصل آمدنی کہلاتی ہے اس کے برعکس صنعتکار آٹھ سو من گنے پر منافع کما تا ہے تو جناب والا، میری یہ گزارش ہے کہ اس تفاوت کو دور کیا جائے۔ اب کھاد کی قیمت پر subsidy ختم کر کے زمیندار کا مزید گھیراؤ کیا جانا مقصود ہے جو کسی طرح بھی قابل قبول اور قابل ستائش نہیں۔ اس پر نظر ثانی کی جائے اور زمیندار کی پیداواری اجناس کی قیمت بڑھا کر زراعت کا جو ملکی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے تحفظ کیا جائے۔

جناب والا! اب میں ٹیکسوں کی طرف آؤں گا۔ کوئی نیا ٹیکس نہ لگانے کی خوش خبری سنا کر وزیر خزانہ نے خوب داد حاصل کی۔ جناب والا! ہر ذی شعور اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ نظام حکومت ٹیکسوں سے چلا کرتے ہیں۔ میں ایک بات کہنے کی جرأت کروں گا کہ یہ غریب ملک ہے۔ لیکن اس کے پاس امیر لوگ بھی ہیں۔ لاہور آ کر ہمیں اپنی غربت کا احساس نہیں رہتا۔ یہ بڑی بڑی عمارات، بڑی بڑی کوٹھیاں لمبی لمبی کاریں اور اتنے بڑے بڑے پلازے! یہ دولت کہاں سے آئی ہے۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ ٹیکسوں کے نظام پر نظر ثانی کی جائے اور غریبوں کو متاثر کیے بغیر نئے ٹیکس لگانے میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔

پولیس کے بارے میں کافی مقررین اظہارِ خیال کر چکے ہیں۔ میں صرف ایک بات عرض کروں گا۔ میں ایک واقعے کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں

کہ حال ہی میں گوجر خان میں وقوع پذیر ہونے والا ایک واقعہ جس میں پانچ قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور کئی افراد زخمی ہوئے۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ڈاکو اور سمگلر تو کلاشنکوفوں سے مسلح تھے مگر پولیس کے اہلکار صرف رائفلز ۳۰۳ سے مقابلہ کر رہے تھے۔ تو میں استدعا کروں گا کہ پولیس کو جدید ترین اسلحے سے لیس کیا جائے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ : پوائنٹ آف آرڈر۔ راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ چار پانچ جانیں ضائع ہوئیں۔ حقیقت میں وہ اہلکار اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے قانون کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ ان کی جانیں ضائع نہیں ہوئیں۔ انہیں شہادت کا درجہ حاصل ہوا ہے۔

راجہ محمد خالد خان : اب میں تعلیم کو لیتا ہوں۔ اس سے پہلے بھی اور اس بجٹ میں بھی تعلیم کی مد میں کافی رقوم رکھی گئی ہیں۔ لیکن میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ معیارِ تعلیم کی روز بروز پست ہوتا جا رہا ہے۔ میں اس بارے میں یہ گزارش کروں گا کہ چیکنگ کے نظام کو فعال بنایا جائے تاکہ ممکنہ نتائج حاصل ہونے کی امید قائم ہو سکے۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے علاقے کے لیے ایک تجویز بھی پیش کرتا ہوں۔ ضلع جہلم کے نئے سب ڈویژن سوہاوہ کے افتتاح کے موقع پر ۸ ستمبر ۱۹۸۵ء کو جناب وزیر اعلیٰ نے لڑکوں اور لڑکیوں کے کالجوں کے اجراء کا اعلان فرمایا تھا۔ مگر ستائیس تاریخ کے اخبار سے پتا چلا کہ وزیر تعلیم نے پنجاب کے مختلف اضلاع میں چار کالج قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ لیکن اس نئے سب ڈویژن میں کالجوں کے اجراء کا کوئی ذکر نہیں ہیں جناب کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ حسب وعدہ ضلع جہلم کے اس نئے سب ڈویژن میں کالجوں کے اجراء کا اعلان کیا جائے۔

اب میں پنجاب کی صنعت کو زیرِ موضوع لاتا ہوں۔ پنجاب کی صنعتی محرومیاں بھی سرفہرست ہیں۔ تشکیل پاکستان کے وقت، پنجاب انگریز کے دور سے ہی مجموعی صنعت کے باون فی صد کا مالک تھا۔ آزادی کے اتالیس سال بعد یہ شرح باسٹھ فی صد ہونے کی بجائے انتیس فی صد رہ گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تینتیس فی صد صنعت دیگر چھوٹے صوبوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے۔ ہم پنجاب کی اس محرومی کے لیے کس سے فریاد کریں؟ یہاں صنعتی محرومی کے مقابلہ میں احساسِ محرومی کا رونا رویا جاتا ہے۔ پنجاب کو بھی لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان کے صنعتی شہروں کے آس پاس ٹیکس فری زون فراہم کیے جائیں تاہم نجی

سرمایہ کاری کو فروغ حاصل ہو۔ جناب والا، آخر میں، میں حکومت کی Ministry of economic affairs کی facts and figures کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پاکستان کی مجموعی آبادی کی فی کس میں آمدن اضافہ دکھلایا گیا ہے۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اس ملک کی ستر سٹھ فی صد آبادی دیہات میں بستی ہے۔ اس میں فی کس آمدن پچھلے دس سالوں میں کم ہوئی ہے۔ شہری آبادی کی آمدن میں ۲۰ فی صد اضافہ ہوا۔ اور وہ بھی تین چار فی صد مخصوص طبقے کی آمدن بڑھی ہے اور اس آمدن کو مجموعی آبادی پر تقسیم کر کے فی کس آمدن پوری آبادی کی دکھائی گئی ہے۔ جناب والا، میں ارباب اقتدار سے گزارش کروں گا۔ کہ دیہات میں بھی صنعتوں کے قیام کو ممکن بنایا جائے اور یہ صنعتیں حکومت خود قائم کرے اور پھر یہ صنعتیں دلچسپی رکھنے والے حضرات کو مناسب اقساط پر فروخت کی جائیں۔ اس طرح فی الواقعی دیہات میں صنعت کا ایک انقلاب لایا جا سکے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آخر میں میں جناب والا ایوان کے معزز اراکین کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری معروضات کو بغور سنا۔ وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر، میں اپنے نوجوان وزیر خزانہ کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارک پیش کرتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین) اور ان کی مطبوعہ تقریر سے بے حد متاثر ہوا ہوں کہ انہوں نے صاف بیانی اور سادگی سے کام لیا ہے۔ انہوں نے اعداد و شمار کے ذریعہ حکومت کے آئندہ سال کے پروگرام کی ایک واضح اور جامع تصویر پیش کی ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اس دعویٰ کو سچ کر کے دکھایا ہے کہ His speech was not a conventional one, nor budget was a traditional budget. اس حد تک تو وہ مبارک کے حق دار ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ قائد ایوان بھی یہاں تشریف فرما ہیں، کیونکہ اب میں پنجاب کے حقوق کی بات کروں گا۔ میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا کہ پنجاب سیاسی قربانی دے سکتا ہے لیکن معیشت کی قربانی دینے کے لیے تیار نہیں اگر آپ ریونیو آمدن دیکھیں تو یہ

گیارہ کروڑ ۹۷ لاکھ روپے ہے۔ اور ریونیو خرچ پر غور کریں تو ۲۰۳ کروڑ یعنی دو ارب روپے میں آپ کا خسارہ کا بجٹ ۸ ارب ۴۲ کروڑ روپے ہے۔ یعنی آپ کے وسائل حکومت چلانے کے لیے ناکافی ہیں۔ ڈویلپمنٹ میں آپ کی آمدن ۶۰ کروڑ اور اخراجات ۲۸۶ کروڑ روپے ہیں۔ اس میں ۲۲۶ کروڑ روپے کا خسارہ ہے جبکہ کل خسارہ ۱۹۹ کروڑ روپے کا ہے وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ سابق وزیر خزانہ یا وزیر اعلیٰ اپنے آپ کو غریب کہتے ہیں۔ اب امیر آدمی ہوں اور میرا صوبہ بھی امیر ہے خوش قسمتی سے انہوں نے چیف منسٹر کا بھی ذکر کیا ہے۔ چیف منسٹر تو امیر تر ہے۔ کاش کہ ان کا صوبہ بھی امیر تر ہوتا۔ اگر صوبہ غریب ہے تو ان کا یہ دعوے غلط ہے اگر آپ گوشوارے ۱۸، ۱۹، ۱۷ کو دیکھیں کہ اس وقت پنجاب پر قرضے کا بوجھ تین ہزار ایک سو چھ بیس کروڑ روپے ہے۔ جو آپ اندازہ لگائیں کہ بجٹ کے حساب سے اس کا کیا پرسنٹیج بنتا ہے؟ یہ اتنا بڑا بوجھ گزشتہ چند سالوں سے پیدا ہوا ہے۔ وہ اس لیے کہ سابقہ قرضہ جات مرحوم بھٹو صاحب نے معاف کر دیئے تھے۔ اتنے قلیل عرصہ میں اتنا بھاری قرضے کا بوجھ ہماری آمدنی کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے اور قائد ایوان اور چیف منسٹر کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی حق رسی کے لیے وفاق سے مطالبات کریں۔ جناب divisible taxes میں کیا اس پر برآمدی ڈیوٹی سیلز ٹیکس آمدنی پر ٹیکس ہے۔ اگرچہ ہمارے چاول کی اقسام دیگر صوبوں کی نسبت بہترین ہیں۔ اس پر حکومت زرمبادلہ کماتی ہے آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ نے کاشتکار کو بڑی قیمت دی ہے۔ آپ یہ بھی اندازہ لگائیں کہ رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کروڑہا روپے کماتی ہے ان کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ یہ کروڑہا روپے کما سکتے اور وہ رقم مرکزی خزانے میں جاتے۔ اس معاملے میں ہم آپ کے ساتھ ہیں جہاں تک حق طلبی اور حق تلفی کا تعلق ہے۔ حزب اختلاف آپ کا پورا پورا ساتھ دے گی اور آپ کے لیے بھی ایسی حکمت عملی سودمند ہوگی۔ جب بھی آپ پنجاب کے حق کے لیے مطالبات کرنے کے لیئے جائیں تو آپ اپنی حزب اختلاف کو ساتھ لے کر جائیں تاکہ جہاں آپ سے بات نہیں ہوگی وہاں ہم بلا جھجک مطالبہ پیش کریں گے پنجاب میں اس مرتبہ اگر گیہوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور فارن ایکسچینج کی بچت ہوئی ہے تو یہ ہماری محنت اور پیداوار کا ثمر ہے۔ لیکن ہمیں اس میں سے حصہ کیوں نہیں ملتا؟ جبکہ ہماری کھالیں ایکسپورٹ ہوتی ہیں۔ ہماری صنعتی مصنوعات ایکسپورٹ ہوتی ہیں۔ سرسوں اور گوارا وغیرہ یہ تمام چیزیں ایکسپورٹ ہوتی ہیں آپ divisible taxes کی حدود کو وسیع تر کریں۔ ان قرضوں کا بوجھ اٹھانے کی بجائے قرضہ جات معاف کریں کچھ سیکٹرز سے آپ کو آمدنی نہیں ہوئی ان کی

وجہ سے یہ بوجھ اٹھانا پڑا ہے۔ میں مطالبہ کرونگا کہ آپ اپنے صوبے کا ایک کمیشن تشکیل دیں جو آپکے حقوق کا تحفظ کر سکے تاکہ کنفیڈریشن۔ یا صوبائی عصبیت کے نعرے نہ اٹھ سکیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ مرکز میں تمام ٹیکسز سے 16 سے 24 فیصد آمدن رکھی جاتی تھی۔ اور 70 سے 80 فیصد صوبوں کو دیا جاتا تھا یہ طریقہ کار اب الٹ ہو گیا ہے۔ اب خود مرکز 77 سے 80 فیصد رکھتا ہے۔ اور پنجاب کو 20 فیصد حصہ دیتا ہے۔ اسلام آباد کے پاس مزید پیسے نہیں ہیں۔ باقی صوبے پنجاب کو گالیاں دیتے ہیں اور پنجاب گالیاں کھاتا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر آپ نے صوبائی کنفیڈریشن اور صوبائی خود مختاری کے نعروں کا جواب دینا ہے تو پنجاب اس معاملے میں پہل کرے۔ کہ مرکز اپنے پاس ضرورت سے زیادہ رقوم نہ رکھے۔ باقی رقم دیگر صوبوں میں تقسیم کرے۔ اس سے آپ کو بھی فائدہ ہوگا اور مرکز بھی مستحکم ہوگا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید مرکز کو صوبائی حکومتوں پر اعتماد نہیں۔ ہم ڈویلپمنٹ کے اخراجات ان کے ذمے کیوں لگائیں خود کیوں نہ حاصل کریں۔ اگر آپ بجٹ کو دیکھیں تو اس میں ایسی رقوم رکھی ہیں۔ مثلاً گین ٹیکس کے متعلق اگلے دن فنانس منسٹر صاحب نے اعلان کیا تھا کہ آئندہ گین ٹیکس نہیں لگے گا آپ نے یہ 13 کروڑ روپے کی رقم اس مقصد کے لئے رکھی ہے۔ آیا یہ فگرز 13.37 کروڑ روپے غلط ہے آپ کے بجٹ میں کمی واقع ہو گئی ہے اس لئے یا تو یہ figures غلط ہیں یا اعلان غلط ہے۔ میں چاہوں گا کہ وزیر خزانہ صاحب اسکا نوٹس لیں۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ بجٹ کو غلط وقت پیش کیا گیا ہے۔ کسی صوبے نے بھی مرکز کے بجٹ سے پہلے بجٹ پیش نہیں کیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ خود باندھ لئے ہیں اگر آپ اپنی آمدنی ملاحظہ کریں تو پچھلے سال آپ کو divisible ٹیکس میں سے 702 کروڑ روپیہ ملتا ہے۔ اور وہی اندازہ آپ نے اس سال بھی لگا لیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو Mistake up بھی کہتے ہیں آپ statisticsan کیسے ہو سکتے ہیں کیا ان کی انکم میں اتار چڑھاؤ نہیں ہوگا۔ آپ نے یہ کیسے اخذ کر لیا کہ اگر پچھلے سال 702 کروڑ روپیہ کیسے تصور کر لیا؟ اس لئے آج جب بجٹ کا اعلان ہوگا۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ آپ کا کتنا حق تھا آپ کو اور کیا ملا ہے۔ لہٰذا یہ بجٹ حقیقت پسندانہ نہیں۔ اس میں آپ دیکھیں کہ tax servising میں آپ کو 554 کروڑ روپیہ ہر سال ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور امداد سے آپ کو ایک تہائی حصہ بچے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کی حق تلفی ہے اگر آپ اس کی تلافی

کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اپنا ایک High Power Commission خود تشکیل کرنا پڑے گا۔ جو وفاق میں جاکر بحث و تمحیص کے بعد sector of divisible taxes کو مناسب طور پر بڑھائے تاکہ صوبے کے اخراجات پورے ہوں اور حکومت پنجاب کو قرضوں کے بوجھ سے نجات ملے۔

جناب سپیکر۔ اس میں کچھ باتیں ایسی بھی کرنا چاہتا ہوں جس کی نشاندہی صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان نے نئے ایوان کے افتتاح کے سلسلے میں کی ہے اور انہوں نے جمہوریت کی تقویت جمہوری اداروں کے استحکام اور بقا کے بارے میں چند اصول وضع کئے ہیں۔ ہم لوگ جو اتنے سالوں کے بعد سیاست میں آئے ہیں۔ تو ہم میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنہیں تقسیم ملک کے واقعات کا صحیح علم نہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں کہ جنہیں پچھلی سیاسی غلطیوں کا علم نہیں میرا خیال ہے کہ اس ملک نے تین گنا عرصہ تو مارشل لاء میں گزارا۔ اور زیادہ سے زیادہ تہائی عرصہ جمہوریت اور نیم جمہوریت پر گزارا۔ ہم نے ایسی ایسی فحش غلطیاں کی ہیں کہ وہ پاکستان جو حضرت قائداعظمؒ کی قیادت میں برصغیر کے مسلمانوں نے قربانیاں دے کر عصمتیں لٹاکر اور شہادتیں دے کر حاصل کیا تھا وہ دو لخت ہیں۔ اور اس لئے ہوا کہ ہم نے Legal framework order دیا اور دو بنیادی باتیں کیں کہ ہم اس سیاسی پارٹی کو الیکشن میں حصہ نہیں لینے دیں گے جو وحدت پاکستان کے خلاف ہوگی۔ اور دوسرا اس پارٹی کو بھی حصہ نہیں لینے دیں گے جو ہماری نظریاتی سرحدوں کا تحفظ نہیں کرے گی بلکہ اس کے خلاف اٹھے گی۔

جناب سپیکر ایسی کچھ ہوا کہ ایک طرف ملک سے cessation والے جیت گئے۔ دوسری طرف مادی نظریات نے اپنا کام دکھایا۔ ہمارے مسلمان بھائی روٹی کپڑا اور مکان کے نعرہ پر نہیں بکے بلکہ یہ تو دھوکے میں آگئے تھے یعنی شملہ معاہدہ اور ہزار سالہ جنگ۔ پنجاب جنگجو نوجوانوں کا صوبہ ہے۔ پنجاب بازوئے شمشیر زن ہے یہ جو آپ مکانات کے لئے سات مرلہ سکیم چلا رہے ہیں یہ بڑی اچھی بات ہے مگر آپ اسی پر اکتفا نہ کریں کہ روٹی کپڑا اور مکان تو پنجاب دے دے گا۔ پنجاب میں ایماندار لوگ بستے ہیں۔ پنجاب نظریاتی لوگوں کا صوبہ ہے۔ پنجاب پاکستان کا محافظ ہے اور رہے گا۔ اگر 1972 کی منتخب اسمبلی ڈھاکہ میں جاکر اجلاس منعقد کرتی جوان کا حق تھا کیونکہ exective and administrative capital اسلام آباد تھا۔ legilsature capital ڈھاکہ کا اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن اس طرف سے یہ کہا گیا کہ ادھر تم ادھر ہم۔ ٹانگیں توڑ دیں گے اور یہ کر دیں گے۔ ان چیزوں نے

ہمارے ملک کو توڑ دیا۔ bifurcation کے بعد جو نظام آیا وہ سخت آمرانہ تھا۔ اس میں آمریت تھی۔ لہٰذا وہ آمریت کا نہیں تھا لہٰذا وہ جمہوریت ختم ہو گئی۔ اب بھی میں گزارش کروں گا کہ اگر ہم اس چیز پر ایمان رکھتے ہیں کہ عزت و ذلت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے رزق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جو ہمارا رب ہے۔ اور ہم اپنی اکثریت کے بل بوتوں پہ اپنے آئین کی دھجیاں اس طرح نہ اڑائیں۔ جس طرح اس زمانے کے آمر نے اڑائی تھیں تو آپ کی جمہوریت قائم دائم رہے گی۔ لیکن اگر آپ نے حلف کی خلاف ورزی کی اور اس سے استفادہ نہ کیا تو پھر آپ جمہوریت کو قائم نہیں رکھ سکیں گے بلکہ ہم دعوت دیں گے کہ چوتھا مارشل لاء آئے۔ خدا ایسا نہ کرے۔ میں یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ دستور کی ایک کتاب ہوتی ہے۔ اس دستور کا دفاع کرنا قوم کا فرض ہے۔ اگر ہم دفاع نہیں کریں گے تو bullet & bannet کی ضرورت نہیں ان اوراق کو بغل میں دبا کر پھرتے رہنا آپ سمجھتے ہیں کافی ہے اگر جمہوریت بچانا ہے تو اس کو ہم پسند نہیں کرتے۔ اس کے تقاضے کیا ہیں۔ جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ سب سے پہلا تقاضہ عدلیہ کی آزادی ہے۔ اگر آپ کی عدلیہ آزاد ہے اور ہر ایک کی حق رسی اس طرح ہوتی ہے کہ جج کان کھول کر آنکھیں بند کر کے نتائج سے لاپرواہ ہو کر فیصلہ دے سکے تو پھر میں مانوں گا کہ پاکستان میں عدل و انصاف ہے لیکن اگر سنے اور دیکھے کہ فیصلہ کس کے خلاف اور کس کے حق میں جا رہا ہے اس کے نتائج کیا برآمد ہوں گے تو پھر جسٹس منیر (مرحوم) کی رولنگ Law of Necessity والی اس ملک میں جاری رہے گی۔ اس لئے مصلحتوں کے تقاضوں کو عدالتوں میں نہیں داخل ہونا چاہیئے جبکہ عدلیہ آئین کی ترجمان ہے۔ جہاں تک سروسز کا تعلق ہے جس کو آپ نوکر شاہی کہتے ہیں یہ آپ کا ایک ستون ہے۔ یہ پبلک سرونٹ ہیں۔ گورنمنٹ سرونٹ نہیں ہیں۔ اور جو گورنمنٹ بنتی ہے اور آپ اپنے آپ کو بے شک مسلم لیگ گورنمنٹ کہیں فی الحال مجھے اعتراض نہیں۔ لیکن آپ سب لوگوں کے لئے گورنمنٹ ہیں۔ پورے ملک کی آپ گورنمنٹ ہیں۔ آپ کو اس لحاظ سے حکومت نہیں کرنی کہ مسلم لیگ کی حمایت کی جائے اور جو غیر مسلم لیگی ہیں ان کے ساتھ انتقامی کارروائی کی جائے۔ یہ ایگزیکٹو کا کام آپ کی پالیسیز پر چلانا ہے۔ آپ نے ان سے عدل و انصاف حاصل کرنا ہے جو ضروری ہے کیونکہ پولیٹیشن آئے گا۔ تو فوج جائے گی۔ فوج آئے گی تو پالیٹیشن جائے گا یہ permanent structure

سروسز کا ہے ۔ اس کو آپ آئینی تحفظ دیں جو 1956 کے آئین میں موجود تھا ہر وقت اگر آپ ان کے سر پر سوار رہیں اور یہ دھمکیاں دیں کہ 25 سالہ سروس پوری کرنے والوں کی فہرستیں بن رہی ہیں اور فلاں وزیر نے ۔ فلاں ملازم کو معطل کر دیا ۔ لیکن کس اختیار کے ساتھ ۔

جناب سپیکر :۔ کونسے رولز آف بزنس ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جناب والا ۔ میں اس طرف ہی آ رہا ہوں کہ ایک وزیر موقع پر گئے بغیر کسی انکوائری کے ایک افسر کو معطل کر دیتا ہے ۔ میرے خیال میں اگر آپ ان سرکاری ملازمین سے کام لینا چاہتے ہیں تو ان کو تحفظ دیں ۔ ان کی حوصلہ افزائی کریں ۔ انہیں آئینی تحفظ دیں جیسے کہ جونیجو صاحب نے ہم سب کو دعوت دی ہے کہ اگر آپ آئینی ترامیم چاہتے ہیں تو مجھے یا اسمبلی کو تجاویز بھجوائیں ۔ میں انشاءاللہ ایک کتابچہ کی شکل میں آئین اور ملک کی بہتری کے لئے چند تجاویز حکومت اور قومی اسمبلی کو ارسال کر رہا ہوں کہ Judicial powe of the state must vut in the Supreme Court یعنی عدالتی اختیارات سپریم کورٹ کے ذمے ہوں اور جو سروسز ہے اس کو 1956 کے chapter 10 کے مطابق تحفظ دیا جائے ۔ اور آپ حضرات کی عزت و سلامتی اسی میں ہے کہ آپ ان اداروں کو مضبوط کریں ۔ اس کے علاوہ پریس کی accountability آپ کے اور ہمارے لئے لازمی ہے ۔ آپ کو بعض مجبوریوں کی وجہ سے کچھ ترامیم یا اصلاحات کرنی پڑتی ہیں ۔ پریس آزاد ہے تو آپ اپنے ساتھیوں اور اپنے دوستوں سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ چیزیں اصول کے خلاف ہیں ۔ آئین کے خلاف ہیں ۔ قانون کے خلاف ہیں ۔

اگر پریس آزاد ہو تو وہ تمام حقائق برملا لکھے گا ، وہ تنقید بھی کرے گا ، آپ کی ڈویلپمنٹ کی چیزیں بھی زیر بحث آئیں گی ، لیکن انکو ایڈیٹوریل کا حق حاصل ہونا چاہیئے ٹیلیویژن اور ریڈیو پر آپ کی مکمل اجارہ داری ہے ، ہم اس کے خلاف ہیں ، یا تو آپ پرائیویٹ سیکٹر میں اجازت دلوائیں ، جیسا کہ ہر آزاد ملک میں ہوتا ہے ، آپ حکومتی بنچوں پر بیٹھ کر بڑی بڑی بتیاں جلا کر تصاویر اترواتے ہیں ، اور پھر ذرائع ابلاغ کے اہلکاران تھوڑی سی کرم فرمائی جناب سپیکر پر بھی کر دیتے ہیں ، یہاں آدھے منٹ کے لئے ہماری جھلک بیگم ساجدہ نیر عابدی کی وجہ سے آئی ، ورنہ شاید ہم محروم رہ جاتے ۔

جناب والا! میں عرض کروں گا کہ آپ کے تمام محکموں میں بڑی بے اعتدالیاں ہیں۔ للہ آپ وہ 25 سال والی بات چھوڑیں، آپ کو یہ حق حاصل ہے مجھے معلوم ہے کہ حکومت کو اختیار ہے کہ جب ملازمت 25 سال ہو جائے۔ تو افسران کو Review کیا جاتا ہے۔ انہیں آپ Review ضرور کریں۔ لیکن 25 سالہ سروس کے بعد جب ایک آدمی پچاس سال کی عمر کا ہو گا، جبکہ اس کی ریٹائرمنٹ کی عمر 60 سال ہے۔ اگر اس کو یہ پتا ہو کہ اس کی قابلیت کا آدمی 50 سال کی عمر میں ریٹائر ہو گا، تو پھر وہ 10 سال باقی ماندہ عرصہ کے لئے کہاں جائے گا وہ کہیں جا ہی نہیں سکتا آپ یہ ظلم و ستم نہ کریں، اور ریویو ختم کریں اور افسران کے سر پر یہ تلوار نہ لٹکائیں، ان کے تعاون کے بغیر آپ کی حکومت چل نہیں سکتی۔ جناب سپیکر! اگر میں محکموں کی بے اعتدالیوں کی طرف جاؤں تو کٹوتی کی تحاریک کے لئے آپ نے ہمیں تین دن دئے ہیں۔ جن کا نوٹس جناب چیف منسٹر، اور دیگر وزراء بھی لیں گے، جتنی بے اعتدالیاں ہو رہی ہیں، اگر یہ لوگ اپنے رولز آف بزنس پڑھ لیں، اس میں شیڈول کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا، اس کا سیکشن ۲۵ ہے، جہاں پر میعاد عہدہ کا ذکر ہے۔ اور اگر یہ اس کی چھان بین کریں، تو آپ دیکھیں گے، تو اسی میں کئی بد دیانت لوگ اپنے میعاد عہدہ سے دگنی مدت گزار چکے ہیں۔ امتحانات میں ناجائز دھاندلیاں کر رہے ہیں۔ اور خاص طور پر ڈینٹل ہاسپیٹل میں جتنی بد دیانتیاں ہو رہی ہیں۔ ان کی کوئی انتہا نہیں، جبکہ میعاد عہدہ پانچ سال ہوتی ہے، لیکن وہاں کے پرنسپل کو دس سال ہو گئے ہیں، اور اس دس میں انہوں نے خوب دولت کمائی ہے، اور اخباروں کو انہوں نے زینت بخشی ہے۔ جناب وہاں عجیب عجیب تماشے ہو رہے ہیں، سینارٹی کسی اور کی ہوتی ہے لیکن، اپنے بھائی یا بہن کو بیچ میں ڈال دیا جاتا ہے، اسے سکالرشپ کے لئے باہر بھیجا جاتا ہے، اور اس مضمون کا اضافہ کیا جاتا ہے جس کے لئے کولمبو پلان میں سکالرشپ نہیں ہے، ایسے واقعات وقوع پذیر ہو رہے ہیں اور ابھی وہ خاتون دو تین مہینوں بعد واپس آنے والی ہیں جس کے لئے پوسٹ up grade کر دی گئی ہے۔ تاکہ جب وہ تشریف لائیں تو وہ سینئر پوسٹ پر تعینات ہو جائیں، اگر جناب چیف منسٹر انکوائری کا آرڈر دیں، تو اس میں آپ کو اتنی رشوت، اتنی خورد برد اور سامان کی Indenting ملے گی۔ وہاں انتظامیہ کے افسران پرائیویٹ کمپنیوں سے ملے ہوئے ہیں، ٹینڈرز کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اگر تین ٹینڈرز سے کم آئیں تو کوئی ٹینڈر منظور

نہیں ہوتا۔ لیکن اس ہسپتال میں ایک ہی خاندان کی تین کمپنیاں بوگس ٹینڈر دیتی ہیں، وہ جان بوجھ کر مختلف اور بوگس رقوم کا اندراج کرتی ہیں، اگر جناب چیف منسٹر چاہیں تو میں اس بارے میں ایک جامع نوٹ دے سکتا ہوں آپ کنٹرولر آف ایگزامینیشن کو بلائیں، وہاں پر پرچہ جات پکڑے گئے، اس بارے میں انکوائری ہوئی ہے اور انکوائری میں دوسرے پرچہ جات پیش کئے گئے میں ثبوت مہیا کر سکتا ہوں، بشرطیکہ آپ اس معاملے میں انکوائری کرانے کے لئے متفق ہوں۔

جہاں تک بیچاری نرسز کا تعلق ہے، جن کی وجہ سے ہڑتال ہوئی تھی۔ ان کے مطالبات اور تکالیف میرے پاس بھی پہنچی ہیں، ان کی نفری پندرہ ہزار پر مشتمل ہے، وہ اچھے خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں، وہ کافی لمبی ڈیوٹی دیتی ہیں، غیر ممالک میں ان کی کافی عزت ہوتی ہے۔ لیکن یہاں پر ان کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ اگر اس کے لئے بھی جناب چیف منسٹر اجازت دیں، تو Charter of demand minister for health بھی دے سکتا ہوں، ان کے ساتھ بدسلوکی ہو رہی ہے، اور انتظامیہ نے چند لڑکیوں کو اس وقت معطل کر رکھا ہے کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ہڑتال کی تھی اور ارادہ ہے کہ ان کو نوکری سے بھی ہٹایا جائے، یقیناً ان کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ میں حکومت کی طرف سے یقین دہانی چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف انتقامی کارروائی ہرگز نہ کی جائے، بلکہ ان کو اپنی اپنی نوکریوں پر بحال کیا جائے،

میں امید نہیں کرتا تھا کہ نوجوان فنانس منسٹر اور ایک Dynamic Chief Minister جو کہ انڈسٹری میں مہارت رکھتا ہو، جن کو بزنس اور ایکسپورٹ میں انعامات ملتے ہوں، وہ ایسا غیر متوازن بجٹ پیش کریں کہ جس میں ہماری معیشت ترقی نہ کرے، جس میں مہنگائی کا ذکر نہ ہو، مہنگائی کم کرنے کی تجاویز نہ ہوں، تو میرے لئے یہ ایک حیران کن بجٹ ہے، میں جب اس بجٹ کا مطالعہ کرتا ہوں مجھے افسوس ہوتا ہے، کہ وہ کیوں اپنا حق حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے، جناب قائد ایوان" آپ کے پنجاب کے بنک ڈیپازٹس تقریباً 60 فیصد ہیں۔ اور آپ کو قرضہ صرف 30 فیصد وصول ہوتا ہے، یہ حیران کن بات ہے کہ ڈیپارٹمنٹ تو پنجاب کی طرف اتنا زیادہ ہو اور قرضے آپ کو صرف ۳۰ فیصد ملیں، اور وہ بھی دیہی سیکٹر میں۔ دیہی سیکٹر میں ایگریکلچر ڈیولپمنٹ بنک کو صرف تین فیصد پر قرضے مہیا ہوتے ہیں اس کے service ehrage 20 فیصد ہوتے ہیں اور ۱۴ فیصد پر زمیندار کو بڑی مشکل سے اور کچھ رشوت دینے کے بعد قرضہ ملتا ہے۔ اور صنعت کار کو سارے سال کی ایکسپورٹ پر صرف تین فیصد پر قرضہ ملتا ہے۔ آپ اپنے بنکوں سے دریافت کر کے اس کا انتظام کریں تاکہ زمیندار کو قرضہ جات فراوانی سے

ملیں اور ان کی معیشت میں اضافہ ہو سود کم کر دائیں، پھر آپ دیکھیں، قیمتیں تو آپ جو چاہیں مقرر کر دیں، جیسے آپ نے چاول کی مثال تو خود ہی دے دی ہے۔ جناب آپ نے دھان کی رائیس ایکسپورٹ کارپوریشن کی طرف سے مقرر کردہ قیمت بتا دی ہے۔ آپ نے یہ بھی کہہ دیا کہ حالات ٹھیک نہیں کیا پھر ہمیں بھی یہ آزادی ہے کہ ہم چاول خود برآمد کریں۔ تاکہ ہمیں اس کی صحیح قیمت موصول ہو، رائیس ایکسپورٹ کارپوریشن سے کیا گارنٹی لی ہے کہ جب زمیندار کی Procurement لازمی نہیں تو یہ کارپوریشن کیا دے گی اور کیا نہیں دے گی۔ آپ نے اس مسئلے کو یقینی نہیں غیر یقینی بنا دیا ہے۔ اور جیسے میرے فاضل دوست کہہ رہے تھے کہ آپ پنجاب کو خوشحال تب بنا سکتے ہیں، جب آپ اپنی زرعی معیشت کو بہتر بنائیں گے۔ صنعت کے جال بچھائیں، صوبہ سرحد کی حکومت انڈسٹریل اسٹیٹس کھولی ہیں۔ میں نے بارھا یہاں پر بھی گورنمنٹ پنجاب کو لکھا ہے کہ آپ انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کریں۔ کیونکہ سینٹرل بورڈ آف ریونیو اس کو ٹیکس فری زون قرار دیتا ہے۔ لیکن آپ اس پر مصر رہیں کہ پہلے سینٹرل بورڈ آف ریونیو اسے ٹیکس فری زون قرار دے۔ جناب آپ جتنی بھی انڈسٹریل اسٹیٹس قائم کریں گے، اتنا ہی مفید ہوگا۔ آپ جال بچھا دیں، تاکہ ہم اپنے خام مال کو کام میں لاسکیں۔ آپ ہمیں سڑکیں بنا کر دیں، ہماری معیشت کو تبھی ترقی ملے گی جب پنجاب کا اپنا جائز حصہ جس سے وہ پچھلے چند سالوں سے محروم ہے ان دو سالوں میں پورا ملے، آپ انڈسٹری کے جال بچھائیں، ایگرو بیسڈ انڈسٹری کے پھر دیکھیں کہ آپ کی معیشت کیسے ترقی نہیں کرتی آپ کی بے روزگاری کیسے ختم نہیں ہوتی۔ ایک ہزار سکول ماسٹر لگانے سے یا چھ ہزار پولیس کے ملازمین بھرتی کرنے سے آپ بے روزگاروں کو روزگار نہیں دے سکتے آپ ایسی ایگرو بیسڈ انڈسٹریز کی منصوبہ بندی کریں، جس سے لوگوں کی کھپت اور معیشت میں ترقی ہو، آپ دیہاتوں میں کھڈیاں لگائیں، آپ دیہاتوں میں چھوٹی چھوٹی صنعت کے مراکز بنائیں۔ ڈیزائن سینٹر قائم کریں۔ اور خواتین سے کشیدہ کاری کرائیں آپ کی معیشت میں مستورات کے سوئی چلنے سے آمدنی حاصل ہو رہی ہے۔

ہمارے علاقوں میں ڈیزائن سنٹرز قائم ہوں قابلیت اور اہلیت کے مطابق ہوں۔ ہر ضلع میں آپ کا ڈیزائن سنٹر قائم ہو، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کرتی ہیں ہماری مستورات یا تو کپاس کی چنائی یا پھر گندم کی کٹائی اور اس کے بعد وہ فارغ ہوتی ہیں۔ ہماری 50 فیصد

آبادی فارغ بیٹھی ہوئی ہے ان سے آپ کیوں کام نہیں لیتے، ان کو آپ کیوں مواقع فراہم نہیں کرتے، کہ وہ کشیدہ کاری کریں، ہمارے ہاں بہترین قسم کی کشیدہ کاری ہوتی ہے۔ ان کو آپ کشیدہ کاری کا خام مال دیں۔ ڈیزائن کروائیں آپ گھریلو صنعت کے مراکز کھولیں اور ان کی مصنوعات کو برآمد کرنے کا اہتمام کریں تو آپ کو بے بہا زرمبادلہ حاصل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب ایک بہت بڑا صوبہ ہے یہاں بہت بڑی آبادی ہے۔ فوج میں ہمارے لوگ ہیں، دفاع کرنے والے ہمارے لوگ ہیں، باہر اگر یہ نوکریاں کرتے جائیں تو Last we hire first we fire.

یہ حشر ہو رہا ہے پنجاب کے لوگوں کا۔ اور گالی بھی ہمیں پڑتی ہے۔ آپ اپنے لوگوں کا تحفظ کریں اور میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں اگر آپ ہمیں اعتماد میں لیں تو شاید ہم آپ کو مفید مشورے بھی دے سکتے ہیں۔

جناب والا! حزب اختلاف کا ایک رول ہے۔ ٹانگے کے دو پہیے ہوتے ہیں آپ ایک پہیے کو نظر انداز کر کے ہٹا کر کہیں کہ گھوڑا ٹانگے کو کھینچ لے گا تو پھر تانگہ گھوڑے سے کھینچا نہیں جائے گا۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کے لئے ہم لازمی جزو ہیں اس لئے آپ ہمیں اسی درجے پر رکھیں، جس میں آپ کی جمہوریت بھی پنپ سکے اور آپ صحیح راہ پر چل سکیں۔

جناب والا! جہاں تک مہنگائی کا تعلق ہے، جناب سپیکر! میری طرف تھوڑی سی توجہ دیں۔ جناب سپیکر! تیل کی قیمت پہلے 34 ڈالر فی بیرل تھی آج تیل کی قیمت 9 ڈالر فی بیرل ہے جو تقریباً چار گنا کم ہو گئی ہے۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے جناب قائد ایوان سے مخاطب ہوں کہ پام آئل کی قیمت آدھی رہ گئی ہے جو گھی مل وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔ چائے کی قیمت بھی آدھی رہ گئی ہے۔ تیل کی قیمتیں گرنے کی وجہ سے آپ کا درآمدات پر کم خرچ ہو گا، ٹریکٹروں کی قیمت کم ہو گی اور باقی چیزوں کی قیمتیں کم ہوں گی جبکہ ٹیکس وہی 34 ڈالر والا ہے۔ اور مزید یہ کہ ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے جناب والا! میں آپ کے توسط سے جناب وزیر ٹرانسپورٹ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ 9 ڈالر فی بیرل میں تو آپ تیل لے رہے ہیں اور ٹیکس ہم پر 34 ڈالر فی بیرل کے حساب سے لگایا جا

رہا ہے یعنی آپ جعلی ٹیکس لگا کر اربوں روپے سے ہمیں محروم کر رہے ہیں اس کا جواز کیا ہے؟ جبکہ پام آئل کی قیمت کم ہوئی ہے چائے کی قیمت آدھی رہ گئی ہے لیکن اس کے باوجود کہاں پر مہنگائی کم ہوئی ہے بلکہ مہنگائی بڑھی ہے۔ کیا آپ نے کبھی مہنگائی گھٹانے کی طرف توجہ دی؟۔

آپ نے پٹرول کی قیمت مرکز سے کم کروانے کی کوشش کیوں نہیں کی؟۔ اسی طرح ہر چیز کی قیمت کم ہو جائے گی۔ آپ ٹیکسٹائل انڈسٹریز کو لے لیں۔ 64 فیصد کپاس کی پروڈکشن 34 فی صد ہے۔ کہاں گئی آپ کی کپاس۔؟ دوسرے صوبوں میں گئی یا برآمد ہوئی لیکن آپ کو اس کا صلہ کچھ نہیں ملا۔ صنعتی بحران کو ازراہ خدا ایک دو سال میں تیزی سے پورا کرنے کی کوشش کریں ورنہ The Punjab will turn out to be the poorest Province. ایک زمانے میں آپ کی پیداوار کی اوسط باقی صوبوں سے زیادہ تھی۔ کاشت کار صاحبان آپ کو بتائیں گے اور اب پنجاب کی پوزیشن دوسرے یا تیسرے نمبر پر ہے۔ اسوقت سندھ میں گنے کی پیداوار پنجاب سے کہیں زیادہ ہے، باقی اجناس کی بھی پوری تفصیل میں آپ کو دے سکتا ہوں، زراعت پر کٹوتی کی تحریک ہم نے پیش کی ہوئی ہے جس دن انشاء اللہ تعالیٰ زراعت پر سیر حاصل بحث ہوگی اس لئے میں اس پر مختصر اعرض کر رہا ہوں۔ آپ کی اوسط اس لئے گری ہے کہ آپ کی in puts قیمتی ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ کھاد کی قیمتیں subsidised نہ ہوں۔ آپ subsidised نہ کریں لیکن 94 کروڑ روپے سرچارج کم از کم معاف کر دیں وہ indirect taxation کا بوجھ زمیندار پر نہیں ہونا چاہیئے۔ pesticides مہنگے ہیں اور اب درآمدات سستی ہوں گی لیکن ہماری پیداوار میں کمی واقع ہوئی ہے۔ کیونکہ ہمیں نہ تو incentive ملتا ہے اور نہ ہی ہماری امداد ہوتی، نہ ہمیں صحیح قیمتیں میسر آتی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ہم پر ٹیکسوں کی تلواریں بھی لٹکتی رہتی ہیں اور ہم ان شہری سہولیات سے بھی دیہاتوں میں محروم ہیں۔

آپ ٹھیک کہتے ہیں کہ ہم سکول بنائیں گے literacy programme اچھی چیز ہے پڑھنا لکھنا سیکھ لینا بہتر ہے اگر آدمی مڈل پاس کر لے تو کچھ سیکھ ہی لیتا ہے۔ آپ کی تعلیمی پالیسی کو بھی ہم اسی دن زیر بحث لائیں گے جس دن تعلیم پر کٹوتی کی تحریک پیش ہوگی۔ لیکن تھوڑا تھوڑا میں کہتا چلوں کہ جب تک آپ دیہی آبادی کے لئے انجینئرنگ کالجز میں،

یونیورسٹیوں میں اور میڈیکل کالجوں میں کوٹہ مقرر نہیں کریں گے تب تک آپ کو سروسز میں وہ لوگ میسر نہیں ہوں گے جو دیہاتوں میں نوکری کے لئے تیار ہوں۔ اور ہمارے دیہاتوں کے لوگ شہری لڑکوں کے ساتھ مقابلہ کر ہی نہیں سکتے۔ ان کو علیحدہ سوسائٹی اور الگ ماحول میسر آتا ہے۔ شہری طلبار کو جنرل نالج کا وسیع میدان ملتا ہے جس سے دیہاتی بچے محروم رہتے ہیں اور داخلوں کے لئے وہ دھکے کھاتے رہتے ہیں۔ آپ تعلیم کو bifurcate کریں۔ اس بارے میں سیر حاصل بحث تو اپنی کٹوتی کی تحریک کے دن ہی کروں گا اور میں آپ کو تعلیم کے لئے ایک جامع پالیسی پیش کروں گا۔

جناب سپیکر:۔ مہنگائی کو کم کرنے کے لئے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کروں گا کہ کوئی وجہ نہیں پام آئل کی قیمت آدھی ہو جائے اور بناسپتی گھی کے متعلق وزیر اعظم صاحب فیاضی کر رہے ہیں اور صرف آٹھ آنے فی کلو بخشے؟ یہ ان کے شایانِ شان نہیں ہے۔ وہ ہمارے وزیر اعظم ہیں ایک زمانے میں ہماری دوستی بھی تھی اور میری طرف سے دوستی اب بھی شاید قائم ہو لیکن جہاں اصول کی بات آئے گی وہاں میں ایک ضدی آدمی ہوں وہ وزیر اعظم یا کوئی اور ہو میرا عزیز کیوں نہ ہو مخالفت میں اصولی کروں گا اور مخالفت برائے مخالفت نہیں کروں گا۔ میری آپ سے اپیل ہے کہ آپ بڑے صوبے کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ نورالامین کے بغیر حکومت پاکستان نہیں چلتی تھی۔ آپ اپنی محرومیوں کا ازالہ کریں۔ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ باقی خیالات کا اظہار میں اپنی کٹوتی کی تحریکوں پر کروں گا اور کٹوتی کی تحریکیں زراعت تعلیم، لوکل گورنمنٹ اور جنرل ایڈمنسٹریشن پر ہیں وہ بات میں اس وقت کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ قائد ایوان بحیثیت وزیر اعلیٰ ہماری تجاویز کا نوٹس لیں گے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب (جناب نواز شریف):۔ جناب سپیکر:۔ ایک منٹ کے لئے اگر آپ مجھے اجازت دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:۔ فرمائیں۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب سپیکر! مخدوم صاحب نے آج اپنی تقریر میں دو اہم نکات پر بات کی ہے ایک نکتہ جس پر قائد حزب اختلاف نے ابھی بات کی ہے اگر میں آج نہ بولوں تو شاید اس کا وقت نکل جائے گا۔ جہاں تک بجٹ پر ان کے ارشادات کا تعلق

ہے۔ اس پر وزیر خزانہ اپنی اختتامی تقریر میں ذکر کریں گے اور ان باتوں پر حکومت کا نقطہ نظر واضح کریں گے۔

لیکن جہاں تک جناب مخدوم صاحب نے agriculture sector میں Soft Loans کی بات کی ہے تو اس سلسلے میں پہلے بھی وفاقی وزیر خزانہ اور جناب وزیر اعظم پاکستان سے بھی میں ذکر کر چکا ہوں حال ہی میں جب میں پنڈی سے واپس آیا تو میں نے نہ صرف اس بات کا ذکر کیا بلکہ مطالبہ کیا اور انشاء اللہ ایک اعلان جب آج نشر ہوگا تو اس میں آپ سن لیں گے کہ خاص طور پر کاشتکاروں اور زمینداروں کے لئے Soft loans کا بندوبست کیا گیا ہے (نعرہ ہائے تحسین)

رائس ایکسپورٹ کارپوریشن آف پاکستان کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے مخدوم صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ چاول کی قیمت بڑھانے کے ساتھ ساتھ ہمیں rice export Corporation of Pakistan کے profit کا نوٹس لینا چاہئے تھا تو ہم اس بات سے غافل نہیں ہیں اصل میں باسمتی چاول کی جو قیمت بڑھائی گئی ہے اس کی ابتداء ہی ہم نے یہاں سے کی تھی کہ ملین ڈالرز منافع کماتی ہے اور اس منافع میں سے کوئی حصہ خرچ نہیں کرتی۔ اور رائس ایکسپورٹ کارپوریشن آف پاکستان کے منافع جات دوسری مدات میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر باسمتی کی پیداوار ہر سال دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے تو اگر دھان کی فصل کو بچانا ہے اور اگلے سالوں کے اندر منافع کمانا ہے تو اس خطے پر گہری توجہ دینی ہوگی جہاں سے باسمتی پیدا کی جاتی ہے۔ تو ہم نے اپنی گفتگو کا آغاز ہی اس سے کیا بلکہ اسی کو بنیاد بنا کر ہم نے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس کے لئے فراخدلی کا ثبوت دیں ورنہ آپ باسمتی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے رائس ایکسپورٹ کارپوریشن آف پاکستان جو منافع کماتی ہے اس کا ہمیں پورا احساس ہے۔ اس منافع سے ہم اپنا جائز حق لینا چاہتے ہیں مبادا کہ مرغی رہے نہ انڈہ، ہم نے کہا کہ اگر آپ نے باسمتی اگانے والے زمینداروں کے ساتھ یہی سلوک کیا تو پھر کچھ سالوں کے بعد آپ کو باسمتی نہیں مل سکے گی پھر آپ باسمتی سے یکسر محروم ہو جائیں گے۔ انہوں نے سوال کیا کہ دوسرے جو کاشتکار اری اگاتے ہیں وہ محسوس کریں گے کہ باسمتی کے چاول کی پیداوار کرنے والے لوگوں کو تو آپ نے ان کا حق دے دیا لیکن اری پیدا کرنے والوں کے لئے آپ نے کچھ نہیں کیا۔ تو اری کی اس وقت صورتحال

یہ ہے کہ رائیس ایکسپورٹ کارپوریشن آف پاکستان کو اس میں نقصان ہوتا ہے اور اری کی برآمد کسی طرح بھی منافع بخش نہیں۔ جہاں لوگ اری پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً سندھ میں بھی بہت سے کاشتکار اری اگاتے ہیں وہاں کاشتکاروں کی خاص طور پہ ضد اور تکرار تھی کہ سندھ کے زمینداروں کے لئے بھی کچھ کیا جائے کیونکہ اری کی پیداوار زیادہ سندھ میں ہوتی ہے۔ ہم نے اس کے باوجود اس چیز کو بنیاد بناتے ہوئے کہ رائیس ایکسپورٹ کارپوریشن آف پاکستان کا منافع صرف اور صرف باسمتی کی ایکسپورٹ کی وجہ سے ہوتا ہے لہٰذا باسمتی کے زمیندار کو آپ سہولیات دیں چنانچہ نہ صرف انہوں نے قیمت کو بڑھایا بلکہ compulsary procurement کو ختم کیا ہے اور مزید انہوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ ہم آئندہ spray کے لئے بھی انشاء اللہ مناسب بندوبست کریں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تو میں سمجھتا ہوں کہ Rice Export Corporation of Pakistnn کے منافع سے ہمیں خاصا حصہ ملے گا اور Rice Exprort Corporation of Pakistan کے منافع سے اب حکومت ایسے کاشتکاروں کو تمام سہولیات دینے کے بعد باقی ماندہ منافع رقم دوسری مدات میں منتقل کرے گی انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ خاطر خواہ رقم اب زمینداروں پر خرچ کی جائے گی، مخدوم صاحب نے کمیشن بنانے کا ذکر کیا اور یہ کہ وفاق میں جا کر ہم اپنا کیس پوری قوت کے ساتھ پیش کریں۔ میں مخدوم صاحب کے بعض ارشادات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن ہماری tax servicing بہت زیادہ ہے۔ اور اس کا ذکر میں نے اپنی تقریر میں بھی کیا ہے۔ کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سراسر زیادتی ہے اتنی زیادہ tax servicing کا ایک صوبہ متحمل نہیں ہو سکتا اور ہمارے ترقیاتی مد کے بہت سارے پیسے tax servicing کی وجہ سے ہمیں نہیں مل پاتے۔ بہت سا فنڈ کئی سالوں سے tax servicing کے کھاتے میں جمع ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اس بارے میں ہم نے خاص طور پر اپنے خیالات کا اظہار بجٹ تقریر میں کیا ہے۔ اس پیرا کو مخدوم الطاف صاحب نے پڑھا بھی تھا۔ مجھے امید ہے کہ قائد حزب اختلاف نے اس پیرے کو سنا ہو گا اور وہ ہم سے اتفاق کرتے ہوں گے کیونکہ انہوں نے بھی آج اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے قائد حزب اختلاف نے جس کمیشن کا ذکر کیا ہے میں وہ کمیشن ترتیب دینے کو تیار ہوں اور مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر

وہ ہمارا کیس فیڈرل گورنمنٹ کے سامنے پیش کریں تو مجھے اس بات کی خوشی ہوگی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

باقی باتیں انشاءاللہ جو وزیر خزانہ اپنی تقریر میں کریں گے اور اگر میرے کہنے کے لئے کچھ باقی بچا تو میں بھی انشاءاللہ آخری روز ضرور اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ بہت بہت شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب فضل حسین راہی:۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر! آج صبح جب میں اور سید طاہر احمد شاہ صاحب اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے آرہے تھے تو ہماری گاڑی کلرکوں کے جلوس نے گھیر لی۔ ان کا کہنا تھا کہ آپ لوگ اسمبلی میں ہمارے مفاد کے لئے کچھ نہیں کرتے اس لئے ہم آپ کو یہاں سے گزرنے نہیں دیں گے۔ جب انہوں نے ہمیں پہچانا کہ کہا یہ کہ فضل حسین راہی اور طاہر شاہ تو ہمارے ہمدرد ہیں انہیں جانے دیا جائے ساتھ ہی انہوں نے یہ ضرور کہا تھا کہ خدا کے لئے حکومت سے کہیں کہ جب ہمارے بچے بھوک سے مرنے لگیں گے تب وہ ہماری طرف دیکھے گی اور ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ریگل چوک لاہور میں ان کے احتجاجی جلوس پر لاٹھی چارج ہوا ہے اور آنسو گیس پھینکی گئی ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ سیکرٹریٹ میں گھسے اور وہاں جا کر انہوں نے چیف سیکرٹری کے دفتر پر حملہ کیا۔ یہ تشویشناک صورتحال ہے۔ میں کئی دنوں سے کہہ رہا ہوں کہ اس معاملے کو چیف منسٹر صاحب یا منسٹر صاحبان یا اس منتخب ادارے نے حل کرنا ہے تو براہ کرم اس مسئلہ پر فوراً غور کیا جائے اور اس کو جتنی جلد ہو سکے، حل کیا جائے۔ مبادا کہ لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو۔ چیف منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں ان سے یہ میری عاجزانہ درخواست ہے کہ آپ انسانی بنیادوں پر ان کا مسئلہ حل کریں۔ بڑی مہربانی ہوگی۔

سردار اللہ یار ہیراج:۔ جناب سپیکر! راہی صاحب بالکل درست فرما رہے ہیں۔ میرے ساتھ بھی ابھی یہی واقعہ پیش آیا ہے انہوں نے مجھے مارا۔ اور میری گاڑی کو توڑ دیا۔ اور حکومت کو گالیاں دیں۔ میری گاڑی باہر کھڑی ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں۔

Shame Shame

اس مسئلہ کا فوری طور پر حل تلاش کیا جائے۔ قبل ازیں بھی میرے ساتھ ایک واقعہ پیش

آیا تھا۔ ریونیو بورڈ میں میری گاڑی کو مکے مارے گئے تھے۔ آج بھی کلرکوں نے مجھے گریبان سے پکڑا۔ اور ساتھ حکومت کو بھی گالیاں دیں۔ میری گاڑی باہر کھڑی ہے۔ وہ موقع پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

(قطع کلامیاں)

میاں ممتاز احمد متیانہ :۔ جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر :۔ میاں ممتاز احمد متیانہ صاحب۔

میاں ممتاز احمد متیانہ :۔ جناب سپیکر ! جو سانحہ میرے محترم دوست کے ساتھ ابھی پیش آیا۔ ہم اس پر پرزور احتجاج کرتے ہیں اور اس کی مذمت کرتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کریں گے کہ اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور اس معزز ایوان میں اس لئے آئے ہیں کہ ان کے مطالبات پیش کئے جائیں اور ان کی تکالیف کا ازالہ کیا جائے یہ مناسب نہیں کہ ہمیں جا بجا بے عزت کیا جائے ہماری خاطر ان کے ساتھ جو بھی بات چیت کی جائے اس میں ہم حکومت کے ساتھ ہیں۔ مطالبات تسلیم کرانے کے لئے اس قسم کا طریقہ کار اور اس قسم کی روایت انتہائی مضر ثابت ہوگی ان مسائل میں اس معزز ایوان کے ارکان کو ملوث کرنا نہایت ہی شرمناک ہے۔ میرے خیال کے مطابق کوئی بھی معزز رکن چاہے وہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتا ہو یا حزب اقتدار سے اسے اپنے دوستوں کی عزت مطلوب ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے معزز ایوان کے تمام ممبران اس سانحہ میں برابر شریک ہوں گے اور مطالبات منوانے کا ایسا طریقہ اور ایسی مذموم حرکت کسی صورت میں برداشت نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا میں جناب وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کروں گا کہ اس بات کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اور کسی کو کسی صورت میں اتنی کھلی چھٹی نہیں دینی چاہیئے کہ ان کے ہاتھ ہمارے گریبان تک پہنچیں۔ ہم ان کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ رکھتے تھے اور رکھتے ہیں لیکن اس حرکت کے بعد ہم مجبور ہو گئے ہیں کہ ان کو مذموم حرکت کا جواب ان کے ہی طریقے کے ساتھ دیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی :۔ Sir, Point of personal explanation

جناب سپیکر ! میں یہ بات صرف اس لئے آپ کے نوٹس میں لایا تھا کہ اس ایوان کو احساس دلا سکوں کہ دیر ہماری طرف سے ہے اور جتنی دیر بھی ہم کریں گے یہ ایجیٹیشن ....

ایک معزز ممبر :- فضل حسین راہی کی گاڑی کیوں نہیں توڑی گئی؟

جناب فضل حسین راہی :- جناب سپیکر! میری گاڑی اِس لئے نہیں توڑی گئی کہ وہ جانتے ہیں کہ فضل حسین راہی اور طاہر شاہ ان کے حامی ہیں اور ہاؤس میں ان کا مطالبہ پیش کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں اس لئے نہیں توڑی۔ جناب سپیکر! ان کو علم ہے کہ ہم ان کا دفاع اور ان کے مطالبے کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں ان کے اس اقدام کی حمایت کرتا ہوں میں ان کے اس اقدام کی قطعی حمایت نہیں کرتا کہ وہ لوگ ہمارے کسی ساتھی کو پکڑیں یا ماریں۔ میں ان کے اس اقدام کی مذمت کرتا ہوں لیکن میں نے کئی دن پہلے اس واقعے کی نشاندہی کی تھی کہ ایسی سنگین صورت حال بھی پیدا ہو سکتی ہے اس مسئلہ کو آپ جلدی نمٹائیں اگر چیف منسٹر صاحب اس مسئلہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس معاملہ کو جلد ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر :- راہی صاحب اس پہ بات ہو چکی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ :- جناب سپیکر!

جناب سپیکر :- شاہ صاحب تشریف رکھیں۔ میاں صاحب تشریف رکھیں۔ چیف منسٹر صاحب بات کرنا چاہیں گے۔

جناب وزیر اعلیٰ :- جناب سپیکر! آج معزز رکن جناب سردار اللہ یار ہیراج صاحب کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا مجھے اس کا از حد افسوس اور دکھ ہوا ہے۔ دراصل کلرکوں کا رویہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کافی دنوں سے کچھ اس طرح کا ہے کہ انہوں نے ہڑتال شروع کر دی۔ جس کا نوٹس ہم نے لیا اور وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کیا۔ باقی چاروں صوبوں سے بھی میں نے رابطہ قائم کیا۔ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور وزیر اعظم پاکستان سے خود ذاتی طور پر بات کی۔ ان کے بہت سے مطالبات تھے۔ اگر تمام مطالبات کو تسلیم کر لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ساڑھے چار ارب روپے ان پر صرف ہوگا جو پنجاب کے کھاتے سے ادا کرنے پڑیں گے لیکن قطع نظر اس کے میں نے خود کلرکوں کو دعوت دی کہ آئیں مجھے ملیں اور میں ان سے گفتگو کے لئے تیار ہوں۔ آج سے ایک ہفتہ پہلے میں نے کلرکوں کو خود بلایا، ان سے بات کی۔ ان کے تمام نمائندے میرے پاس آئے۔ اور وفاقی حکومت کے اداروں کی یونینوں کے پریذیڈنٹ اور جنرل سیکرٹری میرے

پاس آئے۔ ان سے بڑے اچھے ماحول میں گفتگو ہوئی۔ میں نے ان کے مطالبات نہایت توجہ سے سنے۔ اس کے بعد میں نے ان کو یقین دلایا کہ میں آپ کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کروں گا۔ میں نے صوبائی وزیر خزانہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن بھی شامل تھے۔ نیز سیکرٹری فنانس اور سیکرٹری سروسز بھی اس کے ممبر تھے۔ میں نے کمیٹی سے کہا کہ آپ اپنی سفارشات کل تک مرتب کر لیں آپ آج بھی اور کل بھی کمیٹی کے اجلاس منعقد کریں۔ اگر رات کو بھی کام کرنا پڑے تو بیٹھ کر سفارشات مرتب کر کے مجھے بھیج دیں۔ میں وہ سفارشات وزیر اعظم پاکستان کو بھجواؤں گا اور تجویز دوں گا کہ وفاقی وزیر خزانہ یا وفاقی سیکرٹری خزانہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، جس میں چاروں صوبوں کے نمائندوں کو شامل کیا جائے اور کلرکوں کے مطالبات کے بارے میں بھی جلدی فیصلہ کیا جائے۔ یہ تمام یقین دہانی میں نے کلرکوں کے نمائندوں کو کرائی تھی۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ ایسے مسائل اور آپ کے مطالبات کو ہم اکیلے نہ تو تسلیم کر سکتے ہیں اور نہ ان پر کوئی فیصلہ دے سکتے ہیں کیونکہ یہ تمام صوبوں کا مسئلہ ہے۔ اور اگر پنجاب نے کوئی فیصلہ کیا جو سرحد کو یا سندھ کو یا بلوچستان کو قابل قبول نہ ہوا تو پھر ہماری مشکلات مزید بڑھ جائیں گی۔ بہتر یہی ہے کہ فیصلہ متفقہ ہو اور وفاقی حکومت کی سربراہی میں ہو تاکہ چاروں صوبے وفاقی حکومت کے فیصلے پر عملدرآمد کر سکیں۔ کلرک صرف پنجاب ہی میں نہیں بلکہ باقی صوبوں میں بھی موجود ہیں، وہاں پر بھی ہڑتالیں ہوئی ہیں۔ میں نے ان کے نمائندوں سے کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے جتنے بھی آپ کے جائز مطالبات ہیں ان پر ہمدردانہ غور کرتے ہوئے ہم وفاقی حکومت کو پرزور سفارش کریں گے کہ وہ آپ کے مطالبات کو منظور کرے۔ مجھے تو گفتگو کا اختتام بڑا تسلی بخش نظر آیا اور مجھے یہ بھی امید تھی کہ اس گفتگو کے بعد کلرک صاحبان نے اپنی ہڑتال کو ختم کریں گے اور اپنے کام پر واپس آ جائیں گے۔ لیکن مجھے افسوس ہوا کہ میری اس تمام تریقین دہانی کے باوجود، اس تمام تر نیک نیتی کے باوجود وہ اپنے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں لائے اور یہ معاملہ پہلے سے زیادہ خراب ہوتا گیا اور آج نتیجہ یہاں تک پہنچا کہ ہمارے ایک معزز رکن کی کار بھی توڑی اور ان کو مارا بھی ہے۔ مجھے کلرکوں کے اس رویے پر سخت افسوس ہے جس کی میں کبھی امید نہیں کر سکتا تھا۔ میں یہ محسوس کرتا

ہوں کہ ان تمام تر کوششوں کے بعد ابھی حال ہی میں میں یہ کہنا بھول گیا کہ وزیر اعظم پاکستان سے میری تین دن پہلے ملاقات ہوئی تھی تو میں نے تجویز دی تھی کہ ہم نے آپ کو سفارشات بھجوا دی ہیں ۔ براہ کرم جیسے ہم نے چوبیس گھنٹے میں آپ کو سفارشات بھجوائی ہیں آپ ایک کمیشن بٹھا دیں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ بجٹ سے پہلے آپ کلرکوں کے مطالبات پر غور نہیں کر سکتے تو بجٹ کے فوراً بعد کمیشن بٹھا دیں۔ وہ کمیشن ان کے مطالبات پر غور کرے ۔ ہمارے نمائندے بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور پھر جس چیز کا فیصلہ آپ کریں گے اس پر صوبے عملدرآمد کرنے کے پابند ہوں گے۔ جناب وزیر اعظم پاکستان نے میری اس بات سے اتفاق کیا اور کہا کہ میں ایک کمیشن مقرر کر دوں گا اور ان کے مطالبات پر غور کرنے کے بعد جائز مطالبات ضرور قبول کریں گے ۔ میں نے ذاتی طور پر وزیر اعظم پاکستان سے بات چیت کی اور ان کو اس بات پر رضامند کیا اور وہ خود بھی اس بات کے حامی تھے کہ یہ فیصلہ جلدی ہونا چاہیئے۔ اس کے باوجود اگر کلرک اپنی ہٹ دھرمی قائم رکھیں تو اس کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ کلرکوں کی اس حرکت کو میں بھی condemn کرتا ہوں ۔ اور مجھے امید ہے کہ یہ معزز ایوان بھی اس کو condemn کرتا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

انہوں نے لا اینڈ آرڈر situation create کی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا فرض ہے کہ اس کا نوٹس لے اور اس کا مناسب نوٹس لیا جائے گا۔

(نعرے ہائے تحسین)

جناب سپیکر:۔ جناب سردار حسن اختر موکل صاحب

سردار حسن اختر موکل:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے گین ٹیکس اور ہسپتالوں سے بستر فیس ختم کر کے ایک مستحسن قدم اٹھایا ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ گین ٹیکس کے خاتمے کے اثرات عام آدمی کی زندگی پر کیا ہے ۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ ٹیکسیشن کا ۔ ۔ ۔ ۔

جناب مفضل حسین راہی :۔ جناب سپیکر! ایک معزز رکن تقریر کر رہے ہیں اور

ارکان اسمبلی ان کے سامنے سے بار بار گزر رہے ہیں۔ ان کے سامنے سے نہیں گزرنا چاہئے۔ جناب والا ان کو پارلیمانی آداب سکھائے جائیں۔

سردار حسن اختر موکل:۔ گین ٹیکس تو ختم کر دیا گیا، مگر آپ اندازہ لگائیں کہ ایک عام شہری چولہا ٹیکس سے لے کر professional ٹیکس، لائسنس ٹیکس، ٹاؤن کمیٹی کے ٹیکس، مارکیٹ کمیٹی کے ٹیکس، ضلع کونسل کے ٹیکس، دولت ٹیکس، برآمدی ٹیکسیز اور اس کے بعد سب سے بڑا انکم ٹیکس ادا کرتا ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ٹیکسوں کے نظام پر نظر ثانی کی جائے اور اس کو ایسا مربوط بنایا جائے کہ عام شہری ایک وقت میں ایک ہی ٹیکس ادا کرے۔ انکم ٹیکس کے بارے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ چھوٹے شہروں اور قصبات میں آج کل ریڑھی والوں اور چھابڑی فروشوں پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے، لیکن جب انکم ٹیکس والوں سے جا کر بات کی جاتی ہے تو وہ حساب کتاب لگاتے ہیں کہ عام ریڑھی اور چھابڑی والا روزانہ -/۱۰۰ روپے کماتا ہے اس لئے اس پر یہ ٹیکس ضرور لاگو کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب فضل حسین راہی:۔ جناب سپیکر! وزراء کو تنبیہہ کی جائے کہ وہ ہاؤس میں دفتری کام نہ کریں۔ اگر کام کرنا ہے تو اپنے چیمبرز میں تشریف لے جائیں وہ یہاں درخواستیں پکڑ پکڑ کر ان پہ دستخط کر رہے ہیں اس طرح ایوان کا تقدس پامال ہوتا ہے۔ یہ دیکھیں! جناب سپیکر! کیا ہو رہا ہے؟

وزیر اوقاف (ملک خدا بخش ٹوانہ):۔ جناب والا! راہی صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے وزیر صاحب درخواستوں پر دستخط نہیں بلکہ جاری تقریر پر نوٹس لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ تشریف رکھیں ملک صاحب۔ جی موکل صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ جناب والا ٹوانہ صاحب "اج ساڈے تے بڑے مہربان نے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ جی کیا فرمایا آپ نے؟

سید طاہر احمد شاہ:۔ میں کیا جناب کہ اج ٹوانہ صاحب ساڈے تے بڑے

مہربان نے -

وزیر اوقاف :- قبلہ میں ہمیشہ سیداں دا تابع دار آں تہاڈا وی تابع دار آں -

سردار حسن اختر موکل :- جناب والا میری گزارش ہے کہ ٹیکسوں کے نظام کو اس طرح مربوط کرنا چاہیے کہ عام شہری ایک وقت میں ایک ہی ٹیکس ادا کرنے کا ذمہ دار ہو۔ ٹیکسوں کے علاوہ میں تعلیم کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تعلیم کے لئے - جتنی بھی رقوم مختص کی گئی ہیں یہ ایک خوش آئند بات ہے لیکن مجھے یاد ہے کہ میں نے گذشتہ بجٹ اجلاس میں عرض کیا تھا کہ رقم ضرور مختص کی جاتی ہے مگر اس کے مصرف پر قطعی توجہ نہیں دی جاتی - میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ میرے حلقے میں کئی ایسے سکول ہیں جن کی عمارات بنا دی گئیں مگر ان کا ریکارڈ محکمہ کے ہی کہیں ذکر نہیں اور وہ عمارات ویسے کی ویسے ہی پڑی ہیں۔ کئی سکول ایسے بنا دیئے گئے ہیں جن میں طلبہ نہیں اور کئی سکولوں میں طلبہ ہیں مگر اساتذہ نہیں ہیں یہ عرض کروں گا کہ ان رقوم کا مناسب مصرف ہونا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ وہ برائے کرم اپنی اپنی نشستوں پر تشریف فرما ہوں۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب والا! آپ اپنے پورے اختیارات استعمال کرتے ہوئے منع کریں -

جناب ڈپٹی سپیکر :- آپ تشریف رکھیں -

سردار حسن اختر موکل :- جناب والا! جیسا کہ موجودہ بجٹ میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً تین ہزار نئے سکولوں کا اجراء کیا جائے گا - میں عرض کروں گا کہ سکول تو کھولے جائیں گے مگر پہلے سے تعمیر شدہ سکولوں کا اجراء جہاں اساتذہ نہیں ہیں ان کے متعلق کیا کیا جائے گا، میں عرض کروں گا کہ یہ تو ایسے ہی ہے کہ

اک دھول سی اٹھتی ہے کتابوں کی نگر میں
الفاظ کے جنگل میں بھی سایہ نہیں کوئی

جناب والا! تعلیم کے معیار کی طرف توجہ دی جائے۔ اس سلسلے میں دوہرے معیار کو ختم کرنا چاہیئے۔ ایک طرف ایچیسن کالج، ڈویژنل پبلک سکول ہیں اور دوسری طرف دیہاتوں میں ایسے سکول ہیں جہاں بچوں کے بیٹھنے کے لیے ٹاٹ بھی میسر نہیں۔

جناب فضل حسین راہی:۔ اگر آپ وزیر صاحب کو منع نہیں کریں گے تو میں احتجاجاً پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ میرا خیال ہے کہ آپ کا تو ویسے ہی باہر جانے کا پروگرام ہے۔

جناب فضل حسین راہی:۔ نہیں وزیر صاحب اگر ہاؤس میں کام کریں گے تو میں احتجاجاً پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کر جاؤں گا وہ مسلسل ہاؤس میں کام کر رہے ہیں۔ آپ انہیں منع کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں اگر آپ کا ایوان سے باہر جانے کا پروگرام ہے تو آپ جا سکتے ہیں۔ آرڈر پلیز۔

سردار حسن اختر موکل:۔ جناب والا! کافی عرصہ سے کالجوں اور سکولوں میں داخلوں کی بحث چلی آرہی ہے کہ میرٹ کی بنیاد پر داخلے ہوں گے، میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ میرٹ کی بنیاد کیسے بنے گی، یا تو دیہاتوں کے غیر ترقی یافتہ سکولوں کا میرٹ الگ بنایا جائے یا پھر اس کو 20 فیصد grace marks دے کر میرٹ بنایا جائے۔ جناب والا! تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کے سلسلے میں میری تجویز ہے کہ ہر سکول کے استاد کو جو متواتر تین سال تک اچھا نتیجہ دیتے ہیں انہیں increments دی جائیں، اور جس استاد کا نتیجہ تسلی بخش نہیں آتا اس کو ملازمت سے سبکدوش کر کے نئے استاد کے لئے جگہ خالی کی جائے۔ اور جناب والا! میری گذارش ہے کہ میرٹ اضلاع کی بنیاد پر بنائی جائیں، پس ماندہ اضلاع کے لئے الگ کوٹہ مقرر کیا جائے تاکہ پس ماندہ اضلاع کے طلبہ بھی اچھے سکولوں میں تعلیم حاصل کر سکیں۔

اس کے بعد میں زراعت کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ حکومت نے زراعت کے ترقی کے لئے جو اقدامات کئے ہیں وہ مستحسن ہیں کاشتکار ہمارے ملک کا ایک مظلوم ترین

طبقہ ہے جیسے آج بھی زرعی انکم ٹیکس لاگو کرنے کی بات چل نکلی، جناب والا! آپ خود جانتے ہیں کہ یہ طبقہ اتنا مظلوم ہے کہ سارا سال سخت محنت کرنے کے بعد حساب کیا جائے تو کچھ بھی بچت نہیں نکلتی۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ جیسے کہ وزیر اعلیٰ صاحب فرما رہے تھے اگر آبیانہ معاف نہیں کیا جا سکتا تو اس کا flat rates ہونا چاہئے جتنے عرصے فصلوں کو پانی لگے اس کے مطابق زمینوں کا آبیانہ ہوتا ہے ۔ قانون کے مطابق 7 فیصد زمین کو پانی دیا جاتا ہے ۔ لیکن آبیانہ ساری زمین کا ہی لیا جاتا ہے محکمہ آبپاشی کے قاعدہ 28 کے مطابق اگر کوئی زمیندار اپنے ٹیوب ویل کے کھال سے بھی پانی گزار لیتا ہے تب بھی آبیانہ ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے بجلی کے بلوں کے طریقہ کار کو درست کروایا جائے اور وفاقی حکومت سے سفارش کی جائے کہ ٹیوب ویلوں کے لئے flat rates مقرر کئے جائیں جناب والا! اب کاشتکاروں کے بارے میں بات چلی ہے تو میں عرض کروں گا کہ یہ طبقہ تو اتنا مظلوم اور غریب ہے کہ

کہ

ہم غریبوں کی بستی میں تو وقت بھی رک رک کر چلتا ہے
کبھی صبح نہیں ہوتیں کبھی شامیں نہیں ہوتیں

جناب والا! یہ law and order situation کے سلسلے میں میری گزارش ہے کہ

کہ

ان کے ماتھے پہ شکن تو آئے گی لیکن
ہم کہاں سے جائیں اپنی جرأت اظہار کو

آج کا واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہاں لازمی طور پر پولیس کھڑی ہوگی لیکن وہ اس واقعہ کو تماشائی کے طور پر دیکھتی رہی، میں جناب والا آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں کسی تھانے دار ڈی ایس پی یا ایس پی کو کے پڑتے تو کیا پولیس والے خاموش تماشائی بنے کھڑے رہتے ۔ میری اس سلسلے میں انتظامیہ گزارش ہے کہ انہیں ملازمتیں اور ترقیاں دیتے وقت صرف اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جو افراد ایماندار دیانت دار اور اپنے فرائض منصبی کو خوش اسلوبی سے سرانجام دینا جانتے ہوں صرف ان کو ہی ترقیاں دی جائیں۔

پولیس کے سلسلے میں مختص کی گئی رقم سے ان کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا جائے

تھا۔ یہاں پر کچھ چیزیں ناانصافی پر بھی مبنی ہیں۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ایک ٹرینڈ وائرلیس آپریٹر کو تنخواہ ایک کانسٹیبل کے برابر ملتی ہے۔ اس فرق کو نکالا جانا چاہئے۔ رشوت ستانی کے ساتھ امن و امان کو مستحکم بنانے کے لئے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں آفیسر کو اختیارات ہونے چاہئیں کہ وہ اپنے ماتحتوں کے خلاف بوقت ضرورت کارروائی کر سکیں۔

جناب والا! جیسا کہ مجھ سے پہلے میرے ایک دوست سید حسنات احمد شاہ صاحب نے فرمایا کہ عدالتوں کے فیصلوں میں تاخیر انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے میں حائل ہوتی ہے۔ کوئی ایسا نظام وضع کیا جائے کہ جس سے عدالتوں میں فیصلے جلد از جلد ممکن ہو سکیں۔

جناب والا! جناح آبادیوں کا مسئلہ اور کچی آبادیوں کا مسئلہ حل کرنے پر حکومت مبارک باد کی مستحق ہے لیکن میری تجویز ہے.........

پیر احمد شاہ کھگہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا عرض یہ ہے کہ کورم کے بغیر تقریریں کرنا فضول ہے۔ اگر ایوان میں گنتی کی جائے تو میرے خیال میں صرف 20 ممبر صاحبان بیٹھے ہوں گے۔

سردار حسن اختر موکل۔ جناب والا میری گزارش ہے کہ دیہاتوں میں سات مرلہ سکیم کے ساتھ ساتھ گاؤں میں جہاں پر غیر مالکانہ طور پر گھروں میں بیٹھے ہیں ان کو وہیں مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں۔ میری مزید گزارش ہے کہ دیہاتوں میں چھوٹے کاریگروں کو قرضے فراہم کئے جانے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ سردار صاحب آپ تشریف رکھیں۔ کورم پورا نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے ۔۔۔۔ گھنٹی بجائی گئی۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئیں)

کورم پورا ہو گیا ہے۔ سردار حسن اختر صاحب

سردار حسن اختر موکل۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دیہاتوں میں سات مرلہ سکیم شروع کی گئی ہے میری تجویز ہے جو غریب غیر مالک لوگ گاؤں کی آبادیوں یا قصبوں میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو انہی گھروں کے مالکانہ حقوق دے دیئے جانے چاہیں۔ اس کے

ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں دیہاتوں میں ایک عام غریب آدمی کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے agro based industries لگائی جائے۔ تاکہ انہیں زیادہ سے زیادہ روزگار کے مواقع فراہم ہو سکیں۔ دیہاتوں کے چھوٹے کاریگروں کو قرضے فراہم کئے جائیں تاکہ وہ اپنا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے اپنے کاروبار کو وسعت دے سکیں۔

آخر میں میں عرض کروں گا کہ سرکاری ملازمین کے دیہاتی سکولوں اور ہسپتال میں جانے سے اجتناب کرنے کی ایک خاص وجہ ہے۔ دیہاتوں میں دور دراز جانے کے ساتھ ساتھ انہیں وہ الاؤنس جو شہروں میں سرکاری ملازمین کو دیئے جاتے ہیں۔ نہیں ملتے میری تجویز ہے کہ دیہاتوں میں صحت اور تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنے اور تحفظ دینے کے لئے دیہاتوں میں سرکاری ملازمین کے الاؤنس اتنے ہونے چاہئیں جتنے کہ شہروں میں ہیں۔ اس طرح سرکاری ملازمین دیہات میں جانے سے گریز نہیں کریں گے۔ وہ تعلیم، صحت اور دیگر محکمہ جات میں زیادہ سے زیادہ بھرتی ہونا پسند کریں گے اور اس طرح دیہاتی لوگوں کو اپنا معیار زندگی بلند کرنے کے مواقع میسر آئیں گے۔ جناب والا آخر میں میں پھر عرض کروں گا کہ ٹیکسوں کے نظام کو درست کرنا ضروری ہے۔ یہ کہتے ہوئے میں اجازت چاہوں گا۔

تحریر میں سمٹے ہیں بھلا کب دلوں کے درد
بہلا رہا ہوں خود کو ذرا کاغذوں کے ساتھ

بہت شکریہ جناب :-

محترمہ چیئرمین صاحبہ (بیگم نجمہ تابش الوری) بہت شکریہ۔ اب میرے پاس سرفراز نواز صاحب کا نام ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سرفراز نواز :- جناب سپیکر! میں محترم مخدوم الطاف وزیر خزانہ کو مالی سال 1986-87 کا مثالی صوبائی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ کو اس لئے مثالی بجٹ قرار دیتا ہوں کہ اس وقت ملک میں مکمل جمہوریت ہے اور عوام کے حقوق بحال ہیں۔ اس لئے میں جناب مخدوم الطاف وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں پچھلی حکومتوں نے جو جمہوریت کے دعوے کئے اور اس دوران انہوں نے جو بجٹ پیش کئے ان کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت یا تو ملک میں ایمرجنسی تھی اور یا مکمل طور

پر بنیادی حقوق بحال نہیں تھے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں حکومت کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جس سوچ اور حکمت عملی سے انھوں نے ملک کو مارشل لاء سے چھٹکارا دلایا اور مکمل طور پر عوام کو جمہوریت کی راہ پر گامزن کیا ہے اس کے لئے حکومت مبارک باد کی مستحق ہے میں درخواست کروں گا کہ پچھلی حکومت کے کھوکھلے نعروں اور نا انصافیوں کا ازالہ کرتے ہوئے حکومت اپنے تیار کردہ منشور پر عمل کر کے دکھائے ۔

سید طاہر احمد شاہ :۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ محترمہ سپیکر صاحبہ، آج ہمارے فاضل دوست سرفراز نواز صاحب جب ایوان سے خطاب فرما رہے ہیں تو یہ ایوان پھر اس قسم کا منظر پیش کر رہا ہے کہ " ڈھائی بوٹے تے فتو باغبان رہ" ؟ (قہقہے)

جناب رفیق احمد :۔ محترمہ سپیکر صاحبہ ، نکتہ حمایت ۔ میرے بھائی سرفراز نواز صاحب ایک خوبصورت لمبے تڑنگے لٹھ جیسے جوان کہ جھک کر بولنے میں دقت محسوس ہو رہی ہے ۔ براہ کرم ان کا مائک قد کاٹھ کے مطابق بڑھایا جائے ، لمبا کیا جائے ۔

جناب سرفراز نواز :۔ جناب سپیکر، مجھے جھکنے کی کوئی تکلیف نہیں ۔ میں تو آپ کے آگے ویسے جھکا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید طاہر احمد شاہ :۔ محترمہ میرا خیال ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

محترمہ چیئرمین :۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں تو بات کیجئے ، ورنہ بیٹھ جائیے ۔ مقرر کی تقریر کے دوران حائل ہونے کی کوشش نہ کریں ۔

سید طاہر احمد شاہ :۔ میں تو point of information پر بول رہا ہوں ۔ اگر فاضل رکن یہ فرما دیں کہ :۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے

تو زیادہ موزوں ہوگا ۔ کیونکہ وہ جھک گئے ہیں ۔

محترمہ چیئرمین :۔ بہت شکریہ ۔ آپ تشریف رکھیے ۔

جناب سرفراز نواز :۔ محترم وزیر خزانہ نے یہ بالکل درست فرمایا کہ بجٹ ہمارا منشور ہے اور اس کے تحت کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق اور اس کے ساتھ سات مرلہ سکیم کے تحت ساڑھے تین لاکھ پلاٹ غریب لوگوں میں تقسیم کیے جائیں گے اور اس کے علاوہ پچھتر

ہزار ایکڑ آراضی بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کی جائے گی یہ بھی ہمارے منشور کا حصہ ہے اس کے بعد شعبہ تعلیم پر خصوصی توجہ اور صحت پر اضافی بجٹ پیش کرنے پر بھی حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ کئے ہوئے وعدوں کے مطابق ایک انقلابی قدم ہے جو کہ کسی بھی سابق حکومت نے نہیں اٹھایا۔ اس پر بھی میں حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں اور منتخب نمائندوں اور وزرائے کرام سے درخواست کرتا ہوں۔

دیوان عاشق حسین بخاری: جناب سپیکر! اس وقت عام بحث ہو رہی ہے متعلقہ افسران کا فرض ہے کہ وہ یہاں موجود رہیں۔ اگر افسران نہیں ہوں گے تو کیا پتا چلے گا کہ کیا بحث ہوئی ہے اور عوام کی تکالیف کیا ہیں۔ اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وزراء صاحبان تو پہلے بھی ایوان میں موجود نہیں، لہٰذا افسران کو تو ہونا چاہیئے۔

وزیر خزانہ: جواب تو میں نے ہی دینا ہے۔

جناب سرفراز نواز: میں منتخب نمائندوں اور وزرائے کرام سے درخواست کروں گا کہ وہ ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے مکمل طور پر حکومت کا ساتھ دیں اور نوکر شاہی اگر ہمارے منصوبہ جات کی تکمیل میں رکاوٹ ڈالے تو ان کا محاسبہ کیا جائے۔ جناب سپیکر! محترم وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں رشوت کی لعنت کے خاتمہ کے لئے ہمیں قائداعظم کا فرمان پڑھ کر سنایا۔ قائداعظم نے فرمایا "رشوت ایک زہر ہے اور اس زہر کو ہمیشہ کے لئے باہر نکال پھینکنا ہے"۔ گذشتہ سال بجٹ کی تقریر میں سابق وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق جو اب منصوبہ بندی و ترقیات کے وزیر ہیں یہ بات منظر عام پر لائے تھے کہ نوکر شاہی ہر سال بیس ارب روپے رشوت کے طور پر کما جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ رشوت خوروں کو صرف ملازمت سے ہی برطرف کیا جاتا ہے لیکن میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو ملازمتوں سے نکالنے کے ساتھ ساتھ سنگین اور مثالی سزائیں بھی دی جائیں اور ان کی جائیدادیں بھی ضبط کی جائیں تاکہ آئندہ نسل سے یہ عبرتناک سزا دیکھ کر کسی بھی رشوت خوری اور غلط کاری کی طرف مائل نہ ہو۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! بہتر یہ ہے کہ انہیں کوڑوں کی سزا

دی جائے اور کوڑے مارنے کے لئے وزیر محنت عبدالقیوم اعوان کو مقرر کیا جائے۔

جناب سرفراز نواز:- اور یہ پلے ہوئے عوام جو معاشرہ میں رشوت جیسے ناسور سے دوچار ہیں ان پر سراسر ظلم ہو رہا ہے، ان کے لیے ایک مثال قائم کریں اور یہی لوگ ہمیں سر پر بٹھائیں گے، اگر ہم رشوت کی لعنت کو ختم کر دیں گے تو ہمیں سنہری حروف سے یاد کیا جائے گا۔

جناب رفیق احمد:- جناب سپیکر، کوڑے گننے کے لئے راہی صاحب کو مقرر کیا جائے۔

جناب سرفراز نواز:- اب میں مزید کہوں گا کہ وعظ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب ہمیں عمل کر کے دکھانا چاہیئے تاکہ جلدی جلدی رشوت کا زہر اپنے معاشرے سے مکمل طور پر نکالا جا سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد میں پولیس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ان کا بجٹ ایک سو کروڑ روپے سے بڑھا کر ۱۴۰ کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔ اور پولیس کی نفری میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ ٹرانسپورٹ اور جدید اسلحہ جیسی سہولتوں کا اہتمام کیا ہے۔ میں افسوس سے کہتا ہوں ہماری پولیس کا رویہ اور سلوک عوام کے ساتھ بہت شرمناک ہے۔ اس کے لیے میں آپ سے درخواست کرونگا کہ رشوت کی لعنت پولیس سے بھی مکمل طور پر ختم کروانی چاہیئے۔ نیز جتنی دیر تک ہم بے روزگاروں کو روزگار مہیا نہیں کریں گے جرائم کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا ہے کہ انہیں بیروزگاروں کی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ لیکن پڑھے لکھے بیروزگار افراد کے لئے میں درخواست کرونگا، کہ ان کے لئے نوکریوں کا انتظام کیا جائے۔ پولیس کی نفری بڑھانے کی بجائے لوگوں کو مجرمانہ حرکات اور جرائم سے دور رکھا جائے۔ اگر ان کو روزگار مہیا کئے جائینگے تو وہ اپنے کام پر توجہ دیں گے نہ تو وہ اپنے کام پر توجہ دیں گے نہ تو سڑکوں پر نکل کر فضول باتیں کریں گے اور نہ وہ وڈیو فلمیں دیکھیں گے اور وہ ایسی فلمیں دیکھنے سے اجتناب کریں گے جو مجرمانہ زندگی کی طرف راغب کرتی ہیں۔ اور وہ جوا رچکاری سے بھی پرہیز کریں گے۔ میں یہ درخواست اور اپیل کرتا ہوں۔ کہ پولیس کی نفری بڑھانے کی بجائے لوگوں کی اصلاح کی طرف توجہ دی

جائے اور ان کو مکمل طور پر روزگار دیا جائے۔

اس کے بعد چونکہ میرا تعلق کھیل اور کھلاڑی سے رہا ہے لہٰذا یہ فرض ضرور ادا کروں گا کہ اس بارے میں بھی کچھ عرض کروں۔ ہمارے ملک میں اور صوبہ پنجاب میں خاص طور پر کھیلوں کی گراؤنڈز نہیں کھیلوں کا سامان اتنی تعداد میں مہیا نہیں۔ اگر کہیں گراؤنڈیں تھیں بھی تو وہ یا تو پارکوں میں تبدیل کر دی گئی یا اس جگہ کے رہائشی پلاٹ بنا کر پبلک کو فراہم کئے جا چکے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ گنجان علاقوں میں رہنے والے ہمارے بچے اور بچیاں یا دوسرے لوگ کھیلوں یا ورزش کے لئے کہاں جائیں۔ نہ تو ان کے پاس کوئی آسائشیں ہیں۔ اور دیگر گراؤنڈیں ہیں جن حکومت کی توجہ اس طرف دلاتے ہوئے مطالبہ کروں گا کہ پولیس کی نفری بڑھانے کی بجائے ان چیزوں پر وہ روپیہ خرچ کیا جائے۔ اس کے لئے میں درخواست کروں گا کہ special funds کیلئے ایک ترقیاتی بورڈ قائم کیا جائے جس کے پاس کم از کم 20 کروڑ روپیہ ہو جو دیہاتوں قصبوں اور شہروں میں چھوٹے چھوٹے سٹیڈیم اور play fields اور grounds بنا سکے۔ اس سے دیہاتی بھائیوں کے شہریوں کے ساتھ قریبی روابط پیدا ہوں گے۔ دیہات میں کرکٹ یا دیگر کھیل کھیلنے والوں کو شہروں کے معیار کا بالکل علم نہیں ہوتا اس طرح دیہاتوں کے sports کے معیار کو بین الاقوامی معیار تک لایا جا سکتا ہے۔ آخر میں وزیر خزانہ سے پر زور اپیل کرتا ہوں وہ جلد از جلد 1985 کی نیشنل فنانس کمیشن کی سفارش مکمل کریں۔ اور صوبوں کے وسائل اور ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کریں۔ اب وقت آگیا ہے کہ صوبوں کو خود مختاری دی جائے تاکہ صوبے اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق فیصلہ کر سکیں آخر کب تک صوبے مرکز کے قرضوں کے تلے دبے رہیں گے۔ اور صوبہ پنجاب اپنے آپ پر الزام لیتا رہا ہے۔ اور ہم دوسرے صوبوں کا احساس کرتے رہے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ صوبائی خود مختاری دی جائے اور صوبے کو مکمل طور پر خود مختار بنایا جائے تاکہ وہ تمام وسائل کے خود مالک ہوں اور اپنی آمدن سے اپنے صوبے کی خوشحالی پر خرچ کر سکیں اور ان کو مکمل طور پر اختیار ہو کہ کس طرح ڈویلپمنٹ پر روپیہ خرچ کرنا ہے۔ ہمیں یہ بھی جائزہ لینا چاہیئے کہ سنٹرل ایکسائز اور دیگر ٹیکسوں میں صوبوں کا کتنا حصہ ہے۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ پنجاب میں نہ کسی بڑے بنک کا ہیڈ آفس ہے اور نہ ہی مالیاتی اداروں کا کوئی صدر دفتر ہے۔ میں اس ضمن میں عرض کروں گا۔ کہ ہمارے پنجاب کی اقتصادی ترقی

کے لئے صنعتکار زمینداروں یا دوسرے شعبوں کے لوگ قرضوں کے حصول لئے کراچی میں مارے مارے پھرتے ہیں ۔ میں پر زور اپیل کرتا کہ مرکزی حکومت کو سفارش کی جائے کہ بنک اور دیگر مالیاتی اداروں کے صدر دفاتر پنجاب میں لاہور یا کسی دوسرے شہر میں قائم کئے جائیں نہ صرف دفتر قائم کیا جائے بلکہ مکمل اختیارات سونپے جائیں تاکہ مقامی ہیڈ آفس مکمل طور پر با اختیار ہو کر فیصلے کر سکے ۔ اس طرح صوبہ پنجاب میں ترقی کی زیادہ امید پیدا ہو گی ۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ صوبہ پنجاب ساڑھے پانچ کروڑ عوام کا اکثریتی صوبہ ہے اس کے لئے کوئی ایسی سہولت نہیں ۔ جس کے تحت آسانی سے قرضے حاصل کئے جا سکیں میں پر زور اپیل کرتا ہوں کہ مرکزی حکومت کو اس چیز پر مجبور کیا جائے کہ با اختیار ہیڈ آفس کی سہولت ہمارے پنجاب کو مہیا کی جائے ۔

آخر میں بڑے افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے کے عوام ایک بہت بڑا جلوس لے کر میرے دفتر آئے اور انہوں نے ایک وزیر کے بیان کے بارے میں کہا کہ اس وزیر نے ایک مقامی اخبار میں صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی کے ارکان کی توہین کی ہے ۔ میں اس کے بارے میں آپ سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں اگر وزراء صاحبان ایسے بیان اخبارات میں دیتے ہیں تو ہمیں مکمل اتحاد کے ساتھ مقابلہ کرنا ہو گا ۔ میں بھی حکومتی پارٹی کا آدمی ہوں میں نے ہمیشہ انصاف اور حق کی بات کی ہے ۔ اور یہ دنیا جانتی ہے ۔

ایک معزز رکن :۔ وہ کونسے وزراء ہیں کیونکہ اخبار میں تو آ گیا ہے ان کے نام بھی بتائیں ۔

جناب چیئرمین :۔ نام لینا قرین مصلحت نہیں ۔ وہ اگر گول مول انداز میں بات کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے ۔ آپ تشریف رکھیئے ۔

جناب سرفراز نواز :۔ میں جناب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ پنجاب کے بہت خوب صورت وزیر نے اخبار میں بیان دیا ہے کہ اگر کسی کی کوئی سفارش لے کر آئے گا تو اس افسر کو نکال دیا جائے گا اور اس کے خلاف فوری طور پر ایکشن لیا جائے گا ۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہم منتخب نمائندے انصاف کی خاطر وزراء کے پاس جائیں گے ۔

سردار عاشق حسین گوپانگ :۔ جناب والا ! یہ انہوں نے اس لئے بیان دیا کہ ان کے محکمے میں سب سے زیادہ بدعنوانی ہے ۔ اور ممبران کی سفارش سے ملازمین

اچھی اچھی جگہ پر تعینات ہونا چاہتے ہیں ۔ اس وجہ سے انہوں نے مجبوراً یہ بیان دیا۔ ورنہ اور کوئی وجہ نہیں ۔

محترمہ چیئرمین :۔ شکریہ ۔

جناب سرفراز نواز :۔ بہر حال انہوں نے جو بھی بیان دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایم پی اے اور ایم این اے حضرات کی توہین کی گئی ہے کہ وہ انصاف کی خاطر بھی کسی قسم کی سفارش نہ کر سکیں ۔ اگر ایسے غلط بیان دیئے جائیں گے تو ہم اس کے خلاف ہر ممکن طور پر آواز اٹھائیں گے اور میں انصاف کی خاطر ہر آدمی کی مخالفت کرنے کے لئے تیار ہوں۔

محترمہ چیئرمین :۔ بہت شکریہ ۔

جناب فضل حسین راہی :۔ جناب والا ۔ سرفراز نواز صاحب کی بات اپنی جگہ پر درست ہے اس لئے کہ سرفراز ہمارا قومی ہیرو ہے اور سرفراز نواز کا مرتبہ پاکستان میں بڑا بلند ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ پنجاب کے کسی بھی وزیر سے ہر لحاظ سے قدآور ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

سردار عاشق حسین گوپانگ :۔ وہ کھیل کے میدان کی بات ہے ۔

جناب فضل حسین راہی :۔ نہیں ۔ انہوں نے پاکستان کے لئے ریکارڈ قائم کیا ہے ۔

جناب سپیکر! اگرچہ یہ میدان کی باتیں ہی ہیں اور میدان میں تو سرفراز نواز کامیاب و کامران رہا ہے ۔ اس لئے باوجود کہ وہ حکومت کی طرف سے بات کرتا ہے ۔ ہم ماضی کے کردار کے لحاظ سے اس کی قدر کرتے ہیں ۔ اور جس وزیر نے بھی ایسا توہین آمیز بیان دیا ہے اس کا ہمیں دکھ ہوا ہے ۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سردار عاشق حسین گوپانگ :۔ جناب والا ۔ راہی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سرفراز نواز صاحب تو قومی ہیرو ہیں تو کیا یہ ولن کا رول ادا کر رہے ہیں ؟

جناب سپیکر :۔ ملک خدا بخش ٹوانہ صاحب کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں ___ ؟ ۸

وزیر ثقافت (ملک خدا بخش خان ٹوانہ) :۔ جناب والا ! سرفراز نواز صاحب نے ایک بیان میں ذکر کیا ہے ۔ جو ایک منسٹر صاحب سے منسوب ہے ۔ اس بیان میں ممبران کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں کہی گئی بلکہ انہوں نے اپنے محکمہ کے افسران کے متعلق بات کہی ہے ۔ جب تک وہ اپنے افسران پر گرفت مضبوط نہیں کریں گے تو محکمے نہیں چل سکیں گے ۔ ممبران سر آنکھوں پر اور ان کی تابعداری کے لئے ہم ہر وقت تیار ہیں ۔ ممبران کی ایسی کوئی بات نہیں کہی گئی اور ایسا قانون موجود ہے کہ کوئی اہلکار سیاسی لوگوں اور دیگر ذرائع سے غلط سفارش کروائے تو اس کے خلاف ایکشن لیا جا سکتا ہے اور یہ بات ان کے علم میں ہونی چاہئے اگر اس کے متعلق قانون میں ترمیم چاہتے ہیں تو پھر وہ ترمیم ہاؤس میں پیش کریں مگر ممبران کے متعلق کوئی بات نہیں ہوئی ۔

جناب سپیکر :۔ جناب سرفراز نواز صاحب ! یہ آپ بجٹ پر بحث میں حصہ لے رہے ہیں ۔

جناب سرفراز نواز :۔ جناب سپیکر ! میں یہ کہہ رہا تھا کہ میرے حلقے کے لوگوں نے ایک جلوس کی شکل میں میرے مزنگ آفس پر حملہ بولا اس کے متعلق کہہ رہا تھا کہ ایسے غیر ذمہ دارانہ بیان سے جس میں علاقے کے ایم پی اے کی یا ایم این اے کی توہین کا پہلو نکلتا ہو گریز کرنا چاہئے ۔ اور میں یہ کل کا اخبار آپ کے سامنے پیش کر سکتا ہوں ۔ ایم پی اے اور ایم این اے حضرات کے نام اس میں نمایاں طور پر ظاہر کئے گئے ہیں ۔ اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ایسی چیزوں سے وزراء صاحبان کو اجتناب کی تلقین کی جائے ۔ کہ وہ ایم پی اے اور ایم این اے حضرات کی توہین نہ کریں ۔ انصاف کے ضمن میں میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اپنے حلقے میں ایم پی اے اور ایم این اے منتخب ہوئے ہیں تو ہم کوئی ناانصافی نہیں چاہتے ۔ اگر یہ مجھے غلط کام اور رشوت خوری کرتے دیکھیں تو کسی وقت بھی یہ اعلان کریں میں ان کے سامنے حاضر ہوں ۔ لیکن میں نے ہمیشہ انصاف کی خاطر آواز بلند رکھی ہے ۔ اور حق کا ہمیشہ ساتھ دیا ہے ۔ باطل کے سامنے میں آج تک نہیں جھکا ۔ اور یہی معیار مجھے اسمبلی میں بھی قائم رکھنا ہے چاہے مجھے کسی قسم کی مشکلات کیوں نہ برداشت کرنی پڑیں ۔ اور میں اس سلسلے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ انصاف اور حق کی بات کریں اور ہمارا ساتھ دیں تاکہ حق و انصاف کا بول بالا ہو ۔ شکریہ ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:۔ جناب لالہ مہر لعل بھٹی صاحب۔ (معزز ممبر تشریف فرما نہیں تھے)
جناب مہدی خان صاحب (معزز ممبر تشریف فرما نہیں تھے) جناب چودھری محمد صدیق سالار صاحب۔

چودھری محمد صدیق سالار:۔ جناب سپیکر! بجٹ پر بات کر رہا ہوں اور اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ جناب وزیر خزانہ موجود ہیں۔ سب سے پہلے تو میں انہیں اس بات کی مبارک باد دیتا چلوں کہ انہوں نے ایک بہت بڑا بجٹ پیش کیا ہے۔ اور اس میں ترجیحات کی بنیاد پر تعلیم کو مد نظر رکھا۔ جناب والا۔ اس بجٹ کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو اس میں ہر بات موجود ہے۔ مگر کچھ کمی فیصل آباد کے بارے میں نظر آ رہی ہے۔ شیخوپورہ تا فیصل آباد سڑک جسے لوگ خونی سڑک کا نام دیتے ہیں اس کی تعمیر و مرمت، اس بجٹ میں کہیں نظر نہیں آتی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تعلیم کے شعبہ میں میونسپل ڈگری کالج جسے غیر مسلموں نے بھاری رقوم سے تعمیر کیا تھا آج اس کالج کی عمارت گر رہی ہے۔ میں آپ سے توقع رکھتا ہوں کہ بجٹ میں اس کالج کی مرمت کے لئے وہ رقم جو گذشتہ سال آپ نے کہی تھی اور جناب چیف منسٹر نے بھی وعدہ فرمایا تھا فراہم کی جائے اگر کالج کی دیواریں یا چھتیں گر گئیں تو اس سے جانی نقصان کا اندیشہ بھی ہو سکتا ہے۔ میں مزید گذارش کرونگا کہ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد میں ایم اے کی کلاسز کے اجراء کی اجازت دی جائے۔ میں یہ بھی گذارش کروں گا آپ فیصل آباد کامرس کالج میں بھی ایم بی اے کی کلاسز کے اجراء کی اجازت دیں۔ میں اس بات کی بھی درخواست کرونگا کہ آپ فیصل آباد کے لئے ٹرانسپورٹ بھی مہیا کریں کیونکہ فیصل آباد میں ٹرانسپورٹ انتہائی کم ہے اس لئے کالجوں سے مستورات کو لانے اور واپس رہائش تک پہنچانے کے لئے بسیں مہیا کی جائیں۔

میں اس بات کی بھی آج مبارکباد دونگا کہ آپ نے کچی آبادیوں کے لئے ایک کثیر رقم اس بجٹ میں مختص کی ہے۔ میں اس بات پر بھی آپ کو مبارکباد پیش کرونگا کہ آپ نے دیہی آبادیوں میں سلٹ مرلہ سکیم کیلئے بھی وافر رقم رکھی۔

آپ اس بات پر بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آپ نے شہروں میں بسنے والے لوگوں کے لئے جو کرایہ کے مکانوں میں اپنی زندگی اور وقت گذار رہے ہیں پانچ کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ :۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ فاضل رکن کیا آپ سے مخاطب ہیں یا آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ سے مخاطب ہیں؟

چوہدری محمد صدیق سالار :۔ میں جناب سپیکر سے مخاطب ہوں اور ان کی وساطت سے وزیر خزانہ کو سنا رہا ہوں۔ شاہ صاحب میں تو آپ کی تقریر میں بات نہیں کرتا۔ آپ بھی نہ کریں، ورنہ آپ بات نہیں کر سکیں گے۔ آپ مجھے چھیڑیں گے تو میں آپ کو چھیڑوں گا، آپ میری بات سنیں گے۔ میں آپ کی بات سنوں گا۔

جناب سپیکر :۔ چوہدری صاحب، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ :۔ یہ ریمارکس قابل اعتراض ہیں، میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے آپ پوائنٹ آف آرڈر کو مسترد کر سکتے ہیں، یا اس کو تسلیم کر سکتے ہیں یہ فرما رہے ہیں کہ میں تقریر نہیں کر سکوں گا، انشاء اللہ میں تقریر کروں گا اور یہ میری تقریر میں مداخلت نہیں کر سکیں گے۔

جناب سپیکر :۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر Procedure Matter کے بارے میں جاتا ہے، لیکن جناب سالار صاحب مجھ سے مخاطب ہیں، اور چیئر کی معرفت جناب وزیر خزانہ سے مخاطب ہیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار :۔ میں اس بات پر بھی انہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے صوبہ میں بے روزگاری کو ختم کرنے کیلئے 40 ہزار نئی آسامیاں پیدا کی ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب چوہدری صدیق سالار کو میں بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ فیصل آباد کے مسائل کو حل کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر :۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے

Please do not interrupt the speaker. Order please.

چوہدری محمد صدیق سالار :۔ اور اس بات پر بھی حکومت مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس بجٹ میں کپیٹل گین ٹیکس اور ڈسٹرس فیس کو بھی معاف کیا ہے، اور نیز وہ اس بات پر بھی مبارکباد کی مستحق ہے کہ انہوں نے چالیس ہزار نئی آسامیاں پیدا کر کے اس صوبے سے بے روزگاری کا خاتمہ کرنے کی جانب مثبت قدم اٹھایا ہے، اور جو

پانچ کروڑ روپیہ شہروں میں کرایہ داروں کے لئے مختص کیا ہے۔ یہ بہت کم ہے کرایہ داروں کی بے شمار آبادیاں ہیں، شہروں میں بہت سے لوگ کرایہ پر رہ کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ بجٹ میں زیادہ رقوم مختص کر کے ان مستحق انسانوں کو مکانات مہیا کرے۔ جن لوگوں کے پاس اپنا کوئی ذاتی مکان نہیں۔ اپنے حلقہ کے ایم پی اے سے تصدیق کروائیں کہ واقعی ان کا اپنا ذاتی گھر نہیں اور آخر میں میں جناب کچی آبادیوں کیلئے جو ۲۶ کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ یہ کام جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ جیسا کہ وعدہ کیا گیا ہے۔ اگر اس کے لئے مزید رقم کی ضرورت پیش آئے تو یہ روپیہ بھی مہیا کر دیا جائے۔ کچی آبادیوں کی گلیوں میں فرش بندیاں وہاں سیوریج اور پینے کا پانی مہیا کیا جائے۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر خزانہ کے گوش گزار کروں گا کہ جب چیف منسٹر فیصل آباد گئے تھے تو ایک جلسہ عام میں انہوں نے فرمایا تھا کہ فیصل آباد میں ایک ہاکی سٹیڈیم تعمیر کیا جائے گا۔ مگر ہاکی سٹیڈیم کیلئے جگہ حاصل کرنے کے بعد بھی اس بجٹ میں ہاکی سٹیڈیم کی تعمیر کیلئے کوئی رقم بھی مختص نظر نہیں آتی ہے۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ وزیر اعلیٰ کے حکم اور ہدایت پر عمل کریں بلکہ فیصل آباد میں ایک اور بھی اعلان ہوا تھا۔ کہ ہر ایم۔ پی۔ اے کے حلقہ میں ایک سکول اپ گریڈ کیا جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ جس حد تک اس مسئلہ کا تعلق وزیر تعلیم سے ہے۔ وہاں پر وزیر خزانہ کا بھی اتنا ہی تعلق ہے کہ وہ نئی آسامیاں جو بجٹ میں آ رہی ہیں ان کے لئے بھی رقوم مخصوص کریں۔

جناب والا! پنجاب جو کہ واقعی ایک بہت بڑا صوبہ ہے مگر سنٹر سے جائز طور پر سرکاری صم بکم عمی فہم لا یرجعون گونگے اور بہروں کی طرح سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ پنجاب کے پورے حق کے مطابق تعلیم کے گرانٹس کی شکل میں وہاں سے حاصل کریں۔ آپ ذرا یونیورسٹی گرانٹس کو دیکھیں ذرا کے یونیورسٹی کے لئے کیا مل رہا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کو کیا مل رہا ہے۔ سرحد یونیورسٹی کو کیا مل رہا ہے۔ اور کوئٹہ یونیورسٹی کو کیا مل رہا ہے۔ ہمیں اس بات پر اعتراض نہیں کہ ان کو کیوں مل رہا ہے۔ ان کو ملے وہ ہمارے بھائی ہیں۔ مگر پنجاب کا تعلیم کے سلسلے میں جو حق بنتا ہے وہ پنجاب کو ایجوکیشن گرانٹس کی صورت میں ملنا چاہیئے تاکہ ہمارے یونیورسٹیوں اور کالجوں میں بہتر حالات پیدا ہو سکیں۔

جس کی انہیں اشد ضرورت ہے۔ آخر میں پولیس کے لیے جو کچھ مختص کیا گیا ہے۔ وہ درست ہے۔ اور یہ وقت کی ضرورت بھی تھی۔ جہاں آپ پولیس کے لئے تھانوں میں وائرلیس سیٹ گاڑیاں موبائیل سسٹم کے لئے بہترین انسٹرو مہیا کریں گے۔ وہاں پر یہ بھی ضروری ہے کہ پولیس کے کردار پر بھی کڑی نظر رکھی جائے۔ کہ ان کا دیہی اور شہری عوام سے اپنے ایم۔پی۔اے۔ ایم۔این۔اے حضرات سے رابطہ اچھا ہو۔ وہ اس قدر با اخلاق ہوں کہ لوگ یہ کہیں کہ جس طرح سے ان کا نعرہ بنا ہوا ہے۔ وہ پولیس کا فرض مدد آپ کی" یہ واقعی ہماری مدد کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ پولیس پہلے سے بہتر کارکردگی دکھائے گی کیونکہ پنجاب کے بجٹ میں سے کثیر رقم پولیس پر صرف کی جا رہی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ آخر میں میں ایک بہت ضروری بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے سابقہ ہائی سکولوں میں جو کہ پہلے سے چل رہے ہیں۔ چاہے وہ لڑکوں کے ہوں یا لڑکیوں کے ان سکولوں میں کمروں کی کمی ہے۔ ان کے لئے کمرے تعمیر کئے جائیں۔ دیہی آبادیوں میں لڑکوں کے زیادہ سے زیادہ پرائمری سکول کھولے جائیں بشرطیکہ ان میں کمرے بھی تیار کئے جائیں درختوں کے نیچے نہ کھولے جائیں جتنا کام بھی آپ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو بہتر طریقہ سے انجام دیں تاکہ اس سے بہتر نتائج برآمد ہو سکیں۔

فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے ۴۰ کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ مگر یہ کسی نے نہیں سوچا کہ فیصل آباد کے اندر اتنا کڑوا اور زہریلا پانی ہے۔ جو انسانوں کے پینے کے قابل نہیں اگرچہ ان کو میٹھا پانی مہیا کرنے کے لئے جو فیصل آباد کے دیگر اضلاع سے لایا جائے گا فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ لیکن یہ اخراجات ناکافی ہیں۔ میں درخواست کروں گا کہ اسے بڑھایا جائے۔ نیز وہاں پر سیوریج کے لئے بھی اتنی ہی رقم مہیا کی جائے تاکہ وہ آبادیاں اس وقت گٹر سے نکلے ہوئے پانی سے پریشان ہیں۔ ان آبادیوں کو بھی اچھا ماحول مل سکے۔

جناب والا! فیصل آباد اتنا بڑا شہر ہے۔ اور اس شہر کے اندر زیادہ تر تاجر پیشہ لوگ بستے ہیں ان کے لئے لڑکیوں کا صرف ایک ڈگری کالج اور ایک دوسرا کالج ہے۔ غلام محمد آباد۔ جو کہ چوک گھنٹہ گھر سے چار پانچ میل کے فاصلے پر ہے اسی طرح سے قبلہ طاہر شاہ صاحب کا حلقہ بھی پانچ میل باہر تک ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ ان سے

حلقوں کے اندر لڑکیوں کا کوئی کالج موجود نہیں۔ صبح کے وقت جب ماں باپ اپنی لڑکیوں کو کالج کے لئے روانہ کرتے ہیں تو وہ سارا دن فکر میں گزارتے ہیں کہ اسے پروردگار ہماری بچی شام کو گھر آجائے۔ اور اس وقت تک اس کی ماں گھر کے دروازے پر کھڑی رہتی ہے۔ اس لئے کیا ہی بہتر ہو کہ ہم کچھ نہ کچھ فنڈز بچا کر ان مقاصد کے لئے مختص کریں یہ شہر عرصہ دس سال سے نظر انداز ہوتا رہا۔ دس سال سے اس شہر کے اندر کوئی سکول نہ بن سکا کوئی کالج نہ بن سکا۔

جناب سپیکر: میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ فوراً چک جھمرہ کی طرف توجہ دیں۔ چک جھمرہ سے سانگلہ تک اور چک جھمرہ سے لے کر کھریاں والا تک سارے کے سارے گاؤں سیم کی نذر ہو چکے ہیں اور سیم کے سلسلہ میں ابھی تک وہ کام نہیں کیا جا رہا جس کی سخت ضرورت ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا! میری آخری بات سیم کے سلسلے میں ہے۔ اس کی وجہ سے ضلع فیصل آباد میں تباہی مچی ہوئی ہے۔ بالخصوص کھریانوالہ۔ چک جھمرہ۔ اور سانگلہ وغیرہ بہت متاثر ہوئے ہیں۔ اسی طرح سے آپ اگر سڑکوں کو دیکھیں تو وہ زمین میں دھنستی چلی جا رہی ہیں۔ اگر یہ زمینیں سیم سے نجات حاصل کر لیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان زمینوں پر جو اخراجات ہوں گے۔ ایک سال کے اندر زرعی زمینیں فصلوں کی شکل میں اپنے اوپر خرچ کی گئی رقم اٹھا دیں گی۔

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ میرا ضلع پنجاب کا ایک اہم ضلع ہے۔ اس پر مہربانی فرمائیں۔ اور ان کی ضر[illegible] کو پورا کریں۔ آخر میں اجتماعی طور پر اچھا بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ملک محمد الطاف صاحب! جناب جاوید اقبال چیمہ صاحب جناب مہر مقبول احمد فتیانہ صاحب۔ جناب سردار طفیل صاحب

جناب حاجی سردار خان: جناب سپیکر 1986-87 کے بجٹ

کی بڑی تعریفیں ہوئیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک ریکارڈ بجٹ ہے۔ بجٹ ہمیشہ تقریباً ریکارڈ ہی پیش ہوتا ہے۔ اور کوئی خاص بات نہیں۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ ہماری دیہاتی آبادی اس وقت 70 فیصد ہے جو تقسیم ملک کے وقت 80 فیصد تھی۔ آہستہ آہستہ شہروں کی طرف منتقل ہو رہی ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کیا کبھی اس طرف غور کیا گیا؟

جناب والا! دراصل دیہاتی آبادی کا تعلق زراعت سے ہے۔ اور زراعت کی حالت دن بدن ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ تمام inputs مہنگی ہو رہی ہیں۔ حکومت نے کھاد کے متعلق جو پالیسی واضح کی ہے اس کی وجہ سے کھاد مزید مہنگی ہو گئی ہے۔ جو پہلے 133 روپے میں آتی تھی اب 146 روپے میں مل رہی ہے اور باقی چیزیں بھی مہنگی ہو رہی ہیں 60 روپے سے 72 روپے تک بڑھ گئی ہے۔

اس کے بعد تیل کے بارے میں عرض کروں گا۔ کہ تیل کی قیمت بین الاقوامی مارکیٹ میں گر چکی ہے۔ لیکن یہاں مسلسل پہلی قیمت وصول کی جا رہی ہے۔ ٹریکٹر کی قیمت بھی بڑھا دی گئی ہے وہ کیڑے مار ادویات، جو فصلوں کی حفاظت کے لئے استعمال میں لائی جاتی ہیں۔ ان کی قیمت میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس طرح جتنی بھی استعمال کی چیزیں ہیں وہ مہنگی ہوتی جا رہی ہیں۔ اور اس کی فصل بیوپاری کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ کہ وہ اس کا کیا بھاؤ لگاتا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے کچھ فصلوں پر اجارہ داری قائم کی ہوئی ہے۔ وہ گندم، چاول، کپاس ہیں، جو حکومت خود خریدتی ہے۔ چاول کے متعلق پہلے بھی کافی بحث ہوتی رہی ہے کہ چاول کی پالیسی انتہائی ناقص ہے۔ پہلے مغربی پاکستان کا چاول دنیا بھر میں مشہور تھا۔ اور وہ ایک نمبر چاول تھا۔ لیکن آج اس چاول کی بھی وہ کوالٹی نہیں رہی۔ اور اس کی قیمت بھی وصول نہیں ہو رہی۔ بلکہ ہمارے مقابلے میں ہندوستان کا چاول نسبتاً زیادہ قیمت حاصل کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ بیرون ملک پاکستان کے چاول کے نام پر فروخت ہوتا ہے۔ اب چاول کے متعلق پالیسی بنائی گئی ہے۔ کہ چاول کے کھلی مارکیٹ میں لایا جائے۔ میں نے تو گذشتہ برس بھی کافی زور دیا تھا۔ کہ چاول کو کھلی مارکیٹ میں لایا جائے۔ اور سابقہ پالیسی کو تبدیل کر دیا جائے۔ اگر اس کے ساتھ حکومت اپنی پالیسی میں یہ بات بھی شامل کر دیتی کہ پرائیویٹ سیکٹر کو چاول کے

خرید اور ایکسپورٹ کرنے کی اجازت مل جاتی تو پھر زیادہ فائدہ تھا کیونکہ اس طرح حکومت اور پرائیویٹ سیکٹر کا مقابلہ ہوتا اور چاول اچھا مہیا ہوتا نیز اس کی قیمت بھی اچھی ملتی ۔ بہرحال اس پر مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ چاول ایک ایسی فصل ہے ۔ جو ہمیں زرمبادلہ کما کر دیتی ہے ۔ لیکن ہم اس نعمت سے رفتہ رفتہ محروم ہوتے جا رہے ہیں ۔ جیسا کہ پہلے بھی کچھ دوستوں نے نشاندہی کی کہ باسمتی چاول کی کاشت ختم ہوتی جا رہی ہے ۔ اور اری چاول کی کاشت زیادہ ہو رہی ہے ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ باسمتی چاول کے متعلق حکومت کی پالیسی درست نہیں ۔ اس کے علاوہ زمیندار کو پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے ۔ اور بجلی ایک ایسا ذریعہ ہے ۔ جو ہمیں ٹیوب ویل کے ذریعہ پانی مہیا کرتا ہے ۔ اس مسئلے پر بھی کافی بحث و تمحیص ہو چکی ہے ۔ اور اس سلسلے میں ہم نے پچھلے سال ایک قرار داد بھی پاس کروائی تھی کہ ٹیوب ویل کا فلیٹ ریٹ مقرر کر دیا جائے ۔ تاکہ زمیندار اطمینان سے اپنا کام کر سکے ۔

محکمہ واپڈا میٹر سسٹم کی وجہ سے زمینداروں کے لئے کافی پریشانیاں پیدا کر رہا ہے ۔ کیونکہ اس قسم میں کئی کئی قسم کی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں ۔ واپڈا والے لوگوں پر چوری کا الزام لگا کر جرمانے بھی کرتے ہیں میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا ۔ کہ محکمہ کے اہلکار خود ہی چوری کروا لیتے ہیں ۔ اور محکمہ کا نقصان کرتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ٹیوب ویل کے لئے فلیٹ ریٹ مقرر کئے جائیں اور زمیندار کو اس مصیبت سے نجات دلائی جائے ۔ نہری پانی کے متعلق بھی میں عرض کروں گا اور خاص طور پر اپنے ضلع قصور اور تحصیل دیپالپور کا ذکر کرنا ضروری سمجھوں گا ۔ عبدالرزاق صاحب وزیر آب پاشی بھی تشریف فرما ہیں پچھلے سال بھی میں ان کی خدمت میں عرض کرتا رہا ہوں اور ان کے محکمے کو بھی اس بات کی نشاندہی کرتا رہا ہوں یعنی دیپالپور نہر کی مونجی کی فصل کے موقعہ پر ہمیشہ وارہ بندی کی جاتی رہی اور وہ وارہ بندی کچھ اس طرح سے کی جاتی ہے ۔ کہ کئی زمینداروں کی دو دو باریاں خشک چلی جاتی ہیں ۔ اور اس سے زمیندار کا نقصان ہو جاتا ہے ۔ اور اس کا سرمایہ بھی تباہ ہو جاتا ہے ۔ اور فصل بھی ہمیشہ خراب ہو جاتی ہے اگر قدرتی وسائل مہیا ہو جائیں یعنی بارش

بیجاشیئ توان: فصل کی کچھ حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ ورنہ ان لوگوں کی فصل بالکل تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ اس مسئلے کے متعلق مجھے بتایا گیا ہے۔ دریائے راوی پر بنائے گئے۔ سائیفن کے ذریعے یہ پانی آتا ہے۔ اور اس سائیفن کی گنجائش اتنی کم ہے کہ وہ پانی مطلوبہ مقدار مہیا نہیں کر سکتا۔ اس مسئلے پر میں حیران ہوں کہ وزراء کرام اور محکمے کے افسران یہ جانتے ہوئے بھی آج تک بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کروا سکے۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ وہاں پر اس بات کا انتظام کر دیا جائے۔ کہ مطلوبہ مقدار میں پانی مہیا ہو سکے۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی خرید کردہ گندم کے لیے گودام کا انتظام اتنا ناقص ہے۔ کہ زمیندار کو سخت پریشانی اٹھانی پڑتی ہے میرا یہ چشم دید واقعہ ہے۔ کہ تین تین دن تک ان کے ٹرالے خالی نہیں ہوتے۔ وہ وہاں کھڑے رہتے ہیں بلکہ ایک ان کی مثال اتنی بری ہے کہ محکمہ خوراک والوں نے ۱۹ تاریخ کو ایک ٹرک لدوایا اور اسے داں راد ھا مام کے سٹور پر بھجوایا کہ وہ وہاں جا کر اتار آئے لیکن وہ ٹرک وہاں چھ دن تک ٹھہرا رہا 25 تاریخ کو وہ ٹرک قصور آ کر خالی ہوا تو اس قسم کی تکالیف ہیں اگر گورنمنٹ نے گندم خریدنی ہے۔ تو اسے چاہیے کہ اس کے لیے بڑے بڑے گوداموں کا بھی انتظام کرے بلکہ مقرر کردہ پرچیز سینٹر کے لیے فوری طور پر گودام بننے چاہیں وہیں پر سے زمیندار سے گندم خریدنی چاہیں اور وہیں پر اسے سٹور کرنا چاہیے۔

جناب والا میں ایک اور نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ زمیندار بے چارہ قدرتی وسائل سے بھی کام لیتا اور اپنی محنت سے فصل کاشت کرتا ہے۔ لیکن بعض اوقات اس کے لیے ایسے نامساعد حالات پیدا ہو جاتے ہیں یا کچھ ارضی اور سماوی آفات آ جاتی ہیں کہ اس کی فصل تباہ ہو جاتی ہے۔ زمیندار کی کی ہوئی محنت اور اس کا خرچ کیا ہوا سارا سرمایہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اور وہ بیچارہ پچھلے سال کا قرض اتارنے کے بجائے اگلے سال کے لیے بھی مقروض ہو جاتا ہے۔ تو میں جناب وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہوں گا۔ کہ ان فصلوں کی کچھ نہ کچھ زمیندار کو ضمانت مہیا کی جائے بجٹ میں اس قسم کا کوئی فنڈ یا سرمایہ مختص کیا جائے کہ اگر کہیں کسی فصل

پر کوئی ارضی یا سماوی آفت آتی ہے۔ تو زمیندار کو اس کا معقول معاوضہ دیا جائے گا اس کے علاوہ دیہات سے شہروں کی طرف آبادی کے انتقال کی روک تھام کے لیے ضروری ہے۔ کہ دیہات میں چھوٹی صنعتیں قائم کی جائیں لوگوں کو روزگار مہیا کیا جائے۔ اس کے بعد جناب میں توجہ دلاؤں گا کہ دیہات کے علاقے خاص طور پر ہمارا ضلع قصور جو نیا ضلع بنا ہے بڑا پسماندہ ہے۔ اس کے لیے رابطہ سڑکیں بہت ضروری ہیں دیہات میں جانے کے لیے راستے نہیں کہ زمیندار اپنا مال منڈی تک پہنچا سکیں گورنمنٹ نے 84-1983ء میں سڑکوں کے بارے میں کھیت تا منڈی ایک سکیم شروع کی تھی اور اس میں ہمارے ضلع کو بھی ایک منصوبہ دیا گیا تھا۔ لیکن میں بڑے افسوس کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ ابھی تک وہ منصوبہ مکمل نہیں ہوا کھڈیاں سے جو نیاں کھڈیاں سے مرالیاں۔ کھڈیاں سے حیین خانوالہ تین سڑکیں 1983 میں شروع کی گئی تھیں جو تا حال نامکمل ہیں اس طرف بار بار توجہ دلائی گئی۔ میں نے اسمبلی میں سوال بھی دیا تھا اور متعلقہ افسران سے بھی کہا لیکن ابھی تک اس پر کام جاری نہیں ہو رہا پچھلے سال ایک بہت بڑا واقعہ ہوا تھا کہ یہاں سے ہمارے منسٹر سردار عارف رشید صاحب قصور گئے۔ اور انہوں نے ہمیں بلا کر اس بارے میں ایک میٹنگ کی کہ آپ ایم۔ پی۔ اے صاحبان کو یہ منصوبے تقسیم کئے جائیں گے۔ لہذا ہمیں ایک ایک پرائمری اور ایک ایک اپ گریڈ مڈل سکول دے دیا گیا۔ اور دو دو ایم۔ پی۔ اے کو ایک ایک ہائی سکول دیا گیا تو ہم نے یہ بھی غنیمت سمجھا کہ ہمیں کچھ مل گیا ہے۔ اگر یہ منصوبے بھی ہمیں نہ دیتے تو ہم ان کا کیا کر سکتے تھے۔ اس کے بعد ہمیں یہ بتایا گیا کہ ۵۰ لاکھ روپیہ سڑکوں کے لیے آپ کے ضلع کو دے دیا گیا ہے۔ تو مجھ سمیت آٹھ نو ایم۔ پی۔ اے صاحبان نے اس بات پر بڑی حیرانی ظاہر کی کہ ۵۰ لاکھ سے ہم کیا بنا سکیں گے۔ اگر ہم یہ تقسیم کر دیں تو ہماری تو ایک میل سڑک بھی مکمل نہیں ہو سکے گی۔ تو متعلقہ وزیر صاحب نے فرمایا کہ وہ کوشش کر کے ہمارے ضلع کو کچھ روپیہ مزید مہیا کریں گے۔ بعد میں ہمیں پتہ چلا انہوں نے خود ہی ایک میٹنگ میں بتایا کہ ایک کروڑ روپے اور منظور کروا لیا ہے۔ اور اب ہماری میٹنگ بلا کر اس رقم کو تقسیم کر دیا جائے گا۔ لیکن ہمیں جناب کسی نے بھی نہیں بلایا اور نہ ہی کوئی میٹنگ بلائی گئی اور منصوبے اپنے طور پر شروع کر دیئے گئے۔ یعنی ایم۔ پی۔ اے۔ صاحبان کے درمیان برابری کے حصے کی تقسیم کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا اور دو تین حلقوں میں ہی سڑکیں بنانی شروع کر دی گئیں

اور باقی علاقے کو بالکل محروم رکھا گیا میں اس کیلئے احتجاج بھی کروں گا۔ میں نے پہلے بھی ایک مرتبہ سَر راہ بات کی تھی کہ اس کا کچھ نہ کچھ سدباب کیا جائے ابھی وہ سڑکیں مکمل نہیں ہوئیں پہلی کھیپ اس کی شروع ہوئی ہے تو براہ مہربانی ان کو اس طرف بھی ہدایات دی جائیں کہ باقی حلقوں کو بھی اس میں برابری کا حصہ ملنا چاہیئے ان کی سڑکوں کی تعمیرات بھی شروع کروائی جائیں ورنہ ہمیں اس کے متعلق کوئی اور قدم اٹھانا پڑے گا۔

جناب والا! خاص طور پر میں ہسپتالوں کی جانب آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ ہر یونین کونسل میں پروگرام کے مطابق ایک ڈسٹرکٹ ہیلتھ یونٹ بنا دیا گیا ہے اور یہ بڑی اچھی بات ہے بلکہ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ دیہات کی آبادی کے لیے ہسپتال کا ہونا بہت ضروری ہے تاکہ دیہاتی اپنی اور اپنے بچوں کی صحت کو بحال رکھ سکیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہسپتال کی عمارتیں تو بن گئی ہیں مگر وہاں ڈاکٹر اور دیگر سٹاف پہنچ نہیں پا رہا یا مہیا نہیں کیا جا رہا اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحبان کے دیہات میں الاؤنسز کم کر دیئے جاتے ہیں اور جو ڈاکٹر صاحبان شہروں میں تعینات ہوتے ہیں ان کے الاؤنسز زیادہ ہوتے ہیں ایک تو شہروں میں سہولتیں زیادہ ہوتی ہیں اور دیہات میں وہ سہولتیں بھی نہیں میسر آ سکتیں ہیں جو ڈاکٹر شہر سے دیہات میں جاتا ہے اسے بڑے مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسے پیدل سفر کرنا اور کچے پکے راستوں سے گزرنا پڑتا ہے وہاں انہیں اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے اچھے سکول بھی نہیں ملتے تو بجائے اس کے کہ ان کے الاؤنسز میں اضافہ کر دیا جائے ان کے الاؤنسز کم کر دیئے جاتے ہیں لہٰذا میں تجویز کروں گا کہ دیہاتی شفاخانوں میں ڈاکٹروں کو زیادہ الاؤنسز دیئے جائیں تاکہ وہ وہاں جا کر دو چار سال کے لئے شوق سے خدمت کا فریضہ ادا کر سکیں۔

جناب والا! اس کے بعد میں تعلیم جیسے اہم مسئلہ پر بحث کروں گا کہ یہ سب سے اہم مسئلہ خیال کیا جاتا ہے۔ ہماری خواندگی کی شرح میں اضافہ ہونا چاہیئے تھا لیکن ہوا یہ کہ پاکستان کے بننے کے بعد ہماری خواندگی کی شرح روز بروز گھٹتی رہی ہے حالانکہ اس پر خرچ سال بہ سال نسبتاً بڑھ رہی ہے اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ اس پر نگرانی بہت کمزور ہے بلکہ ہمارے معاشرے میں رواج بن گیا ہے کہ اساتذہ یا خاص طور پر استانیاں جو شہروں یا قصبات سے تعلق رکھتی ہیں ان کے لئے دیہات میں جانا مشکل ہوتا ہے وہ وہاں پہنچ

نہیں سکتیں اور بدستور تنخواہیں لیتی رہتی ہیں اور بچوں کو تعلیم کچھ نہیں دیتیں تو یہ بھی ایک خاص نقص ہے۔ تعلیم میں دوسرا مسئلہ ہے کہ جن سکولوں کا اجراء کیا جاتا ہے۔ ان کو عمارتیں مہیا نہیں کی جاتی ہیں بس درختوں کے نیچے سکول کھول دیئے جاتے ہیں۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ میرے حلقے نیابت میں ایک پرائمری سکول تھا اور اسکے عمارت نہیں تھی اس پرائمری سکول کو بغیر عمارت کے ہی اپ گریڈ کرکے مڈل سکول بنا دیا گیا۔ اس کی عمارت اب بھی نہیں ہے اس مڈل سکول کی آٹھ جماعتیں ہیں اور آٹھ دس اساتذہ درختوں کے نیچے بیٹھ کر بچوں کو پڑھا رہے ہیں جتنے بھی سکول اپ گریڈ کیئے گئے ہیں کسی کو عمارت مہیا نہیں کی گئی لہٰذا آئندہ بغیر عمارت کے سکول اپ گریڈ کرنے کا طریقہ کار کو ختم کرنا چاہیئے بلکہ وہ پرائمری سکول جو مڈل اور ہائی سکول بنائے جا چکے ہیں یا نیو پرائمری ہیں ان کو پہلے عمارتیں مہیا کرنی چاہئیں۔ اور آئندہ کے لئے میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ نئے سکول کھولنے کی بجائے مڈل اور ہائی سکول سطح کے دستکاری اور ٹیکنیکل سکول کھولے جائیں تاکہ وہاں سے بچے فنی تعلیم حاصل کرکے نکلیں اور وہ عملی زندگی میں کسی کام آسکیں آج کل ہائی سکول سے جو بچہ میٹرک پاس کرکے نکلتا ہے خواہ وہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہو یا اگر فیل بھی ہو جائے تو اس کے پاس سرٹیفیکیٹ ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے مجھے ملازمت دلائی جائے لیکن ملازمت کہیں سے نہیں ملتی اور اس طرح بے روزگاری بڑھتی جاتی ہے جو کہ ہمارے لئے ایک وبال جان بن رہا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے جاری شدہ سکولوں کو عمارتیں دی جائیں ان کو سٹاف دیا جائے سائنس کا سامان دیا جائے سائنس ٹیچر دیئے جائیں اور نئے انڈسٹریل اور ٹیکنیکل سکول کھولے جائیں۔

جناب والا! پولیس کے محکمے پر بڑا خرچ کیا جا رہا ہے اور یہ نوید سنائی جا رہی ہے کہ پولیس بڑی مستعد ہو جائیگی اور ہر معاملے کو کنٹرول کرے گی مجھے اس میں کچھ موہوم سی امید نظر آتی ہے۔ کیونکہ دو چار ہفتے گزرے میں اپنے علاقے میں تھانا ہوا تھانے گیا اور ایس پی صاحب کے پاس بھی گیا۔ وہاں ایک مہم چلا دی گئی تھی کہ مجرموں کو پکڑا جائے تاکہ وارداتوں کو بند کیا جا سکے تو ہوا یہ ہے کہ جو لوگ مقدمات میں ملوث تھے یا سزایافتہ تھے، ان سب کی فہرست بنا دی گئیں اور ان کو تھانے میں بند کر دیا گیا۔ ان میں سے کسی پر پستول رکھنے کا الزام ڈالا گیا کسی پر کچھ ڈالا گیا اور وہ سب پولیس نے خود مہیا کئے۔ یعنی

بے گناہ ملزمان نے کہیں نقب نہیں لگائی اور نہ ہی کچھ کیا لیکن ان کا ایک ایک پرچہ کاٹ دیا گیا کہ یہ ملزم ہیں اور ہم نے پکڑ دیئے ہیں۔ اس گھناؤنے طریقے سے جرائم ختم نہیں ہو سکتے۔ پولیس کی ایسی کارکردگی نہ صرف غیر پسندیدہ بلکہ نقصان دہ ہے اور جو لوگ بے گناہ دھر لیے جاتے ہیں وہ نہ صرف جرائم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں بلکہ انہیں جرائم کرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ پولیس کی طرف سے بے گناہ افراد سے رشوتیں طلب کی جاتی ہیں کہ ہمیں رشوت دو تو چھوڑ دیں گے ورنہ نہیں چھوڑیں گے۔ پولیس کے محکمے پر حکومت جو خرچ کر رہی ہے وہ تو ہونا چاہیئے کیونکہ پولیس کی تعداد حسب معمول وہی ہے جو قیام پاکستان کے وقت تھی۔ تھانے بھی گنتے ہی ہیں حالانکہ آبادی میں بے بہا اضافہ ہوا ہے' مسائل بڑھ گئے ہیں۔ لہٰذا پولیس کی تعداد میں اضافہ ہونا ضروری ہے۔ بلکہ تعداد کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ ان کی تنخواہیں بھی کچھ بڑھائی جائیں۔ ایک اے ایس آئی کو پانچواں گریڈ ملتا ہے اور ایک ٹیچر کی بھی بنیادی تنخواہ پانچواں گریڈ سے شروع ہوتی ہے۔ تو اس کے لئے بڑا مشکل ہے کہ وہ اپنی پوزیشن کو بھی برقرار رکھے اور علاقے میں انتظامات بھی ٹھیک رکھے۔ اس کا گریڈ کچھ بڑھنا چاہیئے۔

جناب والا یہ چند گزارشات تھیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ امید ہے ان پر توجہ دی جائے گی۔

سید اقبال احمد:۔ جناب سپیکر ہمیں جو ایجنڈا دیا گیا ہے یہ 7 اور 8 تاریخ کا ہے۔ گورنمنٹ نے 8 کی چھٹی کر دی ہے۔ تو کیا ہمیں بھی چھٹی ہو گی۔ اگر 7 تاریخ کو ساتھ ملا دیا جائے تو بہتر ہو گا۔ ہم پھر ایک دن کے لئے یہاں حاضر ہوں گے۔ اگر گورنمنٹ نے 8 تاریخ کی چھٹی کی ہے تو 7 تاریخ کو آپ ہمیں فارغ کر دیں یا پھر عید کے بعد اجلاس رکھ لیں۔

جناب سپیکر:۔ یہ شیڈول اس وقت جاری کیا گیا تھا جس وقت 8 تاریخ کی چھٹی کے بارے میں فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ اب ہمارے علم میں ہے کہ گورنمنٹ نے 8 تاریخ کو چھٹی کر دی ہے۔ ہم اس پروگرام میں تبدیلی کا سوچ رہے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں شاید آپ کی منشاء کے عین مطابق ہو جائے۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ جناب سپیکر! شاہ صاحب نے ارشاد

فرمایا ہے کہ عید سے قبل جمعۃ الوداع بھی آئے گا اور اس کے بعد لیلۃ القدر کی رات بھی ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں اور یہ مشاہدے کی بات ہے کہ خاص طور پر ماہ رمضان میں سب لوگ نسبتاً" زیادہ عبادت کرتے ہیں اور اس شب قدر کو جو برکتوں والی رات ہے اس میں زیادہ عبادت کی جاتی ہے بہتر یہ ہوگا کہ اس بات پر غور کیا جائے کہ اس سے قبل تک اجلاس ہو اور پھر عید کے بعد تک اجلاس ملتوی کیا جائے تاکہ باقی ماندہ کارروائی دلجمعی کے ساتھ عید کے بعد مکمل کی جا سکتی ہے۔

(اجلاس ہفتہ کے روز 00-09 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے)

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بروز ہفتہ صبح نو بجے تک کیلئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

ہفتہ، ۳۱ مئی ۱۹۸۶ء

(شنبہ، ۲۱۔ رمضان المبارک، ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ — شمارہ ۱۳

سرکاری رپورٹ

مندرجات

ہفتہ ۳۱ مئی ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ——— ۹۵۱

مسئلہ استحقاق

نشان زدہ سوال ۶۳۳ کے غلط جواب کی فراہمی ——— ۹۵۵

اراکین اسمبلی کی رخصت ——— ۹۵۷

اراکین کی رکنیت کی معطلی کے بارے میں آئینی نکات پر بحث ——— ۹۵۸

میزانیہ برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء پر عام بحث ——— ۹۶۷

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

ہفتہ 3 مئی 1986
شنبہ 21 رمضان مبارک 1406

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری صلاح الدین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ
فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ○
لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ
بَیْنَ النَّاسِ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ
اَجْرًا عَظِیْمًا ○
وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ
لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

س نساء ۴۔ ایت ۵۹ و ۱۱۴ س المائدہ ۵۔ ایت ۸

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی۔ اور اگر تمہارے درمیان کسی بات میں تنازعہ واقع ہو جائے پس تم اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو تو اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے اور اسی میں انجام کار کی خوبی ہے۔
کچھ لوگوں کے اکثر مشورے اچھے نہیں ہاں ان لوگوں کے مشورے اچھے ہوتے ہیں جو سچی بات یا نیکی کی بات یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کو کہے اور جو ایسے کام اللہ کی خوشنودی رضا کے لئے کرے گا تو ہم اس کو اجر عظیم عطا کریں گے۔
اور تم کو کچھ لوگوں کی عداوت اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف چھوڑ دو تم عدل و انصاف ہی کیا کرو کہ وہ پرہیزگاری کے قریب تر ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ تمہارے تمام کاموں سے خبردار ہے۔

وما علینا الا البلاغ

سید اقبال احمد شاہ :۔ جناب سپیکر میں نے پرسوں زرعی انکم ٹیکس کے بارے میں تجویز آپ کی خدمت میں پیش کی تھی اس پر جناب نے ایک کمیٹی بنائی تھی جس میں میرا نام بھی شامل تھا ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس گئے اور وہ ایوان میں تشریف لائے مگر اخبار میں اس کا ذکر نہیں ہے ۔ حالانکہ یہ میری تجویز تھی اس کو اخبار میں آنا چاہئے تھا یہ پنجاب کے کاشتکاروں کا مسئلہ تھا ۔ میں کاشتکاروں کی نمائندگی کرتا ہوں ۔ اس لئے اخبار میں میرا نام آنا چاہئے تھا ۔ کیوں کہ یہ تجویز میری طرف سے پیش کی گئی تھی ۔

جناب سپیکر :۔ اب آپ کا اخبار میں ضرور نام آجائے گا ۔

رانا پھول محمد خان :۔ جناب سپیکر میں یہ دریافت کرنے کی جراُت کر سکتا ہوں کہ آپ کس قاعدہ کے تحت اخبار والوں کو پابند کر سکتے ہیں ۔ کہ ان کا نام اخبار میں ضرور لگے کیا قواعد و ضوابط میں کوئی ایسی گنجائش ہے ؟ اگر نہیں تو پریس والے جس بات کو اچھا سمجھیں گے اگر اچھا نہیں سمجھیں گے تو نہیں لکھیں گے ۔ کیونکہ وہ آزاد ہیں ۔ صحافی کا قلم قوم کی زبان ہے ۔ ان کو مجبور تو نہیں کیا جا سکتا کہ ان کا نام ضرور آجائے ۔ نہ آپ حکم دے سکتے ہیں ۔ اور نہ ہی دینا چاہیئے ۔

میاں محمد اسحاق :۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں اپنے فاضل رکن سے پوچھنا چاہوں گا کہ ہم جو یہ اپنی ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں ۔ کیا یہ ہم خبروں کے لئے ادا کر رہے ہیں ۔ کہ ہمارے نام اخبارات میں چھپیں ۔ اور اس کے بعد ہمارے ڈیوٹی ختم ہو جائے گی ۔ کیا ہمارا یہ اخلاقی فرض نہیں ہے کہ کہ ہم جو یہاں عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں تو صحیح نمائندگی کرنے کے بعد ہم اپنے فرائض منصبی پر پورا اتریں ۔ اپنے خدا کو راضی کریں ۔ اور عوام کو راضی کریں کیا ہم نے اللہ کو جواب نہیں دینا ۔ کیا اس سے ہمارا فرض ادا ہو جائے گا کہ محض ہمارا نام اخبار میں آجائے ۔

سید اقبال احمد شاہ :۔ جناب والا !

جناب سپیکر :۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیئے ۔ میاں صاحب آپ کا نام بھی آجائے گا ۔ ان کا نام آنے سے میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ میں پریس کو کوئی ہدایات دے رہا ہوں ۔ بلکہ عام حالات میں یہاں جو بات کی جاتی ہے ۔ وہ پریس میں آجاتی ہے ۔ اور اگر اتفاق سے کوئی چیز رہ جائے اور اس کو یہاں پوائنٹ آؤٹ کر دیا

جائے۔ جیسے اقبال احمد شاہ صاحب نے کیا ہے تو پوائنٹ آؤٹ کرنے کی شکل میں ضرور پریس میں آجاتی ہے۔

رانا پھول محمد خاں :۔ جناب والا ہمارے بہت ہی اچھے سلجھے ہوئے مہربان وزیر تعلیم نے جناب سے یہ درخواست کی تھی کہ اس بنچ پر ہمیں بہت تنگ کیا جاتا ہے ہماری سیٹوں کا کوئی انتظام کیا جائے۔ جناب نے اس پر کیا فیصلہ کیا ہے اور یہ بھاری بھر کم وزیر آپ نے ایک ہی سیٹ پر اکٹھے کر دیئے ہیں۔

سردار محمد عارف :۔ جناب والا میری یہ گذارش ہے کہ میری سیٹ رانا صاحب کے ساتھ کر دی جائے۔

جناب سپیکر :۔ سردار صاحب کیا آپ سنجیدگی سے فرما رہے ہیں؟ سردار صاحب نے یہ کہا ہے کہ میری سیٹ رانا پھول محمد خان صاحب کو الاٹ کر دی جائے میں نے ان سے پوچھا ہے کہ کیا آپ یہ سنجیدگی سے فرما رہے ہیں۔

سردار محمد عارف :۔ جناب والا آپ نے غلط سمجھا ہے میں نے یہ گذارش کی تھی۔ کہ میری سیٹ رانا صاحب کے ساتھ کر دی جائے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر :۔ کچھ تحاریک استحقاق ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق ملتوی ہو گئی تھی۔ یہ میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے ہے اس کا نمبر 16 ہے۔

میاں صاحب! آپ نے یہ تحریک پڑھ دی تھی۔

میاں محمود احمد :۔ نہیں جناب۔ ابھی نہیں پڑھی تھی۔

جناب والا :۔ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے نشان زدہ سوال نمبر 633 کے جواب میں جو ایوان میں مورخہ 26 مئی 86 کو پیش ہوا۔ جناب وزیر زراعت صاحب نے میرے سوال کے اس جزو کا کوئی جواب نہیں دیا کہ سال 1984 میں فروٹ منڈی اور سبزی منڈی سے کس حساب سے مارکیٹ فیس وصول کی جاتی ہے اور اس سال کیا وصول کی جا رہی

ہے۔ اس طرح جواب گول کر دینے سے میرا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر :۔ میاں صاحب! آپ اپنی تحریک نمبر 27 پڑھ رہے ہیں جبکہ آپ کی تحریک استحقاق نمبر 16 ملتوی ہوئی ہے۔

میاں محمود احمد :۔ جناب والا۔ کیا پہلے وہ پیش کروں؟

جناب سپیکر :۔ وہ ملتوی ہوئی ہے اور ترتیب کے لحاظ سے پہلے وہ آئے گی۔

میاں محمود احمد :۔ جناب والا۔ وزیر صاحب نے اس کے لئے وقت لیا ہوا تھا۔ آپنے ان کے سامنے ملتوی کی تھی۔

جناب سپیکر :۔ تحریک استحقاق نمبر 16 آپ کی عدم موجودگی کی وجہ سے ملتوی کی گئی تھی اور اس کو آج زیر کارروائی لاتے ہیں۔ آپ بسم اللہ کیجئے۔

میاں محمود :۔ جناب والا۔ اسے دوبارہ پڑھ دوں۔

جناب سپیکر :۔ کیا آپ تحریک استحقاق نمبر 16 پہلے پڑھ چکے ہیں؟

میاں محمود احمد :۔ جی ہاں۔ میں پہلے پڑھ چکا ہوں۔ اس کے لئے وزیر قانون صاحب نے وقت لیا تھا کہ وہ جواب منگوا لیں۔

جناب سپیکر :۔ ٹھیک ہے۔ جناب لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون :۔ جناب والا۔ یہ تحریک وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سے متعلقہ ہے۔ اور انہوں نے جواب تیار کیا ہوا ہے اور وہی اس کا جواب دیں گے۔

جناب سپیکر :۔ کیا وزیر لوکل باڈیز اس کا جواب دینگے؟

وزیر قانون :۔ جی۔

جناب سپیکر :۔ آپ کے خیال مطابق اس کو پھر ملتوی کر دیں؟

وزیر قانون :۔ جی بالکل۔

جناب سپیکر :۔ میاں صاحب آپ کی کیا رائے ہے؟ وزیر لوکل باڈیز اس کا جواب دینا چاہتے ہیں اور وہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں۔ آپ پسند کرتے ہیں کہ اس کو ملتوی کر دیں۔

میاں محمود احمد :۔ جی مجھے منظور ہے۔

جناب سپیکر :۔ ٹھیک ہے۔ اسے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اب آپ تحریک استحقاق

نمبر 27 پڑا ٹیکن ۔

نشان زدہ سوال نمبر 633 کے غلط جواب کی فراہمی

میاں محمود احمد :- جناب والا ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے نشان زدہ سوال نمبر 633 کے جواب جو ایوان میں مورخہ 26 مئی 1986 کو پیش ہوا جناب وزیر زراعت نے میرے سوال کے اس جزو کا کوئی جواب نہیں دیا کہ سال 1984 میں فروٹ منڈی اور سبزی منڈی سے کس حساب سے مارکیٹ فیس وصول کی جاتی ہے اور اس سال کیا وصول کی جا رہی ہے ۔ اس طرح جواب گول کر دینے سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اس لئے مناسب کارروائی کی جائے ۔ سوال اور جواب نف ہیں ۔ شکریہ

جناب سپیکر :- وزیر زراعت صاحب اس پر کچھ کہنا چاہیں گے ۔

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) جناب والا ۔ تحریک استحقاق سے یہ قطعاً ظاہر نہیں ہوتا کہ کس چیز کا کیا جواب ، ان کو نہیں مل سکا ۔ اس بارے میں کوئی وضاحت نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ تحریک کا مسودہ دوبارہ بنایا جائے کیونکہ یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ سوال میں کیا چیز پوچھی گئی تھی جس کا جواب نہیں دیا گیا ۔

میاں محمود احمد :- آپ مجھے اس کی کاپی دے دیں ۔

وزیر زراعت :- کاپی میں کیوں دے دوں ۔ آپ مجھے دے دیں تاکہ مجھے پتا چلے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ۔

جناب سپیکر :- میاں صاحب ! وزیر زراعت صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ کی تحریک استحقاق میں یہ چیز واضح نہیں کہ اس سوال کے کس حصے کا جواب نہیں دیا گیا ؟

میاں محمود احمد :- جناب والا ۔ 26 تاریخ کے سوالات کی کاپی مجھے مہیا کریں ۔

وزیر زراعت :- جناب والا ۔ یہاں تو آج کی مل سکتی ہے ۔

میاں محمود احمد :- جناب والا ۔ میں نے وہ کاپی نف کی تھی ۔

جناب سپیکر :- سکرٹریٹ مطلوبہ کاپی معزز رکن کو مہیا کرے ۔

وزیر زراعت :- جناب والا۔ میں اپنے فاضل دوست سے استدعا کروں گا کہ یہ اپنی تحریک استحقاق کی وضاحت تحریری طور پر کریں تاکہ میں اس کا جواب دینے کے قابل ہو سکوں کیونکہ اس تحریک سے کچھ پتا نہیں چلتا کہ کس بات کو اشارت کیا گیا ہے اور کس طرح سے سوال کیا گیا ہے؟

میاں محمود احمد :- میں جناب وہی کرتا ہوں۔

وزیر زراعت :- نہیں۔ اس طرح نہیں۔ مجھے پتہ چلے، تاکہ میں تیار ہو کر آؤں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمود احمد :- جناب والا۔ یہ تحریک استحقاق پرسوں کی دی ہوئی ہے۔ آپ کو تیار ہونا تھا اس وقت تو نہیں پیش کی کہ کہ آپ کہیں کہ آپ تیار ہو کر آئیں گے۔ میں نے پرسوں پیش کی تھی۔

جناب سپیکر :- میاں صاحب! آپ کو وہ کاپی مل گئی ہے؟

میاں محمود احمد :- جناب ابھی نہیں ملی۔

جناب سپیکر :- کیا مشکل درپیش ہے۔ چودھری صاحب آپ کے پاس کاپی ہے؟

وزیر زراعت :- میرے پاس تو نہیں ہے۔ میرے پاس صرف تحریک ہے۔ سوال جواب بھی موجود نہیں۔ جناب والا۔ اسے کل پر رکھ لیں تاکہ میں بھی سوال اور جواب دیکھ لوں۔

جناب سپیکر :- میاں صاحب! آپ کی کیا رائے ہے؟

میاں محمود احمد :- جناب والا۔ میں ذرا سوال اور جواب پڑھ کر دیکھ لوں اور انہیں سمجھا لوں۔

جناب سپیکر :- وزیر زراعت کی رائے ہے کہ اگر اسے کل تک ملتوی کر دیا جائے تو کل آپ اس پر تیاری کر لیں گے اور متعلقہ کاغذات بھی آپ کو مل جائیں گے اور وزیر زراعت صاحب بھی اس پر تیاری کر لیں گے۔ تو آپ کا کیا خیال ہے؟

میاں محمود احمد :- جناب والا۔ اسے پرسوں تک ملتوی کر دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :- میاں صاحب! اس کو کل زیر غور لے آئیں گے۔

میاں محمود احمد :- جناب والا۔ کل شاید میں یہاں نہ ہوں۔

جناب سپیکر :- کل آپ ایوان میں نہیں ہوں گے؟

میاں محمود احمد :- جی ہاں۔ آپ اسے پرسوں تک کے لئے ملتوی فرما دیں۔

جناب سپیکر:۔ ٹھیک ہے۔
میاں محمود احمد:۔ شکریہ۔
جناب سپیکر:۔ چودھری صاحب اسے پرسوں زیر غور لائیں گے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر:۔ اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی

رئیس مشتاق احمد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رئیس مشتاق احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گذارش ہے کہ فدوی مورخہ 28-5-86 کو برائے حصول ویزا عمرہ روانہ ہو کر مورخہ 29-5-86 کی شام کو واپس لاہور روانہ ہونا ہے ان دو ایام میں اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب میں شامل نہیں ہو سکا۔ مہربانی کر کے ان دو ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے:۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رئیس مشتاق احمد

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست رئیس مشتاق احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

حج اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے سعودی عرب جا رہا ہوں مہربانی کر کے یکم جون 1986 تا واپسی رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب منظور احمد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب منظور احمد صاحب رکن صوبائی

اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ :۔

26-5-86 کو ذاتی کام کی وجہ سے میٹنگ اٹینڈ نہیں کر سکا اس لیے

26-5-86 کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

اراکین کی رکنیت کی معطلی کے بارے آئینی نکات پر بحث

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud :

جناب سپیکر ! آپ کی اجازت سے میں آپ کی توجہ آرٹیکل 63 (2) کی طرف مبذول کراتا ہوں ۔

> Article 63 (2) If any question arises whether a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) has become disqualified from being a member, the Speaker or, as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and, if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified he shall cease to be a member and his seat shall become vacant.

جناب والا ۔ میں ابھی آپ کی میز پر یہ تمام کاغذات رکھ کر آیا ہوں ۔ یہ اخبار جنگ کا تراشہ ہے جس میں ہمارے قابل وزیر عدل و قانون نے میرے متعلق نااہلیت کا جواز پیدا کیا ہے ۔ اور میں ان کی خوشنودیٔ مزاج کے لئے آپ کو درخواست دے رہا ہوں ۔

To :

The Speaker,
Provincial Assembly of the Punjab, Lahore.

Dear Sir,

In view of the statement of the able Law Minister of the Federal Government who has challenged my having incurred disqualification in view of Martial Law Regulation 48 I request you to refer my case to the Chief Election Commissioner. A copy is being sent to Mr. Iqbal Amad Khan. for his information.

Yours sincerely

Sir, side by side, I also addressed a letter to the Honourable Law Minister.

My dear Iqbal Ahmed Khan,

I have read your statement challenging my membership of the Provincial Assembly on the basis of Martial Law Regulation 48, and it was your duty to make the reference to the Speaker of the Provincial Assembly of the Panjab. I have referred my own case. Now you have a Speaker of your own choice. I wish you to make a similar request to the Speaker of the National Assembly to refer your case because I have alleged against you that you have joined an unregistered party and incurred disqualification prior to its registration. I think you will never appear on my invitation in the "ROOBAROO" Programme on the T. V. Let us now contest each others' cases before the Chief Election Commissioner and subsequently in the superior Court concerned.

With regards,

Yours sincerly,

I have sent a copy to the Speaker of the National Assembly as well.

Sir, while it is mandatory on you to refer the case, but you have to first see whether prima facie the case stands proved, but even if it does not, I would request your to refer my case to the Chief Election Commissioner.

Now, I draw your attention to Notification No F. I (3)76, Islamabad 9th October, issued by the Election Commissioner :—

"In pursuance of Sub-section (4) and Sub-section (3) of the Political Parties Act, 1962, it is notified for general information that the Election Commission has declared the following parties to be eligible to participate in the election to a seat of House of Parliament or Provincial Assembly and to nominate and put up a candidate at any such election."

Sir, the parties mentioned are :—

(1) Pakistan National Alliance, Lahore.
(2) The Jamiat-ul-Ulma-e-Islam Pakistan, Lahore.

(3) Pakistan Muslim League (Pagara Group). &

(4) Markazi Jamiat-e-Ahl-Hadith, Lahore.

Sir, I will briefly refer you to a case filed immodiately after the local Bodies Election, in the High Court of the Punjab, where Mr. Justice Aftab and Mr. Justice Rafiuddin Paul, held in their lord-ships' Judgment "That Martial Law Regulation of any kind was of a temporary nature and ceases to be operative when political activity is revived." You can draw this inference from this Sir. But it is

further supported by the Provisional Constitutional Order issued by the President on 24th of March, 1981, and its Article 14 says "When the Political Party activity is permitted by the President only such of the defunct political parties shall be entitled to function as registered with the Election Commission or declared by the Commission to be eligible to participate in Elections by the 11th day of October. 1979."

Sir, all those political parties who had neither applied for a registration nor were declared eligible ; by another order No: SRO 2121/1985 dated 10th March, a provision was made whereby their fund were confiscated and the parties were dissolved.

Then by Martial Law Order No. 107 dated 29th December, 1985 inter alia the following provisions were made :—

"Where all the Martial Law Regulation, Martial Law Orders made, promulgated, and so on and so forth . . . . ."

They were declared to be operative. The cancellation of Martial Law Regulations and Martial Law Orders referring to Clause 1 of Paragraph 3, shall not be effective of previous operation thereof and any thing done and action taken, obligation, liability, penalty or punishment incurred or proceedings commenced shall deem to have been properly and validly done, taken and incurred and commenced as the case may be,

A copy of the Martial Law Order, if you like Sir, I shall submit to you which is with me.

Sir, the original Constitutional Order revived us. There is no question of my not to be declaring Vice President of the Pakistan

Muslim League (Pagarra Group), because according to our case it stands revived and we are fully entitled to participation in election. But inspite of this if you feel that where the argument of the Law Minister is solid and sound (as is apparent from his full interview appearing in Jang) you kindly refer my case to the Chief Election Commissioner and I am prepared to fight my case and if I stand disqualified I will cease to be Member and my seat will be declared vacant.

جناب سپیکر:۔ جناب لا منسٹر کچھ فرمائیں گے۔

وزیر قانون (راجہ خلیق اللہ خان) جناب سپیکر، اس اسمبلی میں ایسا کوئی سوال نہیں اٹھایا گیا ہے، کہ ہمارے سرزرگ disqualify ہو گئے ہیں، اور وہ یہاں پر اس ایوان میں بیٹھ نہیں سکتے ہیں، جہاں تک پنجاب اسمبلی کا تعلق ہے تو یہاں سے کوئی ایسی تحریک نہیں ہوئی شاید میرے بزرگ نے پبلسٹی کے لئے ایسا کیا ہے اور وہ اخبارات میں شہرت چاہتے ہیں، تو میں یہ کہوں گا کہ اب ان کی کافی پبلسٹی ہو گئی ہے، اور یہ بات اخباروں میں آجائے گی، لیکن جہاں تک پنجاب اسمبلی کا تعلق ہے، ہم نے جو یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ یہ disqualify ہو گئے ہیں اور نہ ہی ہمارے ذہن میں ایسی کوئی بات ہے، اگر وہ خود ایسا چاہتے ہیں تو الحمد للہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، جہاں تک وفاقی وزیر قانون کا تعلق ہے، تو یہ جانیں یا وہ جانیں ہماری وزارت قانون کا اس سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔ اگر کوئی اخباروں میں بیان دیتا ہے تو اس کا پنجاب سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی پنجاب اسمبلی اس کا نوٹس لے سکتی ہے، اگر یہ خود اپنے آپ کو disqualify کرنا چاہتے ہیں، تو یہ خود اپنا کیس بھجوا سکتے ہیں یا کوئی اور طریقہ دیکھ لیں پنجاب اسمبلی قطعی طور پر اس معاملہ سے لاتعلق ہے اور کچھ بھی نہیں کر سکتی ہے۔ میری یہی گزارش ہے کہ پراونشل اسمبلی کو قطعی طور پر کوئی اختیار نہیں ہے کہ فاضل رکن کا کوئی ریفرنس بھیجے کیونکہ ہمارے پاس کوئی ایسی تحریک زیر غور نہیں نہ ہمارے ذہن میں کوئی ایسا سوال ہے۔ اور نہ ہی ابھی تک کوئی ایسا سوال پیدا ہوا ہے۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی بات ہے تو پھر آپ کو اس سلسلہ میں اختیار حاصل ہے کہ آپ اس کو refer کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر:۔ اس میں سوال مخدوم زادہ صاحب خود اٹھا رہے ہیں۔

میاں محمد اسحاق:۔ جناب والا، چوہدری عبدالغفور صاحب سے یہ گزارش ہے کہ

وزیر قانون کی اس تقریر کا ترجمہ فرما دیں جناب والا ۔ ہمیں تو کچھ سمجھ نہیں آیا ہے کہ جناب وزیر قانون نے کیا فرمایا ہے ۔

Minister for Agriculture : To meet the argument put forth by my learned friend in the House we must first meet the arguments and if any doubt is created then my learned friend will subsequently explain his position on that. So we must first address on the arguments.

جناب سپیکر:- ٹھیک ہے ۔ مخدوم زادہ صاحب ان کو آپ کی statement پر کوئی confusion نہیں ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:- مگر جناب کچھ ممبروں کو تو ہے ۔

آواز:- کوئی confusion نہیں ہے ۔

وزیر زراعت:- no confusion آپ کے متعلق تو کوئی confusion نہیں البتہ اگر آپ کے ساتھیوں کو آپ سے متعلق کوئی confusion ہو تو اور بات ہے ۔ ہمیں کوئی confusion نہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:- جناب سپیکر ہم وزیر قانون صاحب کی بات سمجھ نہیں سکے اس لئے آپ اگر مجھے پانچ دس منٹ وقت دیں تو ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر:- مخدوم صاحب میں آپ کو اس کے لئے وقت دوں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

رانا پھول محمد خان:- جناب سپیکر اگر آپ مجھے اجازت دیں تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر:- رانا صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ مخدوم صاحب میں آپ کو اس بات کے لیے وقت دوں گا کہ آپ اپنی بات کی مزید وضاحت کر سکیں ۔ وزیر زراعت صاحب ۔

وزیر زراعت ۔ (چوہدری عبدالغفور) جناب سپیکر میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ میرے فاضل دوست نے آپ کی اجازت سے جو Floor حاصل کیا ہے اس کے لئے کوئی وجوہات بیان نہیں کیں ۔ ایک تو self assumed notice جو انہوں نے سپیکر صوبائی اسمبلی کو مخاطب کیا "

To refer his own case to the Election Commission that he has incurred the disqualification under the constitution, I will submit Sir, when there is no question for referring the matter to the Election

Commissioner it is upto him to resign and to avail the mandate. So my submission is that the basis of the reference on which this information was made or the public statement was published in the press by the Federal Minister, I would say, that matter is not before the Provincial Assembly nor it has been raised before your honour It is just a self assumed role and not particularly referring the closure of Rule of Business of the Provincial Assembly under which the reference is being made. I would question the case of my learned friend on more than one score. First is that the Rules of Business do not allow such a reference, such a submission befor the Speaker particularly when it has not been mentioned that is a Point of Order or a Point of Personal Explanation, because it does not cover any of these two. The next question raised by my learned friend, . . .

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : He is discussing and protesting against a procedure already approved by you in previous cases that there is no question of objecting or relating the entire Rules of Procedure. We have decided that the constitutional issue can be raised and has priority.

اس لئے آپ کی بحث غلط ہے۔

Minister for Agriculture : If I agree. I would confine myself to the arguments put forth by my learned friend.

جناب والا اس ضمن میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو constitutional interpretation کے تحت یہ بات جناب کے سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے - 63 - (2) کی Provision بڑی واضح ہے کہ " question arise ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی کوئی فاضل رکن اپنا question arise کرے اور وہ چاہے کہ الیکشن کمیشن میں جا کر اخبارات کے صفحات میں زینت بنے یہ ایک base ہے - تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہ تو آئین کی interpretation ہے

> Article 63 (2) If any question arises whether a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) has become disqualified "

None of us from the Provincial Assembly, neither the Speaker himself nor any body from the House has raised any question but the Member himself. It is not the interpretation of the Constitution that any body coming forward and raising his own question and putting forth before the Speaker to raise his own question whether

he has been disqualified under the constitution or law. I think he is the better judge of his own cause, so let him decide his own case. There is no question of referring the matter to the Election Commission. As regards the other cases referred to by the learned friend under M L.R. 48 and other notifications issued in 1978 and 1979 regarding the parties eligible to participate in the election I think we have no connection and it has no relevance so far as the present situation is concerned. The only matter which has arisen is the statement of the Federal Law Minister and the matter has already been referred to the Federal Law Minister and the Speaker of the National Assembly. So the question can be raised there. So far as the Provincial Assembly is concerned and your honour is concerned I think we should not waste time on such petty matters and there is no force in the arguments put forth by my learned friend that any question has arisen. Because the question would arise when your honour would apply your mind and you are convinced in your mind that question has arisen. It is very clear that the question is raised by some body. When the question is being raised by the Member himself it does not mean that the question has arisen before the honourable Speaker or before the Assembly that for that particular purposes 'disqualified' or 'not'. It is a case outside the Assembly that a statement published in the newspaper but being made in the Assembly, so I would submit Sir, that in any stretch of imagination, by any canon of justice it cannot be said that question has arisen before the Provincial Assembly or before the Provincial Assembly Speaker and that the matter of my learned friend be referred to the Election Commission for decision, whether he has been disqualified under the Constitution or not. Neither the intents of the constitution nor any particular reference or ruling has been referred in this behalf, so I would suggest Sir, that this should be ruled out.

جناب سپیکر: مخدوم صاحب آپ کچھ فرمانا چاہیں گے۔؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! چاہیے نوٹس باہر سے ہی دیا جائے میری کوالیفیکیشن کو وزیر قانون نے چیلنج کیا ہے جس میں انہوں نے اپنے سوالات میں یہ فرمایا ہے کہ اگر ارکان اسمبلی نااہل ہو رہے ہیں اور یہ بات انہوں نے آپ کو پیش کر دیا ہے۔

A question was raised. I volunteer.

کہ اگر میں نے disqualification incur کی ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور میرا کیس چیف الیکشن کمشنر کو refer کیا جائے۔

وزیر جنگلات۔ کلچر اینڈ ٹورزم۔ (سردار عارف رشید)۔ پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر فاضل رکن نے ابھی یہ کہا ہے کہ وزیر قانون نے یہ بیان دیا ہے ۔۔

I would request that he should say that it is the Federal Minister of Law and not the Provincial Minister.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : That is what I have been saying. Now, the question has been raised.

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جی ہاں ۔ میں یہی تو عرض کر رہا ہوں اور پھر اقبال احمد خان مرکزی وزیر قانون کو ہی میں نے چٹھی بھیجی ہے۔

جناب سپیکر :۔ ٹھیک ہے ۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Now, the question has been raised.

اور میں نے بھی raise کر دیا ہے ۔ آپ نے صرف یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا prima facie میں disqualification incur کر چکا ہوں۔ یا نہیں ۔ مرکزی وزیر قانون کے مطابق میں disqualify ہو چکا ہوں اس لئے وزیر قانون، وفاق وزیر قانون کی خوشنودی کے لئے یہ سوال اٹھایا ہے آپ بے شک چاہیں تو میرا کیس چیف الیکشن کمشنر کو بھیج دیں۔ پھر میں جانوں یا وفاقی وزیر قانون جانے پھر دیکھتے ہیں کہ میں جاتا ہوں یا وہ جاتے ہیں ۔

جناب سپیکر :۔ اب سوال یہ ہے کہ وفاقی وزیر قانون نے اخبار میں ایک بیان دیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب مسلم لیگ کے عہدیدار ہونے کی حیثیت سے نااہل ہو گئے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا وفاقی وزیر قانون کے اخبار میں بیان دینے سے سپیکر پنجاب اسمبلی کے پاس مخدوم زادہ سید حسن محمود کی disqualification کے لئے کوئی سوال raise ہو گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی کوئی سوال raise نہیں ہوا ۔ کیونکہ کسی اخبار میں کسی شخص کے بیان آ جانے سے کسی ممبر کی disqualification کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ نے یہ مسئلہ constitutional issue میرے سامنے پیش کر دیا ہے کہ آپ کے

incur disqualification ہو گئی ہے۔ اور کیا آپ مجھے یہ درخواست کرتے ہیں کہ میں آپ کی disqualification کا کیس چیف الیکشن کمشن کے پاس بھیجوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ میں نہ تو ابھی disqualify ہوا ہوں اور نہ ہی مجھے کوئی کر سکے گا اور وفاقی وزیر قانون کے بیان کی میں پر زور مخالفت کرتا ہوں اس سے زیادہ لفظ میں استعمال نہیں کرتا کہ وہ قانون کو نہیں سمجھتے اور نہ ہی وہ قانون جانتے ہیں اور میرا ریکارڈ اسمبلی کے سامنے موجود ہے۔ میں دہرانا نہیں چاہتا۔ ان کا خیال غلط ہے میں اہل ہوں اور جہاں وہ چاہیں مجھ سے مقدمہ لڑ لیں۔ اس لیے میں ان کے کہنے سے نا اہل نہیں ہو جاتا۔

جناب سپیکر:۔ تو پھر میرے سامنے جب کوئی سوال ہی نہیں ....

رانا پھول محمد خان:۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر:۔ رانا صاحب اس مسئلہ کو طویل کرنے کی ضرورت نہیں۔

رانا پھول محمد خان:۔ صرف دو پوائنٹ آپ کی اجازت سے عرض کروں گا۔

جناب والا! اس سے پہلے میں نے حلف کے معاملے میں الیکشن رولز کی دفعہ 8 کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا تھا۔ جناب نے دفعہ 12 کے تحت اہلیت، نا اہلیت اور تمام چیزوں کے متعلق ایک رولنگ دے دی ہے کہ آئین کے تحت حلف اٹھانے کے بعد اب اس نکتہ پر بات نہیں ہو سکتی۔ جہاں تک مخدوم زادہ صاحب کا تعلق ہے ان کی جدائی ہم برداشت نہیں کر سکتے اور نہ ہمیں یہ زیب دیتا ہے کہ یہ معزز ہاؤس اجازت دے کہ یہ معاملہ بھی اس ہاؤس میں پیش ہو۔ ہمیں ان سے پیار اور محبت ہے ہم ان سے کچھ سیکھ رہے ہیں۔ ان کی رہنمائی میں ہم اچھے کام کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ معاملہ چونکہ وفاقی وزیر کا ہے یہ صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار سے ہی باہر ہے اور جناب سپیکر اس کو raise نہیں کر سکتے۔ خودکشی کے لئے کبھی کوئی درخواست نہیں دی جا سکتی۔ اگر مخدوم زادہ صاحب خود بھی استعفیٰ دے دیں تو ہم احتجاجاً بھوک ہڑتال کر دیں گے اور ان کا استعفیٰ منظور نہیں ہونے دیں گے۔ چونکہ ایک اچھی اپوزیشن کے بغیر جمہوریت فروغ نہیں پا سکتی اس لئے مخدوم زادہ صاحب سے اپیل کروں گا کہ وہ بھی عکس نہ ڈالیں اور اپنا پوائنٹ آف آرڈر واپس لے لیں۔

(قہقہے)

جناب سپیکر:۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس میں دو معاملات ہیں ایک معاملہ یہ کہ فیڈرل لا منسٹر صاحب کے اخبار میں بیان دینے سے کیا صوبائی اسمبلی کے سپیکر کے سامنے یہ مسئلہ disqualification کا پیش ہو گیا ہے ؟ اس پر میں نے پہلے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے کہ میرے سامنے یہ معاملہ پیش نہیں ہوا ۔ اب دوسرا سوال ہے کہ کیا مخدوم زادہ صاحب اپنی disqualification کا مسئلہ میرے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ وہ disqualify ہو گئے ہیں ۔ اور ان کا کیس چیف الیکشن کمشنر کو refer کر دیا جائے ۔ مخدوم زادہ صاحب نے اس سے انکار کر دیا ہے ۔ کہ وہ یہ پیش نہیں کر رہے بلکہ وہ وفاقی لا منسٹر کی اس statement کی زبردست تردید کرتے ہیں ۔ تو پھر میرے سامنے disqualification کا مسئلہ پیش ہی نہیں ہوا اس لئے اس پر کوئی فیصلہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(میزانیہ برائے سال 1986-87 پر عام بحث)

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جناب سپیکر ! اعلان ہو چکا ہے ۔ ہم اس سے پہلے اپنے صوبائی بجٹ کی عام بحث میں حصہ لے رہے ہیں ۔ تو اعداد و شمار میں کچھ تضاد ہے ۔ چونکہ ابھی عام بحث کے دوران باقی ہیں ۔ میں چاہوں گا کہ جناب وزیر خزانہ ان کی اگر کچھ وضاحت فرما دیں یا ان کو ہمارے ساتھ الگ بیٹھنے کی ضرورت پڑے تو ہمیں یہ سمجھا دیں کہ یہ تضاد کیسے ہوا ۔ اور اس کو کس طرح درست کیا جائے گا ۔ تو میں ممنون ہوں گا اور جناب میرے دو پوائنٹس ہیں ۔

وزیر خزانہ :۔ جناب اس تضاد کی اگر قائد حزب اختلاف کچھ وضاحت کر دیں تو پھر میں شاید اس مسئلے پر کچھ عرض کر سکوں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ پہلے میں عرض کر دوں ۔

وزیر خزانہ :۔ جی آپ فرمالیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جناب والا انہوں نے federal divisible taxes کے لیے سات سو دو کروڑ روپیہ تجویز کیا تھا اور میرا اعتراض یہ تھا کہ پچھلے سال بھی یہی رقم تھی اس سال بھی وہی رقم کیسے ہو سکتی ہے ؟ کیونکہ مرکز کا بجٹ بڑھتا اور کم ہوتا رہتا ہے تو اس figure پر کیسے پہنچے ۔ ایک تو اس میں یہ تھوڑا سا فرق پڑتا ہے اور خود میں نے federal divisible taxes calculate کیا ہے وہ یہ ہے ۔

Table IX, Summary of Federal Budget, Provincial Federal Divisible Taxes.

جو 12 ارب پانچ سو سات کروڑ روپے کے قریب ہے اور اس کو divide کیا گیا ہے یہ taxes آتے ہیں :-

1 Taxes on Income.

2. Sale tax.

3. Export Duty, on Cotton, & Excise etc.

اس کو جناب تقسیم کیا گیا ہے تو پنجاب کے حصے میں شاید 56٪ آتا ہے۔ اور اگلے دن میں اپنی تقریر میں کہہ چکا ہوں کہ پنجاب کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ پنجاب کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ ہمیں وہ رقوم دستیاب نہیں ہیں۔ ہمارے صوبے کو ان مدات سے کچھ بھی نہیں مل رہا جن مدات سے پنجاب پاکستان کی معیشت کو تقویت دیتا ہے۔ وہ کمشن الگ مسئلہ ہے اور اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کمشن بنانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اور ہم اس کمشن میں بیٹھ کر دیکھیں گے کہ اس میں کیا کیا ہم تجاویز پیش کر سکتے ہیں۔ Provincial Autonomy & Confederation وغیرہ کی باتیں اس لئے ہو رہی ہیں، مسٹر سپیکر، کہ جو مدات یا محکمے بالکل صوبائی سطح کے ہیں ان سے سنٹر کا کوئی تعلق نہیں ہے وہ ہم سے فنڈز بھی لیں اور ہمیں بجٹ سے رقوم بھی کم دیں اور ان کی طرف سے Rural Development کا، پرائمری سکولوں کا تعلیمی اداروں کا سڑکوں کا اور ہسپتالوں کا پراپیگنڈہ بھی ہو تو پھر پراونشل گورنمنٹ کہاں جائے جب تک پراونشل گورنمنٹ اپنے حقوق کا تحفظ نہیں کرے گی اور جیسے میں نے کل عرض کیا تھا کہ اس میں وزیر خزانہ نے فرمایا تھا ۔۔۔

وزیر زراعت :- پوائنٹ آف آرڈر سر۔ سر اس بات کی وضاحت چاہتے ہیں کہ کیا اس دن فاضل دوست نے اپنی تقریر ختم کر لی تھی؟ آج دوبارہ انہوں نے کیسے Floor لے لیا کیوں کہ ابھی اس معزز ہاؤس کے کافی ممبران نے عام بحث میں حصہ لینا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود :- قبلہ میں تو وضاحت چاہ رہا ہوں تاکہ آئندہ ۔۔

وزیر زراعت :- اس کو وضاحت نہیں کہہ سکتے۔ جناب یہ تو آپ از سر نو تقریر فرما رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود :- میں جناب تقریر نہیں کر رہا میں تو وضاحت چاہتا ہوں

وزیر زراعت :- وضاحت کے لئے آپ points دے دیں کہ یہ differences ہیں۔
مخدوم زادہ سید حسن محمود :- حضور آپ کے بجٹ میں کچھ نقائص ہیں...

جناب سپیکر :- Minister for Agriculture is on a Point of Order.

وزیر زراعت :- جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے اس لئے Floor حاصل کیا ہے کہ فیڈرل بجٹ کے موجودہ اعداد و شمار میں اور اولین گورنمنٹ کے پیش کردہ بجٹ کے اعداد و شمار میں کچھ فرق ہے اس کے جواب میں وزیر خزانہ پنجاب نے یہ فرمایا ہے کہ ہمیں ان کی نشاندہی کر دی جائے پھر اس کا جواب دے دیا جائے گا۔ لیکن بجائے اس کے کہ مخدوم زادہ صاحب نشاندہی کرتے انہوں نے اپنی پہلی تقریر دہرانا شروع کی ہے۔ جو پہلے یہ فرما چکے ہیں۔ یعنی Federal Divisible Taxes کا صوبائی معیشت پر اثر اور کمیشن کا قیام وغیرہ اگر اس میں کوئی ایسا تضاد ہے تو بتا دیں یا وہ figures لکھ کر دے دیں۔ اس کی وضاحت ہو جائیگی۔ لیکن چونکہ جناب والا نے ہر مقرر کے لئے وقت محدود کر دیا ہے۔ تو باقی Speakers کا اس طرح استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اس لئے دوسرے لوگوں کو بھی بولنے کا موقع ملنا چاہیئے۔

جناب سپیکر :- صحیح ہے۔ مخدوم زادہ صاحب اعلان کے بعد جو نئے نکات پیدا ہوئے ہیں۔ ان پر آپ مختصر بات کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود :- میں تو مختصر بات کر رہا ہوں جناب! ان کو خواہ مخواہ ناراضگی ہو رہی ہے۔ یہ انہی کے فنانس منسٹر کی تقریر ہے اور یہ وزیر خزانہ پاکستان کی تقریر ہے۔ تو جناب آپ بجٹ کے White Paper میں دیکھیں۔ ریونیو اور ایک کیپٹل اکم Revenue Deficit ایک ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہمارا 21ء424 کروڑ ہوگا اور یہ

. Federal Deficit on account of growing gap between Non-development on Revenue Expenditure and income recurring from General Revenue Receipts. The deficits are being met through special Federal Grants.

اور فیڈرل گرانٹ کی طرف جناب جب میں جاتا ہوں تو اس میں اندراج کے مطابق میں دیکھتا ہوں کہ پنجاب کے حصے میں 2ء4866 ملین روپے آیا ہے۔ اسی طرح تقریباً 4 ارب روپے کا فرق کہاں سے پورا ہوگا۔ دوسرا جناب بجٹ کا اصول ہوتا ہے کہ Revenue

deficit is met out of revenue income. یہ نہیں ہوتا کہ capital receipts سے آپ revenue deficit کو پورا کریں۔ اگر یہ آپ وضاحت کر دیں۔ اور یہ فرق مجھے بتا دیں۔ کہ ایسے پورا ہوگا تو میں مزید پوائنٹس پیش نہیں کروں گا۔ یہ جناب 400 کروڑ کے فرق کا کیا علاج کروں؟

وزیر خزانہ:۔ جناب والا! اس پہ . . . . .

جناب سپیکر:۔ آپ ابھی اس پہ کچھ فرمانا چاہیں گے یا جب اختتامی تقریر کریں گے۔

وزیر خزانہ:۔ میں کل جب اختتامی تقریر کروں گا تو تفصیل سے مخدوم زادہ صاحب کے اعتراض کا جواب عرض کروں گا۔

جناب سپیکر:۔ صحیح ہے۔

چوہدری محمد رفیق:۔ جناب سپیکر! میں ذاتی نکتہ وضاحت پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

چوہدری محمد رفیق:۔ نہیں جناب! میرا نکتہ وضاحت ہے۔

جناب سپیکر:۔ آپ نے اس سے پہلے کوئی بات نہیں کی۔ اور نہ ہی آپ کے متعلق کسی نے بات کی ہے۔

چوہدری محمد رفیق:۔ یہ جی ایک بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پہ دو فرشتے مامور کئے ہیں۔ ایک دائیں اور ایک بائیں کندھے پر۔ جو اس کی نیکی اور بدی ریکارڈ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو Summary بنا کر بھیجتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پیچھے یہ دو فرشتے اسی کام کے لئے تو مامور نہیں کئے گئے۔

جناب سپیکر:۔ جناب چوہدری نذیر احمد صاحب۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ ان کے بعد میاں اسحاق صاحب کو موقع دیجئے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب کا نام میرے پاس ہے، میاں صاحب کو ہم ضرور وقت دیں گے۔

میاں محمد اسحاق:۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر:۔ جناب میاں صاحب۔

میاں محمد اسحاق:۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سے پہلے بھی میں نے

آپ کو ایک دو دفعہ یاد دلایا ہے کہ آپ نے میرے reference کے سلسلے میں ابھی تک کوئی تاریخ مقرر نہیں کی۔ کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو بار بار یاد دہانی کرانے پر آپ برا تو نہیں مناتے۔ کیا آپ کو تاریخ مقرر فرمائیں گے یا اس کے لئے انتظار کرنا پڑے گا؟

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ کون سے referance کی بات کہتے ہیں؟

میاں محمد اسحاق۔ advisors والا۔

جناب سپیکر۔ ایڈووکیٹ جنرل صاحب آ گئے ہیں۔

وزیر قانون۔ 2 جون کو 1 بجے سپیکر کے چیمبر میں ملاقات کریں گے۔

جناب سپیکر۔ آپ کو یہ وقت اور تاریخ مناسب رہے گا؟

میاں محمد اسحاق۔ میرے لئے تو ہر تاریخ موزوں ہے۔ جو بھی آپ مقرر کر لیں۔

جناب سپیکر۔ تو ٹھیک ہے۔ پھر میرے چیمبر میں 2 تاریخ کو ایک بجے تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر۔ جناب چوہدری نذیر احمد صاحب۔

چوہدری نذیر احمد۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ سب سے پہلے تو میں حکومت پنجاب کو اس بات پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک اچھا اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ اس میں سب سے احسن چیز گین ٹیکس اور ہسپتالوں میں بیڈ فیس کا ختم کرنا ہے۔ گین ٹیکس کے بارے میں عرض کروں گا کہ جیسے شہری جائداد پر گین ٹیکس ختم کر کے رجسٹری کی کچھ فیس بڑھا دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ کیا رجسٹری فیس صرف شہروں کی حد تک محدود رکھی گئی ہے یا وہ دیہات میں بھی نافذ ہو گی۔ اس چیز کی گورنمنٹ وضاحت کرے۔ اگر دیہات میں بھی یہ فیس لاگو کی گئی ہے تو یہ زیادتی ہو گی یہ صرف شہروں کی حد تک محدود رہنی چاہئے۔ ہسپتالوں سے بیڈ فیس ختم کر کے گورنمنٹ نے بڑا مستحسن اقدام کیا ہے۔

وزیر آبپاشی۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب سپیکر۔ جی چوہدری صاحب۔

وزیر آبپاشی۔ معزز رکن نے فرمایا ہے۔ شاید انہوں نے سٹیٹمنٹ اچھے طریقے سے نہیں پڑھی۔ گین ٹیکس صرف شہری علاقوں میں لاگو تھا اور وہیں پہ رجسٹریشن فیس بڑھائی گئی

ہے۔ اس کا دیہی علاقوں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اور دیہات میں رجسٹریشن پرانے طریقہ کے مطابق ہوگی۔

چوہدری نذیر احمد: ٹھیک ہے جناب سپیکر۔ وضاحت ہوگئی ہے۔ بیڈ فیس کے بارے میں کہوں گا کہ گورنمنٹ نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ غریب آدمی ہسپتال میں صرف اس لئے داخل نہیں ہوتا تھا کہ وہ 10 روپے روزانہ ادا کرنے کے قابل بھی نہیں۔ عوام الناس کے لئے یہ گورنمنٹ کا بہت احسن قدم ہے۔

دوسرے نمبر پر میں پولیس اور جنرل ایڈمنسٹریشن پر بات کروں گا۔ حکومت پولیس اور جنرل ایڈمنسٹریشن پر کافی رقوم خرچ کر رہی ہے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں خواہ یہ خرچ مزید سو فیصد بھی بڑھا لیا جائے۔ لیکن پولیس اور جنرل ایڈمنسٹریشن پر اتنا وافر خرچ کر کے ان شعبہ جات سے سو فیصد کام لینا چاہیئے اور جہاں بھی کسی سے کوتاہی ہو اس کو سزا ملنی چاہیئے جس کسی علاقہ میں کوئی corruption ہو اس کا ذمہ دار علاقے کے ایس ایچ او اور ایس پی کو ٹھہرایا جائے اور اس کی انہیں سخت ترین سزا دینی چاہیئے۔ باوجود اس کے کہ انہیں تمام سہولیات فراہم ہوں لیکن پھر بھی corruption ہو تو اس کے کیا معنی ہیں۔ خاص کر پولیس میں promotee حضرات کا رویہ عوام کے ساتھ اور عوامی نمائندگان کے ساتھ اچھا نہیں ہوتا۔ ان کا رویہ بھی درست کرنے کی ضرورت ہے۔

سات مرلہ سکیم کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینا اور 75 ہزار ایکڑ زرعی اراضی کی تقسیم یہ گورنمنٹ کے بہت احسن اقدام ہیں۔ بے گھر لوگوں کو سات مرلہ سکیم میں پلاٹ تو دیے جائیں گے لیکن اس کے ساتھ حکومت کو چاہیئے کہ بلاسود قرضے بھی دیئے جو لوگ کم از کم پانچ سال کے اندر واپس کر سکیں۔ اور اپنے گھر تعمیر کر کے اپنے گھروں میں بیٹھ کر سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ اسی طرح کچی آبادیوں اور 75 ہزار ایکڑ زمین کے سلسلہ میں گورنمنٹ بلاسود قرضے فراہم کرنے چاہئیں تاکہ لوگ اس زمین کو آباد کر کے اپنی زندگی ضروریات پوری کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہماری مسلم لیگ گورنمنٹ پر خاص خاص کرم ہے کہ پاکستان بنے آج 38 سال ہو چکے ہیں ماضی میں کسی حکومت نے بھی کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کا نہ سوچا، 7 مرلہ سکیم کا اجراء، 75 ہزار ایکڑ اراضی کی تقسیم کا عمل نہیں کیا۔ ہر گورنمنٹ بلند بانگ دعوے کرتی رہی ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ ہماری گورنمنٹ سے اللہ پاک نے یہ

کام لینا تھا۔ ہمیں چاہیئے کہ اس کام کو جتنی جلد ہو سکے بخیر و خوبی مکمل کریں۔ شہروں کی کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق مل جائیں گے لیکن پھر بھی شہروں میں بہت سے ایسے لوگ باقی ہوں گے جنہیں رہنے کے لئے گھروں کی ضرورت ہو گی۔ اس لئے 3 مرلہ سکیم کا اجراء فی الفور کیا جائے۔

اب میں شعبہ زراعت کی طرف آؤں گا۔ زرعی انکم ٹیکس تو اچھا ہوا بجٹ میں نہیں لگا ہمیں زرعی انکم ٹیکس کے خلاف ہر قسم کی تگ و دو کرنی ہے کہ کبھی اور کسی وقت اگر گورنمنٹ لگانا بھی چاہے تو ہمیں اس کا تدارک کرنا چاہیئے۔ زمیندار ایک سفید پوش طبقہ ہے۔ اس کے پاس اتنی دولت کہاں کہ وہ زرعی انکم ٹیکس ادا کر سکے۔ اسی طرح کھاد بیج اور زرعی ادویات کی قیمتیں بہت بڑھ چکی ہیں۔ انہیں بھی کم کرنا چاہیئے۔ خاص طور پر زرعی ادویات کی قیمتیں ان پہ 80 فیصد کے قریب کمپنیاں technical assistance لیتی ہیں۔ لیکن technical assistance نہ ہونے کے برابر ہے۔ زرعی ادویات کی قیمتیں کم کرنی چاہئیں اور جتنا کم ہو سکیں زمیندار کے لیے اتنی ہی بہتر ہے۔ زمیندار کی فصلات ....

رانا پھول محمد خان:۔ جناب سپیکر، جناب کو یہ اختیار ہے کہ اگر یہ ایوان اتفاق کرے آپ رولز کو معطل کر کے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت بخش سکتے ہیں۔ چونکہ میاں صاحب دیگر ممبران اور چوہدری صاحب کی بھی تقاریر قومی اسمبلی سے وابستہ ہیں اس لئے اگر آپ قرار داد کے ذریعے کھاد کی قیمتوں میں کمی، کپاس، گنا اور مونجی کی قیمت میں اضافہ کے لئے قرار داد پیش کرنے کی اجازت دے دیں تو ابھی ہم پیش کر دیتے ہیں۔ قرعہ اندازی کا میں شاید قرار داد نہ نکلے۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے۔ اگر ایگریکلچر کے متعلق آپ اس قرعہ کی اجازت بخش دیں تو ہم آج ہی پیش کر دیں۔ سارے ہاؤس کی رضامندی بھی اس پر ہے۔

جناب سپیکر:۔ وزیر زراعت اس پر کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر زراعت:۔ میں عرض کروں کہ جنرل بحث کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ رائے کا اظہار کیا جائے اور رائے عامہ کا اظہار اسی طرح ہونا چاہیئے۔ کہ گورنمنٹ ان باتوں کا نوٹس لے گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ عوامی نمائندگان کی آراء کو فوقیت دے فیڈرل گورنمنٹ اور ایم این اے حضرات عوامی آراء کا نوٹس لیں اور ہم اپنے طور پر بھی عوامی نمائندوں کے پیش کردہ نکات وفاق میں پیش کریں۔ جہاں تک عام حضرات کا تعلق ہے اگر

وہ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو شوق سے کریں۔ اس کے بعد ہم گورنمنٹ پالیسی کی وضاحت کریں گے۔ اور ان ہی خیالات اور آراء کو مدنظر رکھتے ہوئے فیڈرل گورنمنٹ کی سطح تک کوشش کریں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کے لئے رولز معطل کر کے قرارداد پیش کی جائے چونکہ گورنمنٹ کو خود بھی احساس ہے اور صوبائی و قومی اسمبلی کے ممبران کی بھی رائے ہے اور وہ اس بات سے آگاہ ہیں۔ کہ اس معاملہ پر اسی طرح ہاؤس میں اظہار خیال ہونا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں یہی کافی ہے۔

جناب سپیکر:۔ میں یہ گزارش کروں کہ عام افراد کی آواز اور ایک ہاؤس کی آواز کو مرکز تک پہنچانے میں بڑا فرق ہے۔

رانا پھول محمد خان:۔ جناب والا میں عرض کروں گا کہ عام افراد کی آواز، اور ایک ہاؤس کی آواز کو وفاقی حکومت تک پہنچانے میں بڑا فرق ہے۔ ہم چند اراکین نے اس پر تقریریں کیں ہیں اور اگر جناب وزیر اعلیٰ صاحب یا وزیر قانون اس آواز کو وفاق تک پہنچائیں تو یہ انفرادی آواز ہوگی۔ میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر قانون اور اس معزز ہاؤس کے معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ ہمیں ایک متفقہ قرارداد اس ایوان کی طرف سے مرکزی حکومت کو بھیجنی چاہیئے۔ اس کا اثر زیادہ ہوگا اور وہ زیادہ قابل قبول ہوگی، بجائے اس کے کہ وہ رپورٹ بھیجیں اور پھر کہیں دبی سی زبان میں کہیں، پھر کوئی مجبوری سامنے آ جائے۔ اگر آپ ہمیں اجازت بخش دیں تو ہم متفقہ قرارداد کا ایک متن 15 منٹ میں تیار کر کے پیش کر سکتے ہیں اور وہ اتفاق رائے سے منظور کی ہوئی قرارداد زیادہ موثر ہوگی بجائے اس کے کہ آپ انفرادی حیثیت سے اراکین کے خیالات مرکزی حکومت تک پہنچائیں۔

چوہدری نذیر احمد:۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ کھاد، بیج اور زرعی ادویات کی قیمتیں کم کی جائیں اس کے ساتھ ساتھ تیل کی قیمتوں میں جو کمی کی گئی ہے نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس میں کم از کم ایک روپیہ فی لیٹر کی مزید کمی کی جائے کیونکہ ہمارے علاقہ جات میں اکثر تیل سے چلنے والے ٹیوب ویل کام کرتے ہیں اس سے زمینداروں کو کچھ نہ کچھ تو فائدہ ہوگا۔ گندم، چاول کپاس اور گنے کی قیمتوں میں مہنگائی کے حساب سے اضافہ نہیں ہوا۔ کہ جس حساب سے مہنگائی بڑھی ہے، حکومت کو چاہیئے کہ ان کی قیمتوں میں بھی

مہنگائی کے حساب سے اضافہ کیا جائے تاکہ زمیندار کو کچھ فائدہ حاصل ہو ٹریکٹروں اور دیگر زرعی آلات پر ڈیوٹی ختم کی جائے، زمینداروں کو زرعی آلات خریدنے کے لئے بلاسود قرضہ جات فراہم کئے جائیں جو کہ کم از کم ۵ سال تک بلاسود ہوں تاکہ زمیندار آسانی سے اپنے قرضہ جات واپس کر سکیں۔ بجلی کا موجودہ flat rate 60 روپیہ فی ہارس پاور لگایا گیا ہے۔ ہمارے ہمسایہ ملک انڈیا میں 10 روپے فی ہارس پاور موٹر پر ٹیکس عائد ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زمینداروں پر یہ ٹیکس زیادہ ہے اس سے زمینداروں پر زیادہ بوجھ پڑے گا، اس لئے ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان کے برابر یعنی 10 روپے کیا جائے یا حکومت اپنی استطاعت کے بارے میں جتنا بھی کم کر سکتی ہے کرے۔ محکمہ زراعت کا عملہ زیادہ تر دفاتر کی حد تک محدود رہتا ہے اور دفاتر میں بیٹھ کر پالیسیاں بنانے سے زراعت کی ترقی کے لئے کوئی مثبت اقدامات نہیں کئے جا سکتے۔ میں وزیر زراعت سے التماس کروں گا کہ وہ اپنے عملہ کو بتائیں اور سکھائیں کہ وہ زمینداروں کو جا کر کھیتوں میں فنی مدد مہیا کریں، تاکہ اس سے ہمارے زراعت کے میدان میں ترقی ہوگی اس کا ملک و قوم کو انتہائی فائدہ ہوگا۔

ہمارا ضلع وہاڑی نیا اور پس ماندہ ضلع ہے اس میں agrobased industry لگائی جائیں اور کم از کم پانچ سال کے لئے tax free zone قرار دیا جائے تاکہ وہاں انڈسٹری کا قیام عمل میں آئے اور بیروزگاری کا خاتمہ ہو۔

ضلع وہاڑی میں ٹیکنیکل کالج کی اشد ضرورت ہے اس سلسلہ میں میں وزیر اعلیٰ سے عرض کروں گا کہ ہمارے ضلع وہاڑی میں ایک ٹیکنیکل کالج کا اجرا کیا جائے۔

جیلوں پر بھی حکومت بہت زیادہ فنڈز خرچ کر رہی ہے لیکن جو آدمی قید ہو کر جیل میں جاتا ہے اس کو کیا اتنی سزا کم ہے کہ وہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہا ہے؟ لہٰذا میں استدعا کروں گا کہ قیدیوں کی سہولتوں کے نظام کو مزید بہتر بنایا جائے۔

گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے بارے میں عرض کروں گا کہ یہ بھی خسارے میں جا رہی ہے پرائیویٹ بسوں کے مالکان ایک پرائیویٹ بسوں سے بہت زیادہ منافع کماتے ہیں لیکن گورنمنٹ ٹرانسپورٹ ہمیشہ خسارے میں رہتی ہے۔ پنجاب کے وزیر ٹرانسپورٹ ماشاءاللہ انقلابی آدمی ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ ٹرانسپورٹ کے شعبہ میں

انقلاب لا کر دکھائیں۔

سروسز میں ممبران کا کوٹہ مقرر کیا جائے کیونکہ میرے خیال میں کسی ممبر کی سفارش پر نہ کبھی کوئی سپاہی بھرتی ہوا ہے اور نہ کبھی کوئی پٹواری بھرتی ہوا ہوگا۔ اپنے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اور ان کو روزگار فراہم کرنے کے لئے ممبران کا کوٹہ مقرر کیا جائے تاکہ ہم نہ صرف سپاہی اسامیاں آئی اور نائب تحصیلدار بھرتی کروا سکیں بلکہ دیگر محکموں میں بھی لوگوں کو ملازمتیں دلوا سکیں۔

ضلع کونسلوں کی سڑکوں کے بارے میں گورنمنٹ نے پابندی لگا رکھی ہے کہ ضلع کونسل 24 فٹ سے کم کو سڑک نہیں بنائے گی۔ تو حالات یوں ہیں کہ زمینیں تقسیم در تقسیم کی وجہ سے لوگوں کی ملکیت ایک ایکڑ تک پہنچ گئی ہے آئندہ پانچ دس سال یا پندرہ سالوں میں ممکن ہے یہ مزید کم ہو جائے گی۔ حکومت کو چاہئے کہ جیسے پہلے ساڑھے سولہ فٹ کی سڑکیں بن رہی تھیں اور سارے پنجاب میں ساڑھے سولہ فٹ کی سڑکیں ہیں، 24 فٹ کی سڑکیں کہیں بھی مہیا نہیں ہو رہی ہیں لہٰذا یہ پابندی 24 فٹ کی بجائے ساڑھے سولہ فٹ کر دی جائے۔ حکومت ایک سکیم تیار کر رہی ہے کہ ضلع کونسلوں کو صوبائی اے ڈی پی میں سے کچھ فی صد کے حساب سے حصہ دیا جائے گا، عرض یہ ہے کہ ہم صوبے والے اپنے اے ڈی پی میں سے خود خرچ کریں، ضلع کونسلوں کو اگر حکومت نے کچھ دینا ہی ہے تو حکومت کچھ گرانٹ دے دے۔ ہماری اے ڈی پی میں سے کاٹ کر انہیں فنڈز نہ دیئے جائیں Rural Development پروگرام کے تحت دیہات میں سڑکیں بننے کی رفتار اتنی آہستہ اور سست ہے کہ پانچ دس میل کی سڑکیں پر دس دس سال لگا دیئے جاتے ہیں۔ ایسی دو تین مثالیں میں دے سکتا ہوں کہ ہمارے تحصیل بورے والا میں منظور شدہ 227 ای بی اور ایک سو بارہ (112) اے بی کی سڑکیں Rural Development Programme کے تحت تعمیر ہونا شروع ہوئیں اب انہیں تقریباً دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور یہ سڑکیں تاحال مکمل نہیں پہلے Matching grant scheme کے تحت حکومت نے پابندی لگائی ہے کہ 50 فیصد اخراجات دے سکے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ قبل ازیں 25 فیصد حکومت وصول کرتی تھی وہی بدستور 50 فیصد ہی رکھا جائے۔

حکومت کی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک ٹیلیفون مہیا ہونا تھا۔ اس پر ابھی تک کوئی عملدرآمد نہیں ہوا، میری درخواست ہے کہ ٹیلیفون مہیا کئے جانے کے وعدہ پر عمل درآمد کیا جائے۔ ہے شک یونین کونسل کی سطح تک public call office کیوں نہ

بنانا پڑیں تاکہ علاقہ کے عوام اس سے بھرپور فائدہ حاصل کر سکیں۔

علاوہ ازیں ہمیں بیوروکریسی اور پولیس کو کنٹرول کرنا ہوگا۔ اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ جب تک ہم ان شعبہ جات کو کنٹرول نہیں کریں گے نہ ہمارے ممبران کی اور نہ ہمارے ہاں ورکرز کی قدر ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح حکومت مضبوط نہیں ہو سکتی۔ anti-corruption committees کی تشکیل کے متعلق کہا گیا تھا کہ ہر ضلعے میں ایک یا دو ممبر ہوں گے لیکن حال ہی میں تشکیل کردہ ضلعی سطح پر anti corruptions میں تمام ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹر، ضلع کونسلوں کے چیئرمین، میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کے چیئرمین بھی ان میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنی زیادہ موثر نہیں رہیں گی۔ ان کمیٹیوں کو موثر بنانے کیلئے انہیں ہدایات دی گئی ہیں کہ ہم ان کی شکایات competent authority کو بھیجیں لیکن چاہیئے تو یہ کہ ہم شکایات براہ راست وزیر اعلیٰ کو بھیجیں۔ اس طرح ہم بددیانت افسروں اور اہلکاروں کو پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ نیز ان پر کارروائی بھی فوراً ہونی چاہیئے۔

بے روزگاری ختم کرنا حکومت کا اولین فرض ہے بے روزگار نوجوانوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے تعلیم یافتہ حضرات سڑکوں پر مارے مارے پھرتے ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ کوئی ایسی حکمت عملی وضع کرے جس کے تحت بے روزگاری کا مکمل خاتمہ ہو سکے اور لوگ خوشحال ہو سکیں۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر آبپاشی کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ محکمہ انہار کا کوئی بھی کام کروانا ہو تو اس کا اتنا لمبا طریقہ کار ہے کہ اگر ایک ناواقف آدمی وہاں چلا جائے تو سال ہا سال تک بھی اپنا کام نہیں کروا سکتا۔ اس لئے اور پیچیدہ طریقہ کار جو ہے جو عوام کے لئے نقصان دہ ہے اسے عوام کی سہولت کے لئے مختصر اور آسان بنایا جائے۔

جناب والا reclamation چھوٹ کے بارے میں میں متعلقہ وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ان کی معیاد تین ماہ کی بجائے چار ماہ کی جائے کیونکہ ہمارے علاقے میں مونجی کی فصل تین ماہ میں تیار نہیں ہوتی اس تیاری میں کم از کم چار ماہ لگ جاتے ہیں۔ از راہ ہمدردی اس کی میعاد چار ماہ تک بڑھائی جائے۔

جناب والا سیم اور تھور پر خصوصی توجہ دی جائے۔ سیم اور تھور کے متعلق عرض کرنا ہے

کہ جب کوئی علاقہ سیم اور تھور کا شکار ہو جاتا ہے پھر محکمہ کی آنکھ کھلتی ہے اور وہ اپنی پالیسی وضع کرتا ہے اس طرح کچھ کامیابی اور کچھ ناکامی ہوتی ہے۔ اگر ایک محکمہ سیم اور تھور کے آنے کے امکانات ہوں ان علاقوں کو پہلے ہی سے کنٹرول کرنا چاہیئے۔ بجائے اس کے کہ جب ساری زمینیں سیم و تھور سے ناکارہ ہو جائیں تب جا کر محکمہ اس کا سد باب کرے۔

جناب والا گندم اور کپاس کی فصل اس سال اللہ کی مہربانی سے ہمارے ملک میں خاصی بہتر پیدا ہوئی ہے۔ لیکن زمینداروں کو گندم اور کپاس کا صحیح صورت میں معاوضہ نہیں مل سکا ہے۔ کپاس کے مقرر کردہ نرخ جو حکومت نے وضع کئے ہیں ان سے کم نرخ زمینداروں کو ملتے رہے ہیں۔ اس مرتبہ گندم بھی اتنی وافر ہے کہ ہمارے پاس اسے سنبھالنے کے لئے اسٹور کم ہیں۔ اس کے لئے نئے گودام بنائے جائیں اور ان میں گندم محفوظ کی جائے اور زمینداروں کے لئے معقول معاوضہ کو یقینی بنایا جائے۔

جناب والا سی ایس پی اور پی سی ایس افسران کے سلسلے میں ایک عرصہ سے کیس چل رہا تھا معلوم نہیں کہ کمیٹی نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ جب ان کی کوالیفیکیشن ایک ہے تو میرا خیال ہے کہ ان کی پروموشن میں جو اتنا فرق ہے وہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس مسئلہ پر ہمدردانہ غور کرنا چاہیئے۔

جناب والا! میں اب اپنے حلقے کی طرف آؤں گا۔ میرے حلقہ کی لمبائی 60 میل ہے اور چوڑائی 40 میل ہے۔ اس حلقہ میں کم از کم 120 فٹ چوڑی سڑکیں ہیں گورنمنٹ اس حلقے کو کم از کم پچاس سال تک بھی سڑکیں مہیا کر دے تو پوری نہیں ہو سکیں گی۔ میرے حلقہ کے لئے زیادہ سے زیادہ سڑکیں فراہم کی جائیں۔ farm, to market roads کے تحت یا جیسے بھی دیہی سڑکیں فراہم ہو تی جائیں۔

جناب والا میرے حلقہ کے ۱۱۹ دیہات میں سے صرف 40 دیہات میں بجلی فراہم کی گئی ہے اس دور میں اتنی کم بجلی میرا خیال ہے کہ میرا حلقہ سب سے پیچھے ہوگا لہٰذا میرے حلقہ کے لئے بجلی کی special grant دی جائے تاکہ میں village electrification کروا سکوں۔

جناب والا تعلیم کے سلسلے میں میرے حلقہ میں سکولوں کی انتہائی کمی سٹاف بہت کم ہے اور عمارات کی بھی کمی ہے۔ میرے حلقہ انتخاب میں ایک گگو منڈی ہے۔ وہاں

ایف۔ اے کی کلاسز کے لئے میں نے عرض کی تھی اس کے متعلق پتا نہیں کہ اب تک عمل ہوا ہے یا نہیں۔ دونوں سکولوں لڑکوں اور لڑکیوں کے دونوں سکولوں کے لئے عمارات کم ہیں۔ چیف منسٹر سے خصوصاً درخواست کی تھی کہ ان سکولوں کے لئے پندرہ پندرہ نئے کمروں کی منظوری کی جائے۔ ایک سکول کے لئے تھوڑے بہت کمروں کی تعمیر کی کچھ سکیم رکھ دی گئی ہے۔ وہ بھی میرے خیال میں تین سال میں مکمل ہوگا۔ میری اس سلسلے میں عرض ہے کہ ایک ہی سال میں پندرہ پندرہ کمرے فراہم کئے جائیں تاکہ وہاں ایف۔ اے اور ایف ایس سی کی کلاسیں لگائی جا سکیں۔

جناب والا! دیہی علاقہ جات میں basic health units میں ڈاکٹر تو تعینات کر دیئے جاتے ہیں لیکن وہاں کوئی ڈاکٹر جانے کو تیار نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ ہر basic health unit ایم بی بی ایس ڈاکٹر تعینات کیا جائے اور اس کے ساتھ special hard area allowance دیا جائے۔ تاکہ وہ اسی ترغیب کے تحت وہاں جانا قبول کریں۔

جناب والا! public health کے سلسلے میں عرض ہے کہ اکثر دیہات میں پانی کڑوا ہے۔

جناب سپیکر:۔ چودھری صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری نذیر احمد:۔ ایک سیکنڈ جناب سپیکر۔ میرے حلقہ نیابت کو میٹھے پانی کے نئے واٹر استعمال سکیمیں دی جائیں جو دوسرے لوگوں سے کم از کم زیادہ ہوں تاکہ میں اپنے حلقہ کے عوام کو کچھ دکھا سکوں۔ شکریہ

جناب سپیکر:۔ بیگم شمیع طالب۔

بیگم شمیع طالب:۔ جناب سپیکر، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بجٹ صرف آمدن اور خرچ کا ایک گوشوارہ ہی نہیں بلکہ حکومت کی پالیسیوں اور خاص طور پر رفاہی مقاصد کا عکاس بھی ہوتا ہے۔ جناب والا 1986-87 کے بجٹ میں حکومت نے پسماندہ طبقوں کے مسائل پر خاص طور پر توجہ دی ہے میں وزیر خزانہ کو ایک غریب اور رفاہی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب والا! رہائش کے مسئلہ کو سر فہرست رکھا جا سکتا ہے کیونکہ بنیادی مسئلوں

میں یہ سر فہرست ہے۔ پرانی حکومتوں کے ادوار میں بھی اس مسئلہ پر خاصا زور دیا گیا بلکہ اس کو سیاسی نعروں کے طور پر بھی استعمال کیا گیا، قول و فعل کے تضاد کی وجہ سے یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اب ہماری موجودہ حکومت نے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے جو ایک مستحسن قدم ہے۔ جس کے لئے بجٹ میں مختص شدہ 20 کروڑ کی رقم سے ساڑھے تین لاکھ پلاٹ بنا کر دیہی عوام میں تقسیم کئے جائیں گے۔

جناب والا، اس کے علاوہ 26 کروڑ کی رقم بھی آبادیوں کے لئے رکھی گئی ہے تاکہ ان کے گلیوں کی حالت زار کو بہتر بنایا جا سکے۔ جناب والا ہماری حکومت کا ایک اور مستحسن قدم یہ ہے کہ 75 ہزار ایکڑ زمین بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ جناب والا میرے خیال میں ایسے اقدامات موجودہ حکومت کی مقبولیت کا باعث بنیں گے کیونکہ سابقہ حکومتوں نے تو صرف وعدوں پر ہی لوگوں کو ٹرخایا ہے جب کہ موجودہ حکومت نے اس بات کو عملاً کر کے دکھایا ہے۔

جناب والا، اس کے بعد پولیس کے محکمہ کو لے لیں۔ اس کے لئے بجٹ میں ۱۴۰ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو ایک کثیر رقم ہے۔ اس سے پولیس کی نفری میں اضافہ کیا جائے گا اور جدید ٹیکنالوجی کے حصول کے لئے یہ رقم خرچ کی جائے گی۔ لیکن جناب سپیکر امن، عامہ کی حالت ہمارے سامنے ہے اس کے متعلق اخبارات میں ہم روزانہ پڑھتے ہیں کہ پولیس کارکردگی بالکل ناقص ہے اور عوام کو ان کی طرف سے بالکل کوئی تحفظ حاصل نہیں۔ اس کیلئے کم از کم عوام کو تحفظ دیا جائے جس طرح دیہاتوں میں چوکیدارہ سسٹم ہوتا ہے اس طرح گلی اور محلوں میں بھی اسی قسم کا سسٹم قائم کیا جائے نیز اعزازی پولیس آفیسر مقرر کئے جائیں جن کا براہ راست رابطہ نزدیکی پولیس چوکی یا علاقہ مجسٹریٹ سے ہو۔ اس طرح ان جرائم پیشہ افراد کی نشاندہی ہو سکے گی اور عوام بھی اپنے آپ کو محفوظ تصور کریں گے۔

جناب والا، اس کے ساتھ ہی محکمہ جیل خانہ جات کے بارے میں بھی کچھ کہوں گی۔ کچھ اصلاحات ضرور ہوئی ہیں لیکن بیشتر جیلیں تقریباً سو سال سے بھی پرانی ہیں۔ جہاں پر قیدیوں کو جانوروں کی طرح ٹھونسا جاتا ہے۔ وہاں صحت اور صفائی کا مسئلہ اس طرح حل نہیں ہو رہا جس طرح کہ ہونا چاہئے۔ اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کیونکہ قیدی بھی آخر انسان ہیں ان کی فلاح و بہبود کا کام بھی ہماری حکومت کا فرض ہے۔

جناب والا، اسی طرح ملتان کی زنانہ جیل میں ایک چھوٹا سا انڈسٹریل یونٹ ہے۔ کام کر رہا ہے لیکن اس کی کارکردگی تسلی بخش نہیں ہے۔ ہماری حکومت کی خواہش ہے کہ خواندگی کی شرح میں اضافہ کیا جائے۔ میرے خیال میں یہ مناسب ہوگا کہ ان بجٹوں کے علاوہ تعلیم بالغاں کے سنٹر بنائے جائیں جو جیلوں میں مقید ہیں انسان کے لئے ہنرمندی کے ایسے ادارے قائم کئے جائیں جن سے وہ مختلف ہنر سیکھیں اور ان کا براہ راست رابطہ محکمہ تعلیم سے ہو تاکہ ان کا کورس مکمل ہونے کے بعد ان کو اسناد بھی دی جا سکیں اور رہائی کے بعد وہ باہر آ کر تو باعزت روزگار حاصل کر سکیں۔ اور وہ کسی کی محتاج نہ رہیں اور نہ ہی ان میں احساس کمتری پیدا ہو۔

جناب والا، اس کے بعد دیہاتوں میں صحت یونٹ کا قیام ہے کیونکہ صحت کے لئے بھی بجٹ میں کافی رقم مختص کی گئی ہے لیکن پھر وہی معاملہ ہے کہ دیہات میں کوئی کام تسلی بخش طور پر نہیں کیا جا رہا۔ شہروں میں اتنی وافر سہولتیں ہیں کہ دیہات میں کوئی بھی ڈاکٹر جانا پسند نہیں کرتا۔ اس کے لئے بھی کم از کم کوئی سپیشل الاؤنس دیا جائے اور ایسی سہولتیں مہیا کی جائیں کہ دیہاتوں میں ڈاکٹر صاحبان کے لئے کوئی کشش پیدا ہو۔ اگر کسی ڈاکٹر کا کسی گاؤں میں تبادلہ کر بھی دیا جاتا ہے تو وہ ایسی کوشش میں رہتا ہے کہ کسی طرح واپس شہر میں تبادلہ ہو جائے۔ اس خاص مسئلہ پر ہمیں خاص توجہ دینی چاہئے تاکہ کسی طرح دیہات میں صحت کی سہولتوں کو بہتر بنایا جائے۔

جناب والا، جب تک ہم ایک ڈاکٹر کو پوری شہری سہولتیں نہیں دیں گے اس کے الاؤنسز میں اضافہ نہیں کریں گے وہ کس طرح شہر چھوڑ کر دور افتادہ دیہات میں جا کر کام کرے گا؟

جناب والا، تعلیم کے لئے بھی بجٹ میں خاصی رقم رکھی گئی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف سکول بنا دیئے جائیں۔ اصل چیز یہ ہے کہ تعلیم کے معیار کو بلند کیا جائے۔ اور وہ کس طرح بلند کیا جا سکتا ہے۔ بعض دیہات جہاں سکول تو ہیں۔ لیکن وہاں اساتذہ بالکل نہیں ہیں۔ بعض دیہات کے سکولوں میں صرف ایک ٹیچر ہے۔ جو کہ پوری پرائمری کلاسوں کو پڑھاتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ وہ کس طرح بچوں کو تعلیم دے سکتا ہے۔ اور کس طرح محنت و لگن سے کام کر سکتا ہے؟

یہی وجہ ہے کہ ہمارے شہری و دیہی تعلیمی معیار میں بہت فرق ہے جو کہ نہیں

مٹاتا ہے اس ضمن میں ہمیں اس نکتے کو بھی مدنظر رکھنا ہے کہ دیہی سکولوں میں کم از کم ٹرینڈ ٹیچرز ہوں تاکہ دیہاتوں میں بھی وہی تعلیمی سہولتیں میسر ہوں جو کہ شہروں میں ہوتی ہیں۔

جناب والا، بجٹ میں سود کی ادائیگی کے لئے تقریباً چار ارب 29 کروڑ 98 لاکھ روپے کی رقم ہے۔ یہ اس رقم پر سود ہے جو صوبائی حکومت نے 1970 کے بعد وفاقی حکومت سے ترقیاتی منصوبوں کے لئے حاصل کی ہے۔ ایک طرف تو ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا اسلامی ملک ہے اور ہم سود سے پاک معاشرہ قائم کرنے کی طرف جا رہے ہیں۔ ہمیں سود کے عنصر کو بتدریج کم کر کے صحیح معنوں میں ایک اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہے۔

جناب والا، اس کے بعد کھاد کی قیمت میں اضافہ اور پھر زرعی ٹیکس کا معاملہ ہے یہ بہت حساس مسائل ہیں کسی بھی چیز پر ٹیکس نافذ کرنے سے پہلے ہمیں اس کے نتائج پر ضرور غور کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ پہلے ہی کسان پر بھاری بوجھ ہے اور ہم نئے ٹیکس لاگو کر کے اس پر مزید بوجھ ڈال رہے ہیں۔ اس میں تو کسان کی دلچسپی بالکل ہی ختم ہو جائے گی۔ یہ نقد آور فصلیں جن سے ہم زرمبادلہ حاصل کرتے ہیں، وہ کاشت کرنا ہی چھوڑ دیں گے۔ یہ تو ایک سیدھا سا معاشی اصول ہے کہ کوئی بھی کسان وہ چیز کاشت نہیں کرے گا۔ جس میں اس کا فائدہ نہ ہو۔ ہمیں اپنے کسان کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنی چاہییں۔ اس کو آسان قرضے کی سہولت دیں تاکہ وہ کھاد اور بیج آسانی سے خرید سکے۔ پھر زمین سیم اور تھور کی بھینٹ چڑھ رہی ہے۔ اس کا بھی ہمیں خاطر خواہ تدارک کرنا چاہیئے۔ میرا خیال ہے کہ زرعی انکم ٹیکس لگانے کی تمام کاشتکار بھائی مذمت کریں گے کہ یہ کسی بھی صورت میں نہیں لگنا چاہیئے کیونکہ اس سے تو ہمارے بے چارے کسان کی کمر بالکل ہی ٹوٹ جائے گی۔ میں اس کی پر زور مذمت کرتی ہوں۔

جناب سپیکر:۔ ابھی میرے پاس بحث میں حصہ لینے والے اراکین اسمبلی کے اسمائے گرامی کی ایک طویل فہرست ہے۔ اس میں سے کچھ صاحبان کے نام پکارے گئے تھے جو موجود نہ تھے۔ اب میں یہ کہوں گا کہ جن اراکین کے اسمائے گرامی پکارے گئے اور وہ موجود نہ تھے۔ اب ان کی باری آخر میں آئے گی۔ لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ اگر آپ بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو میں دو بجے کے بعد بھی یہاں بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔ آج اور کل کا دن ہے۔ آج پارٹی میٹنگ بھی ہے تو کل اس کارروائی کو اور لمبا کیا جا سکتا ہے

اگر کچھ صاحبان رہ جاتے ہیں اور وہ اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو ہم زیادہ دیر کے لئے بیٹھ سکتے ہیں ہم بعد دوپہر بھی اجلاس رکھ سکتے ہیں۔ میری طرف سے اس ضمن میں آپ کو مکمل تعاون حاصل ہوگا۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس :- آپ آج خواتین کو ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر :- جی مزید خواتین کو بھی ٹائم دیں گے۔ انشاء اللہ

ڈاکٹر شیلا بی۔ چارلس :- شکریہ۔

جناب سپیکر :- جناب حاجی غلام رسول خان ساجدی خیلص صاحب

غلام رسول خان :- جناب سپیکر، میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مہربانی کی اور مجھے بحث میں حصہ لینے کا موقع دیا۔ بجٹ کے معاملے میں اتنی مبارک بادیں ہو گئی ہیں کہ میں سمجھتا ہوں، اب مزید مبارک باد کی ضرورت نہیں رہی۔

جناب فضل حسین راہی :- پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ایک چھوٹا سا لطیفہ سنانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ کرنل محمد خان صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ ایک آدمی کو ہوائی جہاز سے کراچی جانا تھا۔ وہ ہوائی اڈہ پر جہاز کا منتظر تھا۔ وہ اپنے تصور ہی میں، تصویر کھینچ رہا ہے کہ وہ ایر ہوسٹس کیسی ہوگی، جو ہمیں جہاز میں serve کرے گی۔ وہ کبھی اس کی ناک کا نقشہ کھینچتا کبھی آنکھوں کا تصور کرتا ہے اور کبھی کوئی اور چیز سوچتا ہے۔ جناب سپیکر، جب وہ بڑا حسین تصور لیے جہاز میں بیٹھتا ہے تو ایر ہوسٹس جب serve کرتی ہوئی نظر آتی ہے تو اس کی شکل بڑی ڈراؤنی قسم کی ہوتی ہے۔ تو کوئی بھی مسافر اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ جب کراچی آجاتا ہے تو پیچھے سے ایک آواز آتی ہے یہ جہاز والے کیسے ہیں، انھوں نے ایک ڈائن کو ایر ہوسٹس تعینات کر رکھا ہے۔ پھر ایک اور آدمی کہتا ہے کہ کون ہے جو ایئر ہوسٹس کو ڈائن کہتا ہے۔ پیچھے سے ایک اور آواز آتی ہے کہ کون ہے جو ڈائن کو ایر ہوسٹس کہتا ہے۔ جناب سپیکر، کچھ اسی طرح کا معاملہ میرے ساتھ بھی ہوا ہے۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ کون ہے جو ڈائن کو ایر ہوسٹس کہتا ہے۔ جناب سپیکر، کچھ اسی طرح کا معاملہ میرے ساتھ بھی ہوا ہے۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ کوئی خوبصورت خاتون ہماری پنجاب اسمبلی کی کوئی معزز بہن گفتگو کریں گی، اور آپ نے ان کو بلا لیا ہے۔ یہ تو سارا معاملہ الٹ ہو گیا ہے۔

جناب غلام رسول خان :- جناب سپیکر! حزب اختلاف کے بنچوں کو ایک مجبوری ہوگئی اور بڑے دن ان کے ساتھ بیٹھنا ہوگیا۔

جناب سپیکر :- اس سے پہلے کہ حاجی صاحب اپنی بات جاری رکھیں، پوائنٹ آف آرڈر پر لطیفے سنانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

جناب غلام رسول خان :- جناب سپیکر! تین چار دن سے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ لوگوں نے بہت مبارک باد دی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ میں تھوڑا سا عرض کروں گا کہ بارانی علاقے کا سب سے بڑا مسئلہ پینے کا پانی کا ہے۔ ہمارے باقی صوبے میں کہیں تو نہریں ہیں۔ کہیں ٹیوب ویل لگ سکتا ہے اور کہیں کڑوا پانی بھی مل جاتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے بارانی علاقوں میں اگر بارشیں نہ ہوں تو جہاں جانور جوہڑوں کا پانی پیتے ہیں اور وہیں سے آدمی بھی پانی پیتے ہیں۔ ہم ترس رہے ہیں کہ ہمیں واٹر سپلائی سکیمیں ملیں۔ سب سے بڑا مسئلہ بارانی علاقے میں پینے کے پانی کا ہے۔ پہلے ہمیشہ فوقیت بارانی علاقے کو دی جاتی تھی۔ لیکن اس بجٹ میں، جہاں تک میرا خیال ہے یا مجھے خبر ملی ہے کہ بارانی علاقے کو ثانوی حیثیت پر لائے ہیں اور اوّل حیثیت کھارے پانی کو دی ہے۔ حالانکہ یہ زیادتی ہے۔ سب سے پہلے بارانی علاقے کو پینے کا پانی میسر ہونا چاہئے۔ لیکن جن کے پاس کم از کم کھارا پانی ہے، وہ پی تو لیتے ہیں۔ واٹر سپلائی سکیموں کی جتنی ضرورت بارانی علاقوں میں ہے، اتنی ضرورت نہری علاقوں یا کھاری پانی کے علاقوں میں نہیں میں عرض کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے زیادہ بارانی علاقہ جات کو واٹر سپلائی کی سکیمیں دی جائیں۔

جناب والا :- دوسرا مسئلہ آب پاشی کا ہے۔ بارانی علاقوں میں آبپاشی کے لیے لوگوں کے پاس ٹیوب ویلوں کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں۔ حکومت نے وہاں کوئی انتظام نہیں کیا۔ نہ ہی وہاں کوئی نہر بنائی گئی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ بارانی علاقے جہاں ہموار ہیں، وہاں حکومت زمیندار کو ٹیوب ویل لگا کر دے۔ تب ان سے آبیانہ وصول کرتے تاکہ زیادہ سے زیادہ ایریا آباد ہو اور انہیں گھر میں روٹی میسر ہو۔ اگر حکومت ٹیوب ویل نہیں لگاتی تو بارانی ایریا کے زمینداروں

کو بلاسود قرضہ دے کر آسان اقساط میں وصول کرے تاکہ وہ خود اپنے ٹیوب ویل لگائیں اور ان علاقوں کو آباد کریں ۔ اور شہروں کی طرف رخ نہ کریں۔
حال ہی میں وفاقی حکومت نے زراعت کے لئے ٹیوب ویلوں پر flate rate لاگو کئے ہیں۔ یہ بہت اچھی پالیسی ہے ۔ اس طرح زمیندار واپڈا کی زیادتیاں اور ان کے ساتھ سودے بازی سے بچ جائیں گے ۔ یہ بہت ہی بہتر قدم ہے ۔ لیکن flat rate بہت زیادہ لگایا ہے ۔ اس میں کچھ کمی کی جائے ۔ خاص طور پر بارانی علاقوں میں جہاں زیر زمین پانی بہت گہرا ہے، وہاں موٹر کی تنصیب بہت مہنگی پڑتی ہے وہاں بھاری موٹریں نصب ہوتی ہیں ۔ ۔ جیسے حکومت نے بلوچستان اور سندھ کو سہولت دی ہے flat rate کیا ہے تو پنجاب کے بارانی علاقوں کے لیے وہی نرخ لگائے جائیں جو رعایت انہوں نے بلوچستان اور سندھ کو دی ہے پنجاب کے بارانی علاقوں کو بھی وہی رعایت ملنی چاہئیے ۔
جناب والا اسی طرح تعلیم کا مسئلہ ہے بے شک نئے سکول کھلے ہیں لیکن ہمارے دیہات کے سکول جو کافی عرصہ سے قائم ہیں ان کی عمارتیں نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے پرانے جاری سکولوں کی عمارات تعمیر کی جائیں اس کے بعد اگر فنڈز ہوں تو نئی عمارات تعمیر کی جائیں۔ ورنہ دیہاتوں میں مڈل تک سکولوں کے پاس چھپر کے علاوہ کوئی چیز نہیں اور وہاں مڈل جماعت تک طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اساتذہ کی حالت یہ ہے کہ جہاں چھ استادوں کی ضرورت ہے وہاں صرف ایک استاد پڑھا رہا ہے اس لیے سب سے پہلے سٹاف کی کمی کو پورا کیا جائے اس کے بعد نئے سکولوں کا اجراء کیا جائے لیکن پہلے سے جاری سکولوں کی حالت بہتر بنانے کو ترجیح دی جائے کم از کم ان کو عمارت میسر ہو دیہات کیلئے حکومت کی پالیسی 50% وہاں کے لوگ 50% حکومت اخراجات دیتی ہے آپ اندازہ لگائیں کہ غریب دیہاتی عوام کیسے ان اخراجات کو برداشت کر سکتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ وہاں جتنے بھی فنڈز چاہے وہ ڈسٹرکٹ کونسل یا اے۔ ڈی ایل۔ پی کے پاس جائیں وہ تمام بیکار رہ جاتے ہیں کیونکہ 50% اخراجات کوئی بھی زمیندار برداشت نہیں کر سکتا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں کوئی کام نہیں ہوا تعلیم کے معاملہ میں حکومت کی پالیسی ہے کہ ہر یونین کونسل ہیڈ کوارٹر میں ایک لڑکیوں کا اور ایک لڑکوں کا ہائی سکول ہو لیکن ہماری تحصیل عیسیٰ خیل کی کئی یونین کونسلیں ایسی ہیں جن کو یہ سہولت میسر نہیں کوٹ چاندنا یونین کونسل میں نہ لڑکیوں کا اور نہ ہی لڑکوں کا ہائی سکول ہے کلور یونین کونسل میں بھی

سہولتیں موجود نہیں اس لیے جو پالیسی حکومت نے بنائی ہوئی ہے اسی طرح اس کے مطابق سہولت باقی صوبے کی طرح میرے حلقہ نیابت کو بھی میسر ہونی چاہیے۔ اسی طرح صحت کا مسئلہ بھی آپ کے سامنے ہے حکومت کی پالیسی ہے کہ ایک بنیادی صحت مرکز ہر یونین کونسل ہیڈ کوارٹر میں ہونا چاہیے لیکن یہ سہولتیں ہمیں میسر نہیں حالانکہ ہم بھی اسی صوبے میں رہتے ہیں اور اسی صوبے کا حصہ ہیں مثلاً کوٹ چاندناں۔ سلطان خیل گگھڑ والا۔ تول یونین کونسلوں میں اگر بنیادی صحت مرکز نہیں۔ ہماری پوری تحصیل عیسیٰ خیل کے کسی ہسپتال میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں آپ اندازہ لگائیں کہ وہاں غریب لوگ طبی سہولیات سے بھی محروم ہیں خاص طور پر بیمار خواتین ہسپتال تک جاتے جاتے راستے ہی میں دم توڑ جاتی ہیں میں نے اس سلسلے میں گزشتہ سال بھی عرض کیا تھا لیکن آج تک وہاں کسی ہسپتال میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں پہنچی۔ حالانکہ ہماری تین ٹاؤن کمیٹیاں ہیں ان تینوں ٹاؤن کمیٹیوں میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں تیمور شاہ میں مرکز کونسل اور ٹاؤن کمیٹی بھی قائم ہے۔ یہ سب سے بڑا تھانہ ہے یہاں کے ہسپتال میں آج تک ایکسرے پلانٹ تک نہیں لگا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایسے ہسپتال کھولنے کا کیا فائدہ جہاں سے 80 میل دور ایکسرے کے لیے جہاں اور جانا پڑے وقت زمانہ جس ہسپتال میں ایکسرے پلانٹ نہیں وہاں تو کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

آپ کے سامنے حکومت نے فیکٹری لگانے کے لیے جو فری زون علاقہ مقرر کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ بارانی علاقوں میں لگانی چاہیے کیونکہ وہاں کافی بنجر رقبے ہیں اور آپ باقی پنجاب کے نہری علاقہ یعنی زرخیز زمینوں کو برباد کرنے کی بجائے آپ کے پاس جو کمرد ٹر یا ایکڑ بنجر زمین موجود ہے وہاں فیکٹریاں لگائیں تاکہ بیروزگاری کا خاتمہ ہو سکے۔ اور وہاں لوگوں کو روزگار مہیا ہو سکے اور رقبہ جات بھی کارآمد ہو سکے اس کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب فضل حسین راہی ۔ Point of Information میں جناب والا سے دریافت کرنا چاہوں گا۔ کہ مقررین کی فہرست میں کیا رائے عبدالرزاق صاحب کا نام بھی شامل ہے؟

جناب سپیکر ۔ خواتین چاہتی ہیں کہ وہ آج بات کریں اس لیے ہم مس شاہین عتیق الرحمٰن سے شروع کرتے ہیں دراصل ان کا نام میرے پاس نہیں آیا تھا۔ میرے پاس منرجمہ

حمید کا نام تھا۔

مسنز بجمہ حمید - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر میں جناب وزیر خزانہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی کابینہ کو مبارک باد پیش کرتی ہوں جنہوں نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا تعلیم صحت اور دیہی ترقی کے شعبوں پر اخراجات میں اضافہ کیا گیا ہے جو پچھلے سالوں سے ۴۰٪ اور ۴۰ ہزار نئی آسامیاں پیدا کی گئی ہیں جو گزشتہ مالی سالوں سے 40٪ زیادہ ہیں اس سے بیروزگاری میں کچھ کمی واقع ہو گی حکومت نے اپنے محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے تکالیف ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے دیہی عوام کی 7 مرلہ سکیم تین لاکھ پلاٹوں کی سکیم اور 75 ہزار ایکڑ اراضی کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ درست اور بر وقت ہے جناب سپیکر میں۔ حکومت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں انہوں نے پہلی دفعہ یہ مثبت قدم اٹھایا ہے ورنہ سابقہ حکومتیں بھی یہ زمین تقسیم کر سکتی تھیں لیکن انہوں نے ایسی زمینیں اپنی سرکاری افسران میں تقسیم کیں کسی حکومت کو یہ خیال تک نہیں آیا کہ غریب کسانوں میں بھی یہ زمینیں تقسیم کی جائیں۔ موجودہ حکومت نئی اراضی کے لیے بھی اقدامات اٹھائے اور زمین کو ہموار کرے اور اور آبپاشی کا مناسب بندوبست کرے اور کسانوں کو قرضہ جات فراہم کرے ان سے آسان قسطوں میں میں وصولی کرے اور یہ کام کو اپریٹو سوسائٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ آبپاشی اور زمین ہموار کرنے کے لیے دیئے گئے قرضوں کی رقم آسان قسطوں میں ان کسانوں سے وصول کرے ان مقاصد کے حصول کے لیے کواپریٹو سوسائیٹیاں تشکیل دی جائیں تاکہ کاشتکاروں کو ایسی سہولیات میسر ہوں شہروں میں کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق اور ان آبادیوں میں روزمرہ کی سہولتیں کی فراہمی کا سہرا موجودہ حکومت کے سر ہے۔ غریب شہریوں کے لیے 7 مرلہ سکیم کی تیاری کے لیے ۳ کروڑ روپیہ محکمہ تعمیرات اور آبپاشی کے لیے مختص کیا گیا ہے اور غریب ملازمین کی پنشن کے لیئے جو رقم رکھی گئی ہے وہ بھی مستحسن قدم ہے۔ جناب سپیکر اس سال 2150 دیہات کو بجلی مہیا کرنے کا ہدف رکھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومت کو مقامی سطح پر بجلی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ تربیلا - منگلا ڈیم میں پیدا ہونے والی بجلی قابل اعتبار نہیں ہیں گزشتہ سالوں سے اس کا تجربہ ہے دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی کی روک تھام ایک اچھی کوشش ہے چھوٹی صنعتوں کے قیام کے لیئے دس کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہیں سمجھتی ہوں کہ کارپوریشنوں کو چاہیئے کہ لوگوں کی رہنمائی کریں تاکہ وہ

وہ بھی انڈسٹری لگائیں - ایسا نہ ہو کہ یہ تجربہ ناکام ہو جائے کیونکہ شہری لوگوں کو اس چیز کا تجربہ ہے لیکن دیہاتی لوگوں کو اس چیز کا تجربہ نہیں ہیں یہ سمجھتی ہوں کہ کارپوریشن دیہاتی لوگوں کی رہنمائی کریں تاکہ پیداوار کی کھپت بھی آسانی سے ہو سکے اور وہ انڈسٹری لگائیں جو سودمند بھی ہو اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ نہائیت ہی اچھی بات ہے لیکن کارپوریشنوں سے اس معاملہ میں رہنمائی لیں - یہ تجربہ خدا نہ کرے ناکام ہو ایک اچھی سکیم ہے

ایک نہائیت احمقانہ ٹیکس تھا یہ ایک ہی ریٹ پر جائیداد کی قیمت کا خیال کیے بغیر لگا دیا جاتا تھا نتیجہ رشوت اور بدعنوانی زوروں پر تھا میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ 11% ٹرانسفر فیس جو لگائی ہے یہ بہت زیادہ ہے ٹرانسفر فیس صرف 9% ہونی چاہیے اور خاص طور پر ایک کنال یا غیر تجارتی پلاٹ پر 5% ٹیکس لگانا چاہیے - کیونکہ اس ٹیکس کے مطابق جو حکومت نے عائد کیا ہے اگر ہم پانچ لاکھ کی جائیداد فروخت کریں تو 55 ہزار روپے ہمیں ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے -

(اس مرحلہ پر نوابزادہ مظفر علی خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ زیادتی ہے کہ کسی کی اگر پانچ لاکھ روپے کی پراپرٹی ہے تو 55 ہزار روپے تو حکومت ہی لے جائے گی لہذا ٹیکس 5 فیصد ہونا چاہیے دس روپے بستر فیس ختم کر کے حکومت نے ایک بہت ہی مستحسن اقدام کیا ہے اس سے غریب اور نادار مریضوں کی پریشانی کم ہو گی حکومت کے لیئے یہ محصولات کا کوئی اچھا ذریعہ نہیں تھا۔

جناب والا اب میں راولپنڈی کے مسائل کی طرف آتی ہے ہم نے جب کبھی نالہ لئی کا رخ بدلنے کی بات کی ہے تو حکومت نے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ راولپنڈی کو grant دیں گے افسوس کی بات تو یہ ہے کہ پریذیڈنٹ سے کے پرائم منسٹر اور باقی منسٹر سبھی وہاں جاتے ہیں جب وہاں بے چارے لوگ بے گھر اور مہاجر بنتے ہیں تو سبھی ان کی امداد کے وعدہ کر کے آتے ہیں - افسوس کا مقام ہے کہ جب بھی نالہ لئی میں بارش کی وجہ سے طغیانی آتی ہے تو سب لوگ ہمدردی کا اظہار تو کر لیتے ہیں لیکن عملی طور پر کوئی اقدام کیا جاتا پنڈی میں لاکھوں روپے کے باغات تو بنائے جاتے ہیں اور سنئے میں ہمیں فنڈ بھی ملتا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ باغات بھی بہت ضروری ہیں لیکن ان لوگوں کا بھی تو خیال کریں جو ہر سال مہاجر بنتے ہیں اور ہر سال وہ بے گھر ہوتے ہیں لیکن کبھی بھی حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوئی اور خاص طور پر پنجاب گورنمنٹ

کو کہ ان کے لیے کوئی اقدامات کریں۔

جناب والا بڑے بڑے شہروں کے لیے ترقیاتی ادارے بنائے گئے ہیں جیسے ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے یہ بہت اچھی بات ہے کہ مری کہوٹہ اتھارٹی کو بحال کر دیا گیا ہے لیکن ہم لوگ ہمیشہ سے یہ کہتے رہے ہیں کہ پنڈی جیسے اتنے اہم شہر کے لیے بھی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا جائے۔ ویسے بھی وہاں نہ کاشتکار اور نہ زمیندار ہیں جب کہ بے روزگاری بہت زیادہ ہے میں تو یہ کہتی ہوں کہ دیا Small Industrial Estates بھی بنائی جائے جب آپ دیہاتوں کو ترقی دے رہے ہیں تو پنڈی والے بے چاروں کا کیا گناہ ہے ہمارے شہر کا تو کوئی وزیر بھی نہیں جو اپنے شہر کی ترقی کے لیے کوئی رقم رکھوائے ہمارا تو کوئی ایڈوائزر بھی نہیں جو اپنے لیے رقم رکھوائے میں یہ سمجھتی ہوں کہ اسی حساب سے بیلنس برابر کر کے یعنی جو اخراجات ایڈوائزروں اور منسٹروں پر آ رہے ہیں وہی رقم راولپنڈی کے ترقیاتی کاموں کے لیے دی جائے تو ہم اپنی سڑکیں اپنا سیوریج سسٹم بہتر کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی فنڈز میں مزید اضافہ کیا جائے اور ایک اضافی فنڈ قائم کیا جائے اور جو وزراء کرام اور مشیران کی تنخواہیں بچ رہی ہیں وہ بھی ہمیں عطا کی جائیں تاکہ ہم اپنے علاقے کی بہبود پر خرچ کر سکیں Small Industrial Estate کو فعال بنانے کے لیے میری تجویز ہے کہ ہاؤس میں سے دو ممبر اس کمیٹی میں ضرور رکھے جائیں اس لیے کہ Small Industrial Estates کے اہلکاران کے رشتہ دار وغیرہ ہی فائدہ اٹھاتے ہیں کوئی بھی عام انسان سمال انڈسٹری سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو میں سمجھتی ہوں کہ ایوان سے دو ممبر سیلیکشن کمیٹی میں ہوں۔ اس سے ہم عام شہریوں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

میاں محمد نواز احمد ملیانہ۔ جناب والا بیگم صاحبہ کا پارلیمانی سیکرٹریوں کے متعلق کیا خیال ہے۔

محترمہ بیگم نجمہ حمید۔ اس علاقہ کے پارلیمانی سیکرٹری تو ایک ہیں وہ بھی اگر آپ چاہیں تو استعفیٰ دے دیتی ہیں پنڈی میں اور ہوتا ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین نواب زادہ مظفر علی۔ آپ چیئر سے مخاطب ہوں۔

محترمہ بیگم نجمہ حمید۔ جناب والا سمال انڈسٹریز میں ان کے رشتہ دار ان کے ملنے والے

فائدہ اٹھاتے ہیں اس لیے میں سمجھتی ہوں سمال انڈسٹریز میں ایوان کے اراکین ہونے بہت ضروری ہیں جو کہ سلیکشن کمیٹی کے ممبر ہوں اور ہم جس کو بھی قرضہ دیتے نگیں ان میں ایوان کے اراکین کی رائے ضروری ہو - اور اس کی باقاعدہ تحقیقات ہو ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے ہی رشتہ داروں کو قرضے دیتے رہیں اور اپنے ہی ملنے والوں کو دیتے رہیں -

جناب والا آخر میں اس ہاؤس کے پلیٹ فارم سے ایک تجویز عرض کرنا چاہتی ہوں اور میرے خیال میں اس معاملے میں پورا ایوان میرا ساتھ دے گا میری یہ عرض ہے کہ ڈھوک کھبہ کے متاثرین جن میں بہت چھوٹے چھوٹے تین تین چار چار اور پانچ پانچ سال کے بچے شامل ہیں ان کے تمام لواحقین ختم ہو چکے ہیں اور ان کے دور کے رشتہ دار اتنے صاحب حیثیت نہیں کہ انہیں اچھی تعلیم دلواسکیں تو جناب سپیکر میں اس ہاؤس کے پلیٹ فارم سے وزیر اعلیٰ سے گزارش کرنا چاہتی ہوں اور آپ سب میرا ساتھ دیں کہ ان یتیموں کو کسی رہائشی سکول میں داخل کیا جائے جہاں اربوں روپوں کا بجٹ خرچ ہوتا ہے اگر ہزاروں روپے ان پر بھی خرچ کر دیئے جائیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا ان تین چار یتیم بچوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ان کی ایک پھوپھی ہے۔ اور وہ بھی بیوہ ہے ان کے اگر کوئی چچا یا ماموں ہیں تو وہ اتنے صاحب حیثیت نہیں کیونکہ ان کے اپنے بھی کافی بچے ہیں۔ وہ خود محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں -

تو جناب والا میری ایک عرض ہے کہ یتیم بچوں کا کوئی سہارا نہیں رہا تو ہمیں انسانی ہمدردی کے تحت پنجاب کے اربوں روپوں کے بجٹ میں سے ہزاروں روپے کی رقم انہیں دے دی جائے اور انہیں رہائشی سکولوں میں داخل کیا جائے۔ اگر اس معاملے میں پورا ہاؤس میرا ساتھ دے تو میں پورے ہاؤس کی طرف سے التجا کرتی ہوں کہ وہ بچے اس قدر مظلوم ہیں اور ان کا یہ حق بنتا ہے کہ پنجاب کے بجٹ میں سے ان کی مدد کی جائے۔

چوہدری انوار الحق چوہان - جناب والا میں نے یہاں ایک تجویز دی تھی کہ ڈھوک کھبہ میں جو قتل کیئے گئے تھے ......

جناب چیئرمین - (نواب زادہ مظفر علی) - چوہدری صاحب آپ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں -

چوہدری انوارالحق چوہان - جناب والا میں پوائنٹ آف آرڈر پر ان کی تائید میں بول رہا ہوں جناب میرا پوائنٹ آف تائید ہے صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب چیئرمین - پوائنٹ آف آرڈر پر فرمائیے۔

چوہدری نوازالحق چوہان - جناب والا یہ راولپنڈی کا مسئلہ ہے اور میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں اور میں نے پہلے بھی یہی تجویز دی تھی کہ زکوٰۃ فنڈ سے کم ازکم دس لاکھ روپیہ ان یتیم بچوں کے نام فکس کردا دیا جائے اور اس سے حاصل شدہ منافع ان کی تعلیم پر خرچ کیا جائے جب تعلیم سے فراغت حاصل کر چکیں تو بعد میں وہ رقم بے شک سرکار کی ملکیت ہو جانی چاہیئے میں بیگم نجمہ حمید صاحبہ کے خیالات کی پر زور تائید کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ ضرور حل ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین - یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں آپ اپنی تقریر میں ان خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

چوہدری نوازالحق چوہان - جناب والا میں نے اپنی تقریر میں بھی کہا تھا بہر حال میں نے ان کی تائید کی ہے۔

جناب چیئرمین - مسز زکیہ شاہ نواز صاحبہ۔

محترمہ بیگم ذکیہ شاہ نواز - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا وزیر خزانہ اور معتمد خزانہ کو مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اس دفعہ ٹیکس فری بجٹ پیش کیا جب بھی نیا بجٹ پیش ہوتا ہے تو عوام بہت پریشان ہوتے ہیں کہ کتنے مزید نئے ٹیکس لگائے جائیں گے۔

ایک معزز ممبر - جناب والا آواز صحیح سنائی نہیں دے رہی ہے

جناب چیئرمین - آپ سننے کی کوشش کریں آواز آ جائے گی بیگم صاحبہ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ بیگم ذکیہ شاہ نواز - میں پھر سے دھراتی ہوں - جناب سپیکر! میں فنانس منسٹر اور فنانس سیکرٹری کو ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد دیتی ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا، آواز، مونث ہے یا مذکر -؟

جناب چیئرمین ۔ جناب والا چوہدری حاکم علی صاحب نے کہا ہے کہ آواز نہیں آ رہی ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ لفظ دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے جیسے سمجھ لیں ۔

محترمہ بیگم ذکیہ شاہنواز ۔ جناب سپیکر اگر آپ ہاؤس کو کہہ دیں کہ تھوڑا سا خاموش ہو جائیں تو بہت مہربانی ہوگی ۔ کیونکہ مداخلت سے تقریر نہیں کی جا سکتی ۔

جناب چیئرمین ۔ جی ۔ ہاں یہ مناسب نہیں ہیں سب اراکین سے کہوں گا کہ وہ مہربانی کر کے خاموشی سے بیگم صاحبہ کی تقریر سنیں اور پھر آواز کا مسئلہ بھی پیدا نہیں ہوگا ۔

محترمہ بیگم ذکیہ شاہنواز ۔ جناب سپیکر میں فنانس منسٹر اور فنانس سیکرٹری کو ٹیکس فری بجٹ پر مبارکباد دیتی ہوں ۔ جب کبھی نیا بجٹ پیش ہوتا ہے تو عوام میں تھوڑی سی پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ نیا بجٹ آنے والا ہے اور نا معلوم کہ کون کون سے نئے ٹیکسز لگیں گے جن کا بوجھ وہ برداشت نہیں کر سکیں گے مگر اس دفعہ نہ تو نئے ٹیکسز لگیں ہیں بلکہ گین ٹیکس ہسپتالوں میں بیڈ چارجز کو بھی ختم کر دیا گیا ہے ۔ وہ طبقہ جو بنیادی ضروریات سے محروم ہے ۔ وہ بیڈ چارجز ختم کرنے کا بہت خیر مقدم کرتے ہیں اور ہم سب کی یہی کوشش ہے تاکہ ہم اس طبقے کی ضروریات پوری کر سکیں اور یہ ہم سب کا اخلاقی فرض بنتا ہے ۔

جناب والا اس دفعہ تعلیم اور رہائش کی مد میں بہت اضافہ ہوا ہے خاص طور پر زنانہ تعلیم کے اخراجات میں نمایاں اضافہ ہوا ہے یہ ہماری آدھی آبادی کی بھلائی ہے خواتین کا زندگی کے ہر شعبے میں ایک اہم رول ہے میں کہونگی کہ اس اسلامی نظام میں عورت کی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے اور اس کو ہر شعبے میں برابر کا حصہ دیا جائے تب ہی ہم ترقی و کامیابی کی طرف جا سکیں گے جب میں نے بجٹ کو غور سے پڑھا تو مجھے اس بات کا تھوڑا سا افسوس ہوا کہ development کے مقابلے میں Non-development کا خرچہ بہت زیادہ ہے ہمارا target ایک welfare state ہے اور یہ بہت ضروری ہے کہ ہم کفائت شعاری سے کام لیتے ہوئے غیر ضروری نمائش کا خاتمہ کریں حکومت کا اور ہم سب کا مطمع نظر ہونا چاہیے کہ سادگی اختیار کریں کیونکہ جب تک ہم سادگی اختیار نہیں کریں گے ترقی نہیں کر سکیں گے غیر ضروری نمائش کی وجہ سے لوگ زیادہ corruption جرائم میں حصہ لینا شروع کر دیتے ہیں ایک تو ہمارا غریب ملک ہے اس میں غیر ضروری

نمائشوں کی وجہ سے لوگ زیادہ corruption اور جرائم میں حصہ لینا شروع کر دیتے ہیں ایک تو ہمارا غریب ملک ہے اس لیے ہمیں غیر ضروری نمائشوں کا خاتمہ کرنا چاہیے اور ہم سب کو اخراجات میں کمی کا رجحان رکھنا چاہیے۔

دوسرا جناب والا جب میں صوبے کے وسائل پر نظر ڈالتی ہوں تو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجٹ میں 833.62 کروڑ روپے کا خسارہ ہے اب وقت آگیا ہے کہ ہمیں ایسا بارے میں غور کرنا ہوگا۔ اور اس خسارے کو ختم کرنا ہوگا کب تک یہ صوبہ گرانٹس اور قرضہ جات پر چل سکتا ہے پنجاب ایک بہت بڑا صوبہ ہے ہمیں خود کفیل ہونا چاہیے اور اس خسارے کو کم کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ اس مرتبہ اے۔ ڈی۔ پی کی رقم پچھلے سال کے مقابلہ میں بڑھائی گئی ہے اس بات کا میں خیر مقدم کرتی ہوں مگر جب مکمل بجٹ کو دیکھتی ہوں تو یہ رقم بہت کم معلوم ہوتی ہے۔ کئی شعبوں میں تو اس کو صحیح دکھایا گیا ہے اور کئی ایک میں میں دیکھتی ہوں کہ مقرر کردہ ترجیحات درست نہیں مثلاً Water management میں ۳۰ کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ اس کے برعکس سیم اور تھور کو کنٹرول کرنے کے لیے صرف پونے چار کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ سیم اور تھور کو کنٹرول کرنے کے لیے پونے چار کروڑ روپے دیئے گئے ہیں کیونکہ میں سمجھتی ہوں یہ بہت کم رقم ہے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ سیم اور تھور سے زمین کا بہت بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ لاکھوں ایکڑ اراضی ضائع پڑی ہے۔ جس سے کاشتکاروں کو بہت بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور اس صوبے کی زرعی پیداوار باقی صوبوں کے مقابلے میں بہت ہی کم ہوتی ہے۔ جب آپ سیم اور تھور کو کنٹرول کر لیں گے تو پنجاب کی زرعی پیداوار بہت بڑھ جائے گی اور اس بیماری سے نجات دلانے کے لیے میں گورنمنٹ کو ترجیحی بنیاد پر توجہ دینی چاہیے۔

اس کے علاوہ گورنمنٹ نے سات مرلہ زمین کا اعلان کیا اور کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے ہیں اس کے لیے مبارکباد دیتی ہوں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت بیچارے غریب لوگوں کا بہت زیادہ خیال کر رہی ہے۔ اور ان سے جتنے بھی وعدے کیے گئے تھے اس حکومت نے برسر اقتدار آکر پورا کیا ہے۔ اور ان کو تحفظ ملا ہے۔

جناب سپیکر۔ ایک اور بڑا مسئلہ ہمارے پورے ملک میں بے روزگاری کا ہے میں نے پچھلی

دفعہ بھی ذکر کیا تھا اس کو ختم کرنے کے لیئے میں کہوں گی کہ دیہاتوں میں چھوٹی انڈسٹری لگائی جائے agro-based indusrty ہونی چاہیئے اور ہمارے arts and crafts ہمارے پرانے traditions اور ہماری روایات کو قائم رکھنے کے لیئے جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کو قرضہ جات فراہم کیئے جائیں تاکہ وہ اس جدوجہد کو جاری رکھ سکیں اس طرح اگر ہم دیہاتوں میں انڈسٹری لگائیں گے تو دیہاتوں کے لوگ دیہاتوں میں ہی رہیں گے اور ان کو روزگار وہیں ملے گا کیونکہ بہت سے لوگ دیہاتوں سے شہروں کی طرف نوکریوں کے لیئے آتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ یہاں پر نوکری ملنا تو بالکل ناممکن ہے حکومت کو اس معاملہ میں بہت کچھ کرنا ہوگا۔ اور دیہاتوں میں انڈسٹریز لگانا چاہیئے وہ بڑی ہوں یا چھوٹی ہوں بہت ضروری ہیں دوسرے جو گورنمنٹ سرونٹس دیہاتوں میں کام کرنے کے لیئے جائیں یا ڈاکٹرز یا انجینئر سروس کرنے کے لیئے دیہاتوں میں جائیں ان کو مناسب معاوضہ اور بہتر مراعات ملنی چاہیئے ۔ یہ مناسب نہیں کہ شہر والوں کو زیادہ ۔ مراعات ملیں اگر دیہاتوں میں کم سہولتیں ہوں گی تو وہ لوگ دیہاتوں میں ملازمت کرنا پسند نہیں کریں گے اور اگر آپ مساوی مراعات دیں گے تو وہ دیہات ہی میں رہیں گے اس طرح ہمارا دیہاتوں کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا

اور لوگ دیہاتوں میں اپنی تعیناتی پر خوش ہوں گے۔ دوسرا میں یہ کہوں گی کہ ہمارے علاقہ عیسیٰ خیل میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں حکومت اور خاص طور پر محکمہ صحت کو چاہیئے کہ عیسیٰ خیل میں لیڈی ڈاکٹر تعینات کرے جو کہ بہت بڑی تحصیل ہے وہاں کے لوگ ڈاکٹر سے محروم ہیں اور ہم لوگوں کو خاص طور پر لیڈی ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔ لہذا وہاں پر لیڈی ڈاکٹر تعینات کی جائے اس کے علاوہ ایک مسئلہ corruption ہے یہ ہمارا بہت مسئلہ ہے یہ ہمارے ملک میں کینسر کی طرح پھیل چکا ہے۔ اس لیئے آپ نے

anti corruption committees قائم کر دی ہیں مگر anti corruption committee کی تشکیل ہی کافی نہیں کیونکہ یہ بیماری جڑوں تک پھیل چکی ہے۔ اس کے لیئے بہت ہی جرأت مندانہ قدم اٹھانا پڑے گا۔ اور کمیٹی کے ممبران کو بہت عدل و انصاف کے ساتھ کام کرنا ہوگا مجرموں کو سخت سے سخت سزا دینی پڑے گی تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں اور رشوت لینے اور رشوت دینے کی جرات نہ پڑے۔

ان مقاصد کے حصول کے لیئے بہت سخت قانون نافذ کرنا پڑیں گے اور اگر اس کے خاتمہ کے

کے لیے ٹھوس لائحہ عمل اختیار نہیں کریں گے تو یہ ہماری بیماری جان نہیں چھوڑے گی یہ مرض ہمارے ملک کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم کسی قسم کی ترقی اور کامیابی کی طرف بڑھ نہیں سکتے۔ ایک اور مسئلہ جناب سپیکر ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی کا ہے بڑے شہروں میں ٹریفک بہت زیادہ بڑھتی جا رہی ہے اور اس کے لیئے کوئی ٹھوس انتظام نہیں ہے ہمیں آئندہ سالوں میں اس کے لیئے سوچنا پڑے گا ورنہ ہمارے لیئے ایک بہت بڑا مسئلہ بن جائے گا۔ جرائم کے بارے میں میں یہ کہوں گی کہ پولیس کے محکمے کی حد تک ہم بہت انتظام کر بھی رہے ہیں مگر وقت گزرنے کے ساتھ جرائم روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ شہر ہو چاہے دیہات ہو مگر جرائم کنٹرول ہونے کی بجائے بڑھ رہے ہیں اور عوام اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتے۔ اس سلسلے میں حکومت کو بہت زیادہ اقدامات اٹھانے پڑیں گے تاکہ جرائم میں کمی ہو سکے۔ میں آپ سے گزارش کروں گی کہ کسانوں کو ہر وقت اس بات کا شکوہ رہتا ہے۔

کپاس، اور گنے کی جو قیمتیں مقرر کی گئی ہیں وہ مناسب نہیں ان قیمتوں کو بڑھا دیا جائے کیونکہ ان فصلوں پر اخراجات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اور صلہ بہت کم ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی کہوں گی کہ حکومت کو ٹریکٹر اور زراعت کی مشینری کی قیمت بھی کم کرنی چاہیئے کیونکہ کاشتکار کو معاوضہ مناسب نہیں ملتا اور زراعت جس کو ہم صوبہ کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں۔ اس کو مضبوط کرنے کے لیئے حکومت کو کاشتکاروں کی مدد کرنا ہوگی۔ ان کی مشکلات کو مد نظر رکھنا ہوگا۔ بیجوں کی قیمتوں کو بھی کم کرنا ہوگا۔ اور کھاد کی قیمتوں کو بھی کم کرنا ہوگا۔ یہ بھی سننے میں آرہا ہے۔ کہ زراعت کی آمدنی پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے یہ کاشتکاروں کو منظور نہیں ہوگا یہ ٹیکس اب ہی نہیں بلکہ آئندہ کے لیئے بھی حکومت کو یہ سوچنا چاہیئے کہ یہ ٹیکس کاشتکار پر نہ لگائیں۔ میں حکومت کو اس بات پر ضرور مبارکباد دوں گی کہ بجٹ جیسا کہ ہماری صورت حال ہے۔ اس کے مطابق بہت اچھا بجٹ ہے اور اس میں کافی حد تک لوگوں کی پریشانی کو دور کرنے کے لیئے انتظامات کئے گئے ہیں۔ آپ کی بہت مہربانی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر شیلا بی چارلس۔

Dr. Shela B. Charles : Mr. Speaker, I would request you to let me speak in English.

Mr. Chairman : Yes.

Dr. Shela B. Charles : I thank you Mr. Speaker for having given me a chance to speak on the budget presented for the year 1986-87.

جناب حاکم علی ـ پوائنٹ آف آرڈر۔ مس شیلا نے اجازت نہیں لی تھی جبکہ رولز میں اجازت ضروری لیتی ہیں کہ انہوں نے انگریزی میں بولنا ہے

جناب چیئرمین ۔ انہوں نے اجازت لی ہے شاید آپ نے نہیں سنا ہے ۔

First of all I would like to congratulate the Finance Minister for presenting such a good and balanced budget for 1986-87. Coming towards 'Health' I would say that the bed charges that have been finished is a very good thing for the poor class. They could not afford to pay the charges to the extent of five to ten rupees when their income is so minimum. I think even the Nurses at the Hospitals are very happy about it because it was a big problem to take this amount from the patients who were there for months together. Concerning Doctors there is always strike by the new Doctors or freshly qualified Doctors as they have no jobs. I would advise the Government that when these Doctors are qualified they should be placed in the villages. Those Doctors, who have no employment, they always go on strike. Is it not better that the Government should place these Doctors in the villages for not less than two years and give them maximum facilities like good houses as in the cities and also provide transport facility. With this, they will gain good experience and at the same time the villages will also have good medical facilities.

Next, I am coming to the gain-tax. I think this is one of the best things, that the Finace Minister has done, that he has ab... the gain-tax. Due to this tax the lower staff of the Excise and Taxation Department used to take lot of bribe, and every body was compelled to give them bribe because they wanted their gain tax to be reduced. So I think this is one of the best steps they have taken and I think with this money the poor people can bulid more houses

In my opinion, the budget of 1986-87 deserves a lot of praises, but I must say, that the Finance Minister has not yet allocated sufficient amount for minorities as they have a lot of development projects and many problems to solve. Mr. Speaker, the Government is trying to solve the problems of the people, but I would request the Government to solve the problems of the minorities also.

As for as services are concerned, I would like to request the iovernment to put up a quota for the minorities in the Government ervices, because the minorities are mostly jobless and they are never iven a chance even after working hard and trying their best for ervice. So I suggest that there should be a quota system for the minorities in the Government service, particularly when most of the minorities are jobless and have no source of income and are passing heir lives very miserably. I think it is the duty of the Government o overcome this unemployment when they have already decided to provide as much employment as possible.

Now, I come to the land. I am happy that the Chief Minister has given the scheme of 75000 acres of land and 7 marlas of land. I would say that the minorities are the first class Citizens of Pakistan, so I would request that this land should be equally divided among minorities, so that they may also have a good and respectable living and they can do the cultivation too. I would think even if the Government gives three marlas that too would have helped the poor classes rather than giving Five or seven merlas. The Government should give loans to the people who could build their houses and repay these loans in easy instalments.

Now, it is my request that where there are 16 villages, they should have industrial homes ; they should have medical units as this will help them to have good medical facilities. Being a lady Member I would request the Government, that they should provide industrial homes in the poor villages where more than 12000 people are living, or 12000 families are living, because most of the widows and the orphan girls have no source of income. With the functioning of

these industrial homes they can earn their livings and at the same time when they have these industrial homes I think these industrial products could go abroad and thus we would get a lot of foreign exchange. I personally know that the foreigners always like our embroidery and our knitting work. I would request Mr. Speaker that Government should allocate special amount for the minorities.

Now, I come to the point of education. I am very happy that the Government has allocated 581.98 crores for education. It is a very big amount. At the same time I think that opening new schools would not serve the purpose unless we have good buildings for the schools. I know that in my area two or three schools have got no building and there is always a dispute when they hire buildings.

on rent for schools where half of the portion of the building is taken by the land lord. They must not have taken such buildings, because there is always a dispute between the landlord and the school teachers and as such the teachers can not educate the children properly. When there is rain or storm then the children of the schools which have no roofs have to go home. So I think proper buildings for school should be provided, or new buildings should be taken on rent for the new schools.

Now, I would suggest, Mr. Speaker, for the minorities, as Dinya't is compulsory for the Muslim Students, the Bible study should be made compulsory for the Christian students. At the same time I would say Mr. Speaker that schools which have been nationalised in Punjab, should be denationalised. If you go to see the Sind Province, you will notice that all the schools of the minorities, and the missionary schools in Sind have been denationalised. Therefore, I would request the Punjab Government also to denationalize the missionary schools, because with this the minority children will get a lot of religious teachings. There were boarding houses attached to these schools and the poor parents used to send their children to these schools. But after they have been nationalised, these poor people cannot send their children to these schools.

Now, I come to the main problem of the minorities i.e. the "Graveyards" in the Province of the Punjab. In this respect I would say that the minority graveyards are in very bad condition in the Punjab. Mr. Speaker, I would like to point out that either the land is encroached by the outsiders unlawfully or there are donkeys and horses tied on the graves and most of the corruption is done in these graveyards. The main reason is that they have no boundary walls, they have no Chaukidars, they have no room for the Chaukidars. So this is my appeal to the Govrnment that they should build boundary walls around each graveyard in the Punjab and at the same time they should provide a Mahafaz. In the villages, the graveyards are very far away ; they should also have a Mahafaz who should be looking after the graves and Government should pay for that Mahafaz as is done in the case of other graveyards.

Now I come to electricity. Ninety percent of the rural areas are going to have elelectricity and the villages that are going to be electrified are 2150. There may be many more villages which have been supplied with electricity. But the village Prancisabad near Gujranwala for which we have been trying for three years has no electricity. All the villages around have the electricity except Francisabad which has the population of more than 12000 people. So I would request that this village must be given electricity ; because there are schools, and there are medical units in this village and it is most disgraceful that there is no electricity even three years after trying so hard.

Then, finally I come to the Police. I think the police in Lahore are going very well, but I am sorry to say that in the villages, and parlicularly in the small villages, there is no police force. I think instead of police system, they should have a Chaukidar and Chaukidars must be registered to the nearest police station and in this way I think crime can be reduced.

Finally I come to the sanitary workers. This is the poor class of workers who are doing the most difficult job I think the Government should provide them uniform ; increase their pay and at the same time enhance their allowances. I thank you Mr. Speaker.

جناب چیئرمین ۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب

راجہ جاوید اخلاص ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

جناب سپیکر و معزز اراکین پنجاب اسمبلی میں وزیر خزانہ صاحب کو ۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین ۔ چوہدری صاحب آپ صرف چیئرمین کو مخاطب کر سکتے ہیں اراکین کو مخاطب نہیں کر سکتے۔ فرمائیں ؟

ایک آواز ۔ جناب یہ چوہدری صاحب نہیں راجہ صاحب ہیں۔

راجہ جاوید اخلاص ۔ جناب سپیکر میں جناب وزیر خزانہ کو ایک متوازن اور ریکارڈ بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں یہ امر باعث اطمینان ہے کہ ترجیحات کا تعین کرتے وقت تعلیم ۔ صحت اور زراعت جیسے اہم شعبوں کو خاص اہمیت دی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ عوام کی اکثریت نے اس بجٹ کو سراہا اور اسے ایک فلاحی اور ترقیاتی بجٹ قرار دیا ہے۔ جناب والا عوام پر کسی قسم کے نئے ٹیکسوں کا بوجھ ڈالے بغیر بجٹ میں ساڑھے پانچ ارب روپے کا اضافہ موجودہ عوامی اور مسلم لیگ حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ گین ٹیکس کے خاتمے سے عوام میں بڑے مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں گین ٹیکس کے خاتمے سے جائیداد کے کاروبار میں جو رشوت کا بازار گرم تھا اس میں کافی حد تک کمی واقع ہوئی ہے۔ جبکہ ٹوکن فیس کے خاتمے سے چھوٹے اور غریب طبقے کا مسئلہ حل ہوا ہے اس کے علاوہ کچی آبادیوں کے مکینوں اور دیہات میں ۷ مرلہ سکیم کو نافذ کرنے کے لئے اس بجٹ میں ۴۴ کروڑ کی خطیر رقم رکھی گئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اس بجٹ کی اہم خصوصیات میں سے ایک ہے اور جناب وزیر اعظم پاکستان محمد خان جونیجو کے پانچ نکاتی پروگرام کی طرف عملی پیش قدمی ہے۔

جناب والا پچھلے سال کے مقابلے میں اس سال ترقیاتی بجٹ میں ایک ارب اور ساڑھے اُنیس کروڑ روپے کا اضافہ ہوا ہے میں بجٹ کے سائز کے لحاظ سے اسے کوئی قابل فخر اضافہ نہیں سمجھتا اور نہ ہی اس اضافے سے ترقیاتی سکیموں میں کوئی انقلاب برپا ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے لہذا اس میں مزید اضافے کی ضرورت ہے ۔

جناب والا یہ بھی بڑی خوش آئند بات ہے کہ جناب وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں بار بار اس صوبہ کی ۷۰ فیصد دیہاتی آبادی کا ذکر کیا ہے ۔ اور کسی حد تک ان کے مسائل

کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب والا۔ گذشتہ حکومتوں نے اس 70% دیہی آبادی کا نعرہ تو لگایا لیکن عملی شکل میں اِن کی بہبود کی طرف کوئی پیش قدمی کرنے کی کوشش نہ کی جب تک ہم اس 70% آبادی کے مسائل حل نہیں کریں گے اور ان لوگوں کو ساتھ لے کر نہیں چلیں گے میں سمجھتا ہوں کہ ہم کبھی بھی ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتے۔

جناب والا۔ میرا تعلق ضلع راولپنڈی کی ایک پسماندہ تحصیل گوجر خان سے ہے جس کے عوام بے شمار مسائل میں گھرے ہوئے ہیں جہاں گاؤں اور گھروں تک پہنچنے کے لیے سڑکیں موجود نہیں، پڑھنے کے لیے سکول پینے کے لیے پانی میسر نہیں اور اِس تحصیل کے دیہاتوں کی کثیر تعداد بجلی کی نعمت سے محروم ہے۔

جناب والا میں سب سے پہلے تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ موجودہ سائنسی دور میں تعلیم کے بغیر کوئی بھی فرد یا کوئی بھی قوم ترقی نہیں کر سکتی ہمارے علاقے میں بے شمار دیہات ایسے ہیں جہاں بچوں اور بچیوں کے لیئے پرائمری سکول تک موجود نہیں اِس کے علاوہ میرا حلقہ 17 یونین کونسلوں پر مشتمل ہے جس میں 10 یونین کونسلیں ایسی ہیں جن میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے ہائی سکول موجود نہیں میرے علاقہ کی چار یونین کونسلیں کینٹ تھیل، جرموٹ کلاں بھونگل اور ساہنگ میں تقریباً بیس کلومیٹر کے لگ بھگ کوئی ہائی سکول موجود نہیں لہٰذا میری درخواست ہے کہ اِن پسماندہ یونین کونسلوں میں ترجیحی بنیادوں پر سکول کھولے جائیں نیز تربیت یافتہ اساتذہ کے بغیر ہمیں شرح خواندگی میں اضافے کی کوئی خاص توقعات وابستہ نہیں کرنی چاہئیں۔ دیہات میں خواندگی کے مراکز اور مکتب سکول مسجدوں میں کھولے جا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اِن کا ہرگز کوئی فائدہ نہیں بلکہ یہ رقم ضائع ہو رہی ہے اگر یہی پیسہ پرائمری سکولوں کی عمارات کی مرمت اور تربیت یافتہ اساتذہ کو مہیا کرنے پر خرچ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پرائمری سطح کی تعلیم کا معیار کسی حد تک بلند کیا جا سکتا ہے۔

جناب والا! ترجیحات کے اعتبار سے دوسرا نمبر سڑکوں کا آتا ہے ہمارے ضلع میں دو تحصیلوں مری اور کہوٹہ کے لیئے ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کی گئی ہے تحصیل راولپنڈی کا کچھ حصہ پہلے ہی کیپٹل ایریا میں شامل ہے ہمارے پڑوس میں چکوال کو ضلع کا اور سوہاوہ کو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا ہے درمیان میں ایک ہماری تحصیل اور ضلع راولپنڈی جو نسترہ

سائیڈ کی چند یونین کونسلیں رہ گئی ہیں جو ابھی تک پسماندگی کا شکار ہیں۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں وہاں سڑکوں کا انتہائی فقدان ہے ہمارے تحصیل میں چھوٹے بڑے ندی نالے بہتے ہیں۔ معمولی سی بارش سے آمدورفت معطل ہو جاتی ہے۔ لہذا وہاں سڑکوں کی تعمیر ترجیحی بنیادوں پر شروع کی جائے جیسا کہ شیخوپورہ۔ جھنگ۔ فیصل آباد۔ اور سیالکوٹ کے اضلاع میں ایک سپیشل پروگرام سڑکوں کا شروع کیا گیا ہے میری استدعا ہے کہ ہمارے پسماندہ علاقے تحصیل گوجرخان میں بھی اس قسم کا پروگرام شروع کیا جائے۔

جناب والا! اگلا مسئلہ پینے کے لیے صاف پانی کی فراہمی کا ہے اس میں حکومت نے 38 کروڑ اور 16 لاکھ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ پینے کے پانی کی ۶۰ ٪ سکیمیں بند پڑی ہیں ان کی مختلف وجوہات ہیں میری یہ استدعا اور تجویز ہے۔ کہ جب کہیں کسی مقام پر واٹر سپلائی سکیم منظور ہو تو اس سے پہلے اس علاقے کے زیر زمین پانی کا تفصیلی سروے کیا جائے تاکہ وافر مقدار میں پانی کے موجود ذخیرہ سے اس گاؤں کو پانی مہیا کیا جائے نیز جو واٹر سپلائی سکیموں میں ناقص میٹریل استعمال ہوتا ہے اس کا بھی سدباب کیا جائے حالانکہ ان کے لیے خطیر رقم مختص ہوتی ہے پچیس پچیس تیس تیس لاکھ روپے کی ایک سکیم ہوتی ہے لیکن اس کے مکمل ہونے سے پانی گھروں میں کم اور گلیوں میں زیادہ بہتا ہے میرے علاقہ کی دو واٹر سپلائی سکیمیں کینٹ خیل اور جرموٹ کلاں منظور ہوئی ہیں میری استدعا ہے کہ ان کو شروع کرنے سے پہلے ان کے لیے ان چیزوں کا خاص خیال رکھا جائے۔ تاکہ ان میں سے کوئی سکیم بھی ضائع نہ ہو۔

جناب والا! بجلی کے متعلق موجودہ حکومت کی پالیسی تسلی بخش ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ دو تین سالوں میں کافی حد تک دیہات کو بجلی مہیا کی جائے گی۔ لیکن یہاں سب سے بڑا درپیش مسئلہ داخلی آبادیوں کو بجلی کی فراہمی کا ہے۔ میری تجویز ہے کہ آئندہ کے لیے منظور کیئے گئے گاؤں کی داخلی آبادیوں کو کسی بھی صورت میں نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ اسی گاؤں کے ساتھ انہیں بھی بجلی مہیا کی جائے۔ اور اس سے پہلے جو گاؤں بجلی سے مستفید ہو چکے ہیں ان کی داخلی آبادیوں کے سلسلے میں تجویز ہے کہ خصوصی ہدایات کے تحت ان آبادیوں کو بھی بجلی فراہم کی جائے اگر ایسا ممکن نہیں تو دیہات کا کوٹہ کم کر کے ان داخلی آبادیوں کو پہلے بجلی مہیا کی جائے کیونکہ وہ بھی آخر اسی گاؤں کا حصہ اور اسی ملک کے رہائشی ہیں۔ ان کا بھی اتنا

ہی حق ہے جتنا کہ دیہات کے کسی مقامی موضع کے رہنے والے کا بنتا ہے لہذا اس مسئلہ کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر ہماری تحصیل ایک زرعی تحصیل ہے گزشتہ کئی سالوں سے بارانی علاقوں میں زمینداروں کے فائدے کے لیئے ایک بارانی ترقیاتی ادارہ آباد "ABAD" کے نام سے قائم کیا گیا تھا لیکن گزشتہ دو تین سالوں سے اس ادارے کی کارکردگی انتہائی غیر تسلی بخش ہے۔ راولپنڈی میں اتنی بڑی بلڈنگ اور اتنا زیادہ سٹاف میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم کا ضیاع ہے۔ اس ادارے کو فعال بنایا جائے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ گذشتہ دو تین سالوں سے کوئی بھی پراجیکٹ آباد کے زیر نگرانی نہیں چل رہا ہے۔ اور نہ وہ آئندہ کی فلاح و بہبود کے لیے کسی قسم کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر حال ہی میں میرے حلقے میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف صاحب نے دورہ کیا تھا۔ اور انہوں نے وہاں یہ اعلان فرمایا تھا کہ تحصیل گوجر خان کے زمینداروں کے پانی کے مسئلے کو حل کیا جائے گا۔ تو اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ ہمارے علاقے کا تفصیلی سروے کیا جائے اور وہاں samll dams scheme شروع کی جائے۔ ہمارے علاقے میں ایک جگہ میجر محمود بھٹی (شہید) بیال کنگر ڈیم کے لیے انتہائی موزوں ترین جگہ ہے۔ جس کے لیے پنجاب گورنمنٹ نے P.C.I. FORM اور اس کی feasibility report بھی تیار کی ہوئی ہے۔

میری یہ گذارش ہے کہ اس ڈیم کو اس سال۔ اے۔ ڈی۔ پی۔ میں شامل کیا جائے۔ اس ڈیم کے بننے سے ہزاروں چھوٹے زمینداروں کا فائدہ ہوگا اور ہزاروں ایکڑ اراضی سیراب ہوگی۔

یونین کونسل جرموٹ کٹاؤ کا شکار ہے۔ سوہاوہ میں Catchment Programme شروع ہے۔ میری درخواست ہے کہ یونین کونسل جرموٹ کلاں کو سوہاوا Catchment پروگرام میں شامل کیا جائے تاکہ اس کے کٹاؤ کو روکا جا سکے۔ جناب والا اب میں امن عامہ کی صورت حال کی طرف آؤں گا کہ اس بجٹ میں پولیس کی فلاح کے لیئے خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ یہ ایک نہایت احسن قدم ہے۔ کیونکہ جب تک ہم پولیس کو جدید آلات سے لیس نہیں کریں گے ہم جرائم کے موجودہ طریقہ واردات کو کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ کی

توجہ حال ہی میں ہونے والے ایک واقعہ کی طرف دلاتا ہوں جو میرے علاقے اور حلقے میں وقوع پذیر ہوا ہے سمگلروں کے ساتھ مقابلہ میں ایک ڈی ایس پی۔ ایک اے۔ ایس۔ آئی دو کنسٹیبل ہلاک ہو گئے۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ہماری پولیس کے پاس نہ نئی قسم کا اسلحہ اور نہ ہی گاڑیاں تھیں۔ آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ سمگلروں نے اٹک سے فائرنگ شروع کی اور راستوں میں چار تھانوں پر ناکہ بندی کے باوجود فائرنگ کرتے چلے آئے بالآخر قلعہ گوجر خان پولیس نے ہمت اور جرأت سے کام لیا اور ان کا پیچھا کیا جس کے نتیجے میں چار افراد موت کی بھینٹ چڑھ گئے۔ میری استدعا ہے کہ پولیس کو زیادہ فعال بنایا جائے۔ نیز ہلاک ہونے والے افراد کے پسماندگان کو نقد رقم کی بجائے زمینیں الاٹ کی جائیں۔ تاکہ ان کی نسلیں ان کے اقدام کو یاد رکھیں اور ان کو دیکھ کر باقی لوگوں میں بھی ہمت اور جذبہ پیدا ہو۔ جناب سپیکر آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میری تجویز کا بغور جائزہ لیا جائے گا اور میرے حلقے کے مسائل کو حل کرنا کی کوشش کی جائے گی۔ اور ان کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ میاں محمد افضل حیات

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! یہ سالانہ بجٹ خسارے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے جو خسارہ مرکز کو ملنے والی رقم سے پورا کرنا تھا۔ جناب سپیکر مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس دفعہ اتنی عجلت اور وفاقی بجٹ سے پہلے ہی صوبائی بجٹ پیش کرنے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی تھی؟ جیسا کہ ہمارے مالی نظام کے لیے ضروری تھا کہ پہلے وفاقی بجٹ اور اس کے بعد صوبائی بجٹ پیش ہوتا۔ جیسے کہ دوسرے صوبوں میں بھی پیش ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ سے جو تضادات اور بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں یہ پیدا نہ ہوتیں۔

جناب سپیکر! یہ ایک خسارے کا بجٹ ہے۔ اور اس سے افراط زر کے بڑھ جانے کی بہت زیادہ گنجائش ہوتی ہے۔ لیکن کوئی اس قسم کے اقدامات نہیں کئے گئے جس سے افراط زر کو روکا جا سکے۔ اس بجٹ میں گین ٹیکس ختم کیا گیا اور stamp duty بڑھا دی گئی ہے یعنی کہ چند خواص کی خاطر عام آدمی پر بوجھ ڈالا گیا جو پہلے ہی متوسط طبقہ ہے جن کے پاس جائیدادیں ہیں۔ وہ ان کو بیچ سکتے ہیں اور گین ٹیکس سے بچ سکتے ہیں لیکن جو لوگ پیسہ پیسہ اکٹھا کر کے کوئی پلاٹ خریدنا چاہتے ہیں اُن پر سٹیمپ ڈیوٹی بڑھا کر سارا بوجھ ڈالا گیا ہے اس کے علاوہ ہمارے بھائی بیرونی ممالک سے واپس آ رہے ہیں جو وہاں ملازمتیں کرتے تھے اُن کی

تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور وہ اپنی خون پسینے کی کمائی سے اگر کوئی پلاٹ یا کوئی جائیداد خرید نا چاہتے ہیں تو stamp duty کا اثر ان پر پڑتا ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ استحصالی طبقہ کی امداد کی گئی ہے۔ یا اور عوام کی کوئی خدمت نہیں کی گئی اس کے علاوہ آپ دیکھیں گے کہ گین ٹیکس ختم کرنے سے منافع خوروں کو کالا دھن سفید کرنے میں مدد ملے گی۔ tax evasion کے gain tax کے تحت کی وجہ سے کم تھی اب گین ٹیکس نہ لگنے کی وجہ سے وہ اپنی جائیدادوں کی زیادہ قیمتیں بتائیں گے اور اس طرح tax evasion - بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔

جناب والا! اس کے علاوہ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ملک میں ۔۔۔ socio economic structure کو بدلا جائے۔ اور ایسا معاشرہ قائم کیا جائے جس میں آدمی کو کو بھی سہولتیں حاصل ہوں جو خواص کو ہیں۔ چاہے وہ نوکری کے لیئے چاہے وہ داخلے کے لیے جائے اس کو اتنی ہی اہمیت دی جائے۔ جتنی کہ خواص کو دی جاتی ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ ہر آدمی کے لیئے۔ کاروبار - ملازمت اور طلبہ کو داخلہ کے حصول کے لیئے یکساں مواقع میسر ہوں لیکن یہاں پر سپیشل کوٹہ سسٹم کا رواج ہے۔ جو بھی اعلیٰ حکام کی سفارش ڈھونڈلے اس کو داخلہ مل جاتا ہے۔

میں اس سلسلہ میں آپ کے توسط سے حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہ کوئی نیک نامی نہیں کما رہے صرف خواست گزار ہوں۔ دس امیدواروں نے کامیاب ہونا ہو اور دس کے دس امیدوار سفارش پر ہوں تو نوے امیدوار بد دعائیں دیتے جائیں گے لیکن اگر ہر مرحلہ پر merit ہو تو دس اوپر والے میرٹ میں آجائیں تو باقی امیدواروں کو کسی قسم کی شکایت نہیں رہتی۔ یہاں merit system جس طریقے سے پامال کیا جا رہا ہے اس سے بے چینی زیادہ بڑھتی ہے۔ طلبا کی مایوسی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور پھر سڑکوں پر آئے دن مظاہرے کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔

جناب والا! یہ کہا جا رہا ہے حالانکہ ایسا ہے بھی کہ مارشل لا کے بعد یہ پہلا بجٹ پیش ہوا ہے اس سے پہلے مارشل لا تھا۔ اور ہمیں چاہیئے کہ مارشل کی تمام نشانیاں ختم کریں۔ اس سلسلہ میں ہمارے چند صحافی بھائیوں کو جمہوریت کے حق میں بیانات دینے کے سلسلے میں پاکستان ٹرسٹ نے برطرف کیا تھا۔ میری گزارش ہے کہ اب جبکہ جمہوریت بحال کی

جا چکی ہے۔ ان کی بھی سزائیں معاف کر کے انہیں بحال کیا جائے اس طریقے سے جن لوگوں پر مقدمات چاہے وہ فوجداری ہیں لیکن جمہوریت کی بحالی کے سلسلہ میں بنائے گئے۔ ان مقدمات کے تحت وہ قید میں زندگی گزار رہے ہیں ان کو رہا کیا جائے۔ اور ان کے مقدمات واپس لیئے جائیں۔

جناب والا پنجاب میں عوام کا سب سے بڑا طبقہ دیہات سے تعلق رکھتا ہے اور ان کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ بلند بانگ امداد کے دعوے بلند کیئے جاتے ہیں وہ صرف تالیوں کی گونج میں رہ جاتے ہیں ان تک نہیں پہنچتے اس دفعہ بہت امید تھی کہ ڈیزل کی قیمت خاطر خواہ کم کی جائے گی کیونکہ بین الاقوامی منڈی میں پٹرول اور ڈیزل کی قیمت ایک تہائی رہ گئی ہے۔ لیکن زمیندار کو صرف بیس پیسے کی رعایت دی گئی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ پٹرول کی قیمت کم نہ کی جاتی لیکن ڈیزل کی قیمت ایک تہائی ضرور کم کی جاتی مگر ڈیزل اور پٹرول پر ٹیکس تقریباً تین گنا بڑھا دیا گیا ہے کیونکہ اصل قیمتیں ایک تہائی رہ گئی ہیں اس لیے ٹیکس بڑھا کر قیمتوں کو برابر کر دیا گیا ہے ایک طرف ڈیزل کی قیمتیں کم نہیں کی گئیں۔ اور دوسری جانب کھاد کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اور چاہیئے تو یہ تھا کہ جو زراعت میں استعمال ہونے والے ٹیوب ویلوں کے لیئے بجلی کی شرح کم کی جاتی۔ لیکن اس کی شرح بھی جوں کی توں رہنے دی گئی ہے ان حالات میں جس margin of profit کی توقع کی جا رہی تھی۔ کہ وہ اس دفعہ بڑھ جائے گا زمیندار کے لیئے وہ Margin of profit بڑھا نہیں ہے بلکہ مزید کم ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے

جناب والا میں نے پچھلے بجٹ میں بھی یہ عرض کی تھی کہ اگر کوٹہ سسٹم جاری کرنا ہے تو دیہاتی طلبہ کے داخلہ اور ملازمتوں کے حصول کے لیئے الگ کوٹہ رکھا جائے۔ دیہاتی عوام کو وہ سہولتیں نہیں ملتیں اس کے باوجود اپنی تعلیم مکمل کرتے ہیں لیکن شہری لوگوں کے ساتھ وہ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان کے لیے الگ اسپیشل کوٹہ لازمی ہونا چاہیے جس کی بنیاد پر انہیں ملازمتیں اور داخلے بھی ملیں آپ دیکھتے ہیں کہ دیہاتوں میں ہسپتال تو قائم کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر اور دیگر سٹاف ندارد اگر یہی ڈاکٹر دیہاتوں میں الگ کوٹے سے بھرتی کیے جاتے اور ان سے یہ undertaking لی جاتی کہ انہوں نے دیہاتوں میں عوام کی خدمت کرنی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ آج ہمارے دیہاتوں کے۔

ہسپتال ویران ہوتے اور ان ہسپتالوں میں مریضوں کی جگہ مویشی نہ بندھے ہوتے۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں بیان کروں گا کہ میرے علاقے کے مسائل دیگر علاقوں کے مسائل سے کسی طرح بھی کم نہیں جس طرح دوسرے علاقوں کے مسائل حل ہو رہے ہیں اور ترقیاں ہو رہی ہیں مجھے اُمید ہے کہ میرے علاقے کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں پورے ضلع گجرات کو بجلی کی فراہمی کی تکلیف ہے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ آٹھ میل تک گاؤں میں بجلی فراہم کرتے ہیں لیکن گجرات کے گاؤں کچھ اس طریقہ سے آباد ہیں۔ کہ وہ بہت کم اس آٹھ میل کے radius میں آتے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ فاصلہ بڑھا دیا جائے اور ایک ڈیڑھ میل تک مزید دیہاتوں کو بجلی فراہم کی جا سکے۔ اگر یہی طریقہ رکھا گیا تو گجرات کے کسی گاؤں کو بھی بجلی کی فراہمی کا موقعہ نہیں مل سکے گا۔ علاوہ ازیں ایک بڑا مسئلہ سیم و تھور کا ہے۔ اس وقت تک ترقیاتی کاموں کا کوئی فائدہ نہیں جب تک ان کے سیم تھور جیسے موذی مرض کو دور نہ کیا جائے۔

سڑکیں بنیں گی تو ٹوٹیں گی عمارات بنیں گی تو گریں گی جب تک سیم نالوں کی از سر نو تعمیر اور سیم کو جڑ سے دور نہ کیا جائے اس وقت تک ہونے والے ترقیاتی کاموں کا فائدہ نہیں ہوگا اور اتنا ہی نقصان زراعت میں بھی ہو گا۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میں نے اُس دن بھی عرض کیا تھا کہ وزیر تعمیرات یہاں تشریف نہیں رکھتے میری بجٹ پر تقریر معمولی تھی میں نے عرض کیا تھا کہ ایک پوائنٹ میں وزیر موصوف کے آنے پر ہی عرض کروں گا لیکن وہ اب بھی یہاں تشریف نہیں رکھتے کیا وہ میرا حق محفوظ رہے گا؟

جناب چیئرمین۔ اگر آپ نے یہ پوائنٹ وزیر تعمیرات کے سامنے ہی اُٹھانا تھا تو وہ اب بھی موجود نہیں اور آپ کو انکے سامنے ہی بات کرنی چاہیئے۔

رانا پھول محمد خان۔ نہیں اگر کوئی دیگر وزیر ذمہ لیں کہ وہ ہماری اس تکلیف کو دور کر سکیں۔ تو میں ابھی عرض کر دوں گا میری گزارش صرف اتنی ہے کہ جس طرح شہروں میں مکان بنانے کیلئے قرضے دیئے جاتے ہیں اس طرح سے دیہاتوں میں بھی پکے مکانات کی تعمیر کیلئے لوگوں کو قرضے دیئے جائیں تاکہ شہر کی طرف بڑھتی ہوئی آبادی

جھے کہ وہ تیرہ سے میری یہ گزارش ان تک پہنچا دیں ۔ یا کوئی وزیر صاحب مجھے تسلی کروا دیں ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔ یہ معروضات آپ اپنی تقریر میں فرمائیں میاں عبدالرشید صاحب ۔ پگاں والا ۔

میاں عبدالرشید پگاں والا ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب والا سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف صاحب اور وزیر خزانہ جناب مخدوم الطاف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بجٹ میں غریبوں مزدوروں اور کسانوں کا خاص طور پر خیال کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت متوازن اور فلاحی بجٹ سمجھا جاتا ہے ۔ میرے خیال میں عوام نے سراہا ہے اور اس کی تعریف کی ہے اس میں خاص طور پر [illegible] tax کی معافی پر لوگوں نے سکون کا سانس لیا ہے یہ سراسر رشوت ستانی کا اڈا تھا محکمہ انہار نے یہ مستحسن اقدام کر کے رشوت ستانی کی جڑ اکھاڑی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک احسن قدم ہے کہ اس سے رشوت کا خاتمہ ہوا ہے ۔

دوسری طرف ہسپتالوں میں مریضوں کے لیے ۱۰ روپے یومیہ بستر فیس کو ختم کر دیا گیا ہے یہ بہت ہی مستحسن قدم ہے اس سے غریبوں کی بھلائی ہوئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے بڑا اچھا مثالی بجٹ پیش کیا ہے جناب وزیر اعلیٰ صاحب بھی پہلے وزیر خزانہ تھے ۔ اور انہی کی قیادت میں تجربے اور سمجھ کے ساتھ یہ اچھا اور مثالی بجٹ پیش کیا گیا ہے ۔ اس کے لیے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جناب وزیر خزانہ مخدوم الطاف حسین صاحب کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ جنہوں نے بھرپور محنت اور لگن کے ساتھ اس بجٹ کو تیار کیا اس کے علاوہ میں نے محکمہ خوراک کو بڑے قریب سے دیکھا ہے ۔ کیونکہ میں Standing Committee on food کا رکن بھی ہوں میں نے چند ایک ملیں بھی چیک کی ہیں مجھے اس محکمہ میں بہت سی دھاندلیاں اور رشوت ستانی نظر آئی ہے ۔

ان دھاندلیوں اور رشوت ستانی کو ختم کرنے کے لیے اس محکمہ کو ہی ختم کر دینا چاہیے میرے علم میں آیا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اس بات کا سختی سے نوٹس

لیا ہے ۔ اور کہا ہے کہ یہ محکمہ جلدی ختم کرنا چاہیے کیونکہ ہمارا ملک خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہو چکا ہے گندم بہت وافر مقدار سے ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس محکمہ کو ختم کر دیا جائے ۔ عوام منڈیوں میں جا کر گندم خریدیں اور اپنا گزارہ کریں حکومت پر جو بے جا مالی بوجھ پڑا ہوا ہے اس سے بچا جائے تعلیم میں حکومت نے بجٹ میں کثیر رقم مختص کی ہے یہ بھی بڑی اچھی بات ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن علاقوں میں سکولوں کی عمارتیں پہلے ہی خستہ ہو چکی ہیں جن کی چھت نہیں ان پر حکومت کو زیادہ توجہ دینی چاہیے تاکہ حکومت کی جائیداد کی حفاظت کی جائے پچھلے سال بھی حکومت نے ترقیاتی کاموں میں گہری دلچسپی لی ہے سابقہ حکومتوں نے بھی ترقیاتی کاموں پر کافی کام کیا ہے ۔ Faim to market roads کا پروگرام بہت ہی اچھا پروگرام ہے اس سے دیہاتوں کو بہت زیادہ فائدہ پہنچا ہے کیونکہ دیہاتوں کو اس سے گندم اور زرعی اجناس لانے لے جانے میں بہت مدد ملی ہے ۔ اس لیے میں گزارش کرتا ہوں کہ سڑکوں پر مزید توجہ دی جائے تاکہ کاشتکار گندم اور دیگر زرعی اجناس کھیت سے منڈی تک آسانی سے پہنچا سکیں ۔

اس کے علاوہ بے گھر آبادیوں کا مسئلہ حکومت نے کامیاب طریقے سے حل کیا ہے ۔ اور کچیوں کو مالکانہ حقوق دیئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انقلابی قدم ہے سات مرلہ سکیم میں بھی ہماری حکومت بہت سنجیدگی سے جائزہ لے رہی ہے اس سے غریب عوام میں خوشحالی بڑھے گی اور ہمارا ملک ترقی کرے گا باقی ۶۷ ہزار ایکڑ زمین جو غریبوں میں تقسیم کی جا رہی ہے یہ بھی ایک بہت بڑا اچھا قدم ہے اس سے بھی ہمارا ملک بہت خوشحال ہوگا ۔

ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری کا ہے ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کو خاص طور پر اس مسئلہ پر توجہ دینی چاہیئے ۔ اس کے لیے دیہاتوں میں چھوٹی چھوٹی انڈسٹری قائم کرنی چاہیئے تاکہ لوگوں کو روزگار مہیا ہو ۔ اور بے روزگاری کا خاتمہ ہو سکے ۔

جناب والا اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنے کی ضرورت محسوس کروں گا کہ حزب اختلاف کو بھی موجودہ بجٹ کی ضرور تعریف کرنی چاہیئے اور مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنی چاہیئے ساتھ ہی ساتھ یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ تنقید کرنا چاہیں تو صحت

متدانہ کریں یہ مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔ لچر اور فضول باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا فاضل مقرر نے لچر اور فضول باتوں کا ذکر کیا ہے۔ کہ جنہیں انہوں نے حزب اختلاف کے ارکان کے ساتھ منسوب کیا ہے ہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ اور اس ایوان کی کاروائی کا ریکارڈ شاہد ہے کہ ہم نے اللہ کے کرم سے کبھی کوئی لچر اور فضول بات نہیں کی ہم تنقید برائے تنقید نہیں کرتے ہیں بلکہ اللہ کے کرم سے حکومت کی اصلاح کے لیئے تنقید کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہمارا جمہوری اور آئینی حق ہے۔

قطع کلامیاں

جناب چیئرمین ۔ میاں صاحب آپ ان کو ذرا بات کرنے دیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے استدعا کروں گا کہ وہ لچر اور فضول کے الفاظ واپس لیں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین میں نے آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے اپیل کی ہے کہ لچر اور فضول کے الفاظ واپس لیں۔

جناب چیئرمین ۔ میں بڑے غور سے ان کی بات سن رہا ہوں انہوں نے کسی سابقہ مقرر یا حزب اختلاف کے متعلق اس لحاظ سے نہیں کہا کہ انہوں نے کوئی لچر بات کی ہے وہ تو آئندہ کے لیئے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کوئی لچر بات ایوان میں نہیں کرنی چاہیئے میرے خیال کے مطابق انہوں نے کسی کے متعلق نہیں کہا۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب چیئرمین ان کا مطلب ہے کہ انہوں نے جو کہا ہے وہ آپ Apprehend کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں آئندہ کے لیئے کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے اگر ہم سمجھتے ہیں تو مخالفت برائے مخالفت نہ کریں اور کوئی لچر بات ایوان میں نہ کریں میں تو یہی سمجھ سکا ہوں۔

شاہ صاحب میں سمجھتا ہوں کہ اگر بات ایسی کی گئی ہے۔ جو براہِ راست نہیں ہے

میں سمجھتا ہوں اس کو چھپنا نہیں چاہیئے۔

سیّد طاہر احمد شاہ ۔ از راہ کرم آپ اِن کی تقریر کی ٹیپ سن لیں انہوں نے یہ الفاظ حزب اختلاف سے منسوب کیے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ریکارڈ سننے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ زیادہ بڑی دیر کی بات نہیں ہے میں سن رہا تھا انہوں نے کہا ہے کہ حزب اختلاف کو بھی مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنی چاہیئے اِس بحث کی تعریف کرنی چاہیئے اور کوئی اِس ایوان میں کوئی بُری یا نازیبا بات بھی نہیں کرنی چاہیئے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا انہوں نے حزب اختلاف کا نام نہیں لیا تھا غلط محسوس ہوا ہے۔ اِس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ حزب اختلاف کے بینچوں پر بیٹھنے والے ارکان کو اِس طرح اعتراض کرنا ہی نہیں چاہیئے۔ کیونکہ نا اہل ۔ بد دیانت لاپرواہ وزراء بھی حزب اختلاف والے کہہ جایا کرتے تھے اور حکومتی پارٹی اس کو برداشت کرتی ہے ٹھیک ہے اگر کوئی کرتا ہے انہوں نے حزب اختلاف کا نام نہیں لیا ۔

جناب چیئرمین ۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سیّد طاہر احمد شاہ ۔ ذاتی نکتہ وضاحت ۔ جناب چیئرمین جہاں تک میں نے اِس ایوان کی کاروائی یا کاروائیاں سنی ہیں حزب اختلاف کی طرف سے کسی بھی معزز وزیر کو بد دیانت نہیں کہا گیا ہے ۔ البتہ یہ رانا پھول خان صاحب کے Subcoscious کی بات ہے۔ یہ تو وزراء کو بد دیانت سمجھتے ہیں اِس لیئے انہوں نے indirectly منسوب کرکے وزراء کو بد دیانت کہا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین ۔ میں شاہ صاحب اور رانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ اِس بات کو طول نہ دیں۔ اگر کسی وقت کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے تو اُس کا اُسی وقت نوٹس لیا جاتا ہے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا C. A. Gibbon کی تقریر نکلوا کر دیکھیں۔ انہوں نے اِس ہاؤس میں اِس سیٹ پر بیٹھے ہوئے کہا تھا کہ وزیر صاحب نا اہل ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ مستعفی ہو جائیں۔ اگر اِن کا استعفا بھی حکومت منظور نہیں کرتی تو انہیں

خودکشی کر لینی چاہیے۔ یہ غیر پارلیمانی الفاظ نہیں یہ تو روایات ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب چیئرمین پھر اور فضول کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے یہ پارلیمانی الفاظ ہیں یا غیر پارلیمانی الفاظ ہیں؟

جناب چیئرمین۔ شاہ صاحب بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی کے متعلق نہیں بلکہ آئندہ احتیاط کے لئے کہے گئے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا کیا فاضل رکن کو تقریر پڑھنے کی اجازت ہے۔؟

جناب چیئرمین۔ میاں صاحب آپ تقریر پڑھ نہیں سکتے۔ آپ صرف اپنے پوائنٹس دیکھ سکتے ہیں۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب چیئرمین وہ تقریر نہیں پڑھ رہے بلکہ قصیدہ پڑھ رہے ہیں اس لئے انہیں "قصیدہ" پڑھنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ جناب والا چوہدری رفیق صاحب کو "قصیدے" کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ ہم سب ممبران ایک جیسے ہیں ہم جو بات بھی کرتے ہیں وہ آپ اپنے حلقے کی ترجمانی کرتے ہیں قصیدہ نہیں پڑھ رہے ہیں بلکہ اپنے حلقے کی ترجمانی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ قصیدہ کوئی غلط لفظ نہیں۔ بڑا ادبی لفظ ہے اس لئے قصیدے کے الفاظ سے کوئی ایسی بات نہیں ہو جاتی۔ میاں صاحب آپ فرمائیں

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا قصیدہ بالکل ادبی لفظ ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ ایسے ادبی الفاظ ان کو کبھی بھی نہیں آتے۔

میاں عبدالرشید پگانوالہ۔ جناب چیئرمین صاحب حکومت بہت بڑے بڑے ہسپتال بنا رہی ہے۔ لیکن ہمارے گجرات میں ایک پرانا ہسپتال بڑا اچھا ہسپتال تھا جو شہر کے وسط میں تھا وہ کافی عرصہ سے ختم کر دیا گیا ہے میرا خیال ہے اس ہسپتال کو دوبارہ جاری کر دیا جائے۔ اس سے عوام کی بہت خدمت ہو گی۔

جناب چیئرمین آخر میں رشوت ستانی کے متعلق میں عرض کروں گا میں سمجھتا ہوں

کہ رشوت ستانی ہمارے ملک میں اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اس کو ختم کرنا ناممکن ہے۔ میں سمجھتا ہوں ہر آدمی ہر بچہ ہر بوڑھا اگر یہ تہیہ کر لے کہ رشوت کو ہم نے ختم کرنا ہے۔ یہ رشوت نہ لینی ہے نہ دینی ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ دن دور نہیں کہ جب رشوت ختم نہ ہو جائے۔

جناب والا میں ان الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میاں ممتاز احمد قیانہ۔

میاں ممتاز احمد قیانہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب چیئرمین کسی بجٹ کے جن دو چیزوں کو پرکھنے کے لیے میرے نزدیک تین معروف اصول ہیں پہلا اصول کہ اس بجٹ سے ملک اور صوبے کے حالات پر کیا اثرات رونما ہوں گے دوسرا اصول کہ اس بجٹ سے ایک عام اور غریب آدمی کے حالات پر کیا اثرات مرتب ہوں گے اور تیسرا بطور ممبر صوبائی اسمبلی اس بجٹ نے میرے حلقہ انتخاب پر کیا اثر ڈالا۔

جناب والا حکومتی پارٹی کے لوگ ایک روایت کے تحت ہمیشہ ہی ہر دفعہ بجٹ کی تعریف کرتے آئے ہیں لیکن پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہو گا کہ کسی بھی بجٹ کی عوام کھل کر تعریف کریں گے اور صرف ممبران کی تعریف کے ساتھ ساتھ جب عوام کی تعریف بھی اس میں شامل ہو گی تو سب پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ ایک اچھا بجٹ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے۔

جناب والا۔ ایوان میں حزب اختلاف کا کردار جمہوریت میں [illegible] ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ حزب اختلاف کے ارکان میں [illegible] نہیں وہ پختگی کردار کی جو ہونا چاہیے تھی انہوں نے ابھی تک یہ چاہا ہی نہیں کہ انہیں [illegible] کیا کرنا چاہیے ان کا یہ رویہ قطعاً مناسب نہیں کہ یہاں پر آ کر عجیب و غریب [illegible]۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ان کا یہ رویہ بھی قطعاً مناسب نہیں کہ کسی معزز رکن کی تقریر کے دوران [illegible] کریں۔ اگر انہوں نے ایک غیر مناسب طریقہ کار [illegible] غیر سنجیدہ مثال پیش کی تو جناب والا یہ ذمہ داری [illegible] حکومتی پارٹی کے ارکان اسمبلی ایک [illegible]

گزارش کروں گا کہ وہ حوصلے کے ساتھ باتیں سنیں اور سنائیں ہم ان کی وہ ہماری باتیں سنیں گے بات کا فیصلہ انشاءاللہ عوام کریں۔

جناب فضل حسین راہی - اپوزیشن بینچ کا کون سا باب ہے۔!

جناب چیئرمین - آپ کس پوائنٹ پر کھڑے ہیں

میاں ممتاز احمد متیانہ - جناب والا یقین مانیں کہ میں انہیں کے متعلق بات کر رہا تھا انہیں کے Role کو ذہن میں رکھ کر میں بات کر رہا تھا

جناب فضل حسین راہی - میں ان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف کا فرض صرف اور صرف ارکان کا ضمیر جگانا ہے اور یہ فریضہ ادا کرنے کی ہم کوشش کرتے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین - یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بلکہ statement ہے۔

میاں ممتاز احمد متیانہ - مجھے افسوس ہے۔ انہیں لوگوں کو دوسروں کے ضمیر جگانے کا شوق ہے جن کے اپنے ضمیر مردہ ہوں

(نعرہ ہائے تحسین)

اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی فاضل رکن کو اس بات کی اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو مردہ ضمیر کہیں میرے فاضل رکن کی طرف سے یہ روایت غلط اور قابل اعتراض ہے۔

جناب فضل حسین راہی - جہڑے لوگ زندہ ہون ضمیر او حناں دے زندہ ہوندے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین - راہی صاحب آپ تشریف رکھیں یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں آپ ایسے جواب نہیں دے سکتے۔

میاں ممتاز احمد متیانہ - میں پورے یقین اور وثوق کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ پنجاب کے اس بجٹ کو اس ایوان میں ایک ریکارڈ بجٹ کی حیثیت حاصل ہے۔ جس کے لیئے ہمارے وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب بلاشبہ مبارک باد کے مستحق ہیں میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ جس platoon کے Commanding Officer محنتی دیانتدار اور جفاکش ہوں گے۔ تو اس platoon کے سپاہی بھی

ان کی پیروی کریں گے۔ ہمیں موجودہ بجٹ سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے
جناب والا اس بجٹ کو میں ایک عام آدمی کا بجٹ کہوں گا اس بجٹ کو میں ایک غریب آدمی کا بھی بجٹ قرار دوں گا اور اس بجٹ کو میں ایک عوامی بجٹ قرار دوں گا کیوں کہ اس بجٹ میں جو کچھ غربا کے لیے رکھا گیا ہے جو کچھ ایک آدمی کی اصلاح کے لیے رکھا گیا ہے بلکہ عام آدمی کا معیار زندگی بلند رکھنے کے لیے رکھا گیا ہے وہ آج تک اس سے پہلے کسی میزانیے میں نہیں رکھا گیا تھا کیا آج سے پہلے کبھی ان طبقوں کی طرف توجہ دی گئی جن کو اس مسلم لیگ کی حکومت نے اس دفعہ پوری پوری اہمیت دی؟ میں گزارش کروں گا کہ یہ صرف وعدے ہی نہیں بلکہ ہم وعدوں پر عمل بھی کرتے ہیں جہاں ہم نے یہ وعدہ کیا کہ ہم سات مرلہ سکیم کے تحت بے گھر لوگوں کو آباد کریں گے وہاں ہم نے بیس کروڑ روپے کی خطیر رقم ان لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے مختص کر کے اس وعدے کو مزید مستحکم بنایا۔
جناب سپیکر جہاں ہم نے کچی آبادیوں کے مالکانہ حقوق کی بات کی ان کی ضروریات زندگی کے لیے پچیس کروڑ روپے کی خطیر رقم بھی اس بجٹ میں رکھی جہاں ہم نے دیہاتوں میں غربا کے لیے پلاٹوں کا انتظام کیا وہاں پر ہم نے غریب لوگوں کے لیے سات کروڑ روپے کی رقم مختص کر کے ان کے لیے ایسی ہی سکیم کا اجراء کیا کہ شہروں میں بھی لوگوں کو مفت پلاٹ تقسیم کیے جائیں
جناب والا - اگر ہم اس بجٹ کا مزید مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ ہمارے وزیراعلیٰ نے ورک چارج ملازمین کے لیے جو کہ آبپاشی اور تعمیرات کے محکمے سے تعلق رکھتے تھے انہیں مزید پانچ کروڑ روپے دے کر ان کی حالت زار بہتر بنانے کی کوشش کی ہے -
جناب والا صرف یہاں تک ہی محدود نہیں اس بجٹ میں محکمہ تعلیم کے لیے پانچ ارب اکاسی کروڑ اٹھانوے لاکھ کی خطیر رقم رکھی گئی۔ اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ہم ایک عام آدمی کی ترقی اور ایک غریب آدمی کو تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے کس قدر کوشاں ہیں
جناب والا میں حیران ہوں کہ کچھ لوگ سب کچھ دیکھتے ہوئے آپ بھی اس سے انکاری ہیں میں مسلم لیگ کے منشور کو اس ایوان میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ تمام داخلے merit ہوں گے اور کوئی داخلہ خصوصی کوٹے کی بنیاد پر نہیں کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا میں گزارش کروں گا کہ محکمہ تعلیم ہماری حالت بہتر بنانے اور غریب عوام کو ترقی دینے میں ایک نہایت ہی احسن اور معاون اقدام کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں محکمہ تعلیم میں جتنی بھی آسامیاں اور ملازمتیں ہوں میرا مطالبہ ہوگا کہ محکمہ تعلیم کو کچھ مراعات دی جائیں لیکن کسی کا حق مارنے کی اجازت نہ دی جائے یا تو صرف اور صرف merit کی بنیاد پر ملازمتیں اور داخلے ہوں یا پھر مکمل طور پر یہ اختیار ایم۔ پی۔ اے۔ صاحبان کو سونپ دینا چاہیے تاکہ وہ کسی کے ساتھ قطعاً ناانصافی نہ ہونے دیں۔

جناب والا اسی طرح اس بجٹ میں محکمہ صحت کے لیے کل بجٹ تقریباً ۸ء۷ ۹ فی صد رکھا گیا ہے اور اس حکومت کا مزید یہ احسن اقدام ہے۔ ہسپتالوں پر سے ہیڈ فیس ختم کر کے اس کو اور زیادہ فعال اور مثبت انداز میں چلانے کی کوشش کی ہے۔

جناب والا۔ میں گزارش کروں گا کہ اس حکومت نے ہر یونین کونسل کی سطح [redacted] اور ہر مرکز کونسل کی سطح پر Rural health [redacted] قائم کر کے ہمارے دیہی عوام کی مشکلات کو دور کرنے کی سعی کی ہے۔

جناب والا۔ جہاں تک بے روزگاری کا معاملہ ہے ہماری حکومت بجا طور پر مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس نے چالیس ہزار تین سو نئی آسامیاں مہیا کر کے بے روزگاری ختم کرنے کے لیے احسن اقدام اٹھایا ہے جو پچھلے تین سالوں کی اوسط سے بھی چالیس فی صد زائد ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہوگی کہ صوبہ میں جتنی بھی نئی ملازمتیں مہیا کی گئی ہیں چاہے بڑی ہیں یا چھوٹی وہ صرف اور صرف ایم۔ پی۔ اے صاحبان کی سفارشات پر پُر ہونی چاہییں اور ان کے لیے کسی قسم کا کوئی طریقہ کار تعین وضع ہونا چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ میں اس بجٹ کو دیہاتی عوام کی فلاح کا بھی بجٹ قرار دوں گا۔ کیونکہ اس بجٹ میں جس طرح دیہاتوں میں بسنے والے اکثریتی عوام کا خیال رکھا گیا ہے۔ اس کی مثال پہلے کہیں نہیں ملتی۔ رواں مالی سال کے دوران تیرہ سو دیہات کو بجلی پہنچائی گئی اور آئندہ مالی سال کے لیے ہماری حکومت نے (۱۱۹۵) دیہاتوں

میں بجلی دینے کا جو منصوبہ بنایا ہے وہ قابل تحسین ہے۔

جناب والا حکومت کی طرف سے دیہی علاقوں میں ۴۶۸ میل لمبی سڑکیں بنائی جائیں گی اس پر بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ حکومت نے ہماری ضروریات کا خیال رکھا جہاں تک دیہاتوں میں صنعتی ترقی کے آغاز کا مسئلہ ہے۔ یہ ایک نہایت اچھی سکیم ہے۔ دیہی لوگوں کو روزگار مہیا کرنے کے لیے اس سے بہتر سکیم بنانی بڑی مشکل تھی میں حیران ہوں کہ میرے ایک فاضل رکن Capital gain tax کی مخالفت کر رہے تھے اس کے لیے پورا پنجاب دعا گو ہے کہ ہمارے منتخب نمائندوں نے ایک بہت بڑی بازی دی ہیں۔ حیران ہوں کہ انہوں نے اس Capital gain tax کی مخالفت کیوں کی؟ جب کہ اس محکمہ کے پورے اہل کار صف ماتم بچھائے بیٹھے ہیں کہ منتخب نمائندگان نے ہمارا رشوت کا دھندا مکمل طور پر ختم کر دیا ہے۔ لہذا Capital gain tax کو ختم کر کے حکومت نے رشوت ستانی کو ختم کرنے کے لیئے مثبت قدم اٹھایا ہے۔ جس کے لیے وہ مبارک باد کی مستحق ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پولیس کے لیے حکومت نے ایک ارب چالیس کروڑ روپیہ مختص کیا ہے۔ اس میں اس معزز ایوان کی آرا کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ جس طرح ہم نے گزشتہ بجٹ میں حکومت پر دباؤ ڈالا تھا کہ ہماری پولیس اس قابل نہیں کہ وہ پوری طرح مجرموں کا مقابلہ کر سکے نہ ان کے پاس کوئی conveyance ہے نہ جدید قسم کا اسلحہ نہ وائرلیس ہے اور نہ ہی تھانوں کی حالت بہتر ہے لہذا اراکین کی آرا کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے کا کثیر سرمایہ پولیس کے لیئے مہیا کیا جو انشاءاللہ تعالیٰ عوام کے لیے بہتری کا باعث بنے گا۔ اور میں پولیس کے افسران سے بھی توقع رکھوں گا کہ ان کے تمام بہانوں کو ختم کر دیا گیا ہے ان کے تمام مطالبات تسلیم کر لیئے گئے۔ اب بھی اگر کوئی پولیس اہلکار یا آفیسر اپنے فرائض منصبی سے اجتناب کرے گا۔ اور اس کے علاقہ میں جرائم سرزد ہوں گے تو انشاءاللہ تعالیٰ اس کا سختی سے محاسبہ کیا جائے جہاں تک زراعت کی بات ہے۔

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ہم نے زراعت کے میدان میں کیا کھویا اور کیا پایا اگر اس کا تفصیلی جائزہ لیں تو احساس ہوتا ہے کہ

زراعت کے پیشے کو ہم منفعت بخش کاروبار میں تبدیل نہیں کر سکے۔ زراعت ایک خسارے کا سودا رہ گیا ہے۔ اور جس طریقے سے زراعت کے ساتھ منسلک لوگوں کی انا کو ختم کیا گیا ہے وہ کسی صورت میں قابل تحسین نہیں۔

جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ ہر سال سود سے پاک نظام حکومت کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور حکومت کی طرف سے بھی یہ اعلان کر دیا جاتا ہے کہ ہم ۱۵ ایکڑ کے مزارعین کو بلا سود قرضے دیں گے میں صرف اتنا پوچھتا ہوں کہ جب ۱۲ سے ۱۳ ایکڑ زمین کے مالکان زمیندار اتنے خودکفیل ہو جاتے ہیں کہ ان کو بلا سود قرضے کی ضرورت نہیں رہتی۔ میں پوچھتا ہوں کہ 50 ایکڑ کا مالک زمیندار اپنی زمین کی کل قیمت نکالے تو کم از کم اس کی قیمت 30 لاکھ روپے بنتی ہے۔ اس کے بعد ہم ٹریکٹر خریدتے ہیں جو تقریباً ایک لاکھ 60 ہزار روپے کا بنتا ہے اگر ہم اس کے دیگر آلات روٹا ویٹر، سیڈ کلٹیویٹر اور ویٹ تھریشر بھی خریدیں تو گویا کہ تمام زراعت کے پیشے کی تمام چیزیں اکٹھی کر کے زراعت کا کاروبار شروع کریں تو تقریباً دو کروڑ اور پچیس لاکھ روپے کو خطیر رقم صرف ہوتی ہے۔ اس کے بعد ہمیں کوئی چھوٹ نہیں دی جاتی ہمیں مزید فرٹیلائزر، کرم کش ادویات، بیج خریدنے اور آبپاشی کرنے کے لیے ٹیوب ویلوں پر ہمیں خطیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ جب کاشتکار تمام مراحل طے کرنے کے بعد اپنی فصل کو سمیٹنے کے لیے پہنچتا ہے تو اس کو 50 ایکڑ کے، میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اسے 50 ہزار روپے سے زیادہ نہیں ملتے میں کہتا ہوں کہ زمین کی قیمت اور جتنا ہم نے اس پر in put کیا اس کو اگر جمع کر کے یہ رقم بنک میں صرف نفع یا نقصان کے شراکتی کھاتے میں رکھ دیں تو ہم اس سے چار گنا زائد کما سکتے ہیں اور آرام سے گھر میں بھی بیٹھ سکتے ہیں۔

جناب والا ہم مجبور ہیں ہم یہ کھیتی باڑی کیوں کر رہے ہیں قطعاً اس لیے نہیں کہ ہم نے ہمیشہ زراعت منفعت بخش کاروبار سمجھا ہے۔ یا اس میں ہمیں اتنی عزت ملی ہے اس وقت زمیندار کی کیا عزت ہو گی جب وہ دربدر ایک بنک سے دوسرے بنک تک اور ایک کارپوریشن سے دوسری کارپوریشن تک جھولی پھیلائے قرضوں کے حصول کے لیے جاتا ہے تو اس کا کون سا وقار رہ جاتا ہے! کیا اس حکومت نے جناب والا سوچا ہے کہ ہم نے کاشتکاروں کے وقار کو ان کی انا کو مجروح ہونے سے بچانا ہے

کیا یہ بھی کوئی طریقہ کار ہے کہ ہر سال قرضوں کی لاتعداد نئی سکیمیں بجٹ میں شامل کر دی جائیں اور زمیندار کو مزید مقروض سے مقروض کر دیا جائے کیا کوئی ایسا دوسرا کاروبار بھی ہے جو صرف قرضے کی بنیاد پر چلتا ہے صرف زمیندار کا کاروبار ہے یہ ایک زمیندار کی مجبوری ہے کہ ہم زمینیں بیچ نہیں سکتے۔ کیوں کہ ہر زمین دار اپنی زمین کو ماں کا درجہ دیتا ہے ہماری مجبوری ہے کہ ہم کھیتی باڑی چھوڑ نہیں سکتے۔ ہمارے آباد اجداد وہاں دفن ہیں ہماری مجبوری ہے کہ ہم کھیتی باڑی کے کاروبار کو دوسرے کاروبار میں تبدیل نہیں کر سکتے کیوں کہ ہم نے جس ماحول میں پرورش پائی ہے۔ اس کو ہم تبدیل نہیں کر سکتے۔ خدا کے لیے میں اس معزز ایوان سے بھی گزارش کروں گا اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ زراعت سے اگر ہمارا تعلق قائم رکھنا ہے اگر ہماری حکومت چاہتی ہے کہ ہم قوم کے لیے گندم کپاس وغیرہ پیدا کریں۔

تو ہمیں اس قابل بنا دیا جائے کہ اپنے بیوی بچوں کے لیے روزی کمانے کے قابل ہو سکیں ہم اجلے کپڑے پہنتے ہیں ہم ادھار کی کاروں میں بیٹھتے ہیں قرضوں کے لیے دربدر ٹھوکریں کھاتے ہوئے فصلوں کو پروان چڑھاتے ہیں آپ یقین مانئے کہ جب ایک زمیندار تمام فصل اٹھا کر گاؤں سے شہر کو جاتا ہے۔ وہ تمام قرضے ادا کر کے بالکل خالی ہاتھ اور خالی جیب گھر آتا ہے اور نئے سرے سے قرضوں کے حصول کی کوششوں میں لگ جاتا ہے۔ جو کہ اس کے لیے انتہائی مایوس کن ہے۔

جناب والا میں گزارش کروں گا وفاقی حکومت کی طرف سے ٹیوب ویلوں کے لئے flat rate رائج کیا گیا ہے۔ اور اس معزز ایوان نے بھی flat rate کا ایک قرارداد گزشتہ اجلاس میں پیش کی جس میں طے پایا تھا کہ ہمارے ہمسایہ ملک کی طرح دس روپے فی horse power کے حساب سے flat rate per horse power دیا جائے لیکن ہمیں حیرانی اور مایوسی ہوئی کہ 60 روپے فی hores power کے حساب سے ہم پر نافذ کر دیا گیا ہے۔ اور سراسر زیادتی کی گئی ہے جہاں تک flat rates کے ساتھ دوسری باتوں کی طرف آئیں ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے کپاس کے متعلق تو یہ فرما دیا کہ ہم 220 کروڑ کے خسارے سے اس کاروبار کو چلا رہے ہیں لیکن انہوں نے۔ نہیں سوچا اور دیکھا کہ ہماری کھادوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اور ہماری زرعی ادویات کی قیمتوں میں اس سال سے اضافہ کر دیا گیا

اِن تمام تر صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے۔ میں اس معزز ایوان سے گزارش کروں گا کہ کل ایوان میں متفقہ طور پر ایک قرارداد پیش کی جائے۔ جس میں اپنے تمام مسائل کا ذکر کرتے ہوئے وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ وہ زمینداروں کے حقوق کے تحفظ کے لیئے فوری اقدامات کرے یہاں تک۔

جناب والا میرے اپنے حلقے کا تعلق ہے میرا حلقہ سیم اور تھور کا شکار ہے۔ اگر دیکھا جائے تو پنجاب میں بہاولپور کا ضلع سیم اور تھور کے حساب سے پہلے نمبر پر آتا ہے۔ لیکن اس کے لیئے آج تک کوئی سکیم جاری نہیں کی گئی۔ جب کہ دیگر اضلاع میں کروڑوں اور اربوں روپے خرچ کر دیئے گئے لیکن اس میں سے ہمیں تھوڑا سا حصہ بھی نہیں ملا کہ ہم سیم اور تھور کو کنٹرول کر سکیں۔ جہاں تک چشتیاں شہر کا مسئلہ آتا ہے وہ شہر تقریباً 60 ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے اس میں ابھی تک ایک انٹر گرلز کالج بلڈنگ کے بغیر چل رہا ہے۔ میرا حکومت سے مطالبہ ہے۔ اس انٹر کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے اور ساتھ اس کی عمارت کی تعمیر کے لیئے فنڈز منظور کیئے جائیں۔ جہاں تک ہمارے شہر میں پانی کی کمی کا تعلق ہے میں جناب وزیر اعلیٰ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے رواں مالی سال کے دوران ہمارے اس شہر کے لیئے Water Supply Scheme منظور فرمائی اس کے ساتھ ساتھ میں مطالبہ کرونگا۔ کہ اس کے لیئے سیوریج سکیم بھی منظور کی جائے۔

جناب والا ہمارے چشتیاں شہر میں کچھ آبادیوں کو ابھی تک بجلی کی سہولت میسر نہیں اِن کے گھروں میں بھی تیل کے دیئے جلائے جاتے ہیں اِن کو ہمیشہ سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے اس لیئے میں گزارش کروں گا کہ اس آبادی کے لیئے بھی بجلی کا انتظام کیا جائے جو شہر میں رہتے ہوئے بھی اس نعمت سے محروم ہیں۔ آخر میں میں جناب والا کا شکر گزار ہوں کہ مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ پیر احمد شاہ کھگہ صاحب۔

پیر احمد شاہ کھگہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسول الکریم والحمد للہ رب العالمین۔

جناب سپیکر آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے وقت دیا 1986-87 کا میزانیہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب نے تجویز فرمایا اور یہ اِس حد تک قابل تعریف ہے

کہ اس میں کوئی ایسی مد نہیں رہی جس کے متعلق انہوں نے اچھا خاصا انتظام تجویز نہ کیا ہو لیکن اس میں ایک دو خامیاں رہ گئی ہیں شاید وہ بھول گئے ہوں اس لیے اس کو شامل نہیں کر سکے آج کل ہمارے غریب لوگ امیر بننا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے بجٹ میں کچھ نہیں رکھا گیا آج کل ہمارا تمام غریب طبقہ چاہتا ہے کہ انہیں امیر اور آسودہ حال بنایا جائے اور وہی گورنمنٹ ان کے لیے فائدہ مند ہے۔ لیکن ان کو امیر بنانے کے لیے ہمارے بجٹ میں کچھ نہیں بلکہ تجاویز ایسی ہیں جیسے تعلیم کی مد میں حکومت نے کافی پیسہ رکھا ہے جس سے لوگوں کی تربیت ہو سکے گی۔ لیکن وہ تعلیم و تربیت اور ایسی ویسی چیزیں نہیں چاہتے بلکہ وہ تو امارت چاہتے ہیں کہ انہیں فی الفور امیر بنا دیا جائے تاکہ وہ بھی امیروں کے مقابلے میں بہتر اور خوشحال رہ کر اپنا وقت گزار سکیں۔ لیکن ایسے لوگوں کے لیے کوئی خاص تجویز نہیں سوچی گئی یہاں کا دوسرا خیال یہ ہے کہ اگر انہیں فوراً امیر نہ بنایا جائے تو سرمایہ داروں کا سرمایہ کسی شکل میں خارج کر کے انہیں دیا جائے یہ انہیں نیچے گرتا بھی نہیں دیکھنا چاہتے خیر یہ دونوں مسئلے ہوتے رہتے ہیں کیونکہ اگر کوئی امیر دوسرے امیر کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ ہم ایسے نہیں ہیں لہذا انہیں بھی ختم کیا جائے یہ علیحدہ بات ہے حضرت عمرؓ کا زمانہ تھا جب حضرت عمرؓ نے انہیں للکارا تھا کہ آؤ غریبو تمہارے لیے بے شمار زکوٰۃ ہمارے پاس موجود ہے۔ وہ تم لے لو جتنے بھی آپ کے ساتھی اس شہر میں یا علاقے میں لوگ ہیں وہ آئیں اور زکوٰۃ لیں تو انہوں نے جواباً کہا کہ ہم غریب آدمی نہیں بلکہ ہم زکوٰۃ دیتے ہیں زکوٰۃ لیتے نہیں اگر آپ اس کا مشاہدہ کریں تو آپ کے علاقہ میں میں تو میرے خیال میں کوئی تفصیل نہیں ہوتی لیکن اب وہاں تیل کی پیداوار ہے لیکن ان دنوں آدمی کا کوئی ایسا ذریعہ آمدنی نہیں تھا تو حضرت عمرؓ کے زمانے میں انہوں نے کیا ترکیب سوچی تھی جس سے وہ غریب لوگ خوشحال ہو گئے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

پیر احمد شاہ کھگہ۔ جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ ایک وقت ایسا آیا جب زکواۃ لینے والا کوئی نہیں تھا۔ بلکہ سب دینے والے تھے۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا میری ایک درخواست پر جناب نے حکم صادر نہیں فرمایا تھا وہ اِس قرارداد کے متعلق ہے۔ جو کاشتکاران کے بارے میں ہے کہ رولز معطل کر کے اِس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت بخشیں۔ یہ ہاؤس کی رائے بھی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں اور پیر صاحب بھی اجازت دیں تو اس کو پڑھ دیا جائے۔ اور اس کے بعد پیر صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب سپیکر۔ اِس کے پہلے کہ قرارداد کے پیش کرنے کے بارے میں میں فیصلہ دوں ہاؤس پہلے اِس پر متفق ہونا چاہیے کہ آیا آپ قرارداد پیش کرنے کے بارے میں سنجیدہ ہیں اور اِس سلسلہ میں آپ وزیر زراعت صاحب جو کہ اِس سے براہِ راست متعلقہ ہیں آپ دونوں مل کر اِس سلسلے میں فیصلہ کر دیں اور پھر مجھ سے بات کریں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب بہت بہتر۔

جناب سپیکر۔ جناب شاہ صاحب۔

پیر احمد شاہ کھگہ۔ جناب سپیکر زراعت اور ہماری کاشتکار کے لیے بہت کم رقم بجٹ میں رکھی گئی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ہاؤس کو یہ بات منظور ہے کہ وزیر زراعت اور ہم اکٹھے ہو کر بات کر لیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ۔ جناب سپیکر رانا صاحب تو تقریر کرتے رہتے ہیں۔ آپ ذرا انہیں تلقین کریں کہ وہ مجھے تقریر کرنے دیں۔

جناب والا محکمہ تعلیم کے لیئے 4 ارب 18 کروڑ روپے صحت کے لیے 2 ارب 62 کروڑ۔ 98 لاکھ روپے جب کہ زراعت کے لیے صرف 1 ارب 71 کروڑ رکھے گئے ہیں حالانکہ زراعت سے منسلک پیشے کے لوگوں پچھتر یا اسی فیصد آبادی ہے۔ اور باقی بیس پچیس فی صد آبادی صرف شہروں سے کی ہے۔ اِن کے لیے 1 ارب 71 کروڑ بہت کم ہیں کیونکہ قیمتوں کا توازن درست نہیں جس وقت گندم پندرہ سولہ روپے فی من فروخت ہوتی تھی۔ تو اُس وقت ہم بارہ تیرہ ہزار روپے میں ٹریکٹر خرید سکتے تھے اب جبکہ 80 روپے من گندم ہے۔ اور ہم دو ہزار من یا پونے دو ہزار من گندم فروخت کریں تو پھر ایک ٹریکٹر خریدا جا سکتا ہے قیمت کا توازن درست نہ ہونے کی وجہ سے زمیندار پر

اتنا بوجھ پڑ رہا ہے کہ وہ بیچارہ زیر عتاب اور مقروض ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ان کی بات سمجھ میں آتی لہٰذا ان کو بھی وزیر بنوا دیا جائے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا بات نہ سمجھنے والے کو حزب اختلاف کا ڈپٹی لیڈر کیوں نہ بنا دیا جائے کیونکہ ان کے لیڈر کی بھی سمجھ نہیں آتی۔

Mr. Speaker: No cross talk please.

پیر احمد شاہ کھگہ۔ جناب سپیکر اگر آپ میری بات مان لیں تو ان کو دو تین دن کا اکٹھا وقت دیں تاکہ ہمارے یہ حضرات جو تقاریر کرنے کے زیادہ شوقین ہیں ان کو تین دن کے لیے ایک ایک آدمی کو اکٹھا وقت دے دیا جائے وہ صبح سے لے کر ایک بجے تک تقریر کریں اور پھر انشاءاللہ ان کو stretcher پر لے جایا جائے گا۔ مجھے تقریر کر لینے دیں آپ آخر ہمارے بزرگ بھائی ہیں۔ پھر آپ باتیں کرتے رہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ میں نے جناب دی حمائت کیتی اے

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ۔ جناب والا میں اپنی تقریر کیسے جاری رکھوں وہ بھی تو سامنے سے تیر چلا رہے ہیں ان کی تو رکاوٹ کریں۔

جناب والا۔ زمیندار زیر عتاب ہے 99 فیصد مقروض ہے۔ آپ کا تعلق بھی زمینداروں سے ہے۔ اور میرے بہت سے عزیز مہربان دوست زمیندار اسمبلی سے تعلق رکھتے ہیں اور آج کل اتنے ملے جلے رتبے کے کوئی ملک بھی نہیں ہیں پھر بھی ان کا اس قسم کا واسطہ ہے کہ ہمارے 99 فی صد زمیندار مقروض ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

پیر احمد شاہ کھگہ۔ جناب سپیکر میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے 99 فی صد زمیندار مقروض ہیں اور 70 فیصدی دیہات کے لوگ غریب ہیں جب 70 فیصد آبادی کے لوگ غریب ہیں اور جو زمیندار ہیں وہ 99 فیصد مقروض ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس کے متعلق ہماری نوشتہ حکومت کو کچھ سوچنا چاہیئے کیوں کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب بڑے دیانتدار۔

اور ایماندار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ خود بھی بہت ایماندار ہیں۔ انہوں نے بڑی مساجد تعمیر کروائی ہیں علماء دین سے طلبہ کو دینی تعلیم دلوا رہے ہیں۔ ہیں وہ بے حد عزیز ہیں اگر ان کے متعلق کوئی ایسی ویسی باتیں کرتا ہے وہ بھی ہم پسند نہیں کرتے ہمارے وزیر اعلیٰ ایسے اچھے انسان ہوں تو پھر غریب امیر نہ ہو سکے۔ اور 99 فی صد زمیندار جو مقروض ہے۔ وہ قرض داری کے علاوہ آسودہ حال نہ ہو سکے۔ میرا خیال ہے کہ حکومت کی کاوشیں اور کوششیں اتنی زیادہ سود مند نہیں چونکہ میں تو حکومت کے ساتھ ہوں اس لیے جو صحیح بات ہے وہ میں ضرور عرض کردوں گا۔ ہمارے ۹۹ فیصد زمیندار مقروض ہیں میں ایمانداری اور تصدیق سے عرض کر رہا ہوں کہ کوئی زمیندار ایسا نہیں جو مقروض نہ ہو۔ اس سلسلے میں کوئی ایسا اچھا حل سوچا جائے جس سے زمیندار طبقہ اتنا آسودہ ہو سکے کہ کم از کم قرض دار نہ رہے باقی غریب طبقہ کو شوق ہے۔ اور یہ مسئلہ چل رہا ہے کہ ان کو بھی امیر بنانے کا بندوبست ہونا چاہیے تھا جس طرح حضرت عمرؓ کے زمانے میں فصلیں بھی نہیں تھیں۔ نہ معدنیات تھی نہ پٹرولیم نکل رہا تھا۔ اور نہ ہی سونے کے پہاڑ موجود تھے۔ تو وہ کس طرح امیر تھے؟ وہ اسطرح امیر تھے اور مسئلہ یہ تھا اور خلیفہ وقت کی قابلیت تھی کہ انہوں نے غریبوں سے کہا تھا کہ آپ کھلے بازار جا کر کاروبار کریں۔ اور وہاں سے چیزیں خرید لائیں اور جس کے پاس کسی قسم کی پیشہ ہے اس کی حکومت مدد کرے گی اچھا بیوپار اور کاروبار چلا کر آپ اپنی حالت کو درست کریں ہم امن اور دوسرے معاملات میں آپ کی نگرانی کرتے ہیں۔ آپ محنت کر کے جانفشانی سے شام اور دوسرے ملکوں میں جا کر بیوپار کر کے اپنی معاشی حالت بہتر بنائیں آپ پر کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہیں لگے گا۔ اس لیے جب ہمارے بھائی سعودی عرب جاتے ہیں تو بڑی بڑی دکانیں وہاں پر دیکھتے ہیں بڑے بڑے سامان ان میں ہوتے ہیں۔ اس سامان پر کوئی ڈیوٹی نہیں کوئی ان پر ٹیکس نہیں میں مانتا ہوں کہ وہاں پر معدنیات پٹرول اور دوسری چیزیں ہیں اور حکومت کو ان لوگوں سے ٹیکس لینے کی ضرورت نہیں لیکن اس کے برعکس ہماری حالت کمزور ہے اور ہمیں عوام سے ٹیکس لینا پڑتا ہے۔ لیکن جب ہم ٹیکس دیتے ہیں تو ہمیں یعنی ملک کی رعایا اور ملک کی عوام کو آسودہ حال کرنا اور زمیندار جو تمام چیزیں کاشت کر کے آپ کے لیے منڈیوں میں بھیجتے ہیں کہ یہ جو ہمارے شہری ہیں یہ جو کھڑے بابو جو ہیں ان کے لیے اگر کاشتکار زمیندار رک جائے اور ان کے

لیے اگر کوئی چیز شہر کو نہ بھیجے تو شہری بھائی دوسرے ہی دن چلا چلا کر مر جائیں تو اس لیے ان کا حق اتنا زیادہ ہے کہ ان کے لیے کوئی خاص دانشوروں کا طبقہ بلایا جائے اور قیمتوں کا توازن درست کروایا جائے۔ تو پھر معقول نہیں رہ سکتے حکومت ہماسے بھاؤ کا توازن درست کروائے جس وقت گندم پندرہ سولہ روپے من تھی تو اس وقت 12/13 ہزار روپے میں میسی فرگوسن ٹریکٹر مل جایا کرتا تھا اور دو چار ہزار روپے میں ہیں ان کے تیل دیگر پرزہ جات اور ملازمین کے تنخواہوں وغیرہ کا بھی مل جاتا تھا جب کہ سو روپے ڈیزل کا ڈرم مل جاتا تھا آج صورت حال یہ ہے کہ کاشتکار کم از کم دو ہزار من گندم فروخت کرے تو ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے بنتے ہیں تب اس سے ایک ٹریکٹر خریدا جا سکتا ہے۔

رانا پھول محمد خان - جناب سپیکر راجہ صاحب کو ہدایت کی جائے کہ وہ پیر صاحب کی تقریر غور سے نہیں سن رہے وہ باتوں میں لگے ہوئے ہیں ان کو خاموشی سے تقریر سننی چاہیے۔

پیر احمد شاہ کھگہ .. ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارے ہاؤس کے ممبران کبھی ہماری حکومت کے سربراہان اور کبھی دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں جیسے چور اچکے چوہدری تے غنڈی رن پردھان آرام نال بیٹھو بے شک میرے متعلق کہو لیکن غنڈی رن پردھان یہ نہ بناؤ اور نہ چور اچکے کو چوہدری نہ بناؤ

(نعرہ ہائے تحسین)

اصل میں وزیر اعلیٰ صاحب جو کہ ایک دین دار ہیں۔ اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان پر یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اتنے پیسے خرچ کیے اتنی کاریں خریدی یہ اسی طرح ہے کہ چور اچکا چوہدری تے غنڈی رن پردھان والا معاملہ ہے۔ یہ جو اعتراض کرتے ہیں چور اچکے چوہدری ہیں یہ ضرور کہوں گا مجھے بولنے سے کوئی روک نہیں سکتا ہے مجھے بولنے کا حق ہے۔

جناب سپیکر آخر ہماری گورنمنٹ مہربان ہے۔ اور عوام کی منتخب شدہ ہے یہاں پر بڑے بڑے سیکرٹری صاحبان موجود ہیں بڑے بڑے دانشور موجود ہیں بڑے بڑے سائنسدان ہیں بڑے بڑے فلاسفر ہیں اور ان کو اس کے متعلق سوچنا ہوگا۔

جناب سپیکر - آرڈر پلیز - شاہ صاحب کی تقریر توجہ سے سنی جائے۔

پیر احمد شاہ کھگہ - جناب والا! رانا صاحب 1977 میں پیپلز پارٹی کی طرف سے الیکشن لڑے تھے اور میں جب کامیاب ہو کر آیا تھا تو بطور آزاد رکن کامیاب ہوا تھا یہ رانا صاحب ہمارے بزرگ بھی ہیں۔

رانا صاحب آپ فضول بولے جاتے ہیں حالانکہ ہمارے ہاؤس کے ممبران کے دل میں ان کی اتنی عزت نہیں بنتی لیکن بولے جاتے ہیں اور بولنے سے باز نہیں آتے ہیں۔

جناب سپیکر - چوہدری محمد رفیق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

چوہدری محمد رفیق - جناب سپیکر جناب پیر احمد شاہ کھگہ صاحب رانا پھول محمد خان کے مقابلے میں ذرا کم ہیں۔ لیکن یہ بوٹا بہتر ہے وزیراں دا

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر - شاہ صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ - جناب والا میں تقریر کس طرح سے کر سکتا ہوں درمیان میں رانا صاحب ٹپک پڑتے ہیں جس طرح سے یہ غلط کرتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان - میں ان کی حمایت کرتا ہوں اور پیر صاحب غلط سمجھتے ہیں ان کا کسی دماغی ہسپتال سے معائنہ کیا جائے تو بہتر ہوگا۔

پیر احمد شاہ کھگہ - جناب سپیکر ہمارے ملک میں دانشور بڑے بڑے علماء و بڑے بڑے انجینئر اور بڑے بڑے فلاسفروں کی کمی نہیں مگر ایک زمانہ تھا کہ ہماری کپاس کی فصل زیادہ معتبر شمار ہوتی تھیں اور اس کپاس کے مطابق ہماری دیگر اجناس اور باقی چیزوں کے بھاؤ مقرر کیے جاتے تھے۔ اور اس لئے آج بھاؤ کے توازن میں فرق ہے اگر توازن درست ہو جائے۔ تو ہم زمیندار لوگ جو مقروض ہیں اور تنگ ہو رہے ہیں اور یہ تکالیف آ رہی ہیں تو یہ ہماری تکالیف دور ہو سکتی ہیں۔ اس پر بھی غور کیا جائے اور غریب طبقہ کو بھی امیر بنانے کا اگر کوئی بندوبست نہ کیا گیا تو ہمارا سرمایہ یا زمیندار طبقہ یا بڑے بڑے تاجر دوکاندار کی چیزیں چھین جائیں گی اور یہ ہمارے

اسلام کے اصولوں کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں ان لوگوں کو کھلی چھٹی دی تھی۔ جو لوگ شام اور دمشق کے دوسرے علاقوں میں جا کر بیوپار کر کے سرمایہ کمائیں اور لیکن گو بڑ نہ کریں تو آپ کی کسی چیز پر ٹیکس لاگو نہیں ہوگا۔ حالانکہ وہاں پر فصل نہیں ہوتی مدینہ شریف کے پاس تھوڑے سے بہت پلاٹ ہیں جیسیں معمولی چارہ وغیرہ کاشت ہوتا ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ دھرائیں نہیں۔ آپ پہلے بھی یہ بات کر چکے ہیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ۔ جناب والا میرے ساتھ تو پھر وہی مسئلہ ہو گیا "چھوہڑ اچکا چوہدری غنڈی رن پردھان" (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ بتا رہا ہوں کہ میاں صاحب ہمیں بے حد عزیز ہیں ہیں اس وقت روزے سے ہوں میں روزے سے قسم اٹھاتا ہوں کہ وہ ہمیں اس لیے عزیز ہیں کہ وہ دین دار خاندان کے فرد ہیں۔ اور ان کی اپنی مساجد ہیں اور اس میں انہوں نے اپنے اخراجات پر علمائے دین رکھے ہوئے ہیں اور وہاں پر طالب علموں کے لیے اس طرح کا انتظام ہے کہ پیپلز ہاؤس میں ہمارے لیئے بھی ایسا انتظام نہیں ہیں وہاں آن کے مدرسے اکیڈمی اور میکرومیں بھی گیا ہوں وہاں پر جو طالب علم اس وقت عربی کا ایم۔ اے پاس کر رہے ہیں ان کا بہت اچھا انتظام ہے۔ اس لیے ہمارا وزیر اعلیٰ دین دار اور ایماندار آدمی ہے۔ اور ہمیں اس پر فخر ہے میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کبھی کسی کی خوشامد نہیں کرتا لیکن ان کی میں خوشامد ضرور کروں گا۔ اس لیے کہ مجھے ان کے ساتھ لگاؤ ہے ایمان کا اور وہ مضبوط ہے۔ ان عہدوں پر بڑے بڑے لوگ آکر فائز ہوئے۔ پتہ نہیں انہوں نے کتنے کتنے روپے بنکوں میں رکھے ہوئے ہیں کتنی رقم ادھر ادھر سے پیدا کر کے اکٹھے کیئے ہوئے ہیں اور جو آدمی اس قسم کا دین دار ہو وہ ہمارے لیئے فخر کا باعث ہے ان کے خلاف کوئی بات ایسی ہے کہ "چھوہڑ اچکا چوہدری تے غنڈی رن پردھان"۔۔۔ اس دن مجھے کچھ روزے کی تکلیف تھی اور میں نے اس دن کوئی تقریر نہیں کی اس لیے یہ مسئلہ ہوا ہمیں یہ دکھ ہے کہ وہ ایک دین دار اور ایک ایماندار ہمارا وزیر اعلیٰ ہے۔ اور اس کے متعلق ہم تنقید کرتے ہیں او

اور تنقید برائے تنقید نہیں یہ اپوزیشن ہماری صحت ہے ہمارے ہاؤس کی صحت ہے۔ جہاں ہم غلطی کریں گے حزب اختلاف کے بھائی اس کو پوائنٹ آؤٹ کریں گے ان کی مہربانی ہے۔ ہمیں ان پر کوئی اعتراض نہیں لیکن تنقید برائے دو یب تنقید برائے تنقید دھیان کرنا یہ فضول ہے ہمارا یہ اجلاس کا سلسلہ قانونی حق ہے یہ قانون بناتے وقت بے شک تنقید کر سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب پر ہمارے کسی معزز رکن کا ان پر تنقید کرنا درست ہے۔

چوہدری محمد رفیق۔ پیر صاحب کو قصیدہ خوانی کے لیے مقرر کر دیا جائے۔

پیر احمد شاہ کھگہ۔ جناب والا تیسرے نمبر پر میں یہ عرض کروں گا کہ رشوت زوروں پر ہے جس کا کوئی حساب کتاب نہیں بے شمار پولیس کے اہلکار افسران رشوت کے معاملے میں بدنام تھے مگر آج کل ڈاکٹر صاحبان بھی بدنام ہو گئے ہیں اگر ان کے پاس کوئی صحت مند آدمی گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑا کر کے چلا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان تو اس سے دو تین ہزار روپے وصول کر کے اور اس کی انگلی کاٹ کر دفعہ 326 کا سرٹیفکیٹ دے دیتے ہیں اور اس سرٹیفکیٹ سے یہ صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ متعلقہ تھانے کو لازمی پرچہ درج کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک قسم کی تحریری اطلاع ہوتی ہے۔ اور پھر وہ پرچہ ایسا جھگڑا پیدا کر دیتا ہے۔ کہ ڈاکٹر کے لیے بھی تین چار ہزار روپے بن گئے۔ اور تھانیدار کے لیے بھی رشوت کا راستہ کھل جاتا ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ رشوت کا بھی کوئی سدباب ہونا چاہیئے اگر رشوت کا سدباب نہ ہوا تو یہ ہماری حکومت کے لیے ایک وبال جان بن جائے گی۔

اس سے زیادہ اب میں کیا عرض کروں میں تو رانا صاحب سے بھی معافی مانگتا ہوں لیکن وہ اس بات کا ضرور خیال کریں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اور جو دوسرے معزز اراکین اسمبلی ہیں ان کے متعلق تنقید کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میری پہلے بھی گزارش تھی اور اب بھی یہی ہے۔ کہ ان کی ایک تو بات کی سمجھ نہیں آئی اس لیے انہیں وزیر بنا دیا جائے اب تو انہیں بالکل ہی وزیر لگا دیا جائے۔ ان کی جو باتیں سمجھ آئی ہیں وہ وزیر بننے

والوں جیسی ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب دیوان عاشق حسین بخاری صاحب جناب چوہدری حاکم علی جناب احمد خان بلوچ۔ (تشریف نہیں رکھتے) ۔ جناب اصغر علی شاہ صاحب

سید محمد اصغر علی شاہ ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسُول الکریم ۔

جناب سپیکر و معزز اراکین اسمبلی ۔ جناب والا اِس کرہ ارض پر نظام سلطنت چلانے کے لیئے مختلف طریقہ ہائے کار ہیں کہیں بادشاہت کہیں یک جماعتی حکومت کہیں ڈکٹیٹر شپ اور کہیں جمہوریت ہے مگر ہمارے ملک کا قیام ایک خاص مقصد کے تحت عمل میں لایا گیا ۔ وہ مقصد تھا کہ مسلمانان ہند کو ایک ایسا خطہ دیا جائے جہاں وہ اپنے دین پر مکمل طور پر عمل پیرا ہو سکیں۔

جناب والا 30 سال سے صورت حال یہ ہے کہ ہم جس منزل مراد اور مقصد کے لیئے بے پناہ قربانیوں کے بعد اِس ملک کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اِس مقصد سے ہم دور چلے گئے ہیں اب ہماری غرض صرف یہ رہ گئی کہ بڑے بڑے محلات تعمیر ہوں بہترین کاریں ہوں اور ہم اصل مقصد کو فراموش کر گئے۔

جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ ہر وقت یہ دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کہ اِس ملک میں دین کی برتری ہوگی ۔ مگر جناب والا دور دور تک کہیں اِس کے آثار نظر نہیں آ رہے ۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا۔۔۔۔۔۔

Mr. Speaker : Please don't interrupt the speaker. Please take your seat.

سید محمد اصغر علی شاہ ۔ جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا۔ کہ اپنی پہلی فرصت میں متعلقہ حکومت متعلقہ حکمران اور اس مملکت کی اسمبلیاں اِس طرف متوجہ ہوں تاکہ جس مقصد کے لیئے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا۔ اِس مقصد کی طرف ہم رواں دواں ہوں

جناب والا اسوقت ملک سے مارشل لاء اُٹھ چکا ہے ۔جمہوری حکومت قائم ہو چکی ہے ۔ لیکن یہ افسوس کا مقام ہے۔ کہ آئے دن اخبارات قتل ۔ ڈکیتی ۔ ساحرنی

کی تجزولسے بھرسے پڑسے ہوتے ہیں

جناب والا آخر اس کا کیا سدِ باب ہے ۔ مارشل لا میں بھی اس کا سدِ باب نہیں ہوسکا اور اب یہ ذمہ داری پورے ایوان پر آپڑی ہے ۔

جناب والا! جب ہمارا گھر ہی محفوظ نہیں تو اس گھر میں صوفے رکھنے اور ڈرائنگ روم بنانے کا کیا فائدہ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ جب یہ ملک محفوظ نہیں ہے تو اس میں ڈویلپمنٹس کی کیا باتیں ہو سکتی ہیں؟ سب سے پہلے ہم نے اپنے گھر کو محفوظ کرنے کے لیے اقدام اٹھانے ہیں ۔

جناب والا- تمام اختیارات ارباب اقتدار کے پاس ہیں میں یہ عرض کروں گا کہ ہر ضلع میں شہری جرگہ سسٹم رائج کیا جائے ۔ معزز اراکین اسمبلی اور عوامی نمائندگان اور اس علاقے کے معزز حضرات کو اس جرگہ کا ممبر بنایا جائے ۔ اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج یا ڈپٹی کمشنر اس کا چیئرمین ہو ۔

جناب والا! آپ بھی ایم ۔ پی ۔ اے ۔ ہیں آپ کو پتہ ہے کہ ہر ایم ۔ پی ۔ اے ۔ کو ہر عوامی نمائندے کو پتہ ہوتا ہے کہ کون جرم کر رہا ہے کون رشوت لے رہا ہے ۔ اور کون نہیں لے رہا اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہر ضلع میں جرگے ہوں اور ڈپٹی کمشنر کی سفارش پر دو تین پیشیوں میں فیصلے دے دیئے جائیں اور ان فیصلوں کے مشورے شرعی علماء سے دین سے لیے جائیں اور شریعت کے مطابق سزائیں دی جائیں کیونکہ مارشل لا کے بعد فوری طور پر یہی ایک دین شریعت کا نظام ہے جو ہماری بے راہروی کو کنٹرول کرے گا ۔ باقی کوئی بھی قوانین اتنی جلدی سے جرائم کو کنٹرول نہیں کر سکتے جتنا کہ نظام شریعت کنٹرول کر سکے گا ۔

جناب والا! اس کے بعد میں بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ جناب والا یہ بجٹ نہایت متوازن تھا اور مجھے اس بات کی خصوصی خوشی ہے کہ بجٹ میں ۲۸ کروڑ روپیہ بارانی علاقوں کے لیے رکھا گیا ہے ۔ جناب والا بارانی علاقہ inherited deprivation میں آج تک شامل رہا ہے کیونکہ پیدائشی طور پر جب سے یہ بارانی علاقے وجود میں آئے ہیں ان پر پہلے کبھی کسی حکومت نے کوئی توجہ نہیں کی ہے لیکن یہ پہلا موقع ہے کہ حکومت نے اس طرف توجہ دی ہے ۔ اور ہمیں احساس محرومیت سے نجات دلائی ہے

جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت محکمہ ABAD بارانی علاقوں پر کافی اثر انداز ہے اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ABAD کو باقاعدہ طور پر مزید فعال بنایا جائے اور اسے وزیر اعلیٰ صاحب اپنی زیر نگرانی رکھیں اور بارانی علاقے کی ترقی ABAD کے سپرد کر دیں تاکہ ان علاقوں کی محرومیوں کا ازالہ ہو سکے۔ اس کے بعد میں اپنے علاقہ اور حلقہ کے متعلق عرض کروں گا کہ میرا salt range ; area. کا ہے اور اس میں مختلف قسم کے مسائل ہیں سب سے بڑا مسئلہ بلند وادیوں سے چشموں میں پانی نمکین علاقوں سے touch ہو کر آتا ہے اور پھر زمین میں شور پیدا کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے لاکھوں ایکڑ اراضی پیا قوالی اور اس کے گرد نواح میں شور زدہ ہو چکی ہے۔

جناب والا اس لیئے میں گزارش کروں گا کہ اس علاقے میں ڈیم بنائے جائیں اور ڈیم سے میٹھا پانی نمکین چٹانوں سے touch نہ کرے اس طرح زمین میں تھور پیدا نہیں ہوگا۔ اور زمین بچ جائے گی وہاں کے دیہات کی آبادی 35 ہزار ہے اور مکینوں کو میٹھا پانی میسر نہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ وہاں پر ڈیم بن جائے تاکہ میٹھا پانی ان تک پہنچایا جائے۔

اس طریقے سے جنا سے جنگلات کو افغان مہاجرین نے تباہ برباد کر کے رکھ دیا ہے ان کی جڑیں تک ختم ہو گئی ہیں ہمارے وزیر وہاں تشریف لے گئے تھے انہوں نے خود دیکھا کہ وہاں جنگلات کی کتنی تباہی ہو رہی ہے۔

جناب افغان مہاجرین کو کیمپوں میں بھیج دیا جائے کیونکہ یہ لوگ منتشر ہو کر پنجاب میں تباہی کا سبب بنے ہوئے ہیں ان کو ایک جگہ کیمپوں میں رکھا جائے۔

جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ پہلی فرصت میں افغان مہاجرین کا انتظام کیا جائے ورنہ جنگلات بالکل تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے علاقے میں ایک مشنری ہائی سکول سے کافی لوگ علم حاصل کرتے تھے ہمارا علاقہ back Ward area- تھا اب وہاں یہ سکول نہیں لیکن اس کی بلڈنگ موجود ہے اور وہاں اب بچے نہیں پڑھ رہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بلڈنگ میں گورنمنٹ ایک ٹیکنیکل کالج کا اجرا کر دے تو ہمارے علاقے میں صنعتی ترقی ہو سکتی ہے کیوں کہ ہمارا تمام علاقہ معدنیات سے مالا مال ہے۔ اس کے علاوہ وہاں سیمنٹ کی انڈسٹری لگائی جا سکتی ہے

اسی طرح وہاں ڈیم اور پمپ لگائے جا سکتے ہیں۔ جناب والا میں اپنی گزارشات آپ کے سپرد کرتا ہوں اس کے بعد میری جناب سے ایک خصوصی گزارش ہے کیوں کہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ جناب اس وقت باہر دور دراز سے جو ایم۔ پی۔ اے صاحبان یہاں کے لیے رہائش کا بہت مسئلہ ہے یا تو ہمیں اس اسمبلی ہال کے باہر تمبو لگانے کی اجازت دی جائے یا پھر ہمارے لیے رہائش کا انتظام کیا جائے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ نے آخر میں جو بات کی ہے کیا ذرا آپ repeat کر سکتے ہیں اور قائد ایوان بھی مہربانی فرما کر توجہ دیں۔

سید محمد اصغر علی شاہ۔ جناب ہم دور دراز سے آتے ہیں لیکن پیپلز ہاؤس میں ہمیں جگہ نہیں ملتی کیونکہ وہاں مشیر ٹھہرے ہوئے ہیں میں تو کہتا ہوں کہ ان کو مالکانہ حقوق دے دیں کیونکہ وہ بھی بے گھر ہیں۔ چونکہ ہمارے ایم۔ پی۔ اے بڑی مشکل سے ہوتے ہیں کبھی کسی ہوٹل میں کبھی کسی ہوٹل میں۔ ہمارے لیے کوئی مستقل جگہ نہیں۔ یہ بڑا تکلیف دہ معاملہ ہے۔ جب بھی ہم اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لیے آتے ہیں ہمارے لیے مشکل ہوتی ہے

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ جناب سید محمد عظیم شاہ صاحب۔

سید محمد عظیم شاہ۔ جناب سپیکر میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر حصہ لینے کا موقع فراہم فرمایا ہے۔

جناب وزیر خزانہ پنجاب نے بجٹ سال 1986-87 بذریعہ تقریر ایوان میں پیش کیا جو قابل تحسین ہے۔ بغیر ٹیکس نافذ کرنے کا اتنا فاضل بجٹ ترتیب دیا گیا ہے جو عوام کے مسائل کے حل کا آئینہ دار ہے علاوہ ازیں یہ فاضل بجٹ قائد ایوان کی صلاحیتوں اور روشن خیالی کا نتیجہ ہے۔ جس کا میں خیر مقدم کرتا ہوں۔

جناب والا۔ جناب وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں جو یہ الفاظ اظہار فرمائے ہیں کہ ہم نے حکومت کی معاشی حکمت عملی کا رخ خوشحال طبقات کی بجائے پسماندہ لوگوں کی طرف موڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کے یہ الفاظ قابل داد ہیں۔

جناب والا۔ خدا کرے کہ وہ ان الفاظ کے مطابق اپنے مقصد میں عمل پیرا ہو سکیں

اول یہ کہ دیہی علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر اور بجلی کی ترسیل کا جو بجٹ میں اظہار کرتے ہوئے 57 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ وہ ہر لحاظ سے ناکافی ہے کیونکہ اکثر پسماندہ علاقے ان سہولیات سے محروم چلے آرہے ہیں جیسا کہ ہماری تحصیل خان پور اور لیاقت پور میں سڑکوں اور بجلی کا بے حد فقدان ہے ۔ یہ دونوں شعبہ جات ایک خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

جناب والا! اس معاملہ میں ہمارے وزیر خزانہ صاحب موصوف اس ناگزیر حالات سے پورے روشناس ہیں مگر افسوس کہ ان شعبہ جات یعنی سڑکوں اور بجلی کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی ۔ حالانکہ عوام کا یہ مسئلہ نہایت اہم ناگزیر ہے۔ اگر ان دو شعبہ جات کے لیے ترجیحی طور پر اتنی خطیر رقم بجٹ میں رکھی جاتی تو پسماندہ علاقے کی عوام کا مقصد تقریباً حل ہو جاتا ہمارے علاقے کے عوام کا زیادہ تر مطالبہ سڑکوں کی تعمیر اور بجلی کی فراہمی کا ہے۔

جناب والا باقی شعبہ جات پر کثیر رقم خرچ کرنے کے لیے بمطابق عزم کیا گیا کہ ہم بغیر سڑکوں اور بجلی کے ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتے ۔ حالانکہ حکومت کو اس بارے میں زیادہ توجہ دینی چاہیے تھی ہمارے علاقے کے لوگ نہایت پسماندگی کی حالت میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں اور موجودہ حکومت پر نظر لگائے بیٹھے ہیں کہ خدا کرے کہ ہمارے یہ مسائل جلد حل ہو جائیں ۔

جناب والا ۱۹۸۵ء میں اے ۔ ڈی ۔ پی ۔ سکیم کے تحت اتنا کچھ ملا ہے جیسا کہ آٹے میں نمک farms to market road سے بالکل قطعی طور ہمارے علاقے کو محروم رکھا گیا ہونا انصافی کے مترادف ہے ۔

جناب سپیکر میں آپ کی توسط سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں درخواست اپیل پیش کرتا ہوں کہ از راہ کرم وہ اپنی روشن خیالی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارے علاقہ کی پسماندگی کو دور کرنے کے لیئے گذشتہ مالی سال کی کمی کو پورا فرما کر بیس میل farms to market roads اور چالیس دیہات بجلی کے لیے خصوصی طور پر میرے حلقہ کو منظور فرماتے جائیں آپ کا یہ عمل ہمارے لیئے قرین انصاف ہوگا اور ہمارے علاقہ کے عوام آپ کو دعاۓ خیر سے یاد کریں گے۔

جناب والا ۔ اس میں کاشتکاران کے مسئلہ پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کاشتکار ملکت

میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔جس کی آمدنی سے ملکی خزانے معمور ہوتے ہیں لیکن کاشتکار کو آج تک حکومت نے کوئی سہولت بہم نہیں پہنچائی کاشتکار اپنی محنت کشی جفاکشی اور کافی خرچہ برداشت کرکے پیداوار بڑھانے کی کوشش کرتاہے۔جب آمدنی اور زرعی پیداوار کے خرچہ کا موازانہ کیا جائے تو آمدنی سے خرچ زیادہ بڑھ جاتاہے۔اس وقت کاشتکار اپنے مسائل میں اتنا دوچار ہو چکا ہے۔کہ وہ اپنی روزی کمانے کے لیے دوسرے وسائل تلاش کر رہاہے۔اگر حکومت نے کاشتکاروں کا ہاتھ نہ بٹایا تو زرعی ترقی کا مسئلہ ختم ہو جائے گا جس سے ملک کو عظیم نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔

جناب والا!اس دور میں زراعت کی ترقی کا انحصار زرعی مشینری پر ہے لیکن زرعی مشینری کی قیمتیں اس حد تک بڑھ چکی ہیں کہ غریب کاشتکار زرعی مشینری کی خرید کا متحمل نہیں رہا۔ نہ تو حکومت کاشتکار کی اجناس کے نرخ خاطر خواہ بڑھاتی ہے اور نہ کاشتکار کو حصول مشینری کی سہولت بہم پہنچاتی ہے۔اگر زراعت کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا مطلوب ہے تو کاشتکاروں کو زرعی مشینری یعنی ٹریکٹرز وغیرہ بغیر ڈیوٹی کے مہیا کیے جائیں اور اس کے ساتھ ہی ان کی اجناس کے ریٹ میں خاطر خواہ اضافہ فرمایا جائے تاکہ کاشتکار دلجمعی اور تندہی سے پیداوار بڑھانے کا کردار ادا کر سکے۔

جناب والا۔اب میں محکمہ آبپاشی کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت محکمہ آبپاشی اور برقی قوت کو بجٹ میں ایک خطیر رقم مہیا کرتی چلی آ رہی ہے۔مگر خدا معلوم کہ یہ محکمہ کن کن Projects پر رقم خرچ کرتاہے۔متعلقہ اخراجات نہروں کی سلٹ صفائی اور مزید نہروں پر پلوں کی تعمیر جو ایک عوامی ضرورت کے متقاضی ہے۔آج تک یہ مسئلہ تشنہ تکمیل ہے نہریں غیر منتقل علاقہ ہائے تحصیل خان پور سلٹ سے بھری پڑی ہے جس کی وجہ سے وہ نہریں اپنے حق کے مطابق پانی نہیں لے سکتیں۔جس کا اثر براہ راست زراعت پر پڑتاہے۔پانی کی کمی کی وجہ سے زراعت کو شدید نقصان پہنچ رہاہے اس لئے نہروں کی سلٹ کی صفائی کرائی جانی نہائت ضروری ہے اس کے متعلق بھی محکمہ کو خاطر خواہ انتظام کرنا چاہیے۔علاوہ ازیں یہ امر قابل ذکر ہے کہ محکمہ آبپاشی کو نہروں پر عوامی ضرورت کے مطابق پل تعمیر کرنا نہائت ضروری ہے۔کیونکہ موجودہ حالات کے تابع ذرائع آمدورفت کی سہولت عوامی ضرورت کی متحمل نہیں۔

جناب سپیکر۔ا فوری ضرورت کے تحت پنجند کی آر۔ڈی۔نمبر 219 اور 220 کے درمیان ایک پل بر موقع موضع بوہڑی واقع تحصیل خان پور کی تعمیر نہایت ضروری ہے کیونکہ اِس علاقہ کے لوگ پنجند کے آر پار جانے کے لیے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ان علاقائی لوگوں کی تکلیف کو دور کرنے کے لیے آپ کی توسط سے وزیر آبپاشی کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں تاکہ ترجیحی طور پر اس پل کی تعمیر کروائی جائے۔یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ خان پور تا چاچڑاں روڈ بوہڑی کو عبور کرتی ہے۔ اِس پل کی حالت کافی عرصے سے ناگفتہ بہ ہے اِس پر ٹریفک چلنے کے قابل نہیں۔جس کی چوڑائی کم از کم 8 فٹ کے قریب ہے جس پر سے ہیوی ٹریفک بڑی مشکل سے گزر سکتی ہے لہٰذا اِس پل کی چوڑائی میں مزید توسیع کی جائے اور اِس پل کو از سر نو تعمیر کیا جائے تاکہ رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

اِس کے علاوہ جناب والا میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک سڑک خانپور براستہ نواں کوٹ تا کے ایل۔پی روڈ پختہ بنی ہوئی ہے لیکن خان پور سے نواں کوٹ تک ساڑھے دس میل سڑک بہاولپور سٹیٹ کے وقت سے تعمیر شدہ تھی جس کا میٹریل بہت کم مقدار میں لگایا تھا اور پھر مارشل لا دور میں 83-1982 میں نواں کوٹ سے کے ایل۔پی روڈ تک 7 میل سڑک تیار ہوئی یعنی خانپور تا کے ایل پی روڈ جو خان پور سے نواں کوٹ تک 10½ میل سڑک بالکل ناکارہ ہو چکی ہے۔ہیوی ٹریفک وہاں سے گزرتی ہے۔پنجاب کی ہائی وے ٹریفک جو اُدھر آتی ہے اِس سے اِس سڑک کا بالکل خاتمہ ہو چکا ہے۔ اِس کے متعلق میں نے جب وزیر متعلقہ کی خدمت میں تحریک پیش کی تھی کہ اس سڑک کو ڈبل بنایا جائے۔ اُمید ہے کہ انہوں نے کیس تکمیل کر کے وزیر اعلیٰ صاحب کی کی خدمت میں برائے منظوری بھجوائی ہوگی۔

جناب سپیکر۔شکریہ شاہ صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے نواب صاحب انہیں بتائیں کہ اِن کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

سید محمد عظیم شاہ۔میں ابھی ختم کرتا ہوں میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اس سڑک کو ڈبل بنانے کی منظوری عطا فرمائیں

جناب سپیکر۔شکریہ شاہ صاحب۔ جناب غلام فرید چشتی

وزیر زراعت - جناب سپیکر وقت ۰۵-۱ بجے تک تھا۔ آج دو بجے میٹنگ ہے
جناب سپیکر - دو بجے تک ختم کر دیں گے - چوہدری صاحب تقریر کریں

میاں غلام فرید چشتی - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب سپیکر میں وزیر خزانہ کو متوازن بجٹ پیش کرنے پر اور غریب وزیر خزانہ سے ترقی کر کے امیر وزیر خزانہ بننے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں - جناب وزیر خزانہ صاحب نے عوام کی بہتری کے لیے جن ترجیحات کا تعین فرمایا ہے - جیسا کہ سات مرلہ سکیم جس کے تحت ساڑھے تین لاکھ غریب عوام کو حقوق ملکیت ملیں گے جو اپنا گھر نہ ہونے کے احساس میں مبتلا تھے - پہلی دفعہ جب ان کو حقوق ملکیت ملیں گے تو ان کو یہ احساس ہوگا کہ ان کا گھر بھی پاکستان میں ہے -

جناب والا سات ہزار ایکڑ رقبہ کو بھی الاٹ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں یہ اپنی مثال آپ ہوگا - اس سے پہلے کسی حکومت نے بھی اتنا جرأت مندانہ اقدام نہیں کیا - جناب والا - کچی آبادیوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا وزیر اعظم پاکستان کے حکم پر اس کا جائزہ لیا جا رہا ہے - ان غریبوں کو حقوق ملکیت دیئے جائیں گے - میں سمجھتا ہوں کہ پہلی حکومتیں اس ضمن میں کافی دعوے کرتی تھیں مگر یہ توفیق اللہ تعالیٰ نے اس حکومت کو عطا کی کیونکہ جو بات انہوں نے کہی وہ کر کے دکھا دی -

جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ وزیر خزانہ نے دیہی معیشت اور دیہی ترقی کے لیے چند اقدامات کیے ہیں - اور پنجاب کو اناج کا گھر قرار دیا ہے - جناب والا بحیثیت کاشتکار کے میری گزارش ہے کہ زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے زراعت ایک پیشہ بھی ہے - اور عبادت بھی مگر افسوس یہ ہے کہ اس کا انحصار صرف سود پر اور ادھار پر ہے - اس ضمن میں میری گزارش ہے زراعت کو ترقی دینے کے لئے بہت زیادہ فنڈز کی ضرورت ہے - اس کے لئے بجلی کی سڑکوں کی اور چھوٹی صنعتوں کو کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہاں کی معاشی صورت بہتر ہو سکے -

جناب والا کاشتکار پر اس وقت مالیہ، آبیانہ، عشر اور زکوٰۃ لاگو ہیں چونکہ ہم اسلامی نظام کی طرف بڑھ رہے ہیں میری گزارش ہے کہ صرف عشر پر ہی اکتفا فرمایا جائے باقیوں سے جان چھڑا دی جائے - (الفاظ ذرا سنگین ہیں) گزارش ہے کہ کاشتکار کی نقد آور فصل - کپاس - گندم - چاول اور گنا رہے - پچھلے سال کپاس اور

گندم کی فصلیں بہت اچھی ہوئیں مگر اس کا فائدہ کاشتکار کو نہیں ملا کیونکہ نرخ بہت
کم اور خرچہ بہت زیادہ تھا جس کا فائدہ زیادہ تر ڈیلروں نے اٹھایا چاول اور گنا
ملیں پچھلے سال بہت کم ہوئیں اور شوگر ملیں اور رائس ملیں اپنے مناسب وقت
چل سکیں ۔ اب حکومت پنجاب کی استدعا پر چاول کی قیمت بڑھ گئی ۔ اور کل وفاقی وزیر
نے گنے کی قیمت بھی بڑھا دی ہے۔ امید ہے کہ زمیندار کے حالات کچھ بہتر ہو جائیں
۔ سب سے پسماندہ طبقہ اگر کسی کو کہا جا سکتا ہے ۔ تو وہ زمیندار کا ہے ۔ زمیندار کی
بجائے کاشتکار زیادہ مناسب لفظ ہے ۔ تو میری گزارش ہے ۔ کہ کاشتکار کو فائدہ پہنچانے
کے لیے تھوڑا سا بوجھ شوگر مل مالکان پر بھی ڈالا جائے ۔ میری تجویز ہے ۔ کہ گنے کی برداشت
کا نظام شوگر مل مالکان کے ذمہ ہونا چاہیے ۔ اس سے زمیندار کی کچھ بہتری ہوگی۔
جناب والا کپاس اور چاول کی تجارت سے حکومت کروڑوں روپیہ کما رہی ہے
میری گزارش ہے کہ زمیندار کو کچھ بونس دیا جائے ۔
جناب سپیکر ۔ ابھی میاں صاحب آپ کاشتکار کا لفظ استعمال کر رہے تھے ۔
میاں غلام فرید چشتی ۔ جی ۔ ہاں کاشتکار کو دیا جائے
جناب والا بجلی کے لیے بھی ٹائم ٹیبل دیا گیا ہے ۔ اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے
کہ واپڈا کے نظام کو معتدل بنایا جائے ۔ وفاقی وزیر خزانہ نے flat rate متعین فرمایا
یہ بھی بہتر ہے ۔ اور آدھے میل اور میل کی شرط کو ختم کیا جائے کیونکہ میرے
علاقے میں کوئی گاؤں اس شرط پر پورا نہیں اترتا اس لیے میری پرزور گزارش ہے
کہ میل اور آدھے میل والی شرط کو ختم کیا جائے ۔
جناب والا زراعت کو ترقی دینے کے لیے farms to market roads کی اشد ضرورت
ہے ۔ میں زراعت کا ذکر اس لیے زیادہ کرتا ہوں کیوں کہ میں خود کاشتکار ہوں ۔
اور میری حالت تمام دیگر طبقات سے بری ہے ۔ جناب والا ہم انتخاب سے جیت کر
اس ہاؤس میں پہنچے ہیں ہم نے وعدے کیے تھے کہ علاقے کی بہتری کے لیے ہم جو کریں
گے کر کے دکھائیں گے ۔ اس موقع پر میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں
رہ سکتا کہ انہوں نے میرے حلقہ میں ترقیاتی سکیموں کی منظوری عطا فرمائی اور سکولوں
کا اجراء کیا اس کے لیے میں ان کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔

جناب محکمہ اوقاف کے بجٹ میں بھی کافی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس ضمن میں میری گزارش ہے کہ محکمہ اوقاف نے درگاہ حضرت بابا فرید الدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ وہاں سے محکمے کو لاکھوں روپے حاصل ہو رہے ہیں مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے درگاہ شریف کے لیے اور نہ ہی زائرین کے لیے کوئی رقم خرچ کی ہے۔ میری گزارش ہے کہ محکمہ اوقاف پر خاص توجہ فرمائے اور وہاں پر ایک سرائے، حجروں کی مرمت اور روضہ حضرت نوح دریا رحمتہ اللہ علیہ کی مرمت کروائیں حالانکہ چیف منسٹر صاحب وہاں پر خود تشریف لے گئے تھے اور وزیر اوقاف بھی ان کے ساتھ تھے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا تھا کہ روضے کی مرمت کی جائے مگر تا حال اس پر کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔

جناب ایک گزارش اور کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر مسلم اوقاف کے پٹہ داران پر عشر کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ حالانکہ باقی کاشتکاروں کے معاملات میں عشر کی ذمہ داری مالک پر ہوتی ہے۔ مگر اس محکمہ نے عشر کی ذمہ داری پٹے داروں پر ڈال رکھی ہے۔ میری گزارش ہے کہ یہ عشر کی مالیت یا جتنا ٹیکس بنے حکومت کو محکمہ اوقاف ادا کرے نہ پٹے داران۔

جناب والا پچھلے سال بجٹ اجلاس کے موقع پر گزارش کی گئی تھی کہ پاکپتن شریف کو براہ راست ٹیلی فون سسٹم کے ساتھ منسلک کیا جائے مگر تا حال اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ التماس ہے کہ اس طرف بھی وفاقی حکومت کو توجہ دینی چاہیے۔

جناب والا وزیر خزانہ نے تعلیم پر بھی بہت سی رقم رکھی ہے۔ گزارش ہے کہ جن سکولوں کی عمارات نہیں ان کو ترجیحی بنیادوں پر عمارات مہیا کی جائیں اور ان کو فرنیچر بھی مہیا کیا جائے تاکہ طلبہ سکول سے اپنی تعلیم حاصل کر سکیں اس سے تعلیم کا معیار بھی بلند ہو گا اگر سکول ہی نہیں ہو گا تو تعلیم کا معیار بہتر نہیں ہو گا۔

جناب والا پولیس کے لیے بھی بہت سی رقم رکھی گئی جس سے کہ عوام کے جان و مال کی حفاظت ہو گی۔ اور جرائم کی بیخ کنی ہو گی۔ بس ایک چھوٹی سی شکایت ہے کہ لاہور میں رات کو دس گیارہ بجے کے بعد پولیس کے اہلکاران نظر نہیں آتے جب کہ رات کو ہی ان کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ جناب والا ایک بہت بڑا مسئلہ جسے بڑا سنگین مسئلہ کہا جاتا ہے بے روزگاری کا ہے۔

نوکریاں تو لوگوں کو مہیا کی جا رہی ہیں لیکن میری گزارش ہے کہ اس میں اور زیادہ کوشش فرمائی جائے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ اور پڑھے لکھے بیروزگار حضرات برسر روزگار ہو جائیں۔ جناب گین ٹیکس اور کیپٹل ٹیکس کو ختم کر کے حکومت نے بہت اچھا اقدام کیا ہے جو قابل داد ہے۔ جناب والا وزیر خزانہ نے محکمہ بلدیات کے لیے کچھ رقم دینے کا فیصلہ کیا ہے میری گزارش ہے کہ پانچوں انگلیاں ایک جیسی نہیں ہوتیں مگر اس ضمن میں میری گزارش ہے کہ بلدیات کے حساب پر کچھ نگرانی ہونی چاہیے۔ کیونکہ چیئرمین حضرات یا اور کونسلر با اختیار لوگ ٹھیکیداروں سے دس سے چودہ فیصد تک کمیشن لیتے ہیں جس کی وجہ سے کام تسلی بخش نہیں ہوتا میٹریل ناقص استعمال ہوتا ہے جس کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اس کی مرمت کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ لہذا اس شعبہ میں کچھ کنٹرول کی ضرورت ہے۔ تب یہ پاک پتن کی بلدیہ اس معاملے میں سرفہرست ہوگی۔ جناب والا میں نے آپ کا بہت وقت لیا آپکی نوازش اور شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت عطا کیا۔

جناب سپیکر: اجلاس کل صبح ۹ بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی اتوار یکم جون صبح ۹ بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار، یکم جون ۱۹۸۶ء

(یک شنبہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ شمارہ ۱۴

سرکاری رپورٹ

مندرجات

اتوار، یکم جون ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآنِ پاک اور اس کا اردو ترجمہ - - - - - - - ۹۶۹

سابق رکن چودھری سعی محمد آف چھیمبوک وفات پر دعائے مغفرت - - ۹۷۰

میزانیہ برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء میں عام بحث - - - - - - - ۹۷۰

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

اتوار، یکم جون، 1986ء
یکشنبہ 22 رمضان مبارک 1406ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا۔ جناب
سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اُردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ أَقْوَمُ
وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيْرًا ○
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ
الظّٰلِمِيْنَ إِلَّا خَسَارًا ○ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ
مَثَلٍ فَأَبٰى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُوْرًا ○ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ
حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ
عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ○ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ
نَزَلَ وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○

س بنی اسرائیل ۔ ۱۷ آیات ۹ ۔ ۸۲ ۔ ۸۹ ۔ ۷۰ اور ۱۰۵

بیشک یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو اچھے کام
کرتے ہیں خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

اور ہم قرآن کے ذریعے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت
ہے اور ظالموں کے لئے تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔

اور ہم نے قرآن میں سب باتیں طرح طرح سے بیان کر دی ہیں مگر اکثر لوگوں نے انکار کے
سوا اس کو قبول نہ کیا۔ اور ہم نے آدم کی اولاد کو بڑی عزت بخشی اور ان کو جنگلوں اور سمندروں
میں طرح طرح کی سواریوں کے اٹھائے اٹھائے پھرے اور کھانے کے لئے بہترین رزق عطا کیا۔
اور مخلوقات کی اکثریت پر فضیلت بھی عطا کی۔

اور ہم نے اس قرآن کو سچائی کے ساتھ نازل کیا اور وہ سچائی کے ساتھ نازل ہوا اور
ہم نے آپ کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ وما علینا الا البلاغ

سابق رکن چودھری سمیع محمد آف چیچو کی وفات پر دُعائے مغفرت۔

چودھری غلام رسول۔ جناب سپیکر اس معزز ہاؤس کے ایک سابق رکن چودھری سمیع محمد آف چیچو۔ 30 مئی کو وفات پا گئے ہیں۔ جناب والا وہ پرانے مسلم لیگی اور دو دفعہ اس معزز ایوان کے رکن رہے ہیں۔ میں ان کے لیے ایصال ثواب کی دعا مغفرت کے لیئے اپیل کرتا ہوں۔ اس ہاؤس میں دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر۔ دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر۔ پرویلج موشن نمبر 16 میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی طرف سے پرویلج موشن ہے۔ مولانا صاحب اس کو کل پہ رکھ لیں آج ذرا ڈسکشن ہو جائے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ ٹھیک ہے۔

میزانیہ برائے سال 87-1986 پر عام بحث

جناب سپیکر۔ میرے پاس آج بزنس کے شیڈول کے مطابق بجٹ پر بحث کا آخری دن ہے۔ میرے پاس بحث میں حصہ لینے والے معزز اراکین اسمبلی کے ناموں کی تعداد 27 ہے جناب وزیر خزانہ اس بحث کو وائنڈ اپ کریں گے ان ستائیس ناموں کے علاوہ بھی ایک دو وزراء صاحبان بجٹ پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ مزید برآں میرے پاس آٹھ دس نام ایسے موجود ہیں جو بحث میں حصہ لینا چاہتے تھے اور جنہیں میں نے بحث میں حصہ لینے کی دعوت بھی دی لیکن وہ ایوان میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ اگر انہیں بھی بحث کے لیے شامل کر لیا جائے تو تقریباً چھتیس نام بن جاتے ہیں۔ یہ تمام اراکین دو طریقوں سے اس بحث میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم وقت مزید کم کر دیں اور پانچ پانچ منٹ کی تقریر ہو جائے اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام صاحبان بحث میں حصہ لے سکیں گے۔ اگر آپ یہ پسند کریں تو پھر ہم اجلاس دو بجے تک ختم کر سکتے ہیں اور جو صاحبان اس بحث میں حصہ لینے رہ گئے ہیں انہیں بھی وقت مل جائے گا۔ حاجی صاحب، تشریف رکھیں ــــ (مداخلت) جب سپیکر ایوان سے مخاطب ہو تو قواعد و ضوابط اور آئین کے مطابق کسی قسم کی مداخلت جائز نہیں ــــ اگر آپ زیادہ وقت کے لیے بولنا چاہتے ہیں تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس طرح دوسری

صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہمیں بعد دو پہر کا اجلاس کرنا ہوگا۔ ہم اجلاس دو بجے ملتوی کر کے پھر چار بجے شروع کر سکتے ہیں۔ مخدوم زادہ صاحب، آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر، میں آپ کی توجہ "May's Parliamentary Practice" صفحہ 243 کی طرف دلاتا ہوں۔ آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ حکومت نے جب چار دن مانگے تھے تو آپ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ ہم انہیں تین دن دیں گے اور ایک دن ہم لیں گے۔ میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ گورنمنٹ کا وقت ہم نہیں لینا چاہتے بلکہ ان کے ممبران کو بولنے کا حق دینا چاہیئے۔ انہوں نے ہم سے زیادہ وقت لیا ہے۔ آج ہمیں آپ نے ترجیحی سلوک دینا ہے۔ میں آپ کے سامنے یہ رکھتا ہوں۔

*See. 243 ". . . . . The Leader of the Opposition is by custom accorded certain peculiar rights in asking questions of Ministers, and member of the Shadow Cabintand other official Opposition spokesmen are also given some precedence in asking questions and in debate."

تو کارروائی میں حصہ لینے کا آج ہمارا زیادہ حق بنتا ہے۔ حزب اختلاف کے اراکین نے کم تقریریں کی ہیں حزب اقتدار کو ہم نے زیادہ وقت دیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ آج ہمارے ساتھ ترجیحی سلوک کیا جائے۔ جو فراخ دلی ہم نے حکومت کے اراکین کو دکھائی ہے، وہ فراخدلی آج حزب اختلاف کے اراکین کے لیے بھی دکھائی جائے۔

جناب سپیکر۔ لاء منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے؟ کیونکہ یہ بات لاء منسٹر صاحب کی موجودگی میں طے ہوئی تھی کہ بجٹ کے لیے تھوڑے دن رکھے جائیں اور حزب اختلاف کو کہا گیا تھا کہ آپ زیادہ وقت لے لیں۔ یہ بات میری موجودگی میں ہوئی تھی۔ میں نے وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف کی موجودگی میں یہ پروگرام تشکیل دیا تھا۔ جس میں ہم نے بجٹ کے لیے پانچ دن مقرر کیے تھے۔ اور لاء منسٹر صاحب نے یہ پیش کش کی تھی، کہ حزب اختلاف اس پر بے شک زیادہ وقت لے۔ ہم کم ٹائم لیں گے۔ مخدوم زادہ صاحب صحیح فرما رہے ہیں۔

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد) جناب والا: جناب نے جو پروگرام طے فرمایا ہے، اس سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن ترجیحی بنیادوں پر سلوک ہمیں قابل قبول نہیں۔ اس کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ گزشتہ چار روز سے یہ صاحبان خاموش رہے ہیں۔ انہیں اپنا وقت مساوی طور پر تقسیم

کرنا چاہئے تھا پہلے دن انہیں دعوت دی گئی۔ لیکن انہوں نے اپنی شکست کا اعتراف کیا کہ ہم تیاری کر کے نہیں آئے۔ اس کے بعد پھر تین دن نہیں بولے۔ اب آخری دن سارا وقت ہی یہ لینا چاہتے ہیں۔ باقی دنوں میں بھی حزب اختلاف کے اراکین ہی بولیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انصاف نہیں۔ انہیں اگر بولنا تھا تو چار روز گزر گئے ہیں۔ برابر برابر وقت تقسیم کر کے یہ بول لیتے۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہے کہ انہوں نے گزشتہ چار روز سے بحث میں حصہ لینے کی کوشش نہیں کی۔ میرے پاس ان کے نام آئے ہوئے تھے اور میں ان کو دعوت دیتا رہا ہوں۔ میاں اسحاق صاحب غالباً بات کر چکے؟ ــ نہیں کر چکے؟ ــ میاں صاحب، آپ بجٹ پر بحث کر چکے ہیں ــ میاں افضل حیات صاحب کر چکے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں بات کر چکا ہوں تو میں مزید اصرار نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں تو آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا آپ بات کر چکے ہیں یا نہیں؟

میاں محمد اسحاق: بہرحال آپ کی موجودگی میں اتفاق رائے تھے وہاں معاہدہ طے ہوا تھا۔ اور میں بھی وہاں موجود تھا۔ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ حزب اختلاف کے بنچوں سے کسی نے بولنا ہی نہیں، صرف حزب اقتدار کے اراکین نے بولنا ہے۔ آپ بھی وہاں موجود تھے اور آپ نے اس امر کی تصدیق بھی کر دی ہے۔ مگر ہم نے کہا تھا کہ ہم حکومت کے ممبران کا وقت نہیں لینا چاہتے۔ انہیں بولنا چاہیئے۔ ان کی زبان بندی نہ کریں۔ ان کا ذہن ہے، ان کا ضمیر ہے۔ اپنے ضمیر کے مطابق انہیں بات کرنے دیجئے۔ مگر بار بار اصرار کے باوجود گورنمنٹ نے یہی کہا کہ ہمارے ممبران کوئی بات نہیں کریں گے۔

وزیر خزانہ: جناب والا، ہمارے ممبران گونگے بہرے تو نہیں کہ بات نہیں کر سکتے۔ ہم نے کب کہا ہے کہ ہم بات نہیں کریں گے؟ ضرور کریں گے اور ڈنکے کی چوٹ پر کریں گے۔

میاں محمد اسحاق: ہم نے تو پہلے ہی دن سے بار بار اصرار کیا ہے۔ مگر اس کو ہماری شکست ظاہر کیا جا رہا ہے۔ یہ ناانصافی ہے۔ ہم نے پہلے روز ہی چٹھیں دی تھیں، اس کے بعد بھی چٹھیں دی ہیں۔ آپ سے بار بار اصرار اور تکرار کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود ہمیں وقت نہیں دیا گیا۔ ہمارا حق چھینا گیا ہے۔ ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب سپیکر، روایتاً بجٹ پر بحث کا آغاز تنقید سے ہوتا

ہے اور وہ تنقید قائد حزب اختلاف کرتے ہیں۔ اس دن مخدوم صاحب نے تیاری نہ کی ہوئی تھی۔ ہم نئے ممبر ہیں، ہم تو ان سے سیکھنا چاہتے تھے کہ تنقید کیسے کی جاتی ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ دو بجے تک کا اجلاس کا وقت حکومتی پارٹی کے ارکان کو دے دیا جائے۔ اور سہ پہر کے اجلاس میں حزب اختلاف کو بحث کرنے کا موقع دے دیا جائے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر یہ حضرات فرما رہے ہیں یہ آپ ہی ایک چیز بنا کر یہاں لاتے ہیں اور آپ ہی اس پر بحث کرتے ہیں آپ خود ہی انصاف فرمائیے کہ وقت تو ہمیں ملنا چاہیئے تھا یہ ہم سے پوچھتے کہ اس میں کون کون سی خامیاں ہیں اور ان کو کیسے درست کیا جا سکتا ہے۔ آج تک کسی اسمبلی کا یا کسی محفل کا یہ طریقہ کار نہیں رہا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کو وقت ملے گا گھبرایئے نہیں۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب سپیکر آپ ان کو بولنے کا موقع دیں اور ان سے ہی wind up کرائیں۔ اس دن انہوں نے اپنا موقع جانے دیا آج انہیں سے wind up کرائیں۔

جناب سپیکر: پیرزادہ صاحب اس مسئلہ کو بھی ختم ہونا چاہیئے۔

حاجی محمد بوٹا: جناب سپیکر پچھلے اجلاس میں ایم۔ ڈی۔ اے نے ہمیں غلط جواب مہیا کیا تھا۔ اس ضمن میں ہم نے تحریک استحقاق پیش کی تھی اور اس کو بحث کرنے کے بعد کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔ اس کمیٹی نے اس پر بہت چھان بین کی اور اس پر لاکھوں روپوں کے اخراجات ہوئے لیکن اس دوران ہمیں بہت کچھ پتہ چلا کہ وہاں کروڑوں روپوں کا غیر قانونی سرمایہ خرد برد کیا ہوا تھا۔ یہ دس بیس پچاس لاکھ روپے کا معاملہ نہیں بلکہ کروڑوں روپوں کا معاملہ ہے۔ اس پرکٹ کے لیے 7 تاریخ مقرر کی ہوئی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک بڑا اہم اور مثالی کیس ہے، اور اس کیس سے پنجاب اسمبلی کی شان بڑھے گی کیونکہ 7 تاریخ کو اجلاس نہیں ہوگا۔ اس لیے سات تاریخ سے پہلے کوئی دن مقرر کیا جانا چاہیئے۔ اس پر ہم نے اور کمیٹی نے بہت محنت کی ہے۔ اس کروڑوں روپے کے ضمن پر ضرور بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ Procedural matter ہے۔ اس لیے آپ اس قسم کی تجویز مجھے میرے chamber میں دے سکتے ہیں اس وقت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر۔ میرا خیال ہے کہ آج دوسری نشست کریں۔

اور پہلا وقت ہمیں دے دیں۔ ان کی اکثریت اور حکومت ہے۔

جناب سپیکر: صاحبزادہ مظہر الحق

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر میرا ایک پوائنٹ ہے چونکہ منسٹر صاحب شائد عمرہ پر تشریف لے جائیں گے۔ اور فنانس بل جو پیش کیا گیا ہے۔ میں آپ کی توسط سے وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں۔ انہوں نے stamp duty میں ترمیم کی ہے۔ یہ ترمیم انہوں نے سیکشن 31 اور 23 میں کی ہے۔ اور 23 کی substitution میں نئی کلاز بی ڈالی گئی ہے۔ اور سیکشن 31 میں بھی کلاز بی میں ترمیم کی ہے۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ Applicable to all transaotions. یا اس میں exemption بھی ہے۔ کیونکہ چھوٹے مالکان کو کچھ رعایت دی گئی تھی۔ اور اس کا notification ہے With the Government under Article 9 یہ تو نہیں ہوگا کہ یہ Stamp Act کے باہر آرٹیکل ۹ کو invoke کرکے وہ مراعات جو چھوٹے کاشتکاروں کو اس وقت حاصل ہیں۔ کیا حکومت کا یہ ارادہ تو نہیں کہ وہ مراعات واپس لے لیں۔ اگر یہ Notification چاہیں تو وہ بھی پڑھ دیتا ہوں۔ اس کی ایوان میں یقین دہانی کرا دی جائے۔ کہ اس سے چھوٹے کاشتکاروں پر اثر نہیں پڑے گا۔ میں اس نوٹیفکیشن کو پڑھ دیتا ہوں۔

وزیر خزانہ: کیا آپ اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ اس کا اثر کیا ہوگا؟

قائد حزب اختلاف: آپ نے یہ apply کیا ہے To whole of the Punjab اس میں کسی قسم کا لین دین ہونا چاہیے وہ ہبہ ہو Sale mutual exchange ہو۔ آپ نے stamp duty کے کچھ نرخ بڑھائے ہیں۔ لیکن تین چار notification وقتاً فوقتاً آتے رہے ہیں۔ حنیف رامے صاحب نے یہ مہربانی فرمائی تھی پہلے انتقال ہو جاتے تھے لیکن رجسٹریشن کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کے بعد حکومت نے Notification کے ذریعے کمی بیشی کی۔ کیونکہ اس پر غریب کاشتکاروں نے اعتراضات کئے تھے۔ آخری Notification مورخہ 28 جون 1975 اور اس کا نمبر ہے 1626/75-3763 / ایس ٹی I

جناب سپیکر مشترکہ کھاتے میں جائیداد تقسیم نہیں اس میں کوئی منفعت نہیں۔ اس میں کوئی نفع کی چیز نہیں کوئی روپے کا لین دین نہیں اس کو مستثنیٰ کیا جائے Gift in favour of legal heirs. جائز وارثان اور 25 ایکڑ تک کے چھوٹے زمیندار کو مستثنیٰ کیا ہوا تھا۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud :

I am already on a Point of Order how can you raise a Point of order on a Point of order.

چوہدری صاحب آپ خود دیکھیں آپ قانون جانتے ہیں میں قانون سے واقف نہیں۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب کو علم نہیں تھا کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: تیسرا ہے جناب تبادلہ۔ اگر باہمی تبادلہ ہو اور وہ بھی 25 ایکڑ منتقلی تھی۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں اگر حکومت اس کو اسی طرح رکھے گی تو ہمیں فنانس بل منظور ہے۔ وگرنہ میں عرض کروں گا کہ پیشتر اس کے کہ چونکہ ہم ترمیم نہیں دے سکتے یہ money bill ہو جاتا ہے۔ میں وزیر خزانہ کے ساتھ مل کر چیف منسٹر کے پاس جانے کے لیے تیار ہوں کہ وہ ایوان کو یہ یقین دہانی کرا دیں کہ exemptions null and void نہیں ہوں گی۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب آپ کی بات سے پہلے اگر آپ مجھے اجازت دیں۔ تو میں عرض کروں اس سلسلہ میں میں یہ تجویز کروں گا کہ مخدوم زادہ صاحب اور وزیر خزانہ صاحب اس سلسلے میں باہر بیٹھ کر بات کر لیں اگر آپ یہ تمام بات سمجھ جائیں تو آپ اپنی اختتامی تقریر میں اس کی وضاحت فرما دیں

وزیر خزانہ: جناب سپیکر اس کی وضاحت یہیں کر دوں تو بہتر ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی ان کے دل میں شکوک پیدا ہوں تو وہ دور کرنے کے لیے ہم تیار رہیں۔

جناب سپیکر: جی فرمائیں۔

وزیر خزانہ: پہلے تو مخدوم صاحب نے فرمایا کہ میں ان کے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس جاؤں لیکن میں کہیں بھی ان کے ساتھ جانے کے لیے تیار نہیں کیونکہ وہ خطرے سے باہر نہیں ہوتا اس کے بعد جناب والا مخدوم زادہ صاحب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ Stamp Act میں جو ترمیم کی جا رہی ہے۔ اور گین ٹیکس کو ختم کرنے کا جو فیصلہ ہے اس کو نیا د بناتے ہوئے اس کو مختلف طریقوں سے cover کرنے کے لیے کہا گیا تھا۔ اور 2% ڈیوٹی جو بڑھائی جاتی ہے اس میں ترمیم کی جا رہی ہے۔ یہ ان علاقوں تک محدود ہو گی جہاں گین ٹیکس لاگو ہے جہاں گین ٹیکس لاگو نہیں وہاں اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا میں یہ پوچھ رہا تھا ....

جناب سپیکر: وزیر زراعت پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا میں اسی بات پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ مخدوم زادہ صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ کیا وہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟ فنانس بل کے بارہ میں یہ کہنا کہ آیا کس پر لاگو ہوگا اور کس پر لاگو نہیں ہوگا۔ جب فنانس بل اس ہاؤس کے سامنے پیش ہوگا۔ اس وقت یہ اعتراض بھی کر سکتے اور پوچھ بھی سکتے ہیں۔ لیکن اس وقت پوائنٹ آف آرڈر کا سہارا لے کر ایوان کا آدھہ گھنٹہ ضائع کیا ہے اور Notification کے نمبروں پر اس طرح بولنا کیا درست ہے۔ اور میں اس پر جناب والا کی وضاحت چاہونگا۔ کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر کس طرح بنتا ہے یہاں کس Rules of Procedure کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ جو معاملہ اس وقت زیر بحث ہے۔ اس کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر کی کیا ضرورت محسوس ہوئی۔

جناب والا۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کئی چیزیں صرف قانون سمجھنے والا ہی سمجھ سکتا ہے اور میں یہ عرض کرنے کی جسارت اس لیے کر رہا ہوں کہ conveyance اور gift یا transfer deed اور اس طرح کی بہت سی دیگر چیزیں Stamp Act کے زیر دفعات آتی ہیں۔ سارے کے سارے convayance کے تحت نہیں آتے۔ اس لیئے سب کو یکجا کر کے کہنا کہ ان کو کنوینس کے ہیڈ کے تحت ٹیکس ڈیوٹی لگا دی جائے گی یہ غلط ہے اور میرا خیال ہے کہ بنیادی طور پر اس نکتے کو سمجھنے کی ضرورت ہے تو اس کے لیے Stamp Act میں علیحدہ علیحدہ Article اور Section موجود ہیں جس کے تحت ان پر ڈیوٹی لگتی ہے اس لیے میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ کونسا پوائنٹ آف آرڈر ہے جو اس جنرل بحث کے دوران اٹھایا گیا ہے جب کہ ابھی تک فنانس بل پیش ہی نہیں ہوا۔ اس کے متعلق بات ہو رہی ہے۔ جب فنانس بل پیش ہو تو اس وقت یہ مسئلہ اٹھائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر۔ آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ ایک جاہل آدمی کو، وزیر زراعت، جو پہلے وزیر قانون رہ چکے ہیں، یہ بتائیں کہ جب فنانس بل آئے گا تب ہم اس پر ترمیم پیش کر سکیں گے۔ کیا یہ منی بل نہیں ہے اور گورنر کی منظوری اس کے لیئے ضروری نہیں ہے؟ کیا گورنر منظوری دے گا بغیر چیف منسٹر کے؟ اور کیا چیف منسٹر عمرے کی ادائیگی کے لیئے نہیں جا رہا؟ یہ آپ کس قانون کے تحت کہہ رہے ہیں۔ کہ جب فنانس بل پیش ہوگا۔ اس وقت آپ بحث کریں گے۔ آپ پہلے قانون کو خود سمجھیے اور سپیکر صاحب سے پوچھیں۔ کہ

اس طرح ترمیم کرنے کے لیئے منی بل پر ترمیم چاہیئے جس پر گورنمنٹ اور گورنر کی منظور چاہیئے۔ اس لیے یہ جواز پیدا ہوتا ہے۔ اور آپ نے کہا ہے کہ یہ conveyance of all types میں نے تو اس section کو refer کیا ہے جہاں پر یہ مؤثر ہوتا ہے میں نے تو جنرل بات کی ہے۔ میں تو یہی یقین دھانی چاہتا ہوں کہ آپ نے جن چھوٹے کاشت کاروں کو چھوٹ دی ہے۔ وہ ....

وزیر زراعت : جناب والا۔ کیا پوائنٹ آرڈر کے تحت کوئی بھی یقین دھانی کی جا سکتی ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : قبلہ ! میں صرف یہ یقین دھانی چاہتا ہوں کہ فنانس بل ہمارے لئے فائنل ہے اس پر ترمیم تجویز کر نہیں سکتے یہ ہماری مجبوری ہے اگر ordinary legislation ہوتی تو ہم ترامیم پیش کرتے۔ ہم ترامیم دے نہیں سکتے۔ میں وضاحت چاہتا ہوں کہ Under the Finance Bill یہ cover ہوتا ہے، یہ exemption موجود ہے صرف آپ کو یہ assurance دینی ہے کہ جو چھوٹے کاشت کاران جو کہ 25 ایکڑ تک اراضی کے مالکان ہیں، وہ پارٹیشن یعنی تقسیم، گفٹ، اپنے ورثار کو ایکسچینج۔ آپس میں تبادلہ اور consolidation سے نیچے نہیں آئیں گے۔ بس۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت (جناب محمد اقبال) : جناب سپیکر ! ہمارے فاضل دوست اس میں شائد تھوڑی سی confusion سمجھتے ہیں۔ یہ بل شہری علاقوں کے لیئے ہے جہاں پر گین ٹیکس لاگو تھا کیونکہ دیہی علاقہ جات میں گین ٹیکس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیئے exchange کی بات میرے خیال میں irrelevant ہے۔ گین ٹیکس صرف شہری علاقوں کے لیئے نافذ ہے اور جہاں پر گین ٹیکس نافذ تھا۔ وہاں ڈیوٹی بڑھائی گئی ہے۔ بات بہت واضح ہے لیکن میرے خیال میں حزب اختلاف کے بھائیوں کو confusion ہوئی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا۔ میں تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر یہ ترامیم Amendment Act میں لے آئیں کہ It is only applicable there.

انہوں نے بل پڑھا ہی نہیں۔ یہ دیہی آبادی پر لاگو کیا جا رہا ہے۔ تقسیم اور exchange دیہی علاقوں میں ہوتی تھی۔ یہ provision کہاں ہے جہاں گین ٹیکس لاگو ہوگا؟ اب میں کیا کہوں نہ سمجھ آئے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ اس پر میں یہ کہوں گا کہ فنانس بل میں کوئی ترمیم گورنر صاحب کی یا گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے فنانس بل کے بارے میں کسی قسم کی ان کے ذہن میں کوئی misunderstanding ہے تو اس پر وہ پوائنٹ آف آرڈر کی شکل میں بات کر سکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے جیسے وزیر زراعت صاحب نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر ارشاد فرمایا کہ کیا پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی یقین دہانی حاصل کی جا سکتی ہے؟ تو اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی یقین دہانی حاصل نہیں کی جا سکتی۔ تو بات یہ طے ہوئی کہ جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب اور جناب فنانس منسٹر آپس میں مل کر علیحدہ بیٹھ کر بات کر لیں اور جس نتیجہ پر پہنچیں ہمیں اس سے مطلع کریں

(اس مرحلہ پر مخدوم زادہ سید حسن محمود اور چودھری محمد اقبال صاحب باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: جناب چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر کچھ عرض کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں بجٹ پر اپنی گزارشات کا آغاز اس طرح کروں گا ....

جناب سپیکر: آپ کی تشریف آوری سے قبل یہ طے ہو چکا ہے کہ ہر معزز ممبر کو پانچ منٹ دیئے جائیں گے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب پانچ منٹ کافی ہیں۔ ارشاد سر آنکھوں پر۔ جناب والا جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے کہ آیا بجٹ معیاری ہے؟ آیا بجٹ عوام کی امنگوں کے عین مطابق ہے؟ آیا بجٹ ہمارے عوامی نمائندگان کی رائے کے مطابق ہے۔ جناب والا۔ بغور مطالعہ کرنے کے بعد میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ بجٹ معیاری، عوام کی امنگوں اور عوامی نمائندگان کی نشاندہی کے مطابق ہے۔ اس بجٹ میں منصوبہ بندی عوام کی خواہشات کے مطابق کی گئی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! صرف چیمہ صاحب پر تھوڑا سا دباؤ ہے۔ تقریر وہ اچھی کر رہے ہیں اور کرنی بھی چاہتے ہیں۔ ان کے پاس الفاظ کا ذخیرہ بھی موجود ہے۔ لیکن دباؤ صرف یہ ہے کہ جو آپ نے کہا ہے کہ پانچ منٹ تقریر کر سکتے ہیں۔ اور یہ وقت ہر مقرر کے لیے برابر ہو گا۔ جو رکن بھی بولنا چاہے گا۔ جناب سپیکر! میری گزارش

ہے کہ ان کا اور ساتھ ہر مقرر کا وقت بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس پر میں نے پہلے آپ سے عرض کیا ہے۔ کہ اگر آپ کھل کر بات کرنا چاہتے ہیں تو بعد دوپہر بھی اجلاس کیا جاسکتا ہے۔ آپ اس بات سے اتفاق کریں۔

جناب سپیکر: آپ اتفاق کرتے ہیں (آوازیں۔نہیں۔کورم نہیں ہوگا)

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ اتفاق کرنا بھی چاہیئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جو صاحبان تقاریر کر چکے ہیں یا تقاریر نہیں کرنا چاہتے وہ تو ظاہر ہے۔ کہیں گے کہ بعد دوپہر سیشن نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن آپ ان بھائیوں کا بھی خیال فرمایئے۔ جو اپنے اپنے علاقوں اور بجٹ پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا حق ہے کہ ان کو وقت دیا جائے کہ وہ اپنی بات کر سکیں اور اس کے لیئے آپ جو صاحبان تقاریر فرما چکے ہیں۔ آپ بھی تھوڑی سی قربانی دیں کہ آپ ان کی خاطر بعد دوپہر سیشن پر آمادہ ہو جائیں۔ تاکہ وہ بات کر سکیں تو سب لوگ بعد دوپہر سیشن کے لیے اتفاق کرتے ہیں۔ ٹائم دس منٹ ہوگا۔ جی چیمہ صاحب! ارشاد فرمایئے۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب والا۔ سب سے خوش آئند بات یہ ہے کہ موجودہ بجٹ میں گین ٹیکس کا خاتمہ کیا گیا ہے، اور گین ٹیکس کی لعنت جو کہ صوبہ کے عوام کو بہت بری طرح سے چمٹی ہوئی تھی۔ اسے سال 1962 میں لاگو کیا گیا تھا۔ اور آج تک کوئی حکومت اس کا علاج نہیں کر سکی تھی۔ اور یہ مسلم لیگ اور موجودہ حکومت کو فخر حاصل ہے کہ عوام کو گین ٹیکس کی لعنت سے نجات دلائی گئی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ ہسپتالوں میں لاگو ہونے والی 10 روپے یومیہ بستر فیس بھی اس بجٹ میں ختم کر کے عوام اور محکمہ صحت کے لیئے مستحسن قدم اٹھایا گیا ہے۔ اس بناء پر میں وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ جہاں تک گین ٹیکس کا تعلق ہے۔ میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ سب سے پہلے میں ہی اس کا محرک تھا۔ جس کا جناب چیف منسٹر صاحب نے بروقت اعلان کر کے صوبہ پنجاب کے عوام کو اس سے نجات دلائی

اس کے بعد میں جناب کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراؤں گا۔ کہ جہاں تک عدلیہ کا تعلق ہے۔ اصولی طور پر حکومت کو اس کا نوٹس لینا ہوگا۔ کہ عدلیہ کے سیشن ججوں اور ایڈیشنل سیشن ججوں، سول ججوں اور سینئر سول ججوں کے فنانس ڈیپارٹمنٹ یا محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی وجہ سے، یہ بات حیرانگی سے کہنا پڑتی ہے سب کے گریڈ زیکساں ہیں۔ سینئر سول جج کا گریڈ بھی

18 ہے۔ اور سول جج فرسٹ کلاس کا بھی گریڈ 18 ہے۔ ایڈیشنل سیشن جج کا بھی گریڈ 18 ہے۔ اس میں اصولی طور پر فرق پیدا کرنا ہوگا۔ عالیجاہ صرف گریڈ کی تبدیلی سے ان کی تنخواہوں کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ جہاں تک سیشن جج کا تعلق ہے۔ اس کے پاس انتظامی امور بھی ہوتے ہیں میں ایس اینڈ جی اے ڈی ڈیپارٹمنٹ اور وزیر متعلقہ سے گزارش کروں گا۔ کہ وہ اس بات پر غور فرمائیں کہ سیشن جج ایڈیشنل سیشن جج اور سول جج صاحبان کو دیگر رہائشی سہولتوں کے علاوہ سواری کی سہولت کا مہیا کیا جانا لازمی قرار دیا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت کے محکمے میں ستم ظریفی یہ ہے کہ انسپکٹر زراعت اور ای اے ڈی اے دونوں کے گریڈ 17 ہیں۔ اور صرف ڈیڑھ سو ماہوار کا فرق ہے۔ اس میں بھی آئندہ کے لیے اگر غور فرمایا جائے تو یہ مسئلہ بھی جو اصولی طور پر ناانصافی پر مبنی ہے حل ہو سکتا ہے

اس کے بعد سول سروسز کے گریڈ 17 اور 18 کے پی سی ایس ملازمین پر بھی اگر یہ غور فرمائیں تو وہ آئندہ بجٹ میں ان کے لیئے بھی مزید رقم فراہم کریں۔ اسی طرح آئندہ کے لیے گریڈز کے معاملہ میں ان کی داد رسی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح سے دیگر ملازمین کے ساتھ ناانصافیاں بھی اسی صورت میں اسی سوچ و بچار سے حل کی جا سکتی ہیں۔

اس سلسلہ میں میں چند تجاویز بھی پیش کروں گا کہ جہاں تک پولیس کی نفری کا تعلق ہے۔ اس کے متعلق وزیر اعلیٰ ارشاد فرما چکے ہیں۔ لیکن تھانوں کی حد بندی آج سے پچاس سال قبل کی گئی تھی لیکن بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ہر تھانہ کو دو یا تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور ان کی نفری بڑھا دی جائے تب ہی ان کا انتظام اصولی طور پر بہتر ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میری یہ تجویز ہو گی کہ ہر مرکز کونسل میں گرلز اور بوائز کالج ہونا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم کے لیے اگرچہ اس بجٹ میں ٹیکنیکل اور گرلز سکولوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ لیکن آئندہ بجٹ میں اس کا مزید اضافہ کیا جانا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں وزرار کرام سے بھی التماس کروں گا کہ وہ بجٹ کی کامیابی کے لیے اپنے اپنے محکموں جیسے مواصلات و تعمیرات، آبپاشی، خوراک اور لوکل باڈیز محکمہ جات کی زیادہ تر رقم انجینئروں اور دیگر ملازمین کی نذر ہو جاتی ہے ان کی بھی اگر اصولی طور پر سخت نگرانی کی جائے تو اس بجٹ کی جس انداز سے منصوبہ بندی کی گئی ہے کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ جو قراردادیں پنجاب اسمبلی نے پاس کی ہیں وفاقی حکومت نے ان کو پورا نہیں کیا ہے۔ جہاں تک بجلی کا تعلق ہے ہمیں ساٹھ روپے فی ہارس پاور ملتی ہے۔ یہ بہت زیادہ مہنگی ہے اس لیے میں حکومت اور وزراء کرام سے یہ استدعا کروں گا کہ ہم جو قراردادیں پنجاب اسمبلی میں پاس کریں، ان کو مرکز سے پوری طرح honour کرانے کی پوری کوشش کریں۔ اور وہ قراردادیں جو ہم نے کشمیری، بیج اور ادویات کے بارے میں پاس کی ہیں۔ وہ جناب والا۔ اسی انداز میں جس انداز میں ہم نے قراردادیں پاس کر کے بھیجی تھیں مرکز نے انہیں پورا نہیں کیا۔ جہاں تک بجلی کے مقررہ نرخوں کا تعلق ہے، ہمارا مطالبہ تھا کہ بجلی کے مستقل نرخ مقرر کئے جائیں۔ جب کہ عوام واپڈا کے ملازمین سے پہلے ہی ستم زدہ تھے، لیکن انہوں نے 60 روپے فی ہارس پاور مقرر کر کے دیہی عوام کی تکلیفوں کا ازالہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس سے زمینداروں کو کوئی فائدہ ہوگا۔ اصولی طور پر 25 یا 30 پیسے قرارداد کے مطابق فی ہارس پاور نرخ مقرر کرنے ضروری تھے۔ میں جناب کی وساطت سے اپنے وزراء سے ایک پارٹی کا عہدیدار ہونے کی حیثیت سے استدعا کروں گا کہ اپنے اپنے علاقہ کی اس انداز سے نگرانی کریں کہ ہر وہ کام جو کہ ان کے ذہن میں ہو اور جو ان کے علاقہ کے عوام کا مطالبہ ہو اور ان کا مطالبہ حکومت سے پورا کروانا ان کی ذمہ داری ہے۔ بجائے اس کے کہ جلسے جلوسوں کا انتظار کیا جائے۔

ملازمین کے مطالبات کے ضمن میں، اگر ان کے مطالبات درست اور جائز ہوں تو ان کا بروقت نوٹس لیں، جو جو بھی ان کی تکالیف ہیں ان کا ازالہ کریں، اور ان کے مطالبات کو وزیر اعلیٰ کے روبرو پیش کریں تاکہ ہر ملازم، جس طرح سے ہماری خواہش ہے کہ وہ دیانتداری اور ایمانداری سے کام کریں تو ان کی تکالیف کا بھی اصولی طور پر جائزہ لے کر اور ان کو حل کرنا ہوگا۔

آخر میں میں جناب والا، میں آپ سے خصوصی طور پر ایک گزارش کروں گا کہ ہمارے علاقوں سے آنے والے لوگ جو کہ اسمبلی سے باہر ملاقات کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ کی انتظامیہ ان کے ساتھ جلوس نکالنے والوں جیسا سلوک کرتی ہے۔ اگر آپ بہتر اور مناسب خیال فرمائیں تو lawn میں کوئی ایسی جگہ مقرر کریں، خیمے لگائیں یا کرسیوں کا انتظام کریں تاکہ جب ممبران اسمبلی باہر نکلیں تو ملاقاتی حضرات ذلیل و خوار نہ ہوں۔ اور عزت اور وقار سے وہاں بیٹھیں اور اپنے اپنے نمائندگان سے ملاقات کر سکیں۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یونہی ظلم سے الجھتی رہی ہے خلق نہ ان کی رسم نئی ہے نہ اپنی ریت نئی
یونہی ہم نے کھلائے ہیں آگ میں پھول نہ ان کی ہار نئی ہے نہ اپنی جیت نئی

عالی مرتبت جناب سپیکر! پنجاب کے خوشحال اور خوش نصیب حکومت کے متمول وزیر خزانہ نے 24 مئی کو آئندہ مالی سال کا بجٹ اس ایوان میں پیش کیا اور اراکین اسمبلی اپنے اپنے نقطہ نظر کے مطابق اس بجٹ پر اظہار خیال فرما رہے ہیں۔ تعریف و تنقید کے اس مخلوط ماحول میں مجھے بھی اس بجٹ پر اظہار رائے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ جناب والا۔ میں کوشش کروں گا۔ کہ کسی کا دل دکھائے بغیر بڑے غیر محسوس طریقے سے اپنی بات کہہ جاؤں۔ جناب والا! 26 ارب 90 کروڑ اور 28 لاکھ روپے کا یہ بجٹ جسے متوازن بجٹ کا نام دیا گیا ہے۔ اپنے حجم کے لحاظ سے پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے لیکن اگر اس بجٹ کے غیر ترقیاتی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے۔ تو پھر ہر غیر جانب دار اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اپنے غیر ترقیاتی پروگرام کی وجہ سے بھی یہ بجٹ تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

جناب سپیکر! تاریخی بجٹ وہ ہوتا ہے جو صوبے کے مزدوروں کسانوں اور غریبوں کی آرزوں، امنگوں اور خواہشوں کا آئینہ دار ہو۔ تاریخی بجٹ وہ ہوتا ہے جو صوبے کے بے روزگاروں کو روزگار کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ تاریخی بجٹ وہ کہلا سکتا ہے جو اشیائے صرف کی قیمتوں میں استحکام اور مہنگائی میں کمی کا باعث بنے۔ لیکن افسوس ہے کہ زیر نظر بجٹ ان تمام اوصاف حمیدہ سے عاری ہے۔ اس لیے میں جناب وزیر خزانہ سے معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا۔ کہ یہ بجٹ غیر عوامی، غیر مفید اور غیر تاریخی، اعداد و شمار کا ایک ایسا پلندہ ہے جو صوبہ کے غریبوں کو درپیش مسائل کا حل پیش کرنے میں ناکام رہا ہے۔ جناب سپیکر! میری آج کی گزارشات پنجاب کے نام ہیں پنجاب کے ان جیالے محنت کشوں کے نام ہیں، جن کے فولادی ہاتھوں کے اشارے پر کارخانوں کی بھاری بھرکم مشینیں رقص کرتی ہیں۔ اور جن کے ارمان کارخانے کی چمنیوں سے دھواں بن کر اُڑ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری آج کی گزارشات ان جفاکش کسانوں کے نام ہیں جو اپنے لہو سے خود کھیتوں کو سینچتے ہیں اور ان کے پسینے کی خوشبو چاول اور گندم کے خوشوں سے اٹھتی ہے۔ میری آج کی گزارشات ان غازیوں کے نام ہیں جو مادر وطن کی آبرو کو بچانے کے لیے سرحدوں پر اپنی

جانوں کی قربانیاں پیش کرتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ پنجاب کے عوام کو پھر بھی استحصالی اور لٹیرے ہونے کی غلیظ گالیاں دی جاتی ہیں۔

جناب والا، میرا پنجاب ہمیشہ سے لوٹ اور استحصال کا شکار رہا ہے۔ میرا پنجاب وفاقی حکومت کی ایک کالونی کا روپ دھار چکا ہے۔ وفاقی حکومت کی بیوروکریسی میرے پنجاب کی اصل حاکم ہے۔ محاصل اور وسائل کی تقسیم میں ہمیشہ میرے صوبے کی حق تلفی کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرا صوبہ صنعتی لحاظ سے اور صنعتی دور کی رحمتوں سے آج تک بہرہ ور نہیں ہو سکا۔ میرے پنجاب کی چھوٹی چھوٹی بچتوں سے دوسرے صوبوں میں سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ میرے صوبے کی زمینیں پیاسی ہیں لیکن اس کے باوجود بھی دریاؤں کا وافر پانی سمندروں میں گرا دیا جاتا ہے۔ جناب والا۔ آج جب دوسرے صوبوں کے عوام صوبائی خود مختاری کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو اس ماحول میں ہم بھی اب اپنے معاملات میں وفاق کی مداخلت کو پسند نہیں کرتے۔ جناب سپیکر کیونکہ ہماری حب الوطنی کو ہمیشہ شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور آئندہ جو شخص وفاق سے پنجاب کے حقوق طلب کرنے میں یا وصول کرنے میں ناکام رہے گا۔ اسے پنجاب پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

جناب والا! یہ تو پنجاب کی محرومیوں کا ایک استغاثہ ہے جسے میں اس ایوان میں ظاہر کر رہا ہوں۔ اور اب زیر بحث بجٹ کے حوالے سے صوبائی محکموں کی کارکردگی کے حوالے سے بڑے اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، زراعت ہمارا ذریعہ معاش ہے، زراعت ہماری معیشت ہے اور زراعت ہی ہماری زندگی ہے۔ لیکن پنجاب کے وزیر خزانہ نے اپنی تقریر دل پذیر میں یہ فرمایا ہے کہ پنجاب اناج گھر ہے جناب والا ہماری فی اوسط پیداوار سرحد کے اس پار پنجاب کے مقابلہ میں نصف ہے، ایک جیسے وسائل، ایک جیسے نہری نظام کے ہوتے ہوئے اتنا فرق کیوں ہے؟ شاید اس لیئے کہ وہاں کا زرعی سائنس دان تحقیق کر کے جدید ٹیکنالوجی کو کاشت کاروں کے دروازے تک پہنچا رہا ہے۔ وہاں کھاد اور بیج بلیک میں فروخت نہیں ہوتے۔ جناب والا وہاں کے ہر گاؤں میں بجلی ہر گاؤں میں سڑک موجود ہے وہاں امداد باہمی کی انجمنیں فعال ہیں۔ شیڈول بنک کاشت کاروں کو قرضہ دیتے ہوئے لیت و لعل سے کام نہیں لیتے۔ یہی وجہ ہے کہ آج انڈیا میں 16 کروڑ ٹن غلہ پیدا ہوتا ہے اور ابھی تک ہم صرف ایک کروڑ ٹن غلہ ہی پیدا کر پائے ہیں۔ جناب والا آج تک ہمارے پنجاب میں کرم کش ادویات، کھاد، زرعی مشینری اور دیگر زرعی آلات کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔ کرم کش ادویات اور کھادوں

میں ملاوٹوں کا رجحان زوروں پر ہے۔ یہ مقامِ ماتم ہے کہ میرے صوبے کے سادہ لوح کسان کو 50 روپے والی کھاد (ٹی ۔ اے ۔ پی) کے تھیلے میں بند کر کے 150 روپے میں فروخت کی جا رہی ہے۔ اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ آج کپاس کا بیج 150 روپے فی من کی بجائے 200 روپے من بلیک میں فروخت ہو رہا ہے اور کوئی اس کا نوٹس تک نہیں لیتا۔

جناب والا ، ہائی سپیڈ ڈیزل کی بجائے مٹی کا تیل ٹریکٹروں میں بھرا جا رہا ہے اور کروڑوں ، اربوں روپے کی مشینری کو تہس نہس کیا جا رہا ہے۔ لیکن کسی کو اس بات کا احساس تک نہیں ۔جناب سپیکر ! آج میں پنجاب کے وزیر زراعت کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ میرے ضلع جھنگ چلیں اگر وہاں پر کپاس کا بیج 150 روپے من کی بجائے 200 روپے فی من فروخت نہ ہو رہا ہو یا کاشت کے وقت استعمال ہونے والی فاسفورس کی مرکب کھادیں بازار سے نایاب نہ ہوں تو میں اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤں گا یا پھر وزیر زراعت کو ایسا کرنا چاہیئے ۔

جناب سپیکر ، تعلیم کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے کالج اور ہماری یونیورسٹیوں میں رائج نظام تعلیم ہماری نوجوان نسل میں مایوسی پیدا کر رہا ہے ۔ اور ہمارے کالج اور یونیورسٹیاں ہر سال بے روزگاروں کی ایک بہت بڑی تعداد کو ہمارے معاشرے میں اگل دیتی ہیں۔ لیکن ہم اپنے نوجوانوں کو روزگار اور ہنر فراہم کرنے کی بجائے ان کو اسلحہ کے لائسنس دے رہے ہیں۔جناب والا 40 ہزار بے روزگار کو اس بجٹ میں روزگار فراہم کرنے کی نوید سنائی گئی ہے لیکن یہ بے روزگاروں کی فوج کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے کہ اونٹ کے منہ میں زیرا ڈال دیا جائے ۔

جناب والا ، پولیس ہمارے جان و مال کی محافظ ہے اس لیئے ہم ہر بجٹ میں کئی سو کروڑ روپے اس مد میں خرچ کرتے ہیں لیکن جناب سپیکر آپ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ یہ پولیس والے جو سارا دن قانون کی وردیاں پہنے ، کندھوں پر فرض کے پھول سجائے لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے ہیں اور رشوت اس طرح وصول کرتے ہیں جیسے سرکاری واجبات کے بقایاجات وصول کر رہے ہوں۔ یہ نہ تو ہماری جان و مال کے محافظ ہیں۔ اور نہ ہی قانون کے پاسبان ہیں۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ They are criminals in uniform

جناب والا ، میں مختلف محکموں کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا تھا ۔ لیکن وقت کی قلت کے پیش نظر بڑے اختصار کے ساتھ جناب والا میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا ہے کہ میں اپنے آپ کو غریب کیسے مانوں ۔ جناب والا ، ہم تو آج تک یہ سنتے آئے ہیں کہ

پنجاب جفاکشوں کا وطن ہے، محنت کشوں کی سرزمین ہے اور غریبوں کا دیس ہے لیکن ہمارے وزیر خزانہ یہ ماننے کے لیئے تیار نہیں ہیں پھر ان کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ میں خود کو غریب کیسے مانوں جب کہ میرے صوبہ میں ایک ایسی مخلوق کثرت سے پائی جاتی ہے جو نہ صرف بہری اور گونگی ہے بلکہ اندھی بھی ہے۔ ہم بڑی ہوشیاری اور خوبصورتی کے ساتھ حکومت کی عیاشیوں کے گھاٹے اس مخلوق کی طرف منتقل کر دیتے ہیں اور یہ احتجاج نہیں کرتے ہم جب کوئی چیز ان کے ہاتھوں فروخت کرتے ہیں تو مہنگے داموں اور جب ان کی پیداوار خریدتے ہیں تو سستے داموں۔ ہم صرف ان کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے جسم و جان کا رشتہ آپس میں برقرار رہے اور وہ گرمیوں کی تپتی دوپہروں میں، اور سردیوں کی یخ بستہ راتوں کو جاگ کر ہمارے لیے اناج پیدا کریں، ہمارے ننگے جسموں کے لیئے کپاس پیدا کریں اور ہماری لذت طعام و دہن کے لیئے گنا اور چاول پیدا کریں۔ جناب سپیکر! یہ مریل مخلوق جسے کاشتکار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ لوگ بغیر علاج کے مر جاتے ہیں۔ ان کی بچیاں ننگے پاؤں، ننگے سر گلیوں میں پھرتی ہیں لیکن کوئی عالم دین یہ فتویٰ جاری نہیں کرتا کہ ان کو بھی سر ڈھانپنے کے لیے دوپٹہ چاہیئے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ان کی عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کھیتوں میں کام کرتی ہیں لیکن کوئی آزادی نسواں کا اور حقوق نسواں کا علمبردار اس طرف رخ نہیں کرتا۔ ان کے بچے زیور تعلیم سے محروم ہیں لیکن سکول ہیں کہ عمارتوں سے بے نیاز اور بیٹھنے کے لیے ایک ٹاٹ کا ٹکڑا بھی میسر نہیں ہے۔ جناب والا! وزیر خزانہ کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ میرے صوبے میں لاکھوں عوام، لاکھوں نوجوان بے روزگار ہیں، اور بے روزگاری کے جہنم میں جل رہے ہیں لیکن ہم نے گزشتہ ایک برس سے درجہ چہارم کے ملازمین کی نوکریوں پر بھی قدغن لگا رکھی ہے۔ اور اس طرح سے جو بچت ہوتی ہے اسے ہم بڑی فراخ دلی کے ساتھ وزیروں اور مشیروں کی تنخواہوں اور مراعات پر خرچ کر رہے ہیں۔ جناب والا! وزیر خزانہ کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ "میں خود کو کیسے غریب مانوں، کیونکہ ہم سڑکیں، سکول اور ہسپتال تعمیر کرنے کی بجائے کروڑوں روپے کی کاریں برآمد کر رہے ہیں، ہم لاکھوں روپے اپنے گھروں اور دفتروں کی آرائش و زیبائش اور میک اپ پر خرچ کر رہے ہیں۔ جناب والا، وزیر خزانہ کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ میں خود کو غریب کیسے مانوں، کیوں کہ میرے صوبہ میں امن و امان نام کی کوئی شے موجود نہیں۔ کسی کی جان، کسی کا مال، کسی کی آبرو محفوظ نہیں لیکن اس کے باوجود بھی ہم کئی سو کروڑ روپے امن و امان قائم رکھنے والے اداروں کی مد میں بڑی فراخ دلی کے ساتھ خرچ کر رہے ہیں۔ جناب والا! وزیر خزانہ کو یہ کہنا

چاہیئے تھا کہ میں خود کو کیسے غریب مانوں کیونکہ میرے صوبے کی عدالتیں عدالتیں نہیں رہیں دوکانیں بن چکی ہیں اور جس کی جیب میں پیسے ہوتے ہیں وہ اپنی مراد پاتا ہے اور جو خالی جیب ہوتا ہے وہ ناکام و نامراد واپس لوٹ جاتا ہے۔ اور اس کے باوجود بھی ہم اس فرسودہ عدالتی نظام کو زندہ رکھنے کے لیے ہر سال اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں

جناب والا! اس طرح کی بہت سی تلخ باتیں میں کہہ سکتا تھا جو حقیقت پر مبنی تھیں۔ لیکن اب میں اپنے ضلع کے مسائل کا ذکر کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ حیران ہوں گے کہ ایک وقت تھا کہ جب فیصل آباد میرے ضلع جھنگ کی ایک تحصیل تھی۔ اب فیصل آباد ترقی کرتے کرتے پاکستان کا مانچسٹر بن گیا ہے۔ ہم فیصل آباد کی اس ترقی کو حسد کی نگاہ سے نہیں بلکہ رشک کی نگاہ سے ضرور دیکھتے ہیں۔

جناب والا! سوئی گیس کی لائن میرے ضلع سے صرف بیس میل کے فاصلے سے گزرتی ہے لیکن آج تک ہم سوئی گیس کی تنصیب کا انتظار کر رہے ہیں اور ہر آنے والی حکومت کے وعدوں پر زندہ ہیں جناب والا! میرا ضلع صنعتی دور کی نعمتوں سے محروم ہے اور میرا ضلع tax free zone قرار دیئے جانے کا سب سے زیادہ مستحق ہے لیکن حکومت کی نظر التفات اس طرف نہیں اٹھتی۔ جناب والا! میرے ضلع میں ریلوے کی کوئی مین لائن موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی تیز رفتار گاڑی میرے ضلع سے نہیں گزرتی اور میرا ضلع سفر کی جدید سہولتوں سے محروم ہے۔

جناب والا! میرے ضلع کا اکلوتا ڈگری کالج عمارت کے ناکافی ہونے کی وجہ سے تین ہزار طلبا، سورج کی تپتی ہوئی شعاؤں میں کھلے آسمان کے نیچے زمین پر بیٹھ کر علم حاصل کر رہے ہیں اور 1926 میں کالج کی جو عمارت تعمیر ہوئی تھی وہ 1986 کی تدریسی سہولتوں کے لیے ناکافی ثابت ہو چکی ہے۔ میرا ضلع پنجاب کا وہ واحد ضلع ہے جہاں پر کوئی کالج موجود نہیں ہے۔ جناب والا! میرے ضلع کی زمینیں سیم و تھور میں دھنس رہی ہیں میرے ضلع کے کئی زرخیز زرعی علاقے نہری پانی کی قلت کا شکار ہو کر بنجر ہو رہے ہیں۔ میرے ضلع میں پنجاب کا سب سے بڑا بیراج تریموں واقع ہے۔ جو دریائے جہلم اور چناب کے سنگم پر واقع ہے اس کی گزرگاہیں مٹی اور ریت سے اٹ چکی ہیں۔ اور ان کی بروقت صفائی نہ کی گئی اور اگر اس سال طغیانی آگئی تو اس کے حفاظتی پشتے ٹوٹ پھوٹ جائیں گے۔ اور اس کے نتیجہ میں سینکڑوں دیہات اور تین لاکھ کی آبادی پر مشتمل

جھنگ شہر سیلاب کی بلاخیز زد میں آجائے گا۔ اس طرح اربوں روپے کی شہری اور دیہی جائیدادیں پانی میں بہہ جائیں گی۔ اسی طرح میرے ضلع کی تحصیل شورکوٹ کا ایک ایسا قصبہ جسے ڈھیب کلاں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہ اب دریائے چناب سے صرف پانچ سو یا چھ سو فٹ کے فاصلے پر باقی رہ گیا ہے۔ اور اگر بروقت اس کو بچانے کے انتظامات نہ کئے گئے تو دریائے چناب کی ایک ہی لہر اس قصبے کو تباہ کر دے گی۔ جناب سپیکر! اس طرح سے کروڑوں روپے کی فصلیں، باغات، زمینیں اور انسانی آبادیاں پانی میں بہہ جائیں گی۔ جناب والا! آج میرے ضلع کے عوام بہت نہیں ترقی چاہتے ہیں۔ میرے ضلع کے عوام tax free zone سوئی گیس، ریلوے لائن، سڑکیں، سکول اور عمارتیں چاہتے ہیں۔ جناب والا! میں سخت احتجاج کرتا ہوں کہ زیر نظر بجٹ میں میرے ضلع کے لئے کوئی خوشخبری موجود نہیں۔ آج تک تو یہ کہا جاتا رہا ہے کہ جھنگ جاگیردارانہ سیاست کے زیر تسلط رہا ہے لیکن میں آج اور کوئی جھنگ کے حقوق طلب نہیں کرتا لیکن آج میں اس ایوان کو گواہ بنا کر اپنے محروم، اپنے دور افتادہ ضلع جھنگ کے حقوق طلب کر رہا ہوں۔ جناب والا! ہمیں ہمارے حقوق دو۔ ہم پنجاب کی ٹوٹل آبادی کا 4% ہیں۔ اور پنجاب کے لیے ترقیاتی بجٹ میں جو 26 ارب اور 80 یا 87 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، اس میں سے اگر ہمارے حصے کے ترقیاتی بجٹ میں ہمیں ملنے چاہئیں تو یہ 25 کروڑ روپے بنتے ہیں۔ اس لیے میں جھنگ کے لیے 25 کروڑ روپے کے ترقیاتی بجٹ کا مطالبہ کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! کچھ دنوں سے ....

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب آپ کی تقریر کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر صرف دو یا چار منٹ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ایک منٹ میں آپ اپنی بات ختم کر لیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! کچھ عرصے سے کہا جا رہا ہے کہ پنجاب میں حزب اختلاف کے ارکان اسمبلی کے حلقہ ہائے انتخاب میں ترقیاتی منصوبوں پر جو فنڈز خرچ کئے جائیں گے وہ ان کے سیاسی مخالفین سے خرچ کروائے جائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ اقتدار میں جو لوگ ہیں ان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ آج اس ایوان کے باہر ان کے سیاسی مخالفین جو ان کے خلاف تحریک چلا رہے ہیں اس کے جواب میں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں پانچ سال کے لیئے عوام نے حکومت کرنے کا حق دیا ہے تو کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ ہم اپوزیشن کے ارکان کو ہمارے حلقہ ہائے انتخاب کے لوگوں نے 5 سال کے لیۓ اپنی نمائندگی کا اور اپنی خدمت

کرنے کا حق نہیں دیا۔

جناب سپیکر! میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر ہماری نمائندہ حیثیت کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو اس موجودہ حکومت کی نمائندہ حیثیت کا پول بھی عوام میں کھل جائے گا۔ جناب والا! میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر ہماری نمائندہ حیثیت کو کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ یا ہمارے حلقہ انتخاب میں کوئی امتیازی سلوک ہمارے ساتھ برتا گیا تو اس اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں میں ننگے پاؤں شرکت کروں گا۔ اور میرے اپوزیشن کے نوجوان ارکان بھی میری تقلید کریں گے (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! آخر میں میرے ضلع جھنگ کے ساتھ اس بجٹ میں جو نا انصافی کی گئی ہے جس بے رحمی اور جس بے دردی کے ساتھ میرے ضلع کے عوام کی خواہشات کو کچلا گیا ہے۔ میں اس پر احتجاجاً واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

(اس موقعہ پر میاں ریاض حشمت جنجوعہ واک آؤٹ کر گئے)

(قطع کلامیاں)

وزیر خزانہ: جناب سپیکر . . .

جناب سپیکر: مخدوم صاحب اس پر آپ کو جواب دینے کی ضرورت نہیں، جس وقت آپ اس کو wind up کریں گے تو اس وقت جواب دیں گے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر جو مخدوم زادہ صاحب نے Stamp Act میں ترمیم کے بارے میں ایک سوال اٹھایا تھا۔ میں اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب نے بھی حکم دیا تھا۔ میں اس معزز ایوان کو یہ یقین دھانی چاہتا ہوں۔ کہ ان ترمیمات کا اثر زرعی زمینوں پر اور دیہی علاقوں پر قطعی نہیں ہوگا۔ اس کا اطلاق صرف ان علاقوں تک محدود ہوگا جن علاقوں میں گین ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر۔ میرے عزیز فنانس منسٹر صاحب نے ذرا ضرورت سے زیادہ وعدہ فرمادیا ہے، یہ زرعی زمینوں پر اطلاق پذیر ہوگا۔ لیکن ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ 25 ایکڑ پارٹیشن جو مشترکہ کھاتے ہیں۔ اس کی تقسیم، 25 ایکڑ تک تملیک اور 25 ایکڑ Agriculture rural area exchange وہ اس سے مستثنیٰ ہے، یہ ترجمانی غلط ہے کہ گین ٹیکس جہاں applicable ہے وہاں یہ applicable ہے۔ ایکٹ میں یہ شامل نہیں۔ میں نے یہ دکھایا ہے کہ It applies to all rural areas. اور یہ میری یقین دھانی

ضرورت سے زیادہ کرائے گئے ہیں۔ میں ان کی پوزیشن بھی awkward نہیں کرنا چاہتا۔

It applies in case of Agriculture land Rs. 4/- for every Rs. 100.00 or part thereof or of the value of the land,

اور جہاں یہ اس سے زیادہ ہے وہاں قیمت بڑھ جاتی ہے۔ یہ اگر اتنے وسیع القلب ہیں کہ جہاں گین ٹیکس apply کرتا ہے وہاں کرتے تو وہ proviso لگا دیں ہم اور خوش ہو جائیں گے، ان کے اور مشکور ہو جائیں گے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے مخدوم زادہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ جس خدشے کا اظہار فرما رہے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہے۔ اربن پراپرٹی کے علاوہ اس وقت دیہی علاقوں میں جو زرعی زمین ہے اُس پر اس وقت جو سسٹم اور قانون چل رہا ہے اس میں کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوگی اور وہ ایسے ہی لاگو رہیں گے جس طریقے سے اس وقت نافذ ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: مسٹر سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جناب سردار صاحب۔

وزیر خوراک (سردار امجد حمید خان دستی): میں جناب کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ریاض حشمت جنجوعہ صاحب تقریر کر رہے تھے تو انہوں نے ایک چیلنج کیا تھا کہ اگر ڈیڑھ سو کی بجائے گورنمنٹ ایجنسیز دو سو روپے من کپاس کا بیج فروخت کر رہی ہے تو وہ استعفیٰ دے دیں گے۔ میں حیران ہوں کہ چیلنج کے بعد وہ یہاں ٹھہرے نہیں۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ ہم جواب دیں گے اور ہم ان کو face کریں۔ اگر وہ یہیں ہیں تو ہم انہیں بتائیں گے کہ وہ ہمیں نشاندہی کریں۔ اگر گورنمنٹ کی ایجنسی ہے تو وزیر زراعت نے فرمایا ہے کہ ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔ اور اگر کوئی غیر سرکاری ایجنسی ہے تو یہ ان کا اپنا معاملہ ہے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: انہوں نے یہ کہا تھا کہ کپاس کا بیج بلیک میں ملتا ہے۔ اور میں ثابت کرتا ہوں وزیر زراعت صاحب میرے ساتھ چلیں اگر ایسا نہ ہو تو میں بھی استعفیٰ دے دوں گا۔

جناب سپیکر: چوہدری حاکم علی صاحب ...... چوہدری اکرام اللہ رانجھا .... چوہدری منظور احمد۔

چوہدری منظور احمد۔ جناب سپیکر! پچاس کی دہائی سے لے کر اب تک بجٹ بنانے والوں پر سیاسی مجبوریوں کا دباؤ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اب یہ سوال باقی نہیں رہا کہ معاشرتی اور اقتصادی ڈھانچے میں فوری تبدیلی کی ضرورت ہے۔ سوچنا یہ چاہیئے کہ ہماری اس تبدیلی کا اثر ہمارے معاشرے کے کن طبقات پر پڑتا ہے۔ جناب سپیکر! کتنے دکھ کی بات ہے۔ ہمارے اس معزز ایوان کی ممبران کی قوت کا دارومدار جس غریب عوام کے کندھوں پر ہے اس کے حقوق کی بات کرتے ہوئے انتہائی بخل سے کام لیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے وزیر محترم نے غریبوں کے ساتھ سات مرلے زمین دینے کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن ہمارے اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن نے اس سکیم کی مخالفت اپنے مخصوص انداز میں کی۔ جس سے طبقاتی کشمکش اور چھوٹے بڑے کی سوچ کی ناگوار فضا پیدا ہو سکتی ہے۔ حالانکہ یہ ایوان انہی غریبوں کے ووٹوں کا مرہون منت ہے۔

جناب سپیکر! بات ہوتی ہے اسلامی اصولوں اور مساوات کی۔ لیکن میرے صوبے کا غریب کاشتکار کسی کی ضمانت نہیں دے سکتا، بنک سے قرضہ نہیں لے سکتا۔ جناب سپیکر! ہمیں اس بجٹ میں غریب عوام کی مشکلات کا ازالہ کر کے ان کی نظروں میں سرخرو ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر! آخر میں میں آپ کی توجہ بے روزگار نوجوانوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! ان کے لیے کوئی ایسی پالیسی مروج کر دی جائے جس سے ارباب اقتدار کی اقربا پروری کی بجائے معیار اور استحقاق کو ترجیح دینی چاہیئے۔

جناب سپیکر! میں اپنے غریب عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے ان حضرات کی اور اس معزز ایوان کی خدمت میں ایک قطعہ پیش کرتا ہوں۔ جو غریب کی دہلیز پہ ووٹ کے لیے جانا اپنی توہین نہیں سمجھتے لیکن اس ایوان میں ان کے حقوق کی بات کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔

ظلم ہم خود پہ یونہی بار دگر کر لیں گے
آج کی شب بھی چلو یونہی بسر کر لیں گے
جتنا جی چاہے اندھیروں کو طوالت دے لو
ہم میں جو ہوگا اگر دم تو سحر کر لیں گے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آج نے صبح سے ہماری

طرف نظر کرم کی ہے۔ جس کا ہم کل سے انتظار کر رہے تھے۔ جناب سپیکر، جناب وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں ہمیں بڑے خوش آئند figures سنائے اور ہمیں بتایا کہ وہ صوبے کے عوام کے لیئے 26 ارب 90 کروڑ روپے کا بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ اور تعلیم کے لیئے 5 ارب 81 لاکھ روپے کی رقم مختص کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنی تقریر میں بھی بتایا کہ اس رقم میں سے دیہی علاقوں میں ساڑھے بارہ سو پرائمری سکول، ساڑھے بارہ سو مکتب سکول، 319 ہائی سکول اور صرف 483 مڈل سکول کھولے جائیں گے۔ جناب سپیکر! اتنی خطیر رقم ایجوکیشن کے محکمہ کے لیئے مختص کرنے کے بعد صرف اتنی حقیر رقم ایجوکیشن بڑھانے کے لیئے خرچ کرنے کوئی باعث فخر بات نہیں ہے۔ اسی طرح انہوں نے 26 ارب کا مژدہ سنایا لیکن اس میں سے زیادہ تر فنڈز ترقیاتی اخراجات تک محدود رہے ہیں۔ جہاں تک ان کی تعلیمی پالیسی کا تعلق ہے۔ وزیر خزانہ نے دیہی علاقوں کے لیے مژدہ سنایا ہے اس کے ساتھ ساتھ شہری علاقوں کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! میری ان سے گزارش ہے کہ جب تک وہ صوبہ بھر کے لیے ایک جامع پالیسی ترتیب نہیں دیں گے اس وقت تک تعلیم کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ کیونکہ شہری علاقوں اور دیہی علاقوں کے اپنے اپنے علیحدہ اور بالکل مختلف مسائل ہیں۔ جہاں تک دیہی علاقوں کا تعلق ہے ان کا مسئلہ ناخواندگی کو دور کرنا ہے۔ لیکن شہری علاقوں میں تعلیم کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ طالب علموں کو سکولوں اور کالجوں میں داخلہ مل سکے۔ جہاں تک شہری علاقوں کا تعلق ہے دیہی علاقوں سے نقل مکانی کی وجہ سے شہروں میں آبادی کا دباؤ بڑھ گیا ہے۔ اور سکولوں کالجوں میں داخلے کی پریشان کن کیفیت ہے۔ اس لیے جہاں تک موجودہ سکولوں میں طلباء کی تعداد capacity کے لحاظ سے زیادہ ہے اور اساتذہ کی تعداد قلیل ہے۔ جس کی وجہ سے تعلیم کا معیار روز بروز گرتا جا رہا ہے۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا۔ کہ موجودہ سکولوں سے ملحقہ عمارات اور جگہ خرید کر نئی عمارات بنائی جائیں۔ اس سے نہ صرف داخلوں کا دباؤ کم ہوگا۔ بلکہ نئے اساتذہ کو بھی روزگار مہیا ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ معیار تعلیم بھی بہتر ہوگا۔ اگر وہ بجٹ میں اچھی خاصی رقوم مختص کر کے تعلیمی اداروں میں 25% capacity کو بڑھا سکیں تو یہ حقیقتاً ان کے لیے ایک کارنامہ ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ان کی خدمت میں مزید گزارش کروں گا کہ شہر کے مضافاتی علاقے جہاں دیہاتوں کی آبادی کثرت سے منتقل ہو چکی ہے۔ ان علاقوں میں نئے سکولوں کا اجراء کیا جائے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیئے بھی بجٹ میں کثیر رقم کا انتظام کریں۔ اس کے علاوہ قومی ملکیت میں لیئے گئے سکول جن کی عمارات بھی حکومت کی تحویل میں آ چکی ہیں 25 فیصد خستہ اور

خطرناک حالت میں ہیں ان کی مرمت کی فوری ضرورت ہے۔ گزشتہ بجٹ میں جو ان کے لیئے فنڈز رکھے گئے تھے ان کا صحیح استعمال نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ میرے شہر میں جو سکول کی عمارت گرنے سے تین بچیاں ہلاک ہو گئی تھیں۔ وہ سکول بھی ابھی تک مرمت طلب ہے۔ ان سکولوں کی عمارات سے طالبعلموں کو کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے طلبا، طالبات اور ان کے والدین میں بڑی پریشانیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور تعلیم کا معیار بھی پست ہو رہا ہے۔ تو موجودہ بجٹ میں اس کے لیے میں وزیرخزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ساڑھے چھ کروڑ روپیہ مختص کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ قومی ملکیت میں لئے گئے سکولوں کی حالت بہتر بنانے اور نئی عمارات کی تعمیر کے لیئے اس سے زیادہ رقم مختص کرنی چاہیئے۔ جناب سپیکر اس کے علاوہ نیشنلائز سکولوں کی دوسری قسم ہے جس میں سکولوں کی عمارات کرایہ پر حاصل کی گئی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ کرایہ پر لی گئی عمارات کو خرید کر اور ان عمارات کو مرمت کر کے ان کی capacity میں اضافہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ تعلیم کا مسئلہ پوری طرح حل ہو سکے۔

اس کے علاوہ میرے دوسرے دوست بڑی تفصیل سے گزارش کر چکے ہیں۔ کہ صوبہ میں بے روزگاروں کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر بے روزگاری کے اس بڑھتے ہوئے اضافہ کو روکنے کے لیئے حکومت نے کوئی پالیسی مرتب نہیں کی۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ حکومت صوبہ میں اس اضافہ کو روکنے کے لیئے Technical Colleges

Professional Colleges, Commerace Colleges, یا commercial institute کی مد میں زیادہ رقم مختص کرتی تاکہ مڈل یا میٹرک کے بعد طلبا و طالبات کا رجحان ایسے اداروں کی طرف ہوتا۔ جہاں تک موجودہ بجٹ میں تعلیم کا تعلق ہے اس میں تقریباً 4 ارب روپیہ عام تعلیم کے لیئے مختص کیا گیا ہے جبکہ فنی اور پیشہ وارانہ تعلیمی اداروں کے لیے 21 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ رقم بہت کم ہے، میری وزیرخزانہ سے گزارش ہے کہ اس رقم کو کم از کم دوگنا کر دینا چاہیئے۔

جناب والا! اب میں اپنے شہر کے تھوڑے سے مسائل کے متعلق بھی عرض کروں گا۔ اور اس سلسلہ میں وزیرخزانہ کی بجٹ تقریر کی طرف رجوع کروں گا۔ جس میں انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں شہروں کی ناگفتہ بہ حالت کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ لوکل کونسلوں کو منافع بخش سکیموں کے لیئے قرضے کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ اس مقصد کے لیئے بجٹ میں 17 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس رقم میں

سے لاہور کارپوریشن کو 4 کروڑ اور گوجرانوالہ کارپوریشن کو 2 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جناب والا! گوجرانوالہ کارپوریشن کو مختص کئے گئے 2 کروڑ روپے میں سے 57 لاکھ روپے نئے دفتر کی عمارت کی تعمیر کے لیئے رکھے گئے ہیں۔ جناب والا دنیا کا یہ دستور رہا ہے کہ ٹاؤن ہال ہمیشہ شہر کے وسط میں واقع ہوتے ہیں لیکن گوجرانوالہ ایسا واحد شہر ہے جو اپنا ٹاؤن ہال شہر سے باہر منتقل کر رہا ہے۔ اس سے لوگوں کی پریشانیوں میں مزید اضافہ ہوگا۔ اور 65 لاکھ روپیہ حکومت نے زمین کے لیئے خرچ کیا ہے ضائع چلا جائے گا۔ جناب والا! دفتر کی عمارت کی تعمیر کوئی نفع بخش کاروبار نہیں یہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979 کی صریحاً خلاف ورزی ہے اور اس مقصد کے لیئے کسی صورت میں بھی گوجرانوالہ کارپوریشن کو 57 لاکھ روپیہ نہیں دیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ جناب اس قرضہ کی مد میں ساڑھے 68 لاکھ روپیہ لکڑ منڈی کے لیئے گوجرانوالہ کارپوریشن کو دیا جا رہا ہے۔ جناب والا جب حکومت نے یہ سکیم جاری کی تو اس کا فرض تھا کہ لوکل کونسل کی طرف سے آنے والی سکیموں کی پوری طرح چھان بین کرتے۔ گوجرانوالہ کارپوریشن نے جو 68 لاکھ روپے کی سکیم بھیجی ہے۔ اگر یہ حکومت کے نوٹس میں سارے ٹیکس لاتی تو حکومت کبھی بھی اس مقصد کے لیئے قرضہ نہ دیتی۔ انہوں نے حکومت کو اندھیرے میں رکھا ہے میری گزارش ہے کہ ان کے خلاف سخت قدم اٹھایا جائے۔ لکڑ منڈی کی جگہ وفاقی حکومت کی ہے۔ ایک شخص نے اسے دھوکہ سے اپنے نام منتقل کروالیا تھا۔ پھر وفاقی حکومت نے اس منتقلی کو منسوخ کر دیا۔ اس کے بعد اس جگہ کا عدالت عالیہ کی جانب سے حکم امتناعی stay جاری ہو چکا ہے۔ اور اس کے متعلق ابھی تک writ petition زیر التوار ہیں۔ اس ایک writ petition میں میئر گوجرانوالہ بھی پارٹی ہے۔ ان کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی ہو رہی ہے۔ اور ایک writ petition میں صوبہ بھی فریق مقدمہ ہے اور مجھے پتہ چلا ہے کہ چھٹی writ بھی وفاقی حکومت کی طرف سے دائر ہو رہی ہے جس میں انہوں نے declare کروانا ہے۔ کہ یہ واقعی حکومت کی جگہ ہے اسے کسی فرد کو منتقل نہیں کیا جا سکتا۔

جناب والا، ہم اس سال administration of justice پر 15 کروڑ روپے خرچ کر رہے ہیں اس پر اتنی خطیر رقم خرچ کرنے کے بعد ہمارا یہ فرض بن جاتا ہے کہ ہم قانون کے اداروں کی پابندی کریں، ان کا احترام کریں، نہ صرف خود احترام کریں بلکہ دوسروں سے بھی ان کا احترام کرائیں۔ جناب والا جب کوئی صوبہ پنجاب کی کسی writ میں فریق مقدمہ ہو تو ہمارا یہ قانونی فرض ہے کہ اس جگہ اس منصوبے کے لیے ہم کوئی قرضہ نہ دیں جس کے لیے عدالت سے

حکم امتناعی جاری ہو چکا ہو۔ اس کے علاوہ جناب والا لکڑ منڈی کا کاروبار منافع بخش نہیں یہ لوکل پنجاب کونسل آرڈیننس کی صریحاً خلاف ورزی ہے کیونکہ کارپوریشن نے اس لکڑ منڈی کے لیے لوگوں سے قیمت وصول کرکے پلاٹ الاٹ کئے ہیں۔ پلاٹ کی ایک تہائی قیمتوں کی شکل میں تقریباً 20 لاکھ روپیہ وصول کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں اس دو کروڑ روپیہ میں سے صوبائی حکومت نے گلشن اقبال پارک کی تعمیر کے لیے 85 لاکھ روپے کی رقم قرضے کے لیے منظوری کی ہے۔ جناب والا! جس شہر میں آبادی کے تناسب سے سکول نہ ہوں، جس شہر میں لوگ اپنے گھروں میں اس لیے محبوس ہو جائیں کہ ان کی گلیوں میں گندا پانی کھڑا ہو جس شہر میں صفائی کا کوئی انتظام نہ ہو جس شہر کی گلیاں، نالیاں اور سڑکیں ٹوٹ پھوٹ چکی ہوں اس شہر کے عوام کو گلشن اقبال پارک کی ضرورت نہیں ہے۔ اس شہر کے لوگوں کو ایسے منصوبوں کی ضرورت ہے جس سے ان کے شہر کی اور ان لوگوں کی حالت بہتر بن سکے۔ جناب والا میں نے اس سلسلہ میں ایک تحریک التوار اس ہاؤس میں دی ہوئی تھی۔ جب میں نے اس تحریک التوار کے سلسلہ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کی تو انہوں نے مہربانی فرماتے ہوئے اس دو کروڑ روپے کے قرضہ کی implementation کو رد کرنے کا حکم دیا۔ جناب والا ہم ان کے ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے یہ قدم اٹھایا۔ لیکن کارپوریشن کے برسر اقتدار لوگ میں سمجھتا ہوں کہ لالچی انسانوں کا گروہ ہے کیونکہ قرضہ کے رک جانے سے اس طرح تکلیف پہنچی ہے کہ جیسے ان کے منہ سے کوئی نوالہ چھین لیا گیا ہو۔ جناب والا انہوں نے کل ایک ہنگامی اجلاس بلا کر میرے خلاف صرف اس وجہ سے قرارداد مذمت منظور کی کہ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو لوگوں کے جذبات سے آگاہ کیا۔ اور وزیر اعلیٰ نے ان لوگوں کے جذبات کو مد نظر رکھتے ہوئے implementation کو روک دیا۔ جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ وہ قرارداد مذمت میرے خلاف نہیں وہ بالواسطہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب، اس ایوان کے خلاف اور میرے حلقے کے ان عوام کے خلاف ہے جو اس منصوبہ کی تکمیل کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ آخری فیصلہ تو اس اسمبلی کے پاس ہی آئے گا جب تحریک التوار آئے گی اور اگر وقت نہ مل سکا تو وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہوگا۔ میں آپ سے آخر میں یہی گزارش کروں گا۔ کہ یہ لوکل کونسل کو منافع بخش کاروبار کے لیے جو روپیہ دیا جا رہا ہے اس کی پوری نگرانی کرنی چاہیئے اور ایسے کاموں کے لیے روپیہ نہیں دینا چاہیئے جو نفع بخش نہ ہوں بلکہ یہ روپیہ ان لوگوں کی حالت سدھارنے اور کچی آبادیوں پر اور

شہری سہولیات مہیا کرنے پر خرچ کرنا چاہیئے ۔ جناب والا! وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں مزدوروں کو مشورہ دیا ہے ۔ کہ وہ ملک کی خوشحالی کے لیئے پیداوار بڑھانے اور مصنوعات کو بہتر بنانے کے لیئے دن بھر کام کریں ۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ یہ مزدور جو پاکستان کی خوشحالی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اور ملک کی خوشحالی صرف انہیں کے مرہونِ منت ہے ۔ اس لیئے انہوں نے ان کے لیئے کسی قسم کی مراعات کا اعلان نہیں کیا ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ بجٹ میں تین اور پانچ مرلے کے پلاٹ کے لیئے مختص کی گئی رقم مزدوروں کے لیئے مختص کر دی جاتی ۔ جناب والا حکومت کو چاہیئے تھا کہ ایسے اقدامات کرتی کہ فیکٹریوں میں اچھا ماحول پیدا ہوتا اور ان کے کام کرنے کا طریقہ کار کو بہتر بنایا جاتا اور ان کو incentive دیا جاتا ۔ صرف اس incentive کی وجہ سے وہ پوری دلجمعی سے کام کر سکیں گے وہ نہ صرف ملک کی پیداوار بڑھا سکیں گے بلکہ اس کی quality بھی بہتر بنا سکیں گے ۔

شکریہ !

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر ! کیا مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے ؟

جناب سپیکر ! کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں ؟

رانا پھول محمد خان ! جی جناب والا ۔ میں نے جناب سے گزارش کی تھی کہ ہمیں ایک قرار داد منظور کر کے مرکزی حکومت کو کاشتکاران کی بہبود کے لیئے بھیجنے کی اجازت بخشی جائے ۔ جناب نے فرما دیا تھا ۔ کہ وزیر زراعت سے مشورہ کر کے اگر اس ہاؤس نے بھی متفقہ طور پر اجازت دے دی ۔ جناب والا مجھے اجازت بخشیں اور وزیر زراعت بھی متفق ہیں تو میں یہ قرارداد پیش کر دوں ؟

جناب سپیکر ! کیا آپ کی بات وزیر زراعت سے ہو گئی ہے ؟

رانا پھول محمد خان ! وزیر زراعت سے بات ہو گئی ہے انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ! صاحبان آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ قرار داد پاس کی جائے ۔

ایک رکن ! اس کو آخر میں رکھا جائے ۔

رانا پھول محمد خان ! ہاؤس کی رائے تو یہ ہے کہ اس کو جلدی بھیجا جائے ۔

جناب سپیکر : رانا صاحب ایسا کرتے ہیں جس وقت یہ بحث ختم ہونے کو آئے گی ۔ اس وقت ہم آپ کی قرار داد کو take up کر لیں گے ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا گزارش یہ ہے بحث میں بھی ہم یہی چیز کہہ رہے ہیں۔ اگر جناب اجازت بخش دیں اور قرار داد آجائے گی تو بحث میں اس مطالبے کی کافی کمی واقع ہو جائے گی۔ اگر آپ 85 فیصد آبادی پر رحم فرمائیں اور سارے ہاؤس کی رائے بھی یہی ہے۔

میاں ممتاز احمد متیانہ : جناب سپیکر ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی نئی تجویز آجائے اس لئے اس کو آخر میں رکھا جائے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا جو تجویز آئے گی اس کو شامل بھی کریں گے۔

جناب سپیکر : میں جناب متیانہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اور رانا صاحب سے کہتا ہوں یہ قرار داد آپ آخر میں لائیں۔ فیصلہ ہو گیا ہے کہ قرار داد آئے گی۔ جناب چوہدری اکرام الحق صاحب

چوہدری اکرام الحق : بسم اللہ الرحمن الرحیم ! جناب سپیکر ! سب سے پہلے تو میں جناب وزیر خزانہ کو ایک متوازن اور عوامی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خاص طور پر محکمہ آبکاری و محصولات نے جس طرح سے capital gain tax پر لوگوں کی لوٹ کھسوٹ ہو رہی تھی۔ اس سے بچانا صحیح معنوں میں وہ اس کے لیے ہدیہ تبریک کے قابل ہیں، سابق حکومت کی طرف سے عائد کردہ ہسپتالوں میں بستر فیس کا مٹانا بھی عوامی مفاد میں ہے۔

جناب عالی ! بجٹ کے علاوہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو حقوق ملکیت سات مرلہ سکیم اور بے زمین کاشت کاروں میں زمین کی تقسیم پنجاب کی حکومت کے چند ایسے کارنامے ہیں جو کہ صحیح معنوں میں سنہری حروف میں لکھے جائیں گے۔ اس سے پہلے عوامی حکومت صرف کھوکھلے نعروں پر لوگوں کو ٹال رہی تھی اور پانچ سالہ دور حکومت میں غریبوں کو وعدہ فردا پر رکھا۔ لیکن موجودہ حکومت نے صرف سبز باغ ہی نہیں دکھایا بلکہ ان کا یہ اقدام صحیح معنوں میں غریبوں کی امنگوں کا ترجمان ہے۔

جناب والا ! میرے بہت سے دوستوں نے بے روزگاری کی بات کی ہے یہ پنجاب کا ایک ایسا سنگین مسئلہ بن چکا ہے کہ آج پنجاب کا نوجوان میٹرک تا ایم۔ اے کی اسناد اٹھائے در بدر ٹھوکریں کھا رہا ہے یا کراچی کی طرف رجوع کر رہا ہے۔ اس بارے میں اگرچہ حکومت نے موجودہ بجٹ میں 40 ہزار نئی اسامیوں کی منظوری دی ہے جو ایک لحاظ سے قابل تحسین ہے۔ لیکن صرف حکومت کے exchequer کو اگر بے روزگاری کا مسئلہ سمجھا جائے تو یہ مناسب نہ ہو گا۔ اس سے بجٹ ہمیشہ lop sided ہو گا۔ ترقیاتی اخراجات کم ہوں گے اور غیر ترقیاتی اخراجات زیادہ ہوں گے جناب والا ! اس مسئلہ کا واحد حل صنعتوں کا قیام ہے جو بے روزگار نوجوانوں کو روزگار فراہم کر سکتی ہے۔

اس سلسلے میں پچھلے دنوں جب وزیر اعظم لاہور تشریف لائے انہوں نے chamber of commerce کی میٹنگ میں ایک تحصیل کو import duty free اور tax free zone قرار دینے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ میں پنجاب حکومت سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں وزیر اعظم پاکستان سے رجوع کریں کہ صرف ایک Industrial Estate نہیں بلکہ ہر ڈویژن کے لیئے ایک Industrial Estate کو منظور کروائیں تاکہ پنجاب ترقی بھی کر سکے اور پنجاب کے بے روزگار نوجوانوں کو ملازمت کے مواقع بھی فراہم آ سکیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش ہو گی کہ جس طرح نوری آباد اور حب چوکی کی Industrial Estate کو سہولتیں فراہم کی گئی ہیں وہی سہولتیں پنجاب کے مختلف Industrial Estate کو بھی فراہم کی جائیں۔

جناب والا! یہاں پر بہت سے دوستوں نے کھاد کی قیمت کی بات کی ہے۔ اس سلسلے میں میں ایک چیز فاضل اراکین کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں تاکہ پنجاب کی حکومت اس سلسلے میں مرکزی حکومت سے رجوع کر سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کھاد کی قیمتوں میں زیادتی کا سب سے بڑا پہلو ہماری کھاد کی صنعتوں کا public sector ہے۔ اگر ہم داؤد ہرکولیس، پاک عرب فرٹیلائزر اور فوجی فرٹیلائزر کی فیکٹریوں کے over head charges کا اندازہ لگائیں تو آپ یقین کریں کہ داؤد ہرکولیس کے over head charges یا ان کی پیداواری لاگت کے مقابلے میں public sector کی فیکٹریوں کی پیداواری لاگت کئی سو گنا زیادہ ہے، اگر ان فیکٹریوں میں غیر ترقیاتی اخراجات اور پیداواری لاگت کو کم کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ کھاد کے نرخ بہت کم ہو سکتے ہیں۔

جناب والا! بے روزگاری کے بعد پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ اس وقت ہماری معیشت کا کینسر سیم اور تھور بن چکا ہے۔ جہاں پر بھی اس بیماری نے حملہ کیا ہے وہاں کے زمیندار آج سے چند سال پیشتر اچھے بھلے کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ آج در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور نوکریوں کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ اس سے غلہ اور دوسری اجناس پر بھی بڑا اثر پڑ رہا ہے۔ میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ مرکزی حکومت اس سلسلے میں فنڈ میں اضافہ کرے، تاکہ سیم اور تھور کے مسئلے کے لیے فوری طور پر اقدامات کئے جا سکیں۔

جناب والا! جہاں مزدوروں کی تنظیمیں اور یونینز ہیں، وہاں پر مزدوروں کی اصلاح کی بات

کی جاتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں ایک ایسا مظلوم طبقہ بھی ہے جنہیں مختلف دوکانوں کے sales man کہا جاتا ہے۔ جن کی کوئی شرائط ملازمت نہیں ہیں وہ صبح آٹھ بجے جھاڑو دے کر دکان کھولتے ہیں۔ اور رات کو دس بجے دکان بند کرکے واپس جاتے ہیں۔ انہیں اڑھائی سو سے پانچ سو روپے کی تنخواہ پر ٹرخا دیا جاتا ہے۔ میں وزیر محنت سے درخواست کروں گا کہ ان کا بھی service structure رہن سہن کا ماحول، وقت کی پابندی کے اوقات مقرر کئے جائیں تاکہ اس مظلوم طبقے کے لوگ استحصال سے بچ سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب محمد شاہ کھگہ صاحب (تشریف نہیں رکھتے) جناب شیخ محمد یوسف صاحب (تشریف نہیں رکھتے) جناب میاں ریاض پیرزادہ، صاحب

جناب ریاض حسین پیرزادہ: جناب سپیکر! وہ بجٹ کیوں قابل تحسین نہ ہو کہ جس میں کوئی نیا ٹیکس نہ لگایا گیا ہو۔ allocation of funds ترجیحات کے مطابق ہوں۔ اور خاص طور پر ترقیاتی سکیموں کے لیے زیادہ سے زیادہ پیسہ رکھا گیا ہو۔ تعلیم، صحت اور زراعت کے لیے اس قدر فنڈز ہوں کہ ان شعبوں کی ترقی کے لیے وافر ہوں۔ جناب والا! ویسے تو وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں آپ کی یادداشت کو بڑا مضبوط سمجھا اور ہر بات پر انہوں نے کہا کہ آپ کو یاد ہوگا۔ میں بھی یہ کہتا ہوں کہ جناب والا! آپ کو بھی شاید یاد ہوگا۔ کہ گزشتہ سال میں نے کہا تھا۔ کہ ہر بجٹ کی تقریر میں تنقید و تعریف ہوتی ہے لیکن یہ اپنے اپنے ذہن کی بات ہے کہ کوئی اس کو کس نظر سے دیکھتا ہے۔ جناب والا! سب سے پہلے برطانوی شہنشاہیت نے جنگ کے اخراجات پورے کرنے کے لیے تجارت پیشہ لوگوں پر ٹیکس لگائے تو ان لوگوں نے کہا کہ ٹیکس ہم اس وقت دیں گے جب ہمیں کوئی حساب کتاب دیا جائے۔ جناب والا! اس دور میں بجٹ صرف اور صرف شاہی اخراجات پورا کرنے کے لیے ہوا کرتے تھے۔ عوامی ترقی یا بھلائی کے لیے استعمال نہیں ہوا کرتے تھے تو آپ اس کو روایتی بجٹ بھی نہیں کہہ سکتے۔

جناب والا! وزیر خزانہ نے بجٹ متواتر دوسری دفعہ بغیر مسکراہٹ کے پیش کیا جس کے لیے میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! اس بجٹ میں سب سے زیادہ ترجیح تعلیم کو دی گئی۔ گو کہ تعلیم پتھر کے زمانے کے لوگوں کا مسئلہ نہیں تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے نمائندے اس زمین پر آئے اور خاص طور پر حضرت موسیٰ کی آمد کے بعد Jews نے تعلیمی سلسلہ شروع کیا۔ اور ربیز اور سیناگوز میں لوگوں کو تعلیم دینا شروع کی اس کے بعد وقت گزر تا گیا۔ Greeks اور

Romans کے زمانے اور middle ages میں ہابز، لاک، روسو، سقراط، فرانسس بیکن، غرضیکہ فلاسفرز کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے تعلیم اور معاشرے کے بارے میں مختلف نظریات پیش کئے اور وقت کے ساتھ تعلیمی اور معاشرتی ترقی ہوتی گئی۔ لیکن آج معاشرے کو ضرورت اس بات کی ہے۔ جیسا کہ John Dew نے 1952 میں یہ کہا کہ individual, particular talents اجاگر کیا جائے۔ اور معاشرے میں ایسے انسان پیدا کئے جائیں جو معاشرے پر بوجھ نہ ہوں۔ گو اس بجٹ میں پرائمری تعلیم پر اور پرانے روایتی طریقے سے پیسہ خرچ کیا جانا ہے اس کے لئے جناب والا، میں نے پچھلے سال بھی آپ کو یاد ہوگا کہا تھا کہ ہمیں فنی تربیت کے لئے زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہیئے۔ اس ضمن میں یہ کہتا چلوں کہ فنی اور پیشہ وارانہ اداروں پر زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ کیا جائے اور پیشہ وارانہ تعلیم کے لیے خاص طور پر زیادہ سے زیادہ لیبارٹریز، اپریشن تھیٹرز اور انجینئرنگ یونیورسٹی میں زیادہ سے زیادہ جدید ترین طریقے سے فنڈ خرچ کیا جانا چاہیئے۔ ایسی پیشہ وارانہ تعلیم دینے والی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں سیاست کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیئے۔ اور طلباء کی unions کو بالکل ban کرنا چاہیئے۔

جناب والا۔ تعلیم پر بات کرتے ہوئے مجھے وقت کی پابندی کی وجہ سے دقت ضرور ہوئی جس کی نشاندہی پہلے راہی صاحب نے کی کہ وقت کو ملحوظ خاطر رکھنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قبل اس کے کہ آپ کی گھنٹی میرا گلا بند کر دے، میں آپ کے سامنے زیادہ سے زیادہ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس میں سب سے بڑی بات میرے بہاولپور کے مسائل ہیں۔ جناب والا، بہاولپور ہمیشہ محرومیوں کا شکار رہا ہے۔ میں محرومی کا لفظ اس لیے استعمال کر رہا ہوں کہ محرومی وہ ہوتی ہے کہ جب آدمی کے پاس سب کچھ ہو اور وہ چھین لیا جائے۔ جناب والا اس کے لیئے مجھے کچھ ماضی کے حالات پر روشنی ڈالنی ہوگی۔ نواب سر صادق محمد خان عباسی والئ ریاست ایک نہایت شریف النفس، مخلص، دیانتدار اور ترقی پسند انسان تھے۔ انہوں نے بہاولپور کی فلاح و بہبود کے لیے جو کیا وہ آپ آج بھی بہاولپور جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ تعلیمی ادارے، کھیلوں کے میدان، غرضیکہ شہروں کی نقشہ بندی بھی برطانوی طرز کے نمونے پر بنائی گئی تھی۔ لیکن جب ادغام ہوا تو اس وقت بہاولپور کو احساس محرومی شروع ہوا۔ کیونکہ جب نواب بہاولپور نے ریاست hand over کی تو منصوبہ تھا کہ بہاولنگر کو ساہیوال کے ساتھ ملایا جانا تھا۔ بہاولپور کو ملتان کے ساتھ اور رحیم یار خان کو ڈیرہ غازی خان کے ساتھ۔ لیکن نواب بہاولپور کی تجویز تھی

کہ اس کو علیحدہ ڈویژن بنایا جائے۔ اس میں ہائی کورٹ کا بنچ قائم کیا جائے اور آج تک وہاں ہائی کورٹ کا بنچ کام کرتا ہے۔ جناب والا، بورڈ آف ریونیو کے ممبر کو وہاں جانا ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ دورے پر وہاں جاتے ہیں۔ اپنے لوگوں کے لیئے جاتے جاتے وہ یہ سہولتیں دے گئے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ بورڈ آف ریونیو کی دھاندلیاں شروع ہو گئیں۔ آج بھی بورڈ آف ریونیو میں ایسا گروہ موجود ہے جو بہاولپور کی لوٹ کھسوٹ شروع کئے ہوئے ہے۔ اتنی زبردست دھاندلیاں ہیں کہ ہم اگر زبان سے نکالیں بھی تو ان کا قلع قمع نہیں ہوتا۔ سابق کمشنر بہاول پور نے تحصیل دار کی چار خالی آسامیاں پُر کرنے کے لیئے چالیس تحصیل دار بھرتی کئے۔ وہ تحصیل دار جو دو سال سے ٹریننگ لے کر گھر بیٹھے تعیناتی کا انتظار کر رہے تھے۔ ان بے چاروں کا کیا قصور ہے کہ آج ان کو نوکری سے نکال دیا گیا ہے۔ اگر ہم پنجاب کا حصہ ہیں تو انہیں وہاں پر تعینات کیا جانا چاہیئے۔ جناب والا! اس کے ساتھ ہی ایک اور وجہ یہ تھی۔ کہ جب بہاول پور کا ادغام ہوا تو اس وقت فرائض منصبی پر مامور افسران بھی پنجاب کے ساتھ مدغم ہوئے۔ اور پنجاب میں نوکری کرتے وقت ان لوگوں کے ساتھ جو سلوک ہوا، انہوں نے اپنے علاقے میں جو تأثر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۷۰ء میں بہاول پور میں علیحدہ صوبے بنانے کی تحریک چلی۔ لوگوں نے اپنی جانیں اور قربانیاں دیں اور اسی بنیاد پر بہاول پور کے نمائندگان منتخب ہوئے۔ جناب والا، یہ وہ واحد ڈویژن تھا جس میں پیپلز پارٹی نے بہت کم سیٹیں حاصل کیں۔ لیکن چونکہ یہ تحریک کامیاب رہی اور لوگوں نے اپنی نفرت کا اظہار اس طریقے سے کیا کہ کسی جذباتی نعرے کو انہوں نے پسند نہ کیا، ماسوائے کہ بہاول پور کو علیحدہ صوبہ بنایا جائے۔ جناب والا، ان حالات کو کنٹرول کرنے اور وقت کی نبض کو روکنے کے لیئے ضروری ہے کہ بہاول پور کی محرومیوں کا ازالہ کیا جائے۔ اور وہ ازالہ اس صورت میں ہی ہو سکتا ہے کہ بہاول پور کے باسیوں کے ساتھ چھوٹے بھائیوں والا سلوک کیا جائے۔

جناب والا، کیا وجہ ہے کہ تقریباً ہر Divisional Headquarter میں کارپوریشنیں بن چکی ہیں۔ جب یہ مطالبہ کیا گیا کہ بہاول پور کو کارپوریشن بنایا جائے تو پھر وہی فرسودہ قسم کے قواعد و ضوابط سامنے آ گئے کہ جناب، آبادی کم ہے۔ اور مختلف قسم کی پابندیاں لگائی جاتی ہیں کہ ingredients پورے نہیں ہو رہے۔ جن کی بناء ہمارا وہ مطالبہ آج تک ویسے کا ویسا موجود ہے۔ اس کے لیئے میں آپ سے پُرزور اپیل کرتا ہوں۔ میں نے اگلے دن بھی نشان دہی کی تھی کہ اس بجٹ سیشن میں نہایت ہی علاقائی نوعیت کے ضروری مسائل پیش کیے جانے ہوتے ہیں جب کہ افسران اپنی لابی

میں موجود نہیں ہوتے، وزراء صاحبان اپنی سیٹوں پر موجود نہیں ہوتے اور حد یہ ہے کہ حزب اختلاف کے لیڈر بھی موجود نہیں ہوتے۔ جناب والا، حزب اختلاف کے رہنما جب بہاول پور کے چیف منسٹر تھے۔ آج وہ کاشت کار کا رونا روتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے پچھلے سال بھی یہ کہا تھا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

کہ موجودہ قائد حزب اختلاف جب بہاولپور کے چیف منسٹر تھے تو غریب کاشت کار پر انہوں نے ٹیکس لگایا تھا۔ جو آج بھی بہاول پور کے لوگ متواتر تیس سال سے اسی طرح دے رہے ہیں۔ میں نے پچھلے سال بھی اس ایوان میں گزارش کی تھی لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ اور بدستور بہاول پور کا کاشت کار آج بھی وہ ٹیکس دے رہا ہے۔ جناب والا، میری التماس ہوگی۔ آپ یہ یقین دھانی کرائیں کہ یہ ٹیکس جو ہم سے زائد وصول کیا جا رہا ہے، وہ ٹیکس ہمیں اس صورت میں واپس دیا جائے، کہ ہماری ترقیاتی سکیموں پر وہ فنڈ صرف کیا جائے۔ یا پنجاب والے اگر ہمیں چھوٹا بھائی سمجھتے ہیں تو ان ٹیکس کو اپنے آپ پر لاگو کرائیں۔ یا پھر وہ ہمارا ٹیکس واپس کریں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے جناب پیرزادہ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ بار بار چھوٹے اور بڑے بھائی کا ذکر کر رہے ہیں۔ انہیں خود سوچنا چاہیئے انہوں نے پنجاب اسمبلی کی حیثیت سے حلف اٹھایا ہے۔ اب بہاول پور کی ایک ڈویژن کے علاوہ کوئی حیثیت نہیں اس لیئے پنجاب کو بڑا بھائی کہنا صوبہ پنجاب اور بہاولپور کو الگ الگ قرار دینا یہ ایک تعصب ہے۔ انہیں اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ہم ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اس کو الگ صوبہ قرار نہیں دے رہے وہ تو ڈیمانڈ کر رہے ہیں۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب سپیکر میں ایک عوامی نمائندہ ہوں اور عوامی نمائندہ کو چاہیئے کہ اپنے ارد گرد پھوٹنے والی ہر گلی کی آواز سنے۔ ان واقعات کو دیکھ یہ کیوں آ طنز آئی ہے وہ میں بیان کر رہا تھا۔ جو جذبات میرے دو کروڑ حضرات کے دل میں ہیں۔ وہ بیان کر رہا ہوں۔ میں کوئی تعصب نہیں پھیلا رہا اور ہم اس تعصب پھیلانے سے کسی کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں میں قومیت کا علمبردار ہوں اور رہوں گا۔ راناصاحب کی تجویز کے مطابق اگر اس میں کوئی تعصب والی بات ہے تو میں ان الفاظ کو واپس لیتا ہوں لیکن میں صرف اپنے علاقائی مسائل پیش کرنا چاہتا تھا۔

مصلحتوں کے سلسلے میں کی گئی zoning میں بھی آپ دیکھیں پنجاب میں دو zone بنائے گئے ہیں۔ ایک زون بہاول پور اور ڈیرہ غازی خان یہ غیر ترقی یافتہ علاقہ ہے۔ دوسرا لاہور گوجرانوالہ فیصل آباد راولپنڈی زون بنایا گیا ہے۔ ملازمتوں کے سلسلے میں zones میں کوٹہ سسٹم ہے جس کے لیئے غیر ترقی یافتہ علاقوں کے لیے کوٹہ بہت کم ہے۔ اگر یہی حال رہا تو ہمارے علاقے کے لوگ جو پہلے ہی ملازمتوں میں بہت کم ہیں اور ہمیں مزید کوئی موقع نظر نہیں آتا کہ ہمارے علاقوں کو ملازمتوں میں زیادہ کوٹہ دیا جائے۔ اس لیئے اس کوٹہ سسٹم کا از سر نو جائزہ لینا ہوگا۔ یا اس کو ختم کرنا ہوگا۔ جناب والا، تعلیمی سلسلے میں جب داخلوں کی بات آتی ہے تو بہاولپور میں جامعہ اسلامیہ بہاول پور بنی۔ اس جامعہ میں داخلہ کے حصول کے لیئے merit پنجاب لیول پر بنتا ہے۔ اور ہم غریب علاقے کے لوگ اس merit پر پورے نہیں اترتے۔ لہذا تجویز ہے۔ جامعہ پنجاب میں بہاول پور کے لوگوں خاص طور پر لڑکیوں کو یہ سہولت دیں کہ ان کو داخلہ مل سکے۔ جناب والا، بہاول پور ایک باپردہ علاقہ ہے لوگ اپنی بچیوں کو پنجاب میں نہیں بھیج سکتے۔ اس کے لیئے یہ لازم ہے کہ حکومت اس مسئلہ پر غور کرے۔ اور بہاول پور کے لیے خاص طور پر لڑکیوں کے لیئے کوٹہ مقرر ہونا چاہیئے۔ یا میرٹ لسٹ بناتے وقت بہاول پور کی طالبات کے لیئے 30 نمبر اور طلبار کے لیئے 20 نمبر زائد ملنے چاہئیں۔ جناب والا، میڈیکل کالج بہاول پور میں بھی ہمارا یہی مسئلہ ہے کہ جب یہ میرٹ لسٹ بنتی ہے تو ہمارے نوجوان یا ہمارے علاقے کے نوجوان اس میں داخلہ نہیں لے سکتے کیونکہ اپر پنجاب کی طرح تعلیمی سہولت بہاول پور میں موجود نہیں۔ اس لیئے ہوتا یہ ہے کہ لوگ وہاں داخلے میرٹ پر تو لے لیتے ہیں لیکن جیسے ہی سال شروع ہوتا ہے تو وہاں سے migeration شروع ہو جاتی ہے۔ اور اگر میرے figures صحیح ہیں تو 85-1984 میں جناب والا تقریباً 20 سے 30 لڑکے ہر سال پنجاب میں migerate کر جاتے ہیں۔ جناب والا، اگر وہ سیٹیں خالی ہی رکھنی ہوتی ہیں تو کیوں نہ وہ 30 سیٹیں صرف بہاول پور ڈویژن کے لیئے مختص کر دی جائیں۔ بہاولپور ڈویژن کے ہر ضلع یعنی بہاول نگر کے لیئے دس۔ رحیم یار خان کے لیئے دس۔ بہاول پور کے لیئے دس۔

جناب والا، یہ وہ مسائل ہیں جو میں آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا تھا۔ اور اس میں سب سے بڑا مسئلہ چولستان کا ہے۔ چولستان کے لیئے میں نے پچھلے سال بھی بات کی تھی اور آج بھی۔ میں مناسب سمجھوں گا کہ قائد ایوان کا اس فورم پر شکریہ ادا کروں۔ کہ جس مہربانی سے انہوں نے فیصلہ کر

جو چولستان کے علاقے میں لاگو تھا میں ترمیم کرنے کا حکم دیا۔ جناب والا یہ کتنی زیادتی تھی کہ اپر پنجاب میں فیملی کی وضاحت؛ شادی شدہ لڑکے اور بچے تھے۔ لیکن بہاول پور میں ایک فیملی وہ گنی جاتی تھی کہ اس کے شادی شدہ لڑکے بھی فیملی میں شامل تھے۔ اگر ایک دادا زندہ ہے تو اس کی اولاد سے خواہ اس کے پوتے بھی شادی شدہ ہوں لیکن وہ ایک فیملی ہی گنی جاتی تھی۔ اور زمین کی تقسیم بھی اسی تناسب سے ہوا کرتی تھی۔ اب جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے مہربانی فرمائی ہے۔ میں اس کے لیئے گزارش کروں گا کہ اس حکم کا اطلاق شروع دن سے ہو۔ جناب والا، دوسرا مسئلہ چولستان میں بے بہا زمین ہے اور سابقہ دور میں اس زمین کو بارانی کر کے Allot کی گئی جو ایک زیادتی تھی۔ اب چونکہ Allot ہو گئی ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے یہ گزارش پیش کروں کہ حکومت پنجاب اس میں نئی نہروں کا انتظام کرے۔ اور جن لوگوں کو یہ زمینیں الاٹ کی گئی ہیں۔ ان کے لیے پانی کی سہولت فراہم کرے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک عارضی حکم کے تحت ان کو پانی کی اجازت دے دی تھی۔ جو آب پاشی کی باری کے اندر آ سکتے ہوں اس کے لیے میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور آخر میں جناب والا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اظہارِ خیال کرنے کا موقع دیا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بشریٰ رحمان صاحبہ!

محترمہ بشریٰ رحمان: جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اظہارِ خیال کا موقع دیا۔ جناب والا' ابھی تھوڑی دیر پہلے بہت اچھی تقاریر ہو رہی تھیں یہ بات بے روزگاری کے بارے میں بار بار ہو رہی تھی' چند باتیں ریاض حسین پیر زادہ نے فرمائی ہیں۔ اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جناب وزیر خزانہ نے حسب معمول تقریر کرتے ہوئے مسکرانے کی کوشش نہیں کی۔ جناب والا' اگر وہ بھولے سے مسکرا بھی دیتے تو پھر بھی یہ کہتے،

ع آپ مسکرا دیئے کمال ہو گیا۔

جناب والا، ان کی تقریر سننے اور بجٹ کا جائزہ لینے اور بہت سی بحث و تمحیص سننے کے بعد یہ اندازہ ہوا ہے کہ جناب وزیر خزانہ بہت ہی کفایت شعار ہیں۔ اور انہوں نے بڑی ذہانت' بلاغت اور کفایت شعاری سے بجٹ بنایا ہے۔ کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے جب میں اپنی سیٹ پہ پہنچی تو ان کی طرف سے ایک عید کارڈ ہماری سیٹ پر رکھا ہوا تھا دیکھئے ان کی کفایت شعاری کی داد نہ دینا زیادتی ہو گی۔ ہم ان کے نام عید کارڈ ڈالتے ہیں اس پر 60 پیسے کا ٹکٹ لگاتے ہیں

اور وہ ٹکٹ لگائے بغیر عید مبارک کہہ دیتے ہیں۔ اس کے لئے ان کی اس پیشگی عید مبارک کے بے حد مشکور ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی باتیں ہوئیں جو اپنے اپنے علاقے کی سطح پر ہوئی ہیں۔ تقریباً بجٹ کے ہر شعبہ کے بارے میں اظہار خیال بہت عمدگی کے ساتھ ہوا ہے۔ جناب والا، چونکہ بے روزگاری کی بات بار بار دہرائی گئی ہے۔ تو آج میں نے سوچا ہے کہ میں بے روزگاری کے مسئلہ پر تھوڑا سا اظہار خیال کروں لیکن اپنے علاقے کی سطحوں سے بلند یا بے نیاز ہو کر کروں۔ اور میں پنجاب کی بات کروں۔ جناب والا دسمبر 1985 میں ڈاکٹر محبوب الحق کی سرکردگی میں ایک Investment advisory and project management Corporation تشکیل دی گئی تھی۔ اس کے لئے 50 ملین روپے مختص کئے گئے تھے جو پاکستان بنکنگ کونسل کے علاوہ 8 دوسرے اداروں کی امداد پر مشتمل تھے۔ اور وہ دوسرے امدادی ادارے یہ ہیں بنک آف ایکوٹی لمیٹڈ، نیشنل ڈیویلپمنٹ فنانس کارپوریشن، انڈسٹریل ڈیویلپمنٹ بنک آف پاکستان، ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ بنک آف پاکستان، پاک لیبیا ہولڈنگ کمپنی، پاک سعودی انوسٹمنٹ کمپنی، پاک کویت انوسٹمنٹ کمپنی ریجنل ڈیویلپمنٹ فنانس کارپوریشن۔ جناب والا، ان 10 امدادی اداروں سے بڑی کارپوریشن تشکیل دی گئی تھی جس کے مقاصد بہت وسیع تھے لیکن حال ہی میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس کا صدر دفتر کراچی میں بنایا جائے گا۔ جناب والا، اس سے پہلے جن اداروں کے صدر دفاتر کراچی میں ہیں میں آپ کو ان کے نام بتاتی ہوں۔

1. Pakistan Consultancy Services.
2. Financial and Management Bureau.
3. Investment Advisory centre of Pakistan.
4. E. N. R.

جناب والا، میں آپ کی وساطت اور اس سارے ایوان کی طرف سے مرکز سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔ کہ کیا پنجاب مرکز کی کالونی ہے کہ جو بھی زبردستی کا قانون ہے اس پر لاگو کر دیا جاتا ہے؟ کیا پنجاب اس قابل نہیں کہ اس کارپوریشن کا صدر دفتر پنجاب میں بنا دیا جائے؟ نہ صرف یہ بلکہ پنجاب کی ترقیاتی سکیموں سے زیادہ سے زیادہ کام لیا جائے۔ اس طرح بے روزگاری کا مسئلہ بھی حل ہو گا۔ اور یہاں کے لوگوں کو ملازمتوں کے مواقع فراہم ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ نئی نئی تجاویز بھی پیش کی اور بنائی جائیں گی۔ لیکن جناب والا۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا کہ۔

ع برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

یہاں پر ہمیشہ یہ ہوا کہ " برق گرتی ہے تو بیچارے پنجاب پر،، جب بھی کبھی کوئی فیصلہ ہوا۔اس میں پنجاب کو ایک طرف رکھ دیا گیا۔جناب والا۔ میں اس ایوان میں یہ پُرزور تائید کرتی ہوں کہ اب I.A.P.M.C. کا صدر دفتر لاہور میں قائم کیا جائے اور اس کے ذریعے نہ صرف ترقیاتی پروگرام تکمیل کو پہنچائے جائیں بلکہ پنجاب کے بہت سے بے روزگار لوگوں کو روزگار بھی مہیا کیا جائے۔میں امید رکھتی ہوں کہ یہ پورا ایوان میری اس بات کی تائید کرے گا۔جناب والا' پچھلے سال کچھ اس طرح ہوا تھا کہ زکوٰۃ فنڈ میں سے اراکین اسمبلی کو کچھ رقوم مختص کی گئی تھیں۔ جو انہوں نے غرباء میں تقسیم کی تھیں۔میں نہیں جانتی کہ پچھلے سال حکومت کی پالیسی کیا تھی اور اس سال پالیسیاں کیا ہیں لیکن میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ غریب لوگ جن کو پچھلے سال زکوٰۃ فنڈ سے رقوم تقسیم کی گئیں۔وہ اس دفعہ بھی توقع اور آس لگائے بیٹھے تھے۔خاص طور پر رمضان المبارک کے مہینے میں رقوم کیوں نہیں اراکین اسمبلی کو دی گئیں۔اس کی وجہ کیا ہے ؟ امید ہے کہ یہ ایوان میری تائید کرے گا اور آئندہ حکومت اراکین کو یہ اختیارات دیئے جائیں تاکہ کچھ نہ کچھ رقوم غرباء میں تقسیم کر سکیں۔جناب والا' اس سے زیادہ میں کچھ کہنا نہیں چاہتی۔اس لئے کہ اس دفعہ بجٹ کی تقاریر میں ہم نے ایک عجیب بات دیکھی کہ ہر صاحب دل اور صاحب رائے نے اپنے جذبات کا اظہار اشعار میں کرنے کی کوشش کی اور جناب والا' اشعار بھی بہت محبت بھرے ادا کئے۔ حالانکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بجٹ اور محبت دو الگ الگ چیزیں ہیں ان کو یکجا نہیں کیا جاتا۔جناب والا' اس بار ہم سے بھی یہ غلطی ہو گئی کہ ہم نے بہت محبت بھرے انداز میں بجٹ کا ذکر کیا۔پھر آپ کو معلوم ہے کہ عالم کیا ہوا۔

؎ تذکرہ سوز محبت کا کیا تھا اِک بار
تادمِ مرگ زبان سے میری چھالے نہ گئے۔ (شکریہ)

جناب ڈپٹی سپیکر: سید طاہر احمد شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! جناب وزیر خزانہ نے مالی سال 1986-87 کا بجٹ ایوان میں پیش کیا ہے اور اس ایوان کے بے شمار معزز ارکان نے انہیں روایتی طور پر اور حسب معمول ایک مرتبہ نہیں اپنی اپنی تقاریر کے دوران بے شمار مرتبہ مبارکباد پیش کی ہے۔

میاں ممتاز احمد متیانہ: سچے دل سے

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا، میں جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے مارشل لا کا سایہ ختم ہو جانے کے بعد ایک عوامی نمائندے کی حیثیت سے ایوان میں بجٹ پیش کیا ہے۔ جناب والا، بجٹ اعداد و شمار کا مجموعہ ہوتا ہے جسے مالی ماہرین سال میں ایک بار بجٹ کے اعداد و شمار عوام کی تسلی کے لیے پیش کرتے ہیں۔ اور عوام بجا طور پر اعداد و شمار کو نہ سمجھتے ہوئے اس بات کے منتظر رہتے ہیں۔ کہ پیش ہونے والے بجٹ میں عوام کے مالی وسائل اور مالی اخراجات پر بوجھ کس قدر کم ہوگا۔ یا پیش ہونے والے بجٹ میں مالی اخراجات میں کس حد تک کمی ہوگی۔ جناب والا، میں کہنا تو بہت کچھ چاہتا تھا مگر وقت کی قلت کے باعث صرف یہ کہوں گا کہ غریبوں نے روزے رکھے تو دن بڑے ہو گئے۔ جناب والا۔ اس ایوان کی کارروائی دیکھتے وقت اور ارکان کی تقاریر سنتے وقت ہم نے دیکھا اور وقت کا اندازہ لگایا۔ ایک ایک فاضل رکن نے کم سے کم آدھا اور تقریباً کئی ایک ارکان نے ایک ایک گھنٹے تک بھی تقاریر کیں۔ جب ہماری باری آئی تو وقت کی قدغن لگا دی گئی ہے حالانکہ حکومت کے بنچوں اور با اختیار وزراء کی طرف سے حزب اختلاف کے ساتھ ایک سمجھوتہ ہوا تھا کہ آج کا دن صرف اور صرف ....

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ اس بات پر پہلے فیصلہ ہو چکا ہے آپ اپنا وقت ضائع نہ فرمائیں اور اپنی بجٹ تقریر کریں۔ اس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔

Syed Tahir Ahmad Shah : Mr. Speaker Sir I am quite relevant Iam not irrelevant.

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنا وقت خود ضائع کر رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا۔ بات یہ ہے کہ میں ایسی باتیں ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں جو مجھے تقریر کرنے کا موقع ملے یا نہ ملے۔ میری تقریر کا وقت ختم ہو جائے یا جاری رہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایسی روایات اس معزز ایوان کی طرف سے مرتب ہونی چاہییں جس پر عوام خراج تحسین پیش کر سکیں اور ایسا نہ ہو کہ آج جب ہماری حکومت ماضی کی حکومتوں پر تنقید اور ان کی برائیوں کی نشاندہی کرتی ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ سدا اس ایوان میں کوئی نہیں بیٹھا رہتا۔ حکومتیں بنتی ہیں اور تبدیل ہو جاتی ہیں۔

میاں ممتاز احمد متیانہ: جناب والا، مجھے حیرانی ہے کہ میرے فاضل رکن نے ضمنی بجٹ پر تقریباً پون گھنٹہ تقریر کرنے کے باوجود یہ گلہ کیا ہے کہ اس ہاؤس میں انہیں بولنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ چیزیں ریکارڈ پر لانے کی بجائے اپنی تقریر کو ریکارڈ پر لائیں۔ اور جتنا جی چاہیں بولیں۔ ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات ان کے نوٹس میں لائی گئی ہے

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے فاضل ارکان جو میرے لیئے قابل احترام بھی ہیں اور میرے بھائی بھی ہیں۔ میں کوشش کروں گا۔ کہ میرے منہ سے جو بات بھی نکلے فاضل ارکان کے دلوں میں بیٹھ جائے۔ اور فاضل ارکان اس پر غور و خوض فرمائیں۔

میں جناب والا Village Electrification Programme کی طرف آپ کی وساطت سے فاضل ارکان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جناب والا، ماضی میں مرکزی حکومت نے دیہات کو بجلی فراہم کرنے کے لیے allocation کی تھی۔ اس کا تناسب کچھ اس طریقہ سے ہے کہ پنجاب کے حصہ میں 57.6 فیصد، سندھ کے حصہ میں 21.6 فیصد سرحد کے حصہ میں 16.4 فیصد اور بلوچستان کے حصہ میں 4.4 فیصد کے حساب سے رقومات رکھی گئی ہیں۔ جناب والا، 30 جون 1985 تک ملک کے چاروں صوبوں میں جتنے دیہات کو بجلی کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ ان کے تناسب اور ان کے اعداد و شمار کی تفصیل بھی میں نے فاضل اراکین کی خدمت میں آپ کے توسل سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا، ملک بھر میں پنجاب کے دیہات کی تعداد 25399 ہے۔ صوبہ سرحد اور اس سے ملحقہ قبائلی علاقہ جات کے دیہات کی تعداد 7809 بنتی ہے، اور اس کے بعد سندھ کے کل دیہات 5764 ہیں اور بلوچستان کے دیہات کی تعداد 6111 ہے۔ جتنے دیہات کو 30 جون 1985 تک ملک بھر میں بجلی فراہم کی گئی ہے وہ یوں ہے۔ پنجاب کو 25399 میں سے 9771 دیہات کو بجلی فراہم کی گئی ہے جو کہ تمام دیہات کا 38.50 فیصد بنتا ہے اور سرحد اور ملحقہ قبائلی علاقہ جات کے دیہات میں 4915 دیہات کو بجلی فراہم کی گئی ہے جس کی ratio 62.90 فیصد بنتی ہے۔ اور سندھ کے دیہات کو 5764 میں سے 3753 دیہات کو بجلی فراہم کر کے 65.11 فیصد بنتی ہے اور اسی طریقہ سے بلوچستان کے 6111 دیہات میں سے 830 گاؤں کو بجلی فراہم کی گئی ہے جس کی ratio 13.6 فیصد بنتی ہے۔ اب جناب والا، مذکورہ بالا اعداد

شمار کی روشنی میں پنجاب میں یکم جولائی 1985 تک 17590 دیہات کو بجلی فراہم کی جانی چاہیئے تھی اور 1985-86 کے مالی سال کے لیے حکومت پنجاب نے دیہاتوں کو بجلی فراہم کرنے کے لیے ایک ہزار کی تعداد مقرر کی تھی۔ اب جناب والا! لقایا دیہات کو بجلی فراہم کرنے کے لیے ضروری ہوگا کہ ہر سال 3500 دیہات کو بجلی فراہم کی جائے تاکہ وزیر اعظم پاکستان نے 30-12-85 کو Socio. Economic Programme کے تحت یہ اعلان فرمایا تھا کہ 1990 تک پاکستان بھر کے 90 فیصد دیہات میں بجلی فراہم کر دی جائے گی اگر 3500 دیہات کو پنجاب میں ہر سال بجلی فراہم نہ کی گئی تو مجھے ڈر ہے۔ اور آپ انشا اللہ دیکھیں گے کہ یہ ٹارگٹ جو وزیر اعظم پاکستان نے دیا تھا پورے طریقے سے عملدرآمد نہیں ہو سکے گا۔ اب پنجاب کے آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں جناب وزیر خزانہ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مزید 2150 دیہات کو پنجاب میں اس سال بجلی دی جائے گی۔ اور اس کے برعکس جناب سپیکر، معزز ارکان یہ سن کر حیران ہوں گے کہ واپڈا کی طرف سے آئندہ مالی سال میں دیہات کو بجلی فراہم کرنے کے لیے تعداد صرف 2500 دیہات دیئے گئے ہیں۔ اور جناب والا! اگر ماضی کے تناسب کے لحاظ سے ہم اس کا موازنہ کرتے ہیں تو پنجاب کے حصہ میں صرف 1309 دیہات کو بجلی آئندہ مالی سال میں مہیا کی جائیگی، اس میں جناب والا! اب بجلی سے دیہی علاقوں میں ترقی کی یہ بنیادی شرط ہے کہ جب تک دیہات میں بجلی فراہم نہیں کی جائے گی، اس وقت تک وہاں پر دیہی صنعتوں کا قیام ناممکن ہوگا، وہاں پر حفظانِ صحت کے مراکز نہیں بنائے جا سکیں گے۔ اور اسی وجہ سے دیہی آبادی کو بے روزگاری کی وجہ سے بڑے شہروں کی طرف نقل مکانی کرنے سے نہیں روکا جا سکتا، اس لیے جناب سپیکر یہ ضروری ہے کہ حکومت پنجاب اپنے دیہی عوام کی فلاح و بہبود کے لیے مرکزی حکومت پر شدید زور ڈالے اور اپنے حصہ کی بجلی کے لیے وہ فنڈز حاصل کریں تاکہ وزیر اعظم پاکستان کے اعلان شدہ قول پر عمل درآمد ہو سکے، جناب والا! اس کے بعد میں یہ کہنا چاہوں گا۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اپنے فرمودات کو ذرا سمیٹنے کی کوشش فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ: عالیجاہ! میں آپ کا احترام کرتا ہوں، میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ اس معزز ایوان سے پوچھ لیں اگر میں کوئی غیر متعلقہ بات کروں یا ان کے

مفاد کی بات یا پنجاب کے مفاد کی بات نہ کروں۔ اگر یہ ایوان مجھے اجازت نہیں دیتا تو میں اپنے خیالات کو یہیں پہ بند کر دیتا ہوں، میں مزید کچھ نہیں کہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ آپ کے بعد اور بھی کافی صاحبان ہیں جنہوں نے تقاریر کرنی ہیں۔ اور وہ مسلسل چٹیں بھیج رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا، اگر میں بھی مبارک سلامت کی گردان شروع کر دوں تو شاید مجھ پر بھی زیادہ نظر عنایت ہو جائے۔ حقائق ہمیشہ تلخ ہوتے ہیں۔ اور ہمیں ان حقائق کا سامنا کرنا چاہیئے۔ میں نے تو عرض کیا ہے کہ اگر اس معزز ایوان کے ارکان مجھے اجازت دیتے ہیں تو میں بات کرتا ہوں ورنہ میں بات نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب وقت کی پابندی بھی ضروری ہوتی ہے، آپ برائے کرم اپنے خیالات کو دو تین منٹ کے اندر سمیٹنے کی کوشش کریں۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر، آج بجٹ پر بہت سے معزز اراکین نے اظہار خیال کرنا ہے۔ اگر وقت کی پابندی لگائیں گے تو میرے خیال میں یہ مناسب رہے گی، ہر سپیکر کو اتنا ہی وقت دیا جائے تاکہ سب دوست اپنا اپنا نقطۂ نظر بیان کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اسی لیے شاہ صاحب سے عرض کر رہا تھا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! ہمارا استحقاق اور حق ہے۔ میری شیڈو کیبنٹ کے وزراء کو اتنا حق حاصل ہے جتنا گورنمنٹ کے وزیروں کو حق حاصل ہے۔ اور یہ بات میں آپ کو رولز میں دکھا سکتا ہوں۔ اس لیے آپ کو ترجیحی سلوک کرنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شاہ صاحب کے لیے دس منٹ کا ٹائم تھا۔ لیکن وہ بیس منٹ تقریر کر چکے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: قبلہ آدھا گھنٹہ تو کم از کم ٹائم ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے لیے پہلے ہی یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ بعد دوپہر اجلاس ہوگا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: کتنا وقت رکھا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بعد دوپہر آپ کے لیے یہ اجلاس خصوصی طور پر رکھا گیا ہے

مخدوم زادہ سید حسن محمود: بعد دوپہر آپ نے اپنے طور پر کیا ہے۔ اگر اس ایوان

میں ہماری اکثریت ہوتی تو ہم رات کو بھی اجلاس جاری رکھتے۔ لیکن چونکہ اکثریت حزب اقتدار کی ہے اور انہوں نے بجٹ بھی پاس کروانا ہے۔ اس لیے ان کا فرض ہے کہ وہ کورم پورا رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب سے میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ اور مہربانی فرما کر پانچ منٹ کے اندر اپنی تقریر ختم کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا ہمیں وہ حق دیں جو ہمارا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے حق کی بات پہلے طے ہو چکی ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر ان کی موجودگی میں وقت طے ہوا تھا۔ اس لیئے اب انہیں اعتراض نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں' ان کی موجودگی میں یہ بات طے ہو چکی ہے۔ اس لیے میں یہ چاہوں گا کہ اب اس طرح وقت کا ضیاع نہ کیا جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے وزیر زراعت سے یہ عرض کروں گا۔ کہ بجٹ آپ نے پاس کروانا ہے۔ اور ہمارے تعاون سے پاس ہوگا۔

وزیر زراعت: صحیح بات ہے

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اور اگر ہم نے رکاوٹ ڈال دی تو آپ کو ایک ہفتہ کے لیے اجلاس مزید بڑھانا پڑے گا۔

وزیر زراعت: جناب والا' ہمیں تو ہر لمحے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ آپ بھی ہم میں سے ہیں .....

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اس لیئے از راہ کرم ذرا نرمی برتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب کو تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ جی شاہ صاحب فرمائیے ؛

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر اب آپ نے کتنا وقت عنایت کیا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ کا خصوصی وقت آپ کو دیا گیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر اگر آپ یہ مناسب سمجھیں کہ فاضل اراکین پہلے تقریر کرلیں اور مجھے بعد میں ٹائم دے دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو اپنی تقریر کر چکے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں اتنے تھوڑے وقت میں اپنے خیالات کو یہاں consolidate نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میرے پاس بڑا مواد ہے اور اگر آپ کا یہی رویہ رہے گا۔ تو میں احتجاجاً نہ صرف اپنی تقریر کو بند کر دوں گا بلکہ اس معزز ایوان سے واک آؤٹ بھی کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پانچ منٹ کے لیے مزید تقریر فرما سکتے ہیں۔ کوشش کریں کہ آپ اپنے مواد کو پانچ منٹ ....

ایک رکن: ان کے پاس زہریلا مواد ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: عالیجاہ میں نے اپنی ذات کی نہیں، میں نے اپنے علاقے کی نہیں بلکہ میں نے تو پنجاب کے مخلص دہقانوں کے مفاد کی بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب یہ آپ کے مفاد کی بات ہے کہ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ آپ پانچ منٹ میں اپنی تقریر ختم کر سکتے ہیں۔ آپ وقت ضائع نہ کریں۔

ایک رکن: پندرہ منٹ اس طرح ضائع کر دیئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر چونکہ آپ بار بار وقت کی پابندی لگا رہے ہیں۔ اس لیے اب میں محکمہ خوراک کی بدعنوانیوں کی طرف آتا ہے۔ جناب سپیکر، محکمہ خوراک کی سکیم کا سال جو کہ 30-4-86 کو گزر چکا ہے۔ 93 کروڑ روپے کی خطیر رقم کی subsidies مرکزی حکومت سے حاصل کرنی ہے۔ اور جناب والا، یہ رقم آپ اگر ملاحظہ فرمائیں۔ سرکاری گندم جو راشن ڈپوؤں کو راشن آٹے کی فراہمی کے لیے دی جاتی ہے اس کا نرخ ایک سو انہتر روپے کچھ پیسے ہے۔ اور جو تھیلے کے آٹے کے لیئے وہی سرکاری گندم grinding کے لیے ملوں کو دی جاتی ہے۔ اس کا ریٹ 173 روپے کچھ پیسے ہے۔ جو حکومت کی cost سے بھی زیادہ رقم بنتی ہے۔ مگر ان کی کتابوں میں 229 روپے کچھ پیسے کے حساب سے .... (قطع کلامیاں) جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ cross talk کو بند کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ میں معزز ممبران سے یہ التماس کروں گا کہ جب معزز رکن تقریر کر رہے ہوں تو ان کی تقریر کو غور سے سنا جائے اور انہیں Interrupt

نہ کیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا ان کی کتابوں میں گندم کے نرخ 229 روپے کچھ پیسے ہیں اور subsidies کے حساب سے ایک بوری جس کا وزن 100 کلوگرام ہے۔ 60 روپے subsidy دی جاتی ہے۔ جناب سپیکر میں اس کے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتا تھا۔ کہ کس طریقے سے یہ گندم چند افراد کے ہاتھوں جن میں ایک ڈپو ہولڈر ہے۔ محکمہ خوراک کے افسران اور اہل کاران ہیں نیز فیئر پرائس شاپ حاصل کرنے والے لوگ شامل ہیں۔ جناب والا 93 کروڑ روپیہ مرکزی حکومت صرف اس لیے ہمیں دیتی ہے۔ کہ صرف سرکاری گندم پہ subsidy دی جائے گی۔ جوکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ چند مخصوص افراد کو کروڑوں روپے کا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ مل مالکان اس گندم کو بلیک کرتے ہیں۔ جناب والا، اس طرح سے ایک ٹرک پر اس مل مالک کو 6 ہزار روپے کمائی ہوتی ہے اور اس طریقہ سے کروڑوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ اور اسی subsidy میں خرد برد کی وجہ سے سیاسی اور برسراقتدار لوگوں کو اس قسم کی ترغیب ہوئی کہ بھائی ہم بھی فلور ملیں لگالیں۔ اور جناب والا، اس سلسلے میں ان کو تقریباً 50 کے قریب نئی فلور ملیں قائم کرنے کے لیئے لائسنس جاری کئے گئے ہیں اور میری معلومات کے مطابق صرف پانچ یا چھ ملیں لگ سکی ہیں بقایا ملیں اس لیے نہیں لگ سکی ہیں کہ وہ permit لینے والے۔ یا عدم اعتماد کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے والے لاکھوں روپے کے عوض اس کاغذ کے ٹکڑے کو بیچنے کے منتظر ہیں۔ آپ کو یہ سن کر حیرانگی ہوگی۔ کہ 18 ماہ میں عدم اعتراض کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد ایک مل کا قیام عمل میں آجانا چاہیئے۔ لیکن 18 ماہ گزرنے کے بعد ان کی میعاد میں توسیع کرنی پڑ رہی ہے۔ جناب والا، میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت پنجاب مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرے کہ subsidies کی رقم اگر ہم اسے بچا سکتے ہیں۔ اگر یہ subsidies عوام کے دیگر مفادات، عوام کی خدمت غریب اور مفلس انسانوں کی فلاح وبہبود اپنے صوبے کے ترقیاتی اخراجات پر خرچ کرسکتے ہیں۔ تو اس کی اجازت دی جائے۔

جناب والا، میں تو ۱۶ فیصد سمجھتا تھا، مگر مجھے پھر بھی محکمہ نے اعداد و شمار بڑھا چڑھا کر بتائے ہیں کہ 25 فیصد اس کا اصل استعمال ہوتا ہے۔ اب جناب والا، 93 کروڑ روپے جو تقریباً ایک ارب روپیہ بنتا ہے۔ اس میں سے اگر 25 کروڑ روپیہ عوام پر خرچ ہوتا ہے تو 75 کروڑ روپیہ کا نہ صرف ہمارے صوبے بلکہ قومی دولت کا ضیاع ہو رہا ہے۔ جناب والا، میں آپ

سے عرض کروں گا کہ اسی طریقے سے کیونکہ آپ نے مجھ پر وقت کی قدغن لگا دی ہے۔ ورنہ میں ہر محکمے کے متعلق آپ کو تفصیلات بتاتا۔ جناب والا عوامی حکومت اور منتخب نمائندوں کا فرض ہے کہ تعمیراتی پروگراموں کے لیے مختص شدہ رقوم عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جائے۔ اگر آپ کسی ایک شعبہ کو مثال بنا کر اس کی صحیح معنوں میں عوامی نمائندوں اور سرکاری افسران پر مشتمل جو کہ دیانت دار ہوں جن کی دیانتداری کسی شک و شبہ سے بالاتر ہو ان پر مشتمل ایک کمیشن قائم کر دیں۔ ایک انکوائری کمیٹی قائم کر دیں تو میں دعوی سے یہ یقین دلاؤں گا اور یہ بات ثابت ہو جائے گی اگر ثابت نہ ہو سکے تو میں جناب والا، اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی بھی ہو جاؤں گا۔ یہ روپیہ جو کمشنوں کی صورت میں forged payment کی صورت میں، بدعنوانیوں کی صورت میں، ہر کم از کم 40 فیصد روپیہ یہ بھی ایک محتاط اندازے سے کہہ رہا ہوں، اگر غیر محتاط اندازے سے کہوں تو 50 فیصد روپیہ عوامی تعمیراتی پروگرام کا ضائع ہو جاتا ہے۔ کیا عوام ہمیں اپنی منتخب نمائندگی کا اتنا بڑا اعزاز اس لیے دے کر بھیجتے کہ ہم ان کے حقوق کی پاسداری نہ کریں؟

جناب والا، میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت کے لیئے یہ لمحہ فکریہ ہے، اپنی حکومت کو طوالت دینے کے لیے نہیں بلکہ ....

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب وقت ہو چکا ہے آپ ایک منٹ میں اپنی تقریر کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: میں عرض یہ کروں گا کہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی، ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں بے شمار بدعنوانیاں ہیں، ان کی اعلیٰ سطح پر تحقیق کروائی جائے اور ان کو بے نقاب کیا جائے۔ اسی طریقے سے جناب والا، میں یہ گزارش کروں گا۔ کہ فیصل آباد شہر میں ایک Meternity Hospital قائم کیا جائے، لڑکیوں کے لیئے مزید ایک ڈگری کالج کا اجرا کیا جائے۔ فیصل آباد یا فیصل آباد شہر جیسے دیگر شہروں کو بھی اے، ڈی، پی میں شامل کیا جائے اور عوامی نمائندوں کی وساطت سے عوامی تعمیرات اور عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے بجٹ میں رقوم رکھی جائیں۔ میں مرکزی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے 50، 50 لاکھ روپیہ ایک ایک رکن خواہ وہ حکومتی پارٹی سے یا آزاد پارلیمنٹری گروپ سے تعلق رکھتا تھا، پچاس پچاس لاکھ روپیہ ان کے علاقوں میں ان کی صوابدید اور ان کی مرضی پر خرچ کرنے کے لیے رقوم مختص کی تھیں جن پر عمل درآمد جاری ہے۔ اسی طریقے سے جناب والا

پنجاب اسمبلی میں ہر حلقہ انتخاب میں ہر رکن کی صوابدید پر خواہ اس کا تعلق حکومتی پارٹی سے یا حزب اختلاف کے بنچوں سے ہو یہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے پارلیمانی روایات اور پارلیمانی جمہوریت کو مدنظر رکھتے ہوئے کم از کم پچاس پچاس لاکھ روپیہ ان کے علاقوں کی تعمیر و ترقی کے لیے جو منصوبے ارکان اسمبلی دیں کے لیے مختص کئے جائیں۔ اگر جناب والا، ایسا نہیں ہوگا تو معاف کیجئے مجھے ڈر ہے کہ اس اسمبلی کی عمر طویل نہیں ہو سکے گی، ہو سکتا ہے کہ وقت سے قبل ہی ہمیں اس ایوان سے کہیں رخصت نہ ہونا پڑے۔ اس لئے جناب والا' یہ لمحہ فکریہ ہے اس پر حکومت اور حکومت کے وزراء صاحبان کو غور کرنا چاہیئے۔ جناب والا، چونکہ آپ نے بڑی نوازش کی ہے بڑی قدغنیں لگائی ہیں کہنا تو بہت کچھ چاہتا تھا مگر یہ ہے کہ پھر.....

؎ یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

(واہ، واہ)

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر تین گھنٹے کے بعد بھی اب زبان ترس رہی ہے بات کرنے کو .....

جناب ڈپٹی سپیکر: عبدالحق بھٹی صاحب

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! اگر میں چھ گھنٹے مسلسل عوامی مسائل کو حل کرنے کے لیے مثبت تجویز پیش نہ کروں تو پھر آپ مجھے مورد الزام ٹھہرا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ کے فن تقریر پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن مجبوری ہے کیونکہ ٹائم کی allocation کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: اگر جناب والا' میں بھی خوشامد، سلامت، جناب، مبارک، سلامت کرتا رہوں گا پھر ممکن ہے سرکار خوش ہوں اور مجھے بھی جناب وقت زیادہ مل جائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! مجھے اجازت دیجئے کہ میں ایک مختصر بیان یہاں ہاؤس کے سامنے پیش کروں۔ میں اکثریتی پارٹی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے پارلیمنٹری پریکٹس اور روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپوزیشن کو وہ حق دیا ہے جو کہ ان کا حق بنتا ہے

اکثریت ان کی ہے۔ اور Public Account Committee میں سے روایات یہ رہی ہیں کہ پبلک اکاونٹس کمیٹی کا چیئرمین حزب اختلاف کا ممبر ہوتا ہے اور جس کمیٹی کا لیڈر آف دی اپوزیشن ممبر ہو وہ اس کا چیئرمین ہوتا ہے۔ گو کہ اکثریت برسر اقتدار کی ہوتی ہے۔ آج انہوں نے مجھے متفقہ طور پر Publice Account Committee کا چیئرمین منتخب کیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور میں اس ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ Public Account Committee آپ کے سامنے جواب دہ ہے۔ اور وہ ہر حکومت کے محکمہ جات پر فضول خرچی اور بدعنوانیوں کے خلاف کڑی نظر رکھتی ہے اور میں اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اور آپ کی توقعات پر انشاءاللہ ایمانداری سے پورا اتروں گا۔

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر میری ایک قرارداد کے متعلق جناب سپیکر صاحب فیصلہ کر چکے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا، گزارش یہ ہے کہ چونکہ تیانہ صاحب بھی اس میں کچھ چیزیں شامل کرنا چاہتے تھے اور وزیر زراعت صاحب سے بھی بات ہو گئی ہے۔ اب تیانہ صاحب بھی اس بات پر رضامند ہیں انہوں نے اپنی تجویز بھی اس میں شامل کر دی ہے۔ اور یہ قرارداد نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ اس کو پیش کرنے کی اجازت بخشی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس قرارداد کے متعلق وزیر زراعت صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس کے ٹائم کے متعلق پہلے فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہ قرارداد کس وقت پیش کی جائے گی؟

وزیر زراعت : یہ بات بار بار ہو رہی ہے اس لیے یہ ابھی ختم ہو جانی چاہیئے۔ سارا ہاؤس متفقہ طور پر چاہتا ہے کہ یہ قرارداد ابھی پیش ہو جائے۔ اس لیے اس میں کوئی ایسا ٹائم تو درکار نہیں لہذا پیش کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے رانا صاحب فرمایئے۔ رانا صاحب ایک شرط ہے...

(قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! اسے آخر پر رکھ لیں (قطع کلامیاں) جیسے جناب سپیکر آپ فرماتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں وقت طے کیا گیا ہے تو پھر یہ اعتراض کرنے کا انہیں حق نہیں پہنچتا۔ اس طرح اب یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جب ہم آخر پر اس

بحث کو سمیٹیں گے تب یہ قرار داد پیش کریں گے۔ اگر آپ اپنی رولنگ کی پرواہ کرتے ہیں۔ تو پھر آپ اس قرار داد کو آخر پر لے جائیں اور پہلے بحث سمیٹ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے ان کو قرار داد پیش کرنے کی اجازت دے دی ہے اس لیے اب آپ کے اعتراض کی کوئی قیمت نہیں آپ تشریف رکھیں

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! آپ کی چیئر سے یہ حکم ملا تھا آپ کی چیئر سے یہ رولنگ ملی تھی کہ یہ آخر پر جا کر پیش ہوگی۔

میاں ممتاز احمد تتیانہ۔ جب دوسرا حکم آتا ہے تو پہلا حکم ختم ہو جاتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد یہ کہیں کہ ہائی کورٹ کا فیصلہ چونکہ آ گیا ہے۔ اس لئے پہلا کالعدم ہو جائے گا۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں راہی صاحب سے درخواست کروں گا کہ تشریف رکھیں۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک رولنگ کے بعد دوسری رولنگ کیسے آ سکتی ہے۔ یہ رولنگ آ چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے وقت کی پابندی نہیں تھی۔ جب یہ پہلے رولنگ دی جا چکی ہے کہ ہر ممبر دس منٹ کے لیے بول سکتا ہے تو جب آپ کی باری آتی ہے تو وہ رولنگ آپ کیوں نہیں تسلیم کرتے۔ آپ دس منٹ کے بعد اپنی تقریر کیوں ختم نہیں کرتے؟ اگر آپ رولنگ کا اتنا احترام کرتے ہیں تو وقت کی allocation کا بھی احترام کیا کریں۔ رانا صاحب میں متعلقہ رولز کو suspend کر کے آپ کو قرار داد پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں اس صوبے کے 85 فیصد مصیبتوں میں گھرے ہوئے انسانوں دکاشت کاروں کے لیے ایک قرار داد پیش کرتا ہوں۔ "اس معزز ایوان کی رائے یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں کاشت کاران سخت پریشان ہیں اس صوبہ اور ملک میں بسنے والے کاشتکاروں کی حالت زار کو مدنظر رکھتے ہوئے مرکزی حکومت کو سفارش کی جائے کہ کاشت کار کی زرعی اجناس کی قیمتوں میں مناسب حد تک اضافہ کیا جائے۔"

جناب والا! نمبر 1 باسمتی دھان کی قیمت 200 روپیہ فی 40 کلوگرام مقرر کی جائے۔

یا پھر باسمتی چاول کی ایکسپورٹ پرسے رائس ملنگ کارپوریشن کی اجارہ داری ختم کرکے پرائیویٹ سیکٹر میں برآمدات کی اجازت دی جائے تاکہ ہم بہتر کوالٹی کے چاول باہر بھیج کر زرمبادلہ کما سکیں اور کاشت کار کو بھی صحیح قیمت مل سکے۔ گنے کی قیمت 15 روپے فی 40 کلوگرام مقرر کی جائے تاکہ کاشت کار گنے کی کاشت میں بھرپور دلچسپی لیں۔ اور ہمیں چینی درآمد نہ کرنی پڑے۔ کپاس کی قیمت 250 روپے فی چالیس کلوگرام مقرر کی جائے۔ پچھلے سالوں میں کپاس اس قیمت پر فروخت ہو چکی ہے۔ کپاس کی فصل پر اخراجات بہت زیادہ ہیں لہذا اخراجات کے مطابق قیمت مقرر کی جائے۔ اس کے علاوہ یہ ایوان پرزور سفارش کرتا ہے کہ کھاد ڈیزل کیڑے مار ادویات ٹریکٹر اور زرعی آلات کی قیمتوں کو مناسب حد تک کم کر دیا جائے تاکہ پنجاب کے 85 فیصد دیہاتی لوگ جن کی معیشت زراعت سے تعلق رکھتی ہے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں نیز ملک ترقی کر سکے۔

4 ٹیوب ویلز کے لیے بجلی کا فلیٹ ریٹ 60 روپے فی ہارس پاور زیادہ ہے اس کو کم کر کے 10 روپیہ فی ہارس پاور مقرر کیا جائے۔ قرارداد ہذا بذریعہ ٹیلیگرام مرکزی حکومت کو ارسال کی جائے تاکہ موجودہ بجٹ اجلاس میں اس قرارداد پر غور کیا جا سکے۔

اس قرارداد کی تائید

میاں ممتاز احمد خان ملیانہ ایم پی اے
چوہدری عبدالحق صاحب ایم پی اے
چوہدری نذیر احمد ایم پی اے
حاجی سردار خان ایم پی اے
سردار طفیل احمد ایم پی اے
رائے شفقت عباس ایم پی اے

کرتے ہیں۔

چوہدری محمد رفیق: جناب والا، میں اس قرارداد میں ترمیم کی اجازت چاہتا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! جہاں تک کاشت کاروں کے مفادات کا تعلق ہے۔ میں حزب اختلاف کی طرف سے اس تجویز کی حمایت کرتا ہوں۔ صرف اتنی reservation رکھتا ہوں کہ جو اعداد و شمار قیمتوں کے متعلق کہے گئے ہیں وہ ذرا سوچ سمجھ کر calculate کرکے

کمیٹی بنا دی جائے جو اس پر غور کرے تو وہ realistic ہونے چاہیں۔ اور برآمدات وغیرہ کی پابندیوں پر بھی میں اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن ایک کمیٹی بنائی جائے جو جائز مطالبات کرے تاکہ ورلڈ مارکیٹ میں ہم Price out نہ ہو جائیں۔ ورنہ اگر اتنی قیمتیں ہم بڑھا دیں جو باہر کے ملکوں اور آئی ایم ایف کی غرض ہے کہ

That Pakistan should be priced out of the international market.

اس کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ باقی کاشتکاروں کے مفاد کے لیے جتنی مجھ سے کوشش ہو سکے گی وہ میں کروں گا۔

رانا پھول محمد خان: محرک سے پہلے کسی معزز رکن کو قرارداد پر تقریر کی اجازت نہیں ہوتی۔ اگر مخالفت کرنی ہے تو بعد میں تقریر کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل محرک سے پوچھنا چاہوں کہ پنجاب کے دیہاتوں کی آبادی کا تناسب 70% ہے یا 85% ؟

رانا پھول محمد خان: جناب والا، میں ان کا جواب دوں گا۔ دیہاتوں کی آبادی 87% ہے لیکن کچھ لوگوں کی رہائش گاؤں اور شہروں دونوں جگہوں پر ہوتی ہے۔ اس لیے کہ دیہات میں تعلیم کا معیار نہایت پست ہے۔ اپنے بچوں کو پڑھانے کی غرض سے وہ شہروں میں رہتے ہیں۔ لیکن ہماری دیہاتی آبادی 85% ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: کیا ان کی اپنی کوئی مردم شماری ہے جس سے آبادی 85% بن جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری محمد رفیق: پوائنٹ آف انفرمیشن۔ جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں اور اس میں ترمیم کرنے کے لیے آپ سے اجازت چاہی تھی۔ کیونکہ پنجاب کے عوام صرف گنا اور چاول ہی پیدا نہیں کرتے۔ بہت سی دیگر اجناس بھی کاشتکار کے لیے غیر منافع بخش ہیں۔ ان اجناس کی قیمت فروخت میں اضافہ ضروری ہے تاکہ اس بات کی طرف بھی آپ کا دھیان چلا جاتا اور دوسری اجناس میں ان کو بھی شامل کر لیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری صاحب ابھی اس کو پیش کرنے دیں۔ اس میں ترامیم کی باری بعد میں آئے گی۔

رانا پھول محمد خاں: میں اس معزز ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا چونکہ بہت سے اراکین نے تقریریں کرنی ہیں۔ میں اپنی قرار داد کے سلسلے میں ....

وزیر زراعت: جناب والا، میں رانا صاحب سے درخواست کروں گا کہ کسی نے بھی تقریر نہیں کرنی۔ بات طے ہو چکی ہے اور سارے ایوان کی متفقہ رائے لی جا چکی ہے۔ اس لئے بحث پر بحث مکمل ہو جانی چاہیئے۔ یہ قرار داد متفقہ طور پہلے ہو چکی تھی۔ کہ یہ قرار داد ایوان میں پیش کر دی جائے۔ اس پر تقاریر کی کیا ضرورت ہے۔ یہ متفقہ طور پر بات ہو رہی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: میرے خیال میں تمام اراکین اس قرار داد کی حمایت کرتے ہیں۔ اس کو ووٹنگ کے لئے پیش کر دیا جائے تاکہ وقت بچ جائے۔

(اس موقع پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ " اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب میں کاشت کاران سخت پریشان ہیں۔ اس صوبے اور ملک میں بسنے والے کاشتکاروں کی حالت زار کو مدنظر رکھتے ہوئے مرکزی حکومت کو سفارش کی جائے کہ کاشت کار کی زرعی اجناس کی قیمتوں میں مناسب حد تک اضافہ کیا جائے

1 - باسمتی دھان کی قیمت 200 روپے فی چالیس کلوگرام مقرر کی جائے یا پھر چاول کی ایکسپورٹ پر سے رائس ملنگ کارپوریشن کی اجارہ داری ختم کر کے پرائیویٹ سیکٹر میں ایکسپورٹ کی اجازت دی جائے تاکہ کاشت کار بہتر کوالٹی کا چاول باہر بھیج کر زرمبادلہ کما سکیں۔ اور کاشت کار کو صحیح قیمت مل سکے۔

2 - گنے کی قیمت 15 روپے فی چالیس کلوگرام مقرر کی جائے تاکہ کاشتکار گنے کی کاشت میں بھرپور دلچسپی لیں اور ہمیں چینی باہر سے نہ منگوانی پڑے۔

3 - کپاس کی قیمت 250 روپے فی من یعنی 40 کلوگرام مقرر کی جائے۔ پچھلے سالوں میں کپاس اس قیمت پر فروخت ہو چکی ہے۔ کپاس کی فصل پر اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ اخراجات کے مطابق قیمت مقرر کی جائے۔ اس کے علاوہ یہ ایوان پُرزور سفارش کرتا ہے کہ کھاد ڈیزل آئل، کیڑے مار ادویات، ٹریکٹر زرعی آلات

کی قیمتوں کو مناسب حد تک کم کر دیا جائے تاکہ پنجاب کے 85% لوگ جن کی معیشت زراعت سے متعلق ہے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں اور ملک ترقی کر سکے۔

4 - بجلی کا فلیٹ ریٹ 60 روپے فی ہارس پاور زیادہ ہے اس کو کم کر کے 10 روپے فی ہارس پاور مقرر کئے جائیں۔ قرارداد ہذا بذریعہ ٹیلیگرام مرکزی حکومت کو ارسال کی جائے تاکہ موجودہ بجٹ اجلاس میں اس پر غور ہو سکے۔

(قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی)

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں عرض یہ کروں گا کہ اگر دیہات کی آبادی 85 فیصد ہے تو اس میں 85% کے الفاظ رہنے چاہئیں اگر 70% ہے تو اس کو 70% کر دیا جائے۔ مقصد قرارداد پاس کرنے کا ہے۔ ہم نے بھی اس کی پرزور حمایت کی ہے۔ اس بات کو لار منسٹر صاحب یا چوہدری عبدالغفور صاحب یہ فرما دیں کہ آبادی کا تناسب کتنا ہے؟

رانا پھول محمد خان: جواب دینا میرا فرض ہے میں شاہ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا ....

جناب سپیکر: رانا صاحب اس کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خاں: کیا شاہ صاحب یہ فرما سکیں گے کہ وہ شہر میں پیدا ہوئے یا گاؤں میں؟

سید طاہر احمد شاہ: گاؤں میں

رانا پھول محمد خاں: تو پھر آپ شہری ہونے میں تبدیل نہیں کر سکتے۔ اصلیت کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ اب اگر راہی اپنی اصلیت کو تبدیل کرنا چاہئیں۔ تو نہیں کر سکتے۔ میں بھی کرنا چاہوں تو نہیں کر سکتا۔

جناب فضل حسین راہی: میں اپنی اصلیت نوں تبدیل نئیں کرناں، میں رانا صاحب کی اصلیت دیکھ لئی سی۔ میں اوہناں دا حشر دیکھ لیا سی۔ میں نئیں اے کم کرنا۔

جناب سپیکر: میں اس بات پر مزید بحث مباحثہ کی اجازت نہیں دے سکتا۔
جناب سید اقبال احمد شاہ صاحب۔

سید اقبال احمد شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں۔ کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع عطا فرمایا، میں وزیر خزانہ پنجاب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اور 25 روپے فی بوری سستی بکی۔ اب اس میں سمجھوتہ ہو چکا ہے جس کے نتیجے میں کھاد پھر اپنی اصل قیمت پر آگئی ہے۔ جناب والا، پہلے ایک محکمہ زراعت ہوتا تھا جس کا کام کھاد، بیج، ادویات اور مشورے دینا ہوتا تھا۔ اب اس محکمے سے چار محکمے بنا دیئے گئے ہیں ایک محکمہ زراعت، اس میں سے ایک محکمہ توسیع بنا ہے ایک محکمہ سیڈ کارپوریشن اور ایک محکمہ زرعی ترقیاتی کارپوریشن بن گیا ہے یہ کام تو ایک ہی محکمہ کا ہے جو کہ اب چار محکموں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ کاشت کار پہلے ایک دفتر میں جاتا تھا وہاں اس سے کہا جاتا ہے اس مقصد کے لیے دوسرے دفتر میں جاؤ تو وہ دوسرے دفتر میں جاتا ہے پھر وہ تیسرے میں پھر چوتھے دفتر میں جاتا ہے تو کاشت کار کو چاروں دفاتر کے چکر لگانے پڑتے ہیں۔ اگر اسی طریقہ سے جیسے پہلے تھا کہ چاروں محکموں کا ایک محکمہ زراعت قائم کر دیا جائے۔ تو کاشت کاروں کا وقت بھی بچ جائیگا

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

اگر چار چار محکموں کا ایک ہی محکمہ کر دیا جائے۔ تو پھر آپ کیا کریں گے وزیروں کی تعداد بھی گھٹانی پڑے گی

سید اقبال احمد شاہ: وزیروں کی تعداد کم کر دیں گے نہ بڑھائیں گے۔ اسی طرح واپڈا کا محکمہ ہے۔ واپڈا کا ایک محکمہ سپلائی کرتا ہے دوسرا محکمہ بجلی لگاتا ہے پھر ان کا تنازعہ چلتا رہتا ہے۔ اور دیہات والوں کو کئی کئی مہینوں تک بجلی کی سپلائی نہیں ملتی۔ جناب والا، ایک اہم بات ہیروئن کے بارے میں کرنی چاہتا ہوں

جناب فضل حسین راہی: بابرا شریف دی گل کرنی اے۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : No interruption please.

سید اقبال احمد شاہ: ہیروئن معاشرے میں بہت بری طرح پھیل رہی ہے۔ جب ہیروئن کسی شخص سے برآمد کی جاتی ہے تو اس کا چالان کرنے کی بجائے یہ دیکھا جائے کہ یہ ہیروئن کہاں سے آئی اور کہاں سے خریدی گئی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان: اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مقرر کا اشارہ مغرب کی طرف ہے۔ یعنی کیا وہ طاہر شاہ صاحب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! ان کو باتیں کرنے دیں میں اپنی باتیں کرتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا میں آپ کی وساطت سے رانا پھول محمد خان صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ اس طرف محدود رکھیں ورنہ پھر میں بھی کوئی جواب دوں گا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاہ صاحب پھر آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو جائے گا۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا، جو شخص ہیروئن بیچتا ہے، جہاں سے آتی ہے اور جہاں سے خریدتا ہے ان سب کا چالان کیا جائے اور کم از کم 14 سال قید با مشقت کی سزا مقرر کی جائے اور اس شخص کی ضمانت نہیں ہونی چاہیئے جس سے ہیروئن برآمد ہو۔ اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب ملک ممتاز احمد صاحب۔ موجود نہیں۔

جناب طاہر احمد شاہ: اگر آپ فضل حسین راہی صاحب کو تقریر کی اجازت دے دیں تو کیا زیادہ بہتر نہیں؟

جناب سپیکر: جناب چوہدری محمد رفیق صاحب۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر: گزشتہ چار پانچ روز سے بجٹ پر بحث جاری ہے اور کم و بیش ہر مقرر نے، ہر معزز رکن نے اس بجٹ کو متوازی بجٹ کہا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے اس بجٹ کا بغور مطالعہ کیا ہے اور مجھے کسی بھی صورت میں یہ بجٹ متوازن نظر نہیں آیا۔ کیونکہ ایک اچھے بجٹ کی خصوصیات ہیں کہ ایک عام آدمی کو اس سے فائدہ پہنچے لیکن یہ بجٹ ایک parallel بجٹ ہے۔ متوازی بجٹ اگر اس کو میں کہوں تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ متوازی بجٹ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اس بجٹ اور ہمارے معاشی ڈھانچے میں بدستور فرق چلا آ رہا ہے۔ امرا کا مزید امیر اور غربا کا مزید غریب ہونے کا اس بجٹ میں اہتمام ہے کیونکہ اس میں معاشی ڈھانچے کے فرق کو دور نہیں کیا گیا۔ میں آپ سے ایک امریکی مفکر نوارو Navarro (Lumpen Bourgeousie) کو quote کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ اور اس کی کوٹیشن کو ایک research work پاکستان کے معاشی ڈھانچہ میں جو اس نے سال ہا سال کی عرق ریزی

کروزیر خزانہ نے نہایت اچھا اور متوازن بجٹ پیش کر کے مسلم لیگ کے منشور کی عکاسی کی ہے۔ سب سے پہلے میں تعلیم پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیڈٹ کالج میں داخلہ open merit میں ہونا چاہیئے، Civilian کے لیے چند نشستیں مخصوص ہیں مثلاً حسن ابدال کیڈٹ کالج، ملٹری کالج جہلم، کوہاٹ کیڈٹ کالج، ڈویژنل پبلک ماڈل سکول لاہور، ایچیسن کالج لاہور اور دوسرے اس قسم کے لاہور کے پبلک سکولوں میں ....

(قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! معزز رکن اسمبلی اور معزز صاحب بجٹ کو مسلم لیگ کا منشور قرار دے رہے ہیں اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ وہ پڑھ کر تقریر کر رہے ہیں۔ جب کہ پڑھ کر تقریر کرنے کی اجازت نہیں۔

سید اقبال احمد شاہ: سکولوں اور کالجوں کے نام پڑھ کر ہی بیان کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں

سید اقبال احمد شاہ: اس قسم کے سکولوں میں فیس بہت زیادہ ہے۔ 60 روپیہ سے لے کر تین چار سو روپے تک فیس ہے جبکہ دوسرے پبلک سکولوں میں فیس صرف 9 یا 10 روپے تک ہوتی ہے۔ دیہات میں پرائمری سکولوں کے اجراء کے لیئے دیہاتی لوگ زمین اور عمارت مہیا کرتے ہیں مگر شہروں میں یہ بات نہیں ہے۔ شہروں میں حکومت ہی سکول کھولتی اور فرنیچر وغیرہ فراہم کرتی ہے مگر دیہاتوں میں نہ تو فرنیچر اور نہ ہی طلباء کے بیٹھنے کے لیئے ان سکولوں میں کوئی معقول انتظام ہوتا ہے۔ بچے اپنے اپنے گھروں سے چٹائیاں لاتے اور ان پر بیٹھتے ہیں کیونکہ ان سکولوں میں حکومت کی طرف سے ٹاٹ وغیرہ بھی مہیا نہیں ہوتے۔

(قطع کلامیاں)

دیہات کا لڑکا جب میٹرک پاس کر لیتا ہے تو اس کے داخلے کے حصول کے لیے شہر میں کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس لیے میری تجویز ہے کہ دیہاتی لڑکوں کے لیے شہر کے سکولوں میں داخلے کے لیئے 50 فیصد کوٹہ مقرر کیا جائے۔ تعلیمی پالیسی کو بہتر بنانے کے لیے اس میں زرعی اصلاحات نافذ کرنی پڑیں گی تاکہ نئی نسل کو صحیح راہ پر گامزن کر سکیں۔

(قطع کلامیاں)

ایک رکن: یہ تعلیمی پالیسی میں زرعی اصلاحات کہاں سے آ گئیں۔

سید اقبال احمد شاہ ۔ میرا تعلق شعبہ زراعت سے ہے اس لیے منہ سے زرعی اصلاحات نکل گیا۔ تعلیمی پالیسی میں اصلاحات نافذ کی جائیں ۔ دیہات کا ایک لڑکا جب بی اے یا ایم اے کر لیتا ہے تو اس کے لیے نوکری کا حصول ایک مسئلہ بن جاتا ہے اس لیے دیہات کے پڑھے لکھے نوجوانوں کے لیے ملازمتوں میں کوٹہ مقرر کیا جائے۔

جناب والا، آج سے دو تین سال پہلے کاشت کاروں نے ملک کو گندم، چاول اور گنے میں خود کفیل کیا تھا۔ مگر inputs کی قیمتوں میں اضافہ ہونے کی وجہ سے کاشت کار حضرات مالی مشکلات کا شکار ہو گئے ہیں۔ جناب والا، اگر حکومت کاشت کاروں کی حالت کو بہتر بنانا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ inputs کی قیمتوں پر نظر ثانی کرے۔

جناب والا، میری ایک تجویز ہے کہ اگر ایک کاشتکار ایک مہینے بینک 10 روپے دوسرے مہینے پھر 10 روپے جمع کرا دے اسی طرح چھ مہینے تک وہ 60 روپے جمع کروا دے تو پھر اس کو ایک سلپ جاری کی جائے اور وہ جا کر ڈیلر سے ایک بوری کھاد لے لے اس طریقے سے چھ مہینوں میں بینک میں کروڑوں روپیہ جمع ہو جائے گا جس سے حکومت اپنے ترقیاتی کام کر سکتی ہے۔ اور کاشت کاروں کو سستے داموں کھاد مہیا کر سکتی ہے اور اس سے دو سے چار من فی ایکڑ پیداوار بڑھ جائے گی جس سے کاشت کاروں اور حکومت کو بھی فائدہ ہوگا۔ اگر حکومت کاشت کاروں کو تھوڑی سی subsidy دے کر ان کی حالت کو بہتر بنا دے تو یہ اچھا قدم ہوگا۔

(قطع کلامیاں)

مہربانی کریں جناب راہی صاحب اٹھنے سے باز آجائیں۔

جناب سپیکر : راہی صاحب ابھی آپ نے تقریر کرنی ہے۔

جناب فضل حسین راہی : پڑھی چلو۔

سید اقبال احمد شاہ ۔ پچھلے ضمنی بجٹ میں وزیر زراعت نے فرمایا تھا۔ کہ کھاد اس لیے سستی ہوئی ہے کہ جس کاشت کار کو 10 ہزار روپے قرضہ دیا جاتا ہے وہ draft کی بنیاد پر کھاد بازار سے سستی لے لیتا ہے مگر یہ وجہ نہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ فیکٹریوں میں کھاد کی پیداوار زیادہ ہوئی ہے، فیکٹری والے اپنے ڈیلر کو پچیس سے تیس روپے کمیشن دیتے ہیں۔ ان سے کہا گیا کہ آپ ان کی کمیشن کم کر دیں لہذا انہوں نے پانچ یا دس روپے کمیشن لی اس لیے کھاد بازار میں 20

کے بعد کیا۔ میں آپ کی خدمت میں اور اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

نوارو (Navarro) کہتا ہے کہ ۔" پیداوار اور استعمال کے ذرائع پر لمپین بورژوازی Lumpen Bourgeousie کی اجارہ داری قائم ہے ۔ اعلیٰ طبقہ دنیا میں موجود بہترین سہولتوں کا تقاضہ کرتا ہے اور اس کی قیمت ادا کرنے کے لئے تیار ہے ۔ اس کے سامنے صرف وہ قیمت ہے جو وہ ادا کرتے ہیں اور وہ نہیں جو اس خود غرضی کے سبب پوری قوم کو ادا کرنی پڑتی ہے"

جناب سپیکر! شہری اور دیہاتی مسائل کی تقسیم کے بارے میں وہ آگے چل کر لکھتا ہے کہ "موجودہ تقسیم وسائل کے ہوتے ہوئے برابری نہیں آسکے گی ۔ ہاں برابری اس وقت آسکتی ہے جب کہ جن طبقات کا معاشی اور ثقافتی شعبوں اور وسائل پر قبضہ اور اجارہ ہے انہیں تبدیل کیا جائے ۔

جناب سپیکر! آگے چل کر وہ لکھتا ہے کہ

" یہ سمجھنا کافی نہیں کہ شہری اور دیہی تقسیم کے توازن کو بدلا جائے ۔ اصل مسئلہ اس طبقاتی نظام کو بدلنے کا ہے جو اقتصادی شعبوں کے وسائل اور تقسیم پر قابض ہے ۔ فوجی، بیوروکریسی کے فیصلہ کنندگان مدت سے ایسی پالیسیوں اور اصلاحات پر عمل پیرا ہیں جو ان کے یا بورژوا طبقے کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں"

جناب سپیکر! میں معاشی ڈھانچے کے اس نظام کو دیکھتے ہوئے اس بجٹ کو ہرگز متوازن نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ یہ روایتی اور ایک متوازی بجٹ ہے ۔ اس میں دونوں لائنیں امیروں اور غریبوں کے لیے متوازی چل رہی ہیں۔ اور آمدنیوں کے فاصلے کو کم کرنے کے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا گیا ۔ جیسا کہ وفاقی بجٹ میں بھی indexation کے طور پر یہ نوید سنائی گئی ہے کہ پندرہ سو تک تنخواہ پانے والے لوگوں کو 18 فیصد indexation تک کی رعائت ہے جبکہ اس سے زائد تنخواہ پانے والوں کو 13 فیصد تک رعایت ہے ۔ اس کو شمار کیا جائے تو پندرہ سو تک تنخواہ پانے والوں کو اوسط چالیس پینتالیس روپے کا فائدہ پہنچے گا جبکہ اس سے زائد چار پانچ ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ وصول کرنے والوں کو چار چار، پانچ پانچ سو روپے کا فائدہ پہنچے گا۔

جناب سپیکر، بجٹ میں بھی indexation کی واضح طور پر نشاندہی ہے کہ وہ بجٹ کو متوازن نہیں بلکہ متوازی بناتی ہے ۔

جناب سپیکر! میں اس کے بعد کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر کے ابتداء میں مارشل لاء کو رخصت کرنے کا کارنامہ موجودہ حکومت کے کندھوں پر رکھا ہے۔ اس بارے میں میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ اس کو میں ایک قطعہ سے عرض کرتا ہوں ؎

میرے سینے کی روشنائی سے
سرخ ہے لوح دشت و دریا تک
ان گنت آہنی فصیلیں ہیں۔
مارشل لاء سے مارشل لاء تک

جناب سپیکر مارشل لاء کو رخصت کرنے کا سنہری کارنامہ موجودہ حکومت نے اپنے سر لے رکھا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ فوجی وردی اب تک موجود ہے جبکہ وہ منافع بخش عہدے آئین کے مطابق یکجا نہیں ہو سکتے۔

رانا پھول محمد خاں: جناب سپیکر اس ہاؤس میں صدر مملکت اور گورنر صاحب کی ذات کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ کیونکہ یہ مرکز کا معاملہ ہے لہذا قواعد و ضوابط اس کی اجازت نہیں دیتے۔ میں فاضل رکن سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے موضوع پر آگے چلیں۔ اور یہ جو مارشل لاء اٹھانے میں صوبائی اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی ہم اس میں برابر کے شریک ہیں۔ ہم اور آپ ترازو کے ایک ہی پلڑے میں موجود ہیں۔

جناب سپیکر: میں جناب رانا پھول محمد خاں صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ رولز کے مطابق آپ ان کی ذات کو ہاؤس میں زیر بحث نہیں لا سکتے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر، فاضل مقرر نے صدر پاکستان کا ذکر تو نہیں کیا

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! صدر پاکستان آسمان سے تو نہیں اترے ہوئے کہ ان پر تنقید نہیں ہو سکتی۔ جب وہ پاکستان میں رہتے ہیں اور وہ ہمارے اپنے صدر ہیں تو ان پر تنقید ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ رولز کا مطالعہ کریں۔ رولز تو میں نے تشکیل نہیں دیئے۔ وہ پہلے کے بنے ہوئے ہیں اس کے مطابق ہی ہمیں چلنا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا، جو ان کے معاملات ہوں ان پر بات نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: آپ ذرا رولز کا مطالعہ کر لیں اگر رولز میں اجازت ہو تو مجھے کوئی انکار نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں صدر مملکت کے خلاف تحریک استحقاق منظور ہوئی ہے۔ کیا وہ رولز کے مطابق منظور ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: اس پر میں اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں۔ اس پر مزید بحث کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ غیر جمہوری عمل پر جمہوریت قطعی طور پر فخر نہیں کر سکتی۔ ایسے متعدد غیر جمہوری عمل ہمارے دیکھنے میں آئے ہیں جن پر ہم کبھی بھی قطعی طور پر فخر نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر انتخابات کا غیر جماعتی اور غیر سیاسی ہونا اور پھر اقتدار چور دروازے سے مسلم لیگ کو منتقل کرنا۔ اس کے بعد Political Parties Act میں ترمیم کرنا پھر جب اپنے ہی کھودے ہوئے کنویں میں گرنے لگے تو مسلم لیگ کے سابقہ سپیکر کو جمہوریت کی قربان گاہ پر چڑھا کر غیر جمہوری اقدام کرنا، سب کے سامنے ہے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! چند ہی روز پیشتر "جنگ" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ پاکستان میں تین سو کے قریب سیاسی اسیران مارشل لاء قید و بند کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اور وزیر اعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو اس معاملے میں بے بس نظر آتے ہیں۔ جب ایسے غیر جمہوری اقدامات ہمارے دیکھنے میں آتے ہیں تو میں یہ کیسے مان لوں کہ مارشل لاء رخصت ہو چکا ہے۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کروں گا کہ سرکاری جمہوریت اس پر فخر کرے تو کرے، جمہوریت ہرگز فخر نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر!

میری جھکی ہوئی آنکھیں تلاش کرتی ہیں
کوئی ضمیر کا لہجہ کوئی اصول کی بات
گزر گئی میری پلکوں پہ جاگتی ہوئی رات
خدا نخواستہ کا پسینہ جبیں پہ پھوٹ گیا
میری زبان پہ تیرا نام آ کے ٹوٹ گیا۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں ایک سابقہ وزیر خزانہ کا میں سمجھتا ہوں کہ

تمسخر اڑایا گیا ہے۔ جس نے بڑی سچائیوں اور حقیقت پسندی سے یہ اعتراف کیا تھا۔ کہ میں غریب صوبہ پنجاب کا وزیر خزانہ ہوں۔ جناب سپیکر! اس میں قطعی طور پر کوئی شک نہیں، اور ہمارے سب بھائی معزز اراکین اسمبلی اور باہر کے دانشور حضرات بھی جانتے ہیں۔ کہ ہمارا ملک غریب ہے۔ ہمارے وسائل محدود ہیں۔ غیر ملکی بیساکھیاں ہمارے بجٹ کی اساس ہیں۔ ہمارا انحصار قرضوں اور بیرونی امداد پر ہے۔ لہذا ان حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے اس سابق وزیر خزانہ نے اگر کہا تھا۔ کہ میں ایک غریب وزیر خزانہ ہوں تو یہ کوئی غلطی نہ تھی۔ میں حیران ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ نے آگے چل کر خوش فہمیوں کا ذکر کیا۔ کہ میں اپنے آپ کو کیسے غریب مان لوں۔ اجازت ہو تو میں پڑھ کر سناؤں انہوں نے جو کچھ اپنی بجٹ تقریر میں لکھا۔ میں اس میں صرف یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک انگریزی محاورہ ہے If the hopes were horses, the beggars would ride جناب سپیکر، خوش فہمیوں پر قوم کو زندہ نہیں رکھا جا سکتا۔ آج عوام اتنے باشعور ہو اتنا آگے سوچنے لگے ہیں کہ وہ کھانے کو روٹی، رہنے کے لیے مکان، پہننے کے لیے کپڑا اور دیگر آسائشیں و سہولتیں چاہتے ہیں۔ کھوکھلے نعروں یا خوش فہمیوں پر انہیں آج زندہ نہیں رکھا جا سکتا۔ جناب سپیکر، ان کی بنیادی ضروریات پوری کرنا حکومت کے فرائض میں شامل یہ عوام کے حقوق ہیں۔ حکومت یا ہم لوگ ان پر قطعی کوئی احسان نہیں کر رہے۔ اگر ان کی ضروریات کو پورا کریں گے تو ہم اپنے فرائض کی بجا آوری کریں گے۔ جو حکومت کوئی اچھا کام یا اپنے عوام کے حقوق کو پورا کرے گی تو ظاہر ہے کہ آخر کار اس کا credit حکومت ہی کو جاتا ہے۔ اس لئے عوام کے یہ حقوق ہیں کہ انہیں رہنے کے لیے جگہ دی جائے، ان کے لئے روزگار مہیا کیا جائے، ان کے جان و مال کا تحفظ کیا جائے۔ یہ حکومت وقت کا فرض ہے۔ ان کی ادائیگی کے لئے حکومت کے اولین فرائض میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب، آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! میرے خیال میں ابھی تو صرف پانچ منٹ ہوئے ہیں۔ اور باقی پانچ منٹ تو رانا پھول محمد خان صاحب نے ضائع کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو میں نے پانچ منٹ زیادہ دیئے ہیں۔ آپ دس منٹ کی بجائے پندرہ منٹ تقریر کر چکے ہیں۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! گھڑی سامنے ہے۔ پانچ منٹ میں بولا ہوں، اور پانچ

منٹ رانا صاحب نے خراب کر دیئے ہیں۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ مجھے مزید پانچ منٹ عنایت فرمائے جائیں۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب، میں نے آپ کو 12-40 پر بولنے کی اجازت دی تھی اور اب 12-55 ہو چکے ہیں۔ پندرہ منٹ آپ بول چکے ہیں۔ اس لئے آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ میاں محمد اسحاق صاحب۔ حاجی صاحب، آپ کا تو میرے پاس نام ہی نہیں؟

حاجی غلام صابر انصاری: میں نے اپنی اور حاکم علی صاحب کی چٹ لکھ کر دی تھی۔ اس کا نام تو آپ نے تین دفعہ پکارا اور میرا نام ایک دفعہ بھی نہیں لیا۔

جناب سپیکر: اس لئے کہ میرے پاس آپ کے نام کی چٹ نہیں پہنچی۔

حاجی غلام صابر انصاری: آپ نے دونوں چٹیں ایک جگہ رکھ دی تھیں۔ بعد میں آپ نے یہ سوچا کہ وہ بھی ڈسٹرکٹ کے چیئرمین ہیں۔ اور آپ بھی ڈسٹرکٹ کے چیئرمین ہیں۔ آپ نے اس کو دو تین دفعہ بلایا ہے۔ کل جناب سپیکر نے کہا تھا کہ جس کا نام آج صبح نہیں بلایا گیا۔ ان کو آخر میں بلایا جائے گا۔ آج صبح آپ نے حاکم علی کا نام پکارا۔

مہر مقبول احمد قتیانہ: جناب سپیکر: میں نے تین دن سے اپنا نام دیا ہوا ہے۔ مجھے بھی موقع فراہم نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس اس وقت چودہ نام ایسے ہیں جن کے اسمائے گرامی پکارے گئے تھے۔ وہ تقریر کرنا چاہتے تھے اور لیکن وہ ہاؤس میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ ابھی تک وہ لوگ ہیں۔ وہ چودہ نام میں گن دیتا ہوں۔ جناب محمد منصور نثار صاحب محمد صدیق انصاری صاحب، لالہ مہر لعل جمیل صاحب، مہدی خان صاحب، ریٹائرڈ کرنل نصیر احمد صاحب، ملک محمد الطاف صاحب، جاوید اقبال چیمہ صاحب، مہر مقبول احمد قتیانہ صاحب، سردار طفیل احمد خان صاحب، دیوان عاشق حسین بخاری صاحب، احمد خان بلوچ صاحب، چوہدری حاکم علی صاحب، پیر مظہر الحسن جنی پیر صاحب، محمد ثنا گکھڑ صاحب، یہ وہ لوگ ہیں جن کے اسمائے گرامی میں نے پکارے تھے۔ لیکن وہ تشریف نہ رکھتے تھے۔ شیخ محمد یوسف صاحب بھی۔ اس کے علاوہ ان کے نام ابھی نہیں پکارے گئے، جناب غلام حیدر خان کچھی صاحب، جناب نواب زادہ مظفر علی خان صاحب، چوہدری خادم حسین صاحب، چوہدری بشیر احمد انصاری،

صاحب، چوہدری محمد اکرم صاحب، ملک طیّب خان اعوان صاحب، جناب فضل حسین راہی صاحب، چوہدری سجاد احمد چیمہ صاحب، سید اختر حسین رضوی صاحب، سردار زادہ ظفر عباس صاحب، پیر اللہ یار چشتی صاحب۔ اور آج میرے پاس جو نام ہیں، ان میں میں آپ کا نام بھی شامل کر دیتا ہوں۔ حاجی غلام صابر انصاری صاحب۔ آج میرے پاس کچھ چٹیں آئی ہیں۔ جو صاحبان آج بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں، وہ ہیں: حاجی محمد اصغر صاحب، عبدالحق بھٹی صاحب، ملک احمد یار وارن صاحب، سردار محمد عمر لغاری صاحب۔ اور چوہدری محمد اسلم صاحب۔

جناب پیر گل: میں نے بھی اپنے نام کی چٹ بھیجی تھی۔

جناب سپیکر: میں شامل کر لیتا ہوں۔

مہر مقبول احمد قتیانہ: جناب سپیکر! میرا نام نہیں آیا۔

جناب سپیکر: مہر صاحب، آپ کا نام آگیا ہے، میں نے بول دیا ہے، کرنل صاحب آپ کی چٹ ہے؟

جناب محمد یامین: میں نے جمعرات کو دی تھی۔

جناب سپیکر: اچھا۔ اور کوئی صاحبان جو بولنا چاہتے ہوں، اور جن کا نام نہیں آیا۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر، کیا میری چٹ موجود ہے؟

جناب سپیکر: صاحبان یہ طے ہو جانا چاہیئے ان میں 37 صاحبان ایسے ہیں جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ اس وقت ہم اجلاس ڈیڑھ بجے تک کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد تین بجے دوبارہ سیشن شروع کر لیتے ہیں۔ جب تمام اراکین تقریر کر لیں گے وزیر خزانہ کی تقریر ہوگی۔ لیکن اراکین کی اس میں حاضری بہت ضروری ہے۔ جو صاحبان تقریر کر چکے ہوں وہ بھی تشریف لائیں تاکہ حاضری معقول ہونی چاہیئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر تین بجے کسی نے نہیں آنا۔ کیونکہ کچھ افطار پارٹیز میں بھی لوگوں نے جانا ہے۔ یا تو اجلاس افطاری کے بعد کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں تین بجے شروع کریں 5 بجے تک ختم ہو جائے گا۔ اچھا دوسری تجویز ہو سکتی ہے کہ بریک نہ کیا جائے اس کو ویسے ہی 3 بجے تک چلا لیا جائے۔ وزیر قانون صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں — ؟

وزیر قانون: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسحاق۔

میاں محمد اسحاق: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر میرے رفقاء دوست بجٹ کے متعلق ہر پہلو پر اظہار کرنے کے بعد جو فرما چکے ہیں۔ اگر ان کے خیالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں بات کروں گا۔ تو وزراء کرام اور ایڈوائزر صاحبان کہیں گے۔ کہ ہم اپوزیشن کی بنچوں سے بول رہے ہیں۔ اصل میں یہ دیکھا جائے کہ جن حضرات نے اس بجٹ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جو بھی وہ خامیاں سامنے لائے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے کہنے کی مزید گنجائش نہیں رہتی۔ اس بجٹ کو جس انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے سال کے بجٹ سے بدتر ہے۔ جناب والا' ہر جو مارشل لاء کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس عوامی دور کا ذکر کرتے ہیں۔ اگر اس بجٹ کو کھول کر اسکا موازنہ کیا جائے تو آپ اس کو دیکھنے پر مجبور ہوں گے' سوچنے پر مجبور ہوں گے اور متفق ہونے پر مجبور ہوں گے کہ ہمارے ان وزراء کرام نے ان عوامی نمائندگان نے جس قدر رقوم میں اضافہ کیا۔ وہ ناقابل برداشت ہے۔ میں جناب کی وساطت سے یہ ڈیمانڈ نمبر 10 ہے جو پیش کی گئی ہے۔ میں اس کا ایک سرسری سا جائزہ آپ کے سامنے پیش کروں تو آپ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ کہ یہ عوامی نمائندگان جنہوں نے اپنے عوام کے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ وہ پنجاب اسمبلی میں جا کر ان کے تحفظ کا خیال کریں گے۔ آج یہ جو بدعنوانیاں ہیں یہ جو فضول خرچیاں ہیں۔ اور رقوم کا ضیاع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ ہم اس کو بند کریں گے۔ اور ہم ان زراعت پیشہ لوگوں کا خیال کریں گے۔ اور نچلے طبقے کے لوگوں کا خیال کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم قطعاً ان کے معیار کے مطابق پورے نہیں اترے۔ کیا ہم یہ نہیں جانتے کہ ہم نے پھر چار سال کے بعد 3 سال کے بعد انہیں لوگوں کے پاس واپس جانا ہے تو میں پھر ان کو دعوت فکر دیتا ہوں۔ خدارا جو آپ نے بجٹ پیش کیا ہے اس پر نظر ثانی فرمائیں۔ اور ان لوگوں کا خیال کریں جن کی پنجاب کے صوبہ میں اکثریت ہے۔ تاکہ وہ آپ سے 4 سال بعد یہ سوال نہ کر سکیں کہ جن وعدوں پر آپ نے ہم سے ووٹ لیئے تھے۔ وہ وعدے کہاں گئے۔ تو میں بھی جائزہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے آپکی خدمت میں یہ عرض کروں گا . . . . .

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر: جب بھی تقاریر ہوتی ہیں وزیر خزانہ صاحب کو ایوان میں بیٹھنا پڑتا ہے۔ شائد انہیں آج ہی اپنی تقریر wind up کرنی ہے۔ یا ان کا کوئی نمائندہ ایوان میں نوٹس لیتا ہے۔ لیکن یہاں کوئی دکھائی نہیں دے رہا۔ کیا ان کے نمائندے

ایوان میں موجود ہیں اور اراکین کی تقاریر کے متعلق نوٹ لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے رانا صاحب آپ نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر۔ میں رانا صاحب کی تائید کرتے ہوئے عرض کروں گا۔ کہ یہ روایتی طور پر ہم تقریریں کر رہے ہیں اور ہم اسمبلی کی ان دیواروں کو سنا رہے ہیں۔ اگر آپ یہ ارشاد فرمائیں اور وزراء کرام تشریف رکھیں چونکہ خاص طور پر ہماری تقریروں کو عوام نے بھی سننا ہے۔ اخبار والوں نے بھی نوٹ کرنا ہے۔ ہمیں اپوزیشن کہا جاتا ہے۔ ہم نے جو کچھ اس پر غور کیا ہے۔ آپ کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔ کیا وزراء کرام اتنا بھی سننا گوارہ نہیں کرتے اور سُن کر کیا ان پر غور کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔ آپ نے کئی دفعہ ارشاد فرمایا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک دو وزراء کے علاوہ یہاں کوئی وزیر نہیں ہے۔ آخر ان کو نوٹ کرنا چاہیئے۔ کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں تاکہ ان پر غور کر کے جن کے متعلق ہم کہہ رہے ہیں ان کی بھلائی کے متعلق کچھ سوچا جائے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ایک چھوٹی سی ٹیم کو آپ دیکھیں یہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم جس کے لئے 1984-85 میں جو رقوم رکھی گئی تھیں وہ 19 لاکھ 91 ہزار ایک سو اسی تھی نظر ثانی کرنے کے بعد اس میں اضافہ کیا گیا۔ آپ ایک چھوٹی سی مد کا موازنہ کریں تو اسی انسپکشن ٹیم کو 27 لاکھ 36 ہزار چار سو دس روپے چاہئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عوامی دور میں ایک چھوٹے سے محکمے کو 7 لاکھ روپیہ زائد چاہئیں چاہیئے تو یہ تھا کہ یہی محکمہ پہلے کی جو رقم تھی اسی پر گزارہ کرتا۔ تاکہ ہم مارشل لاء والوں کو کہہ سکتے۔ کہ کم از کم ہمارے آنے کے بعد اس میں کچھ نہ کچھ کمی کی گئی ہے۔ ہم عوام سے یہ کہہ سکتے کہ عوامی حکومت آنے کے بعد غیر ترقیاتی اخراجات میں ہم نے کمی کی ہے۔ بلکہ ہوا یہ ہے کہ غیر ترقیاتی اخراجات میں اس میں 8 ارب 48 کروڑ 19 لاکھ 44 ہزار کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ قابل غور بات ہے۔ نہ اس میں کوئی ترقیاتی کام ہونا ہے نہ کسی رفاہ عامہ کا ہے بلکہ یہ 8 ارب روپیہ ان مدات میں رکھا گیا ہے جن میں آسائش کا روں میں اور ان کی تنخواہوں میں جو نچلے طبقہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ جو اوپر والے طبقات کے حضرات ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ 8 ارب روپیہ جن پر آج یہ لاٹھیاں برسائی جا رہی ہیں یعنی کلرک حضرات اگر ان کی طرف بھی غور کیا جاتا اور اس بجٹ میں سے ان کے لیے بھی کچھ رکھا جاتا۔ ان کی بھی کچھ نہ کچھ حوصلہ افزائی کی جاتی۔ یہ نرسیں جو آئے دن سڑکوں پر جلوس نکالتی ہیں اور جناب والا جب کوئی انسان بیمار ہو جاتا ہے تب اسے صحت کا پتہ چلتا ہے کہ ہسپتال

میں پہنچ کر انہیں سسٹرز کو انہیں نرسوں کو اپنی بہن سمجھتا ہے۔ اپنی ماؤں کی طرح تصور کرتا ہے جب یہ تندرست ہو جاتا ہے اپنے گھر آجاتا ہے۔ اس اسمبلی میں بیٹھ جاتا ہے تو پھر ان نرسوں کو بھول جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم نے ان کا خیال نہ کیا۔ ان کی حوصلہ افزائی نہ کی تو ہم ان کے گنہگار رہوں گے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم ایک خاص طبقے کے لیے ہمدردی رکھتے ہیں مگر جو طبقہ ہمارے صوبے میں اکثریت میں ہے اس کو ہم بھولے ہوئے ہیں۔

جناب والا، میں عرض کروں گا کہ ہمارا جو پیچھے کا طبقہ ہے ہم نے ان کے لیے کوئی حوصلہ افزا رقوم اس بجٹ میں نہیں رکھیں جس سے میں سمجھتا ہوں کہ ایک طبقاتی جنگ اس پنجاب سے شروع ہو جائے گی جو حکومت کے لیے باعث مصیبت ہوگی۔ انہیں ان کا خیال کرنا ہوگا۔

جناب والا، اب میں دو تین اور محکموں کی طرف آتا ہوں لیکن باعث قلت وقت مختصر عرض کروں گا حالانکہ آپ کو ہمیں وقت زیادہ دینا چاہیئے تھا۔ ایک طے شدہ اصول کے تحت آپ نے ہمیں تین دن دیئے تھے۔ مگر میرا خیال ہے کہ اس اصول پر عمل نہیں ہوا۔ اب میں آپ کی توجہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کی طرف دلاتا ہوں۔ وہ محکمہ جات جو خاص ہمارے چیف منسٹر صاحب کے پاس ہیں اور ان کی مصروفیت کے باعث ان پر زیادہ توجہ نہ دینے کی وجہ سے اور دوسرے کاموں میں زیادہ مصروف ہیں۔ میں ان پر الزام تراشی نہیں کر رہا ہوں۔ ان کی مصروفیت کے باعث جو ان محکمہ جات میں دھاندلیاں ہو رہی ہیں، بدعنوانیاں ہو رہی ہیں وہ جناب والا، ناقابل برداشت ہیں۔ وہ محکمے بک رہے ہیں۔ ان محکموں میں جو حضرات کام کر رہے ہیں ان کی طرف سے بولیاں دی جا رہی ہیں کہ جناب مجھے اس محکمے یا ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ میں ٹرانسفر کر دیا جائے میں ایک لاکھ روپیہ دینے کے لیے تیار ہوں۔ جناب والا، اس قسم کی بولیاں لگ رہی ہیں۔ اور جب وہ اس محکمے میں پیسے دینے کے بعد اس دفتر میں آتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ لوگوں کا خون چوسنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو میں عرض کروں گا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب بہت مصروف ہیں۔ اگر وہاں کے وفود یا لوگ اکٹھے ہو کر اپنی پریشانی اپنی مصیبت وزیر اعلیٰ صاحب کے گوش گزار کرنا چاہیں تو وہ انہیں آسانی سے مل نہیں سکتے۔ اس کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت کو ان محکمہ جات کی خاص توجہ دینی چاہیئے تاکہ لوگ آسانی سے مل کر اپنی تکالیف بیان کر سکیں اور یہ رشوت ستانی جو اس محکمہ میں روز بروز بڑھ رہی ہے اس کا سدباب کیا جائے جناب والا۔ یہ ٹاؤن شپ لاہور میں ایک جگہ ہے۔ یہاں اتنی بدعنوانی ہے۔ اور اس ہاؤسنگ

اینڈ خزلیکل محکمہ نے وہاں پر اتنی دھاندلی مچا رکھی ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ جناب والا اسی طرح یہ محکمہ واسا ہے جس کے پاس پانی کی assessment ہے چہ جائیکہ جتنا کوئی پانی استعمال کرتا ہے اس کے مطابق ان سے چارج کیا جائے۔ انہوں نے یہ چارجز وصول کرنے کے لیے assessment of the house پیمانہ رکھا ہوا ہے کوئی مکان بڑا ہو چھوٹا ہو تو وہ مکان کی assessment کے مطابق پانی کا بل چارج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا، میں عرض کر رہا تھا کہ وہ مکان کی assessment کے مطابق پانی چارج کرتے ہیں چہ جائیکہ وہ صارفین سے اتنا بل لیں اور اتنا چارج کریں جتنا کہ وہ استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ پانی کے مطابق چارج نہیں کرتے۔ وہ مکان کے مطابق چارج کرتے ہیں۔ یہ شہریوں کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔ اس لیئے میں یہ عرض کروں گا کہ محکمے کو صحیح طریقے پر پانی کے اخراجات چارج کرنا چاہیئے

رانا پھول محمد خاں: جناب والا۔ اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھنے والے تمام ارکان حاجی صاحب کی تقریر سے بور ہو کر چلے گئے ہیں۔ ہمارا کیا گناہ ہے کہ ہمیں بور کیا جا رہا ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا۔ ہم نے آپ کو تقریر سنائی ہے۔ اور آپ نے اس کا ازالہ کرنا ہے۔ ہم نے حکومت کو سنانا ہے اور حکومت نے ازالہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ جناب محمد صفدر شاکر صاحب۔

جناب محمد صفدر شاکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واجب الاحترام جناب سپیکر صاحب! میزانیہ 1986-87 طمانیت بخش ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھ ترقیاتی رنگ بھی لیئے ہوئے ہے۔ میں اس بجٹ کو عوام کی امنگوں کا آئینہ دار کہوں گا۔ اور اس بجٹ کو پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف صاحب اور وزیر خزانہ جناب مخدوم الطاف احمد کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ صحیح معنوں میں عوامی بجٹ ہے کیونکہ اس میں بے گھر لوگوں کے لیے 20 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جبکہ کچی آبادیوں کے لیے 25 کروڑ کی رقم رکھی گئی ہے جو ایک ریکارڈ ہے اور اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہو گی کہ حکومت اس رقم کو خرچ کرنے کے لیے مناسب اقدامات کرے تاکہ یہ رقم صحیح خرچ ہو۔ اس کے بعد میں

تعلیم کے متعلق عرض کروں گا۔

حکومت نے تعلیم کے لیئے بہت گرانقدر رقم رکھی ہے اور اگر یہ رقم صحیح معنوں میں استعمال ہوگی تو پنجاب کا کونہ کونہ تعلیم کی روشنی سے منور ہوگا۔ اور پچھلے سال ہمارے پنجاب میں تعلیم کے میدان میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور یہ بہت خوشس آئند بات ہے کہ حکومت نے اس سال بھی کثیر رقم تعلیمی مقاصد کے لیے مختص کرکے ہمارے پنجاب کے عوام کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ حکومت کو نئے سکولوں کے اجراء کے سلسلے میں ہماری تھوڑی سی مدد کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ہم اپنے علاقوں کے بارے میں بہتر جانتے ہیں کہ کہاں سکول کی ضرورت ہے اور کہاں نہیں۔ اس لیئے سکولوں کی تقسیم ایم پی اے حضرات کے مشورے سے ہونی چاہیئے۔

جناب والا، اب میں سڑکوں اور بجلی کا ذکر کروں گا۔ حکومت نے 864 میل سڑک اور 2150 دیہات کو بجلی فراہم کرنے کا منصوبہ جو اس بجٹ میں شامل کیا ہے یہ بہت اچھی بات ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہوگی کہ سڑکوں کی تقسیم بھی ہمارے اراکین کے ذریعے ہونی چاہیئے اس کے ساتھ میری یہ بھی تجویز ہے کہ ہر رکن اسمبلی کو دس دس میل کی سڑک دینی چاہیئے تاکہ وہ اپنے اپنے علاقے میں کام کر سکیں۔

اب میں سیم اور تھور کے متعلق گزارش کروں گا کہ حکومت نے اس کے لیے سو کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے یہ رقم بھی بہت قلیل ہے کیونکہ پنجاب میں بہت زیادہ رقبہ سیم اور تھور کی زد میں ہے۔ اس لیے میں یہ التماس کروں گا۔ کہ ان مقاصد کے لیے رقم کو اگر دوگنا نہیں تو ڈیڑھ گنا ضرور کر دیا جائے۔ کیونکہ ہمارے فیصل آباد کا بہت سارا رقبہ اس سیم اور تھور کی زد میں ہے اور اگر حکومت اس کی طرف پوری توجہ دے تو یہ علاقہ انشاء اللہ بہت جلد زرخیز ہو جائے گا۔

اب میں بے روزگاری کے متعلق عرض کروں گا۔ کہ حکومت نے جو چالیس ہزار نئی آسامیاں اس بجٹ میں رکھی ہیں یہ بہت اچھی بات ہے۔ اس سے انشاء اللہ ہمارے غریب اور بے روزگار طلباء کو یقیناً روزگار فراہم ہوگا۔ اس شعبہ میں بھی میں یہ تجویز دوں گا کہ ہمارے ایم پی اے حضرات کو ضرور کوٹہ ملنا چاہیئے۔ اپنے اپنے علاقے میں بے روز طلباء کو روزگار کے حصول میں ممدد معاون ثابت ہو سکیں۔

جناب والا، حکومت نے پولیس کے متعلق بہت ہی گرانقدر بجٹ رکھا ہے۔ ہمیں اس پر

کوئی اعتراض نہیں کیوں کہ یہ ان کا حق ہے اور موجودہ دور کے تقاضے بھی یہی ہیں ۔ کہ ان کو جدید آلات سے لیس کیا جائے لیکن ساتھ ہی ساتھ ان کو اس بات سے آگاہ بھی کیا جائے ۔ کہ وہ فرض کو فرض سمجھیں اور چادر اور چار دیواری کی حفاظت کریں ۔

اب میں ایک گزارش زراعت کے متعلق کروں گا ۔ زراعت کے متعلق رانا پھول محمد خان کی طرف سے دی گئی قرارداد کے بعد ضرورت تو نہیں لیکن میری ایک تجویز ہے ۔ کہ حکومت کو اجناس کی قیمتیں مقرر کرنے سے پہلے ایک کمیٹی بنانی چاہیئے ۔ اس کمیٹی میں اعلیٰ افسران کے علاوہ ہمارے کسان بھائیوں کو بھی شرکت کی دعوت دینی چاہیئے ۔ اور ہر فصل کے متعلق cost of production کو دیکھنا چاہیئے ۔ کیونکہ اس کے متعلق زمیندار ہی بہتر بتا سکتے ہیں ۔ افسران تو صرف دفاتر میں بیٹھ کر ہی نوٹ کر سکتے ہیں ۔ اور صحیح طور پر cost of production کے بعد ہی پتہ چل سکتا ہے کہ اس فصل پر کتنی لاگت آتی ہے اور اس کے بعد ہی فصل کی قیمت کا تعین کرنا چاہیئے ۔ شکریہ ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا ، فاضل رکن کی تقریر کا اصل مقصد ہے کہ ایک ایوان زراعت قائم کیا جائے ۔ ایوان زراعت کی تشکیل کے لیے اگر وہ قرار داد دیں تو آپ رولز کو معطل کر کے اس کی اجازت دے سکتے ہیں

جناب سپیکر : رانا صاحب ، آپ تشریف رکھیں ۔ آج بجٹ کے بغیر کسی بات کی اجازت نہیں دوں گا ۔ دیوان عاشق حسین بخاری صاحب ۔ ۔ ۔ میاں صاحب غیر ضروری باتیں نہ کریں ۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا ، ایک بڑی اہم بات ہے ۔ جناب والا ، یہ ایک مجھے درخواست ملی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ بہاول پور کے ایک انٹرمیڈیٹ کالج کے پرنسپل نے کالج کی ایک الماری کو جس میں قرآن مجید رکھا ہوا ہے لیٹرین میں رکھوایا ہے ۔ کالج کے ملازمین نے درخواست دی ہے کہ کم از کم وزیر تعلیم کو کہہ کر اور کچھ نہیں تو وہ الماری ہی وہاں سے ہٹوائی جائے ۔

جناب سپیکر : میاں صاحب ، آپ ایجوکیشن منسٹر سے مل کر ذاتی طور پر رابطہ قائم کریں دیوان عاشق حسین بخاری صاحب ۔ اب ہر رکن پانچ منٹ تقریر کریگا ۔

دیوان عاشق حسین بخاری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر ، موجودہ بجٹ آج کل کے حالات کے مطابق غنیمت ہے ۔ اب جناب سپیکر نے تقریر کا وقت پانچ منٹ مقرر کر دیا ہے تو میں اپنی تقریر کو مختصر کروں گا ۔ وزیر خزانہ نے فرمایا کہ میں کیسے مانوں

کہ میرا ملک غریب ہے اس لحاظ سے تو وہ پیچھے ہیں۔ جب ہم لاہور کی سڑکوں پر قیمتی قیمتی کاریں دیکھتے ہیں تو میں بھی یہی کہتا ہوں کہ میرا ملک امیر ہے۔ لیکن جب میں اپنے علاقے ڈسٹرکٹ ملتان کی طرف جاتا ہوں۔ جو صوبہ کا ایک اہم ترین علاقہ، ضلع اور ڈویژن بھی ہے، لیکن جب میں وہاں پر 1400 میل کچی سڑکیں دیکھتا ہوں تو میں یہ کہتا ہوں کہ میرا ملک اتنا امیر نہیں، کس طرح امیر ہے؟ کیونکہ وہاں کے سفر کرنے والے لوگ کچی سڑکوں سے سفر کر کے گھروں کو واپس آتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے وہ ہندوستان سے جنگ کر کے آئے ہوں۔ ان کے سر آنکھوں اور کانوں میں مٹی بھری ہوتی ہے۔

اب میں گزارش کروں گا کہ کروڑوں روپے ہمارے سر پر غیر ملکی سود ہے، ہمارا ملک ایک اسلامی ریاست ہے۔ لیکن پھر بھی ہم سود غیر ممالک کو ادا کرتے ہیں، لہٰذا میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ میں کس طرح سے مانوں کہ میرا ملک امیر ہے۔ اب میں اپنے علاقے کے مسائل کی طرف آتا ہوں، میرا علاقہ جلال پور پیر والہ ہے، وہاں پر ایک بند ہے جو جھان یوسہ کے نام سے مشہور ہے۔ آج سے تین سال قبل وہاں سے دریا تقریباً دو میل کے فاصلے پر تھا مظفر گڑھ کے علاقے کو بچانے کے لیے مارشل لاء کے دور میں وزیر آب پاشی نے سپر بنائے جن کی وجہ سے دریا کا رُخ تبدیل ہو کر جلال پور پیر والہ کی طرف کر دیا اور تین سال میں اب وہ جو دو میل دور تھا، بند کی وجہ سے دو فرلانگ کے فاصلہ پر آگیا ہے۔ اگر حکومت نے اس کا خاطر خواہ بندوبست نہ کیا، تو مجھے اندیشہ ہے کہ آبپاشی کا سارا نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔ اور وہاں کا بہترین علاقہ، زرخیز زمین اور وہاں کی آبادی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گی۔ میں نے اس سلسلہ میں ایک تحریک التوا کار بھی پیش کی ہے لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ شاید اس تحریک التوا کی باری نہیں آئے گی۔ جب کہ اس منصوبے کے بارے میں پیپر ورک بھی مکمل ہو چکا ہے اور اس کے لیے فنڈز بھی کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن ابھی فنڈز جاری نہیں کئے گئے۔ براہ مہربانی اس طرف توجہ دیجیئے کہ پانچ چھ لاکھ روپیہ اگر فوری طور پر ...... کر کے اگر پتھر ڈال دیئے جائیں کہ جس طرف دریا کٹاؤ کر رہا ہے تو یہ علاقہ اس آنے والے عذاب سے بچ سکتا ہے۔

دوسرے جناب والا، میری گزارش آج سے ایک سال پہلے جلال پور پیر والہ ہیلتھ سنٹر بنایا گیا، جس کے لیے مٹی عوام کے ذمہ لگائی کہ یہ مٹی عوام ڈالے گی۔ عوام نے وہاں پر

ڈیڑھ لاکھ روپے کی مٹی ڈلوائی اور وہ پوری مکمل نہ ہو سکی ہے، کیونکہ اندازہ نہیں تھا۔ لہٰذا مٹی کا estimate تین لاکھ روپے کا بن گیا۔ اس وجہ سے چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کی تجویز پر سابق گورنر صاحب نے وہ ہیلتھ سینٹر کی تعمیر روک دی۔ اب تک اس ہیلتھ سینٹر پر تقریباً آٹھ لاکھ روپے صرف ہو چکے ہیں اور تقریباً پانچ ماہ سے وہ ہیلتھ سینٹر کی تعمیر کا کام رکا ہوا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر مذکورہ ہیلتھ سینٹر کا قیام عمل میں نہ لایا گیا تو اس غریب ملک و قوم کا سخت نقصان ہوگا۔ اس سلسلے جناب وزیراعلیٰ میری یہ گزارش ہے کہ چار ماہ ہو گئے ہیں آپ نے حکم کیا ہوا ہے کہ ہیلتھ سینٹر کو چالو کیا جائے، اور باقی ماندہ ڈیڑھ لاکھ روپے کی مٹی حکومت کو ڈالنی چاہیئے۔ لیکن تاحال اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

میری تیسری گزارش یہ ہے۔ ملتان سے جلال پور پیروالہ ڈسٹرکٹ کونسل کی سڑک کے بارے میں ہے۔ یہ 56 میل کی سڑک ہے اور ڈسٹرکٹ کونسل اس سڑک کو afford نہیں کر سکتی۔ اب یہ سڑک محکمہ ہائی وے نے لے لی ہے۔ لہٰذا اس کے لیے فوری طور پر تھوڑا بہت فنڈ دیا جائے۔ تاکہ مسافر لوگ جو کھڈوں کی وجہ سے بسوں میں سفر کرتے ہوئے jumping کرتے آتے ہیں ان کی ان jumps سے جان چھوٹ جائے۔ اور آخر میں میں یہ عرض کروں گا۔ کہ میرا جلال پور پیروالہ جو کہ اڑھائی لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے اور تقریباً اس کے اردگرد سات ہائی سکول ہیں۔ اور 30 میل دور شجاع آباد کالج ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس بجٹ میں جلال پور پیروالہ کو ایک انٹرمیڈیٹ کالج دیا جائے۔ شکریہ۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جناب میاں فضل حق صاحب ..... نہیں ہیں ..... جناب محمد صدیق

جناب محمد صدیق انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا، جناب سپیکر، موجودہ بجٹ اس لحاظ سے بہت اچھا بجٹ ہے، کہ اس میں ہیڈ ٹیکس اور گین ٹیکس معاف کیے گئے ہیں، اور اس میں کچی آبادیوں کے رہائشی غریب عوام کو مالکانہ حقوق دیتے اور دیہاتوں میں 7 مرلہ سکیم کے تحت غریب آدمی کو پلاٹ دینے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے وزیرخزانہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جناب سپیکر، اس بجٹ میں تعلیم کی مد پر خاصہ روپیہ صرف کیا جاتا ہے اور اس میں تعلیم بالغاں کے لیے بھی کچھ رقم رکھی گئی ہے۔ جناب سپیکر، تعلیم بالغاں کے نام

پر جعلی اداروں کا اجراء کر کے افسران متعلقہ اس رقم کو خرد برد کرتے ہیں۔ میری یہ تجویز ہے۔ کہ تعلیم بالغاں کے سینٹر کو مکتب سکول میں مدغم کیا جائے۔ اور اس رقم کو خرد برد ہونے سے بچایا جائے۔ جناب سپیکر، میرا تعلق شکرگڑھ تحصیل سے ہے، جو کہ بارڈر پر ہے اور سیالکوٹ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر سے تقریباً 60 میل کے فاصلے پر ہے۔ جناب سپیکر، میرا مطالبہ ہے۔ کہ شکرگڑھ کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔ اور شکرگڑھ کے باسیوں کو سیالکوٹ کے لوگوں کے استحصال سے بچایا جائے۔ جناب سپیکر، میری درخواست ہے کہ شکرگڑھ کو tax free zone قرار دیا جائے اور شکرگڑھ میں ٹیکنیکل کالج بھی دیا جائے۔

جناب سپیکر تحصیل شکرگڑھ بارڈر پر واقع ہونے کے ناطے سڑکوں سے بہت محروم ہے وہاں پر ملٹری سڑکیں بنانے کی اجازت نہیں دیتی۔ جناب سپیکر۔ اس علاقے کے عوام کے مطالبے کے مطابق ایسا قانون وضع کیا جائے کہ فوج سے این، او، سی لینے کی کم ضرورت پیش آئے۔

جناب سپیکر شکرگڑھ میں ایک گرلز انٹر کالج موجود ہے لیکن اس گرلز انٹر کالج کے لیے عرصہ چھ سات سال سے بلڈنگ میسر نہیں ہو سکی اس لیے میرا مطالبہ ہے کہ موجودہ حکومت اس گرلز انٹر کالج کے لیے کچھ رقم مہیا کرے تاکہ وہاں پر لڑکیوں کے کالج کی عمارت تعمیر ہو سکے

جناب سپیکر، میرے علاقے میں حصول تعلیم کے لیے سکولوں کی اشد ضرورت ہے۔ اس لیے کم از کم دو ہائی سکول۔ ایک مسرور اور دوسرا اخلاص پور میں مہیا کیا جائے جناب سپیکر، علاقائی مسائل تو ہر جگہ موجود ہیں لیکن تحصیل شکرگڑھ کا علاقہ اپنے ضلع اور دوسرے علاقوں سے دور افتادہ ہے۔ مزید برآں یہ علاقہ جنگ زدہ بھی ہے اس لیے وہاں پر ڈویلپمنٹ کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے۔ میرا یہ بھی مطالبہ ہے کہ تحصیل شکرگڑھ کو سپیشل گرانٹ دی جائے اور وہاں پر تعمیراتی کام کیے جائیں۔ جناب سپیکر میں پھر آپ کا مشکور ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب عبدالحق بھٹی صاحب۔

جناب عبدالحق بھٹی: میں ذرا اپنے کاغذ نکال لوں

جناب سپیکر: اگر آپ اپنے پیپرز دیکھنا چاہتے ہیں تو میں کسی اور کا نام پکار دیتا ہوں۔ جناب سردار محمد ... لغاری صاحب۔ جناب ملک احمد یار وارن صاحب (تشریف نہیں رکھتے)

جناب عبدالحق بھٹی : جناب سپیکر، میرے کاغذ مل گئے ہیں اگر اجازت ہو .....

جناب سپیکر : ارشاد فرمائیں

جناب عبدالحق بھٹی : بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ ایک متوازن بجٹ ہے، جس میں کم از کم نئے ٹیکس نافذ کئے گئے ہیں۔ سوائے اس کے کہ اسٹام ڈیوٹی بڑھا کر زمینداروں کے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے۔ اگر یہ اسٹام ڈیوٹی نہ بڑھائی جاتی تو یہ ایک مثالی بجٹ ہوتا۔

جناب سپیکر، میں آپ کی توجہ پنجاب کے ایک نہایت اہم مسئلے یعنی ڈبل آبیانہ کی طرف دلاتا ہوں۔ ایوب خان کی حکومت کے زمانے میں کسانوں کی پانی کی کمی پوری کرنے اور سیم دتھور کے سدباب کے لیے ٹیوب ویل لگائے گئے تھے۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد اس کا ڈبل آبیانہ کر دیا گیا۔ چونکہ ڈبل بھی نہیں درحقیقت دس گنا ہے۔ اس کی مثال میں اس طرح سے دوں گا۔ کہ جب پانی کی کمی تھی تو ایک زمیندار ایک مربع رقبہ میں سے آٹھ یا دس ایکڑ سال میں کاشت کر سکتا تھا لیکن جب پانی کی کمی پوری ہوگئی۔ تو وہی زمیندار سال میں 25 ایکڑ کاشت کرنے لگا۔ اس طرح خود بخود آبیانہ بڑھ گیا لیکن ڈبل آبیانہ بڑھا کر زمیندار کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی گئی۔ جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ ہم سب مل کر اس قانون کو ختم کروائیں۔ کیونکہ یہ بہت بڑی ناانصافی ہو رہی ہے اس کا ازالہ ہونا چاہیئے۔

اس کے علاوہ میں موجودہ حکومت کی انقلابی اصلاحات کی طرف آتا ہوں۔ شہروں میں کچی آبادی کے حقوق دیئے گئے۔ اور اس کے علاوہ 75 ہزار ایکڑ رقبہ کو تقسیم کرنے کا فیصلہ نہایت ہی احسن اور انتہائی قابل تعریف قدم ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کی توجہ ایک زبردست کوتاہی کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں۔ کہ رشوت کا ہمارے ملک میں سیلاب آیا ہوا ہے۔ اس کو آپ ذرا بھر بھی کنٹرول نہیں کر سکے۔ اس لیے میری آپ سے اپیل ہے کہ ہم سب لوگوں کو مل کر رشوت کے خاتمے کے لیے زبردست اور بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔

آخر میں، میں بے روزگاری کے متعلق عرض کروں گا۔ اور یہ مسئلہ اس طرح سے حل ہو سکتا ہے۔ کہ دیہاتوں پر چھوٹی چھوٹی صنعتیں لگانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : نوابزادہ مظفر علی خان صاحب :

نوابزادہ مظفر علی خان :

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں ہیں
غلام طغول و سنجر نہیں ہیں
جہاں بینی میری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! جب سے اس میزانیہ پر بحث ہو رہی ہے میں ایک تذبذب کا شکار ہوں۔ اس معزز ایوان کے معزز اراکین کی اکثریت نے اس بجٹ کو ایک متوازن بجٹ قرار دیا ہے۔ حالانکہ اس بجٹ کو مرتب کرنے والے، اور خود جناب وزیر خزانہ نے اسے خسارے کا بجٹ کہا ہے اور خسارہ بھی 8 ارب روپے سے متجاوز ہے۔ بے شک اعداد و شمار کے لحاظ سے یہ پنجاب کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کو خسارے کا بجٹ شائد اس کو عددی طور پر بڑا بجٹ ظاہر کرنے کے لیے بنایا گیا ہے ورنہ ......

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا، میں جناب نواب زادہ صاحب کی تقریر میں مخل تو نہیں ہونا چاہتا لیکن مجھے چونکہ علم نہیں تھا۔ اور ابھی ابھی لابی میں جا کر یہ علم ہوا کہ اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن جناب جنجوعہ صاحب کافی دیر سے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ اور ان کی تنہائی ہمیں شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ اس لیے میں جناب سے یہ گزارش کروں گا کہ جناب یہ حکم فرما دیں کہ جنجوعہ صاحب تشریف لے آئیں یا پھر آپ مجھے یہ حکم کریں تو میں جا کر انہیں لے آؤں۔

جناب سپیکر: کیا وہ لابی میں موجود ہیں؟

رانا پھول محمد خان: جی ہاں۔

جناب سپیکر: تو وہ آپ کے کہنے پر آجائیں گے۔ آپ خود ہی اس کے لیے تکلیف فرمائیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر، آپ کے حکم سے میں جا سکتا ہوں اگر آپ کہیں تو میں چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: دراصل رانا صاحب جانا چاہتے تھے اور مجھ سے اجازت لے کر جانا چاہتے تھے۔

نواب زادہ مظفر علی خان: .... تو جناب والا، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ خسارے کا بجٹ ہے لیکن عددی طور پر یہ سب سے بڑا بجٹ ہے۔ تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے وسائل کے مطابق خواہ اس میں ہم زیادہ اعداد و شمار کا اظہار نہ کریں لیکن اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائیں....

رانا پھول محمد خان: جناب والا، جنجوعہ صاحب تشریف لے آئے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب تشریف لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

نواب زادہ مظفر علی خان: جناب سپیکر، جب ہم ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کے تناسب کو دیکھتے ہیں تو جناب والا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اتنے بڑے بجٹ میں ترقیاتی منصوبوں کے لیے بہت کم رقوم رکھی گئی ہیں۔ جناب وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے ۔ کہ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ لازم و ملزوم ہوتے ہیں لیکن میں پھر بھی یہ عرض کروں گا کہ اس غیر ترقیاتی بجٹ کو کم کیا جائے اور ترقیاتی بجٹ کے تناسب کو مزید بہتر بنایا جائے ۔ پھر جناب والا، ترقیاتی سکیموں کو مرتب کیا جاتا ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح صوبے کی سطحوں پر ترقیاتی سکیمیں ضلعوں کو تقسیم کرتے وقت وہاں کے معروضی حالات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے ۔ جس ضلع میں جس چیز کی زیادہ ضرورت ہے وہ اس کے مطابق دی جاتی ہے ۔ اسی طرح میں عرض کروں گا ۔ کہ ضلع کے اندر بھی جو مختلف علاقوں میں ان ترقیاتی سکیموں کو تقسیم کرتے وقت بغور دیکھا جائے کہ کس جگہ کس چیز کی کس قدر ضرورت ہے ۔

جناب والا، رواں مالی سال اور آئندہ سال کے اے۔ڈی۔پی کو اگر ہم دیکھیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ بعض علاقوں کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے اور بعض کو خاص اہمیت دے کر نوازا گیا ہے ۔ جناب والا، یہ بات درست نہیں ہے ۔ سب حلقوں اور تمام علاقوں کو ان کی ضرورت کے پیش نظر سکیمیں دینی چاہئیں ۔ ہم جناب والا، یہ عرض کرتے ہیں ۔ کہ ہم پسماندہ علاقوں کے نمائندے یہاں آئے ہیں ۔ ہم نے یہاں ان کے مسائل ان کی ضروریات کو پیش کرنا ہے ۔ ہم اپنی ذات کے لیے جناب والا کچھ نہیں مانگتے ، نہ ہم نے کوئی فیکٹری لینی ہے ، نہ کوئی فلور مل لینی ہے نہ کوئی شوگر مل لینی ہے ، نہ کوئی اور کسی قسم کی مراعات ، جناب والا، ہم آپ سے مانگتے ہیں ۔ نہ اس سے پہلے کوئی ایسی چیز مانگی ہے نہ اب مانگتے ہیں اور انشا اللہ آئندہ بھی اپنی ذات کے لیے نہیں مانگیں گے ۔ اور ہم یہ ایسا نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ ؎

؎ کس طرح مانگوں کسی سے دولت دنیا کی بھیک
ہاتھ کٹ جاتے ہیں میرے ہاتھ پھیلانے کے بعد

لیکن جناب والا، میں سمجھتا ہوں کہ ہم سرکار کے خزانے سے عوام کے لیے جن کا یہ ملک ہے ان کی بہتری کے لیے انہیں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لیے ہم آپ سے عرضداشت کرتے ہی رہیں گے۔

جناب والا، ہم ترقیاتی سکیموں کے لیے فنڈز تو مختص کر دیتے ہیں لیکن یہ کتنا ظلم ہے کہ ملک کے عوام کا بال بال غیر ملکی قرضوں میں بندھا ہے اور ملک میں ترقیاتی سکیموں پر مختص شدہ رقوم کا زیادہ سے زیادہ 50% حصہ خرچ ہوتا ہے۔ اور باقی رقوم غیر دیانت دار افسران کی جیبوں میں چلی جاتی ہیں۔ اور کمشنوں وغیرہ کا چکر میں سمجھتا ہوں کہ اس کو تو اب کوئی ناجائز نہیں سمجھتا۔ جناب والا، میں گزارش کروں گا کہ یہ دیکھا جائے کہ زیادہ سے زیادہ رقوم ترقیاتی سکیموں پر خرچ ہوں اور اس کا کوئی تدارک اور ازالہ کرنا چاہیئے۔ اب حکومت نے اس کام کے لیے anti corruption committees قائم کی ہیں حکومت نے یہ کام یہ عزم اور دلولہ سے شروع کیا تھا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اب وہ بات نہیں رہی اس میں سستی سی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے لیے طریق کار شائد رپورٹوں تک محدود ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی کوئی موثر قدم نہیں۔ پھر جناب والا، اس کے لیے صرف سرکاری اہل کار ملزم گردانے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق شکوک ہیں کہ وہ بد دیانت ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف اس شعبہ سے نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے سے corruption ختم کرنی چاہیئے۔ اپنے آپ کا بھی ہمیں محاسبہ کرنا چاہیئے کہ ہم اس سلسلہ میں کہاں جا رہے ہیں۔ پھر جناب والا یہ anti corruption committees با اختیار ہیں موثر ہیں اور یہ کام کریں گی۔ مجھے خدشہ ہے کہ اگر انہوں نے کام ٹھیک کیا اور وہ با اختیار بھی ہوئیں تو شائد ہمارے صوبہ کا نظام نہ چل سکے۔ کیونکہ میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ ہمارے ہاں وہ اہل کار یا افسران انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں جنہیں ہم corruption کے زمرے میں شمار نہیں کرتے تو اس کے لیے بھی ہمیں متبادل بندوبست کرنا ہوگا اگر ہم نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ ہم نے corruption کو ختم کرنا ہے۔

جناب والا، rural develpment funds میں گزشتہ سالوں کی نسبت بہت کم رقم مختص کی گئی ہے۔ اس میں 1985-86 کے بجٹ میں 51 کروڑ سے متجاوز رقم تھی۔ پھر اس کو

revise کرکے 79 کروڑ کر دیا گیا لیکن اس بجٹ میں rural development کے لیئے بہت ہی کم رقم 26.55 رکھی گئی ہے۔ اور جناب والا، مجھے کسی کی مخالفت نہیں کرنی کہ صرف ایک نہر کے لیے 40 کروڑ روپیہ مختص کر دیا گیا ہے۔ تو اس طرح کی تفاوت مناسب نہیں۔ جس طرح کہ ہم دیہاتی علاقوں کی اور دیہی ترقی کے لیے ہمیں عملی طور پر کام کرنا چاہیئے۔ تو جناب والا، دیہی ترقی کے شعبہ میں یونین کونسل ایک بنیادی ادارہ ہے اور اس وقت یونین کونسلز کو small level village schem کے تحت دیئے جانے والے فنڈز بہت ہی کم ہیں بلکہ گزشتہ سالوں سے بھی وہ فنڈز کم کر دیئے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یونین کونسل کی سطح پر اصلاحات کرتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ لوگوں میں ہم sense of participation پیدا کرتے ہیں۔ میچنگ گرانٹ کی ایک سکیم rural development programme کے تحت چلتی ہے۔ اس کے بارے میں جناب والا، میری تجویز ہے کہ وہ یونین کونسلوں کو مساوی سطح اور آبادی کی بنیاد پر براہ راست ترجیح دے دی جائے تاکہ یونین کونسلیں اپنے مقامی مسائل کو حل کر سکیں۔

جناب والا! زرعی اجناس کے نرخوں کے متعلق متعدد اراکین نے بات کی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جب کبھی تھوڑا سا نرخوں میں اضافہ کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی کسان کی اور زمیندار کی ضروریات کو یا تو پہلے ہی بڑھا دیا جاتا ہے یا اس کے ساتھ بڑھا دیا جاتا ہے بظاہر قیمتوں میں اضافہ کا کوئی فائدہ کاشت کار یا زمیندار کو نہیں پہنچتا۔ میں آخری بات آدھے منٹ میں عرض کرتا ہوں۔ جناب والا، زرعی ٹیکس کے متعلق جن جذبات کا اظہار جناب وزیر اعلیٰ نے فرمایا ہے ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ وہ کاشتکاروں اور زمینداروں کیلئے ایسے اچھے جذبات رکھتے ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جو لوگ ایسی سکیمیں سوچ رہے ہیں۔ کہ زمینداروں پر زرعی انکم ٹیکس عائد کیا جائے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ پہلے ہی زمیندار تباہ حال ہے اس کے ذمے تو ہل چلانا اور فصل کو پیدا کرنا اس کے ذمے ہے اور کچھ عرصہ کے بعد کچھ واجبات کچھ قرض زمیندار کے ذمے نکل آتا ہے اور ایک بات جناب والا میں عرض کروں کہ یہ سب کچھ اس لیے کیا جا رہا ہے کہ زمیندار اور کاشت کار کو معاشی طور پر دبا کر جھکا یا جائے لیکن وہ لوگ جو کسانوں پر مزید ٹیکس عائد کرنا چاہتے ہیں۔ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ زمیندار پہلے ہی کوئی ساہوکار نہیں لیکن ایک بات ضرور ہے کہ وہ نہ کسی کو اپنے سے بالا سمجھتا ہے وہ پہلے ہی بھوکا ہے

اور اب بھی بھوکا مر جائے گا لیکن کسی کے آگے نہیں جھکے گا۔ شکریہ۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! ایک شکایت ہے جسے آپ کے نوٹس میں لانا ضروری ہے کہ ایوان میں خواتین کی تعداد بہت کم ہے ان کی طرف سے شکایت ہو رہی ہے کہ جناب وزیر ٹرانسپورٹ عورتوں کی تصاویر بنا رہے ہیں۔ اور وہ ان کی خوشنودی کے لیے ایسا کر رہے ہیں لہذا انہیں وہ تصاویر دکھانی چاہیئے۔ کہ آیا یہ اچھی بنائی ہے یا بُری۔ محترمہ تابش الوری صاحبہ نے مجھے کہا ہے کہ آپ ڈاکٹر صاحب سے پوچھیں کہ وہ تصاویر اچھی بنا رہے ہیں یا یونہی۔ تو میری عرض ہے کہ اگر اس کا جواب خود ہی ڈاکٹر صاحب سے سن لیں تو زیادہ بہتر ہے وہ ابھی ابھی میرے نوٹس میں یہ بات لائی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب والا، میں کوئی تصویر نہیں بنا رہا۔ لیکن اگر رانا صاحب چاہیں تو میں انہیں ان کی تصویر بنا کر دے سکتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جناب فضل حسین راہی صاحب

جناب فضل حسین راہی: شکریہ جناب سپیکر! اور جناب سپیکر مجھے اجازت دی جائے کہ میں پنجابی میں بات کروں۔

جناب سپیکر: اجازت ہے

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! آج میں اپنی اک چھوٹی جئی نظم توں اپنی تقریر دا آغاز کرواں داں۔

جو کجھ ویکھن دل وچ رکھن اپنے موہنوں کجھ نہ دسن
جد کوئی میرے ورگا پاگل بھید دلاں دے باوے کیوں نہ کرلاوے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گل ایہہ اے کہ جناب وزیر خزانہ نے پنجاب دا بجٹ 24 مئی نوں پیش کر دیاں ہویاں ایس گل دی بڑی تکرار کیتی کہ "میں اپنے آپ کو کیسے غریب تسلیم کر لوں جب کہ مجھے اپنے مسلم لیگی ایم پی ایز اور اپنے ساتھیوں کا تعاون حاصل ہے۔" جناب سپیکر! میں انہیں صرف یہ احساس دلانا چاہتا ہوں کہ جس صوبے دی معیشت قرض خوردہ ہووے۔ جیس صوبے دے 80 فیصد عوام زندگی دیاں بنیادی سہولتاں توں محروم ہون ۔۔۔۔۔۔

ملک محمد طیب: جناب سپیکر! راہی صاحب ویکھ کے پڑھ رہے نیں۔

جناب فضل حسین راہی: تہاڈے ول ویکھ کے تے نہیں پڑھ رہیا۔ تہاڈے ول ویکھ کے پڑھاں تے اپنی تقریر ای بھل جاواں۔ جیس صوبے دے لوک .....

ایک معزز رکن: سر آپ یہ وضاحت کردیں کہ معزز رکن 80 فیصد کوئی 85 فیصد اور کوئی 87 فیصد کہتا ہے۔ آپ یہ وضاحت کردیں کہ دیہات کی کتنی آبادی ہے؟

جناب فضل حسین راہی: میں پنجاب دی شہری یا دیہاتی آبادی دا ذکر نئیں کر رہیا

ملک طیب خان اعوان، جناب حاکم علی ملک۔ حاجی صاحب نوں پہلے اپنی سیٹ تے تشریف لے جانی چاہی دی اے فیر بولنا چاہی دا اے

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں عرض کر رہیا سی کہ جس صوبے دے لوک راتاں مسجداں وچ، ہسپتالاں وچ یا فٹ پاتھاں تے یا لاری اڈیاں تے یا اسٹیشناں تے یا پارکاں دے وچ سون کے کڈھدے ہون، جیس صوبے دے لوک اپنی زندگیاں دیاں بنیادی سہولتاں توں محروم ہون جیس صوبے دے بچے سکولاں وچ تعلیم حاصل کرن دی بجائے لاری اڈیاں دے اتے ورکشاپاں وچ یا ہوٹلاں وچ برتن دھوندے ہون، ورکشاپاں وچ کم سکھدے ہون، جیس صوبے دے بچے سینما گھراں دے وچ سودے ــــ ویچدے ہون، جیس صوبے دے بچے کھڈیاں اتے کھڑے ہو کے محنت مزدوری کردے ہون، جیس صوبے دے بچے قالین بانی کردے ہون۔ جناب سپیکر میں ایہہ ضرور کہواں گا کہ اس صوبے دے وزیراعلیٰ نوں اپنے آپ نوں غریب تسلیم کر لینا چاہی دا اے۔ جناب سپیکر! جیس وزیرخزانہ دے اپنے گھر وچ پیدا ہون والا بچہ دوسریاں قوماں دے قرضے دے بوجھ تلے سسک رہیا ہووے اوس صوبے دے وزیرخزانہ نوں اپنے آپ نوں غریب تسلیم کرن وچ کوئی ہچکچاہٹ نئیں ہونی چاہی دی۔ جناب سپیکر! اگر وزیر خزانہ ایس گل نوں منن واسطے تیار نئیں ہوندے کہ اوس غریب نے تے غریب قوم دی نمائندگی کردے نیں تے میں اوہناں دی ایہہ گل من لیناں کہ اوہ غریب نئیں نہ اوہناں دے مسلم لیگی ساتھی غریب نے۔ نہ اوہناں دا وزیراعلیٰ غریب اے۔ لیکن جناب سپیکر! ساڈے صوبے دے وچ وسن والے لوکاں دی اکثریت غریباں دی اے۔ تے ایس حوالے دے نال اگر اوہ اپنے آپ نوں غریب تسلیم نئیں کردے تے میں اوہناں نوں غریباں دا نمائندہ دی قرار نئیں دے سکدا ایس کر کے کہ غریباں دے دکھ درد نوں سمجھن واسطے غریب ہونا بہت ضروری اے۔ جناب سپیکر! غریب لوکاں دے مسئلیاں نوں غریب آدمی ای سمجھ سکدا اے۔ جناب سپیکر! اک جگہ تے تقریر

کر دیاں ہویا ایک لیبر لیڈر نے ایہہ گل کہی سی۔

(دخل اندازی)

جناب سپیکر: وہ اپنا نقطہ نظر بیان کر رہے ہیں۔ انہیں interrupt نہ کیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! ایناں نوں ایہی غلط فہمی ہے کہ شائد ایناں دیاں گلاں ہیں نہ کرن لگ پیاں۔ جناب سپیکر جیس صوبے دے بچے ہوٹلاں دے وچ برتن دھون یا سینماں وچ سودے ویچن یا ورکشاپاں وچ کم سکھن جدکہ اوہناں دی عمر تعلیم حاصل کرن دی ہووے۔ جناب سپیکر! دنیا وچ اوہ ملک وی موجود نیں جیہڑے اپنے بچیاں نوں اپنی عمر دے اعتبار نال سکولاں وچ بھیجدے نے تے اوتھے اوہناں واسطے سہولتاں مہیا کر دے نے لیکن اسیں مجبور آں ایس کر کے کہ اسیں اپنے گھر دے خرچے چلان واسطے ساڈے پنڈاں وچ وسن والے غریب اور شہر دے گنجان محلیاں وچ وسن والے غریباں دی اکثریت اپنے بچیاں نوں قالین بافی کران واسطے مجبور اے۔ اوہ تعلیم دی بجائے اوہناں نوں کھڈیاں دے لئے کھڑے کردے نے ایس کر کے میں کہناں واں

؎ وہ کون ہے جو انہیں کھیلنے نہیں دیتا
بہ کم سنی ہیں جو روزی کمانے لگتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایہہ سمجھدا ہاں کہ کسے وی صوبے دے اندر وسن والے لوکاں دی فلاح و بہبود صرف ایس گل دے وچ ہے کہ اوتھے دے صوبے دے لوکاں نوں اپنے مکان، تعلیم روزگار دی ضمانت فراہم کیتی جائے۔ جناب سپیکر! ایسے طرح حکمراناں دا فرض ہے۔

ملک طیب اعوان۔ حاکم علی۔ جناب والا! کتنا بہتر ہوتا کہ اپوزیشن کی سیٹ سے میرے راہی بھائی ان غریبوں کے لیے تجاویز لاتے کہ خدا کرتا ان کی غربت دور ہوتی۔ بجائے اس کے کہ غریب ہیں یہ ہے وہ ہے وغیرہ، یہ ایوان میں کوئی تجویز پیش کرتے تاکہ ہم ان کی غربت دور کر سکتے

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! ایہہ ہاؤس دے وچ کمرشل سرکس تے بند کراؤ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ایہہ عرض کر رہیا سی کہ روٹی کپڑا مکان، علاج تعلیم روزگار ایہہ حکمراناں دا ایسے طرح فرض ہے کہ جس طرح مسلمان دے اتے نماز پڑھنا فرض ہے۔ جناب سپیکر! ایسے طرح

اللہ تعالیٰ نے حکم دتا ہویا کہ تہاڈوں میں رعایا دے لئے حاکم مقرر کردا ہاں تسیں اوس رعایا دے ذمہ دار ہے۔ ایسے کر کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نوں کہیا گیا سی کہ "اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی پیاسا مر گیا تو آپ کو قیامت کے دن اس کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میں ایہہ کہناں داں اسیں ایناں نوں برائیاں توں روکن دی کوشش کر دے آں اسی ایہہ کہندے ہاں جے تسی غریباں دے گھراں وچ روزگار پہنچاؤ گے جے تسیں غریباں دے گھراں وچ روٹی کپڑا پہنچاؤ گے ایدے نال تہاڈی اپنی حکومت دی مضبوط ہووے گی اور ساڈے ملک وچ وسن والے لوک دی سکھ دا ساہ لین گے۔ تے جے تسیں اپنے ملک وچ وسن والے لوکاں نوں غریب توں غریب کرن دی کوشش کر دے رہو گے تے جناب سپیکر ایہہ گل تے بالکل کلی اے۔ اوہ جرائم ول نسن گے تے لاء اینڈ آرڈر دا مسلہ پیدا کرن گے جناب سپیکر! ایتھے میرے اک بھائی نے ایہہ گل کہی سی زمینداروں نوں قرضہ لین واسطے بینک توں بینک کارپوریشن توں کارپوریشن ذلیل ہونا پیندا اے۔ قرضہ لین دے وچ اوہناں دی عزت کوئی نئیں رہندی ایہہ گل تے زمینداراں دی اے۔ میں گل کردا آں کہ اگر زمینداراں نوں اپنی ذلت برداشت کرنی پیندی اے۔ اپنے کاروبار نوں چلان واسطے قرضیاں دے حصول وچ تے ایتھے اوہناں لوکاں دا تصور کرو جیہڑے زمیندار دے کھیت دے وچ مزدوری کر دے نے۔ اوہناں واسطے روٹی دے ٹکڑے حاصل کرنا کتناں مشکل ہو جاندا اے۔

رانا پھول محمد خان : میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو ایک کلاس کے متعلق نہیں کہنا چاہیئے۔ ہم تو ہر کمہار کو، ہر موچی کو، ہر اپنے مزارعے کو دو سیر فی من کے حساب سے گندم دیتے ہیں۔ اور ہم انہیں حصہ دار بناتے ہیں۔ کون کہتا ہے۔ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ ہماری کمائی میں تمام وہ لوگ شریک ہیں جو ہمارے گاؤں میں بستے ہیں۔ اور زمیندار ان کو بھائی سمجھتا ہے۔ ان کی بیٹیوں کو اپنی بیٹیاں سمجھتا ہے۔ ان کی بہنوں کو اپنی بہنیں سمجھتا ہے

جناب سپیکر : جناب رانا صاحب، آپ یہ پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہیں۔ کیا یہ تقریر آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ فرما رہے ہیں؟ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! ایس بجٹ دے اندر ایہہ نوید دتی گئی ہے کہ چالیس ہزار نویاں آسامیاں پیدا کیتیاں جا رہیاں نے۔۔۔۔۔۔

میاں ممتاز احمد متیانہ : بسیدھی سی بات ہے۔ میرے بھائی نے بڑا اچھا پوائنٹ اٹھایا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ان غریب کسانوں کو ان محنت کشوں کو ایمانداری سے

اپنی آمدن کا آٹھواں حصہ ادا کر دیتے ہیں اور تمام تکالیف اپنی جھولی میں لیے ہوئے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں ایتھے کوئی انفرادی مسئلہ پیش نہیں کر رہیا۔ میں تے بحثیت اک قوم دے گل کر رہیاں آں۔ اپنے ضمیر دے اندر چور ہودے دو سو واری ہودے۔ ہیں کسے نوں ایہہ نہیں کہندا کہ اوہ کسے نوں نہیں دیندے۔ میں ایہہ گل کر رہیاں کہ عام صورت حال جیہڑی سے اور ایہہ ہے۔ جناب سپیکر! میں تہاڈی وساطت نال دوبارہ ایس گل دے اتے زور دیاں گا۔ کہ آیا ایہہ گل دنیا کے مسلمہ اصول دے مطابق نہیں کہ اسیں بچیاں نوں تعلیم دلائیے اسیں ست ست سال دے بچیاں نوں کھڈیاں دے اتے کھڑے ہوئے ویکھدے ہاں یا ست ست سال دے بچیاں نوں ہوٹلاں دے وچ برتن دھوندیاں نوں ویکھدیں ہاں، ٹیبل مینی کر دیاں ویکھدیں ہاں، جناب سپیکر! تکلیف سانوں صرف ایس کرکے ہوندی اے کہ سانوں انہاں دی تکلیف دا احساس ہوندا اے لیکن جناب سپیکر کسے صنعتکار نوں کسے جاگیردار نوں کسے اٹھارا گریڈ توں اوپر دے افسر نوں کدے اوس بچے دی تکلیف دا اندازہ نہیں ہو سکدا۔ ایس لئی میں کہناں کہ اے بجٹ جیہڑا بنایا گیا اے اوپرلے 18 گریڈ دے افسراں دا بنایا ہویا اے اور انہوں نوں پتہ نہیں کہ کلرکاں دے مسلے کی نیں، انہاں نوں پتہ نہیں کہ چپڑاسی دے مسلے کی نے۔ انہاں نوں پتہ نہیں کہ بے روزگاراں دے مسلے کی نے۔ انہاں نوں ایہہ نہیں پتہ کہ غریباں دے مسلے کی نے۔ کسے اٹھارویں سکیل دے افسر نوں یا اس توں اوپر دے افسر نوں یا کسی وزیر نوں ایہہ نہیں پتہ کہ غریب گھراں دے وچ غریب لوگ اپنی بیٹی دی شادی کرن واسطے جہیز کنی مشکل دے نال اکٹھا کر دے نیں۔ کنیاں مصیبتاں وچ گزر کے اور اپنی بچی نوں فارغ کردے نیں۔ جناب والا! میں صرف ایہہ احساس دلانا چاہناں کہ جیہڑے لوگ ساڈے صوبے دے اندر خوشحالی دس دے نے تے صوبے دے اندر خوشحالی تاں ہوئے گی جدوں غریب لوگ وی خوشحال ہون گے۔ جناب والا! اے کوئی طریقہ نہیں کہ اسی انہاں نوں روزگار توں محروم کر دیئے ساڈے فیصل آباد دے اندر ایک بہت وڈا ایکشن کیتا گیا اے اور فوج نے آن ساریاں ریڑھیاں، ساریاں چھابڑیاں سارا کچھ چکا کے توڑ پھوڑ دیتا اے لیکن جناب والا آکھن لگے کہ اسی ایس شہر نوں خوب صورت کرنے آں۔ اے اک فوجی دا نقطہ نظر تے ہو سکدا اے۔ اے اک افسر دا نقطہ نظر تے ہو سکدا اے۔ اے اک آرام پسند عوامی نمائندے دا نقطہ نظر ہو سکدا اے لیکن ساڈا نقطہ نظر اے دے کہ سانوں اوہ خوبصورتیاں نہیں چاہی دی آں جیہڑیاں لوکاں دا

رزق کھو کے سانوں دتیاں جان، سانوں ایہناں دے وچ دوسرے آں دے حق مردے نظر آوندے نیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دا بیان اے کہ جے تہاڈے کول دو جوڑے جوتیاں دے نیں ایدا مطلب اے نئیں کہ دوویں تہاڈے نیں، اک ایسے بندے نوں تلاش کرن دی کوشش کرو جیہڑا پیراں توں ننگا اے، اک اودا حق اے جیہڑا کسے ذریعے تہا دے کول پہنچ گیا اے۔ اے حق اونوں واپس دے دیو۔ جناب والا، اسی ایتھے بیٹھ کے اسلام دیاں گلاں تے کرنے آں۔ اسی ایتھے بیٹھ کے مساوات دیاں گلاں تے کرنے آں لیکن کدی ایس گل دے اتے دی غور کیتا اے کہ ساڈے نمائندے کنیاں کنیاں جاگیراں لے کے بیٹھے ہوئے نے کنیاں کنیاں صنعتاں لے کے بیٹھے ہوئے نیں۔ ساریاں انڈسٹریاں اتے قبضے کر کے بیٹھے ہوئے نیں۔ جناب سپیکر! میں ایہناں سارے سیاستداناں نوں چیلنج کرناواں، سارے عوامی نمائندیاں نوں چیلنج کرناواں ایہناں ایہناں جائیداداں چھڈ کے، ایہناں ایہناں جاگیراں چھڈ کے لوکاں دے ناں کر کے پاکستان دے ناں کر کے پھر اک واری ایس سماج نوں لے کے ٹرن، فیر میں دیکھاں گا کہ مسئلے کداں حل نئیں ہوندے، جے تسی ایہناں جائیداداں ودھا رہے او تے غریباں دے حق وچوں ودھن گیاں اوہ تہاڈا اپنا حق کدے نئیں ہو سکدا۔ جناب والا۔

میاں ممتاز احمد قبانہ: پہلے بے نظیر کو خط لکھیں کہ وہ بھی اپنی جائیداد پہلے پاکستان کے غریب عوام اور پاکستان کے نام لکا دے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز،

جناب فضل حسین راہی: پچھلے سال جدوں وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ پیش کیتا سی تے اس ویلے ساڈے سارے سجناں نے اے اعتراض کیتا سی کہ ایس بجٹ دے وچ عوامی نمائندیاں دی رائے شامل نہیں۔ اور عوامی نمائندیاں دیاں تجویزاں شامل نہیں۔ اس ویلے ساڈے وزیر خزانہ صاحب نے ارشاد فرمایا سی تے وعدہ کیتا سی کہ میں تہانوں ایس بجٹ دے وچ ایس لیے شامل نہیں کر سکیا کہ ساڈے کول وقت تھوڑا سی تھوڑے عرصے وچ الیکشن ہوئے، تھوڑے عرصے وچ اسی بجٹ پیش کیتا اے۔ اور اوہناں نے وعدہ کیتا سی کہ آئندہ بجٹ دے وچ تہانوں ضرور اہمیت دتی جاوے گی۔ لیکن جناب سپیکر ہو یا اے کہ آئندہ بجٹ فیر عوامی نمائندیاں دی مرضی توں بغیر بنیا اور اے فیر بیوروکریسی نے بنایا۔ ایدے وچ عوامی نمائندے دی

کوئی رائے شامل نہیں ایسے وچ عوامی نمائندیاں دیاں کوئی تجویزاں شامل نہیں۔ اوراونہاں نے اپنے وعدے دے اتے عمل نہیں کیتا۔ میں تے اوس ویلے وی کہیا سی کہ

ے تیرے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان چھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

رانا پھول محمد خان: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب فضل حسین راہی: جے اینہاں دا لے پتہ ہوئے کہ انہاں نے سنجیدگی دے نال پوائنٹ آف آرڈر آکھیا اے تے میں فوراً ہی بیٹھ جاواں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا، میرے اور راہی کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی۔ وہ ہماری مزاحیہ گفتگو ہوئی تھی اس کو اجلاس کی اس کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا، میں عرض کر رہیا ساں کہ ۴۱ ہزار آسامیاں جہڑیاں اینہاں نے ایس بجٹ دے وچ تخلیق کیتیاں اور اونہاں دے حوالے نال میں عرض کرناں۔

جناب سپیکر: آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا، تھوڑا جیا ہور عرض کر دیناں واں۔ اور بڑا ہی مختصر کر لیناں واں۔

جناب سپیکر: اپنی تقریر ایک منٹ میں ختم کر دیں۔

جناب فضل حسین راہی: از راہ کرم تین منٹ، میں اپنی تقریر تین منٹ میں ختم کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: دو منٹ اور دیئے جاتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا، انہاں نے ۴۱ ہزار نویاں آسامیاں دی جناب وزیراعلیٰ اور وزیر خزانہ نوں مبارکباد پیش کیتی اے۔ جناب والا، میں اے کہناں چاہناں واں کہ ساڈے پنجاب دے اندر جہڑے بے روزگار نوجوان نے انہاں دی تعداد ۹۰ لکھ توں زیادہ اے اور اس 40 ہزار پولیس دے سپاہیاں دیاں، ڈنڈے مارن والیاں دیاں نویاں آسامیاں پیدا کر کے اسی اے سمجھدے ہاں کہ اسی بڑا وڈا تیر ماریا اے۔ ایس بجٹ دے اندر اینہاں آسامیاں دی تخلیق توں بعد وی ایس صوبے وچوں بیروزگاری ختم نہیں ہو سکدی جناب والا، ایسے کر کے میں کہناں کہ۔

چھوڑ جائے گا وہ بہ دھرتی تلاش رزق میں
نام اس کا گھر کی تختی پر لکھا رہ جائے گا۔

جناب والا! اگر لے واقعی بیروزگاری نوں ختم کرنا چاہندے نے تے میں ایدے واسطے پنجاب نوں تین سیکٹراں دے وچ تقسیم کرناواں کہ اک پاسے کھاریاں نوں لے کے پنڈی تک چلے جاؤ ایدھے پین والا پانی کوئی نہیں اوتھے سمال ڈیم بناؤ اودے نال اس کھاریاں توں لے کے پنڈی تک سارے چھوٹے ڈیماں دیاں سکیماں بنا کے اتھوں دیاں زمیناں نوں سیراب کر سکدے ہاں، لوکاں نوں پین دا سطے پانی دے سکدے ہاں اور جناب والا! جیہڑے سیم و تھور دے علاقے نے، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، بہاول پور اور بہاول نگر دے علاقے نے۔ ایہناں دے اندر سیم الیاں کڈ کے اسی اوتھے ترقیاتی اخراجات ایس انداز نال کیتے جان کہ اوتھے سیم دا خاتمہ ہو سکے۔ جناب والا جیہڑے ساڈے صنعتی یونٹ فیصل آباد یا ہور ایس ایریئے دے یونٹ نیں اسی اک چھوٹی سڑک نوں فروغ دیئے، جس طرح کئی مہینیاں نوں فیصل آباد دے وچ بجلی نال چلن والیاں کھڈیاں بند ہویاں تے اوتھے مظاہرے ہوندے رہے اور اوتھے لڑائی جھگڑے ہوندے رہے، ایدے باوجود اوہ جیہڑا کاروبار لے۔ ایہناں نہیں کھولیا۔ جناب والا! میں عرض کرنا کہ ساڈے وزیر خزانہ صاحب نے ایتھے بجٹ پیش کرن لگیاں ہاہ تاریخ نوں ایس طرح ہویا کہ جس طرح سارے دا سارا کریڈٹ وزیر خزانہ صاحب نوں ای دے دتا جاوے کہ مارشل لا صرف وزیر خزانہ صاحب دے کہن تے مکی۔ جناب والا! میں ایہناں نوں کہناں کہ ایہناں دے خیال دے وچ مارشل لا مک گئی اے لیکن جنی دیر تک چیف آف آرمی سٹاف دی وردی نہیں لہندی، جنی دیر تک چیف آف آرمی سٹاف دی ٹوپی نہیں لہندی مینوں مارشل لا دا خاتمہ نظر نہیں آندا۔

جناب سپیکر: راہی صاحب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: میں لے کہناں کہ مارشل لا ختم کرن دا دعوی تے کردے ہاں، مارشل لاء دیاں باقیات نوں کیوں ختم نہیں کردے، کیوں صوفی امین، رسول بخش پلیجو فاضل راہو تے میرے ایہناں ساتھیاں نوں release کیوں نہیں کیتا جاندا۔ جناب والا! مارشل لا ختم کرن دا دعوی کرن والیاں نوں چاہی دا ہے کہ مارشل لاء دے تحت دتیاں ہویاں ساریاں سزاواں منسوخ کردیں، مارشل لاء دے تحت کیتے گئے تمام پرچے خارج کر

دیتے جان اور اگر انکوائری مقصود ہووے تے اوہ عام عدالتاں توں کروا لیتی جاوے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا، میں آخر تے اک شعر پڑھ دینا ں بس جناب والا،

رب خیر کرے اس بیلی دی جیہڑی ساڈے وڈیاں بیچی سی
اَج گیدڑ راکھی بیٹھے نیں لے ساری خلقت کہندی اے

بڑی مہربانی نوازش۔

جناب سپیکر: چوہدری خادم حسین

چوہدری خادم حسین: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم!

جناب سپیکر بجٹ کی افادیت۔ اس کا متوازن ہونا۔ ڈویلپمنٹ یعنی عوامی سطح پر میں سمجھتا ہوں۔ اس پر کافی ممبر حضرات نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے۔ اس پر میں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کی تیاری کے لیے جس طرح کام کیا گیا ہے اس کے لیے وزیر خزانہ کو میں مبارک باد دیتا ہوں۔

جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے قبل اس کے کہ اپنے علاقے کے مسائل پیش کروں میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو غریبوں کے نعرے لگائے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہوٹلوں پہ بچے کام کر رہے ہیں میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر پیپلز ہاؤس کی کنٹین کا حساب دیکھا جائے تو یہ نعرہ لگانے والے، تقریریں کرنے والے، وہاں کام کرنے والے غریب چھوٹے چھوٹے بچوں کی ادائیگی کیوں نہیں کرتے۔ پھر آپ کو اندازہ ہوگا کہ ان سستے نعروں کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: ذاتی نکتہ وضاحت۔ جناب والا، یہ کس کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں کسی کا نام نہیں لیا گیا۔

(قطع کلامیاں)

چوہدری خادم حسین: جناب سپیکر گین ٹیکس کا مسئلہ ہمارے ذہنوں میں تھا کہ یہ دیہی علاقوں پر عائد ہوگا۔ جناب وزیر خزانہ نے اس کے متعلق وضاحت کر دی ہے۔ اس لیے میں اب اس پر بات نہیں کرنا چاہتا۔

جناب والا! ایک پنجاب کی سطح پر جو دیہی علاقوں میں مارکیٹ کمیٹیوں کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ مارکیٹ کمیٹیوں نے کسی حد تک اپنے اثر و رسوخ کی وجہ سے اس طرح کی نوٹیفکیشن کروا لی تھی کہ پوری تحصیل مارکیٹ کمیٹیوں کے دائرہ کار میں آئے گی۔ اس میں وہ غریب دوکاندار جو چھوٹی چھوٹی دوکانوں پر پکوڑے بیچتے ہیں جنہوں نے سبزیوں کی دوکانیں بنا رکھی ہیں ان سے یہ ایجنسیاں اور ادارے ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر یونین کونسل نے بھی ٹیکس عائد کر رکھا ہے۔ ضلع کونسلوں نے بھی اپنے professional tax لگا رکھے ہیں، مارکیٹ کمیٹیوں نے اپنی فیس اور ٹیکس لگا رکھا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت وقت سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ فی الفور ان کا نوٹیفکیشن ختم کیا جائے اور ان کا دائرہ کار صرف اس جگہ پہ ہونا چاہیئے جہاں پہ اجناس کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ یعنی منڈیوں سے باہر ان کا کوئی جواز نہیں بنتا ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے دوکانداروں سے ٹیکس اور فیس وصول کرتے پھریں۔

اب میں جناب والا! اپنے علاقے کے مسائل پیش کرتا ہوں۔ میرا علاقہ چونکہ اس وقت بالکل بارانی اور پسماندہ علاقہ ہے۔ وہاں پر ایک small indusirles estate سیٹ بنی ہوئی ہے۔ جس کا کئی سال سے افتتاح ہو چکا ہے لیکن وہاں سوئی گیس نہ ہونے کی وجہ سے آج تک اس small industries estate میں کارخانے نہیں لگائے جا سکتے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ فی الفور گیس کا دستیاب ہونا حالات کے مطابق بڑا مشکل ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں لیکن اگر اس علاقہ کو tax free zone area قرار دے دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کچھ نہ کچھ اتنا تو فائدہ ہوگا کہ وہاں کارخانے لگ جائیں گے اور بے روزگاری کسی حد تک ختم ہو جائے گی۔

جناب والا! اسی small industries estate کے متعلق میں آپ کی وساطت سے یہ بات بھی حکومت تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ اس کو قرضے کی شکل دی گئی۔ گرانٹ پر سود کی وجہ سے اس کی لاگت زیادہ بڑھ رہی ہے میں آپ کی وساطت سے یہ بھی حکومت سے گزارش کروں گا کہ loan system ختم کر کے اس کو گرانٹ دی جائے تاکہ ان غریب لوگوں پر یہ بوجھ نہ پڑے۔

جناب والا! اسی کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ کی ہدایات بھی ہیں کہ کوئی رقبہ جب acquire کیا جاتا ہے تو وہ مزروعہ رقبہ نہ کیا جائے جب کہ اس کے برعکس غیر ممکن یا بنجر قسم کا رقبہ ہو۔ جو ہمارے علاقے میں ایک ہاؤسنگ سکیم بنائی گئی ہے میں سمجھتا ہوں یہ بہت ہی زیادتی ہے۔ وہاں ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں، کنوئیں ہیں اور عین جہلم شہر کے درمیان میں واقع ہے۔ وہاں دس

سال سے مالکان اور محکمے کے درمیان جھگڑا چل رہا ہے۔ stay orders ہیں۔ میں حکومت وقت سے استدعا کروں گا۔ کہ دس ہزار روپیہ سے لے کر پندرہ ہزار روپیہ مرلے کی قیمت سے کیا کم آمدنی والے لوگ ہاؤسنگ سکیم کے لیے ڈویلپمنٹ چارجز لگانے کے بعد 30 ۔ 25 ہزار فی مرلہ قیمت ادا کر سکیں گے؟ لہٰذا میں سمجھتا ہوں وہ سکیم غیر موزوں ہے۔ اس کالونی کو چھوڑ کر اس کی بجائے ہمارے پاس پہاڑیاں اور بنجر رقبہ پڑا ہوا ہے اس کو acquire کیا جائے۔ اس کی فی الفور منسوخی کے آرڈر کے متعلق جناب چیف منسٹر کو پاورز ہیں لہٰذا قانون کے مطابق اس کو واپس لیا جائے۔

جناب والا! farms to market road کی پچھلے سال شرط تھی کہ پانچ میل لمبائی ہو۔ میں کہوں گا کہ وہاں حالات و واقعات کے مطابق اگر کوئی ایک یا دو میل ہے اس کی پانچ میل کی شرط ختم کی جائے۔

عالی جاہ! میرے علاقے میں آٹھ گاؤں ہیں جو بیلے میں واقع ہیں۔ ان کے چاروں طرف دریا ہے۔ اس سے کچھ سال پہلے ایک کشتی الٹ جانے کی وجہ سے 18 جانیں ضائع ہوئیں۔ کافی لوگ بہہ گئے۔ آس پاس کے لوگوں کی مدد سے باقی لوگ بچ سکے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہاں کشتیوں کا ایک پل بنایا جائے تاکہ آئندہ آنے والے وقت میں ان کے لیے آسانی فراہم ہو سکے۔

جناب والا! اس کشتیوں کے پل کے بارے میں میں نے آزاد کشمیر کے صدر جناب سردار عبدالقیوم صاحب سے بھی بات کی تھی۔ اس وقت جو ہم نے تجویز دی تھی۔ وہ ڈسٹرکٹ کونسل کی طرف سے بھی پاس ہو کر پنجاب گورنمنٹ کو پہنچ چکی ہے۔ آزاد کشمیر کا ضلع میرپور جہلم سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس سے قبل وہ چونکہ 38 میل ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر یہ پل بن جائے جس میں آزاد کشمیر کے صدر صاحب نے یہ کہا تھا کہ اگر پنجاب گورنمنٹ نصف فنڈز دے دے تو نصف رقوم ہم دینے کو تیار ہیں۔ بصورت دیگر انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تمام رقم ہم لگا دیں تو اس پر ٹول ٹیکس آزاد کشمیر حکومت کو وصول کرنے کا حق دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کچھ بھی نہ کیا جائے صرف ایک سال کا پٹرول یا ڈیزل کا اندازہ لگا لیا جائے تو فاصلہ 38 میل کی بجائے 18 میل رہ جائے گا تو ایک سال میں چار پانچ کروڑ روپیہ ہمارا زر مبادلہ بچ جائے گا۔ اور ایک ہی سال میں اس کی قیمت نکل آئے گی۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چوہدری خادم حسین : صرف ایک منٹ میں ۔
جناب سپیکر : ٹھیک ہے ۔
چوہدری خادم حسین : عالی جاہ! Points تو میرے کافی تھے لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے ایک ہی point پر بولتا ہوں

جناب والا، انسداد رشوت ستانی کمیٹیوں کا قیام عنقریب ہی معرض وجود میں آئے گا۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے استدعا کرتا ہوں کہ انسداد رشوت ستانی کمیٹیوں کے انتخابات نہ کروائے جائیں بلکہ وزیر اعلیٰ صاحب خود ہی نامزدگی کر دیں تاکہ اراکین میں موجود چپقلش یا رسہ کشی ختم ہو سکے ۔

جناب والا، ایک ہمارا سیم نالا مسئلہ ہے ۔ آپ کہیں گے کہ ایک طرف تو دریائے جہلم اور بارانی علاقہ ہے دوسری طرف آپ سیم نالہ کا کہہ رہے ہیں ۔ ہمارے اٹھارہ بیس دیہات ہیں۔ ڈیک پور سے لے کر گگے تک وہاں کا کئی سینکڑوں ایکڑ رقبہ بنجر پڑا ہوا ہے ۔ اگر وہاں ایک سیم نالہ کھود کر بنا دیا جائے تو یہ تمام رقبہ زیر کاشت آسکتا ہے ۔ محکمہ آبادی کی طرف سے ہم نے دو سال قبل اس کی سروے رپورٹ اور اس کا تخمینہ بھی تیار کر کے بھجوا دیا تھا ۔ لیکن معلوم نہیں کہ ابھی تک یہ مسئلہ کیوں زیر التوا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ بھی استدعا کروں گا۔ کہ زیادہ غلہ اگاؤ مہم کے تحت اس سیم نالے کے کھودنے کے احکام جاری کئے جائیں ۔ شکریہ!

جناب سپیکر : جناب احمد خان لمبردار ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ○
جناب احمد خان لمبردار : میں وزیر خزانہ کو ایک اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں ۔ خاص طور پر دیہی آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بجٹ بنایا گیا ۔ اور یہ بجٹ پہلی مرتبہ دیہاتی عوام کی امنگوں کی ترجمانی کرتا ہے ۔ اس میں انہیں دوبارہ مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

آج کل کاشتکار کے مسائل میں سب سے بڑا مسئلہ گندم کی خرید کا ہے ۔ محکمہ خوراک اور پاسکو والے گندم خرید رہے ہیں ۔ لیکن باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال گندم وافر مقدار میں پیدا ہوئی ہے ۔ کاشتکار نے خوب جانفشانی سے محنت کی ہے ۔ چاہیئے تو یہ کہ اس کی حوصلہ افزائی کی جائے ۔ لیکن حوصلہ افزائی کرنے کی بجائے اس کے لیے مشکلات پیدا کی جا رہی ہیں ۔ انہیں کہا جا رہا ہے کہ حکومت کی طلب پوری ہو چکی ہے ۔ اس لیے مزید گندم خریدی نہیں جا سکتی ۔ انہیں خواہ مخواہ پریشان کیا جا رہا ہے ۔ اس وقت جب کہ انہوں نے بیج ، کھاد اور ڈیزل خریدنا ہے ۔ بے چارے

کاشت کار دس دس دن سے پریشان ہیں ۔ ان کی گندم کھلے آسمان تلے پڑی ہے۔ اور انھیں رقم مہیا نہیں کی جا رہی۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ اس مسئلے کو فوری حل کیا جائے ۔ اس طرح صرف گندم کی فصل پر ہی نہیں بلکہ کپاس کی فصل پر بھی بڑا اثر پڑیگا ۔ اس صورت حال سے کسان بہت پریشان ہیں ۔ دوسرے کیڑے مار ادویات کی بھی آج از حد ضرورت ہے ۔ کیونکہ کیڑے مکوڑے کا موسم آ رہا ہے ۔ جناب والا، بجائے اس کے کہ ان دوائیوں کی قیمت کم کی جاتی، سننے میں آیا ہے کہ ان کی قیمت مزید بڑھا دی گئی ہے ۔ ۸۰ فی صد منافع ایجنسی ہولڈر وصول کر رہے ہیں ۔ انہیں کمیشن مل رہا ہے ۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ یہ ۸۰ فیصد منافع کاشت کار سے لیا جا رہا ہے ۔ اگر اس میں سے بیس فیصد منافع ایجنسی ہولڈر کو اور ۶۰ فیصد منافع کاشت کار کو دیا جائے یا کاشت کار سے کمیشن نہ لیا جائے تو کم از کم پچاس ساٹھ فیصد دوائیوں کی قیمتوں میں کمی واقع ہو سکتی ہے جس سے کسان کو بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔

تیسری بات یہ ہے کہ گزشتہ سال پبلک ہیلتھ اور ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کے دو دو چیف مقرر کئے گئے تھے ، تاکہ کام کی رفتار تیز ہو سکے ۔ اور لوگوں کو سہولتوں کے حصول میں آسانی ہو سکے اور محکمے کے اہل کار فائلیں لے کر ہر وقت لاہور میں نہ پھرتے رہیں ۔ ان کو نارتھ زون اور ساؤتھ زون میں علیحدہ علیحدہ تعینات کر دیا گیا تھا ۔ لیکن جب دو چیف مقرر کئے گئے تو یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ان میں سے ایک ایک چیف ملتان، فیصل آباد ، بہاول پور اور ڈیرہ غازیخان ڈویژن میں کام کی رفتار کا جائزہ لے گا ۔ لیکن افسوس کہ دو چیف بنانے کے باوجود دونوں کو ہی ملتان میں بٹھا دیا گیا ہے ۔ اس سے کیا فائدہ ہوا ؟ گورنمنٹ پر خرچہ ہی بڑھا لیکن کام کی رفتار پر قطعی کوئی اثر نہ پڑا ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طریقے سے دونوں چیفز کے لیے جگہ مقرر کی گئی تھی انہیں فوری طور پر ملتان ہیڈکوارٹر پہنچایا جائے تاکہ کام کی رفتار تیز تر ہو سکے ۔

سات مرلہ سکیم ایک بہت اچھی سکیم ہے ۔ اس سے دیہات کے لوگ بے حد خوش ہیں ۔ اس میں میری ایک تجویز ہے کہ سرکاری زمین تو ٹھیک ہے لیکن جب پرائیویٹ زمین acquire کی جاتی ہے تو اس سے غریبوں کے لیے مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں ۔ ان کے مالکان اپیلوں میں چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں میں صحیح پلاٹ تقسیم نہیں ہو پاتے ۔ اگر ہوتے بھی ہیں تو انہیں قرضہ نہیں دیا جاتا ۔ اور وہ بے چارے عدالتوں میں چکر لگاتے پھرتے ہیں ۔ اس لیے جب بھی پرائیویٹ زمین زمینداروں سے حاصل کی جائے تو پہلے ایسا مثبت فیصلہ کیا جائے کہ وہ بعد میں اپیل نہ کر سکیں ۔ اور

غریب لوگوں میں فوری طور پر پلاٹ الاٹ کر دیئے جائیں ۔

ایک اور بات یہ ہے کہ ملتان کارپوریشن میں ملازمین سے زیادتی ہو رہی ہے ۔ لاہور کارپوریشن صوبائی ملازموں کو Conveyance Allowance دے رہی ہے لیکن ملتان کے ملازموں کو الاؤنس نہیں مل رہا ہے ۔ باقی کارپوریشنیں دے رہی ہیں ۔ تو صرف ملتان کارپوریشن کے ملازمین سے یہ زیادتی کیوں کی جا رہی ہے ؟ پنجاب میں دو دو قانون کیوں چلتے ہیں ؟ اگر باقی کارپوریشنیں اپنے ملازمین کو Conveyance Allowanee دے رہی ہیں ۔ تو ملتان کارپوریشن کو بھی ہدایت کی جائے ۔ کہ وہ بھی اپنے ملازمین کو Conveyance Allowance دے ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب نے مجھے وقت دیا ۔

جناب سپیکر : جناب لالہ مہر لعل بھیل صاحب ۔

لالہ مہر لعل بھیل : جناب سپیکر صاحب ! میں جناب وزیر خزانہ اور فنانس سیکرٹری کو بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ میں اپنی چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ، بہاول پور چولستان سے ملحقہ علاقہ ہے ۔ جس میں تقریباً ستر چھتر چکوک سے بجلی تقریباً بیس پچیس میل دور ہے ۔ میری تجویز ہے کہ بنگلہ شاہی والہ میں ایک گرڈ سٹیشن قائم کر دیا جائے ۔ تو ان تمام چکوک کو بجلی آسانی سے فراہم ہو سکتی ہے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ، بلدیاتی اداروں میں اقلیتی کونسلوں کو نمائندگی تو دی گئی ہے ۔ لیکن بجٹ کی تقسیم کے وقت اقلیتی کونسلر کو کچھ بھی نہیں دیا جاتا ۔ میں نے اپنے سوالنامے میں بھی اس کا ذکر کیا تھا ۔ جس کا وزیر بلدیات نے جواب تو دیا ۔ کہ اقلیتوں کو برابر کا حصہ ملتا ہے ۔ لیکن اس کی انکوائری کروائی جائے کہ کیا بہاول پور ، رحیم یار خان میں کسی یونین کونسل میں اقلیتی نمائندوں کو ایک پائی بھی دی گئی ہے ؟ میری اس سلسلے میں گزارش ہو گی کہ وزیر بلدیات اس سلسلے میں ہدایات جاری کریں کہ بلدیاتی اداروں میں اقلیتی اراکین کو بھی حصہ دیا جاتا ہے ، لہذا اقلیت کے کونسلرز کو بھی برابر کا حصہ دیا جائے تاکہ اقلیت کے ترقیاتی منصوبے بھی مکمل ہو سکیں ۔ جناب والا ، اس کے ساتھ ساتھ میری ایک تجویز ہے کہ ہماری بستیاں یا کالونیاں چھوٹی چھوٹی آبادیوں میں پھیلی ہوئی ہیں ۔ وہاں پینے کے پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے ۔ جہاں پانی میٹھا ہے ، وہاں کے لیے hand pump دیئے جائیں ۔ اور جہاں پانی کڑوا ہے وہاں چھوٹی چھوٹی پختہ ڈگیاں تعمیر کر کے دی جائیں ۔ تاکہ اقلیتوں کا پینے کے پانی کا مسئلہ حل ہو سکے ۔

جناب والا، سرکار کی جتنی زمینیں بے کار اور خالی پڑی ہیں وہ بے زمین اقلیت کے کسانوں کو بھی الاٹ کر دی جائیں تاکہ وہ گزارہ یونٹ کے حساب سے اپنا حق حاصل کر سکیں۔ جناب والا، وہاں بیں زیادہ تر اقلیت کے لوگ کاروباری ہیں۔ اس لیے ان کو صنعتیں لگانے کے لیئے آسان شرائط پر یا بلا سود قرضہ دیا جائے تاکہ وہ بھی اپنے کاروبار کو بڑھا سکیں۔ جناب والا، چولستان میں اقلیتی فرقے زیادہ آباد ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد کا زیادہ تر پیشہ بھیڑ بکریاں اور اونٹ پالنا رہا ہے لہذا انہیں بھی آسان شرائط پر چھوٹے چھوٹے قرضے دئے جائیں تاکہ وہ اپنے مال مویشیوں میں اضافہ کر کے گزر اوقات کر سکیں۔ جناب والا، حکومت جو خاص کمیٹی تشکیل دیتی ہے اس میں اقلیت کو نمائندگی نہیں دی جا رہی۔ میرا مطالبہ ہوگا کہ اس کمیٹی میں اقلیت کو بھی نمائندگی دی جائے جیسا کہ ابھی چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی کمیٹی میں تین ممبر لئے گئے ہیں۔ مگر وہاں اقلیت کا بھی نمائندہ ہوتا تو شاید اس رقبہ کی الاٹمنٹ میں انہیں بھی حق مل سکتا۔ جناب والا، صوبائی کابینہ میں اقلیت کو نمائندگی نہیں دی گئی معلوم ہوا ہے کہ سندھ حکومت میں اقلیت کے نمائندے کو ڈپٹی منسٹر مقرر کیا گیا ہے اس طرح میرا مطالبہ ہوگا صوبائی کابینہ میں بھی اقلیت کو نمائندگی ملنی چاہیے۔

جناب والا، اقلیت کی آبادیوں یا کالونیوں سے منسلک سکولوں کی عمارات وغیرہ نہیں۔ میری گزارش ہوگی کہ جس بستی یا کالونی میں گورنمنٹ کا اقلیتی سکول قائم ہے۔ وہاں عمارت کا مہیا کرنا اشد ضروری ہے۔ جناب والا، اقلیت کے انتخابی حلقے پر نظر ثانی کی جائے۔ کیونکہ قومی اسمبلی کے لیے پورا پاکستان حلقہ بنایا گیا۔ اور صوبے کے لیے صوبائی حلقہ بنا ہوا تھا۔ اس پر نظر ثانی کر کے قومی اسمبلی کے لیئے Province wis حلقے بنائے جائیں اور صوبائی نشستوں کے لیے Division wise حلقہ بنایا جائے۔ ان کے چھوٹے چھوٹے حلقے ہوں گے وہاں اپنے ترقیاتی کام بھی مکمل کر سکیں گے۔ ہمارا حلقہ پورا پنجاب ہے۔ تو پنجاب میں اتنے ترقیاتی منصوبے ہیں کہ ہم وہاں تک پہنچ بھی نہیں سکتے گزشتہ بجٹ میں ایک قرارداد بھی اسی طرح منظور ہو چکی ہے۔ قرارداد کے ساتھ ساتھ میری گزارش ہوگی کہ ہمارا حلقہ اسی تجویز کے مطابق بنایا جائے۔

جناب والا، زکوٰۃ عشر کی طرح اقلیت کی بہبود کے لیے کوئی ویلفیئر فنڈ قائم کیا جائے۔ تاکہ اقلیت کی بیوگان اور معذور افراد کو امداد مل سکے اگر صرف مسلمانوں کی بیوگان اور معذور افراد کی فلاح و بہبود کے لیے مالی امداد مل سکتی ہے تو اقلیت کے ان معذور اور بیوگان کو کیوں مالی امداد نہیں مل سکتی؟ اس کے لیے میری گزارش ہوگی کہ ان کے لیئے بھی خاص فنڈ کا اجراء کیا جائے تاکہ ان کی بھی مالی امداد ہو سکے۔ جناب والا، اقلیتی بستیوں میں یا کالونیوں میں تعلیم بالغاں کے مراکز قائم کئے جائیں تاکہ ناخواندگی دور ہو سکے۔ اور وہ بھی تعلیم سے استفادہ کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میری گزارشات ختم ہوئیں۔

جناب سپیکر: مہر مقبول احمد قتیانہ

مہر مقبول احمد قتیانہ: جناب والا! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ پنجاب کا صوبائی بجٹ مالی سال 87-1986 کا بجٹ جو 26 ارب 90 کروڑ 78 لاکھ کا بجٹ ہے نہایت احسن انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ بلکہ گین ٹیکس اور ہیڈ ٹیکس کو ختم کیا گیا ہے۔ اس پر میں وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا۔ اس میں سب سے بڑی رقم محکمہ تعلیم کے لیے رکھی گئی ہے۔ جو 5 ارب 81 کروڑ 98 لاکھ روپے پر مشتمل ہے۔ اس میں 320 سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد 482 نئے مڈل سکول قائم کئے گئے ہیں۔ 1350 مسجد سکول اور اسی طرح 1250 پرائمری سکول قائم کیے گئے ہیں۔ دیہات میں قائم کئے گئے سکولوں کے بارے میں میری تجویز ہے کہ وہاں بہت اچھے قسم کے ماڈل سکول بنائے جائیں اور اس میں ٹیکنیکل سکولوں کا اجراء بھی ہونا چاہیئے۔ تاکہ دیہات کی آبادی شہروں کا رخ نہ کرے۔ ہمارے پنجاب کے چیف منسٹر صاحب نے چند دن پہلے مزدوروں کے بچوں کے لیئے ایچی سن کالج کے سٹینڈرڈ کے مطابق سکول مہیا کئے ہیں۔ تاکہ وہ بھی جدید تعلیم سے آراستہ ہو سکیں۔ اس سے زیادہ غریبوں کے لیئے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ہم بھی چاہتے ہیں کہ چھوٹے زمینداروں کے بچوں کے لیئے بھی دیہات میں ایسے ہی standard کے سکول ہونے چاہیئے تاکہ وہ بھی اس سے بھرپور فائدہ حاصل کر سکیں۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ محکمہ صحت کے لیئے وافر رقم رکھی گئی ہے۔ اس میں 300 نئے Basic Health Unit کھولے جانے مقصود ہیں اس میں پریکٹیشنرز کے بارے میں میری تجویز ہے Basic Health Unit میں ایک ڈاکٹر ہونا ضروری ہے اور گیارہ دیہی مراکز صحت بنائے جا رہے ہیں۔ جناب والا! مراکز صحت ایسی جگہ قائم ہونے چاہئیں جس سے 10 یا 15 میل کے حلقہ کو فائدہ پہنچ سکے۔ موجودہ دیہی مراکز صحت میں لوگ بہت کم جاتے ہیں جس سے لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ اسی طرح فیصل آباد سیم اور تھور کے سدباب کے لیئے بہت رقم کم رکھی گئی ہے۔ اس شہر کا بہت سا علاقہ سیم اور تھور کی نذر ہو رہا ہے۔ جس سے چھوٹے زمینداروں کو بہت زیادہ نقصان ہو رہا ہے برائے مہربانی سیم اور تھور کے انسداد کے لئے جتنی زیادہ رقم فیصل آباد کے لیے ہو سکے مہیا کی جائے۔ تاکہ اس ضلع کو سیم اور تھور جیسی لعنت سے نجات دلائی جا سکے۔

دیہی ترقی کے لیئے جو 7 مرلہ سکیم میں ساڑھے تین لاکھ پلاٹ غریبوں کو تقسیم کئے جائیں گے

اس مقصد کے لیے 20 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں، جو موجودہ حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے اس کارنامے کو سنہری حروف سے لکھا جانا چاہیئے۔ ہماری حکومت انشاءاللہ سابقہ حکومتوں کی طرح صرف نعرہ بازی پر ہی اکتفا نہیں بلکہ اس پر مکمل طور پر عمل درآمد بھی کرنے گی، ہم اقربا پروری نہیں کریں گے۔ اللہ کے فضل سے جس آدمی کا حق ہوگا۔ اس کو ضرور ملے گا۔ اس سلسلے میں بے زمین کاشت کاروں کو 75 ہزار ایکڑ زمین تقسیم کی گئی ہے اس میں کچی آبادیوں کے لیے 26 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ کچی آبادیوں کو ایک اچھے طریقے سے ماڈل گاؤں کی طرح سکیم کے تحت بنایا جائے گا۔ جو ہمارے علاقوں کی کچی آبادیوں کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ ایم پی اے صاحبان کی مرضی کے مطابق کام ہونا چاہیئے۔ اور ان کے چیئرمین بھی ایم پی اے صاحبان کی مرضی کے مطابق ہونے چاہیئے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض چیئرمین صاحبان موجودہ حکومت کے موافق نہ ہوں۔ اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان میں تمام کام ایم پی اے صاحبان کی مرضی سے ہوں اور جو سکیمیں بھی رائج ہوں ان کی نگرانی ایم پی اے صاحبان کریں اور جو شکایات ایم پی اے صاحبان کریں اس کا فوری طور پر ازالہ ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: جناب ملک طیب خان اعوان۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے وقت ختم ہونے سے پہلے مجھے یاد کر لیا۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ پچھلے سال انہیں دنوں میں ہم مارشل لاء کے متعلق کہہ رہے تھے کہ انشاءاللہ جلد از جلد اٹھ جائے گا۔ یہی بجٹ کا دن تھا۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس بجٹ میں ہم نے مارشل لاء اٹھ جائے گا نہیں بلکہ مارشل لاء اٹھا کر دکھا دیا ہے یہ اسی موجودہ حکومت کا عظیم کارنامہ ہے۔ اس کے ساتھ میرے کئی دوستوں نے اس بجٹ پر اعتراضات کرتے ہوئے کہا ہے کہ غریبوں کا خیال نہیں رکھا گیا۔ میرے خیال میں انہیں یہ کہتے ہوئے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیئے تھا۔ اگر اس بجٹ میں غریبوں کا خیال نہیں رکھا گیا تو شائد جو سابقہ ادوار گزر گئے ہیں انہوں نے غریبوں کا خیال کیا تھا۔ وہ انہیں بھی یاد ہوگا اور غریبوں کو بھی یاد ہے حضور والا! غریب کے مکان کے لیے زمین اور غریب کے مکان کی تعمیر کے لیے سرمایہ وہ اسی بجٹ میں موجود ہیں۔ شائد میرے بھائیوں نے وہ الفاظ پڑھے نہیں یا دیکھے نہیں یا دیکھنا مناسب نہیں سمجھتے۔ اس سے بہتر غریبوں کے لیے اور کیا ہو سکتا ہے ہماری موجودہ حکومت نے جو بجٹ تیار کیا ہے میں اس پر انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ لیکن بجٹ تیار کرنے سے کام ختم نہیں ہوتا الیکشن لڑنے، ممبر بن جانے سے

ڈیوٹی ختم نہیں ہوتی اس بجٹ میں جو رقوم رکھی گئی ہیں اور جن محکموں کے لیے رکھی گئی ہیں ان کی نگرانی اور اس کو صحیح مصرف میں لانے کے لیے اس ہاؤس کی ذمہ داری ہے۔ کہ پوری تندہی سے نبھاتے اور صحیح مصرف پر لانے کے لیئے اپنی پوری کوشش کرتی ہوگی۔ ورنہ یہ روپیہ ٹھیکیداروں اور کمشنوں کی نذر ہو جائے گا۔ جن غریبوں کا نام ہم نے لیا ہے ان کے لیئے کچھ بھی نہ رہے اور یہ صرف ٹھیکیدار اور کمشن لینے والے صاحبان اپنی جیبوں میں نہ ڈال لیں میں اس ایوان سے درخواست کروں گا کہ از راہ خدا اس بجٹ کی پوری پوری نگرانی کریں تاکہ خدا کرے ان غریبوں کے مکان تعمیر ہو سکیں۔ اور انہیں رہائش کے لیے مواقع میسر آسکیں۔ اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کروں گا۔ کہ اس بجٹ میں محکمہ تعلیم کے لیے رکھے گئے سرمایہ سے بہتر ہے کہ اگر پرائمری کے بعد ہر مڈل سکول میں ٹیکنیکل سٹاف دیا جائے۔ تاکہ ہر لڑکا مڈل یا ہائی کرنے کے بعد ہنر مند ہو کر نکلے ایسا نہ ہو کہ اپنے ماں باپ پر بوجھ بن جائے۔ وہ کہے میں تو میٹرک ہوں مجھے کوئی روزگار یا نوکری ملے یا اس کو کوئی نوکری نہ ملے تو وہ بیروزگار بیٹھا رہے یا جس طرح میرے بھائی راہی صاحب کہہ رہے تھے۔ کہ انہیں ورکشاپوں میں تربیت دی جائے۔ وہ ورکشاپوں کی بجائے سکول سے ہی کچھ نہ کچھ سیکھ کر باہر آئے اور جب باہر آئے تو وہ ہنرمند ہو اور اپنے ہنر سے کچھ نہ کچھ کما کر اپنا اور اپنے ماں باپ کا پیٹ پال سکے۔

حضور والا، میرے خیال میں میرے بیشتر اراکین بھائی زمیندار ہیں۔ زمیندار کی گندم کے برداشت کا ٹائم ہے لیکن محکمہ خوراک زمیندار کے ساتھ کافی زیادتی کر رہا ہے اور خاص کر میری تحصیل پاسکو سے پاس ہے جو نہ پوری دے رہے ہیں اور نہ ہی ادائیگی کر رہے ہیں، چونکہ میری تحصیل پاسکو کے پاس ہے اس لیے مجھے زیادہ اسی کا علم ہے۔ تو اس وقت لوگوں کے گھروں میں، سڑکوں پر گندم کے ڈھیروں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ بارش کا موسم ہے گندم کے خراب ہونے کے امکانات ہیں، میں اس ہاؤس سے، افسران بالا اور وزراء کرام سے درخواست کروں گا۔ کہ گندم کو محفوظ کرنے کے لیئے جلد از جلد کوئی خاص احکامات جاری کریں تاکہ یہ ملک و قوم اور اس غریب کاشتکار کا سرمایہ کہیں نہ کہیں ٹھکانے لگ سکے۔ مہربانی سرکار۔ اس کے بعد میں کوئی لفظ نہیں کہوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ جناب سجاد احمد چیمہ صاحب۔

چوہدری محمد رفیق: جناب والا۔ پنکھے چلوا دیئو یا ایئر کنڈیشن بند کروا دیئو۔

(قطع کلامیاں)

جناب سجاد احمد چیمہ: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب والا، بجٹ بناتے وقت ماہرین اعداد و شمار کے ایک ایسے گورکھ دھندے کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ایک عام آدمی کے لیے اس کا سمجھنا بڑا مشکل اور دشوار ہو جاتا ہے۔ یہ انتہائی ٹیکنیکل قسم کا معاملہ ہے اور ہر آدمی بغیر مطالعہ اور بغیر تیاری کے اپنا اظہار خیال کرے مناسب معلوم نہیں ہوتا۔
مجھ سے پہلے بہت سارے حضرات اس موضوع یعنی بجٹ پر بول چکے ہیں۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے علاقے کے مسائل کے بارے میں ذکر کروں۔ جس علاقے سے میرا تعلق ہے وہاں سیم نے بہت زیادہ تباہی مچا رکھی ہے۔ اس بجٹ میں اگرچہ سیم کے لیئے ایک کثیر رقم رکھی گئی ہے مگر فیصل آباد کے لیے اس میں سے صرف تقریباً بیس یا تیس کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی جو بالکل ناکافی ہے۔ جبکہ سندھ میں اسی قسم کی تباہی کے لیئے اربہا روپیہ Indus out fall drain کے لیئے رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں سندھ میں اربوں روپیہ سیم کے لئے رکھا گیا ہے۔ وہاں پنجاب کے لیے جو زیادہ اہمیت کا حامل صوبہ ہے۔ جہاں کی آبادی زیادہ ہے۔ جہاں لوگوں کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے اس نسبت سے سیم کے لیے زیادہ رقم رکھنی چاہیئے تھی۔
سیم کے علاوہ دوسرا بڑا مسئلہ تعلیم کا ہے کہ تعلیم کا معیار اربوں روپیہ رکھنے کے باوجود قائم نہیں رکھ سکتے جو معیار ہمیں رکھنا چاہیئے تھا۔ فنی تعلیم کا اہتمام نہیں ہو رہا۔ اگلے مالی سال میں پنجاب میں تقریباً ۳۱۹ سکولوں کو up grade کیا جائے گا۔ اگر پچاس یا کم از کم تیس سکولوں کو Technical سکول declare کر کے Technical Education کا اہتمام کیا جائے تو میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوگا۔ پچھلے سال بھی اپنی بجٹ تقریر کے دوران میں نے عرض کیا تھا۔ کہ یہ دور computor کا دور ہے۔ پنجاب واحد صوبہ ہے جس میں ابھی تک M. Sc. computor science کی کلاسز شروع نہیں کی گئیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں computor کی کلاسیں پرائمری سے شروع کر دی گئی ہے۔ مگر آج پنجاب کے اندر ایک بھی ایسا شعبہ یا ادارہ نہیں جو سرکاری سرپرستی میں ہو اور وہاں کمپیوٹر کی کلاسوں کا اجراء کیا گیا ہو۔ جناب سپیکر! تعلیم کے گرتے ہوئے معیار میں بڑی خامی ہے یہاں کا تعلیمی ماحول ہے۔ ہوسٹلوں کے اندر دن دھاڑے اسلحہ کی نمائش اور منشیات کا استعمال ہو رہا ہے جو ہمارے تعلیمی معیار کو تباہ کرتا چلا جا رہا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جہاں تعلیم کے سیلے اربہا روپیہ رکھا گیا ہے۔ وہاں تعلیمی ماحول کو بہتر بنانے کے لیے خصوصی توجہ دی جائے۔
صحت کے بارے میں میں گزارش کروں گا۔ کہ جس قصبہ سے میرا تعلق ہے وہاں چند ماہ پیشتر

وہاں کے مقامی لوگوں نے ڈاکٹروں کے خلاف ہڑتال کی۔ جلوس نکالا ہسپتال کے اندر وہاں کافی لڑائی ہوئی۔ ہنگامہ ہوا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ مریض جو ایک حادثے میں زخمی ہوئے تھے اور ڈاکٹر بروقت ان کو امداد نہ پہنچا سکے۔ امداد نہ پہنچانے میں ایک اہم بات ایمبولینس کا نہ ہونا تھا۔ جب وزیراعلیٰ صاحب وہاں تشریف لے گئے۔ تو عارضی طور پر جھنگ سے ایک ایمبولینس منگوائی گئی مگر اتنے بڑے علاقے میں ایک بھی ایمبولینس کا اہتمام نہیں کیا گیا لہذا میری گزارش ہوگی کہ اس مالی سال میں کم از کم دو ایمبولینس فراہم کی جائیں۔ تاکہ سنگین قسم کے یا شدید زخمی لوگوں کو فوری طور پر فیصل آباد اور لاہور لایا جا سکے۔ دیہی علاقوں میں تعینات ڈاکٹر صاحبان کا مطالبہ ہے کہ انہیں ہاؤس رینٹ نہیں دیا جا رہا۔ میں گزارش کروں گا کہ انہیں بھی شہری علاقوں میں تعینات ڈاکٹر صاحبان کے مطابق ہاؤس رینٹ ملنا چاہیئے۔ جناب سپیکر! دیہات کے اندر لوگوں کو علم، علاج، روٹی، کپڑا اور مکان کی بنیادی سہولتیں جو ہماری حکومت کے منشور میں ہے کہ انہیں مہیا کی جائیں گی۔ میری خواہش ہے کہ حکومت کو سیم کے بعد سب سے زیادہ توجہ صحت عامہ کے مسئلے پر دینی چاہیئے۔ اس سیم زدہ علاقے میں جہاں پانی ہر وقت کھڑا رہتا ہے اور سارا سال پانی وہاں کھڑا ہونے کی وجہ سے بے شمار بیماریاں وہاں پھیل رہی ہیں۔ سردیوں میں بھی مچھر اور اسی قسم کے دوسرے جراثیم وہاں موجود رہتے ہیں۔ جو لوگوں کے لیئے بے حد نقصان دہ ہیں۔ جناب سپیکر! بنیادی سہولتوں کے علاوہ دیہات کے طالب علموں کو وظیفہ دیا جانا چاہیئے۔ تاکہ وہ شہر کے اندر اچھے طریقے سے بے فکر ہوکر اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔

جناب سپیکر! ہمارے بجٹ میں taxation کے تین بنیادی اصول ہیں جس میں ایک proper یعنی مناسب دوسرا proportionate یعنی متناسب اور تیسرا progressive میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بجٹ میں یہ تینوں خوبیاں شامل ہیں جس سے یہ متوازن بجٹ کہا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ایک غریب کا بجٹ بھی ہے۔ جس میں غریبوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ آخر میں امن عامہ کے بارے میں میں تھوڑا سا عرض کروں گا۔ کہ جس طرح وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا ہے کہ پنجاب میں تقریباً ایک ہزار لوگوں کے لیئے اگر اوسط نکالی جائے تو ایک پولیس کانسٹیبل بنتا ہے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ جہاں آئندہ مالی سال کے اندر کافی زیادہ آسامیاں پولیس کے محکمے میں بنائی گئی ہیں وہاں ان کی ٹریننگ کے لیے بھی خصوصی توجہ دی جائے۔ جدید آلات سے انہیں لیس کیا جائے۔ اور ان کی ٹریننگ اس انداز سے کی جائے کہ

وہ تعداد میں تھوڑے ہونے کے باوجود جدید دور کے تقاضوں پر پورے اتر سکیں۔ اور اس دور میں جب کلاشنکوف اور جدید قسم کا اسلحہ عام چوروں کے پاس یا anti-social elements کے ہاتھ میں ہے اس کا بھی مقابلہ کر سکیں۔ ہمارے وزراء صاحبان جب مختلف اضلاع میں جاتے ہیں تو ان کے لیے سکارڈ کی گاڑیاں جس میں کم از کم آٹھ اور دس کے قریب پولیس والے مسلح ہوتے ہیں ۔جب تین یا چار وزراء صاحبان ایک ضلع میں تشریف لے جائیں ۔ تو اس ضلع کے بیشتر لوگ یا بیشتر نفری اس کے ڈسپوزل disposal پر لگادی جاتی ہے ۔ تو میری گزارش ہوگی کہ وزراء صاحبان بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ بعض دفعہ تین تین، چار چار، پانچ پانچ وزراء صاحبان ایک ہی ضلع کے دورے پر ہوتے ہیں ۔ جب وہ وہاں تشریف لے جائیں تو یہ کم سے کم پولیس اپنے ساتھ رکھیں تاکہ ان ایام میں جب یہ لوگ دورے پر ہوتے ہیں عوام کے کام معمول کے مطابق ہو سکیں۔ جناب سپیکر! اسی کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب فضل حسین راہی: ویسے ایہہ جتھے جاندے نیں موٹر کار نال لے جاندے

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ بات کرنا چاہیں گے۔ میں نے پہلے آپ کا نام پکارا تھا، آپ موجود نہیں تھے۔

سردار محمد جعفر خان لغاری: جی ہاں، جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں ، یہ بجٹ اللہ کے فضل سے بہت اچھا پیش ہوا ہے ۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ زراعت میں Phosphate fertilizer کی قیمت کو کم کر دیا جائے ۔ اور subsidy ختم کرنے کی وجہ سے ہمیں سہولت جو دی جانی چاہئے تھی، اور میں یہ بھی ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہمارے لئے کیڑے مار ادویات درآمد ہو رہی ہیں وہ بہت ہی مہنگے داموں آرہی ہیں۔ اور اس کو ترکی اور جاپان سے اگر درآمد کیا جائے ۔ اور گورنمنٹ اگر ان ممالک سے درآمد کرے تو وہ تقریباً نصف قیمت پر درآمد ہوں گی۔ اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ ان pesticide کو generic name پر درآمد کرے اور کسانوں کو براہ راست فراہم کرے ۔ سیم اور تھور سے پاکستان میں بہت ہی بڑا نقصان ہوا ہے۔ اس کے لیے ہم چاہتے ہیں۔ میں اپنے ضلع کی بات کروں۔ ڈیرہ غازی خان میں 300 ٹیوب ویل جامپور میں لگائے جانے تھے وہ بھی ہمیں نہیں ملے، اس کے بعد تین کروڑ روپے کی سکیم electric net work بچھانے کا پروگرام ہمارے سیم اور تھور کے علاقہ میں قائم کرنا تھا وہ بھی ہمیں نہیں ملا ۔ وہ بھی ہماری ایک تحصیل تونسہ کو دے دیا گیا ہے ۔ جہاں پر بہت سے سیم اور

تھور کی وباء موجود نہیں۔ اس کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ فنڈز کی refunding کی جائے۔ ہمارے ہاں ایک اور مسئلہ ہے جو کہ تھیر ایک چھوٹی سی ڈرینیج سکیم دی گئی ہے اس کا نام تھیر ہے۔ وہ تقریباً refunding کی وجہ سے ختم نہیں کر رہے۔ اس لیئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے لیئے فنڈز دے دیئے جائیں تاکہ وہ بھی مکمل کیا جا سکے۔ ہمارے علاقے میں رودکوہی کافی نقصان پہنچاتی ہے۔ دو سال پہلے ایک لاکھ کیوسک پانی سے رودکوہی نے تقریباً دو لاکھ اراضی راجن پور اور ڈیرہ غازی خان ڈسٹرکٹ میں برباد کی۔ اس کی وجہ سے تقریباً دو لاکھ ایکڑ اراضی پر کاشت کئے ہوئے چاول باجرہ اور کپاس کا نقصان ہوا۔ بہت سا نقصان تقریباً ساڑھے چار کروڑ روپے کنال کا نقصان ہوا ہے۔ اس کو درست کرنے کے لیئے یہ کیا جائے کہ بالائی علاقہ میں چار لاکھ ایکڑ بارانی اراضی کو command کیا جائے۔ یہ علاقے command ہو سکتے ہیں، ان کے لیے کچھ funding ہوئی ہے مگر اس کے لیئے ہمیں مزید فنڈز چاہئیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ بنجر علاقہ جات کو کمانڈ کرنے کے لیئے جو control dam آپ بنائیں گے، اس سے ساڑھے چار لاکھ ایکڑ ہمارے اس irrigation system سے command ہوں گے۔ اور جب یہ پانی نیچے canal system میں آئے گا۔ اس وقت پانی canalization کے ذریعہ دریائے سندھ میں پہنچایا جا سکتا ہے۔ جس سے بالکل کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ یہ ہمارے ضلع کے لیئے نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ہر دوسرے یا تیسرے سال رودکوہی سے ایک لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ ایکڑ اراضی کا نقصان ہوتا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں بھی بارشیں ہوئی ہیں، اور اس وقت بھی اس کی وجہ سے بہت سا پانی آ چکا ہے۔ اور علاقہ میں نقصان کر رہا ہے۔ خاص طور پر باغات کا کافی نقصان ہوتا ہے۔ فورٹ منرو ہمارا ایک قبائلی علاقہ ہے، وہاں پر بہت بہت سی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے۔ اس کے لیے ہمیں سپیشل فنڈز ملیں گے۔ اس کے لیے سڑکیں بہت ضروری ہیں، ایک ضروری سڑک جہاں سے یورینیم نکالتے ہیں۔ ہڈاستی سرور تک اس سڑک کو پکا کیا جائے۔ اور وہاں قبائلی علاقے میں واٹر ٹینک بنانے کے لیئے چھوٹے ڈیم بنائے جائیں جس سے کہ چھوٹے پیمانے پر آبپاشی ہو سکے۔ اور اس سے علاقہ کے مکین اپنے طور پر باغات وغیرہ لگا سکیں۔ اور پھلوں کی باغبانی کر سکیں، جو قبائلی علاقے میں بہت کامیابی سے پیدا ہوتے ہیں، تو میں چاہوں گا کہ اس کے لیئے بھی ہمیں کافی رقم دی جائے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنے سب دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور آپ کا بھی شکریہ۔

جناب سپیکر: چوہدری بشیر احمد انصاری۔

چوہدری بشیر احمد انصاری: جناب سپیکر ....

وزیر خزانہ: آپ نے اجلاس کا وقت تین بجے تک مقرر فرمایا تھا۔ پانچ منٹ رہتے ہیں یا تو اس کو بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: The time is further extended for one hour.

چوہدری بشیر احمد انصاری: جناب سپیکر، اس ایوان میں اکثریت کاشت کاروں کی ہے اور یہاں پر کاشت کاروں کی بات ہوتی ہے، غیر کاشت کاروں کی بات نہیں ہوتی۔ اس لیے پاور لومز کا مسئلہ اس قدر بحران کا شکار ہے، اور وہاں پر subsidy بھی ختم کر دی گئی ہے۔ جب یہ پاور لومز بند ہو گئیں تو لاکھوں مزدور بے کار ہو جائیں گے۔ اس کا فوری طور پر تدارک کیا جائے۔ جب کاشت کار کو 60 روپے فی ہارس پاور لگا دیئے گئے ہیں ....

جناب عمر علی: جناب سپیکر، کورم نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: Objection has been raised that the house is not in quorum. . . . .

پہلے گنتی کروائی جائے پھر کارروائی چلائی جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب کورم دا اعتراض تہاڈے وزیر نے اکھ مار کے کرایا اے، کہندے نیں سویر دے بھکھے پئے ہیں۔

جناب پیر جان سہو نرا: جناب سپیکر! میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ جس وقت شاہ صاحب اس ہاؤس میں تقریر فرما رہے تھے۔ اس وقت بھی کورم نہیں تھا۔ اس وقت بھی یہی حال تھا۔ اس وقت تو شاید ان کو خیال نہیں آیا اور راہی صاحب بھی اپنی تقریر کر چکے ہیں۔ یہ جانا چاہتے ہیں، اس لیے ہماری استدعا ہے کہ یہ بے شک چلے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ بجا فرماتے ہیں میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ایک mutual agreement حزب اختلاف اور گورنمنٹ کی طرف سے ہوا تھا کہ جو صاحبان بھی اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں وہ اظہار خیال کریں اور اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

میاں عمر علی: مگر جناب والا، یہ صرف ہم پر تو لازم نہیں ان کو بھی احترام کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: نہیں میاں صاحب ایک چیز جب طے ہو جائے تو میرے پاس تو پھر کوئی چارہ کار نہیں کہ اگر آپ کورم کا پوائنٹ آؤٹ کریں تو میں اس کی گنتی کرواؤں یا میں

قواعد و ضوابط کے تحت اس پر کارروائی کرواؤں۔ لیکن جو آپ کے مابین بات طے ہو چکی ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا۔ کہ اس کو honour کیا جانا چاہیئے۔ انصاری صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ ......

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر: Point of Personal Explanation

جناب والا، آپ نے یہ بجا فرمایا کہ اگر حکومتی پارٹی اور حزب اختلاف کے درمیان ایک معاہدہ ہو جاتا ہے تو پھر اس پر عمل درآمد ہونا چاہیئے۔ مگر کیا ہم پر ہی لازم ہے کہ ہر معاہدے کی پابندی کریں، جناب سپیکر! یہ بھی معاہدہ ہوا تھا۔ کہ حزب اختلاف کے اراکین کو آج تمام دن تقاریر کرنے کے لیے دیا جائے گا مگر اس کے باوجود ہمارے ساتھ امتیازی سلوک برتا گیا۔ اور صرف دس دس منٹ برابری کی بنیاد پر ہمیں وقت ملا اور ہم احتجاج بھی کرتے رہے۔ گو آپ اس وقت کرسی صدارت پر متمکن نہیں تھے۔ اس لیئے جناب والا، میں یہ گزارش کروں گا۔ کہ اگر خود حکومت اپنے کئے ہوئے عہد و پیمان کی پابندی نہیں کرتی تو پھر ہم پر بھی لازم نہیں کہ ہم کسی معاہدے کی پابندی کریں۔ یہ ہم آپ کو یاد دھانی کروانا چاہتے ہیں اور اسی لیے ہم نے Point out کیا ہے کہ ایوان میں کورم نہیں۔ اب اگر آپ خصوصی حکم دیتے ہیں۔ آپ کے احترام کے لیے تو ہم اپنا اعتراض واپس لے سکتے ہیں، ورنہ ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ گنتی کروائی جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا، ساڈے وزیر رائے عبدالرزاق صاحب دی ستے ہے نیں جیہڑے سویر دے بیٹھے ہوئے نیں، بجادیں چپ کر کے ای بیٹھے ہوئے نیں۔ اس واسطے انہاں نوں قوت برداشت دا گولڈ میڈل ملنا چاہیدا اے۔

(قہقہے)

جناب بشیر احمد انصاری: جناب سپیکر، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاور لومز کا مسئلہ ......

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر، ہم آپ کی رولنگ کے منتظر ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ سمجھدار ہیں، خود ہی سب کچھ جانتے ہیں۔ ..

جناب بشیر احمد انصاری: جناب سپیکر، پاور لومز کے مسئلہ کو حل کرنے کے لیئے حکومت اقدامات کرے اور یہ لوگ کافی عرصہ سے ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ بل اگر 400 روپے کا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ 800,800 روپے اوسط مقرر کر دیتے ہیں۔ اس لیے میں گزارش کروں گا۔

کہ جس طرح زراعت کے سلسلہ میں ٹیوب ویل پر 60 روپے ہارس پاور کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس کا بھی فیصلہ ہونا چاہیئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر بہتر یہی ہے کہ مقرر کو پنجابی میں تقریر کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

ایک آواز: انہوں نے اس کی اجازت نہیں مانگی۔

جناب فضل حسین راہی: میرا تو خیال یہ ہے کہ اپنے طور پر ہی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر: مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن معزز رکن اردو میں تقریر کرنا چاہتے ہیں

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر، میرے خیال میں فاضل رکن اگر انگریزی میں تقریر کریں تو وہ اپنا مافی الضمیر بہت اچھے الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا، کیا اس وقت موقع نہیں کہ جناب راہی صاحب اور طاہر شاہ صاحب کو خاموش رہنے کی ہدایت کی جائے؟

جناب سپیکر: یہ بات درست ہے۔ جناب انصاری صاحب۔

جناب بشیر احمد انصاری: جناب سپیکر، گزارش یہ ہے۔ کہ دیہاتوں میں رہنے والے غریب لوگ محنت مزدوری کر کے شام کو اپنی پیٹ پوجا نہیں کر سکتے ان لوگوں پر پیشہ وارانہ ٹیکس لگایا گیا ہے۔ یہ ٹیکس فوری طور ختم ہونا چاہیئے۔ کیوں کہ یہ ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔

جناب والا، اس کے بعد ہمارا سوئی گیس کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ 1954ء میں غلام محمد آباد کالونی بنی تھی۔ اور آج تک یہ علاقہ سوئی گیس سے محروم ہے حالانکہ مین لائن موجود ہے۔ اس لیئے وہاں پر سوئی گیس فوری طور پر مہیا ہونی چاہیئے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! ایک بات اور آپ کے توسط سے حکومت کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مڈل کلاس کے لیئے بورڈ کے امتحان کو ختم کیا جائے۔ کیونکہ جب بورڈ سے بچہ فیل ہو جاتا ہے تو اس کا اپنا سکول بھی اپنے پاس رکھنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور بچہ کو سکول سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ یہ بہت زیادتی ہے ایک طرف تو حکومت تعلیم کے لیے اجراء کرتی ہے دوسری طرف تعلیم پر پابندیاں لگاتی ہے۔ کیونکہ جب بچے کو سکول سے نکال دیا جاتا ہے تو وہ کہاں جائے گا کہاں پڑھے گا۔ اس لیے اس بات پر پابندی نہ لگائیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر چیک کروایا جائے کہ کہیں رائے عبدالرزاق صاحب بے ہوش تو نہیں گئے۔

وزیر خزانہ۔ جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے یہ درخواست کروں گا۔ پوائنٹ آف آرڈر کے لیے ایک ضابطہ ہے جو قانون کے تحت اٹھایا جاتا ہے اور ہر بات پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جاتا۔ کسی قانون کی کسی ضابطہ کی خلاف ورزی ہو تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جاتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! پھر میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ ایوان میں کورم نہیں۔ گنتی کروا لی جائے۔ اور فیصلہ کیا جائے۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: اس پر کسی فیصلے کی ضرورت نہیں کیونکہ شاہ صاحب نے اپنا اعتراض واپس لے لیا تھا۔

سید طاہر احمد شاہ: لیکن صرف آپ کے احترام میں۔

جناب سپیکر: اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب فضل حسین راہی صاحب بھی اپنا نقطۂ اعتراض واپس لینے کے لیئے تیار ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا' وزیر خزانہ صاحب ہمیں دھمکیاں دے رہے ہیں اس لیے ہم نے یہ کہا تھا ....

جناب سپیکر: نہیں آپ کو کوئی دھمکی نہیں دی گئی

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا' یہ ہمیں دھمکیاں دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں وزیر خزانہ صاحب کا پوائنٹ ہے کہ Interruption نہیں ہونی چاہیئے، جو مقرر بات کر رہا ہو ان کی بات کو سنا جائے بار بار ....

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر، ہمارا بار بار کورم کا مسئلہ اٹھانے کا مقصد ہے کہ ہم وزیر خزانہ کو احساس دلانا چاہتے ہیں کہ آج ان کی تقریر ہمارے بغیر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی انصاری صاحب آپ فرمائیں۔

جناب بشیر احمد انصاری: جناب سپیکر! غلام محمد آباد، حسن آباد، پیپلز کالونی کی طرح

1954 میں پورے پنجاب میں کالونیاں بنائی گئی تھیں، جس کا اس وقت یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ 84 روپے میں فی پلاٹ رجسٹری ہوگی اور 84 روپے فی پلاٹ ڈویلپمنٹ چارجز وصول کئے جائینگے ۔ لیکن آج ان لوگوں سے تین سو یا چار سو روپے فی مرلہ وصول کیا جا رہا ہے جب کہ پلاٹس تین تین مرلے کے ہیں۔ غریب لوگ کہتے ہیں کہ پانچ مرلے تک قیمت ختم کر دی جائے اور ان کی رجسٹری بھی 84 روپے میں کی جائے اور میرا مطالبہ ہے ۔ اس کے بعد ایک اور ضروری بات ہے کہ فیصل آباد اور لاہور کے درمیان سڑک کافی کھلی ہے اس لئے اس کو double کیا جائے ۔

جناب فضل حسین راہی : اسے بجٹ وچ ؟

جناب بشیر احمد انصاری : اسے بجٹ وچ بنائی جائے۔ کیونکہ ایسے نال قیمتی جاناں ضائع ہو جاندیاں نیں۔ ......

سید طاہر احمد شاہ : اگوں رات نوں رٹالا لینا (قہقہے)

جناب بشیر احمد انصاری : چلو میں ختم کر دینا۔ جے تسی بولو ۔

جناب فضل حسین راہی : تہانوں کیا وی سی کہ اپنے ہتھ نال لکھیا کرو ۔

جناب سپیکر : جناب پیٹر جان صاحب ۔

پارلیمانی سیکرٹری (جناب پیٹر جان) :- جناب سپیکر آپ نے مجھے میزانیہ 1986-87 پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا ہے ، پیشتر اس کے کہ میں اس پر کچھ عرض کروں اپنے حزب اختلاف کے ساتھیوں کی طرف سے یہ اعتراض ہوا تھا کہ جب کورم نہیں تو ہر کسی کو سنا رہے ہیں۔ اس لیے ان کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ جب وہ تقریریں کرتے ہیں تو ان کی نظر ہمیشہ پریس گیلری کی طرف ہوتی ہے ۔

Syed Tahir Ahmad Shah :Point of order Sir, Can the Hon'ble Member read his speech ?

جناب سپیکر : نہیں وہ پڑھ نہیں سکتے ہیں لیکن وہ پوائنٹس لے سکتے ہیں ۔ کیا آپ اپنی تقریر پڑھ رہے ہیں۔

Syed Tahir Ahmad Shah : Sir, he is reading his spech.

جناب فضل حسین راہی : سر! ایل ایل بی کرن دے باوجود او پڑھ کے تقریر کرن لگے ہوئے نے ۔

پارلیمانی سیکرٹری: جناب بشیر جان: میرے خیال میں شاہ صاحب کو اپنے نظر کے شیشے بدلوا لینے چاہئیں۔ میں نے تو ابھی اپنی تقریر شروع ہی نہیں کی، میں تو صرف ان کی خدمت میں عرض کر رہا تھا کہ وہ جب تقریر کرتے ہیں تو ان کی نظر ہمیشہ پریس گیلری کی طرف ہوتی ہے

جناب سپیکر: آپ ایسا کریں کہ آپ اپنی تقریر کی طرف توجہ فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر سر! جناب ہماری تو پریس گیلری کی طرف نظر نہیں کی جا سکتی البتہ ان کی نظریں پریس گیلری والوں کے ساتھ ہر وقت ملتی رہتی ہیں۔ اور اشارے بازی بھی کرتے رہتے ہیں۔

ملک طیب خان اعوان: پوائنٹ آف آرڈر سر! جناب سپیکر! یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ شاہ صاحب پریس گیلری کی طرف دیکھنے سے کیوں گھبراتے ہیں وہاں تو مرد بیٹھے ہیں۔ انہیں ان سے گھبرانا تو نہیں چاہیئے۔ (قہقہے)

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! نہ ہم گھبراتے نہ شرماتے ہیں البتہ ملک صاحب کبھی کبھی شرماتے ہوئے اور گھبراتے ہوئے اپنی پگڑی کا لڑ آنکھوں کے اوپر کر لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کو شرم آتی ہے انہوں نے کوئی شرمساری والا کام کیا ہوگا۔ ہم نے انشاءاللہ تعالیٰ نہیں کیا۔ (قہقہے)

ملک طیب خان اعوان: افسوس کہ میرے بزرگ کو شرم نہیں آتی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! آپ اس بات کا فیصلہ کر دیں کہ بزرگ وہ ہیں یا ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان بزرگوں کی شرم کا بھا ڈھل گیا ہے

جناب سپیکر: بشیر جان صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے نوجوان وزیر اعلیٰ اور نوجوان وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کہ میزانیہ 1986-87 میں بغیر کوئی نیا ٹیکس لگائے انہوں نے حقیقی معنوں میں اسے ایک فلاحی اور متوازن بجٹ بنا کر پیش کیا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ پہلی بار غریبوں کے لیے اتنی کثیر رقم مختص کی گئی ہے۔ مثلاً 26 کروڑ روپیہ کچی آبادیوں کی آبادکاری کے لیے اور 20 کروڑ روپیہ سات مرلہ سکیم کے لیے اور 5 کروڑ روپیہ شہری غریب آدمیوں کے پلاٹوں کی آبادکاری کے لیے رکھا گیا ہے اور یقینی طور پر یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلا بجٹ ہے۔ جس میں براہ راست غریبوں کے لیے کچھ رکھا

گیا ہے اس لئے غریب عوام اور حکومت دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد سب سے زیادہ ترجیح تعلیم کو دی گئی ہے اور بجٹ کا بہت بڑا حصہ تعلیم کے لیے رکھا گیا ہے۔ تعلیم کے بارے میں یہاں پر میرے ہر ایک معزز رکن نے اچھی طرح سے اس پر تنقید کی ہے۔ اس کی وجہ تعلیم کا بوجھ خواہ مخواہ ہماری سابقہ گورنمنٹ جس کے دور کو ہم نام نہاد عوامی دور کہتے ہیں بغیر سوچے سمجھے ہمارے اوپر مسلط کر ڈالا ہے۔ ہمارے پرائیویٹ ادارے ملک میں چل رہے تھے جو بہت اچھے تعلیمی نتائج دے رہے تھے۔ ان کو بغیر کسی منصوبے اور بغیر سوچے سمجھے قومی ملکیت میں کر لیا۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر سر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ماضی کی حکومت کو نام نہاد عوامی حکومت کہا ہے بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں وہ ایک منتخب جمہوری حکومت تھی اس لیے انہیں محتاط رہنا چاہیئے اور انہیں اپنے یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: Syed Tahir Ahmad Shah : Sir, It is a point of order !

جناب سپیکر: No point of order. آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری سماجی بہبود: جناب والا، آج کے اخبارات میں وفاقی محتسب اعلیٰ کا یہ بیان ہمارے لیے کافی ہے کہ قومیائے گئے سکولوں کی وجہ سے ہمارا تعلیمی معیار گر گیا ہے۔ اور انہوں نے مزید فرمایا ہے کہ انہیں بغیر کسی منصوبے کے یا غلط طور پر ان کو قومی ملکیت میں لیا گیا تھا۔ اور وہ بوجھ اب خزانے پر پڑ رہا ہے۔ اور اب اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ نہ ان میں کوئی مقابلے کی سپرٹ ہے کہ وہ ....

(سپیکر صاحب کی طرف سے گھنٹی بجائی گئی)

پارلیمانی سیکرٹری سماجی بہبود: یہ سر وارننگ .... (قہقہے)

جناب سپیکر: بھئی ایک منٹ میں آپ اپنی بات کو ختم کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری سماجی بہبود: جی میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب جس وقت بہ خصوصی طور پر پرائیویٹ ادارے اور مسیحی ادارے نیشنلائز کئے گئے تو جناب اس وقت ہمارے ساتھ ایک معاہدہ کیا گیا تھا کہ ....

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ فاضل مقرر کو اور وقت دیا جائے کیوں کہ انہوں نے ابھی تک مکھن کی پڑیا کھولی ہی نہیں۔

(قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری سماجی بہبود: وہ آپ کے لیئے رکھی ہے۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : No interruption please.

جناب محمد صدیق انصاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست راہی صاحب ہاؤس کی کارروائی کو مذاق بنا رہے ہیں ان کو روکا جائے۔ یہ براہ راست بات کرتے ہیں حالانکہ جو بات بھی ہونی چاہیئے جناب سپیکر! وہ آپ کی وساطت سے ہونی چاہیئے۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : No cross talk please.

پارلیمانی سیکرٹری سماجی بہبود: جناب سپیکر! جس وقت یہ تعلیمی ادارے قومی ملکیت میں لیئے جا رہے تھے۔ اس وقت کے ارباب اختیارات کے ساتھ ہماری گفتگو ہوئی تھی۔ اور ایک معاہدہ طے ہوا تھا کہ یہ جتنے بھی ادارے، خصوصی طور پہ مسیحیوں کے اداروں کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ کو تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس گورنمنٹ کے فعل و قول میں تضاد تھا۔ اس کے ساتھ جب یہ ادارے قومی ملکیت میں لیے گئے تو تمام Head of Department جو ہمارے ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صاحبان کو تبدیل کر دیا گیا اور اس طرح ہمارے حقوق کو پامال کیا گیا لہٰذا میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ ہمارا حق بھی بنتا ہے اور میرے پاس وقت نہیں ورنہ میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کے سامنے مکہ چارٹر پیش کرتا۔ جب فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کے عوام کے حقوق کے لیے ایک چارٹر دیا تھا۔ اس میں جو شقیں تھیں۔ ان میں سے موٹی موٹی شقیں آپ کی وساطت سے ہاؤس کے سامنے گوش گزار کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ غیر مسلموں کی جائدادیں ان سے نہیں چھینی جائیں گی۔ اور جو ان کو پہلے حقوق حاصل تھے وہ ان کو دیئے جائیں گے اور میرے جتنے بھی جا سکتی ہیں یا اس کے بعد جو آنے

آنے والے ہیں ان کے لیے بھی بہی شقلیں ہوں گی۔ اگر ہم اسلامی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ توجناب سپیکر ہمیں وہی اصول اپنانے ہوں گے۔ ہمارے قومیائے گئے سکولوں کو واپس اصل مالکان کو واگزار کیا جائے۔ تاکہ حکومت کے خزانے پر پڑے ہوئے بوجھ کو ختم کیا جا سکے

اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کردوں گا کہ خصوصی طور پر اقلیتوں کے لیے شعبہ زندگی کے ہر میدان میں کوٹہ سسٹم مقرر کیا جائے کیونکہ جناب والا! یہ وہ اقلیت ہے جن کے پاس نہ تو کوئی تجارت نہ زمینیں اور نہ ہی کوئی کاروبار ہے۔ ان کے لیے صرف ملازمتیں ہی رہ جاتی ہیں اور ملازمتوں میں بھی ان کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جا رہا ہے۔ میری استدعا ہے کہ یہ بھی پاکستان کے شہری ہیں اور پاکستان کو بنانے میں ان کا ایک خاص کردار ہے۔ آپ ان کی طرف توجہ نہیں دیں گے تو یہ پستی کی طرف چلے جائیں گے۔ اور اچھے شہری ثابت نہیں ہو سکیں گے۔ اس سلسلہ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہر شعبہ زندگی میں ان کو کوٹہ سسٹم کے تحت ملازمتیں اور داخلے وغیرہ دیئے جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر: شکریہ پیٹر جان صاحب۔ جناب چوہدری محمد اکرم صاحب۔

چوہدری محمد اکرم: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ جناب سپیکر! میں بجٹ سال 1986-87 پر اظہار سے قبل اپنے معزز اراکین اسمبلی کی ان تقاریر جو انہوں نے بجٹ 1985-86 کے سلسلے میں کی تھیں ان کے حوالے سے عرض کروں گا۔ معزز اراکین نے اپنی 1985-86 بجٹ کی تقاریر میں کچھ تجاویز پیش کی تھیں۔ اور حکومت سے استدعا کی تھی کہ آئندہ مالی سال کا بجٹ تیار کرتے وقت ان تجاویز میں سے قابل عمل تجاویز کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ تو آج 1986-87 کا بجٹ پڑھ کر انتہائی مسرت ہوئی ہے کہ حکومت نے اپنے فاضل اراکین کی آراء کا احترام کرتے ہوئے ان میں سے اکثر تجاویز کو شامل کیا ہے۔ جیسا کہ غریب عوام کے لیے 20 کروڑ روپیہ کے پلاٹس اور شہروں میں کچی آبادیوں کے لیے 25 کروڑ روپیہ مختص کیا ہے۔ اسی طرح چھوٹے کاشتکاروں کے لیے 75 ہزار ایکڑ کی اراضی کی تقسیم یا بستر فیس کو ختم کرنا معزز اراکین کی آراء کے احترام کا ثبوت ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی حکومت نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ نہ صرف کھوکھلے نعروں پر یقین رکھتی ہے بلکہ عمل پر یقین رکھتی ہے۔ جناب والا! موجودہ بجٹ میں سب سے زیادہ رقم تعلیم کے لیے مختص کی گئی ہے اور اس میں تعلیم نسواں کے لیے نئے پرائمری سکول کھولے جائیں گے۔ ان میں عمارات کے لیے بجٹ رکھا گیا ہے جو قابل تحسین ہے، حالانکہ

اس سے قبل جتنے بھی سکول جاری ہیں یا تو بڑے بڑے زمینداروں کے ڈیروں میں چل رہے ہیں یا ان کی عمارت نہیں۔ یہ امر ہمارے لیے باعث تشویش ہے اور حکومت کا یہ اقدام جو چادر اور چار دیواری کی طرف ایک پیش رفت ہے۔ تعلیم ہی کے سلسلہ میں میں عرض کروں گا۔ کہ بنیادی تعلیم کے بعد معیار تعلیم کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں میری تجویز ہوگی کہ آئندہ بجٹ میں وزیر خزانہ صاحب یہ مہربانی فرمائیں دھڑا دھڑ سکول کھولنے کی بجائے سکولوں کی up gradation کی طرف خیال فرمائیں۔ میری تجویز ہے کہ ہر یونین کونسل میں دو دو بچوں اور بچیوں کے سکول کھولنے چاہئیں اور کم از کم ایک ایک ہائی سکول ہو جو لڑکوں اور لڑکیوں پر مشتمل ہو۔ جناب سپیکر! تعلیم ہی کے سلسلہ میں حکومت نے اس سال گیارہویں بارہویں کی کلاسوں کا اجراء کر کے ایک سکیم شروع کی تھی۔ جس کا دیہاتی علاقوں میں بڑا خیر مقدم کیا گیا یہ ایک کم خرچ والی سکیم ہے۔ اس سلسلہ میں گزارش کروں گا۔ کہ اس مد میں زیادہ سے زیادہ فنڈز مہیا کئے جائیں تاکہ مرکزی بول بچوں کا اور بچیوں کا سکول قائم کیا جا سکے۔ تعلیم ہی کے سلسلہ میں میری یہ گزارش ہوگی کہ ہمارے صوبے کے ایسے بھی علاقے ہیں جہاں بڑی بڑی بستیاں نہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے ڈیروں پر آبادی مشتمل ہے۔ وہاں کے لیے مسجد مکتب سکول کھولے جائیں تاکہ یہ آبادی کم خرچ پر استفادہ حاصل کر سکے۔

تعلیم کے بعد جناب والا، حکومت نے صحت پر رقم خرچ کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس سلسلہ میں بنیادی ہیلتھ یونٹ میں آبادی کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اور مرکز ہیلتھ سنٹر پر ایمبولینس مہیا کی جائیں گی۔ یہ ایک قابل تحسین اقدام ہے۔ اور اس کے ساتھ اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ تھوڑے اور کم خرچ پر سول ڈسپنسریاں قائم کی جائیں جو ہر ایک دیہات میں کھولی جائیں۔

جناب سپیکر! وزیر اعظم پاکستان کے پانچ نکاتی فارمولے پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے اس لیے دیہات کی ترقی کے لیے جس قدر کوشش اور منصوبہ بندی کی جائے گی۔ وہ قابل تحسین ہوگی۔ مگر اس ضمن میں ایک عرض کروں گا۔ صوبہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور ہمارے صوبے کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے۔ بڑے افسوس کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا۔ کہ زراعت کے لیے کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی اور صوبہ پنجاب کا اکثر حصہ سیم اور تھور کی زد میں ہے۔ سیم اور تھور کے لیے فراہم کئے جانے والے فنڈز ناکافی ہیں۔ زمینداروں کے لیے پہلے ہی کھاد اور بیج اس قدر مہنگے تھے لیکن حالیہ سالوں میں اضافہ تشویشناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر

فوری طور پر حکومت نے بیج اور کھاد کی قیمتوں پر غور نہ کیا تو ہم نے جتنی بھی پلاننگ یا منصوبہ بندی کی ہے وہ سب رائیگاں ثابت ہوگی۔ اور ملک ترقی نہیں کر سکے گا۔

جناب سپیکر، رشوت ستانی کے سلسلہ میں فاضل اراکین نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا ہے تو میں اپنی طرف سے عرض کروں گا کہ رشوت ستانی کے سلسلے میں چھوٹے ملازمین کی طرف ہمیں زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ جو اپنے بال بچوں کے ساتھ حلال رزق کما کر آسانی سے زندگی بسر کر سکیں۔ اور ان کی تنخواہیں اس لحاظ سے بڑھائی جاتی چاہئیں جو نئی زمانہ مہنگائی کے مطابق ہوں۔

آخر میں ایک بہت بڑا مسئلہ جو وفاقی حکومت کو refer کرنے کا ہے وہ عشر کی رقم کے متعلق ہے۔ عشر کی رقم جو ہماری چھوٹی چھوٹی کمیٹیوں میں لاکھوں روپے کے حساب سے جمع ہوئی ہے۔ اس کا کوئی صحیح مصرف نہیں ہو رہا۔ میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا۔ کہ وفاقی حکومت کو لکھا جائے۔ کہ عشر کی اس رقم سے مقامی پرائمری سکولوں کی عمارتیں تعمیر کی جائیں۔ آخر میں میں اپنے علاقائی مسائل کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں

جناب سپیکر: چوہدری صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چوہدری محمد اکرم: میں ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

چوہدری محمد اکرم: میرے علاقہ میں ڈاہرانوالہ کی ایک سب تحصیل بدقسمتی سے اتنی بڑی آبادی ہونے کے باوجود آج تک اسے ٹاؤن کمیٹی کا درجہ نہیں دیا گیا۔ اور اسی طرح تحصیل چشتیاں میں ایک گرلز انٹر کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔ آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض منصبی احسن طریقے سے نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب سپیکر: جناب مہدی خان صاحب، جناب کرنل نصیر احمد صاحب، جناب ملک محمد الطاف صاحب، جناب جاوید اقبال چیمہ صاحب۔

جناب جاوید اقبال چیمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں۔ میرا خیال ہے کہ شائد میں آخری مقرر ہوں۔ اور مجھے جناب نے آخر میں موقع دیا ہے

جناب سپیکر: آپ کے بعد اور بھی مقررین ہیں۔

جناب جاوید اقبال چیمہ: جناب والا، عوام کا دیرینہ مطالبہ ہسپتالوں سے بیڈ فیس اور ہم سب کا اور عوام کا مطالبہ سمجھ کر گین ٹیکس کا خاتمہ کر کے جناب وزیر خزانہ نے نہایت مستحسن

اقدام کیا ہے۔ میں وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور حکومت کا سب سے مستحسن کام سات مرلہ پلاٹوں کی تقسیم کا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ کسی سیاسی وفاداریوں سے بالاتر ہو کر عوام کو غیر جانبدار طریقہ سے پلاٹ تقسیم کئے جائیں۔ تو اس کے دور رس نتائج نکلیں گے۔ حکومت کا ایک اور بہتر قدم کاشت کاروں میں 75 ہزار ایکڑ زمین کی تقسیم کا ہے یہ انتہائی بہتر قدم ہے لیکن اس سلسلہ میں میں عرض کروں گا کہ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے پنجاب میں بیالیس لاکھ بچانوے ہزار ایکڑ زمین تقسیم کی گئی ہے اور اس وقت حکومت پنجاب کی ملکیت زمین ایک کروڑ 18 لاکھ ایکڑ اراضی بقیہ ہے۔ جو موجودہ 75 ہزار ایکڑ زمین تقسیم کے لیئے رکھی گئی ہے یہ انتہائی ناکافی ہے۔ میں ایک مثال سے عرض کرتا ہوں کہ ضلع سرگودھا میں صرف پانچ سو ایکڑ اراضی تقسیم کے لیے رکھی گئی ہے۔ جب کہ بائیس ہزار چھ سو درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔ لوگ درخواستیں دے رہے ہیں اگر ان میں پنجاب کی ساری ملکیت اراضی تقسیم کر دی جائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔ جن کچی آبادیوں میں حقوق ملکیت اور ڈویلپمنٹ کا مسئلہ عرصہ دراز سے سنتے آ رہے ہیں خصوصاً موجودہ حکومت سال سوا سال سے مالکانہ حقوق کی بات کر رہی ہے۔ اور اس سلسلہ میں کچھ پیش رفت بھی ہوئی ہے۔ لیکن یہ رفتار اتنی سست ہے کہ مزید طویل عرصہ تک لوگوں کو انتظار کرنا پڑے گا۔ اس لیے میری درخواست ہے جتنی جلدی ممکن ہو عملہ بڑھا کر لوگوں کو جلد مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ اور کچی آبادیوں کے ترقیاتی کاموں کے لیے حکومت پنجاب کو کافی رقم رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ کارپوریشنیں یا میونسپل کمیٹیاں زیادہ توجہ نہیں دے رہیں۔ اس لیئے پنجاب حکومت زیادہ سے زیادہ فنڈز فراہم کرے۔ جناب والا! اگر دیہاتوں میں لوگوں کو زیادہ مراعات دی جائیں اور عوام کی سہولت کے لیئے زیادہ سے زیادہ کام کئے جائیں تو یہ دیہاتی آبادی دیہاتوں میں ہی مقیم رہے گی۔ ورنہ موجودہ نظام دیہاتوں سے شہروں کی طرف آبادی کی منتقلی کا اگر رجحان اسی طرح رہا تو شہروں میں بے ہنگم آبادیاں نیز شہروں کے مسائل اور زیادہ بڑھ جائیں گے۔ اس لیے مزید رعایات دیہی آبادیوں کو دی جانی چاہئیں۔ سات مرلہ سکیم کے تحت ڈویلپمنٹ کے کام مکمل کرنے چاہئیں۔ اور اس کے ساتھ پانچ مرلہ پرانی آبادیوں میں خصوصی طور پر بجلی فراہم کرنی چاہیئے۔ اس وقت بعض دیہاتوں میں بجلی ہے لیکن ان سے ملحقہ پانچ مرلہ سکیموں میں بجلی موجود نہیں۔ اس وجہ سے طبقہ وارانہ منافرت کے پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ فوری طور پر ان لوگوں کی اس محرومی کا ازالہ کرنے کے لیے ان آبادیوں میں بجلی دی جانی نہایت ضروری ہے۔

تعلیم کی ترقی کے لیے گورنمنٹ نے کھلے دل سے فنڈز فراہم کئے ہیں، اس میں صرف سکولوں اور کالجوں کی عمارتیں اور ان کی تعداد بڑھانا ضروری ہی نہیں بلکہ تعلیم کو اسلامی تصورات کے مطابق ڈھال کر اساتذہ میں کام کی اہمیت بڑھا کر اور طلباء کا تعلیمی معیار بلند کر کے مسئلوں سے چھٹکارہ حاصل کر سکتے ہیں۔ عربی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس وقت سکولوں میں عربی پڑھانے والے ٹیچر دستیاب نہیں۔ اس کمی کو اس طرح پورا کیا جا سکتا ہے کہ دینی مدارس کے تعلیم یافتہ اور سند یافتہ طالب علموں کو سکولوں اور کالجوں میں تعینات کر کے اس کمی کو ہم پورا کر سکتے ہیں۔ جناب والا، وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا تھا۔ کہ تیل کی قیمتیں گر گئی ہیں، اس سے ہمیں فائدہ ہوگا اور پاکستان کی برآمدات کو فروغ حاصل ہوگا۔ اس سے مجھے اختلاف ہے، میرے خیال میں تیل کی موجودہ قیمت بیرونی ممالک میں کم ہوئی ہے اس سے دوسرے ممالک کی پیداواری لاگت کم ہو جائے گی جبکہ ہمارے ہاں تیل کی قیمت کم نہیں کی گئی یہاں پیداواری لاگت اس طرح زیادہ رہے گی۔ اس سے آپ بیرونی منڈیوں میں دوسرے ممالک کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ برآمدات کو فروغ حاصل ہونے کی بجائے برآمدات میں کمی واقع ہو گی۔ اور یہاں کے کارخانے بند ہو جائیں گے جس سے بیروزگاری میں اضافہ ہوگا۔ جناب والا، میں باقی باتیں چھوڑ کر اپنے سرگودھا کے لیئے آپ سے چند منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب اپنی تقریر کو دو منٹ میں ختم کر دیں۔

محمد جاوید اقبال چیمہ: بہتر، جناب والا، سرگودھا شہر میں سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں، اور سیوریج سے پانی باہر گلیوں میں بہہ رہا ہوتا ہے واٹر سپلائی کا نظام اتنا ناقص ہے کہ وہاں پر لوگ پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں۔ جیسا کہ یہ رمضان شریف کا مہینہ سخت گرمی بھی ہے۔ اس میں فنڈز کی کمی ہی نہیں بلکہ موجودہ انتظامیہ میئر وغیرہ کی وجہ سے بھی مسائل مزید بڑھ گئے ہیں۔ یہ لوگ لوٹ کھسوٹ کر رہے ہیں اور شہر کی ترقی کی طرف قطعی توجہ نہیں دے رہے۔ کئی مرتبہ ان کے خلاف انکوائریاں ہوئی ہیں لیکن ان پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ وہاں انتظامیہ اور میئر وغیرہ کے خلاف بھی انکوائریاں ہوئی ہیں اگر ان پر عمل درآمد کروایا جائے تو ان لوگوں کو وہاں سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ اور کوئی بہتر انتظامیہ بٹھائی جا سکتی ہے۔ جو شہر کے کاموں میں دلچسپی لے۔ جناب والا، وہاں پر ایک overhead bridge جو چند سال پہلے تعمیر ہوا ہے اور اس سے عوام کو خاص سہولت ہوئی لیکن اس وقت اس کی خستہ حالی کا اندازہ لگائیں

وہ اوپر سے جگہ جگہ ٹوٹا ہوا ہے اور ڈرم اوپر رکھ کر اسے بند کیا ہوا ہے۔ جو ٹریفک کے لیئے سخت پریشانی کا سبب ہے۔ جناب والا، اس کا فوری طور پر مرمت کا بندوبست کیا جائے اور ذمہ دار لوگ جنہوں نے اس پل کو بنایا جو چند سالوں میں ہی وہ ٹوٹ پھوٹ گیا۔ اس کی نشاندہی کر کے ذمہ دار لوگوں کے لیے خلاف ورزی کی جائے۔ جناب والا، بس تھوڑا سا وقت مزید دے دیں۔ جناب والا، میں یونیورسٹی اور کالجوں کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ جناب جتنے پنجاب کے ڈویژنل ہیڈکوارٹرز ہیں ان میں یونیورسٹیاں اور میڈیکل کالج ہیں لیکن سرگودھا اس سے محروم ہے اس محرومی سے ہمارے لوگ اس قدر پریشان ہیں کہ دوسری یونیورسٹیوں، علمی یونیورسٹی، جنرل یونیورسٹی اور میڈیکل کالجوں میں سینکڑوں میل کی مسافت طے کر کے حصول علم کے لیئے جانا پڑتا ہے۔ اور دور رہائش رکھنی پڑتی ہے لہذا میری حکومت سے درخواست ہے سرگودھا میں ایک یونیورسٹی اور ایک میڈیکل کالج کا قیام عمل میں لایا جائے۔ تاکہ وہاں کے طالب علم اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

محمد جاوید اقبال چیمہ: جناب والا، صرف ایک مسئلہ یعنی سمگلنگ پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے اور وقت بھی زیادہ ہو گیا ہے۔

محمد جاوید اقبال چیمہ: جناب والا، صرف سمگلنگ کے مسئلہ پر عرض ہے۔

ایک رکن: دے دیں جی دے دیں وقت دے دیں۔

جناب سپیکر: بس ایک منٹ میں آپ اپنی تقریر کو ختم کر دیں۔

محمد جاوید اقبال چیمہ: سرگودھا اور اس کے آس پاس کی جانوروں کی منڈیوں سے روزانہ سینکڑوں جانور خرید کر روس سمگل کئے جا رہے ہیں اس کی روک تھام کے لیے عرض کروں گا۔ کہ افغان مہاجرین کے بھیس میں لوگ آتے ہیں اور وہ بے شمار گائے بھینسیں اور دودھ دینے والے جانور خرید کر افغانستان کے راستے روس کو سمگل کر دیتے ہیں۔ اگر اس کی فوری طور پر روک تھام نہ کی گئی تو پھر حکومت جو لاکھوں اور کروڑوں روپے لائیو سٹاک پر خرچ کرتی ہے۔ بیکار ہو جائیں گے اور آئندہ چند سالوں میں دودھ دینے والے اور گوشت فراہم کرنے والے جانور ملک میں نایاب ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ، جناب عبدالرزاق نیازی صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ: میری ایک ذاتی وضاحت ہے۔ میری تقریر میں ایک لفظ شامل کر لیا جائے جناب والا، اگر آپ اجازت دیں کہ یہ جو Villege electrification کے لیئے فاصلے کی آدھے میل کی پابندی ہے وہ کم از کم دوگنی کر دی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ دیہات اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر: جناب نیازی صاحب۔

جناب عبدالرزاق خان نیازی: جناب والا، السلام علیکم! جناب والا، سب سے پہلے میں بجٹ 87-1986 پیش کرنے پر مخدوم الطاف حسین صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا، ہمارے وزیر خزانہ صاحب کا نام مخدوم الطاف احمد ہے، مخدوم الطاف حسین نہیں۔

جناب سپیکر: اس پر تو جناب وزیر وزیر خزانہ کو اعتراض ہونا چاہیئے آپ کو کیوں ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: یہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب کا نام بگاڑ کر پیش کر رہے ہیں۔

جناب عبدالرزاق خان نیازی: شاہ صاحب، تسی ذرا پنج منٹ آرام دی کرو، بہوں ابھرے ہو ہن بس کرو۔ اپنا پیر ہے بھاویں حسین جوڑوں بھاویں احمد جوڑوں۔ بس چپ دی کر جاؤ ہن۔ جناب والا، میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ لیکن میرے چند بھائی مجھے بولنے ہی نہیں دیتے۔ اور میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں کوئی کہتا ہے ہمیں نیند آئی ہوئی ہے۔ کوئی کہتا ہے ہمیں گھر جانے دو۔ کوئی کہتا ہے ہم نے پیٹیس کھائی ہیں۔ خاص طور پر بھی صاحب میرے پیچھے لگے ہوئے تھے کہ بھئی جلدی کرو کیوں کہ ہم نے گھر جانا ہے اور پیٹیس کھائی ہیں۔

جناب سپیکر: تو کیا آپ نے ان کی بات مان لی ہے؟

جناب عبدالرزاق خان نیازی: نہیں جناب میں صرف دو چار منٹ میں ہی اپنی بات کرونگا۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیں۔

جناب عبدالرزاق خان نیازی: جناب والا، سب سے اچھی بات یہ ہے کہ اس بجٹ میں کوئی کسی قسم کا نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا، گین ٹیکس کو ختم کر کے عوام کی دیرینہ خواہش کو پورا کر دیا گیا ہے۔ حکومت نے سٹیمپ پر 12 فیصد ڈیوٹی کر دی ہے۔ اگر اس کو مزید کم کر کے 6 فیصد کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نیازی صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب عبدالرزاق خان نیازی: باقی میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں کچی آبادیوں کی بنیادی سہولتیں موجود ہیں۔ سات مرلہ سکیم رہائشی مقاصد کے لیئے بنائی گئی ہے۔

(قطع کلامیاں)

میرے اگے انگریزی لکھی بی۔اے تے بیں پتہ نہیں کہیڑی زبان بولدا پیاں واں۔ شاید تہانوں سمجھ نہ آندی ہوسے

جناب سپیکر: No cross talk please آپ انگریزی زبان زیادہ جانتے ہیں تو انگریزی میں بیان کیجئے۔

جناب عبدالرزاق خان نیازی: نہیں جی! میں اردو جانتا ہوں۔ اور انگریزی سے سے اردو اچھی بول لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: تو ارشاد فرمایئے۔

جناب عبدالرزاق خان نیازی: سات مرلہ سکیم میں رہائشی مقاصد کے لیئے رکھی گئی رقوم سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بجٹ غریب عوام کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر تیار کیا گیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر فاضل رکن اپنی نشست سے تقریر نہیں فرما رہے۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب آپ اپنی سیٹ پر ہیں۔

جناب عبدالرزاق خان نیازی: جناب والا، میری سیٹ کا نمبر ذرا آپ نکال کر دیکھ لیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: cross talk کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ نیازی صاحب کیا آپ اپنی سیٹ پر ہیں؟

جناب عبدالرزاق خان نیازی: یاد نہیں۔ ویسے میرا خیال ہے یہی میری سیٹ ہے۔

(قہقہہ)

جناب سپیکر: آپ کی سیٹ کا نمبر کیا ہے۔

جناب عبدالرزاق خان نیازی : میری سیٹ کا نمبر یہی ہے ۔
سید طاہر احمد شاہ : سیٹ نمبر 9 ہے ۔
جناب سپیکر : یہ چیک کیا جائے نیازی صاحب اپنی سیٹ پر ہیں یا نہیں ؟
جناب عبدالرزاق خان نیازی : چلو میں جناب والا ' اپنی سیٹ پر چلا جاتا ہوں ۔

(قہقہہ)

جناب والا ' میں اپنے ضلع خانیوال کے مسائل کے متعلق کچھ روشنی ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ خانیوال میں ایک ریلوے کراسنگ کے اوپر برج کی تعمیر تھی ۔ یہ عوام کا ایک بڑا پرانا مطالبہ ہے ۔ جو ہم یہ بجٹ میں سوچتے ہیں ، کہ اس میں خانیوال کے لیے بھی کچھ نہ کچھ رقم الاٹ کی جائے گی ۔ اور ہمارا یہ مطالبہ پورا کریں گے ۔ مجھے احساس ہوتا ہے کہ خانیوال کے متعلق کسی نے بھی غور نہیں کیا ۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اس بجٹ میں کچھ نہ کچھ ہمارے حصے کے لیے رقم بھی مختص کی جائے گی خانیوال چونکہ ایک نیا ضلع بنا ہے لیکن اس ضلع میں نہ کوئی صحیح سیوریج سسٹم اور نہ کوئی پینے کا پانی ہے نہ دولوں پر کوئی ٹنکیاں وغیرہ ہیں ۔ اس بجٹ میں حکومت نے خاص طور پر پینے کے پانی کے لئے کافی ساری رقوم مختص کر رکھی ہیں اور مجھے امید ہے کہ خانیوال کے لیے بھی اس بجٹ میں سے کچھ حصہ دیا جائے گا ۔

جناب والا ' پاسکو گندم خرید رہی ہے اس میں صحیح وقت پر عوام کو قیمت ادا نہیں کی جا رہی ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں خصوصی اقدامات کئے جائیں گے ۔ اور ان کو وقت پر ادائیگی کرائی جائے گی ۔

جناب والا ' تیل کے بارے میں عرض ہے کہ فیڈرل حکومت نے جو تیل کی قیمت میں کمی کی ہے اس کے اوپر میں تھوڑا سا عرض کروں گا ۔ انٹرنیشنل مارکیٹ میں فی بیرل ساڑھے نو ڈالر پر قیمت آئی ہے لیکن ہمارے یہاں تیل کی قیمت دو روپیہ گیلن کے حساب سے کم کی گئی ہے 80 پیسے کم قیمت کی گئی ہے ۔ جناب والا ' التجا ہے کہ فیڈرل حکومت کو کم از کم اتنا ہمارا پیغام دے دیں کہ اس قسم کا مذاق آئندہ ہم سے نہ کیا جائے ۔ اگر قیمت کم کرنی ہی ہے تو انٹرنیشنل مارکیٹ کے ساتھ ساتھ تیل کی قیمت کم کی جائے ۔ کیونکہ تمام زراعت کا دارومدار اس وقت تیل پر ہے ۔ فرٹیلائزر اور کرم کش ادویات کی قیمتیں بھی کم کی جائیں کیونکہ زراعت سے متعلق عام مال بہت مہنگا ہے ، گندم ، کپاس اور شوگر کی قیمت بدستور اتنی ہی ہے ۔ مہربانی ۔

جناب سپیکر: جناب حاجی غلام صابر انصاری صاحب۔

حاجی غلام صابر انصاری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر: میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کا موقع دیا۔ کئی دنوں سے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ ہمارے ممبر حضرات کا تعلق دیہاتوں سے ہے ہم سب لوگ زراعت کی بات کرتے رہے ہیں۔ مگر ان مزدوروں کی ان چھوٹے صنعتکاروں کی کسی نے بھی بات نہیں کی۔ آج بھی جب قرار داد پیش ہوئی کو بجلی کا فلیٹ ریٹ 60 روپے کی بجائے دس روپے فی ہارس پاور ہونا چاہیئے۔ مگر اس میں چھوٹے صنعت کاروں کو بھی رکھ لیا جاتا تو کوئی حرج نہیں تھا۔ کیونکہ پانچ ہارس پاورز پر چار لوم چلتی ہیں۔ لوگ میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ واپڈا والے ناجائز ان پر بل ڈال دیتے ہیں۔ ان کا میٹر آہستہ نہیں ہوتا، واپڈا والے کہتے ہیں کہ آپ کا میٹر آہستہ چلتا ہے۔ جب وہ رشوت دیتے ہیں تو میٹر صحیح ہو جاتا ہے۔ اگر وہ رشوت نہیں دیتے تو وہ آہستہ قرار دے کر ان پر ہزاروں روپوں بل ڈالا جاتا ہے۔ جب وہ بیچارے لائٹ کا میٹر منظور کروانے جاتے ہیں تو اس کے حصول کے لیے دس دس ہزار روپے کا تخمینہ بنایا جاتا ہے۔ میری گورنمنٹ سے اپیل ہے۔ ایک غریب آدمی ایک بلب کے لیے درخواست دیتا ہے تو وہ دس ہزار روپیہ کہاں سے لائے۔ میں اس کا ثبوت دکھا سکتا ہوں۔ میں گزشتہ ماہ آٹھ دس ممالک کا چکر لگا کر آیا ہوں۔ کیونکہ میرا تعلق پاورز لوموں سے ہے اور چار چار لوموں والے لوگوں کا مال میں باہر بھیجتا ہوں۔ میں نے سات آٹھ ممالک میں چکر لگایا وہاں چائنہ اور کوریا کا مال ہم سے سستا بکتا ہے۔ آج ہماری سنٹرل گورنمنٹ نے جو بجٹ پیش کیا ہے یہ پہلے ایکسپورٹر حضرات کو export rebate دیتی ہے۔ جو ساڑھے سات فیصد، پانچ فیصد کسی پر دس فیصد کسی پر ساڑھے بارہ فیصد ہوتی تھی۔ یہ رعایت ہماری گورنمنٹ نے واپس لے لی ہے۔ 10 فیصد چیزیں غیر ممالک میں ہم مہنگی فروخت کرنا چاہیں گے وہ تو پہلے ہی ہم سے نہیں لیتے۔ غیر ملکی منڈیوں میں ہماری demand ختم ہو گئی ہے پھر 10 فیصد قیمت بڑھا کر کیسے ہمارا مال بکے گا۔ ہماری گھریلو صنعت فیصل آباد میں قصور میں، گوجرانوالہ میں، ملتان میں لومیں پہلے ہی آدھے سے زیادہ بند ہو چکی ہیں۔ آج گورنمنٹ نے 10 فیصد ریبیٹ واپس لے لی ہے اس کی وجہ سے اوپر قیمتیں ہمیں کہاں سے ملیں گی۔ میری گورنمنٹ سے اپیل ہے کہ فی الفور یہ احکامات واپس لیئے جائیں۔ ہم کو rebate ملنی چاہیئے جناب والا، اب میں تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ ہمارے بجٹ میں سب سے زیادہ رقم

تعلیم کے لیے رکھی گئی ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ ہم نے پچھلے سال بھی کہا، اب بھی ہم کہتے رہے ہیں کہ جہاں سکول کھولے گئے ہیں وہاں بلڈنگ نہیں۔ ہماری گورنمنٹ کو چاہیئے تھا پہلے ان سکولوں کی بلڈنگیں مہیا کرتی بعد میں نئے سکولوں کا خیال کرتی۔ اب بھی میری حکومت سے اپیل ہے جو بھی ہمارے گاؤں اور شہروں میں سکولوں کی کوئی عمارت نہیں ان کی عمارت فی الفور بنائی جائیں۔

جناب والا، اب میں اپنے شہر کی طرف آتا ہوں۔ میرا شہر قصور ہے۔ تحصیل قصور میں صرف ایک ہی کالج ہے۔

جناب فضل حسین راہی: میرا خیال ہے غلام صابر صاحب سے زیادہ قصور نور جہاں کا ہے ان کا کم قصور ہے۔

حاجی غلام صابر انصاری: میں مانتا ہوں نور جہاں بھی قصور کی ہے۔ جناب والا، ہماری تحصیل قصور میں ایک کالج ہے۔ پچھلے سال بھی کہا تھا کہ وہاں بچوں کے لیئے ہوسٹل بنا دیا جائے مگر اس بجٹ میں بھی اس کے لیئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ میری اپیل ہے کہ وہاں ایک ہوسٹل بنایا جائے کیونکہ پندرہ پندرہ بیس بیس تیس تیس میل سے بچے پڑھنے کے لیئے آتے ہیں۔ اگر وہ ہر روز واپس جائیں گے وہ کیا تعلیم حاصل کریں گے۔ اور اگر حکومت ہوسٹل نہیں بنانا چاہتی تو ہماری تحصیل میں کم از کم دو ہائی سکولوں کو انٹر کالج کا درجہ دیا جائے۔ ایک گورنمنٹ ہائی سکول قصور اور کھڈیاں ہائی سکول قصور۔ دوسرا مسئلہ ہے کہ گورنمنٹ کے سکولوں میں فیسیں کم ہیں۔ ہمارے شہر میں میونسپل کمیٹی سکول چلاتی ہے۔ میونسپل کمیٹی والے فیسیں بہت زیادہ وصول کرتے ہیں جہاں گورنمنٹ کے سکول میں ایک روپیہ فیس لی جاتی ہے وہاں میونسپل کمیٹی کے سکول میں دس روپے فیس لی جاتی ہے۔ جس غریب آدمی کے پانچ بچے ہوں اور وہ چھ سو روپے تنخواہ لیتا ہو وہ اپنے پانچ بچوں کو وہاں کیسے پڑھائے؟ میری حکومت سے اپیل ہے کہ یا تو ہماری میونسپل کمیٹی کو زیادہ فیس لینے سے منع کرے یا حکومت سکول اپنی تحویل میں لے لے۔ اگر ہماری میونسپل کمیٹی کہتی ہے کہ ہمارے پاس فنڈ نہیں تو حکومت کو چاہیئے کہ سکولوں کے لیے فنڈز مہیا کرے۔

اب میں اپنے علاقے کی سڑکوں کی طرف آتا ہوں۔ سڑکوں کے متعلق عرض ہے کہ پچھلے سال جناب عارف رشید صاحب کو مقرر کیا گیا تھا کہ آپ ان کی اے ڈی پی بانٹ کر آئیں۔ انہوں نے کیا کیا؟ ان کا تعلق تحصیل چونیاں سے ہے۔ تحصیل قصور کو ایک بھی سڑک نہیں دی گئی۔ جبکہ

وہ ساری رقم چونیاں میں لگا کر آئے۔ ہماری حکومت سے اپیل ہے کہ ہمیں ان سے وہ رقم وا گزار کروائی جائے۔ کیوں کہ ابھی تک سان کے آدھے کام مکمل ہوئے ہیں، آدھے مکمل نہیں ہوئے۔ آدھا پیسہ ہماری تحصیل قصور کو دیا جائے۔ اب میں کچی آبادیوں کی طرف آتا ہوں۔ گورنمنٹ نے کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دے کر مستحسن قدم اٹھایا ہے۔ مگر میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ کام ایم پی اے کے ذریعے کروانا چاہیئے۔ لیکن یہ کام میونسپل کمیٹی والے کروا رہے ہیں۔ وہ کیا کرتے ہیں ؟ جس غریب آدمی نے اس کو ووٹ نہیں دیئے، اس کا پلاٹ وہ کاٹ رہے ہیں۔ اجس غریب آدمی نے اس کو ووٹ نہیں دیئے، اس کے پاس دس مرلے زمین ہے اس کو کہتے ہیں کہ نہیں، آپ کے پاس یہ ایک ہی پلاٹ رہے گا۔ جو ان کی حمایت کا ہے اگر اس کے پاس ایک کنال بھی زمین ہے۔ اس کے چار حصے کر دیتے ہیں۔ تاکہ ان کو market value نہ لگے۔ میں گورنمنٹ سے گزارش کروں گا۔ کہ یہ تو چیئرمین صاحب کو روکا جائے اور وہ سروے ٹھیک کرائیں۔ یا اس میں ایم پی اے صاحبان کو اس سروے میں شامل کیا جائے۔

اس کے بعد سات مرلہ سکیم کے لیے بہت لوگ آتے ہیں۔ ہمیں ابھی تک حکومت نے یہ نہیں بتایا۔ کہ آپ کے حلقے میں سات مرلے سکیم کے تحت کتنے پلاٹ ہوں گے تاکہ ہم لوگوں سے پلاٹوں کی تعداد کے مطابق ہی وعدہ کریں، زیادہ وعدہ نہ کریں۔ پچھتر ہزار ایکڑ اراضی کا معاملہ میں نے پہلے بھی اٹھایا تھا۔ کہ پچھتر ہزار ایکڑ زمین حکومت نے ان کسانوں میں بانٹنی ہے جن کے پاس پہلے زمین موجود نہیں۔ میں نے سوال کیا تھا کہ میرے حلقے میں ایک انچ بھی زمین خالی نہیں۔ کیوں کہ میرا علاقہ بارڈر پر واقع ہے۔ بارڈر پر فوجیوں نے ایک انچ بھی زمین فالتو نہیں چھوڑی۔ اب میرے حلقے کے بے زمین کاشت کاروں کو کہاں سے زمین ملے گی۔ میری اپیل ہے کہ حکومت وضاحت کرے کہ ان زمینداروں کو کہاں زمین ملے گی۔

اب میں آبپاشی کی طرف آتا ہوں۔ میرا تعلق سرحد کے ساتھ ساتھ ہے۔ میرے علاقے میں ایک گاؤں گنڈا سنگھ والا ہے۔ جہاں دریائے ستلج نے کٹاؤ لگایا ہوا ہے۔ اگر بارشیں ہو گئیں تو ہمارے وہ بیس دیہات انڈیا کے ساتھ مل جائیں گے۔ میں نے رائے عبدالرزاق صاحب منسٹر کو اس کا موقع پہلے بھی دکھایا تھا۔ رائے صاحب نے اس کا تخمینہ دس لاکھ روپے بنایا تھا۔ اور وعدہ کیا تھا کہ میں وزیراعلیٰ سے اس کی منظوری لے لوں گا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج تک ان بیس دیہاتوں کا حکومت نے کوئی فکر نہیں کیا، اور نہ ہی بجٹ میں دس لاکھ روپیہ

رکھا، نہ ہی انہیں کوئی سپیشل بجٹ دیا گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ چاہتی ہے کہ یہ بیس دیہات انڈیا میں جائیں ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ میری اپیل ہے کہ ان بیس دیہاتوں کے بچاؤ کا فی الفور بندوبست کیا جائے ۔

اب ملازمتوں کا چکر ہے۔ ہماری گورنمنٹ نے بجٹ میں چالیس ہزار نئی آسامیاں پیدا کی ہیں۔ اس ضمن میں میری اپیل یہ ہے کہ جس حلقے میں ملازمت کے مواقع ہوں۔ اس حلقے کے ایم پی اے کو اختیار ہو کہ وہ جس کو چاہے رکھ لے یہ نہ ہو کہ منسٹر صاحبان جس کو چاہیں اس کو رکھیں۔ کم از کم یہ حق علاقے کے ایم پی اے صاحبان کا بھی بنتا ہے ۔

جناب فضل حسین راہی: merit پر دیں

حاجی غلام صابر انصاری: اگر ہمارے پاس آئیں گی تو ہم تو merit پر آسامیاں دیں گے ۔ اب میں ٹرانسپورٹ کی طرف آتا ہوں۔ جب سے میں ایم پی اے بنا ہوں' میرے علاقے کے لوگوں کا مطالبہ ہے کہ لاہور سے قصور تک والوو بسیں چلتی جائیں۔ ابھی کوئی منسٹر نہیں بنا تھا ۔ میں ٹرانسپورٹ کے محکمے کو کہتا رہا جب بھی میں ان کے پاس گیا۔ انہوں نے یہی جواب دیا کہ پہلی تاریخ کو چلا دیں گے ۔ یکم تاریخ آئی تو بسیں نہ چلیں ۔ پتا چلا کہ ٹرانسپورٹرز کی یونین بنی ہوئی ہے ۔ اور وہ چندہ اکٹھا کر کے محکمے والوں کو رشوت لگا دیتے ہیں اور وہ کہہ دیتے ہیں کہ بسیں ہمارے پاس ہیں ہی نہیں۔ ابھی ڈی سی صاحب سے وعدہ لیا کہ میں ٹرانسپورٹ منسٹر سے کہہ کر بسیں چلوا دوں گا۔ اب وعدہ ہو گیا ہے ۔ ہم نے ریلوے والوں سے جگہ بھی حاصل کر لی ۔ افسوس کہ انہوں نے اب بھی انکار کر دیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہمارے پاس بسیں ہی نہیں، ہمارے قصور کے عوام کا مطالبہ ہے کہ جلد از جلد بسیں چلائی جائیں ۔ اب پینے کے پانی کی فراہمی کے لیے ہمارے قصور کے لیے بجٹ میں کچھ نہیں رکھا گیا ۔ حالانکہ قصور میں بھی پاکستانی عوام ہی رہتے ہیں۔ نہ اس کی سڑکوں کے لیے کچھ رکھا گیا ، نہ سیوریج کے لیے کچھ رکھا گیا ، نہ کوئی ہاؤسنگ سوسائٹی کو بنانے کے لیے کچھ رکھا گیا ۔ میری گورنمنٹ سے اپیل ہے کہ جہاں دوسرے شہروں کا خیال کیا جاتا ہے وہاں قصور شہر کو بھی نظر انداز نہ کریں ۔ جیسے وزیر اعلیٰ صاحب ہر شہر میں جاتے ہیں وہ کوئی نہ کوئی وہاں aid دے کر آتے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ کہا ہے کہ ہمارے قصور میں ایک روہی نالہ بہتا ہے وہاں جب بھی پانی آتا ہے بہت زیادہ نقصان ہو جاتا ہے، ہر دفعہ گندگی ہوتی ہے۔ وہ کچا ہے میں نے کہا تھا۔ اس کو پکا کروا دیا جائے ۔ مگر ابھی تک ہماری کوئی بات نہیں مانی گئی ۔ فیصل آباد

گوجرانوالہ اور لاہور کو امداد دی گئی۔ قصور سے وعدہ ہی کرتے رہے ۔ آج تک ڈویلپمنٹ کے لئے کوئی aid نہیں دی گئی۔ میری اپیل ہے کہ ہمیں ڈویلپمنٹ کے لیے زیادہ سے زیادہ امداد دی جائے ۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کا موقع دیا ۔

جناب سپیکر : اب خان غلام حیدر خان کچھی صاحب کچھ کہنا چاہیں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون : اکثر صاحبان جا چکے ہیں ۔ اور باقی بالکل تھکے بیٹھے ہیں ۔

جناب سپیکر : آپ کچھ نہیں کہنا چاہتے تو تشریف رکھیے ۔ جناب وزیر زراعت کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہوں ؟

وزیر زراعت : نہیں جی ۔ مہربانی شکریہ

جناب سپیکر : مخدوم صاحب ۔ آپ کتنا ٹائم لیں گے ؟

وزیر خزانہ : پانچ دس منٹ لوں گا ۔

جناب سپیکر : تو وقت میں پندرہ منٹ کے لیے مزید اضافہ کیا جاتا ہے ۔ جناب مخدوم الطاف احمد صاحب ، فنانس منسٹر ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ تعداد کے لحاظ سے حزب اختلاف کے ارکان نے اپنا کورم پورا رکھا ہے ۔ مگر ہمارے صوبے کے وزراء صاحبان ، ایڈوائزر صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان پورے نہیں ۔ جب کہ وزیر خزانہ نے بجٹ کی بحث windup کرنی ہے تو انہوں نے بھی زحمت گوارہ نہیں کی کہ وہ ایوان کا کورم پورا کرنے کے لیے خود بھی موجود ہوتے اور اپنے دیگر treasury benches کے ارکان کو بھی دعوت دیتے اور مجبور کرتے کہ وہ ایوان کا کورم پورا رکھیں ۔ جناب والا' آپ کے اشارے کے تحت ہم اس کو پوائنٹ آوٹ نہیں کرنا چاہتے ۔ مگر یہ ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں ۔ کہ حزب اقتدار کے ارکان بجٹ سازی میں کس قدر مخلص ہیں ۔ اور ان کا رویہ بجٹ سازی میں کیا ہے ۔

جناب محمد رفیق : جناب سپیکر ! میں عرض کرتا ہوں ۔ کہ جناب وزیر اعلیٰ کو سات مشیران ملے ہیں ۔ میرے خیال میں وزراء حضرات کو بھی ایک ایک مشیر مل جانا چاہیئے تاکہ کورم کا مسئلہ نہ رہے ۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں جناب کی اجازت سے عرض کرتا ہوں، اس ایوان میں House of Commons Mays Parliamentary Practice اور دیگر حوالہ جات بھی پیش کیے جاتے رہے ہیں۔ یہ بھی میں ریکارڈ پر لانے کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ بجٹ اجلاسوں میں ہمیشہ اس بات کو نظر انداز کر دیا جاتا رہا ہے۔ اور House of Commons کی روایت کے مطابق جب بجٹ پر بحث ہو رہی ہو تو کورم جیسی بات کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ اور یہ House of Commons کے ریکارڈ پر ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: ہمیں پچھلے فقرے سمجھ نہیں آئے اگر وہ دہرا دیئے جائیں تاکہ ہم ان کا جواب دے سکیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار: حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے بنچوں میں ایک معاہدہ ہوا ہے۔ جس کے گواہ جناب آپ ہیں، یہ فیصلہ ہوا تھا کہ آج اس بات کا خیال نہیں رکھا جائے گا۔

سید طاہر احمد شاہ: تالی دو ہاتھوں سے بجتی ہے۔ لیکن تھپڑ ایک ہاتھ سے پڑتا ہے۔ جب آپ اپنے معاہدے پر قائم نہیں رہیں گے اور تھپڑ ماریں گے تو ہم بھی اسی طرح سلوک کریں گے۔ اگر یہ اپنے معاہدے کی پاسداری کریں گے۔ تو ہم بھی کریں گے۔ ہم کورم کو point out نہیں کر رہے مگر چوہدری صدیق سالار صاحب کو یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ جب ہم نے یہ معاہدہ کیا تھا ہم لوگوں کو تقاریر کے لیے کافی وقت دیا جائے گا۔ ہمیں اس وقت سے محروم کر دیا گیا۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! اس وقت ایوان میں جو کم حاضری ہے دراصل اس بجٹ کے خلاف اظہار کا ایک خاموش طریقہ ہے۔

جناب سپیکر: اصل میں House of Commons کی اور کورم کی بات ہو رہی تھی۔ صورت یہ ہے کہ House of Commons میں کورم 10 فیصد ہوتا ہے۔ یعنی ہمارے پنجاب اسمبلی میں ایک تہائی House of Commons رولز زیادہ بہتر ہیں۔ تاکہ ہاؤس کی کارروائی چلتی رہے اور کسی سٹیج پر اس میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ اور کورم کا زیادہ مسئلہ پیدا نہ ہو ہم بھی اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ Law and Parliamentary affairs committee کو ہم یہ معاملات ریفر کریں۔ کہ رولز کی تیاری کے سلسلے میں ہمارے رولز میں کچھ ایسی چیزیں موجود ہیں جن میں ترمیم ہوتی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی چیزیں ہیں۔ ایسی ہیں جن میں ترمیم ہونا ضروری ہے تو میں کسی

موقع پر جب ایوان میں معزز اراکین کی تعداد خاطر خواہ ہوگی۔ تو میں آپ سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ معاملہ لاء اینڈ پارلیمانی آفیسرز کی سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیں۔ اگر آپ متفق ہوں گے تو یہ معاملہ بھی اسی کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اور رولز میں جو بھی تبدیلیاں مقصود ہیں جن کی نشاندہی ایوان میں سے کوئی بھی معزز رکن کریں گے وہ معاملہ اس کمیٹی کے سپرد کرتے رہیں گے۔ تو میں اب ......

چوہدری محمد رفیق: اگر آپ کا اشارہ House of Commons کی طرز پر کورم کو 1/10 کرنے کا ہے تو میں یہ عرض کروں گا۔ کہ اس ایوان پر قوم کا سرمایہ برباد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر ہم نے بے حسی کا یہی مظاہرہ کرنا ہے تو یہ کام کرنے کے لیے وزراء کی ٹیم کافی تھی۔ اگر ان کی بھی ضرورت نہ تھی تو سیکرٹری حضرات کافی تھے یہ کام وہ بھی چلا سکتے تھے۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب تشریف رکھیئے۔ بات یہ ہے کہ جب کسی کے اختیار میں کوئی بات ہو۔ اور وہ صاحب اختیار ہو لوگ اس بات کو بھی دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے اختیارات کس خندہ پیشانی سے اور کس وضع داری سے استعمال کرتے ہیں

سید طاہر احمد شاہ: اگر کورم کی تعداد کو کم کیا گیا تو یہ bad rules کا Precedent بنایا جائے گا۔

جناب سپیکر: میرا مقصد یہ نہیں۔ آپ اس بات کو سمجھے نہیں میرا مقصد یہ نہیں کہ ہر حالت میں کورم کو 1/10 کیا جائے۔ اس میں اسمبلی نے رولز بنانے ہوتے ہیں اور اسمبلی جو رولز مناسب سمجھے گی وہ بنائے گی میں اس میں اپنی ذاتی رائے نہیں دے رہا ہوں۔ میں تو یہ بات بتا رہا ہوں جس چیز کی بھی نشاندہی کی جائے گی۔ ہم ان تجاویز کو رولز کمیٹی کے سپرد کرتے جائیں گے۔ جناب وزیر خزانہ مخدوم الطاف صاحب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ جناب فنانس منسٹر کی wind up تقریر میں مداخلت نہ کریں۔

وزیر خزانہ: (مخدوم الطاف احمد) جناب سپیکر میں عرض کر رہا تھا کہ اس بجٹ پر 5 دن کی بحث کو نمٹنا میرا فرض ہے وہاں اس معزز ایوان کے ممبران کا شکریہ ادا کرنا بھی میرا فرض ہے۔ جن کی ایک واضح اکثریت نے اس بجٹ کو سراہا۔ کچھ میرے مہربانوں نے تعمیری تنقید بھی کی۔ لیکن اس بجٹ پر تنقید میری توقعات سے کافی کم نکلی اس کی شاید بنیادی وجہ یہ ہے۔ کہ بجٹ چونکہ اپنی نوعیت کا فلاحی بجٹ ہے۔ اس میں ہم نے بھرپور کوشش کر کے ہر قسم کے نقص سے

دور، اور خرچے کی تقسیم کو مناسب حد تک رکھنے کی کوشش کی۔ یہاں پر جو تعمیری تنقید کی گئی اس میں میرے بزرگ حزب اختلاف کے لیڈر جنہیں میں بہت قابل سمجھتا تھا اور جو تنقیدی نکات انہوں نے اٹھائے ہیں وہ ان کی شایان شان نہیں تھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی پانچویں یا چھٹی جماعت کا طالب علم اٹھائے گا۔ انہوں نے جو تنقید کی ہے ۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! کیا وزیر خزانہ کے یہ الفاظ کارروائی کا حصہ بنیں گے۔ جناب سپیکر، انہوں نے حسن محمود کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ وہ پانچویں چھٹی کے طالب علم کے اعتراضات کئے ہیں ۔

جناب سپیکر : انہوں نے لفظ سٹوڈنٹ کہا ہے۔

جناب فضل حسین راہی : پانچویں اور چھٹی جماعت کے طالب علم جیسی تنقید کی ہے۔

جناب سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ سٹوڈنٹ چاہے وہ کسی کلاس کا ہو یہ الفاظ غیر پارلیمانی نہیں ہو سکتے ۔

جناب فضل حسین راہی : تو پھر یہ بجٹ بھی ایک یونین کونسل کا ہو سکتا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر! ہمیں مخدوم زادہ صاحب کی بات چیت سے یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ ایک منجھے ہوئے سیاستدان، ایک ماہر قانون دان ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان کی تنقید اپنے image کے بالکل برعکس ہے۔ ان سب کا پہلا اعتراض تھا کہ گین ٹیکس کو ختم کر کے بجٹ کا حصہ کیوں نہیں بنایا گیا۔ اگر آج وہ یہاں موجود ہوتے تو بہتر تھا۔ ان کی خدمت میں اتنا عرض کروں گا کہ گین ٹیکس ختم کرنے کا فیصلہ اسی روز کابینہ کی میٹنگ میں کیا گیا۔ یہ پارلیمانی رعایات کی تاریخ میں آپ کو نہیں ملے گا کہ فنانس ایکٹ، فنانس بل بجٹ کا حصہ بنے۔ ہمیشہ فنانس بل کی توثیق اس ایوان سے لینا یا توثیق کرانا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ جب ہاؤس اس کی منظوری دے دے تو اس کے بعد وہ فنانس بل revised estimates کی صورت میں شمار ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے وہ بجٹ کا حصہ کسی صورت میں نہیں بن سکتا۔ اس کے بعد انہوں نے اعتراض فرمایا تھا۔ کہ گین ٹیکس کو جب ہم ختم کر رہے ہیں اور اس سے جو حاصل میں کمی ہوگی اس کو ہم کیسے پورا کریں گے۔ اگر وہ آج یہاں ہوتے تو میں انہیں یوسف اور زلیخا کے قصے کے حوالے سے بتاتا کہ ایک شخص ساری رات یہ قصہ سنتا رہا۔ صبح اٹھ کر اس نے پوچھا کہ زلیخا عورت تھی یا مرد۔ تو میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرتا گا کہ اگر وہ میری تقریر پڑھ اور سن لیتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

چودھری محمد رفیق : پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر : جی فرمایئے۔

چودھری محمد رفیق : جناب والا! جناب وزیرخزانہ، قائد حزب اختلاف جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر : چودھری صاحب! یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

ایک معزز ممبر : انہیں حاضر رہنا چاہیے تھا۔

وزیر خزانہ : جناب والا! اگر میری تقریر پڑھ لی جاتی۔ اگر وہ فنانس بل جو ہم نے ہاؤس میں پیش کیا ہے غور سے دیکھ لیا جاتا تو یہ سوال بالکل نہ اٹھتا۔ کیونکہ اس میں ہم نے بار بار کہا ہے کہ یہ دو فیصد ڈیوٹی ہم سٹیمپ ایکٹ کے ذریعے icrease کر رہے ہیں۔ یہ کمی اس دو فیصد ڈیوٹی کے ساتھ پوری کر لی جائے گی۔ جہاں تک تیل کی قیمتوں میں کمی کے اعلان کا تعلق ہے کہ ہم نے وہ اعلان کیوں نہیں کیا۔ یہ اعتراض اٹھایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئین کے تحت وفاق اور صوبوں کے درمیان اختیارات تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔ ان اختیارات کے تحت ہمارے sphere میں نہیں آتا۔ تیل کی قیمتوں میں کمی کرنا یا نہ کرنا وفاقی حکومت کے اختیارات میں ہے۔ اس کا فیصلہ اور اعلان وفاقی حکومت کیا کرتی ہے صوبائی حکومت نہیں کیا کرتی۔

جناب والا، یہ اعتراض بھی اٹھایا گیا Federal Divisible Pool کے وقت وفاقی بجٹ کے اعلان سے پہلے ہی ہم نے اپنے بجٹ میں رکھ دی۔ اور ہمیں اس کا مالی نقصان ہو سکتا ہے۔ تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ Federal Deficit Grant اور Federal Divisible Pool ان دو چیزوں کا آپس میں براہ راست رابطہ ہوتا ہے۔ اگر کسی ایک میں بھی کمی واقع ہو جاتے تو اسے دوسرے سے پورا کر لیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں مالی نقصان ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں۔ ایک اور اعتراض یہ کیا گیا کہ debt servicing کی ایک بہت بڑی رقم صوبوں پر بوجھ ہے۔ تو جناب والا۔ میں معزز ایوان کی توجہ اپنی تقریر کے صفحہ نمبر 19 کی طرف دلاؤں گا۔ یہی باتیں وہاں میں نے کی ہیں۔ یہ اعتراض دراصل میری ہی بات کو دہرایا گیا ہے بلکہ اس کی تائید میں ہے۔ اور اس سلسلے میں وفاقی وزیر خزانہ صاحب نے بھی اپنی تقریر میں فرما دیا تھا۔ کہ اس مسئلے پر غور ہو رہا ہے کہ ہمارے debt servicing پر نظر ثانی کی جائے گی۔ جہاں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ مہنگائی کا ذکر نہیں کیا گیا۔ تو جناب والا،

میں نے اپنی تقریر میں لفظ افراط زر استعمال کیا۔ اس سلسلے میں چاروں صوبائی حکومتوں اور وفاقی حکومت کا آپس میں رابطہ قائم ہوتا ہے۔ اور پنجاب حکومت کی کوشش ہوتی ہے کہ سہولیات کا اعلان کرتے وقت ایک uniform decision اور اس کی implementation بھی uniform ہونی چاہیئے۔ اس طرح مہنگائی کے سلسلے میں بھی وفاقی حکومت نے اعلان کرنا ہوتا ہے۔ جہاں صنعتی قرضوں کے بارے میں پنجاب میں سہولیات کے سلسلے میں نکتہ اٹھایا گیا . . . .

Mr. Speaker : The time is extended further for 10 minutes.

وزیر خزانہ : جناب والا، میں عرض کر رہا تھا کہ صنعتی قرضوں کے بارے میں پنجاب میں سہولیات کے سلسلے میں اٹھائے گئے نکتے میں کچھ روز پہلے جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں اشارتاً فرما دیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں کہ کافی عرصے سے حکومت پنجاب اور لاہور کے چیمبر آف کامرس اور انڈسٹری کا ایک دیرینہ مطالبہ چلا آرہا تھا۔ کہ صوبہ پنجاب بلکہ ملک کے ہر صوبے کے دارالخلافہ میں ہر بینک کا ایک ایک ہیڈ آفس ہونا چاہیئے اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان کا ہر ممبر یہاں بیٹھے جیسے وہی اختیارات ہوں جو وہاں کی کریڈٹ کمیٹی کو ہوتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہمارا یہ دیرینہ مطالبہ وفاقی حکومت نے منظور کر لیا ہے اور وفاقی وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں اس بات کا اعلان کیا ہے۔

جناب والا، یہاں شہر میں غریبوں کے لیے ہاؤسنگ سکیم کے بارے میں بھی نکتہ اٹھایا گیا تھا۔ اور اعتراض کیا گیا۔ کہ اس کے لیے ہم نے کم رقم رکھی ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے۔ کہ یہ سات مرلہ سکیم دیہاتوں میں ہم نے شروع کی ہے۔ شہروں میں رہنے والے غریب آدمیوں کے لیے ہم نے سکیم کا اجراء کیا ہے۔ اس سکیم کے خدوخال ابھی تک پوری طرح سے واضح نہیں ہوئے۔ اسی لیے یہ صرف 5 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ جس سے اس سکیم کے خدوخال واضح ہو جائیں گے۔ تو ہمیں جتنے فنڈز کی اس سکیم کے لیے ضرورت ہوگی۔ اس کا حکومت کو پوری طرح احساس ہے جیسے ہم نے دیہاتی علاقوں میں غریب آدمیوں کو سہولیات بہم پہنچائی ہیں، بعینہٖ ہم نے شہروں میں بھی غریبوں کے لئے سہولیات مہیا کرنی ہیں۔ جناب والا، میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ جب یہ سکیم جاری ہو جائے گی۔ تو انشاء اللہ جتنے فنڈ درکار ہوں گے وہ اسے مہیا کر دیئے جائیں گے۔ فیصل آباد واٹر سپلائی سکیم کے لیے حکومت نے اس سال

40 کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے اسے بھی کچھ معزز اراکین نے تنقید کا نشانہ بنایا۔ اس سلسلے میں عرض کروں گا۔ کہ یہ ایک پرانی سکیم تھی۔ جس پہ عملدرآمد میں چند رکاوٹیں حائل تھیں اس سکیم کی اصل لاگت بڑھتے بڑھتے اب 150 کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔ اس سکیم کو بچانے کے لیئے کہ اس کی قیمت میں مزید اضافہ نہ ہو جائے۔ اور international agreement جو ہمیں جلد سے جلد مکمل کرنا ہے۔ اس لیے اتنی بڑی رقم ہم نے اس سال صرف فیصل آباد کے لیئے رکھی ہے۔ جناب والا، یہاں ایک اور بڑا اہم نکتہ بھی اٹھایا گیا کہ وفاقی حکومت نے پنجاب کے بجٹ کا خسارہ پورا کرنے کے لیئے اپنی کتابوں میں کم رقم دکھائی ہے۔ اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کروں گا۔ کہ وفاقی حکومت کا ایک اپنا ہی budjeting system ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے۔ صوبہ پنجاب اس وقت محفوظ ہو جاتا ہے جب ہمیں وفاقی حکومت سے ایک written commitment مل جائے کہ وفاقی حکومت ہمیں مختلف مدات میں سے پیسے دیتی ہے۔ یہ ان اپنا مسئلہ ہے کہ وہ کیسے distribute کرتے ہیں۔ وہ جس جس مد سے دیں یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے بہرحال جب وہ ایک مرتبہ ہمیں commitment in writing دے دیتے ہیں کہ ہم آپ کو اتنا Deficit کریں گے تو وہ بات فائنل ہو جاتی ہے۔ لہذا اس میں کسی قسم کی کوئی discrepancy میں تو سمجھتا ہوں کہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر آ گئی ہے تو اس سے ہمیں خوفزدہ ہونے کی کوئی بات نہیں کیوں کہ ہمارے پاس جو commitment وفاقی حکومت کی ہے ملنے بہرحال پورا کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس کے بعد یہاں پر یہ جو نکتہ اٹھایا گیا ہے۔ کہ ہم اپنے revenue account capital account میں سے ایک کا خسارہ دوسرے سے پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جناب والا، میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک capital account کا تعلق ہے، وہ ہم نے ویسے ہی خسارے میں دکھایا ہے۔ ہر بجٹ کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ ترقیاتی ہوتا ہے جسے ہم اے ڈی پی کہتے ہیں اور ایک حصہ غیر ترقیاتی ہوتا ہے۔ اور اس غیر ترقیاتی حصے کے بھی مزید تین حصے ہوتے ہیں۔ ان میں سے دو اہم حصے revenue account and capital account میں سے اگر کسی ایک میں کمی ہو جائے تو وہ دوسرے سے پوری کر لی جاتی ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اور کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر کسی ایک میں کمی ہے تو وہ دوسرے account سے پوری کر لی جائے گی اور ہمیں اس سلسلہ میں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا، میری ایک بہن ذکیہ شاہ نواز صاحبہ نے یہاں پر یہ اعتراض کیا تھا کہ ایک لعنت جو کہ اس صوبے کی زرخیز زمینوں کو چاٹ رہی ہے، یعنی کہ سیم اور تھور، اس کے لیئے ہم نے پونے چار کروڑ روپیے کی رقم رکھی ہے، جناب والا، میں نے اپنی تقریر میں بھی عرض کیا تھا۔ کہ ہمیں اگلے مالی سال کے دوران وفاقی حکومت سے اس سلسلہ میں ایک ارب روپے کے وصول ہونے کی پوری پوری توقع ہے اور جب وہ رقم ہمیں موصول ہو جائے گی تو انشاءاللہ اس کام پر زیادہ تیز رفتاری سے کام ہو سکے گا۔ اس کے بعد اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے میں آخری اعتراض کے متعلق ضرور عرض کرنا چاہوں گا، وہ تعلیم کی پالیسی پر تھا۔ اس ایوان میں یہ خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جہاں ہم نے تعلیم پر اتنے زیادہ پیسے مختص کر رکھے ہیں، وہاں چند سکول بنانے کے بعد بقایا رقم ضائع کر دی جائے گی۔ جناب والا، میں اس معزز ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جہاں اتنی بڑی رقم میں سے ساڑھے بارہ سو پرائمری سکول لڑکیوں کے لیئے اور 1350 مسجد مکتب سکول 319 ہائی سکول اور 483 مڈل سکول بنائیں گے۔ وہاں تعلیم کے نظام کو مزید مربوط بنانے کے لیئے ہم quality of education کو بھی improve کر رہے ہیں، اور infrastructure کو strengthen کرنے کے ساتھ ساتھ موجودہ سکولوں میں جو facilities اس وقت مہیا ہیں، ان میں مزید Improvement بھی کر دیں گے، اور یہ رقم وہاں پر خرچ کی جائے گی۔ میں اس ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلہ میں کسی قسم کا کوئی زیاں نہیں ہونے دیا جائے گا۔ آخر میں جناب والا، مَیں یہ عرض کروں گا۔ کہ ہر بجٹ جب پیش کیا جاتا ہے تو وہ ایک مخصوص قسم کا تاثر قائم رکھتا ہے۔ میں انتہائی خوشی کے ساتھ یہ بات یہاں پر عرض کرنا چاہتا ہوں، کہ یہ پہلا بجٹ ہے کہ جس میں 52 کروڑ روپیے صرف باقی سہولیات کے علاوہ 52 کروڑ روپیے صرف اور صرف اس صوبے کے غریب عوام کے لیے خرچ ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) کچی آبادیوں اور 7 مرلہ سکیم اور شہری ہاؤسنگ سکیم کے سلسلے میں، مجھے یہ انتہائی خوشی ہے۔ کہ اس بجٹ نے اس ایوان میں اور اس ایوان سے باہر جو تاثر create کیا ہے۔ وہ ایک فلاحی بجٹ ہونے کا ہے۔

سب سے آخر میں جناب والا، میں ان اپنے معزز بھائیوں کا نہایت مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے مجھ سے تعاون کیا ہے اور میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہی تعاون ہمیشہ

آپ کرتے رہیں گے، کل سے ووٹنگ کا سلسلہ شروع ہوگا۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آپ پورا سا تھ دیں گے، ہم پر شفقت فرمائیں گے۔ اور اپنے تعاون سے ہمیں نوازیں گے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا، ایک اور اعتراض اس بجٹ پر تھا۔ کہ انہوں نے عوامی نمائندوں کی رائے نہیں لی تھی۔ اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ چلیں یہ وعدہ ہی کر لیں کہ آئندہ سال مشورہ کریں گے۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ کی تقریر ختم ہو گئی ہے اس وقت یہ اعتراض مناسب نہیں اور اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی کل صبح ۹ بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

سوموار، ۲ جون، ۱۹۸۶ء

(دوشنبہ، ۲۴ رمضان المبارک، ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ شمارہ ۱۵

سرکاری رپورٹ

مندرجات

سوموار، ۲ جون، ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ---------- ۱۱۶۷

قرارداد تعزیت ---------- ۱۱۶۸

تحریک ہوا عید پر بحث ---------- ۱۱۷۰

ایم پی اے پر ناروا ریک حملے اور لین دین کا بہتان ---------- ۱۱۸۱

اراکین اسمبلی کی رخصت ---------- ۱۲۰۰

میزانیہ برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری- ۱۲۰۴

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

سوموار 2 ـ جون 1986ء
دوشنبہ ـ 23 رمضان المبارک 1406ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ
اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ
اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ
اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ
يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا
وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(سورۃ نساء آیت ۱۴۷ ـ ۱۴۸ ـ ۱۴۹ ـ ۱۵۲ تا ۴۰)

ـ اگر تم اللہ کے شکر گزار ہو اور اس پر مکمل ایمان رکھتے ہو تو اللہ تم کو سزا دے کر کیا کرے گا؟ اور اللہ تو بڑا قدر شناس و دانا ہے

مظلوم کے سوا اللہ اس بات کو بالکل پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو دشنام طرازی یا علانیہ بُرا کہے اور اللہ تو سب کچھ سنتا جانتا ہے۔

اگر تم کھلم کھلا بُرائی کرو گے یا چھپا کر۔ یا بُرائی سے درگذر کرو گے تو اللہ بھی معاف کرنے والا صاحب قدرت ہے

اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاتے اور ان میں سے کسی میں فرق نہ کیا۔ (سب کو مانا) ایسے لوگوں کو وہ عنقریب ان کی اچھائیوں کے صلے عطا فرمائے گا اور اللہ تو بخشنے والا بڑا مہربان ہے

بیشک اللہ کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور نیکی و اچھائی کی ہوگی تو وہ اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کرے گا۔ وما علینا الا البلاغ

قرارداد تعزیت

جناب ریاض امیر المعروف چودھری عبدالحق بھٹی۔ جناب سپیکر کراچی میں 21 آدمی طوفان کی وجہ سے جان بحق ہوئے ہیں۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

حاجی محمد بوٹا: جناب سپیکر میں ایک قرار داد تعزیت پیش کرنی چاہتا ہوں۔

میاں مختار احمد شیخ ایم پی اے ملتان کی خوشدامن اور بیگم فرخ ایم۔ این۔ اے کی والدہ ماجدہ بیگم میاں غلام قیصر (مرحوم) کی وفات پر میں قرار داد تعزیت پیش کرتا ہوں۔

میں اپنے معزز ایوان کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہوں۔ جو کہ میاں مختار احمد شیخ ایم۔ پی۔ اے کی خوش دامن کی وفات پر ہم ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ آمین۔ آپ کو اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ اس بے پایاں تکلیف کو برداشت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ دعائے مغفرت فرمائی جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا کہ میں بھی میاں مختار احمد شیخ صاحب کا شریک غم ہوں۔ لیکن اس معزز ایوان کا طریقہ کار یہ نہیں رہا کہ تمام ارکان کے رشتے داروں کے لیے دعائے مغفرت کی جائے حالانکہ اسلام میں تو یہ جائز ہے۔ اس کا ایک طریقہ کار آپ کو بنانا ہوگا۔ یا پھر ایک فہرست بنوا لیں کہ جس جس ایم پی اے کا جو جو رشتے دار فوت ہوا ہے۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔ یہ کوئی طریقہ کار نہیں۔ یہ کسی شخصیت کے لیے یا کسی رکن کے لیے یا کسی ایسے حادثے کے لیے درست ہے۔ لیکن ارکان اسمبلی کے رشتے داروں کے لیے دعائے مغفرت کی روایات یہاں موجود نہیں۔ اگر یہ روایت شروع کی گئی تو کم از کم ہمیں چار گھنٹے دریافت کرنے میں لگیں گے کہ کس کس رکن کا کون کون عزیز فوت ہوا ہے تاکہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔ یہ مناسب نہیں۔ اور یہاں روایات بھی ایسی ویسے جیسے آپ فرمائیں۔ ہمیں ان سے ہمدردی ہے۔ اور ہماری یہ دعا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

جناب سپیکر: سردار زادہ سید ظفر عباس صاحب اس سلسلے میں کیا فرمائیں گے؟

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب والا! میں اس کے متعلق یہ عرض کروں گا۔ اب چونکہ تذکرہ ہوگیا ہے اب دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔ آئندہ کے لیے جیسا کہ رانا پھول محمد خان صاحب نے اعتراض کیا ہے دوسرے ارکان سے استدعا بھی کروں گا کہ ایسی چیزوں سے اجتناب کیا کریں۔

رانا پھول محمد خان: اگر آج ہم اس پر عمل کرینگے تو یہ ایک روایت قائم ہوگی۔ پھر ہم کیسے انکار کر سکتے ہیں۔ میں جناب منسٹر صاحب سے جناب کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا۔ ایک روایت قائم ہونے کے بعد پھر آپ کسی کو انکار نہیں کر سکتے۔ یہ ایک ایسا انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے کہ اس میں اختلاف کا کوئی مسئلہ بھی نہیں۔ لیکن اس ہاؤس کو ہاؤس رہنا چاہیئے، یہ فاتحہ گھر نہیں۔ پھر تو آپ کو فہرست بنانی پڑے گی۔ جناب میری ماسی صاحبہ بھی فوت ہو گئی تھی۔ ان کا بھی فاتحہ لگانا ہے۔ اس کو بھی شامل کر لیجیئے۔ (قہقہہ)

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ ان کی رائے سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! رانا پھول محمد خان صاحب بھی پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ انہوں نے جو نکتہ اٹھایا ہے مجھے ان سے اتفاق ہے۔ کیوں کہ یہاں سربراہ مملکت، ایم این اے، سابقہ ایم این اے موجودہ ایم پی اے یا ان کے کوئی بیٹے یا بیوی کے لیئے فاتحہ ہوتا ہے دور کے رشتے داروں کے لیے نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: آج اس قرارداد کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ پھر روایت ہو جائے گی یہ پلیش نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں تو جناب مخدوم صاحب اور رانا صاحب کا ہمنوا ہوں۔ ہمیں کوئی ایسی روایت پیدا نہیں کرنی چاہیئے جو روایت کے خلاف ہو۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ جس خاتون کے لیے اس ایوان میں فاتحہ خوانی کی جا رہی ہے ان کا تعلق جھنگ سے ہے اور وہ احمدی ہے۔ اس لیے اس ایوان میں کسی احمدی خاتون کے لیے فاتحہ خوانی نہیں کی

جا سکتی۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب اب آپ کی کیا رائے ہے۔ جیسے اراکین اسمبلی نے فرمایا ہے۔

آوازیں: واپس لی جائے۔

حاجی محمد بوٹا: جناب والا! میں اس کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

تحریکِ مواعید پر بحث

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش ہے کہ اس معزز ایوان میں جو کارروائی ہوتی ہے اس کا احترام وزراء، ہمارے اور جناب کے لیے یکساں ہے۔ یہاں ممتاز بھچر صاحب کا ایوان زراعت کے متعلق ایک سوال تھا، حالانکہ دوسرے صوبوں میں بھی ایوان زراعت بن چکے ہیں اور مرکزی ایوان زراعت میں صرف رکاوٹ یہ ہے کہ پنجاب سے ابھی انتخاب نہیں ہوا۔ جناب سردار عارف رشید صاحب نے تسلی دی تھی کہ 31 دسمبر 1985 تک ایوان زراعت کا انتخاب کرا دیا جائے گا۔ یہ درست ہے کہ 31 دسمبر 1985 کے بعد وزیر زراعت کا محکمہ تبدیل ہو گیا۔ لیکن اس محکمے میں کیے ہوئے وعدے، اس محکمے میں تھا یا فائلیں ضائع نہیں ہو سکتیں اب یہ تجویز انشورنس کمیٹی کے پاس جانی چاہیئے تھی۔ لیکن دوبارہ سردار صاحب نے جناب کے چیمبر میں پھر وعدہ فرمایا تھا کہ ہم یہ بنا رہے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ یا تو وزیر زراعت صاحب ہمیں آج پھر دوبارہ یقین دلائیں کہ اسی اجلاس میں پرسوں تک اس کے لیے فیصلہ کریں گے۔ یا پھر ان کی تحریک انشورنس کمیٹی کے لیے قبول فرمائیے۔ اخبار میں یہ پڑھنے کے بعد کہ "بھیڑوں" کی انجمن بھی بن گئی ہے لیکن اس ایوان کی اکثریت زمیندار اور کاشت کار بیٹھے ہوتے ہیں، ایک ان کی انجمن نہیں۔ ان کو منظم نہ ہونے دینے کی وجوہات کیا ہیں؟ آخر ہمارا گناہ کیا ہے؟ اسّی لاکھ افراد کی ممبر شپ ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے۔

رانا پھول محمد خان: اس بارہ لاکھ روپیہ کے فنڈز میں وزیر زراعت صاحب فرما دیں۔

کہ یہ انتخابات کرانا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اور اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

جناب سپیکر: وزیر زراعت صاحب اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے ؟

وزیر زراعت: جناب والا ! جیسا کہ جناب کے علم میں ہے۔ میرے پاس PartFolio دس یا بارہ اپریل کو آیا ہے۔ جب میرے نوٹس میں یہ بات لائی گئی تو میں نے اس پر نوٹس لیا۔ اور اس کی تحقیق کی، اس کا جواب بھی جناب والا کے آفس کو، سیکرٹریٹ کو لکھ کر روانہ کیا گیا۔ لیکن انہوں نے وہ جواب وصول نہیں کیا۔ کہ اس کو ویسے ہی اپنے پاس رکھیں اور مناسب وقت پر اس کو discuss کر لیا جائے گا۔ اس اجلاس میں تو یہ نہیں ہو سکتا۔ اس میں کافی ساری ایسی چیزیں تھیں۔ جن پر promoters کی میٹنگ بلائی گئی تھی۔ اس میٹنگ میں اتفاق نہ ہو سکا اور سب صاحبان نے یہ میٹنگ attend نہ کی، یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے۔ اس میں کئی چیزیں ایسی ہیں کہ کاشتکاروں کے مفاد کا اس میں تحفظ نہیں ہو رہا۔ اس میں ایک خاص حد تک تو مفاد کا تحفظ ہو رہا ہے ورنہ عام کسان اور زمیندار کا نہیں ہو رہا۔ اس میں Articles of Association میں کچھ ترامیم کی ضرورت ہے۔ اس بارے میں فائل پر جو چیز موجود ہے وہ یہ ہے کہ میرے فاضل پیش رو نے کوئی میٹنگ بلائی تھی جو سارے promoters کی طرف سے attend نہ ہو سکی۔ promoters دوبارہ آپس میں بیٹھ کر اس کو revise کریں گے۔ اور اس میں دیکھا جائے گا کہ کس طریقے سے اس کو ترمیم کیا جاتا ہے۔ اس کی روشنی میں کام کیا جائے گا۔ بہرحال گورنمنٹ اس اجلاس کے بعد جلد از جلد میٹنگ بلائے گی، میں نے پہلے بھی ممبر صاحب سے عرض کیا ہے کہ جو نہی آپ کو وقت ملتا ہے، ہمارے ساتھ بیٹھ کر اس Article by Article اور Section by Section پڑھ لیں۔ اور اس میں جو اصلاح کی ضرورت ہے، وہ کر لی جائے۔ تاکہ ہمیں جو کام بھی کرنا چاہیئے وہ انتہائی سوچ بچار کے بعد کرنا چاہیئے۔ تاریخ تو میں نہیں دے سکتا۔ لیکن انشاءاللہ اس کی تکمیل کے لیے بہت جلد کوشش کریں گے۔ جو نہی اسمبلی کا اجلاس ختم ہو گا تو میں ان افراد سے مل کر بیٹھ جاؤں گا۔ اور اس کو بہت جلد تکمیل کرنے کی کوشش کریں گے۔

رانا پھول محمد خان: "جلد از جلد" تو 2000 میں بھی آ سکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی تاریخ مقرر کریں کہ اتنے دن کے اندر یہ کر دیں گے۔ اگر وہ ہمیں تسلی دیتے ہیں، پھر انشورنس کمیٹی کے پاس ان کا، وزیر زراعت کا بھی مسئلہ چلے گا۔ پہلے تو انہوں نے روک لیا تھا۔ اب آپ کو ہمیں ایک حتمی تاریخ دے دینی چاہیئے۔ یہ "جلد از جلد" کے وعدہ میں تو کوئی تاریخ نہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو عرض کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ دراصل یہ معاملہ اس طرح ہے، جیسا کہ آپ کے علم میں ہے، آپ کے پیش رو جناب سردار عارف رشید صاحب نے یہاں اس معزز ایوان میں یقین دہانی کرائی تھی کہ 31 دسمبر تک ایوان زراعت پنجاب میں قائم ہو جائے گا۔ جب ایوان زراعت 31 دسمبر تک قائم نہ ہو سکا۔ تو اس کے محرک جناب ملک ممتاز بھچر صاحب نے مجھے لکھ بھیجا کہ یہ معاملہ ایشورنس کمیٹی کو بھیجا جائے کیونکہ وزیر موصوف نے ایک یقین دہانی ایوان کے فلور پر کرانے کے بعد اس پر عمل درآمد نہیں کیا۔ عام طور پر یہ طریقہ کار رہا ہے کہ میں نے اس کا جائزہ لیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ بجائے اس کے کہ اس کو ایشورنس کمیٹی کے پاس بھیجا جائے، میں نے جناب عارف رشید صاحب کو لکھ بھیجا اور پھر میرے چیمبر میں جناب وزیر زراعت اور جناب ملک ممتاز بھچر صاحب کی میٹنگ ہوئی۔ اس میں جناب سردار صاحب نے تسلیم کر لیا تھا کہ یہ ایوان زراعت بننا چاہیئے۔ اور یہ بنے گا۔ اور میں اس سلسلے میں فوری طور پر جناب چیف منسٹر صاحب سے بات کرتا ہوں اور ان کی منظوری حاصل کر کے ہم یہ بتاتے ہیں۔ اور اس میں انہوں نے ملک ممتاز صاحب کے جو جملہ معاملات تھے، جس میں انہیں confusion تھا وہ تسلیم کر لیے تھے۔ اب میں بھی سمجھتا ہوں، آپ کو یہ مناسب معلوم ہو تو ہم اس سلسلے میں ایک میٹنگ کر سکتے ہیں۔ ملک صاحب سے میرے پاس میٹنگ ہو سکتی ہے۔ ہم آج یا کل میٹنگ کر لیتے ہیں۔ سردار صاحب کو بھی اس میں زحمت دے دیتے ہیں اور وہاں بیٹھ کر اس کو طے کر لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد آپ اس پوزیشن میں ہوں گے۔ کہ آپ بتا سکیں گے کہ کب تک آپ ایوان زراعت بنا سکیں گے

وزیر زراعت: درست ہے۔ ہم میٹنگ کر لیں گے اور اس کے بعد ہی معاملات کو دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کو کب تک بنا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ رانا صاحب میرا خیال ہے اب آپ کو اس سے اتفاق ہونا چاہیئے۔

رانا پھول محمد خان: تو پرسوں آپ ہمیں اس سے آگاہ فرمائیں گے؟ اس کے علاوہ ایک چیز اور بھی ہے کہ ہم اپنے پرائیویٹ ڈے کا نقصان نہیں ہونے دیں گے۔ ہم صرف تخفیف زر سننے کے لیے ہی نہیں آئے بلکہ اس لیئے بھی اس ایوان میں آئے ہیں کہ صوبے کے عوام کی تکالیف اور ان کے معاملات یہاں پیش کر سکیں۔ جناب والا! اگر یہ اجلاس پانچ تاریخ کو ختم ہو جاتا ہے تو اس معزز ایوان کے ارکان کی پرائیویٹ ڈے کے سلسلے میں

حق تلفی ہوتی ہے۔ یا تو آپ اجلاس کو عید کے بعد کی کسی تاریخ کے لیئے ملتوی کر دیں، یا پھر عید سب یہیں منائیں۔ ہم عید کی قربانی دے سکتے ہیں لیکن عوام کی تکالیف یہاں پیش کرنے کی قربانی نہیں دے سکتے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ یہ فیصلہ جناب کو آج کرنا چاہیئے۔ بجٹ پاس کرنے کے بعد چھٹی اور اس صوبے کے عوام لا وارث! یہ مناسب نہیں ہے، اس پر حکم دے دیجیئے۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں جناب لاء منسٹر صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! ویسے تو ابھی تک آٹھ تاریخ تک اجلاس ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر پانچ کو یہ اجلاس ختم ہوگیا۔ تو ہم انشاءاللہ آئندہ اجلاس میں Private day کا مداوہ کر دیں گے ہم انہیں مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہیں کہ ان کے وہ بل آئندہ اجلاس میں لیے جائیں گے۔

رانا پھول محمد خان: قومی اہمیت کے معاملات اگلے اجلاس تک ملتوی نہیں کیئے جا سکتے جن معاملات کو ہم نے زیر غور لانا ہے۔ ان کو آئندہ اجلاس تک کے لیے کیسے ملتوی کیا جا سکتا ہے؟ ممکن ہے کہ میں کوئی چیز پیش کرنا چاہتا ہوں اور آئندہ اجلاس سے پہلے میری موت واقع ہو جائے۔ تو میں اپنے فرائض میں کوتاہی کر کے مر گیا اور عوام کے جذبات آپ تک نہ پہنچا سکا، اس لیے یہ وعدہ درست نہیں۔

جناب میاں مختار احمد شیخ: جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ 27 تاریخ کو منگل کا دن تھا وہ ہضم ہو چکا ہے۔ اب 3 تاریخ کو منگل ہے براہ مہربانی اس کو پرائیویٹ ممبر ڈے ہی رہنے دیا جائے اور اس میں سرکاری کام نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس میں طے ہو چکا ہے کہ منگل یعنی 3 تاریخ کو جو میٹنگ ہو گی آپ کو ایجنڈا بھیج دیا گیا ہے۔ ہم نے 3 اور 27 تاریخ کے بدلے میں 7 اور 8 تاریخیں غیر سرکاری کارروائی کے لیے مقرر کی ہیں جس کا پروگرام بھی آپ کو مل چکا ہوگا۔ رانا صاحب اس خدشے کا اظہار کر رہے ہیں بشائد یہ ہاؤس 5 تاریخ کو غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو جائے۔ اور 8/7 جو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہیں ان میں کام نہ ہو سکے اس خدشے کا اظہار وہ کر رہے ہیں۔ اور وزیر قانون یہ فرما رہے ہیں کہ اگر گورنر صاحب نے یہ 5 تاریخ کو یہ اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا 6 تاریخ کو جمعۃ الوداع اور 8 تاریخ کو عید الفطر کی چھٹی ہے۔ جس کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ اس میں ایک دن 7 تاریخ کا بقایا رہ جاتا ہے۔ یہ چیز بھی دیکھنے والی ہے کہ کیا معزز اراکین اسمبلی جمعۃ الوداع کی چھٹی اپنے گھر منانے کے بعد صرف 7 تاریخ کے لیئے

یہاں آسکیں گے؟ نہیں آسکیں گے۔ اب اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہوگا کہ یہ سیشن 5 تاریخ کو Prorogue ہو جائے۔ اور اس کے بعد جیسا کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ عید کے بعد جب اجلاس ہوگا تو اس میں پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لیے میں آپ کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ آپ کے پرائیویٹ ممبرز ڈے کا تحفظ کرنا اور ان میں آپ کے معاملات کے پیش ہونے کا میں ذمہ دار ہوں۔ میں یقین دہانی کراتا ہوں انشاءاللہ تعالیٰ آپ آئیں گے اور ان میں آپ کے معاملات پیش ہوں گے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! اسلام میں ہے کہ اگر آپ ادھار کرو تو وعدے پر واپس کردو۔ جناب نے ہم سے ایک دن پچھلا ادھار لیا تھا اور اگلا دن پھر ضائع ہوتا ہے۔ ہمارا ادھار ہمیں فوری طور پر ادا کرنا چاہیئے۔ اور گورنر صاحب کے اجلاس ملتوی کرنے سے پہلے جناب کو یہ اختیار ہے۔ جناب بھی کسی تاریخ کے لیے بھی اس اجلاس کو اگلی تاریخ تک ملتوی کردیں اور وہ ملتوی اس طرح تصور ہوگا۔ جیسے یہ اجلاس جاری ہے اور اس میں کچھ چھٹیاں آگئیں، ہمارا ادھار جلد آپ کو واپس کرنا چاہیئے۔ چونکہ ہمارے آئین میں یہ موجود ہے۔ اس ملک سے وہ تمام قوانین ختم کر دیے جائیں گے جو اسلام کے منافی ہوں۔ ادھار کا وعدہ اور واپسی اسلام میں عین وعدے کے مطابق ہونی چاہیئے۔ وعدے کے مطابق پورا نہیں ہو رہا میری گزارش یہ ہے کہ اگر اس کو عید کے بعد بھی کسی تاریخ کے لیے آپ ہمیں دو دن دے دیں۔ اس طرح ان کی قانون سازی بھی جاری رہے گی، سرکاری کام بھی چل جائے گا۔ میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ یہاں یہ طریقہ کار رہا ہے اگر اب طریقہ کار کی روایت کو تبدیل کیا گیا تو ممکن ہے اگلے اجلاس تک کئی مسئلے زیر بحث آئیں گے۔

جناب سپیکر : اجلاس کا بلانا جناب گورنر کے اختیار میں ہے اور یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ اجلاس جناب گورنر بلاتے ہیں۔ سپیکر صرف ایک صورت میں اجلاس طلب کرسکتا ہے۔ جب اراکین کی طرف سے requisition ہو۔ اور اس میں ایک تعداد مقرر ہے۔ اگر ممبران چاہیں گے تو ایسا ہوگا۔ اگرچہ اس سے پہلے ایسا کوئی precedent نہیں کہ ممبرز نے لکھ کر دیا ہو اور اجلاس بلایا گیا ہو۔ ہماری پنجاب اسمبلی میں ایسی کوئی روایت مجھے نظر نہیں آئی۔ عام طور پر گورنر صاحب اجلاس بلاتے ہیں اور وہی ملتوی کرتے ہیں۔ اس میں حکومت کے پاس جو بزنس ہوتا ہے۔ اس کے پیش نظر اجلاس بلایا جاتا ہے لیکن میں آپ کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں۔

جب اجلاس عیدالفطر کے بعد بلایا جائے گا۔ تو اس کے آپ کے پرائیویٹ ممبرز ڈے میں ریزولیشن بل اور دیگر معاملات ٹھیک اُپ نہیں ہو سکے میں آپ کو ذاتی یقین دھانی کراؤں گا کہ اگلے اجلاس میں وہ دن بھی اس میں شامل کریں گے۔ اور آپ کے حقوق کا ہر طرح سے تحفظ ہوگا۔

رانا پھول محمد خان : یہ کافی ہے کہ ممبروں کی تعداد نے لکھ کر دینا ہوگا۔ کہ ہم اپنی پارٹی کے پابند ہیں ہم پارٹی کی مرضی کے خلاف اجلاس بلانا نہیں چاہتے لیکن آج تمام ہاؤس چند ممبروں کی مقررشدہ تعداد کے علاوہ سارے ہاؤس کی یہ خواہش ہے کہ ہمارے پرائیویٹ ڈیز ہمیں عید کے بعد دیئے جائیں۔ جب سارا ہاؤس آپ سے مطالبہ کرتا ہے۔ پھر ممبروں کی تعداد کی ضرورت نہیں رہ جاتی اور وہ ایسے ہی ہے۔ جیسے یہ ممبران آپ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ اجلاس بلایا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! اس ایوان کو requisition تصور کیا جاتے کیونکہ تمام ایوان اس بات پر متفق ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر! مجھے وہ آرٹیکل بتائیں گے جس کے تحت گورنر صاحب اجلاس طلب کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! آرٹیکل 109 پڑھنے سے پہلے

Article 109 : The Governor may from time to time :—

(a) summon the Provincial Assembly to meet at such time and place as he thinks fit ; and

(b) prorogue the Provincial Assembly.

اب آپ آرٹیکل 90 پر آئیں۔

Article 90 : The executive authority of the Federation shall vest in the President and shall be exercised by him, either directly or throngh officers subordinate to him, in accordance with the Constitution.

اس کے بعد آرٹیکل 127

This is under Article 127, has been applied to the Province, therefore, it is to be read here instead of the word "President" to be read the word "Governor."

Now, Sir, I take you to Article 91.

اب میں آپ کو آرٹیکل 91 پر لے چلتا ہوں۔

This is also applicable to be read in matter of the Province in regard to "Prime Minister" the word "Chief Minister" to be read.

There shall be a Cabinet of Ministers with the Prime Minister, there we will read. Chief Minister, at its head to aid Governor in the exercise of his powers.

جناب گورنر صاحب کا تو نام لیا جاتا ہے۔ اصل میں Executive Authority کا کام کابینہ کرتی ہے۔ اب اگر یہ نہ کرنا چاہیں اور بات ہے۔ یہ الزام گورنر پر نہیں جائے گا۔ یہ اسں کابینہ کو جائے گا۔ کیونکہ ان کے مشورے پر گورنر نے Prorogue کرنا ہے یعنی کرنا ہے۔ یہ تمام ان کے مشورے پر ہوتا ہے۔ گورنر صاحب کا تو صرف نام ہے۔ لہذا آپ اپنے وزیروں سے پوچھئے وہ یہاں پرائیویٹ ممبرز ڈے دینا چاہتے ہیں یا نہیں۔

وزیر قانون: آرٹیکل 90—91 آرٹیکل 127 میں نہیں آتے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایسی کوئی جھگڑے والی بات نہیں۔ گورنر صاحب ہی اجلاس بلاتے ہیں۔ لیکن اس میں موجودہ حکومت کی ضروریات یا قانون سازی کا کام ہے۔ یا دوسرے معاملات ہیں تو ان کے مشورے سے گورنر صاحب اجلاس بلاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک شبہ نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہاں جو بات اٹھائی گئی ہے۔ کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے عیدالفطر کے بعد ملتوی ہو جانا چاہیئے۔ عید کے بعد وہ پرائیویٹ اراکین کے دن پورے کئے جائیں۔ اس بارہ میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟۔

وزیر قانون: جناب والا! میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں جناب چیف منسٹر صاحب سے بات کرکے بتا سکوں گا۔

جناب سپیکر: اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ جناب لاء منسٹر صاحب یہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ Leader of the House سے مشورہ کرنے کے بعد کل اس ضمن میں بات کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کو موقع دینا چاہیئے کہ وہ ان سے بات کرلیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! آپ میرے حقوق کو بھی مدنظر رکھیں صرف لیڈر آف دی ہاؤس decide نہیں کرسکتا۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کو consolidate کرنا پڑے گا۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب والا، رول 23 بڑا واضح ہے۔

جناب سپیکر : میاں صاحب ! اس میں کیا چیز واضح نہیں ؟

میاں مختار احمد شیخ : جناب والا یہ پرائیویٹ ڈیز کو اگر دوسرے کاموں میں absorb کرتے ہیں تو یہ لازمی ہے کہ پرائیویٹ private days دئے جائیں۔

جناب سپیکر : اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہیں یہ صحیح بات ہے

میاں مختار احمد شیخ : جناب والا یہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ اجلاس within four months ہوگا

جناب سپیکر : کیا ہمارے لئے لازم ہے ؟

میاں مختار احمد شیخ : جی ہاں ۔

جناب سپیکر : ہم نے اپنے پروگرام میں اس شیڈول ملحقات اور آٹھ تاریخوں کو رکھ لیا ہے ۔

میاں مختار احمد شیخ : جناب والا ! یہی میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر اجلاس پانچ تاریخ کو ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ دن تو ختم ہو گئے بہتر یہی ہے کہ کل کا دن ہمیں دے دیا جائے۔

جناب سپیکر : اس میں یہ بات طے ہوئی کہ جناب منسٹر صاحب کل اس سلسلہ میں اپنی پوزیشن واضح کریں گے۔

وزیر زراعت : (چوہدری عبدالغفور) جناب والا جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نے یہ نکتہ اٹھایا تھا کہ آرٹیکل 90 اور 91 وہ آرٹیکل 127 کے تحت صوبوں پر اپلائی کرتے ہیں جو وہی پاورز 90 اور 91 کے تحت پریذیڈنٹ کو Available ہیں وہی گورنر کو اور چیف منسٹر پر لاگو ہونگی لیکن اس بارے میں جناب کا ارشاد نہیں آیا کہ یہ قانون کی ایک غلط توضیح تھی جو پیش کی جا رہی ہے۔ آرٹیکل 90، 91 جو آرٹیکل 127 کے تحت صوبوں کو اپلائی نہیں کرتا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : قبلہ ! میں عرض کرتا ہوں کہ میں تو جاہل آدمی ہوں۔

Article 127. "Subject to the Constitution, the provision of Clause 2(28) of Article 53, clauses (2) and (3) of 54, Article 55, Article 63, Article 67, Article 69, Article 77, Article 87, and Article 88 shall apply to and in relation to the Provincial Assembly or a Committee thereof or the Provincial Government, but so that any reference in these Provision to Majlis-e-Shoora any reference in these provision to the President shall be read as the Governor.

وزیر زراعت : (چوہدری عبدالغفور) جناب والا ! میں یہ چاہوں گا کہ آئین دوبارہ پڑھ لیں اس میں آرٹیکل 88 اور تین چار آرٹیکل ہیں

Any reference to those provisions to Majlis-e-Shoora . . .

ان آرٹیکل کے تحت 90 اور 91 کے تحت نہیں۔ جناب والا۔ جناب ایک دفعہ دوبارہ پڑھ لیں۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud : Sir I am in possession of the floor.

جناب سپیکر : چوہدری صاحب ! مخدوم زادہ صاحب اپنی بات explain کر رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب اس کا سیکشن بی ہے کہ !

Article 127 (b) any reference in those provisions to the President shall be read as a reference to the Governor of the Province.

Any reference to the Provincial Government shall be read in reference to the Provincial Government. This is how the Constitution applies to the Provincial Sector.

Minister for Agriculture : Sir, I would submit most respectfully that my learned friend is absolutely incorrect . . .

اور میں حیران ہوں کہ ایک دفعہ خود ہی پڑھنے کے بعد جو آرٹیکل جناب والا نے پڑھے ہیں وہ ہیں آرٹیکل 53 ، آرٹیکل 54 ، آرٹیکل 55 ، آرٹیکل 63 تا 67 ، آرٹیکل 69 ، آرٹیکل 77 آرٹیکل 87 اور آرٹیکل 88 ،

shall apply to and in relation to a Provincial Assembly or a Committee, or members thereof or the Provincial Government, but so that. Any reference to those provisions in those Articles referred to above.

ان آرٹیکل کے علاوہ آپ ریفرینس نہیں دے سکتے یہ جو آپ نے کہا ہے

Article 127 (a) Any reference in those provision to (Majlis-e-Shoora (Parliament), a House or the National Assembly shall be read as a reference to the Provincial Assembly ;

Only in those Articles referred to and read in Article 127.

آرٹیکل 88 کے بعد 90 اور 91 اس میں نہیں آتے اور میں تو یہاں تک عرض کر رہا ہوں کہ آپ کا یہ

استدلال 90 اور 91 پڑھنے کے بعد کہ یہ 127 کے تحت ان Provision میں اپلائی ہوگی پارلیمنٹ کو اور پریذیڈنٹ کو یہ غلط ہے۔ یہ بات صرف ان آرٹیکل تک محدود ہے جو 127 کے تحت referred ہیں اور جو referred نہیں ہیں ان کے متعلق یہ بات نہیں کی جا رہی۔ یہ بات اتنی سادہ اور عام فہم ہے کہ ہر آدمی سمجھ سکتا ہے میں بھی غلط ہو سکتا ہوں مجھے کوئی حفظ نہیں لیکن جو بات غلط ہے اسے تسلیم کرنے میں greatness ہے

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب! یہ آرٹیکل 129 ذرا دیکھ لیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! آرٹیکل 130 بھی آتا ہے۔

Sir, let me first present my case. If it was to stop all the Provincial Governments and no 'coma' then the Agriculture Minister (the former Law Minister) was right, but if you read after the 'coma', but so that.

جناب سپیکر: یہ کونسا آرٹیکل ہے؟

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud

Article 127.

, but so that :—

(a) any reference in those provisions to (Majlis-e-Shoora) (Parliament), a House or the National Assembly shall be read as a reference to the Provincial Assembly ;

(b) any reference in those provisions to the President shall be read as a reference to the Governor of the Province :

(c) any reference in those provisions to the Federal Government shall be read as a reference to the Provincial Government.

(d) any reference in those provisions to the Prime Minister shall be read as a reference to the Chief Minister ;

(e) any reference in those provisions to a Federal Minister shall be read as a refence to a Provincial Minister ;

(f) any referance in those provisions to the National Assembly of Pakistan shall be read as as a reference to the Provincial Assembly in existence immediately before the commencing day ; and

(g) the said clause (2) of Article 54 shall have effect as if, in the proviso thereto, for the words "one hundred and thirty" the word "seventy" were substituted.

All this applies to the Constitution and when I refer you to Article 90 and Article 91 that I was to give a relationship that the powers were the same. Please read Article 129.

Article 129. The executive authority of the Province shall vest in the Governor and shall be exercised by him, either directly or through officers subordinate to him, in accordance with the Constitution.

Now, read Article 130.

Article 130. (1) There shall be a Cabinet of Ministers with the Chief Minister at its head, to aid and advise the Governor in the exercise of his functions.

Now, Sir, how am I irrelevant. My point was that as in the case of the Federal Government, the President is bound by the advice of the Prime Minister and the Cabinet, so is the Governor bound by the advice of the Chief Minister and the Cabinet It is their responsibility to advise the Governor either to prorogue or to call. This was my argument. This is not the Governor's power in his discretion. There are two powers of the Governor. From 1935 Act there were discetionary powers of the Governor and there were powers of the Governor-in-Council. When the powers of the Governor-in-Council is called then the Cabinet is responsible. Where in his discretion. he does same thing under the Constitution the Cabinet is not even consulted. There are two powers which they must understand. Unfortunately in 1973 Constitution there are no discretionary powers. They are responsible for all acts of the Governor as the Queen is totally innocent in discretion, why, because the power vest in the Cabinet. There is no fault committed by the Governor. It is the advisers who would be called guilty, so they are responsible for advising the Governor to prorogue or to summon. On his own he cannot.

وزیر زراعت : تو یہ بات اگر آرٹیکل 90 اور 91 میں cover کر لیتے پھر آرٹیکل 129 اور 120 کی کیا ضرورت تھی اس لئے یہ بات کہنا کہ آرٹیکل 127 کے تحت آرٹیکل 90 اور 91 اور پھر...

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں آپ کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کی Assurance Committee کے چیئرمین کا ابھی تک انتخاب نہیں ہوا آپ ازراہ کرم مجلس سرکاری مواعید کے ارکان کو یہ ہدایات دیں کہ وہ جلد از جلد اپنی میٹنگ بلا کر چیئرمین کا انتخاب کر لیں کیونکہ میری بھی ایک تحریک استحقاق پر اور ایک قرارداد پر حکومت کی طرف سے دو مرتبہ یقین دہانی کرائی گئی تھی مگر اس یقین دہانی کے باوجود ابھی تک اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ اگر اس کمیٹی کا چیئرمین منتخب ہو جائے کیونکہ کافی وقت گزر چکا ہے میں یہ مسئلہ مجلس سرکاری مواعید کو ریفر کرنے کے لئے آپ کا ایک نوٹس دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ انشورنس کا نوٹس اسمبلی سیکرٹریٹ کو ارسال کریں۔ ہم وہ مجلس سرکاری مواعید کو ریفر کریں گے اور خود بخود اس پر مجلس سرکاری مواعید کی میٹنگ ہوگی اور اس میں ان کو اپنا چیئرمین منتخب کرنا ہوگا۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر : اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ اس میں ایک تحریک استحقاق ہے۔ میاں محمود احمد صاحب کی نمبر 16...... وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں اس لئے ہم اس کو زیر التوا رکھتے ہیں۔ محرک موجود نہیں۔ اس کے بعد میاں محمود احمد صاحب کی دوسری تحریک استحقاق بھی التوا میں رکھ لیتے ہیں اب مولانا منظور احمد چنیوٹی کی تحریک استحقاق پیش ہے۔

ایم پی اے پر مار دھاڑ، رکیک حملے اور لین دین کا بہتان

مولانا منظور احمد چنیوٹی : حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 28 مئی 1986 کو متعدد ارکان اسمبلی نے میرے ایک اخباری بیان کے خلاف متعدد تحاریک استحقاق پیش کیں۔ اسمبلی کے رکن جناب جمشید عباس تھیم نے ایوان میں تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہم لاعلمی میں مولانا کو عالم دین سمجھتے رہے ہیں مولانا کا بیان شرمناک حرکت ہے سپیکر کا احترام

برقرار رکھنا ایوان کی ذمہ داری ہے۔ پہلے سپیکر کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی گئی کہ وہ قادیانی ہیں پھر کچھ لے کر تحریک واپس لے لی بلیک میل کرنے والوں کا یہی وطیرہ ہوتا ہے۔ پہلے تحریک پیش کرتے ہیں اور رات کو تحریک واپس لے لیتے ہیں۔ اب معمولی سی ناراضگی پر کسی تاجر کی طرح بقایا طلب کیا جا رہا ہے۔

منظور احمد چنیوٹی کے ایمان کی کمزوری درست کی جائے۔ جناب والا! ایوان میں مذکورہ رکن اسمبلی اور بعض دیگر اراکین کی تقریروں سے جو قومی اخبارات میں بھی شائع ہوئی ہیں، میرے ایمان اور دیانت کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔ میری ذات پر ناروا اور رکیک حملے کئے گئے ہیں۔ لین دین کا بہتان عظیم لگایا گیا ہے جس سے بہ حیثیت عالم دین میری شہرت کو زبردست نقصان پہنچا ہے اور میرے عقیدت مندوں کے جذبات بری طرح مجروح ہوئے ہیں اور فاضل رکن کے اس الزام سے کہ میں نے سپیکر کے خلاف تحریک عدم اعتماد واپس لیتے ہوئے آپ سے کچھ وصول کیا ہے یہ آپ کی ذات پر بھی ایک سنگین حملہ ہے جس سے آپ کا اور پورے ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو شرف پذیرائی بخشا جائے اور بحث کے لئے ایوان میں پیش کی جائے۔ میں نے اخبارات کے تراشے ساتھ لف کر دئے ہیں۔ اور اس اسمبلی میں ٹیپ شدہ کارروائی سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر میرے خلاف پیش کی گئیں تحاریک استحقاق کی جہاں تک فنی وجوہات کا تعلق ہے اس پر تو بحث درست تھی لیکن میری ذات کو ہدف تنقید بنا کر رکیک حملے اور غلط بہتان لگائے گئے اس سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے نادان دوستوں نے آپ کی ذات کو بھی ملوث کیا ہے اور میں آپ کی وساطت سے جناب جمشید صاحب کو ایک مشہور مصرع پیش کروں گا!

ع : ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو۔

اگر میں اس میں "لینے" کا مجرم ہوں تو آپ "دینے" کے مجرم ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ دینے والا لینے والے سے زیادہ مجرم ہے۔ کیونکہ وہ اگر نہ دے تو لینے والا لے نہیں سکتا اس لئے انہوں نے آپ سے دوستی اور آپ کی حمایت کرتے ہوئے آپ کی ذات پر بھی وہ الزام لگا دیا ہے اسلئے میں چاہتا ہوں کہ اس پر بحث کی جائے۔ جہاں تک جمشید صاحب کا کہنا کہ میں مولانا کو عالم دین سمجھتا رہا ہوں۔ میں اپنے آپ کو نہ خود مولانا کہتا ہوں۔ نہ عالم دین کہتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں آپ خود مجھے مولانا کہہ کر پکارتے ہیں، ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب مولانا کہتے ہیں۔ ہمارے صدر صاحب مولانا کہتے ہیں۔ ابھی وفاقی وزیر کی ایک چٹھی آئی اور انہوں نے مجھے ایک کمیٹی میں ممبر نامزد کیا ہے اور وہ بھی مولانا کے نام سے خط و کتابت کرتے ہیں دنیا جانتی ہے اور وہ مجھے مولانا کہتی ہے۔ لیکن اگر جمشید صاحب کو تکلیف ہے تو میں انہیں مجبور نہیں

کرتا کہ وہ مجھے مولانا کے نام کے ساتھ پکاریں۔ البتہ میں بھی ان کو آج کے بعد حاجی کے لقب کا اہل نہیں سمجھتا۔ اگر انہوں نے حج بیت اللہ ادا کیا ہے خدا کے گھر کو دیکھا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ اتنی جرأت کے ساتھ اس قسم کی بہتان بازی اور الزام تراشیاں کرتے۔ انہیں ضرور خدا کے گھر کا خوف ہوتا اور اس کا حیا ہوتا لیکن انہوں نے اسے بالائے طاق رکھتے ہوئے جو باتیں منسوب کیں میں سمجھتا ہوں۔ کہ حاجیوں کی بھی بدنامی اور توہین ہوتی ہے اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ انہیں حاجی کہنا حجاج کی توہین ہے آج کے بعد میں بھی انہیں حاجی کہنے سے احتراز کروں گا جہاں تک ان کی لینے دینے والی بات ہے.........

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر اگر فاضل رکن ایک ایسے معزز رکن کو جنہوں نے فریضہ حج بھی ادا کیا ہے وہ انہیں حاجی مانیں یا نہ مانیں فی الواقع وہ حاجی تو ہیں کیونکہ انہوں نے حج کا مقدس فریضہ ادا کیا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : مجھے تو کوئی علم نہیں حاجی کئی نام کے بھی ہوتے ہیں اور حج کئے بغیر بھی حاجی کہلاتے ہیں۔ مجھے اس کا کوئی علم نہیں کہ انہوں نے فریضہ حج ادا کیا یا نہیں بہرحال میں یہ عرض کروں گا کہ سب سے بڑا سنگین الزام جو لینے دینے کا ہے اور بلیک میل کرنے کا ہے اور رات کو جا کر انہوں نے کوئی سودا کیا ہے یہ ایک بہتان عظیم ہے اور میں اس کا فیصلہ جناب پر چھوڑتا ہوں۔ یہ روز روز کی بات ختم ہونی چاہیے اگر میں نے کچھ لیا ہے تو آپ نے دیا ہے.......

جناب محمد صدیق انصاری : پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر مولانا صاحب نے رات کے وقت لینے دینے کا ذکر کیا ہے اس کی ذرا وضاحت فرمادیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : یہ میں نے ذکر نہیں کیا یہ جمشید عباس صاحب نے ذکر کیا ہے میں اس کی وضاحت کروں گا......

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ فاضل محرک نے تحریک استحقاق میں indirect آپ کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کی ہے اور میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ جناب سپیکر کے کسی بھی conduct کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا یا اس پر تنقید نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو اپنی تحریک تک محدود رکھیں اور آپ کی ذات گرامی کو اس میں ملوث نہ کریں۔ یہ تو اللہ جانتا ہے کہ قول و فعل اور کردار کیا ہے۔ کون لیتا اور کون دیتا ہے کس طریقے سے لیتا اور کس طریقے سے دیتا ہے یہ تو رات کی سیاہی میں پتہ نہیں کیا کیا ہوتا ہے اور کیا کیا گزر

جاتا ہے۔ وہ جس طرح کہتے ہیں کہ " رند کے رند رہے اور ہاتھ سے جنت نہ گئی " ....

جناب سپیکر : مولانا صاحب آپ صرف اپنی بات کیجئے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے اگر میرے اوپر لینے کا الزام ہے تو جتنا میں مجرم ہوں دینے والا بھی اتنا ہی مجرم ہے یہ الزام میں نہیں لگا رہا بلکہ الزام لگانے والے نے مجھ پر الزام لگایا ہے وہ سپیکر صاحب پر بھی الزام لگاتا ہے۔ اسلئے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اس مقدس کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ حلفاً اس بات کا بیان دے دیں کہ اگر آپ نے مجھے کوئی پیسہ دیا ہے اور میں نے آپ سے کوئی پیسہ وصول کیا ہے تو میں مجرم ہوں اور میں اپنے آپ کو اس ایوان میں پیش کرتا ہوں کہ مجھے کوڑوں کی سزا دی جائے اور ایک ایک ممبر، میں اس بات کی اجازت دوں گا کہ 260 ممبر ہیں ہر ایک ممبر مجھے ایک ایک کوڑا مارے اور کوڑے کھانے کے بعد میں ایوان میں بیٹھنے کے لائق نہیں ہوں اور میں اس کے بعد استعفٰی دے دوں گا فیصلہ آپ پر ہے۔ اگر آپ نے مجھے کوئی دولت کوئی پیسہ دیا ہے۔

جناب غلام حیدر خاں کھچی (پارلیمانی سیکرٹری) : پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر اس معزز ایوان میں سپیکر کی ذات کے بارے میں اظہار خیال نہیں ہو سکتا

He cannot come on debate,

بس اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر چونکہ اس میں آپ کی ذات کو ....

سید طاہر احمد شاہ : ذاتی نکتہ وضاحت ۔

جناب سپیکر مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے یہ فرمایا کہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو مجھے کوڑے مارے جائیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا۔ کہ فوجی کوڑے لگائے جائیں یا اسلامی کوڑے لگائے جائیں۔ ؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جو آپ کی مرضی ہو۔ کیونکہ ایوان میں جب کوڑوں کی بات کی گئی تو کوڑوں کوڑوں کی آواز آئی ہے اور اخبارات نے اسے شائع کیا ہے۔

جناب سپیکر : میں یہ درخواست کروں گا کہ مولانا کو اپنی بات ختم کرنے کی اجازت دیجائے

جناب سعید اکبر خان مشیر برائے وزیر اعلیٰ : پوائنٹ آف آرڈر!

جناب والا! مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ حاجی فہیم صاحب کو میں حاجی نہیں مانتا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مولانا صاحب اگر کسی کو بغیر تحقیق کے غیر مسلم کہہ دیں تو پھر ان کو کیا سمجھا جائے یا ان کو کیا کہا جائے۔

جب یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے لین دین کے معاملے کا مجھ پر الزام لگایا ہے اسلئے اب وہ حاجی نہیں رہے۔ اور یہ کسی کو بغیر تحقیق کئے غیر مسلم کہہ دیں تو پھر مولانا صاحب کیلئے آپ کیا ....

مولانا منظور احمد چنیوٹی : میں نے کسی غیر مسلمان کو غیر مسلم نہیں کہا۔

(قہقہے)

جناب سعید اکبر خان : آپ نے ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی اور خود فرمایا تھا کہ .....

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : مجھے حق ہے اور مجھے پہلے بولنے دیں پھر اس کے بعد جو صاحبان ....

(قطع کلامیاں)

میاں فضل حق : جناب سپیکر میں یہ عرض کروں گا کہ ....

جناب سپیکر : میاں صاحب تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : ......آپ کسی کی ذات پر حملہ کرتے رہیں اور اسے اپنے دفاع کا بھی حق نہ ہو۔ آپ تو کسی کی ذات پر تنقید کرتے رہیں اور یہ سارا ایوان بولتا رہے اور اسے اپنی صفائی کا بھی حق نہ دیا جائے اس سے بڑی ناانصافی اور ظلم اور کیا ہوگا۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب آپ اپنی brief statement دے رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : لیکن مجھے تو جناب والا کوئی بولنے ہی نہیں دیتا میں ایک جملہ بولتا ہوں تو کوئی ادھر سے کھڑا ہو جاتا ہے۔ کوئی ادھر سے کھڑا ہو جاتا ہے

جناب سپیکر : براہ کرم مولانا صاحب کو اپنا بیان مکمل کرنے دیں۔

میاں منظور احمد چنیوٹی : ......جناب سپیکر اگر یہ یہی چاہتے ہیں کہ میں اس پر نہ بولوں...

جناب سپیکر : مولانا صاحب آپ اپنی statement جاری رکھیں اور اختصار کے ساتھ اسے ختم کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر اس مسئلے پر آپ کی ذات چونکہ خواہ مخواہ زیر بحث آتی ہے کیونکہ بیشتر اراکین کہتے ہیں کہ سپیکر کے ساتھ انہوں نے رات کو کوئی لے دے کی ہے۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب یہ آپ repeat کر رہے ہیں یہ بات آپ پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر اس پر اعتراض ہے کہ جناب سپیکر صاحب کا اس

یں ذکر کیوں لایا جارہا ہے تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ تو میرے اور سپیکر کے درمیان معاملہ ہے لازماً جب میرے لینے کا ذکر آئے گا تو سپیکر کا بھی لازماً آئے گا۔

جناب چوہدری غلام عباس : پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر میں یہ گذارش کردوں گا کہ مولانا صاحب اپنا بیان دے چکے ہیں پہلے اس کی admissibility پر بات ہو جائے۔ اگر یہ admissible ہو تو پھر اس پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب پہلے اپنا بیان مکمل کرلیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : اسلئے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس مسئلے کا فیصلہ ہو جانا چاہیے کہ میں نے اگر کچھ لیا ہے تو میں بہت بڑا قومی اور دینی مجرم ہوں۔ اس لئے اس بات کی مجھے سزا ملنی چاہیے اور یہ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کیونکہ سودا میرا اور آپ کا ہے۔ میں نے اگر آپ سے کچھ لیا ہے تو میں نے حلفیہ بیان لیا اور آپ نے اگر مجھے کچھ دیا ہے تو وہ حلفیہ بیان دیا ہے۔ میں اس بحث کی تفصیلات میں اس وقت نہیں جاتا کہ وہ حلفیہ بیان آپ نے رات کو دیا، دن کو دیا، کہاں آکر دیا، دن کی روشنی میں حلفیہ بیان ہوا ہے۔ آپ میرے پاس جامع مسجد شیرانوالہ میں تشریف لائے، حلفیہ بیان آپ نے دیا اور میں نے آپ سے حلفیہ بیان لیا۔ اس کے علاوہ اگر آپ نے مجھے کوئی چیز دی ہو اور میں نے آپ سے کوئی رقم، کوئی دولت، کوئی چیز وصول کی ہو تو وہ آپ ہی بہتر جانتے ہیں آپ اس کا فیصلہ دیں۔ اور آج ایوان میں اس کا فیصلہ ہو جانا چاہیے۔

جناب سپیکر : یہ ہو گئی بات اور کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی : ہاں! اس میں میں یہ عرض کروں گا اگر یہ الزام ہے.....

جناب محمد سلیم باجوہ : پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر : جناب باجوہ صاحب۔

جناب محمد سلیم باجوہ : سپیکر صاحب سے فیصلہ لینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ مولانا صاحب نے اپنے اکابرین کے آگے آپ کو جھکا کر ہماری بھی توہین کی اور شیرانوالہ گیٹ میں یہ جو آپ کو لے کر گئے یہ بھی ہم رشوت سمجھتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس الزام کا آج آپ ہی فیصلہ فرما دیں چونکہ یہ بات پہلے بھی ایوان میں آئی تھی اور پھر اب آئی ہے، ہو سکتا ہے کہ پھر یہ بات ایوان میں آئے۔ اگر میں مجرم ہوں تو میں اس کی سزا کے لئے تیار ہوں اور اگر میں مجرم نہیں اور جو میرے

خلاف الزام لگائے ہیں پھر ان کو کوڑوں کی سزا دینی چاہیے اور انہوں نے چونکہ ڈبل سنگین الزام لگایا ہے اس لئے ان کو ڈبل سزا ہونی چاہیے اور وہ بھی اس ایوان میں بیٹھنے کے مستحق نہیں۔ اس کے بعد اور بہت سی باتیں کہی گئی ہیں ....

مولانا غیاث الدین : نکتہ اعتراض۔ جناب سپیکر نکتہ اعتراض........

جناب سپیکر : مولانا غیاث الدین صاحب۔

مولانا محمد غیاث الدین : مولانا صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ شیرانوالہ باغ مسجد میں جاکر آپ نے حلف دیا۔ میں آپ کی وساطت سے مولانا صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ آپ نے کس تحریک پر حلف دیا؟ کیا مولانا صاحب نے جب آپ کو قادیانی کہا تھا؟ پہلے اس کی تحقیق کیوں نہ کر لی۔ تحقیق کرنے کے بغیر انہوں نے جب آپ کو قادیانی کہہ دیا تو پاکستان کے آئین کے تحت قادیانی کافر ہیں۔ انہیں اقلیت قرار دے دیا گیا ہے۔ جب آپ کو بغیر تحقیق کے انہوں نے قادیانی کہہ دیا تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا تو آپ مسلمان تھے انہوں نے بلا تحقیق جو کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ میں نے پہلے بھی وضاحت کی ہے کہ شریعت کی رو سے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے جو کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے۔ تو مولانا صاحب سے دریافت کر لیجئے پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو جانی چاہیے۔ اور علماء کرام سے رجوع کرنا چاہیے کہ جو مسلمان کو کافر کہتا ہے اس پر شریعت کیا فتویٰ لگاتی ہے پھر بعد میں ان کی تحریک پر سوچا جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ مولانا صاحب دیکھئے میں عرض کرتا ہوں کہ آپ تحریک استحقاق کو اپنی تحریک استحقاق کی حد تک رکھیں اور اس میں جو چیزیں آتی ہیں وہ آپ بیان فرما چکے ہیں اس کے علاوہ اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو فرمائیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : اور تو کوئی بات نہیں۔ میں تو اپنے اس استحقاق کے بارے میں عرض کرتا ہوں جو میرے خلاف باتیں کی گئی ہیں۔ مولانا نے اس دن بھی یہ بات کہی اور آج پھر اسی بات کو دہرایا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو پھر میں اس کی تفصیل میں جاؤں۔ میں نے اس وقت وضاحت کر دی تھی ....

جناب سپیکر : جی وہ بات ہو گئی اس پر اب آپ بات نہیں کر سکتے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : تو پھر وہ اس بات کو بار بار کیوں چھیڑتے ہیں۔

جناب سپیکر : جی وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ....

مولانا منظور احمد چنیوٹی : اگر یہ بات ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ ......

جناب سپیکر : مولانا اس پر میں آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : ٹھیک ہے لیکن مولانا کی بات کا جواب تو میں دے سکتا ہوں ۔ میں اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے لیکن مولانا سے میں پوچھوں گا کہ وہ خود بتائیں کہ ان کا قائداعظم کے بارے میں کیا عقیدہ ہے جب آپ مسلم لیگ میں شامل ہیں تو مسلم لیگ کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : مولانا صاحب تشریف رکھیں نہ آپ مولانا صاحب۔

Please take your seat. You have given your statement.

مولانا منظور احمد چنیوٹی : میں ان کے اکابر کی کتابیں لایا ہوں ان کے نزدیک قائداعظم کے وہ الفاظ میں پڑھ نہیں سکتا جو ان کے اکابر نے لکھے ہیں۔　(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آپ اپنا بیان دے چکے ہیں آرڈر پلیز آرڈر پلیز

Please take your seat.

حاجی جمشید عباس تہیم : جناب سپیکر......

جناب سپیکر : جناب حاجی جمشید عباس تہیم صاحب کچھ کہنا چاہیں گے ؟

حاجی جمشید عباس تہیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ......

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی ....

جناب سپیکر : مولانا صاحب Please take your seat. آپ کی بات ختم ہو گئی جو relevant تھی۔ آپ نے مجھے کہا ہے کہ میں نے اپنی بات مکمل کر لی ہے۔ اس کے بعد اب آپ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : میرے خلاف مولانا نے جو بھی بات کی ہے میں اس کا جواب بھی دوں گا۔

جناب سپیکر : جناب مولانا صاحب آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیے گا

مولانا منظور احمد چنیوٹی : اگر وہ فتوے کفر کے لگاتے ہیں تو ان کے اکابر نے مکے اور مدینے کے علماء کو جو کافر کہا ہے وہ سب کافر ہیں ان کے نکاح سارے ٹوٹ گئے (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : مولانا صاحب take your seat مولانا take your seat

(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔ مولانا صاحب آپ یہ صریحاً ہاؤس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں ہاؤس کے آرڈر کو maintain کرنا میری ذمہ داری ہے اور اس طریقے سے پیچھے منہ کرکے سیٹوں پر لڑائی جھگڑا کرنا ہاؤس کے آداب کے اور قواعد و ضوابط کے منافی ہے لیکن چونکہ اس معاملہ میں میرے آپ سے کچھ معاملات متعلق ہیں۔ اس لئے میں آپ کے خلاف کوئی ایکشن صرف اس وجہ سے نہیں لے رہا ہوں ورنہ اس پوزیشن میں اگر آپ کی جگہ کوئی اور معزز رکن اسمبلی ہوتا۔ تو میں اس کو یہاں ہاؤس میں بیٹھنے کی اجازت ہرگز نہ دیتا (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر : جناب جمشید عباس نعیم صاحب

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب میں پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی چوہدری گل نواز۔ Is on Point of Order ?

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : جناب ! مولانا صاحب نے تمام مسلم لیگی کارکنوں پاکستانیوں اور قائداعظم کا ان الفاظ میں نام لیکر ان کے جذبات اور ان کے خیالات کو مجروح کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ معافی مانگیں ورنہ یہ ان کے لئے اچھا نہیں ہوگا۔ قائداعظم جو اس ملک کا بانی ہے جس نے ہمیں پاکستان لے کر دیا اور ان کے خلاف یہ اس ہاؤس میں اس طرح کی باتیں کریں اور مسلم لیگ کو جو کہ اسمبلی پارٹی ہو۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جناب چٹھہ صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟

چوہدری نعیم حسین چٹھہ : جناب سپکر ! میں نہایت ادب سے مولانا صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آئے دن کا تمسخر ایوان میں بنایا جاتا ہے اور ایوان کے استحقاق کی تضحیک کی جاتی ہے اس کا کوئی حل ہونا چاہیے۔ کوئی انتظام ہونا چاہیے میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب باعزت ہستی ہیں اور میں ان کا احترام کرتا ہوں اور ان کی تحفظ ختم نبوت میں خاص خدمات ہیں میں ان کا اعتراف کرتا ہوں۔ بہرحال میں یہ سمجھتا ہوں کہ شروع ہی سے یہ ایوان جب معرض وجود میں آیا تو شاید پہلے یا دوسرے اجلاس ہی میں مولانا صاحب

نے یہ پوائنٹ take up کر لیا جو کہ آپ کی ذات پر ایک رکیک حملہ تھا جو کہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے سے کسی مسلمان کو بغیر کسی تصدیق کے ایسے حملے کا نشانہ نہیں بنانا چاہیے تھا۔ بہرحال انہوں نے جس غیر ذمہ داری اور جس ناسمجھی اور ناپختگی ذہن کا اظہار کیا وہ یقیناً ایک عالم دین کو زیب نہیں دیتا میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے آپ سے ملاقات کے بعد وہ سرٹیفیکیٹ بھی جاری کر دیا کہ آپ صحیح طور پر مسلمان ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کے بعد انہیں کوئی پچھتاوا نہیں رہنا چاہیے تھا اور جب کبھی ضرورت پڑتی ہے اس حالیہ پریس کانفرنس میں بھی انہوں نے اس چیز کو exploit کرنے کی کوشش کی۔

اگر وہ بلیک میلنگ کی تعریف سے واقف ہیں تو یقیناً "ان کا یہ فعل بلیک میلنگ کے لفظ کے تحت آتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنا مطلب حل کرنے کے لئے آپ کو پھر مطعون کرنے کی کوشش کی اور آپ کو زچ کر کے اپنا مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ بہرحال وہ بھی قابل مذمت ہے اور اس کے بعد اس دن جب متفقہ طور پر ہاؤس کے جذبات انہوں نے دیکھے اس وقت یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ وہ غلطی پر تھے اور اس غلطی کا انہوں نے کھلے الفاظ میں معذرت کی تھی۔ اور ہاؤس نے اسے سراہتے ہوئے اور قبول کرتے ہوئے بات کو ختم کر دیا تھا۔ اب یہ چاہیے تھا کہ یہ معاملہ ختم ہو جاتا لیکن انہوں نے میں سمجھتا ہوں شاید یہ آداب پارلیمانی سے واقف نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو انہیں بلانا چاہیے اور آپ کو انہیں پارلیمانی آداب سکھانے ہوں گے اور اگر آپ کے پاس وقت نہیں تو کسی سینئر پارلیمنٹیرین مثلاً " ہمارے حسن محمود صاحب قائد حزب اختلاف کے پاس ایک دو نشستوں میں یہ سیکھیں کہ ہاؤس کے تقدس اور ہاؤس کے احترام اور اس کے وقار کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا کچھ آداب ہیں۔ جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس کے وقار اور تقدس سے پوری طرح واقف نہیں۔ ہاؤس کی قوت سے بھی واقف نہیں۔ جیسا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کی unanimity کا تعاون اور اس کا اتفاق اور اتحاد چونکہ پنجاب کے چیف ایگزیکٹو کو اس قدر با اختیار کر سکتا ہے وہ جو چاہے کرے وہ قوت اس ہاؤس کی ہے جو ایک آدمی میں forum کر دی ہے۔ اور انہوں نے نیشنل اسمبلی کے حالیہ فیصلے کو بھی دیکھا کہ انہوں نے فخر امام کو سپیکر بنایا اور پھر اگر انہوں نے according to them believe نہیں کیا تو ان سے اختیارات واپس لے لئے گئے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے پاس یہ اختیار بھی ہے کہ آج متفقہ طور پر ابھی یہ ہاؤس پاس کر دے کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی بظاہر مردانہ خصوصیات کے باوجود انہیں مرد نہ کہا جائے تا انہیں

عورت کہا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی آدمی اگر انہیں پھر مرد کہے گا وہ قابل مواخذہ بھی ہے اور مستوجب سزا بھی۔ جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں جمہوریت کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے یہ لازم ہے کہ ہم معاشرہ میں جمہوری اوصاف پیدا کریں۔ اپنی خواہشات، امنگوں، جذبات اور اپنے ارادوں میں توازن پیدا کریں۔ اور جمہوری اداروں میں اقتدار یا قوت حاصل کی جاتی ہے وہ انتخاب ہی کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ اور انتخاب ہی کے ذریعے اس قوت کو مختلف سطحوں پر تقسیم کر دیا جاتا ہے کہ عام شہری کو اپنے حصول زندگی حاصل کرنے میں آسانی رہے۔ اور کسی بھی شہری کو اجتماعی طور پر یا انفرادی طور پر اپنے تشخص کے ارتقاء میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ تو جناب والا ان سارے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں یہ خواہش کروں گا اور ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اس معاملے کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیں جو اس ہاؤس کے تقدس اور وقار میں اضافہ کا باعث بنے۔ اور ہر روز اس کا تمسخر اور تضحیک اڑانے سے ان کی اپنی بھی عزت اور تشخص کی نفی ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ اس ہاؤس کی اور اس ہاؤس کے معزز ممبران کی تضحیک ہونے کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ لہٰذا میں یہ گزارش کروں گا کہ انہیں غیر ذمہ دارانہ رویہ چھوڑ کر پوری متانت اور سنجیدگی کے اس کے وقار کا باعث بننا چاہیے۔ اور اپنے آپ کو ثابت کرنا ہوگا کہ وہ اس ہاؤس کے بجا طور پر ممبر کرنے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ تو میں ان گزارشات کے ساتھ آپ سے گزارش کروں گا۔ کہ اس معاملے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہیے اور جتنی تلخی آپس میں ہوئی ہے اس کو مٹاتے ہوئے ہمیں اب سنجیدہ کام کی طرف یعنی بجٹ کے مطالبات زر کو زیر غور لانا چاہیے اور ہمیں وقت کا ضیاع نہیں کرنا چاہیے۔ اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب چٹھہ صاحب کی اس بات کے بعد اب آپ کیا فرماتے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ: میں جناب سے اس بات کا فیصلہ چاہتا ہوں جو میرے خلاف الزام دینے لینے کا ہے۔ میں نے آپ سے عرض کی ہے کہ آپ اس مقدس کرسی پر بیٹھے ہیں ......

جناب سپیکر: وہ آپ نے مجھے کہہ دیا ہے۔ میں اس سلسلہ میں بات کروں گا۔ اس کے علاوہ اپنی تحریک استحقاق کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ ابھی چٹھہ صاحب نے بھی میرے خلاف ایسے ہی رکیک حملے کئے ہیں۔ آپ ہاؤس میں اچھا ماحول پیدا کرنے کی آخری بات کو لیجئے۔ اخوت اور محبت سے کام کرنے کی اور ہاؤس میں تلخی کو ختم کرنے کی۔ ان باتوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ: اگر میرے خلاف سارا ہاؤس یا چند حضرات اس قسم کی باتیں کرتے ہیں تو میں بھی انسان ہوں میرا بھی حق ہے۔ ماحول کو درست رکھنا سارے ایوان کی ذمہ داری ہے۔

اکیلے ایک آدمی کی نہیں۔ اگر ایک ایک آدمی کو نشانہ بنا لیا جائے اور اس پر جائز، ناجائز تنقید اور اس کی ہتک عزت کی جائے تو آخر وہ انسان ہے اس کا بھی حق ہے۔ کبھی اسے عورت بنا دیں، کبھی کچھ بنا دیں۔ اگر وہ عورت کا فیصلہ کر سکتے ہیں تو ان کے لئے ہیجڑے کا فیصلہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہیجڑے ہیں وہ خنثہ ہیں۔ اس طرح کی باتیں اگر وہ کرتے رہے اور استحقاق مجروح کرتے رہے تو پھر ایوان کا تقدس کیسے ہوگا۔ تقدس تو یہ پامال کرتے ہیں۔ اگر انہیں تقدس کا خیال ہے تو انہیں ایسی باتیں نہیں کہنی چاہئیں۔ کیا انہوں نے یہ باتیں کی ہیں یہ ایوان کے تقدس کا خیال سامنے رکھ کر کی ہیں۔ یہ باتیں انہیں زیب دیتی تھیں جو انہوں نے کی ہیں۔ انہوں نے خود ایوان کے تقدس کو مجروح کیا ہے۔ یہ دوسروں کو کیا سبق دیتے ہیں۔ مجھے وہ سبق دیتے ہیں انہیں خود پڑھنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں یہ خود ٹریننگ حاصل کریں کہ وہ اتنے پرانے پارلیمنٹیرین ہو کر ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت : جناب سپیکر میں نہایت ادب سے مولانا صاحب سے یہ گذارش کروں گا کہ جب پچھلے دنوں اس معاملہ پر بات شروع ہوئی تھی۔ حاجی جمشید عباس تہیم صاحب نے یہ بات کی۔ انہوں نے بڑے جوابات دیئے بلکہ مولانا صاحب بڑی سبک رفتاری سے الزام لگا دیتے ہیں جہاں تک مجھے یاد ہے اور یہ ہاؤس بھی گواہ ہے کہ انہوں نے حاجی جمشید عباس تہیم صاحب کے متعلق کہا کہ یہ پہلے قادیانی تھے۔ اتنی سبک رفتاری سے یہ الزام لگا دیتے ہیں۔ اس میں بات بڑی آگے بڑھنے کا خدشہ ہے اور پھر جناب اس دن سارے ہاؤس کا موڈ بڑے اعلیٰ قسم کا تھا اور جو فیصلہ ہونے والا تھا اس کا سارا ہاؤس گواہ ہے۔ ہمارے ایک فاضل رکن نے پورے ہاؤس سے استدعا کی کہ آپ مولانا صاحب کو موقع دیں اگر مولانا صاحب اپنی غلطی کو تسلیم کر لیں اور معذرت کر لیں تو پورا ہاؤس اس بات کو نپٹانے کے لئے تیار ہے۔ اس کے بعد مولانا صاحب نے پورے ہاؤس کے سامنے اپنے رویے پر معذرت کی اور معذرت کے بعد اس استحقاق کا کوئی جواز نہیں بنتا یہ استحقاق پیش کریں ۔ جناب والا روز روز کا تماشہ بن جائے گا۔ اور مجھے خدشہ ہے کہ پورے ہاؤس میں سے آدھا ہاؤس قادیانی قرار دے دیا جائے گا۔ جناب والا اس بات کا آپ بڑی سختی سے تدارک کریں ہم اس ہاؤس کو کم از کم کوئی مناظرہ گھر نہیں بنانا چاہتے کہ یہاں مذہبی طور پر مناظرہ ہوتا رہے۔ یہ معزز ہاؤس بڑا اہم کام کر رہا ہے۔ صوبے کا بجٹ پیش ہو رہا ہے اگر اس قسم کے واقعات سامنے آتے رہے تو یہ بات بڑی آگے بڑھ جائے گی اور بڑا وقت ضائع ہوتا رہے گا۔ مولانا صاحب نے جب اپنے رویے پر معذرت کر لی ہے تو استحقاق کا کیا جواز پیدا ہوتا ہے؟ میں اس معاملے میں آپ سے عرض کروں گا ان کا رویہ درست کریں

ایسے تو بات نہیں چلے گی۔

جناب سپیکر: جناب جمشید عباس تہیم صاحب۔

حاجی جمشید عباس تہیم: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ع اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی ہے

جناب سپیکر! میں یہاں سے شروع نہیں کروں گا کہ مجھے صدر مملکت حاجی کے نام سے پکارتے ہیں۔ یا چیف منسٹر (قائدِ ایوان) مجھے حاجی کے نام سے پکارتے ہیں۔ یقین کیجئے کہ میں نے آج تک کسی شخص کو یہ نہیں کہا کہ مجھے اس لقب سے پکارا جائے۔ اس لئے کہ جو عزت اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی انسان کو دی جائے وہ کسی کے بہتان لگانے سے کم نہیں ہو سکتی۔ جناب والا جہاں تک مولانا صاحب نے بار بار میرے متعلق یہ تذکرہ کیا کہ انہوں نے کہا ہے کہ رات کی تاریکی میں کچھ لے کر اور کچھ دے کر آپس میں تصفیہ ہوا تو جناب والا میں اس کی وضاحت اس طرح کرتا ہوں کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ میں نے اپنے views نہیں بتائے تھے کہ انہوں نے کچھ لیا ہے یا کچھ دیا ہے۔ جناب والا میں نے تو یہاں یہ عرض کیا تھا کہ میرے علاقہ کے کچھ لوگ آئے ہوئے تھے وہ مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ پہلے یہ تحریک استحقاق دے دیتے ہیں پھر رات کی تاریکی میں تحریک استحقاق واپس لے لیتے ہیں۔ کہیں پیسے دے کے تو فیصلہ نہیں ہوا۔ جناب والا نے تو اس علاقہ کی طرف سے آئے عوام کی طرف سے بات کہی تھی مجھے کیا ضرورت تھی کہ مولانا صاحب کی تحقیق کروں کہ یہ لیتے کب اور دیتے کب ہیں۔

جناب والا ابھی ایک دو روز ہوئے جنگ اخبار میں آیا تھا غالباً گوجرانوالہ کی خبر تھی اور افطار پارٹی تھی۔ اس میں تھا کہ حزب مخالف اور حکومتی پارٹی دونوں میری سخت مخالفت کر رہی ہیں لیکن میں حق پر ہوں اور حق کے لئے جہاد کرتا رہوں گا۔ یہاں جناب والا اگر آپ اجازت دیں تو میں مولانا غیاث الدین صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حق کا ساتھ دینے والے یا حق بات کرنے یا حق پر جہاد کرنے والے کے بارے میں کیا خیال ہے کیونکہ انہوں نے تاثر دیا تھا کہ 260 ممبران میں سے صرف میں ہی ایک ایسا ہوں کہ جو حق کی بات کرتا ہوں اور کلمہ حق پکارتا رہوں گا۔ جناب والا میرے پاس وہ اس وقت جنگ اخبار تو موجود نہیں لیکن آپ منگوا سکتے ہیں یہ غالباً 31 تاریخ یا یکم مئی کا اخبار تھا جس میں یہ واضح لکھا ہوا تھا کہ اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے حزب مخالف اور حکومتی پارٹی کے ساتھ حق کی بات کہتے ہوئے جہاد کرتا رہوں گا۔ جناب والا جب یہ یہیں باہر کی افطار پارٹیوں میں، مجالس میں، اور اجلاس میں کہتے ہیں کہ میں حق کی بات کر رہا ہوں تو اس سے تاثر ملتا ہے کہ یہاں پر 259 ممبران بیٹھے ہوئے

حق کی مخالفت کرتے ہیں جناب والا کیا اس سے ہمارا استحقاق مجروح نہیں ہوتا کہ ایک طرف یہ اکیلے ہیں کہ آدھی ایسٹ کی مسجد بنا کر بیٹھ جائیں اور دوسری طرف اس ایوان کے 253 ممبران ہوں تو کیا اس ہاؤس کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ جناب والا یہ بار بار لینے اور دینے کی بات کرتے ہیں۔ میں نے اتنی مرتبہ نہیں کہا تھا میں نے تو ایک معمولی سا اشارہ اپنے علاقے کی طرف سے آئے ہوئے لوگوں کی طرف سے کیا تھا لیکن انہوں نے لینے اور دینے کو موضوع بحث بنا دیا حالانکہ دو تین روز ہوئے میں اپنے معزز بھائی چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب کی سیٹ پر جا کر کوئی بات کر رہا تھا تو انہوں نے جواباً کہا کہ کیوں نہ میں آپ دونوں کی صلح کرا دوں، میں نے کہا کہ ہماری تو آپس میں کوئی ناراضگی نہیں۔ چیمہ صاحب کہنے لگے صلح ہو سکتی ہے لیکن اس میں کچھ مشکل پڑے گی کہ اگر تم کچھ۔ جناب والا میں اب "کچھ" کو اس طرح رکھوں گا کہیں پھر نہ استحقاق بیچارہ مجروح ہو جائے۔ میں نے کہا کہ جناب والا میرے پاس آج کل تو کچھ بھی نہیں، جب یہ اجلاس ختم ہوگا جب میری جیب میں کچھ ہوگا تو میں آپ کے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔ تو جناب والا اس طرح بار بار یہ استحقاق بیچارہ مجروح ہو جاتا ہے اسے کیا کروں میں تو یہ کہوں گا کہ یہ تو کسی شاعر سے بھی نازک ہے، یہ تو کسی شاعر کے خوبصورت شعروں سے نازک دل ہے یہ تو بیچارہ اتنا نازک ہے کہ بار بار ہر بات پر مجروح ہو جاتا ہے، کیا ہمارا استحقاق اس طرح کا نہیں کیا اسے آپ نے اتنا سخت جانا ہوا ہے کہ جو بیچارہ کبھی مجروح نہیں ہوتا۔ جناب والا اب میں آپ کی وساطت سے یہ بھی کہوں کہ انہوں نے الزام لگایا اور یہاں سے کچھ آوازیں کسی گئی تھیں کہ انہیں کوڑے مارے جائیں۔ جناب والا یقین کیجئے کہ اس مقدس ہاؤس میں کوڑوں کی بات نہیں کی گئی، یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ انہیں کوڑے مارے جائیں بلکہ یہاں تو آواز دی گئی تھی کہ انہیں سزا کے طور پر پکوڑے کھلائے جائیں۔ جناب والا یہ اب پکوڑوں کو کوڑے سمجھیں تو یہ ان کی اپنی عقل ہے ہم تو انہیں کچھ نہیں کہتے آج بھی انہوں نے بار بار کہا کہ مجھے ہر ممبر ایک ایک کوڑا مارے۔ جناب والا ہم میں تو اتنی سکت نہیں کہ ان کے ساتھ کچھ کریں۔ ہم اس لئے یہاں نہیں آئے کہ انہیں کوڑے ماریں۔ ہم سب انہیں ایک ایک کوڑا ماریں۔ رمضان میں جناب والا ہم اتنی انرجی ضائع نہیں کر سکتے کہ ہم یہ کوڑے مارنے والا کام بھی شروع کر دیں، جناب والا جہاں تک انہوں نے یہ کہا کہ مسلم لیگ میں شامل نہیں ہوا، اس لئے میری پرزور مذمت کی جا رہی ہے، میری پرزور مخالفت کی جا رہی ہے، تو جناب والا یہاں میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ اگر آپ ہم میں شامل نہیں ہوئے ہم تو آپ کی مخالفت کر رہے ہیں لیکن جناب والا حزب مخالف تو مسلم لیگی نہیں آپ ادھر بھی تو شامل نہیں آخر انہوں نے آپ کی مذمت کیوں کی جبکہ آپ مسلم لیگ میں شامل نہیں تو آپ کی ہم مذمت کر رہے ہیں، تو جناب والا حزب مخالف کی مخالفت کی طرف

سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پورا ہاؤس اس بات پر متفق تھا کہ جناب والا کے بارے میں انہوں نے اس دن جو الفاظ استعمال کئے اس پر پر معزز ممبر کا استحقاق مجروح ہوا اس دن تمام ہاؤس یعنی 259 ممبران نے ان کی مخالفت کی ۔ جناب والا جہاں تک انہوں نے بلیک میلنگ یا بہتان لگانے کی بات کی ہے اگر میں اس کے بارے میں تفصیل سے بات کروں گا تو کہیں پھر وہ بیچارہ مجروح نہ ہو جائے ۔ جناب والا جہاں تک انہوں نے کہا کہ حج بیت اللہ کیا ہے یا نہیں تو اس بارے میں میں ان سے کوئی سرٹیفکیٹ حاصل نہیں کرنا چاہتا اس لئے کہ میرا اعتقاد ، میرا یقین ، میرا ایمان اتنا کمزور نہیں کہ ان کے استحقاق کی طرح کہ میں آج پھر یہ کہوں کہ مجھے سرٹیفکیٹ جاری کریں کہ میں حاجی بن سکتا ہوں یا نہیں ۔ جناب والا میں اپنی بات یہاں تک تو ختم کر دوں گا جہاں تک مولانا نے کی تھی اگر اس کے بعد بھی کوئی بات کریں گے تو جناب والا میں پھر آپ کی وساطت سے صرف اتنا کہوں گا کہ جناب والا انہوں نے اس دن معافی مانگ کر آج پھر بات دوبارہ چھیڑ دی ہے ۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ جو بات کر کے بدل جائے اس کے بارے میں مولانا غیاث الدین کا کیا خیال ہے اور پھر ان سے پوچھوں گا کہ کیا ارادہ ہے ؟

چوہدری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری) : جناب والا کیا یہ تقریروں کا اجلاس ہے ؟ یہ جلسہ عام تو نہیں بجٹ اجلاس ہے ۔

جناب سپیکر : جناب چیمہ صاحب کچھ عرض کرنا چاہیں گے ۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جناب والا میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے چونکہ وزیر قانون یہاں پر موجود نہیں ہیں اس لئے اس کے قانونی پہلو میں بعد میں عرض کروں گا ۔ میری گذارش ہے کہ ہمارے مقررین حضرات ہر روز جوشِ خطابت میں کچھ سے کچھ کہہ جاتے ہیں ۔ بجائے اس کے کہ ہم پچھلی تحریک استحقاق کو نمٹائیں آئندہ خدشہ ہے کہ breach بڑھتی ہی نہ جائے یا ہر روز ایسی تحریک استحقاق ہی نہ آتی رہے ۔ میں آپ کی وساطت سے مولانا صاحب سے عرض کروں گا میرے وہ پڑوسی ہیں میرا ان پر حق بھی بنتا ہے کہ آج جو بات بھی ہوئی تھی وہ ہم نے معذرت کی بنا پر نمٹا دی اور جناب والا نے اس پر رولنگ بھی دے دی ۔ میں مولانا صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ حاجی جمشید صاحب کی اس میں کسی طرح کی بھی کوئی intention نہیں تھی کہ وہ آپ کی ذات کے خلاف یا آپ کی علمیت کے خلاف کسی قسم کی بات کہتے ۔ ہم آپ کو معزز رکن سمجھتے ہیں آپ کی علمیت کی قدر کرتے ہیں ۔ آپ کو عالم دین سمجھتے ہیں اور آپ کی ہمیشہ وہ قدر کرتے رہیں گے اور اس بات کی آپ تسلی رکھیں اور تحریک استحقاق مہربانی کر کے واپس لے لیں تاکہ ایوان کے وقت کا ضیاع نہ ہو اس میں کوئی بات نہیں ۔ ویسے بھی وہ آئینی طور پر آرٹیکل 66

ملاحظہ فرمائیں ۔ اسمبلی میں ہر ممبر ہر پارلیمنٹیرین کو اختیار ہے کہ جو چاہے کہہ سکتا ہے ۔ لیکن اس کو ضابطہ اخلاق کے تحت اس کو حق دیا جائے اور وہ کسی بھی صورت میں قابل چیلنج نہیں ۔ میں آپ کا وقت بچانا چاہتا ہوں اور اسے نہیں پڑھتا ۔ میں مولانا صاحب سے عرض کروں گا کہ آپ کی وہ بات ہی ایسی تھی جیسے حاجی جمشید عباس نے جوش خطابت میں کہہ دی ان کا کسی قسم کا ایسا ارادہ نہیں تھا کہ آپ کی توہین کی جاتی اور وہ مہربانی فرمائیں اور اس تحریک استحقاق کو واپس لے لیں اس میں ان کی بھی اور سارے ہاؤس کی بھی عزت ہے ۔ اور آئندہ تحریک استحقاق کے اصولوں کے مطابق جو قوانین ہیں جناب کی وساطت سے ممبران سے بھی یہ استدعا کی جائے گی کہ ہمیں اصولی طور پر، قانونی طور پر اور آئین کے مطابق ہمیں کام کرنا چاہیے ۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب آپ کا اسکے متعلق کیا ارشاد ہے ؟

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب پہلے مولانا صاحب کی بات سن لیں ۔

چوہدری محمد رفیق : بیشتر اس کے کہ مولانا صاحب کچھ فرمائیں مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دی جائے ۔

جناب سپیکر آج کی مولانا صاحب کی یہ تحریک استحقاق چونکہ گزشتہ سے پیوستہ ہے میں اس تحریک استحقاق کو پیش نظر رکھتے ہوئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اس دن ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر جو تحریک استحقاق پیش ہوئی ....

جناب سپیکر : چوہدری صاحب میں سمجھتا ہوں کہ اب اس معاملے کو wind up ہونا چاہیے ۔

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اکثریت کی بنیاد پر اگر ایک آدمی کو لتاڑا جائے تو یہ اس کے حق کو مجروح کرنے والی بات ہے مجھے انتہائی افسوس ہے کہ معزز ایوان نے اکثریت کی بنیاد پر مولانا کو ناجائز طور پر آج بھی دبایا اور میں مطالبہ کرتا ہوں کہ گزشتہ روز کی وہ ٹیپ یہاں چلائی اور سنوائی جائے تاکہ آپ کو بھی پتہ چلے کہ اس دن ان کی ذات پر کتنے رکیک حملے کئے گئے ۔ ایک اخبار کی خبر کو بنیاد بنا کر مولانا یقیناً اس میں غلط تھے میں اس بات کی بھی مذمت کرتا ہوں اور اس دن کی بھی مذمت کی تھی ۔ اس خبر کے سیاق و سباق کے ساتھ اس تحریک استحقاق کو بنیاد بنایا جاتا اس کو جھوٹ یا سچ ثابت کیا جاتا لیکن ایسا نہیں کیا گیا ۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں تھا ضروری یہ تھا کہ

اس اخبار کی خبر کو بنیاد بنا کر بحث ہوتی لیکن ہوا یہ مولانا صاحب کی ذات کو نشانہ بنا کر اس روز بھی تحقیر کی گئی۔ اس روز بھی توہین کی گئی۔

جناب سپیکر : اب آپ پچھلی تحریک استحقاق کی بات کر رہے ہیں۔ آپ اس پریویلج موشن کے بارے میں کیا بات کرنا چاہتے ہیں ؟

چوہدری محمد رفیق : جناب والا اس تحریک استحقاق کے بارے میں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ گزشتہ روز جو کارروائی اس معزز ایوان کو بنیاد بنا کر انہوں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حق پر ہیں اس کی admissibility ہونی چاہیے اور یہ معزز ایوان میں بحث کے لئے پیش کی جانی چاہیے۔ اگر آپ ضروری سمجھتے ہیں اس روز کی ٹیپ چلوائی جائے۔ حاجی نعیم صاحب نے جو کچھ کہا گزشتہ سے پیوستہ سیاق و سباق کے ساتھ اگر آپ اس کو دیکھیں تو انہوں نے آپ کی ذات کو خود ملوث کیا ہے۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب آپ نے بات ختم کر لی ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر اگر آپ مجھے بھی اجازت دیں کہ جس طریقے سے آپ نے جناب نعیم چٹھہ صاحب کو اجازت دی تھی۔

جناب سپیکر : آپ فرمائیں۔

جناب طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں مختصر ترین الفاظ میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے معزز ارکان اسمبلی سے یہ عرض کروں گا کہ بڑی تگ و دو بڑی مشکل کے بعد ساڑھے آٹھ سال کے طویل اور بھیانک اور سیاہ دور کے بعد جمہوری ادارے معرض وجود میں آئے اور ہمارے ان جمہوری اداروں کے معرض وجود میں آنے کی وجہ سے وہ قوتیں جن کے مفادات کے خلاف ہم جدوجہد کر رہے ہیں وہ اس بات کی تاک میں لگی ہوئی ہیں کہ ارکان اسمبلی ایک دوسرے پر الزام تراشیاں کر کے ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو کر ایسے حالات پیدا ہونے کے منتظر ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ اگر یہ سلسلہ اسی طریقہ سے الزام در الزام جواب در جواب چلتا رہا تو خدا نخواستہ اللہ نہ کرے میرے منہ میں خاک کہیں ان اداروں کی جو عوام کے مفاد کے لئے عوام نے منتخب کر کے بہت بڑا اعزاز ارکان اسمبلی کو دیا ہے کہیں ضائع نہ ہو جائے اور عوام کی امیدوں پر پانی نہ پھر جائے۔ اس لئے جناب والا ہمیں اس بات کا احساس کرنا چاہیے اور یہ مسئلہ اپنی نجی محفلوں میں بیٹھ کر کیونکہ ہماری بھی ایک کلاس ہے جیسے ملک میں سی۔ایس۔پی اور افواج پاکستان کی ایک کلاس ہے پی۔سی۔ایس کلاس ہے اور اسی طریقے سے دوسرے کیڈر ہیں۔

ہماری ایک کلاس ہے ہمیں آپس میں ایک دوسرے سے الجھ کر ایک دوسرے پر الزام لگا کر اس قسم کا ماحول نہیں پیدا کرنا چاہیے جس سے ہمارے ان عظیم اداروں کو نقصان ہو اور ان کے نقصان ہونے کی وجہ سے خدانخواستہ ہمارے صوبے یا ملک کو نقصان نہ پہنچے۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے مولانا صاحب اور دیگر اراکین سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ازراہ کرم اپنے فرائض کی ادائیگی میں پوری ذمہ داری کا ثبوت دیں

جناب والا جہاں تک میں سمجھتا ہوں قواعد وضوابط کے تحت کوئی بھی معزز رکن اس ایوان میں اگر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے تو اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ شکریہ

جناب سپیکر : مولانا صاحب مختصراً آپ اس کے متعلق کیا فرمائیں گے؟ چیمہ صاحب اور دوسرے ارکان کی تجویز کے بعد آپ اپنی پریولیج موشن کو پریس کرتے ہیں یا نہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : میں نے جناب والا گذارش کی تھی کہ اس کا فیصلہ ہو جانا چاہیے مزید باتیں اب پھر جمشید صاحب نے کہی ہیں۔ آپ اگر ٹیپ سے سن لیں تو ان کا سچ اور جھوٹ صاف نکل آئے گا وہ دعوے یہ کرتے ہیں کہ میں نے آج تک کوئی گناہ کبیرہ نہیں کیا۔ لیکن وہ یہاں کھڑے کھڑے گناہ کبیرہ کر رہے ہیں کیا جھوٹ بولنا کبیرہ نہیں ؟

جناب سپیکر : مولانا صاحب آپ اپنی پریولیج موشن پریس کرتے ہیں یا نہیں ؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی : اگر جناب اس کا فیصلہ ہاؤس میں دے دیں تاکہ یہ نپٹ جائے اور ختم ہو جائے تو میں اس کے بعد اسے واپس لے لوں گا۔

جناب سپیکر : اس میں میری یقین دہانی کی کونسی بات ہے۔ میں نے آپ کو عرض کی ہے کہ جو میرے متعلقہ بات کی گئی ہے میں اس پہ بات کروں گا آپ تحریک استحقاق کی بات کریں آپ اس کو پریس کرتے ہیں یا نہیں ؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی : روزانہ یہ بات ہوتی ہے لہٰذا اس کا فیصلہ ہو جانا چاہیے۔ اگر آپ اس کا فیصلہ کر دیتے ہیں تو ہاؤس میں یہ وضاحت ہو جائے تاکہ آئندہ پھر اس قسم کی بات نہ ہو۔

جناب سپیکر : میں نے آپ کو عرض کی ہے کہ میں اس پر بات کروں گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر : آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی : اگر جناب فیصلہ دے دیں۔

جناب طاہر احمد شاہ : جناب والا مولانا صاحب نے جو بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب کو غیر مشروط طور پر اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب اپنی تحریک استحقاق پریس نہیں کرتے یہ مشروط بات نہیں میری تو بات ہی الگ ہے اس پر میں نے مولانا صاحب کو کہا ہے کہ میں اس پر بات کروں گا جو میرے متعلق بات ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر مولانا صاحب کی تحریک استحقاق مولانا صاحب نے پریس نہ کرنے کے بارے میں کہہ دیا ہے۔ اس طرح تحریک استحقاق کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے جو مولانا صاحب نے فرمائی ہے کہ میں اس پہ بات کروں میں سمجھتا ہوں ایسی باتوں پر نہ مولانا صاحب کو اس کا نوٹس لینے کی ضرورت ہے اور نہ مجھے۔ اس لئے کہ جس بات کا کوئی وجود نہ ہو اس کو زیر بحث لانا محض وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔ اور سرے سے آپ کا ضمیر آپ کا دل جس بات کی گواہی دیتا ہے اس سلسلے میں اگر کوئی بات کر بھی دیتا ہے تو آپ کو اس کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اس بات کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں اس مفروضے پر بات کرنا میں سمجھتا ہوں آپ کے وقت اور میرے وقت کا بھی ضیاع ہے۔ اس سے زیادہ میں سمجھتا ہوں کہ بات کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس بات کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : یہ بات نہیں آپکی وضاحت کے بعد جب یہ مفروضہ ہے پھر مفروضے پر بنیاد بنا کر تنقید کرنا اور اس کو ہدف تنقید بنانا کسی مفروضے پر درست نہیں۔

جناب سپیکر : اس پر کچھ تحاریک استحقاق ہیں لیکن ہمارے پاس بزنس کافی ہے ان کو ہم کل تک کے لئے pending کرتے ہیں۔ تحاریک استحقاق کو ہم pending کرتے ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر : اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

میاں فضل حق

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں فضل حق صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 20 جون 1986 اور 21 جون 1986 کو اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا تھا۔

مہربانی فرما کر رخصت منظور فرمائی جائے

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے سعید احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رائے سعید احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ ناسازی طبع مورخہ 26 مئی اور 31 مئی 1986 کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا تھا۔

ازراہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عاشق حسین بھٹی

سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب عاشق حسین بھٹی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ بندہ کی طبیعت ناساز تھی جسکی وجہ سے مورخہ 31-5-1986 کو صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکا۔

گذارش ہے کہ ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عبدالرزاق خان

سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالرزاق خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ مجھے 31 مئی 1986 کو ایک ضروری کام تھا جس کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا 31 مئی 1986 کی رخصت منظور فرمائی جائے

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب احمد خان بلوچ

سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب احمد خان بلوچ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی جس کی وجہ سے 18-5-1986، 24-5-1986 29-5-1986 اور 31-5-1986 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا تھا۔

براہ کرم ان ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے (تحریک منظور کی گئی)

میاں عمر علی جنجیانہ

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست میاں عمر علی جنجیانہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں بوجہ ناسازئ طبع مورخہ 18 مئی تا 31 مئی 1986 اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔

براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید اختر حسین رضوی

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست سید اختر حسین رضوی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

گزارش ہے کہ بندہ 31-5-1986 بروز ہفتہ بیمار تھا جس وجہ سے بندہ اجلاس کی کارروائی میں حصہ نہ لے سکا ہے لہذا مہربانی فرما مجھے 31-5-1986 کی رخصت عطا فرمائی جائے

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سرفراز نواز

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخاست جناب سرفراز نواز صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :-

It is submitted that due to some unavoidable circumstances I could not attend the Assembly session on 21-5-86. It is, therefore, requested that I may please be treated on leave.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے :-
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار شاہد اقبال

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست سردار شاہد اقبال صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I am proceeding to Saudi Arabia in condection with some professional work and also for the performance of Umra.

It is, therefore, requested that leave may kindly be allowed to me, from June, 1, 1986 to June 8, 1986.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے :-
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I shall be grateful if you kindly allow me leave from 2nd June 1986 to 8th June, 1986, to enable me to perform Umra, with permission to leave the station as well as the country, for the purpose.

I shall, Insha Allah, keep the whole of the House in my sincere prayers and shall also pray for the solidarity of the Nation while performing Umra.

Thanks.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

پنجاب کا میزانیہ برائے سال 87-1986

مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر : قائد حزب اختلاف تشریف نہیں رکھتے۔ میاں صاحب، آپ کے علم میں ہوگا کہ آج ہم نے ڈیمانڈ نمبر 10 پر بحث کرنی ہے ــــ جناب وزیر خزانہ

وزیر خزانہ : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

"کہ ایک رقم جو چون کروڑ بیس لاکھ نو ہزار چھ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ نظم ونسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

"کہ ایک رقم جو چون کروڑ بیس لاکھ نو ہزار چھ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ نظم ونسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : ڈیمانڈ نمبر 10 میں ہمارے پاس سات تحاریک تخفیف زیر ہیں۔ سب سے پہلی کٹ موشن ان صاحبان کی طرف سے ہے۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب، جناب میاں محمد افضل حیات صاحب، جناب میاں محمد اسحاق صاحب، جناب عثمان ابراہیم صاحب، جناب طاہر احمد شاہ صاحب، جناب چوہدری محمد رفیق صاحب، جناب میاں ریاض حشمت صاحب جنجوعہ، جناب چوہدری فضل حسین راہی صاحب۔ مخدوم زادہ صاحب اپنی کٹ موشن پیش کریں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر، وقت بچانے کے لئے میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں اور پھر یہ کٹ موشن میں پیش کرتا ہوں۔ تمام تحاریک جو ہماری جوائنٹ ہیں، وہ مجھے اجازت دیں، میں پیش کر دیتا ہوں۔ باقی کو شامل تصور کیا جائے۔ البتہ جو کٹ موشن انفرادی طور پر دی گئی ہو اس کو پیش کروا لیں۔ سب کی طرف سے کٹ موشن کو یک وقت کروائیں۔ اس طرح ڈیبیٹ میں اختصار بھی ہو جائے گا اور پوری ڈیمانڈ بھی cover ہو جائے گی۔ اگر قواعد اجازت دیتے ہوں تو یہ وقت بچانے کا ایک طریقہ ہے۔

جناب سپیکر : جناب لاء منسٹر صاحب کیا فرمائیں گے ؟

وزیر خزانہ : قواعد کے مطابق ڈیمانڈ آئے گی، اس پر کٹ موشن ہو گی اور اس پر بحث ہو گی۔

جناب سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ آپ کی جو کٹ موشنز جائنٹ ہیں، وہ پیش تو صرف آپ کریں گے۔ باقی سب نے تو تقاریر کرنی ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جی ہاں۔

جناب سپیکر : وہ تو پہلے ہی ہم ایسا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب، اس پر آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر، کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ میں دوسری کٹ موشنز بھی پیش کر دوں ؟

جناب سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک ایک کو نمٹاتے جائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : پھر معاملہ لمبا ہو جائے گا۔ فنانس منسٹر صاحب اپنی ڈیمانڈز پیش کر دیں، ہم اپنی کٹ موشن پیش کر دیں تو اس میں آسانی ہو جائے گی۔

میاں محمد افضل حیات : اس طرح سات سات تقریروں کی بجائے ایک ایک تقریر ہو جائے گی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : اگر ایک موضوع پر سات اراکین بولیں تو وہ مناسب نہیں رہے گا۔ اگر یہ تمام ڈیمانڈز پیش کر دیں، ہم کٹ موشنز پیش کرتے ہیں۔ ہم subjects آپس میں بانٹ لیں گے۔ وہ مختصر ہو جائے گا۔ جنرل ایڈمنسٹریشن پر جتنی ڈیمانڈز ہیں۔ وہ پیش ہو جائیں۔

جناب سپیکر : جناب وزیر خزانہ صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟

وزیر خزانہ : جناب والا میں سمجھا نہیں۔

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب چاہتے ہیں۔ آپ یہ ڈیمانڈز پیش کر دیں یہ کٹ موشنز move کر دیں۔ اور اس پر ایک ہی مرتبہ تقاریر ہو جائیں گی۔

وزیر خزانہ : ہماری 44 ڈیمانڈز ہیں میں اس بات کے لئے تیار ہوں کہ 44 کی 44 آج ہی پیش کر دیتا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : اسٹیٹمنز مختلف ہیں ڈیمانڈز ایک ہی ہے۔

جناب سپیکر : اس میں صورت یہ ہے کہ آپ کا معاہدہ میں ڈیمانڈ نمبر 10 جنرل ایڈمنسٹریشن پر آج بات کرنی ہے۔ صرف جنرل ایڈمنسٹریشن پر۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : دوسری ڈیمانڈ ہے۔

Demand No. 10 General Administration.

> That the item of Rs. 44,45,820/- on account of Chief Minister's Secretariat be reduced by Rs. 1,00,000/-

But he has to move for getting vote for the passage of this demand. Let him move and we will move ours.

جناب سپیکر : یہ بھی جنرل ایڈمنسٹریشن ہے۔ اس میں وزیر خزانہ نے ڈیمانڈ نمبر 1 move کر دی ہے اس پر آپ اپنی کٹ موشنز موکریں

جناب مخدوم زادہ حسن محمود : جناب سپیکر میری دوسری کٹ موشن ہے۔

Sir, I move :—

> That the item of Rs. 44,45,820-00 on account of 6-012 Chief Minister's Secretariat be reduced by Rs. 1,00,000/-

The matter sought to be discussed is to discuss the excessive staff and wasteful expenditure on Chief Minister's Secretariat.

Mr. Speaker : The motion moved is .—

> That the item of Rs. 44,45,820.00 on account of 6-012 Chief Minister's Secretariat be reduced by Rs. 1,00,000/-

Minister for Finance : Opposed.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I move :—

That the total of Rs. 54,20,09,600.00 on account of total 6-013-(Demand No. 10)-General Administration be reduced by Rs. 100.00.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

That the total of Rs. 54,20,09,600.00 on account of total 6-013-(Demand No. 10)-General Administration be reduced by Rs. 100 00.

Minister for Finance : Opposed.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir I beg to move :—

That the item of Rs. 27,36,410.00 on account of 6-012-Chief Minister's Inspection Team be reduced by Rs. 50,000/-

The matter sought to be discussed is unnecessary and wasteful expenditure on Chief Minister's Inspection Team.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

That the item of Rs. 27,36,410.00 on account 6-012-Chief Minister Inspection Team be reduced by Rs. 50,000.00.

Minister for Finance : Opposed.

Syed Tahir Ahmad Shah : Sir I move ;—

That the item of Rs. 24,16,650.00 on account of total 6-511-Food Department be reduced by Rs. 1,00,000.00.

The matter sought to be discussed is to discuss the policy underlying the demand and to discuss various prices of Government Wheat for sale for Ration Depot, Thaila Atta' Private Mandi owner and misuse of subsidy on wheat.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

That the item of Rs. 24,16,650 on account of total 6-511-Food Department be reduced by Rs. 1,00,000.00.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : I oppose it, Sir.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I move :—

That the item of Rs. 1,81,42,240.00 on account of total 6-290-Anti-Corruption Establishment be reduced by Rs. 2,00,000.00.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

That the item of Rs. 1,81.42,240,00 on account of total 6-290-Anti-Corruption Establishment be reduced by Rs. 2,00.000.00.

Minister for Finance : I oppose it, Sir

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I move :—

That the total of Rs. 54,20,09.600.00 on account of total 6-013-(Demand No. 10)-General Administration be reduced by Rs. 100.00.

The matter sought to be discussed is to discuss the specific grievance regarding purchase manual of 1985.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

That the total of Rs. 54,20,09,600.00 on account of total 6-013-(Demand No. 10)-General Administration be reduced by Rs. 100 00.

Minister for Finance : I oppose it.

جناب سپیکر : ہاں جی ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب !

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ۔ اس بجٹ سے عوام پر ڈالا گیا بوجھ محض جنرل ایڈمنسٹریشن کے سلسلے میں ناقابل برداشت ہے اور اس کا کوئی جواز نہیں ۔ کسی وزیر کا سیکرٹریٹ چھوٹا ہو یا بڑا آخر پہلی روایات موجود ہیں ۔ اس سے تجاوز کرنے کی کوئی خاص اہمیت اور ضرورت نہیں ۔ اور دون یونٹ میں اسی ایوان میں اسمبلی مل چکی ہے اور بجٹ پیش ہو چکے ہیں ۔ لیکن پنجاب کا یہ بھاری بھرکم بجٹ کی مثال کسی اور بجٹ میں نہیں مل سکتی ۔ ایک کمپلیکس complex ہم لوگوں میں پیدا ہو گیا ہے کہ جتنے افسر ہمارے زیادہ ہونگے اتنی ہماری شان بڑھے گی لیکن افسروں کے بڑھانے سے inefficiency تو بڑھ سکتی ہے ۔ ایک فائل دو دن میں move کرے گی اگر دس افسر ہوں گے تو دس دن اور اگر دو افسر ہوں گے تو وہ فائل دو دن میں dispose of ہو گی ۔ It does not effect effiiciency. اور میرا طریقہ کار تو بالکل مختلف رہا ہے ہم لوگ اتنے پڑھے لکھے نہیں تھے ۔ فائلیں دستی بھی موو کرتی تھیں ۔ اب اتنے سیکشن آفیسر، ڈپٹی سیکرٹریز، ایڈیشنل سیکرٹریز اور سیکرٹریز مقرر کر دئے گئے ہیں کہ فائل مہینوں بعد منسٹر کی نظر شفقت میں نصیب ہوتی ہیں ۔ اس میں اس حکومت کو کوشش کرنی چاہیئے کہ economy measures adopt کرے ۔ خرچ کو کم کرے اور اس بوجھ کو ہلکا کر کے غریب طبقے پر ٹیکسوں کا بوجھ گھٹائیں مہنگائی گھٹائیں ۔ میں اس میں لمبی مثالوں میں نہیں جاتا ۔ شائد کل اس میں جاؤں لیکن اتنی فضول خرچی اور چند آدمیوں کے لئے اتنی بڑی رقومات کا فراہم کرنا عوام کے ساتھ قطعی ناانصافی ہے ۔

Now, Sir I come to a very serious matter and I need your very kind scrutiny of my arguments.

جہاں تک وزراء کا تعلق ہے تعداد آپکے سامنے ہے اور میں نے سنا ہے کہ آپ کو شکائت پہنچی ہے کہ ہمیں پیچھے کیوں بٹھایا گیا ہے ۔ آپ کی بھی مجبوری ہے ۔ اب expansion تو ہو نہیں سکتی یا passage block ہو گا ۔ ایک دوسرے کے پیچھے تو بیٹھیں گے ۔ سنا ہے دو دو وزیر ایک کمرے میں بیٹھتے ہیں ۔ یہ تو dormitory بن گئی ہے ۔ اب جناب ان کا تو جواز پیدا ہو جاتا ہے اور میں آپ کی توجہ ذرا مشیر صاحبان کی طرف دلاتا ہوں ۔ جناب سپیکر آپ کو علم ہے کہ اس اسمبلی کو آئین کی خلاف ورزی کرنے کا حق نہیں اور اگر اسمبلی آئین سے تجاوز کرتی ہے

توسٹر سپیکر

Will be proceedings outside the Assembly, which will become questionable in the High Court.

یہ میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں یہ enabling Section 90.

وہ تو اور بات ہیں اس کی طرف نہیں جا رہا۔ میں آرہا ہوں جناب کہ یہ کس قانون اور کس آرٹیکل کے تحت مشیروں کو تنخواہ دے رہے ہیں۔ میں آپ کے سامنے دو چیزیں پیش کر رہا ہوں۔

Salaries, Allowances etc. of the President. Article 250 (1).

سردارزادہ سید ظفر عباس : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایڈوائزرز کا مسئلہ جناب سپیکر کے پاس پہلے ہی موجود ہے اور فیصلہ طلب ہے۔ تو اس کو یہاں ہاؤس میں دوبارہ اٹھانا میں سمجھتا ہوں کہ یہ رولز کی خلاف ورزی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ! و disqualification اور یہ مسئلہ تنخواہوں کا ہے۔ میں disqualification کا ذکر ہی نہیں کر رہا میں تو یہ بتا رہا ہوں کہ اس ایوان کو خلاف آئین یہ خرچ منظور کرنے کی اجازت ہی نہیں۔ میں یہ پڑھتا ہوں۔

SALARIES, ALLOWANCES, ETC. OF THE PRESIDENT ETC.

Article 250 (1) Within two years from the commencing day, provision shall be made by law for determining the salaries, allowances and privileges of the President, the Speaker and Deputy Speaker and a member of the National Assembly or a Provincial Assembly, the Chairman and Deputy Chairman and a member of the Senate, the Prime Minisrer, a Federal Minister, a Minister of State, a Chief Minister, a Provincial Minister and the Chief Election Commissioner.

(2) Until other provision is made by law,

(a) the salaries, allowances and privileges of the President, the Speaker or Deputy Speaker or a member of the the National Assembly or a Provincial Assembly, a Federal Minister, a Minister of State, a Chief Minister,

a Provincial Minister and the Chief Election Commissioner shall be the same as the salaries, allowances and privileges to which the President, the Speaker or Deputy Speaker or member of the National Assembly of Pakistan or a Provincial Assembly, a Federal Minister, a Minister of State, a Chief Minister, a Provincial Minister, or as the case may be, the Chief Election Commissioner was entitled immediately before the commencing day ; and

(b) the salaries, allowances and privileges of the Chairman, the Deputy Chairman, the Prime Minister and a member of the Senate shall be such as the President may by Order determine.

Sir, how can this Assembly vote and misappropriate the funds of public exchequer against the provisions of the Constitution. This Assembly is not competent to sanction this amount. The amount has to be reimbursed otherwise there will be AntiCorruption embazzlement cases. Now, I read to you the Rules of Business.

Notification No. CAB-III/2-46/85 dated 2nd December 1985.

In exercise of the powers conferred by Article 139 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Governor of Punjab is pleased to amend further the Rules of Business of 1974 as under ;—

Sir, if you refer to the last page Item No. 17, cases of Relaxation of Service Rules—Appointment of Parliamentaries Secretaries and Determination of their Pay and Allowances, where is the word 'advisers' even the Rules of Business don't permit. How is the Chief Minister competent to place this unconstitutional demand in violation of the Constitutional provision for us to vote for, because it is challengable because of excess of powers by the Assembly to vote against for an item which is not provided for in the Constitution, therefore, I will request the Finance Minister to withdraw his demand. Otherwise any member who votes in favour, he subverts Constitutional provision. You have taken an oath. Sir, we have all taken an oath. If you like I can read. There we have said, we will preserve and protect and defend the Constitution. Don't allow us to commit offence against the very Constitution for the protection

of which all our members are on oath. It will be breach of oath. It is questionable in Court and it will be challenged and all the advisers should refund the entire amount they have so far received, otherwise it will be considered as an embazzlement, misuse and misappropriation of public exchequer funds.

Mr. Speaker, I come to the next item i.e. the Chief Minister's Inspection Team. I don't know what type of inspection they carry out. What is the necessity of it, while the Chief Minister whose personal secretariat has added four times the staff that any Chief Minister ever had. What is this Inspection Team for. We would like to scrutinize and see the functioning and the benefit that has accrued out of this wasteful expenditure in the provincial interest.

Now, coming to the Anti-Corruplion, it is an admission on the part of the Government in regard to the failure of the Anti-Corruption Department.

اب میں، اردو میں آجاتا ہوں، جناب آپ کی تشکیل کردہ انٹی کرپشن کمیٹیاں اس چیز کا admission ہے کہ کرپشن deep-rooted ہے اور اگر deep-rooted کو اس طرح سے remove کرنے کے طریقے سے کامیابی نہیں ہوگی، میں آپ کو ایک نسخہ تجویز کرتا ہوں، بہترین اور قابل عمل، آپ وزراء صاحبان کیبنٹ میٹنگ میں اپنے سیکرٹریز اور اپنے ہیڈز آف ڈیپارٹمنٹ کو بلائیں جن کی کرپشن کے متعلق کوئی شک و شبہ نہ ہو ....

چوہدری غلام رسول : جناب سپیکر! میری گذارش ہے کہ جو 116 رول کٹ موشنز کو deal کرتا ہے۔ اس میں ڈسکشن کے لئے یہ ہے That should be limited. تو میں جناب والا یہ گذارش کروں گا کہ

Rule 116 (a) The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy.

تو اس میں سارے ڈیپارٹمنٹس کے متعلق ہیں انہوں نے اپنی کٹ موشنز میں mention کیئے ہیں اور اس کے متعلق یہ ہے۔ Confine to that point Sir.

مخدوم زادہ سید حسن محمود : .... جناب سپیکر، آپ میری امداد نہ فرمائیں،

میں جواب دے دیتا ہوں۔ ---------

جناب سپیکر: اپنے پوائنٹس کو جو انہوں نے اپنی کٹ موشنز میں دئے ہیں، اس پر ان کا emphasis ہے اور اسی پر وہ بات کر رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: -- جناب والا! میں معزز ممبر کو بتا دوں کہ میں نے جتنی کٹ موشنز move کی ہیں، اس پر میں چار گھنٹے جو بحث کرنا چاہوں تو میں کر سکتا ہوں، میں تو آپ کا وقت بچا رہا ہوں۔ میں تو اپنے ساتھیوں کو باری دینے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ورنہ ایک ایک کٹ موشن پر میں ایک ایک گھنٹہ لیتا ہوں، -- اب جناب والا میری تجویز ہے کہ آپ اس میٹنگ میں حلف لیں۔ اپنے سیکرٹریز اور ہیڈز آف ڈیپارٹمنٹس سے حلف لیں، کہ ہم نے کرپشن کو روکنا ہے اور یہ کہہ دیں کہ اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹس جس میں کہ ہزاروں افراد، چھوٹوں کو نہ پکڑیں، یہ ہیں پٹواری، ضلعدار، اور سیر They are naturally subsidised سر فضل حسین کے زمانہ میں بھی یہ subsidised تھے۔ سر سکندر حیات کے زمانے میں بھی یہ لوگ subsidised رہے ہیں اور ان کی تنخواہیں اتنی کم ہوتی ہیں کہ زمینداروں کا یہ فرض بنتا ہے کہ ان کو چارہ، گندم، وغیرہ یہ مراعات ہم دیتے ہیں، اور اس کو آپ کرپشن میں نہ شمار کریں، آپ پکڑیں بڑے افسروں کو، مگرمچھوں کو، اور وہ ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ ڈیپارٹمنٹس سے کہہ دیں اور انہیں معلوم ہے کہ کون corrupt ہے اور کون نہیں ہے۔ .Who is living beyond his means قبلہ تنخواہ تو ہوتی ہے بارہ سو، اور چار چار ایئرکنڈیشنز کہاں سے آگئے ہیں۔ میرے دو اے سی خراب ہو گئے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے بڑی دولت دی ہے۔ مجھ سے تو وہ بھی نہیں خریدے جاتے۔ موٹریں بڑی کہاں سے آگئیں، تنخواہ اتنی ہے، موٹریں بڑی ہیں Beyond their living means اور پھر ان کے پاس ایک weapon موجود ہے، جو کہ اگر یہ misuse نہ کریں تو اس پر میں نے protest کیا تھا۔ اور پاکستان میں جناب سپیکر میں دعویٰ نہیں کرتا پہلی screening پاکستان میں اس کا آغاز میں نے کیا تھا۔ میں نے 23 گزیٹیڈ آفیسر نکالے تھے، اور اپوزیشن نے مجھ پر الزام لگایا تھا کہ میں نے ان افسروں کو نکالا ہے جنہوں نے ایکشن میں میری پارٹی کی مخالفت کی تھی۔ جناب سپیکر! ہماری بھی اسمبلی تھی، اور ہماری democracy، طریقہ بھی کہ میرے سپیکر کی بیوی اپوزیشن میں تھی democracy یہ تھی کہ میرا آئی جی پولیس میرے خلاف تھا democracy یہ تھی کہ میرے بیٹوں ایس پی میرے خلاف تھے اس کے باوجود میں نے حکومت چلائی چوہدری صاحب کو معلوم ہے ایہ اس وقت نوجوان تھے اور شاید طالبعلم ہوں گے ا میں نے یہی کہا تھا جناب! میں نے

ہیڈز آف ڈیپارٹمنٹس کو بلالیا اور میں نے انہیں کہا کہ مجھے پانچ پانچ corrupt آفیسر دے دو، اور چیئرمین پبلک سروس کمشن کو ساتھ بٹھایا، حالانکہ میرے آرڈر تھے کہ چیئرمین پبلک سروس کمشن اپیل نہیں سن سکتا۔ میں نے اس کو allow کیا، کہ میں ان کو ہٹاتا ہوں۔ بعض کو ریٹائر اور بعض کو dismiss بعض کو معطل کیا۔ اور کئی ایک کی انکوائری کرائی اور اس کے بعد میں نے اجازت دے دی کہ آپ چیئرمین پبلک سروس کمشن کو اپیل کریں اور آپ اگر میرے خلاف فیصلہ دینا چاہیں تو آپ کو پوری پوری آزادی ہے۔ جناب والا! جب اس وقت اسمبلی میں یہ سوال اٹھایا گیا، کہ انہوں نے افسروں کو نکالا ہے تو میں نے چیلنج کیا کہ 23 افسروں کو میں نے نکالا ہے، اپوزیشن کا ایک ممبر خدا کو حاضر ناظر جان کر انگلی رکھے کہ افسر میں نے ذاتی رنج کی وجہ سے نکالا۔ کہ یہ corrupt نہیں ہے، میں اس ایوان سے باہر جانے سے پہلے اس کو بحال کر کے جاؤں گا۔ جناب ایک آدمی بھی نہیں اٹھا تو اگر آپ نے یہ عمل کرنا ہے، تو میں آپ کے ساتھ بیٹھتا ہوں، آپ حلف دے کر ہر ڈیپارٹمنٹ سے کہیں کہ سو سو آفیسر جو کہ کرپٹ ہیں، جو چھوٹا ڈیپارٹمنٹ ہو۔ اسے تیس کہیں، اور پبلک سروس کمشن کو Right of Appeal دیں۔ اور 25 سال اس کی شرط ہو کئی ایک کو تو اس میں weed out کر دیں اور کئی ایک کی آپ ریگولر انکوائری کروائیں، جوڈیشل انکوائری۔ اگر وہ corrupt ثابت ہوں تو ان کو نکال دیں تو اس طرح سے کرپشن ختم ہو جائے گی اگر اوپر والا خود داغدار نہیں ہے تو نیچے corruption نہیں ہو گی۔ لہذا میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ nepotism اور favouritism نہ کریں۔ سفارشیں نہ کریں favour نہ کریں پھر آپ دیکھیں کہ آپ کے آفیسر آپ سے باہر جاتے ہیں اور پکڑنا ہے تو بڑوں کو پکڑیں، جس سے کوئی نصیحت حاصل ہو، چھوٹے کلرکوں کو پکڑ لینا، پٹواری کو پکڑ لینا، وہ لوٹتا و لوٹتا نہیں ہے، میں نے سنا ہے، میں تہمت نہیں لگاتا، سنا ہے کہ لوگ لاکھوں روپے پوسٹنگ کے لئے دیتے ہیں۔ جناب سپیکر جو لوگ لاکھوں روپے اپنی پوسٹنگ کے لئے دیں گے وہ اس پیسے کا ضیاع کرے گا، اس نے کس طرح سے ریکوری کرنی ہے۔ اس کا اس نے معاوضہ حاصل کرنا ہے اور اسے اپنی tenure کا پتہ نہیں کہ مجھے تین سال کے لئے لگایا ہے یا شائد ایک سال میں بدل دیں، تو وہ اتنی کمائی زیادہ کرے گا، اور میں نے یہ بھی سنا ہے کئی ایک نے refund کے لئے بھی درخواست دی، کہ قبلہ میری tenure تو تھی اتنی، وہ پوری نہیں ہونے دی گئی، مجھے آدھی قیمت واپس دے دیں تو یہ معاشرہ اس طرح خراب ہو گیا ہے رشوت اتنی deep-rooted ہے کہ جب تک اس کا surgical operation نہ ہو۔ یہ تو ...

آپ کو آپریشن کرنے پڑیں گے اور anaesthesia کے بغیر کرنے پڑیں گے ڈٹ جائیں پھر رشوت رک سکتی ہے اور تب ہی آپ کی سروسز ایماندار ہو سکتی ہے۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ انتقامی کارروائی کے طور پر اپنے اختیارات استعمال کریں lay a procedure اور خدارا ان کمیٹیوں کو abolish کریں۔ آپ ان کو ایسا برا پھنسائیں گے کہ یہ ممبران بھی پچھتائیں گے۔ ایک ممبر کے پاس تھانیدار آئے گا کہ میں dishonest ہوں لیکن تمہارے فلاں میں نے ایف۔ آئی۔ آر درج کئے تھے۔ اسلئے میری ایمانداری کا سرٹیفکیٹ لکھ دو اور دوسرا جائے گا کہ جناب یہ میرا مخالف ہے اس نے غلط ایف۔ آئی۔ آر۔ داخل کی ہے، بے ایمان ہے اس لئے اس کو نکال دیا جائے۔ آپ اس میں کیوں الجھتے ہیں۔ آپ کو اس سے کوئی عزت نہیں ملے گی، آپ سرکاری افسروں سے الجھ پڑیں گے اور وہ آپ کی کی مخالفت کریں گے اور پارٹی بازی ہو جائے گی اور اس طرح آپ سروسز کو تقسیم کر دیں گے۔ وہ follow کریں آپ کا کام یہاں پر قانون سازی کرنا ہے۔ آپ اپنی ڈویلپمنٹ سکیم جا کر سپروائز کریں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن administrative معاملات میں آپ کا دخل انداز ہونا۔ اس سول سٹرکچر کو تباہ کر دے گا جو دو سو سال سے قائم کیا گیا ہے۔ اور میں exception نہیں کروں گا۔ میں ہر ممبر کو احترام کی نظر سے دیکھتا ہوں بعض ان کی اپنی غرضیں بھی ہوتی ہیں وہ بھی کوئی کام کروانا چاہتے ہیں تو آپ کو پھر افسر کو معاوضہ دینا پڑے گا۔ بغیر معاوضے کے وہ کیسے کام کرے گا۔ ﷲ ان کمیٹیوں کو ختم کریں تاکہ منتخب نمائندے اس میں ملوث نہ ہوں، بدنام نہ ہوں، اور کسی طرح سے حصہ دار نہ بنیں وہ جیسے انٹی کرپشن والے خود حصہ دار ہیں، کہ بھائی ہم تمہیں پکڑتے ہیں، تم نے دو لاکھ روپیہ لیا ہے؟ حصہ ہمیں ایک لاکھ روپے دے دو ہم چھوڑ دیں گے۔ تو آپ انٹی کرپشن۔ ایم۔ پی۔ اے تو نہ بنیں۔ میں گورنمنٹ سے اپیل کرتا ہوں کہ ان کمیٹیوں کو ختم کریں اور سروسز کے معاملات میں دخل دینے سے اجتناب کریں۔ اور قبلہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔

In the name of the Constitution reminding you of your oath. Will you permit this Assembly . . . . . .

کہ آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس ڈیمانڈ کو منظور کرے اور تنخواہیں دے ایڈوائزرز کو جو کہ اس میں provided نہیں۔ آپ خود فیصلہ فرمائیں اور ممبروں کو تلقین کریں۔ We are on the roll اور ہم نے جو ناجائز خرچ الیکشن پر کئے تھے اور پھر صدر صاحب نے ہمیں معافی دی اور انہوں نے کہا کہ میں آغاز جھوٹے بیانوں سے نہیں کرنا چاہتا۔ تو آپ آج اس اسمبلی کو بچائیں اور آپ آئین

کی خلاف ورزی نہ کریں ورنہ میں مقدمہ کروں گا اس کارروائی پر مقدمہ کروں گا کیونکہ.....

It is considered outside the Assembly. If it is an excess of the constitutional provision this is an illegal demand being voted and and this should be refunded back to the exchequer.

اور واپس لیا جائے۔

جناب سپیکر : میاں محمد افضل حیات۔

میاں محمد افضل حیات : جناب سپیکر! پچھلے 9 سالوں سے یہ رواج چل نکلا ہے کہ ہر سال جنرل ایڈمنسٹریشن پر اخراجات کو بے دریغ طریقے سے بڑھایا جا رہا ہے۔ اگر یہ اخراجات اسلئے بڑھائے جائیں کہ محکموں کی کارکردگی بہتر ہو ان میں efficiency زیادہ ہو۔ رشوت کم ہو پھر تو میں ان کو کسی طریقہ سے بھی غلط نہیں سمجھتا۔ لیکن یہ دیکھنے میں آیا ہے اور اس سے آپ بھی اتفاق فرمائیں گے کہ 9 سالوں میں نہ تو رشوت کم ہوئی ہے اور نہ ہی کارکردگی بہتر ہوئی ہے، نہ ہی سرخ فیتہ میں کمی ہوئی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اخراجات ہر سال بڑھائے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ہر سال بجٹ پیش کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہم یہ اخراجات کفایت شعاری پیدا کر کے پورے کریں گے۔ لیکن یہ کہیں بھی نظر نہیں آیا کہ یہ اخراجات کفایت شعاری سے پورے کئے جاتے ہوں۔ کفایت شعاری آپ کو جنرل ایڈمنسٹریشن میں کہیں بھی، کسی بھی مد میں، کسی بھی آئیٹم میں نظر نہیں آتی۔ مختلف مدات میں پہلے سے اخراجات بڑھائے گئے ہیں اور کسی بھی آئیٹم میں ان کو کم نہیں کیا گیا۔ جناب والا اخراجات بڑھانے کے باوجود کارکردگی بہتر نہیں ہوئی، رشوت ختم نہیں ہوئی کیونکہ یہ سب اخراجات top level پر کئے جاتے ہیں اور... top heavy کئے جا رہے ہیں اور دن بدن ان پر اخراجات بڑھ رہے ہیں اور جہاں تک جونیئر ملازمین یعنی کلرکوں کا یا ان کی بنیادی ضرورتوں کا تعلق ہے ان پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ اسی وجہ سے جب ان کی ضروریات پوری نہیں ہوتی ہیں تو پھر وہ مختلف حربے استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے پوری ایڈمنسٹریشن کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے اس لئے ضروری ہے کہ جونیئر کلرکوں اور دوسرے چھوٹے افسروں کو ایسی بنیادی ضروریات مہیا کی جائیں تاکہ وہ تندہی اور لگن سے کام کر سکیں۔ اس طرح رشوت کو ختم کیا جا سکتا ہے اس کے باوجود اگر بنیادی ضروریات حاصل کرنے کیلئے وہ رشوت لیتے ہیں یا کارکردگی بہتر نہیں پائی جاتی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ سزائیں بھی ناکافی

ہیں۔ اسلئے ان کے ساتھ مزید سخت سلوک کیا جانا چاہیے۔ جناب والا نہیں اخراجات میں جو مختلف آئیٹموں میں پیش کئے گئے ہیں انہیں میں سے جب سرکاری لیڈر مختلف جگہوں پر دورے میں جاتے ہیں یا صوبوں کے ہیڈکوارٹرز میں آتے ہیں تو ان پر بے دریغ پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔

جناب والا یہ استقبال حکومت برطانیہ کی ایک روایت ہے ان کو تو یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ وہ باہر سے آئے ہوئے تھے اور ادھر حکومت کرتے تھے اور اس ملک کے ہر انسان کو وہ اپنی رعایا سمجھتے تھے۔ ان کے اوپر دبدبہ پیدا کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ آج کل کے دور میں استقبالیہ فاشسٹ حکومتیں کرواتی ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب نصراللہ خاں دریشک کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تاکہ وہ ایک جھوٹے طریقے سے یہ بات ثابت کر سکیں کہ وہ اپنے عوام میں بہت ہر دلعزیز ہیں۔ جمہوریت اور جمہوری لیڈروں کو، یا عوامی نمائندوں کو اس چیز کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس روایت کو ختم کرنا چاہیے۔ اور اپنے ہی ملک اپنے ہی شہروں میں اپنے ہی لوگوں کو خواہ مخواہ اخراجات کر کے ان استقبالیوں کی روایت کو ختم کریں۔

جناب والا۔ عوامی نمائندے ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ اولین فرض بنتا ہے کہ ہم ایک ایسے نظام کے لئے جدوجہد کریں۔ جس میں ایک عام آدمی جس دفتر میں جس افسر کے پاس، جس ملازم کے پاس، یا کہیں پولیس سٹیشن میں جائے وہ پر اعتماد ہو کر جائے، اس کو پتہ ہو کہ میرا کام ہونا ہے اور وہ کوئی سفارش نہ ڈھونڈتا پھرے۔ لیکن ہم نے اپنا یہ کام بنالیا ہے اور ہم عوام کی خدمت میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی درخواستیں اٹھا کر دفتر دفتر گلی گلی پھریں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان کو ایک ایسا نظام دیں، ایسے حالات پیدا کریں کہ ان کو اس چیز کی ضرورت ہی پیش نہ آئے کہ وہ اپنے جائز کام کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھائیں۔ ہم ایسی روایات قائم کریں کہ وہ جہاں بھی جائیں ان کا کام آسانی کے ساتھ ہو جائے۔ اگر ہم یہ کام کروا سکیں تو پھر تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے فرائض میں پورے اترے ہیں اور اگر اس کے سامنے روڑے ہی اٹکاتے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے فرائض میں پورے نہیں اتر رہے۔

جناب والا! اس دفعہ پولیس کے لئے تقریباً 40% اخراجات میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اگر پولیس کی کارکردگی اور نتائج اس خرچ کے حساب سے ہوں تو پھر تو کوئی حرج نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ تمام اخراجات کن مدات میں اٹھائے گئے ہیں۔ کیسے اٹھائے گئے ہیں۔ کیا ان سے

پولیس کے جونیئر ملازم سپاہی وغیرہ اور چھوٹے افسر کو ان اخراجات سے فائدہ پہنچا ہے۔ کیا ان کی بھی اس سے بنیادی ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں۔ کیا اس طرح رشوت ختم ہو گی۔ کیا ان کی کارکردگی بہتر ہو گی؟

جناب والا آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ ایک معمولی چالان کے لئے مہینوں عدالتوں میں پیش ہونا پڑتا ہے۔ اور عدالتوں میں چالان نہیں جاتے اور ایک مقولہ ہے کہ:-

Justice delayed is justice denied

اس کا پوری طرح افادہ نہیں کیا جاتا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے کیسوں میں صرف پراسیکیوشن برانچ اور تحقیقاتی اتھارٹی کی غلط کارکردگی کی وجہ سے سستی کی وجہ سے عدالتوں میں چالان پیش نہیں ہوتے۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو جلدی اور سستا انصاف نہیں ملتا۔

جناب والا! اس کے ساتھ انٹی کرپشن کمیٹیز اضلاع میں قائم کی گئی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ضرورت زیادہ اس چیز کی تھی۔.........

جناب چیئرمین۔ سردار نصر اللہ خاں دریشک: ممبر صاحبان سے گذارش ہے کہ برائے مہربانی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ ایک بہت ہی اہم مسئلے پر بات چیت ہو رہی ہے۔ تو برائے مہربانی آپ مقرر کی بات کو غور سے سنیں اور اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! ملک اور صوبوں میں پہلے ہی بے شمار ایسی ایجنسیاں کام کر رہی ہیں جن کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ corruption کو روکیں۔ رشوت کا سب سے بڑا مبلغ انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ خود ہے۔ اس کے علاوہ ایف۔ آئی۔ اے ہے۔ اور ایسے کئی ڈیپارٹمنٹ ہیں انسپکشن ٹیمز ہیں۔ ان سب کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ دوسرے محکموں کی کارکردگی کو دیکھیں اور کرپشن کو روکیں۔ جہاں تک ممبران کا تعلق ہے وہ اس ہاؤس کے ممبر ہونے کی حیثیت سے ان کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ صوبے کے ہر محکمے پر ہر جگہ پر نگرانی کریں۔ چاہے ڈویلپمنٹ کا کام ہو چاہے ایڈمنسٹریشن کا کام چاہے کسی اور فلاح وبہبود کے محکمے سے ان کا تعلق ہو ان کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اسکی کارکردگی پر گہری نظر رکھیں۔ اور اس لئے سیشن کے دوران سب سے اولیت وقفہ سوالات کو ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ صوبے کے تمام ممبر صاحبان ہر جگہ کی ہر معاملے کی تحقیقات کریں اور نظر رکھیں۔ جہاں کہیں بھی وہ غلط چیز دیکھیں وہ اس محکمہ کو اس جگہ پر جواب دہ پائیں۔ وہ تو پہلے ہی اس کام پر مصروف ہیں پھر ان کو

بار بار اس طریقے سے کام پر لگانے سے میں سمجھتا ہوں کہ ایڈمنسٹریشن کی کارکردگی متاثر ہوگی اور ان کے اعتماد کو بھی نقصان پہنچے گا۔ اس سے کسی قسم کا کوئی بُرا فعل ختم کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ جو محکمے جس کام کے لئے قائم کئے گئے ہیں ان کو وہ کام کرنے دیا جائے اور بطور عوامی نمائندے کے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان محکموں کی نگرانی کریں اور یہ دیکھیں کہ وہ یہ کام کر رہے ہیں یا نہیں ؟ شکریہ

جناب چیئرمین : (میاں محمد اسحاق صاحب)

میاں محمد اسحاق : نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ! ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ ہماری تقریریں، اعتراضات اور جو ہم بات کر رہے ہیں یہ صرف ایک تقریر کی حد تک ہے ۔ ہمارے وزراء صاحبان نے ابھی فرمایا چوہدری غفور صاحب نے کہ آپ جتنا چاہیں بولتے رہیں اور جب تک چاہیں بولتے رہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری آواز میں کوئی اثر نہیں ۔ ہم اللہ کے دربار میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اے وزراء کرام آپ نے اللہ کے دربار میں بھی جانا ہے ۔ جیسے جیسے آپ نے عوام سے وعدے کئے تھے اسی درد دل سے ہماری آواز کو سنو ۔ اگر ہم صحیح آواز اٹھاتے ہیں تو آپ کا فرض بنتا ہے کہ اس پر غور کریں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں تاکہ یہاں پر بھی اور اللہ کے دربار میں سرخرو ہو سکیں بلکہ آپ نے اپنے خاندان کے نام کو روشن کرنے کے لئے اچھے کام کرنے ہیں۔ آپ کے جانے کے بعد آپ کا نام جب آپ کے خاندان کے سامنے پیش کیا جائے ۔ تو اچھے الفاظ میں لیا جائے ، کہ جناب اوقاف کے منسٹر صاحب تھے اور انہوں نے آتے ہی جناب والا تمام مسجدوں کا دورہ کیا تمام مسجدوں کے علماء کرام کی تکلیفات کو مدنظر رکھا ۔ تمام درباروں میں سے رشوت کو دور کیا ۔ تمام درباروں کا جو پیسہ ضائع ہوتا تھا اس کو بالکل صحیح مد میں رکھ کر خرچ کیا ۔ یہ تمام باتیں آپ سے منسوب کی جائیں گی ۔ آپ کے جانے کے بعد بھی ۔ اور بھی منسٹری آنے جانے والی ہے ۔ یہ وقت سدا نہیں رہے گا ۔ اس پاکستان میں آپ نے دیکھا کہ کتنے کتنے سنگین سخت حکمران رہے ہیں ۔ آتے رہے ہیں اور چلے جاتے رہے ہیں تو میں اس جذبے کے ساتھ جناب سے یہ عرض کروں گا کہ خدارا ہماری آواز سنو ! اگر ہم مخالفت برائے مخالفت کریں تو ہم اللہ کو جواب دہ ہیں اور آپ کو بھی جواب دہ ہیں ۔ عوام کو جواب دہ ہیں ۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جو بات ہم کریں گے وہ آپ کے لئے فائدہ مند ہوگی ۔ آپ کے خاندان کے لئے اچھی ہوگی ۔ آپ کی آنے والی اولاد کے لئے اچھی ہوگی ۔ نہ ہم مخالفت

برائے مخالفت کریں گے۔ تو خدارا ہم جو آپ سے التجا کرتے ہیں اس کو آپ غور سے سنیں جو ہم آپ کو تجاویز پیش کرتے ہیں اگر ان پر آپ عمل درآمد کرا سکتے ہیں تو انشاءاللہ تعالیٰ عوام کا، ملک کا، محکمے کا، اس میں فائدہ ہوگا۔ جہاں تک حکومت کا فائدہ ہوگا ہماری بھی اس میں اچھائی ہوگی آپ کی بھی اس میں اچھائی ہوگی۔ بلکہ ہمارے عوام کہیں گے کہ عوامی نمائندگان آئے اور انہوں نے یہ تعمیری کام کئے۔ انہوں نے مل جل کر رفاہ عامہ کے کام کئے۔ تو جہاں آپ کا نام آئے گا انشاءاللہ تعالیٰ ہمارا بھی وہاں نام آئے گا تو اس لئے ہم یہ آپ کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ جناب والا ان دفاتر میں جو دھاندلیاں ہو رہی ہیں ان دفاتر میں جو لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے خدارا آپ ہمارے نمائندے ہیں آپ پہلے ایم پی اے تھے اس کے بعد آپ منسٹر بنے ہیں۔ ہم آپ کو اپنا منسٹر مانتے ہیں۔ ہم آپ کی کاروں کو تسلیم کرتے ہیں۔ آپ کے دفاتر کو سلام کرتے ہیں۔ آپ کو جو آسائشیں ملی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ بیشک آپ چوریاں کھائیں جو چاہے آپ استعمال کریں مگر خدارا رفاہ عامہ کے کام کے لئے اپنے خون پسینے کو استعمال کریں تاکہ لوگ کہہ سکیں کہ یہ عوام کے نمائندے آئے ہیں، انہوں نے جو آج سے پہلے تکلیفات تھیں ان کو دور کیا ہے اور مارشل لاء کو جو ہم آج تک دور کرنے میں لگے ہوئے تھے اس مصیبت سے ہمیں نجات ملی ہے۔ اور اس کے بعد ہمیں جو اللہ تعالیٰ نے راحت دی ہے ہم اس کو مدنظر رکھتے ہوئے عوامی نمائندگان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک میں جمہوریت بحال رکھے۔ جناب والا میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ یہ جو اخراجات بجٹ میں رکھے گئے ہیں ان کا اگر پچھلے بجٹ سے موازنہ کیا جائے تو جناب سپیکر اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں عوامی نمائندگان کی خدمت اقدس میں التماس کروں گا کہ آپ تھوڑا سا کفایت شعاری سے کام لیجئے۔ یہ عوام کے خزانے کا پیسہ اور خون پسینے کی کمائی ہے ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم اس کا ضیاع کریں اور اس سے ہم ایسے کھیلیں اور اس سے اپنے اپنے ایسے کام کریں جس سے ہماری صرف اور صرف آسائش ہی ہو اور اس سے کسی طرح کے تعمیری کام کا تعلق نہ ہو۔

جناب والا! پچھلا جو بجٹ تھا جس کو ہم مارشل لاء بجٹ کہتے تھے وہ تھا 45 کروڑ 24 لاکھ 8 سو 40 روپے اگر اس کو آپ دیکھیں جس کو ہم فوجی حکومت کہتے تھے کہ فوجیوں نے ہم پر مسلط ہو کر ہمارے خزانے کو لوٹا۔ ہماری عوام کے ساتھ بے انصافیاں کیں۔ اور اپنی مرضی کے مطابق ہم پر مسلط ہو کر انہوں نے ہماری آراء کو ہماری مرضی کو ختم کر دیا۔ جناب والا میں اپنی اس حکومت پنجاب سے پوچھنا چاہوں گا کہ آتے ہی انہیں اس مد میں دس کروڑ روپے کی ایسی کونسی ضرورت

پڑ گئی بجائے اس ہی پر قناعت کرتے اور کفایت کرتے تاکہ ہم کہہ سکتے کہ ہم نے آتے ہی 45 کروڑ کی بجائے 30 کروڑ روپے خرچ کئے ہیں۔ اسی مد میں جس میں مارشل لاء 45 کروڑ روپے خرچ کر رہا تھا ہم منتخب شدہ لوگ ہیں ہمیں عوام نے باقاعدہ منتخب کر کے اس ایوان میں بھیجا ہے۔ پہلے وہی کام جو 45 کروڑ میں ہوتا تھا ہم نے وہی کام 30 کروڑ میں کرنا شروع کر دیا ہے۔ ایسا نہیں ہوا۔ جس کے لئے جہاں بات ہوتی ہے میں شرم محسوس کرتا ہوں کہ ہم کیسے عوامی نمائندگان ہیں کہ ہم کفایت کی بجائے اس میں ضیاع کریں، اضافہ کریں تو ہم عوام کو کیا جواب دیں گے۔ ہم عوامی حکومت کی کہاں بات کریں گے۔ جناب والا! اس حکومت نے اسی مد میں 45 کروڑ 20 لاکھ 9 ہزار 600 روپے خرچ کرنا چاہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ عوامی پیسے کا ضیاع ہے اور اس کو صحیح خرچ نہ کرتے ہوئے یہ عوام پر بوجھ ہے۔ خدارا اس اتنی بڑی رقم کو کم کیا جائے، کفایت کی جائے اور عوام پر یہ جو بلاوجہ بوجھ ڈالا جا رہا ہے یہ عوام کے پیسے کا ضیاع ہے۔ جناب سپیکر! اگر ہماری حکومت اس موڈ میں نہیں ہے کہ یہ ہماری تقریروں کو سنے تو ہم زبردستی سنانے کے لئے تیار نہیں ہیں چونکہ وہ منسٹر صاحبان جن کے لئے ہم یہ آواز بلند کر رہے ہیں وہ اپنے اپنے ذاتی کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ ویسے تو اگر یہ لسٹ دیکھی جائے تو پتہ چلے گا کہ 23 پارلیمنٹری سیکرٹری اور 23 منسٹر صاحبان اور ایڈوائزر صاحبان ہیں۔ اس میں یہ تعداد دی ہوئی ہے جن کے لئے یہ بجٹ رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یا تو بجٹ غلط ہے یا پارلیمانی سیکرٹری صاحبان بے خبر ہیں۔ ان کو یہ تصحیح کر لینی چاہیئے۔ یہاں پر لکھا ہوا ہے۔ چیف منسٹر، منسٹر 23 ایڈوائزر 11 اور پارلیمانی سیکرٹری 23 -

جناب والا یہ بجٹ انہوں نے شائع کیا ہے ہم نے شائع نہیں کی۔ اگر آپ اس سے انکار کرتے ہیں تو پھر ابھی سپیکر صاحب فیصلہ کر لیں کہ یہ غلط ہے یا صحیح ہے۔ جناب والا میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا تھا کہ اتنا بھاری خرچ اتنی بڑی کابینہ پر کیا جا رہا ہے مگر اس کے نتائج کیا ہیں۔ خاص طور پر وزیر اوقاف صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اب 87 لاکھ کی مرسیڈیز گاڑیاں اور منگوائی جا رہی ہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کو مرسیڈیز گاڑیاں دیں، ہر چیز یہ لیں مگر جناب والا جو دھاندلی ہو رہی ہے وہ کس کے کھاتے میں جائے گی۔ یہ میرے پاس کاغذات ہیں۔ یہ پانچ کروڑ روپے کی اوقاف کی زمین ضائع ہو رہی ہے۔ اس کی کون ذمہ داری لے گا۔ جناب والا! ایک مسجد ہے جو حضرت میاں میر کے دربار میں ہے۔ وہاں جو محکمہ اوقاف کی طرف سے خطیب ہے اس کے خلاف پولیس میں پرچہ ہوا ہے۔

ان کے مینجر نے پرچہ دیا ہے۔ مگر وہ ابھی تک وہ خطابت کر رہا ہے۔ وہاں پر لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں۔ جناب والا اہم وزراء صاحبان سے کس طرح سے التجا کریں، کون ان جھگڑوں کو نپٹائے گا اور کون ان کی خبر لے گا۔ یقین کیجئے جب ہم رات کو تراویح پڑھتے ہیں تو ایک دفعہ تو عوامی حکومت کا رات کو ضرور تذکرہ ہوتا ہے اور وزیر اوقاف وہاں پر زیر بحث آتا ہے۔ مجھ سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ کیسا ہے۔ میں کہتا ہوں بہت جوان ہے، ایماندار ہے، محنتی ہے سب کچھ ہے مگر ابھی تک ہمارے دربار کی طرف ان کا رجوع نہیں ہوا۔ خدا کرے وہ کبھی آ کر اس دربار کی چھان بین کریں اور کروڑوں روپے کا جو نقصان ہو رہا ہے وہ پتہ نہیں کس کھاتے میں جائے گا۔ اور کون اس کا جواب دہ ہوگا اور کون اس کی ذمہ داری قبول کرے گا۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ دربار کے معاملات کی طرف دھیان دیں اور یہ جو کہ کروڑوں روپے بلکہ اربوں روپے کی زمین خرد برد کی جا رہی ہے خدارا اس کی انکوائری کروائیں۔ انہیں درباروں سے ہی پیسہ آتا ہے اور آپ کے دفاتر چلتے ہیں اور آپ کو انہیں سے آسائشیں ملتی ہیں آپ کو انہیں سے سہولتیں ملتی ہیں اور آپ کے دفاتر کی انہی پیسوں نے زینت بننا ہے۔ لہذا اگر یہی لوٹ کھسوٹ اسی طرح جاری رہی اور یہ کیبنٹ اور سیکرٹری صاحبان کے اخراجات یہی رہے تو یہ ہمارا ملک کہاں جائے گا۔ اس کا آخر کیا بنے گا۔ کہاں تک چلے گا۔ اگر جمہوریت کا آغاز ایسا ہوا ہے تو آخر کہاں تک ہو گی۔ اگر باقی محکموں کو بھی دیکھا جائے تو جو ہم امید کرتے تھے کہ ان دفاتر میں اور ان محکمہ جات میں جو دھاندلیاں ہو رہی ہیں اور لوٹ کھسوٹ جاری ہے یہ اگر ختم ہو گی تو انشاء اللہ ہمارے خزانے میں اضافہ ہوگا۔ اور جو پیسہ بچے گا وہ غرباء کے کام آئے گا اور جو اس کے مستحق ہیں انہیں ملے گا۔ یہ خاص طبقہ ہے جو آپ کی طرف دیکھ رہا ہے۔ آپ کی آواز سننے کا انتظار کر رہا ہے کہ کب یہ لوٹ کھسوٹ ختم ہو۔ کلرکوں پر اور نرسوں پر لاٹھی چارج کیا جا رہا ہے کہ کب یہ دھاندلیاں ختم ہوں اور کب ان کی تنخواہیں بڑھیں۔ آپ کو وہ دعائیں دیں گے آپ کی نیک نامی ہو گی۔ آپ کی حکومت کی نیک نامی ہو گی۔ میں کہتا ہوں آپ کو اس موقع پر بہت جفاکش ہونا پڑے گا ورنہ یہ دھاندلیاں ختم نہیں ہوں گی۔

اس کے بعد جناب والا میں انٹی کرپشن کے محکمے کی طرف آتا ہوں اور ایک مثال سے اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ کسی صاحب نے ایک نوکر رکھا۔ وہ روزانہ ایک سیر دودھ لاتا تھا۔ اس میں سے پاؤ خود پی جاتا اور اتنا ہی پانی ملا دیتا۔ مالک نے کہا یہ تو بڑی مصیبت ہے۔ اس نے ایک نوکر اور رکھ لیا۔ وہ دونوں نوکر آپس میں مل گئے اور اب انہوں نے دو پاؤ اس میں سے چوری کرنا اور اتنا ہی پانی ملانا

شروع کر دیا۔ مالک نے یہ دیکھا کہ دودھ پہلے سے بھی پتلا ہو رہا ہے تو اس نے ایک اور نوکر رکھ لیا تینوں نوکروں نے آپس میں مل کر تین پاؤ دودھ پینا شروع کر دیا اور اور ایک پاؤ دودھ میں تین پاؤ پانی ڈالنا شروع کر دیا۔ مالک بہت تنگ آ گیا اس نے ایک اور چوتھا نوکر رکھا تو اس کو دودھ کی بجائے پانی ملنا شروع ہو گیا اور نوکروں کو دودھ ملنے لگا۔ یہی حال ہماری اینٹی کرپشن کا ہے کہ جتنے زیادہ نوکر یہ رکھ رہے ہیں۔ جب تک آپ خود نگرانی نہیں کریں گے جب تک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مثال بن کر آپ سامنے نہیں آئیں گے، عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ سامنے رکھ کر مثال نہیں بنائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کسی محکمے پر مؤثر کنٹرول نہیں کر سکتے۔ اگر آپ ایمانداری سے کنٹرول کرنا چاہتے ہیں تو آپ کفایت شعاری کی مثال بنیئے۔ آپ ترغیب دینا چاہتے ہیں تو آپ خود پہلے نمونہ پیش کیجئے تاکہ لوگ آپ کی تقلید کر سکیں۔ آپ کی مثال کو سامنے رکھ کر اس پر عمل کر سکیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نیک نامی ہو تو پھر سب سے پہلے آپ کو خود اپنے آپ کو صحیح کرنا ہوگا اور دوسروں کے لئے آپ کو نمونہ بننا ہوگا۔ ورنہ جناب والا میں آج ریکارڈ کے لئے یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ آئندہ کے لئے نہ تو کوئی جمہوریت کو پسند کرے گا اور نہ ہی اس عمل کی نہ ان دھاندلیوں کی۔ نہ ان چور بازاریوں کی، بدعنوانیوں کی کوئی بھی اصلاح نہیں کر سکے گا۔ اور ہمارے ملک کو جو مسائل درپیش ہیں اور جو حالات آنے والے ہیں ان کا حل اس جمہوریت نواز حکومت کے پاس نہ ہوگا اور ہمارے لئے شرمندگی ہوگی اور ہم مجبور ہو کر یہ سمجھیں گے کہ ہم جمہوریت میں ناکام ہو چکے ہیں اور آئندہ عوام قطعاً ہم پر اعتماد نہیں کریں گے۔ وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین : جناب عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر! جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں بڑی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ پچھلے سال بجٹ کی عام بحث کے دوران تقریباً ہر معزز ممبر نے اس مد میں اٹھنے والی رقم پر بڑی تنقید کی تھی۔ چاہیئے تو یہ تھا جنرل ایڈمنسٹریشن کا محکمہ اس تنقید کا نوٹس لیتا اور کفایت شعاری سے کام لیتے ہوئے اپنے اخراجات میں کمی کرتا۔ لیکن اس کے برعکس انہوں نے ان تجاویز کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے اپنے اخراجات آئندہ سال کے لئے بڑھائے ہیں۔ اس کے لئے مثال دوں گا ہوم ڈیپارٹمنٹ کی کہ انہوں نے ٹرانسپورٹ کے لئے lump sum — provision ڈیڑھ کروڑ کی رکھ دی ہے۔ حالانکہ پچھلے سال ٹرانسپورٹ کے لئے صرف 65 ہزار روپے رکھے گئے تھے۔ اتنی خطیر رقم صرف ایک مد میں بڑھانے کا کوئی جواز نہیں ہے اس کے علاوہ جناب

جناب سپیکر جب کسی محکمہ کے بے جا اصراف پر تنقید کرتے ہیں تو اس کا نوٹس لیا جانا چاہیے۔ کیونکہ اس میں عوام کا مفاد وابستہ ہوتا ہے محکمہ خزانہ نے پچھلے سال افسران کے بیرون ملک طبی علاج کے لئے lump sum provision رکھی تھی جو صرف 50 لاکھ تھی اس 50 لاکھ پر بھی بہت اعتراضات ہوئے اور بہت پر تنقید ہوئی تھی اور یہ تجویز دی گئی تھی کہ یہ بہت بڑی رقم ہے اس کو کم کرنا چاہیے۔ یا اس آئٹم کو بالکل ختم کر دینا چاہیے ۔ اور ہمارے جو ہونہار ڈاکٹرز ہیں ان کو موقع دینا چاہیے کہ وہ ایسے مرض کا اس ملک میں علاج کریں جس کے لئے ہمارے آفیسر بیرون ملک جاتے ہیں لیکن مقام افسوس ہے کہ بجائے اس کے کہ ان مشورں پر عمل کیا جاتا، اس پر کوئی نوٹس لیا جاتا، اس سال اس مد میں 50 لاکھ روپیہ کو بڑھا کر ایک کروڑ روپیہ کر دیا گیا ہے جو کہ ہمارے لئے باعث شرم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے آفیسر حضرات زیادہ بیمار ہونے شروع ہو گئے ہیں یا پھر اس lump sum provision کو دیکھ کر انہوں نے اپنے لئے ایک سہولت پیدا کی ہے کہ اس میں سے ہمیں باہر جانے کے مواقع میسر ہوں گے اس لئے وہ اس مد میں ہر سال اضافہ کرتے جا رہے ہیں۔۔ شرم کی بات یہ ہے کہ ہمارے صوبہ کی آبادی تقریباً 5 کروڑ سے زیادہ ہے ، ہمارے صوبہ کے عوام کے لئے انہوں نے اس بجٹ میں صرف 5 لاکھ روپے کی گنجائش رکھی ہے تاکہ غریب لوگ باہر جا کر اپنا علاج کروا سکیں ۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ بیوروکریٹس جو چند ہزار افراد پر مشتمل ہے ان کے لئے تو ایک کروڑ روپے کا فنڈ رکھا گیا ہے اور اس صوبہ کے عوام جن کی آبادی پانچ کروڑ ہے اس کیلئے صرف 50 لاکھ روپے کی provision رکھی گئی ہے میری وزیر خزانہ سے یہ گذارش ہے کہ وہ ان مدوں کا خیال رکھیں اگر وہ اس مرتبہ کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم آئندہ بجٹ بناتے وقت یہ باتیں ضرور ذہن میں رکھیں اس کے علاوہ جناب والا محکمہ اوقاف میں اس سال ایک نئی provision آئی ہے جو بہت اچھی ہے۔ حج کے اخراجات ہیں اور گورنمنٹ ۔:

Government employees of low income categaries of Government service.

اس کے لئے 35 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے میری گذارش ہے کہ ہمارے کلرک بھائی جو آج کل بڑی ہڑتالیں کر رہے ہیں وہ بھی کم تنخواہ پانے والوں میں سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں یہ مشورہ دوں گا کہ یہ 35 لاکھ روپیہ سارے کا سارا ہمارے کلرک بھائیوں پر خرچ کیا جائے اور ان کو حج کے لئے باہر بھیجا جائے جہاں تک اس ڈیپارٹمنٹ میں اور دوسرے ڈیپارٹمنٹ میں

فضول خرچیوں کا تعلق ہے میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ہے جس کے چیئرمین مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ذمہ ایک ڈیوٹی لگانی چاہیے کہ وہ اس بجٹ کو go through کریں اور اس پر کام کریں کہ ہم کن کن فضول خرچیوں سے اجتناب کر سکتے ہیں اور کن کن مدوں میں ہم بچت کر سکتے ہیں اور وہ آئندہ ہاؤس میں اپنی رپورٹ پیش کریں تاکہ آئندہ بجٹ بناتے وقت ان کی رپورٹ کو مد نظر رکھا جا سکے اس کے علاوہ جناب والا بجٹ میں کچھ غلطیاں ہیں یا پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ صفحہ 231 پر ایڈوائزرز کا اصالتی خرچ 5 لاکھ 28 ہزار لکھا ہے اور پچھلے سال کا خرچ 4 لاکھ 14 ہزار لکھا ہوا ہے حالانکہ میرا خیال ہے کہ ایڈوائزر صاحبان اس سال بھرتی کئے گئے ہیں جبکہ پارلیمانی سیکرٹریز پچھلے سال بھی تھے بجٹ میں پچھلے سال ان کی تنخواہوں پر کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی بجٹ میں یہی لکھا ہے اس سال 23 پارلیمانی سیکرٹریوں کے لئے کوئی آٹھ لاکھ سے اوپر رقم مختص کی گئی ہے یہ رقم تقریباً 8 لاکھ 28 ہزار کے قریب بنتی ہے۔ میری وزیر خزانہ سے گذارش ہے کہ اس ڈیمانڈ کو منظور کروانے سے پہلے ان غلطیوں کی تصحیح ضرور کروالیں اور آئندہ بجٹ بناتے وقت ان باتوں کا خیال رکھیں۔ آخر میں ایک اور چھوٹی سی غلطی کی نشان دہی کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم کے آخر میں جو ٹوٹل ہونا چاہیے تھا:-

Chief Minister's Inspection Team اس میں ٹوٹل لکھا ہوا ہے:-

Total Governor's inspections Team.

یہ غلطیاں بڑی اہم ہیں ان کا نوٹس لینا چاہیے۔ وزیر خزانہ صاحب میری باتوں کا نوٹس لینے کی بجائے کوئی اور باتوں میں مصروف ہیں بہر حال ان تک میری تقریر کی رپورٹ پہنچ جائے گی۔ بہت بہت مہربانی آخر میں میں ان سے یہی گذارش کروں گا کہ اپنے محکموں میں directions دیں اور سرکاری ملازمین کو کہیں کہ وہ قوم کا سرمایہ اپنا سرمایہ سمجھ کر خرچ کریں جس طرح وہ اپنے گھر کو چلاتے وقت بڑی کفایت شعاری سے کام لیتے ہیں تو وہ قوم کے سرمائے سے بھی اس کفایت شعاری سے کام لیں۔

جناب چیئرمین : جناب طاہر احمد شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ : آج ایوان کی کارروائی کتنے بجے تک جاری رہے گی۔

جناب چیئرمین : ابھی تک تو معمول کے مطابق ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : معمول کے مطابق کیا وقت ہے۔

جناب چیئرمین : وہ آپ کو معلوم ہی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : کل ساڑھے چار بجے تک ایوان کی کارروائی جاری رہی تھی۔

جناب چیئرمین : کل معمول کے خلاف ٹائم بڑھایا گیا تھا۔

سید طاہر احمد شاہ : اچھا جناب والا اگر آپ اجازت دیں، ممکن ہے کہ میں اپنی تقریر کے دوران لمبا ٹائم لے لوں، مجھ سے پہلے جنجوعہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں میں بعد میں بات کر لوں گا۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے مجھے پہلے کہا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو ٹائم دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین : جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سنو کہ پھر نہ سنو گے ہماری آوازیں
تمہارے سامنے مٹی کی مورتیں ہوں گی

تمہارے کام پہ کس کی نگاہ ٹھہرے گی
نئے زمانے کی اپنی ضرورتیں ہوں گی

جناب والا! میں مطالبہ نمبر 10 بسلسلہ نظم و نسق عامہ کے لئے آئندہ سال کے بجٹ میں 54 کروڑ 20 لاکھ 9 ہزار 6 سو روپے کا جو مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے اس کے بارے میں اپنی ان تحاریک تخفیف زر کے سلسلے میں اس مد میں خرچ ہونے والی رقوم اور حکومت کی حکمت عملی کے بارے میں بڑے اختصار کے ساتھ کچھ عرض کی کوشش کرتا ہوں۔ جناب والا! حکومت ایک طرف تو کفایت شعاری کا نعرہ بلند کرتی ہے اور دوسری طرف سرکاری ملازموں کے بڑے بڑے افسروں کے، وزیروں کے، مشیروں کے اور پارلیمانی سیکرٹریوں کی تنخواہوں اور مراعات پہ کروڑوں روپے خرچ کرتی ہے۔

جناب والا! حکومت کے قول و فعل کا یہ تضاد کم از کم میری سمجھ سے بالا ہے، میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ لوگ جو دفتروں میں کام کرتے ہیں، یہ لوگ جو کاروں پر جھنڈیاں لگا کے دوڑتے پھرتے یہ عوام کی کیا مدد کر رہے ہیں۔ یہ عوام کے مسائل کو کیسے حل کر رہے ہیں، میں تو ان کے بارے میں بڑے ادب کے ساتھ اور معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ لوگ ایسے حشرات الارض کا روپ دھار چکے ہیں جو میرے صوبہ کے عوام کے خون پہ پل رہے ہیں۔ جناب والا! میرے صوبہ کے عوام

اس صورت حال سے برہم ہیں، مضطرب ہیں اور مشتعل ہیں۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان مدوں پر خرچ کی جانے والی رقوم میں کمی کر دینی چاہیے۔ کیونکہ ہمارے صوبہ کے جو مسائل ہیں اگر سرکاری محکموں کے جتنے بھی اہلکار ہیں۔ ان کی بد اعمالیوں، ان کی بدمعاشیوں اور ان کے عوام دشمن رویوں کا تجزیہ کیا جائے تو ہر انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جناب والا بد دیانتی اور رشوت ستانی ان لوگوں کی طرز زندگی بن چکی ہے۔ جناب والا! لوگ ان لوگوں سے نجات چاہتے ہیں لیکن افسوس ہے۔ کہ ان کو کوئی نجات دہندہ نظر نہیں آتا۔ جناب والا! کسی بھی معاشرہ میں تبدیلی محض مضمون لکھنے یا تقریر کرنے سے نہیں لائی جا سکتی۔ انقلاب کسی دعوت طعام یا کشیدہ کاری کرنے کا نام نہیں بلکہ انقلاب تو ایک تشدد آمیز حرکت ہے۔ جناب والا پھوڑوں پر مرہم لگانے سے اس وقت تک انسان صحت یاب نہیں ہو سکتا جب تک انسان کے اندر موجود فساد خون کا علاج نہ کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں اس وقت تک اس معاشرہ سے سماجی برائیوں کو، لعنتوں کو ختم نہیں کیا جا سکتا تاآنکہ اس نظام کو اس سسٹم کو ختم یا تبدیل نہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! حکومت نے محکمہ انسداد رشوت ستانی کی تنظیم نو کر دی ہے اور انسداد رشوت کی کمیٹیاں بھی تشکیل دے دی ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں جو اہلکار بد دیانت اور اپنے محکمے کے لئے ناقابل برداشت ہوتے ہیں انہیں محکمہ انسداد رشوت ستانی میں ملازمتیں دے دی جاتی ہیں اور انہیں کھڑے لائن لگانے کے لئے محکمہ انسداد رشوت ستانی میں بھیج دیا جاتا ہے۔ حالانکہ محکمہ انسداد رشوت ستانی میں ایسے لوگوں کو ملازمتیں دی جانی چاہیں۔ ایسے لوگوں کو تعینات کرنا چاہیے جن کی دیانت داری شک و شبہ سے بالا ہو۔

جناب سپیکر! میں اب مختصراً ایک واقعہ اپنی پولیس کی اعلیٰ کارکردگی کا آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ضلع جھنگ کے تھانہ گڑھ مہاراجہ میں ایک نابالغ لڑکی کو آبرو ریزی کے بعد قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس علاقہ کے بااثر زمیندار اپنے سیاسی مخالفوں کے خلاف پرچہ درج کراتے ہیں۔ پولیس ایف۔آئی۔آر میں ملزمان کو گرفتار کرتی ہے تفتیش کے مراحل سے گزرتی ہے اور اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ یہ لوگ بے گناہ ہیں۔ اس کے علاوہ تفتیشی افسر اپنی زمینوں میں قتل کے اصل محرکات اور اصل قاتلوں کی نشاندہی کر دیتا ہے لیکن آج تک ان اصل قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ اس لئے ان کی سرپرستی اس علاقے کے بااثر لوگ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر یہ ٹریفک پولیس جس کے متعلق عام طور پر اخبارات میں ہم لوگ پڑھتے ہیں

کہ فلاں جگہ پولیس کی وردی میں ملبوس کچھ لوگوں نے واردات کی ۔ بڑی شہ سرخیوں کے ساتھ ایسی خبریں چھپتی ہیں لیکن میں نے آج تک کسی اخبار میں کوئی ایسی خبر نہیں پڑھی جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ شاہراہوں پر کھڑے ہو کر ایسے لوگ جنہوں نے واقعی پولیس کی وردیاں پہن رکھی ہوں اور وہ لوٹ مار کر رہے ہوں ڈاکے ڈال رہے ہوں پکڑے گئے ہوں۔ جناب والا ! ٹریفک پولیس کے لوگ سارا دن شاہراہوں پر کھڑے پولیس کی وردی پہن کر ڈاکے ڈالتے ہیں لیکن ان کے خلاف نہ تو آج تک کوئی مقدمہ درج ہوا ہے نہ ہی ان کے خلاف آج تک کوئی ایف ۔ آئی ۔ آر ۔ درج ہوئی ہے۔

جناب سپیکر ! یہ تھیں میری مختصر معروضات جو مجھے پیش کرنی تھیں ۔ کیونکہ میرے بعد میرے فاضل مقرر شاہ صاحب نے کافی لمبی اور انشاءاللہ ایمان افروز تقریر کرنی ہے ۔ اس لئے میں اپنا وقت بھی ان ہی کو دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین : جناب طاہر احمد شاہ صاحب ۔

جناب طاہر احمد شاہ : جناب چیئرمین میں پھر استدعا کروں گا کیونکہ میرے گروپ کے فاضل رکن چوہدری محمد رفیق صاحب نے پھر مجھے حکم دیا ہے کہ پہلے میں تقریر کر لوں پہلے ان کو تقریر کر لینے دی جائے ۔ میں جتنا بھی وقت ہوگا اس میں گزارہ کر لوں گا ۔

جناب ممتاز احمد میتیانہ : آپ کی نیت کیا ہے ۔

جناب طاہر احمد شاہ : میتیانہ صاحب میری نیت پر آپ کو شک کیوں گزرا ہے بھائی جان ہم تو آپکے ساتھ انفرادی طور پر مناظرہ کرنے کے لئے بھی تیار ہیں ۔

(قہقہہ)

جناب چیئرمین : تشریف رکھیں ۔ جناب محمد رفیق صاحب

چوہدری محمد رفیق : ... جناب سپیکر ! ڈیمانڈ نمبر 10 پر مطالبہ زر ہم نے سات کٹ موشنز دی ہیں ۔ ملتی جلتی اس پر بحث جاری ہے

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر ! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارا ایک غریب ملک ہے ۔ وسائل بھی بہت کم ہیں ۔ وزیر خزانہ کی سوچ مختلف سہی کیونکہ وہ جس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ تو یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ غریب نہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن حقیقتیں اور سچائیاں اس سے بہت مختلف ہیں اور ان

حالات میں کم وسائل میں اخراجات کی جو بھرمار ہے جن میں سر فہرست وزراء کی ایک لمبی قطار - پارلیمانی سیکرٹریوں کی بھرمار - ایڈوائزر صاحبان کا غیر قانونی تقرر - افسران کی فوج ظفر موج اور ان پر اٹھنے والے بھاری اخراجات گریڈوں میں فرق جس سے کم تنخواہ پانے والے ملازم سر فہرست کلرک آتے ہیں، جو آج تک روزانہ سینہ کوبی کرتے رہے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان اخراجات کو کسی طور بھی کم رکھا جا سکتا یا نظم و نسق کے لئے اتنے وزراء - پارلیمانی سیکرٹریز، افسران اور ایڈوائزر حضرات کی کوئی ضرورت نہ تھی - مثال کے طور پر میں ایک دور کی مثال دیتا ہوں - جبکہ چاروں صوبے ایک وحدت میں تھے جس کا نام مغربی پاکستان تھا - اس وقت صرف 9 وزراء کا چاروں صوبوں میں تقرر تھا وہ چاروں صوبوں کو کنٹرول کرتے تھے - اس وقت کا آج کے وقت کے ساتھ مقابلہ کریں تو اپنے خزانے پہ اتنا بوجھ جو ڈالا گیا ہے اور اس پہ اگر بوجھ جائز بھی سرکاری نقطہ نگاہ سے سمجھا جائے تو میں دعویٰ کے طور پر یہ عرض کروں گا کہ اصلاح احوال میں کوئی بہتری نہیں ہوئی - اتنے اخراجات اٹھانے کے بعد بھی ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔

جناب سپیکر! اس طرح وزیر اعلیٰ کا جو الگ سیکرٹریٹ قائم کیا گیا ہے اس پر بھی جو بھاری رقم کا خرچ ہے حالانکہ سیکرٹریٹ میں پورا عملہ موجود ہے - اس طرح ایک الگ عملہ مقرر کر کے اس پر اتنا بھاری خرچ کرنا کوئی جائز نہیں تھا - یہ تمام مدات ایسی ہیں جن میں کفایت شعاری کی جا سکتی تھی اور ترقیاتی پروگراموں پر زیادہ خرچ کیا جا سکتا تھا جس سے عوام کو یا عوام کی ضروریات یا ان کی سہولیات فراہم کی جا سکتی تھیں۔

جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو آج ہی کے اخبار نوائے وقت کی ایک خبر آپ کی خدمت میں پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں جس میں یہ لکھا ہے کہ :-

"9 برسوں میں سرکاری اخراجات میں زبردست اضافہ - ترقیاتی اخراجات کی شرح میں کمی ہو گئی " سرکاری رپورٹ

جناب سپیکر یہ سرکاری رپورٹ ہے، میری اپنی طرف سے تیار شدہ نہیں - اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا متن پڑھ کر سناؤں جس سے صاف واضح ہو جائے گا کہ انتظامی امور میں ہم لوگ غریب ہوتے ہوئے - ایک غریب صوبہ ہوتے ہوئے - کم وسائل کے ہوتے ہوئے کتنا خرچ کر رہے ہیں۔

جناب والا یہ خبر اے - پی - پی کے ذریعہ سے ہے کہ

" ایک سرکاری رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ سرکاری اخراجات میں گزشتہ

دو سال کے دوران خاصا اضافہ ہوگیا ہے۔ یہ اخراجات 76-1975 میں 32 ارب 30 کروڑ روپیہ تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : چوہدری صاحب آپ آج پوری تیاری کرکے آئے ہیں۔

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر یہ سرکاری رپورٹ ہے جس میں میں اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنے کے لئے آپ سے پیشگی اجازت طلب کی تھی۔

جناب والا! جبکہ 85-1984 میں یہ بڑھ کر 117 ارب 60 کروڑ ہوگئے اور 30 جون کو ختم ہونے والے مالی سال 86-1985 میں یہ اخراجات 134 ارب روپے ہوگئے رپورٹ کے مطابق ان رقوم میں سالانہ 15 اعشاریہ تین فیصد کا اضافہ ہوا اس کے برعکس ترقیاتی اخراجات کی شرح میں نمایاں کمی واقع ہوئی ......

76-1975ء میں ان اخراجات کی شرح 28.2 فی صد تھی جبکہ 85-1984 میں یہ شرح 28.8 ہوگی موجودہ اخراجات میں اس مد کی شرح میں اضافہ ہوگیا 76-1975 میں یہ شرح 25.1 فی صد تھی۔ یہ شرح 85-1984 میں 27 فی صد ہوگئی۔ 86-1985 کے مالی سال میں یہ شرح 25.9 فی صد رہی۔ اسی طرح سود کی ادائیگی 76-1975 میں 7.6 فی صد رہی۔ جو کہ 85-1984 میں بڑھ کر 13.4 فی صد ہوگئی اور موجودہ مالی سال میں اسے 12.5 فی صد دکھایا گیا ہے۔ 76-1975 میں مجموعی ملکی پیداوار کے رواں اخراجات 15.3 فی صد تھے۔ یہ اخراجات 85-1984 میں بڑھ 17.8 فی صد ہوگئے 86-1985 کے دوران یہ اخراجات 18 فی صد دکھائے گئے ہیں ۔ جبکہ ترقیاتی اخراجات جو 76-1975 میں مجموعی قومی پیداوار کا 9.5 فی صد تھے 85-1984 میں کم ہوکر صرف 7.2 فی صد ہوگئے۔

جناب سپیکر! یہ سرکاری رپورٹ کی ایک جھلک تھی۔ جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے غیر ترقیاتی اخراجات کتنے ہیں اور ترقیاتی اخراجات کتنے ہیں۔ جو بھاری رقوم ہم غیر ترقیاتی اخراجات پر خرچ کرتے ہیں، اس سے ملک و قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ میں آپ کے سامنے نظم و نسق کی صورت حال کی ایک جھلکی پیش کرتا ہوں۔ قومی اخبارات میں روزانہ ڈاکے زنا، چوری اور قتل و غارت کی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نظم و نسق کے معاملے میں ہماری گورنمنٹ کی مشینری کس طرح سے ناکام ہو چکی ہے۔ رشوت کی اتنی بھرمار ہے

اور اختیارات کا استعمال اس طرح ناجائز ہو رہا ہے جس سے عوام کا استحصال ہو رہا ہے۔ تھانوں میں ریٹ مقرر ہیں۔ ڈاکٹرز کے۔ میڈیکولیگل کے ریٹ مقرر ہیں۔ آپ جس طرح کا نتیجہ چاہیں ڈاکٹر سے لے سکتے ہیں۔ آپ جس طرح چاہیں، تھانے میں پرچہ درج کروا سکتے ہیں۔ جناب والا! عدالتوں میں انصاف کے حصول کے لئے بھی ریٹ مقرر ہیں۔ جس طرح کا کوئی پرچہ ہوتا ہے اسی طرح کا اس کا ریٹ مقرر ہوتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قانون بکتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی ضمن میں ٹریفک پولیس کا بھی ذکر آتا ہے یہ روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ ٹیکسیاں رکشے اور بسیں کس طرح سے عوام کا استحصال کرتی ہیں، کس طرح سے لوٹتی ہیں۔ ان کا جواز محض یہ ہوتا ہے کہ وہ ٹریفک پولیس کو ماہانہ ادا کرتے ہیں۔ نظم و نسق کی ناکامی اس سے بھی صاف ظاہر ہوتی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب top corrupt ہے تو bottom کیسے کورپٹ نہیں ہوگا۔ جب تک top کی اصلاح نہیں ہو سکتی bottom کی اصلاح ناممکن ہے۔ جناب والا! نظم و نسق کے سلسلے میں میں نے اختیارات کے ناجائز استعمال کا ذکر کیا ہے۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ افسران کس طرح اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہیں۔ کمالیہ شوگر مل میں نیوز پرنٹ کا ایک کارخانہ لگنے کی منظوری ہوئی تھی اور اس کی feasibility پر دس کروڑ روپیہ خرچ ہوا تھا جو کہ زرمبادلہ میں تھا۔ جناب سپیکر! ہمارے ہاں corruption چھوٹے لیول پر ہی نہیں، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ بڑے لیول پر زیادہ ہے۔ انسداد رشوت ستانی کی کمیٹیوں یا محکمے کی پکڑ دھکڑ صرف پٹواریوں تک ہی محدود ہے یا چھوٹے موٹے کلرکوں تک ہی محدود ہے۔ بڑے افسران کو نہیں کوئی پوچھتا۔ جو کہ پالیسی ساز ہیں۔ جب اعلیٰ افسران ریٹائرڈ ہوتے ہیں تو لکھ پتی، کروڑ پتی، اور ارب پتی بن چکے ہوتے ہیں۔ ملک میں وہ جو پالیسیاں اور خاص طور پر امپورٹ پالیسیاں بناتے ہیں کنسورشیم کے ملک ہمیں قرضے بھی اور امداد بھی دیتے دیتے ہیں۔ وہ اپنی مصنوعات import کرنے کے لئے ان کو جو رشوت دیتے ہیں وہ اربوں تک پہنچتی ہے۔ اور اسی کی یہ بدترین مثال ہے کہ کمالیہ شوگر مل میں جو نیوز پرنٹ کا ایک کارخانہ لگنا منظور ہوا تھا، جو حضرات import کرتے ہیں، جو حضرات پالیسیاں بناتے ہیں ان کی ملی بھگت اور بھاری رشوت کی وجہ سے اس کارخانہ کے لگنے کی جو منظوری تھی اس کو منسوخ کر کے ایک عام کاغذ کے کارخانے کی منظوری دی گئی ہے حالانکہ اس کی feasibility بھی تیار ہو چکی تھی زرمبادلہ میں دس کروڑ سے زائد رقم بھی خرچ ہو چکی تھی۔ اسی طرح کے بہت سے کارخانے جو کہ گنے کے

پھوگ سے نیوز پرنٹ تیار کرتے ہیں ہمارے پڑوس میں ہندوستان کی مثال دی جاسکتی ہے۔ وہاں پہ بے شمار کارخانے گنے کے پھوگ سے نیوز پرنٹ تیار کر رہے ہیں۔ تو ہمارے ملک کا لیہ شوگر مل میں اس کی منظوری ہو چکی تھی تو اس منظوری کو کیوں روکا گیا؟ یہ محض اختیارات کا ناجائز استعمال ہے۔ ان لوگوں کو مفاد پہنچانے کے لئے اس کارخانے کی منسوخی کی گئی ہے یا تو کسی کو خوش کرنا منظور تھا یا امپورٹر حضرات کی چاندی بنانا منظور تھی۔ کیونکہ جو اعلیٰ افسران امپورٹ کی پالیسی بناتے ہیں انہوں نے ان سے بھاری رقوم وصول کی ہیں۔

جناب سپیکر! غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں جو رقوم خرچ ہوتی ہیں میں نے اس کا ذکر کیا تھا اور میں نے ایک اخباری سرکاری رپورٹ بھی آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ اس ضمن میں مجھے ایک گزارش یہ بھی کرنی ہے کہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کے سلسلے میں ایک research work ہے جس کا نام Miseries of the Third World ہے مصنف نے کوئی انچاس ملکوں کا سروے کیا اور وہاں کے معاشی ڈھانچے کا بغور مطالعہ کر کے یہ رپورٹ شائع کی ہے۔ اس میں سے میں صرف ایک chapter کا حوالہ دیتا ہوں جس میں ہندوستان اور پاکستان کا موازنہ کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ رپورٹ 1985 میں شائع ہوئی تھی۔ مصنف نے ہندوستان کے بارے میں لکھا ہے جس کے پاس اپنا ایک سسٹم ہے، ایک معاشی ڈھانچہ ہے اس کو امریکہ کے معیار پر پہنچنے کے لئے جبکہ 1985 میں امریکہ کا معیار تھا، دو سو سال درکار ہیں۔ اور جناب سپیکر! میری گردن شرم سے جھک جاتی ہے دکھ ہوتا ہے۔ مارا جاتا ہوں۔ جب میری نظریں ان سطروں پہ پہنچیں جن میں اس نے پاکستان کا ذکر کیا۔ وہ لکھتا ہے کہ پاکستان کے بارے میں ہم کسی وقت کا تعین نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری کوئی سمت ہی واضح نہیں ہے ہماری سمت ہی متعین نہیں ہے۔

جناب سپیکر! وسائل کی منصفانہ تقسیم، جس میں ہمارے ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات آتے ہیں۔ اس ضمن میں بھی میں ایک امریکی مفکر کا حوالہ دینا چاہوں گا۔ اگر آپ اجازت دیں اس امریکی مفکر جس کا نام نوارو ہے۔ اس نے پاکستان کے معاشی ڈھانچے کو بغور دیکھا سمجھا، مشاہدہ کیا اور اس پر ایک رپورٹ شائع کی ہے جس سے واضح طور پہ یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ ہمارے ہاں وسائل کی تقسیم پر کون لوگ قابض ہیں جو عوام تک ان کا فائدہ نہیں پہنچنے

دینے۔ جناب سپیکر! وہ مفکر لکھتا ہے۔ پیداوار اور اس کے استعمال کے ذرائع پر لیپن بورژوائی کا اجارہ ہے۔ ہمارے ملک میں اعلیٰ طبقہ دنیا میں موجود بہترین سہولتوں کا تقاضا کرتا ہے اور اس کی قیمت ادا کرنے کے لئے تیار ہے ان کے سامنے صرف وہ قیمت ہے جو وہ ادا کرتے ہیں۔ اور وہ قیمت نہیں جو اس عیاشی کے سبب پوری قوم کو ادا کرنی پڑتی ہے۔ جناب سپیکر! آگے چل کر وہ لکھتا ہے۔ موجودہ تقسیم وسائل کے ہوتے ہوئے برابری نہیں آسکتی۔ ہاں، یہ برابری اس وقت آسکتی ہے کہ جن طبقوں کا معاشی اور ثقافتی شعبوں اور وسائل پر قبضہ اور اجارہ ہے انہیں تبدیل کیا جائے۔ وہ آگے چل کر لکھتا ہے کہ یہ سفارشات کافی نہیں کہ دیہی اور شہری تقسیم کے توازن کو بدلا جائے۔ اصل مسئلہ اس طبقاتی نظام کو بدلنے کا ہے جس پر اقتصادی شعبوں کے وسائل اور تقسیم پر قابض ہیں۔ فوجی بیوروکریٹس کے فیصلہ کنندگان مدت سے ایسی پالیسیوں اور اصلاحات پر عمل کر رہا ہے جو ان کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری انتظامیہ کس طور پر فخر کر سکتی ہے جبکہ ہمارے ہاں ترقیاتی اخراجات اور غیر ترقیاتی اخراجات میں کافی فرق ہے۔ اور غیر ترقیاتی اخراجات پر جتنا ہم خرچ کر رہے ہیں۔ یہ اونٹ کے منہ میں زیرہ کے برابر ہے جناب سپیکر اس عدم توازن کی وجہ سے ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ جب تک ہم اپنے غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی نہ کریں، کفایت شعاری نہ کریں یا اس کے مقابلہ میں اپنے وسائل کو اتنے آگے نہ بڑھائیں اس وقت تک عوام کو سہولت نہیں پہنچ سکتی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر : سید طاہر احمد شاہ

سید طاہر احمد شاہ : جناب ڈپٹی سپیکر میں نے ماضی کے اجلاس میں لاء اینڈ آرڈر کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے پولیس کی ایک مخصوص وضاحت بیان کی تھی جس پر امریکہ کی جارج شیٹ سے پاکستان کے ایک شہری جس کا نام قمر الزمان ہے انہوں نے مجھے ایک لیٹر لکھا۔ اور میں اس کو اس ایوان میں پڑھ کر سناتا ہوں۔

Recently I read an article in the Pakistan Times regarding your version of the real meaning of Police. I completely agree with your analysis and definition of the Police. The Police in Pakistan is one of the most corrupt organization in the Country. Last year I wrote an article regarding corruption. This article was published in Pakistan Times Lahore. (Copy is enclosed). I have a slightly different definition of Police. I would like to share it with you which runs as under :—

P for perjurers	O for obnoxious	L for Liar
I for imolite	C for corrupt	E for Extortion

It is so unfortunate that the Police which is supposed to uphold the laws and safeguards the people and their property are totally unfit to the task and itself engage in criminal activities.

جناب سپیکر! اس حقیقت سے اس معزز ایوان کا کوئی بھی رکن انکار نہیں کر سکتا کہ پولیس انتظامیہ کا ایک محکمہ ہے جس کی ذمہ داری عوام کے جان و مال عزت و آبرو کا تحفظ کرنا رائج الوقت قوانین پر عملدر آمد کرانا ہوتا ہے اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دلانے کے لئے انکے خلاف مقدمات قائم کرکے انہیں کیفر کردار تک پہنچانا ہوتا ہے۔ میں آج یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ ہماری پولیس اپنے فرائض منصبی سے صحیح معنوں میں عہدہ بر آ نہیں ہو رہی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ پولیس چادر اور چار دیواری اور عوام کی عزت و آبرو کی دھجیاں اڑا رہی ہے آج کے معاشرہ میں جب کسی شہری خواہ وہ مجرم ہو گا یا بیگناہ ہو اگر اسکے خلاف کوئی الزام لگ جاتا ہے اور اس کے خلاف پرچہ درج ہو جاتا ہے اور وہ پولیس کے ہاتھ نہیں آتا تو پولیس اس کے قریب ترین رشتہ داروں کو حبس بیجا کا جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے تھانوں میں گرفتار کرکے لیجاتی ہے اور انہیں بے جا طور پر قوانین پاکستان کے کے خلاف تھانوں میں نہ صرف حبس بیجا میں رکھا جاتا بلکہ ان پر تشدد بھی کیا جاتا ہے اور پولیس کے اہل کاران خود جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس بے گناہ شخص کو اس قانون پسند شہری کو پیسے لے کر رشوت لے کر پھر اس کو رہا کرتے ہیں۔ جناب والا اس کے علاوہ اگر اب آپ تھانوں میں جو ڈیشنل لاک اپ ہیں ان کا ملاحظہ کریں ان کا معائنہ کریں وہاں وہ ملزم بھی وہ شہری بھی جو جرم کا ارتکاب تو نہیں کرتا مگر معاشرتی برائیوں کی وجہ سے ان کے خلاف مقدمات قائم ہو جاتے ہیں۔ جو بعد میں عدالتوں میں جھوٹے بھی ثابت ہوتے ہیں اور انہیں باعزت طور پر بری قرار دیا جاتا ہے اس کے باوجود ان لوگوں پہ جو حوالات میں گندگی کے تعفن کی وجہ سے اور ایک چھوٹی سی کوٹھری کی جو اس کی گنجائش ہے۔ اس میں اس سے زائد افراد کو محبوس کرنے کی وجہ سے جو بے گناہ شہری معاشرے کی زیادتی کی وجہ سے اس میں رہتے ہیں جو ان پر گذرتی ہے جناب اس سے کوئی بھی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا۔

جناب والا یہ ہمارا مشاہدہ ہے اور ہر شخص کی زبان پر عام ہے۔ کہ ہمارے صوبے میں مختلف شہروں میں تھانے بکتے ہیں انصاف بکتا ہے۔ انصاف افسر کے سامنے جھکتا ہے۔

جناب والا! اس ضمن میں میں بے شمار مثالیں اس معزز ایوان کے ریکارڈ پر لا سکتا ہوں مگر میرے سامنے اور میری راہ میں۔ وقت کی قلت بھی حائل ہے۔ اس لئے میں زیادہ تفاصیل میں نہیں جانا چاہوں گا مگر جناب والا میں آپ کے سامنے چونکہ اس وقت قابل احترام قائد ایوان خوش قسمتی سے ایوان میں موجود ہیں ایک واقعہ بتانا چاہتا ہوں قانون صرف کمزوروں کے لئے ہے۔ بااثر افراد پر اس صوبے میں اس صوبہ کی حاکمیت میں اتنی بڑی انتظامیہ ہوتے ہوئے اور ان پر کروڑوں روپے غریب عوام کے ٹیکسوں سے خرچ کرنے کے باوجود بھی وہ بااثر لوگوں کے خلاف قانونی طور پر عمل کرنے سے اور ان کو قانونی طور پر گرفتار کرنے میں بالکل بے بس اور ناکام دکھائی دیتی ہے میرے علاقہ میں ایک شاداب کالونی ہے جس کا رقبہ تقریباً 4 مربع اراضی پر محیط ہے۔ وہ ایک اس ملک کے اس صوبہ کے ایک بہت بڑے جاگیردار جس کا نام سردار غضنفر اللہ خان ہے اس کی ملکیت تھی۔ اس نے زرعی اصلاحات سے بچنے کے لئے اس زمین کو ایک کالونی کی شکل دیکر فروخت کر دیا۔ ہمارے ہی شہر کے محکمہ مال کے اہل کاروں کی ملی بھگت کی وجہ سے میونسپل کارپوریشن کی ملی بھگت کی وجہ سے ٹاؤن پلاننگ کی وجہ سے اس زمین کا نقشہ پروجیکٹ کالونی کی صورت میں مرتب کرایا۔ اس میں انہوں نے اس قسم کی پلاٹ بندی کی کہ نقشے میں پلاٹ موجود ہیں مگر موقع پر پلاٹ موجود نہیں۔ اس طریقے سے ہمارے صوبے کے بہت بڑے جاگیردار نے بہت بڑے افسر نے سینکڑوں افراد کو ایسی زمینیں فروخت کر دیں جن کا اس کالونی میں عملی طور پر کوئی وجود نہ تھا۔ اور اس پر کوشش بسیار کے بعد، بڑے تردد اور بڑے اثر رسوخ استعمال کرنے کے بعد ان لٹے ہوئے لوگوں کی فریاد بالآخر فیصل آباد پولیس میں اس کے خلاف دھوکہ دہی کا خیانت مجرمانہ کا ایک پرچہ درج کر دیا۔ اب تفتیش کے لئے جب فیصل آباد پولیس کا ایک تفتیشی افسر رحیم یار خان کی اسٹیٹ میں، میں تو یہ کہوں گا کہ اس کی اسٹیٹ میں، اس صوبہ پنجاب کے سٹیٹ کے اندر بھی سٹیٹس موجود ہیں۔ جب وہ افسر تفتیش کے ضمن میں اس کو گرفتار کرنے کے لئے گیا۔ اس کی جواب طلبی کرنے کے لئے گیا تو یقین کیجئے اور یہ آپ تصدیق کر سکتے ہیں۔ اور یہ ہماری پولیس کے لئے اور ہماری صوبہ کی انتظامیہ کے لئے ایک لمحہ فکر یہ بھی ہے اور قابل شرم بات بھی کہ انہوں نے اس تھانیدار کو وہاں سے بھگا دیا اور آج بھی ہمارے شہر کے سینکڑوں لوگ اس آبادی کے پلاٹوں کے خریدار دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور انصاف کے متلاشی ہیں۔ جناب والا! انہیں انصاف نہیں ملتا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے قابل احترام وزیراعلیٰ سے یہ گذارش کروں گا اور ان کے بعد انسپکٹر جنرل پولیس سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں گا

کہ وہ اس حقیقت کا سختی سے نوٹس لیں اور پھر یہ دیکھیں کہ کس طریقے سے غریب عوام کو ایک جاگیردار لوٹتا رہا ہے اور ان کی آج تک کوئی داد فریاد سنی نہیں جاتی۔ معاف کیجئے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ہمارے صوبے میں انصاف بکتا ہے اور بااثر لوگوں کے سامنے انصاف کی گردن جھک جاتی ہے۔ اگر انصاف کی تلوار چلتی ہے، اگر قانون کی تلوار چلتی ہے تو بے چارے غریب اور بے بس لوگوں کے لئے چلتی ہے۔ بااثر افراد کے لئے ہمارے صوبے میں قانون کی کوئی عملداری نہیں ہوتی بلکہ قانون کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔

جناب والا! اب آپ دیکھیں گے کہ بے شمار ایسے مقدمات ہیں جن میں قتل جیسے benious crime میں محض معاشرتی برائی اور دشمنی کی وجہ سے بے گناہ لوگوں کو 302 کے سنگین جرم میں ملوث کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ عرف عام کہا جاتا ہے کہ اگر کسی درخت پر 302 کی تختی لگادی جائے تو وہ درخت بھی سوکھ جاتا ہے۔ جناب والا! حالانکہ ایک ایس۔ایچ۔او کے پاس ایک تفتیش افسر کے پاس اس قسم کے قانون کے تحت اختیارات موجود ہیں کہ پرچہ درج کرنے سے پہلے۔ کیس رجسٹرڈ کرنے سے قبل اگر وہ یہ سمجھے کہ مستغیث، دعوے دار کسی کے خلاف غلط پرچہ درج کروا رہا ہے تو اس کے پاس ایسے اختیارات ہیں کہ وہ اس کو پرچے میں شامل نہ کرے۔

جناب والا! اکثر اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ بے گناہ افراد آگے چل کر سیشن کورٹ سے، عدالت عالیہ سے، سپریم کورٹ سے چھوٹ تو جاتے ہیں مگر جو ان پر بیتی ہے یہ وہ ہی جانتے ہیں یا ان کا خاندان جانتا ہے۔ جناب والا! ان چیزوں کی معاشرتی برائیوں کو ختم کرنے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت ہے کہ ہمیں اس کی طرف دھیان دینا چاہیے۔ جناب والا! حالات بدلتے رہتے ہیں حکومتیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ سیاسی کارکن، سیاست دان اپنی جمہوریت کی جدوجہد کی پاداش میں جیلوں میں جاتے ہیں ان کے ساتھ بھی عام مجرموں جیسا سلوک ہوتا ہے جو کہ قابل شرم بھی ہے اور قابل افسوس بھی۔ جناب والا! ماضی میں مارشل لاء کے طویل دور میں مارشل لاء کے خلاف اور جمہوریت کی بحالی کے لئے جن سیاسی کارکنوں نے جدوجہد کی ہے آج وہ جیل کی تاریک اور تنگ کوٹھڑیوں میں پابند سلاسل اور بیماریوں کے شکار ہو چکے ہیں۔ آج جب ہم اس بات کے دعوے دار ہیں کہ ہمارے ملک میں جمہوریت بحال ہو چکی ہے اور اس ملک سے مارشل لاء کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ان سیاسی قیدیوں کو جو کسی اخلاقی جرائم میں ملوث نہیں تھے ان کو مارشل لاء

کی عدالتوں سے جو سزائیں دی گئی ہیں ان پر رحم کھاتے ہوئے اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ان کی بقیہ ماندہ سزائیں معاف کرکے اور انہیں جیلوں سے رہا کرکے حکومت ایک بہت بڑی نیک نامی کما سکتی ہے۔ اس طریقے سے حکومت ان سیاسی کارکنوں کی ہمدردیاں بھی حاصل کرسکتی ہے۔

جناب سپیکر! ماضی میں عمر قید کی حد 14 سال تھی اور اسکے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہمارے ملک میں سزائے موت کو ختم کردیا جائے اور 14 سال کی بجائے عمر قید کی حد 25 برس کردی جائے جس کی وجہ سے بے شمار ایسے لوگ جنہیں embezzlement کی سزا دی گئی وہ جیلوں میں 25 سال کی سزا بھگت رہے ہیں اور اس پر افسوس کی بات یہ ہے کہ چاہیے تو یہ تھا کہ انصاف کا تقاضا اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ یا تو سزا موت ختم کردی جاتی یا اگر سزائے موت ختم نہیں کی گئی تو 25 سال کی بجائے عمر قید کی سزا ماضی کی طرح چودہ سال ہونی چاہیے۔ جناب والا اس کے علاوہ اب جیلوں کی حالت دیکھ لیجئے۔ جب کسی قانون شکن فرد کو یا افراد کو یا جرم کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کو قید و بند کی سزا دی جاتی ہے وہاں پر انہیں ایک سزا کا بھی تصور ہوتا ہے۔ مگر جیلیں کسی معنوں میں انسانوں کی جرائم پیشہ لوگوں کی اصلاح کا کام بھی کرتی ہیں۔ ان کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کوئی معصوم شخص اگر کوئی بے گناہ شہری ناکردہ گناہ کی بنا پر، معاشرے کی غلط کاریوں کی بھینٹ چڑھ کر جیل میں چلا جاتا ہے تو جناب والا وہ معصوم شہری ہوتا ہے مگر جب جیل سے باہر آتا ہے تو اس کی اصلاح نہیں ہوتی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ باقاعدہ طور پر ایک جرائم پیشہ انسان کا روپ دھار لیتا ہے۔

جناب والا! وقت کم ہے۔ میں بے شمار دلائل دے سکتا ہوں مگر ان چیزوں کی طرف ارباب اختیار، حکومت پنجاب اور حکومت پنجاب کے درد دل رکھنے والے وزراء کو اس طرف بھی دھیان دینا چاہیے۔ خوش قسمتی سے اس وقت ہمارے قابل احترام وزیر جیل خانہ جات بھی ہمارے شہر اور ہمارے ضلع سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ انہیں اس کی طرف توجہ دینی چاہیے اور میں یہ بھی کہوں گا کہ قیدیوں کو پیرول پر رہا کرنے کا عرصہ ان کی نیک چلنی کی بنا پر کم کیا جائے تاکہ وہ اس معاشرے میں اچھے شہری بن سکیں۔

جناب والا! اب میں اینٹی کرپشن کی طرف آتا ہوں۔ اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ پچھلے سال ہمارے صوبے میں بنائی گئی تھی اور اس پر کروڑوں روپے کا خرچہ ہمارے صوبہ پنجاب کے مجموعی فنڈ پر بوجھ ڈالا گیا ہے۔ اب ہمیں اس کی کارکردگی کا موازنہ کرنا ہے ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ جس

ادارے پر اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ پر ہم کروڑوں روپے کا کثیر سرمایہ خرچ کر رہے ہیں، وہ ہمیں کیا دے رہا ہے۔ جناب سپیکر! اینٹی کرپشن سے مجھے یاد آیا ہے کہ ماضی میں ایک اجلاس میں میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ایک دن صوبائی اسمبلی اینٹی کرپشن اور کرپشن کے موضوع پر بحث کرے۔ جس پر جناب وزیر اعلیٰ نے میری اس تجویز سے اتفاق کیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے ہم کرپشن اور اینٹی کرپشن پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر آج تک افسوس کی بات ہے کہ اس یقین دہانی کا نوٹس نہیں لیا گیا۔ وہ صرف صفحہ قرطاس کی زینت تو بن گئے مگر عملی طور پر اس پر کوئی حکم صادر نہیں کیا گیا۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ اینٹی کرپشن اور پھر اس کے اوپر اینٹی کرپشن کے لئے آپ اقدامات کرتے چلے جائیں، اس پر جتنے بھی اخراجات بڑھاتے چلے جائیں نتیجہ بالکل صفر رہے گا میں یہ بتاؤں میرا تجربہ اور میرا مشاہدہ ہے کہ اینٹی کرپشن کے افسران بھی خود کرپشن میں ملوث ہیں، تو چور جو ہو وہ چوری کو کیسے ختم کر سکتا ہے۔ جناب سپیکر میں ایک واقعہ فیصل آباد کے اینٹی کرپشن ڈائریکٹوریٹ کا اس معزز ارکان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ غور کریں کہ ہمارے اینٹی کرپشن کے ادارے کس طریقے سے کارہائے نمایاں سرانجام دے رہے ہیں۔ ایک فیصل آباد کی کنسٹرکشن کمپنی ہے موسومہ "حسین اینڈ کمپنی" نے فیصل آباد زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی بدعنوانیوں اور بے دریغ پبلک فنڈز کو خرچ کرنے کے خلاف، قوانین کے خلاف کام کرنے کی بنیاد پر ایک تحریری طور پر درخواست ایڈیشنل ڈائریکٹر فیصل آباد اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کو دی تھی۔ جس پر اینٹی کرپشن کے ایڈیشنل ڈائریکٹر نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ دو تین دن کے اندر اس کے خلاف کیس رجسٹر کر دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! مگر دو تین دن کے بعد جب وہ سائل، جب وہ شکایت کنندہ، جب وہ aggrieved person اسی ایڈیشنل ڈائریکٹر کے پاس جاتا ہے تو وہ اس کے خلاف اس لئے ایکشن لینے سے معذرت اور معذوری کا اظہار کرتا ہے کہ وائس چانسلر کے ہاتھ اور پاؤں بہت لمبے ہیں، وہ بہت بااثر آدمی ہے اور حکومت کے بہت بڑے ایوانوں میں بیٹھنے والے بااختیار اور برسر اقتدار لوگوں کا وہ منظور نظر ہے۔ جناب والا! اگر یہی رفتار رہی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اینٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ کا فائدہ کوئی نہیں۔ اس میں آپ یہ بھی دیکھئے کہ اینٹی کرپشن میں اب ٹیکنوکریٹس بھی شامل کئے گئے ہیں انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ سے، ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے، لوکل گورنمنٹ سے، جوڈیشل سیکرٹریٹ سے انہوں نے افسران کو اپنی اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کے افراد اور افسران نامزد کیا ہے۔ اس لئے نہیں کہ ہمارے غریب عوام کے محاصل سے اکٹھے کیے ہوئے محاصل سے وہ تنخواہیں تو حاصل کریں

اور ایئر کنڈیشن کمروں میں بیٹھیں، ٹھنڈی اور لمبی کاروں میں گھومیں مگر عوام کے ساتھ انصاف نہ کریں۔ جناب سپیکر! چاہیئے تو یہ تھا۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہمارے ملک میں جتنے بھی تعمیراتی پراجیکٹ ہیں یا بن رہے ہیں، ان میں سب سٹینڈرڈ میٹریل استعمال ہوتا ہے یہ کہتے ہیں کہ کوئی بلڈنگ دیکھ لیجئے اس کا جو standard specification ہے جو کہ cantract کے مطابق تحریر کردہ specification ہے۔ میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ وہ :-

Laid down standard specifications

کے مطابق اس میں میٹریل استعمال نہیں ہوتا ہے۔ حکومت کروڑوں روپے کے کثیر رقم کے خرچ سے لیبارٹریز قائم کرتی ہیں۔ Analysis کے لئے مشینری درآمد ہوتی ہے لیبارٹریز کی انتظامیہ پر خرچ کیا جاتا ہے۔ مگر اس کے باوجود آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کسی بھی سڑک سے گزرے۔ آج سڑک بنتی ہے، چند ماہ بعد ٹوٹ جاتی ہے۔ آج ایک نالی بنتی ہے، چند ماہ کے بعد ٹوٹ جاتی ہے۔ آج ایک پل بنتا ہے اور اپنی مدت پوری کرنے سے قبل اس میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں اور اس میں اس پل کو خطرناک قرار دے دیا جاتا ہے۔ جناب والا! یہ ساری چیزیں ہمارے لئے لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حکومت وقت کے لئے۔ حکومت وقت بلند بانگ دعوے کرتی ہے کہ ہم کرپشن کو ختم کردیں گے اور جناب وزیراعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کا یہ ایک بہت بڑا حصہ ہے مگر مجھے کہنے دیجئے کہ ہمارے صوبے میں کرپشن کم نہیں ہو رہی ہے۔ کرپشن بڑھ رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے انٹی کرپشن کمیٹیاں بنادی ہیں۔ آپ اور بڑھا دیں، ان کمیٹیوں پر اور کمیٹیاں بنائیں اور ان پر سپر بورڈ بنادیں لیکن پھر بھی کرپشن کم نہیں ہوگی، کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے ارباب اختیار واقتدار، ہمارے وزراء کرام جن کے پاس یہ اختیارات ہیں، ہمارے سیکرٹری صاحبان جو کہ اس ملک کی تقدیر کے صحیح مالک ہیں، خواہ مارشل لاء کا دور ہو خواہ سول حکومت کا دور ہو۔ ہمیشہ بیوروکریٹس کے اشاروں پر حکومتیں اور حکومت کرنے والے افراد ناچتے ہیں اور ان کی انگلیوں کے اشاروں پر چلتے ہیں۔ اگر یہ ٹھنڈے کمروں سے باہر نکلیں، فیلڈ میں جائیں اور اس قسم کی چیزیں۔ یہ ٹھیک ہے رشوت لینا اور دینا، یہ دو فریقین کا ایک ناجائز ایگریمنٹ ہے۔ ان کا مفاد اس سے وابستہ ہے۔ اگر وہ ایک دوسرے کے خلاف شکایت نہیں کر سکتے ہیں تو جناب والا! جو کروڑوں، اربوں روپیہ، ہماری تعمیرات میں بدعنوانیوں کی شکل میں جسے ہم جب چاہیں، جو بھی متعلقہ وزیر صاحب چاہے اپنے محکمہ کے متعلق جو بھی سیکرٹری چاہے۔ وہ جا کر اس کو چیک کر سکتا ہے۔ لیبارٹریز

موجود ہیں، اور پھر یہ ہے کہ اگر کوئی نمونہ جات حاصل کئے جاتے ہیں تو جناب والا ! رشوت کھانے والوں کے اور عوام کے حاصل کو لوٹنے والے لیڈروں کے پاس اتنی دولت ہے کہ وہ پھر جاکر لیبارٹریز کے رزلٹ دینے والے لوگوں کو بھی خرید لیتے ہیں۔ اس لئے اس امر کی ضرورت ہے۔ اگر آپ اس صوبے کو بچانا چاہتے ہیں۔ اور اگر آپ اس صوبے کی معیشت کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اس صوبے کے عوام کے حالات کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں، اگر آپ اس صوبے کے عوام کی مالی پوزیشن کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو یہ دیکھنا ہوگا کہ ادر کرنا ہوگا۔ جو کہ میں تجاویز پیش کر رہا ہوں۔ ٹھیک ہے میری باتیں کڑوی تو لگیں گی مگر Truth is always bitter میں سمجھتا ہوں کہ جو ہمارے وزراء کرام جن کے دل میں قوم کا درد اور محب وطن ہیں۔ اور پھر patriot سے مجھے یہ بھی خیال آگیا کہ میرا مشاہدہ ہے۔ مجھے کہنے دیجئے۔ ہو سکتا ہے کہ میری بات پر اعتراض ہو معاف کیجئے میں اپنے آپ کو فرشتہ نہیں کہتا میں بھی معاشرے کا ایک رکن ہوں اور ہماری یہ سوسائٹی as a whole ایک Corrupt Society ہے جس کے ہم لوگ افراد ہیں میں یہ سمجھتا ہوں ....

ملک طیب خان اعوان : جناب سپیکر ! یہ خود اس کرپٹ سوسائٹی کے افراد ہوں گے ہمارے متعلق مہربانی کرکے یہ بات نہ کہیں۔ اگر یہ خود بھی Corrupt Society کے ممبر ہیں تو فبہا۔ ان کو نصیب ہو۔ لیکن میرے بزرگ سارے ہاؤس پر یہ بات مسلط نہ فرمائیں ماسوا اس کے باقی کیا کرڈوا گے گا۔ بات تو اس میں کوئی ہے نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں شاہ صاحب سے التماس کروں گا کہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے اور ابھی آپ کے ایک اور ممبر نے بھی تقریر کرنی ہے وزیر خزانہ نے بھی آپ کی ترامیم پر بولنا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر میں آپ کی بات بھی سمجھتا ہوں اور اپنے Privileges کو بھی سمجھتا ہوں میں relevant ہوں اور میں اپنے موضوع پر بات کر رہا ہوں۔ This is my privilage, Sir.

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ! ہمیں حق حاصل ہے لیکن ہم اپنے حق کو محدود کرنے کے لئے چاہیں گے کہ فنانس منسٹر ہماری تقاریر میں ہم نے جو پوائنٹس اٹھائے ہیں اور خاص طور پر جو میں نے آئینی نکتہ اٹھایا ہے۔ اس پر اپنی رائے کا اظہار کر لیں، چونکہ آج میں

ڈویژن مانگوں گا اس کٹ موشن پر، جوکہ میرا پریویلیج ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : Mr. Speaker, May I continue my speech.

جناب سپیکر : شاہ صاحب پتہ نہیں کہ آپ کہاں پہنچے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : کیونکہ جناب لیڈر آف اپوزیشن نے یہ حکم دیا ہے کہ میں اپنی تقریر کو مختصر کردں۔ میں اپنی تقریر جاری کرنے سے قبل میں اپنے الفاظ کو نہایت ادب کے ساتھ ملک طیب صاحب کی خدمت میں میں یہ پھر عرض کرتا ہوں کہ ہماری سوسائٹی as a whole

As a whole it is Corrupt Society and I myself and Malik Tayyib Awan are also the members of that Society. I repeat it again and this is a fact

ملک طیب خاں اعوان : وہ بات کریں جو میں سمجھ سکوں اور جس کا جواب بھی دے سکوں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! چونکہ وقت کم ہے اسلئے میں اس موضوع کو چھوڑتا ہوں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک کٹوتی کی تحریک محکمہ خوراک کی سرکاری گندم کے سلسلے میں پیش کی ہے اور subsidy پر بھی ہماری کثیر رقم خرچ ہوتی ہے جس کی رقم 93 کروڑ روپے بنتی ہے اس کے متعلق بھی ایک کٹوتی کی تحریک پیش کی تھی وقت کی کمی کے باعث میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ محکمہ خوراک کے اہلکاران سرکاری گندم پر subsidy کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور ڈپو ہولڈروں سے ماہانہ وصول کرتے ہیں۔ جتنی بھی فیئر پرائس شاپس تھیلے والے آٹے کی صورت میں دی گئی ہیں ان سے یہ روزانہ وصول کرتے ہیں اور اس کا فائدہ عوام کی بجائے صرف چار طبقات کو پہنچتا ہے۔ جس میں محکمہ خوراک کے چند ایک دیانت دار افسروں کو نکال کر۔ افسران اور اہلکاران ایک طبقہ فلور مل کا مالک دوسرا طبقہ راشن ڈپو ہولڈر تیسرا طبقہ اور فیئر پرائس شاپس چوتھا طبقہ ہے۔ اس کے علاوہ لاہور فلور اینڈ جنرل ملز راوی روڈ لاہور کا پچھلے دنوں ایک ٹرک جو کہ سرکاری گندم بچاکر مارکیٹ میں بلیک مارکیٹ کرنے کے لئے جارہا تھا وہ رائے ونڈ روڈ پر پکڑا گیا اس کا لائسنس معطل کیا گیا اور پھر نہ جانے کن وجوہات کی بنا پر اسی لائسنس کو پھر بحال کر دیا گیا اور اسے پھر بدعنوانیوں بداعمالیوں کا اور قوم کے مال کو لوٹنے کا موقع فراہم کردیا گیا اسی طریقے سے جناب والا میرے علم کے مطابق ایک اور راوی روڈ پر بھی فلور مل موجود ہے جس کا کہ ماضی میں گورنمنٹ کی Wheat Grinding کوئی لائسنس نہیں تھا یا اس کا کوٹہ مقرر نہیں تھا مگر جب سرکاری گندم کے نرخ مقرر ہوگئے اور مارکیٹ میں اس کی بلیک زیادہ ہوگئی تو پھر خصوصی طور پر

ترجیحی بنیادوں پر کوٹہ دیا گیا۔ جناب سپیکر اس طریقہ سے مخصوص افراد کو نوازنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ فلور ملیں تقریباً 20 فیصد آٹا عوام کو فراہم کرتی ہیں اور یہ آٹا فراہم کیا جاتا ہے فیئر پرائس شاپس کی توسط سے۔ راشن ڈپوؤں کے توسط سے بقایا تمام سرکاری گندم بلیک مارکیٹنگ کرکے اپنی تجوریاں ناجائز دولت سے بھرتے چلے جا رہے ہیں اور اس کی طرف حکومت کبھی دھیان نہیں دیتی۔ جناب سپیکر اسی موجودہ سال میں ہی 32 کروڑ روپے کی کثیر رقم سے محکمہ خوراک نے jute bag خریدنے کا آرڈر دیا اور جب jute bag محکمہ خوراک کو سپلائی کئے گئے تو وہ substandard تھے اور اس کے لئے انسپکشن ٹیم بنائی گئی۔ انسپکشن ٹیم نے اس کو غیر معیاری قرار دیتے ہوئے اسے نامنظور کر دیا۔ اس کے بعد محکمہ خوراک کے ارباب اقتدار نے ایک دوسری نئی انسپکشن ٹیم تشکیل دی۔ اس نے بھی اس مال کو غیر معیاری اور ناقابل قبول قرار دیتے ہوئے نامنظور کر دیا۔ اس کے بعد جناب والا اپنے منظور نظر کچھ دیگر افسران کی ایک تیسری انسپکشن ٹیم بھی تشکیل دی گئی جس نے کہ اس ناقص اور نامنظور کردہ بے کار مال کو صرف پانچ فیصد انسپکشن کرکے اسے منظور کر لیا۔ پھر جناب والا اس طریقہ سے حکومت پنجاب کی subsidy کی مد سے کروڑوں روپے کا حکومت پنجاب کو خسارہ برداشت کرنا پڑا۔ اسی پہ ہی بات ختم ہو جاتی۔ مگر نہیں ہوئی آگے جب substandard material کے jute bags میں سرکاری گندم کی بھرائی ہوتی ہے تو وہ معیاری نہ ہونے کی وجہ سے جب باربرداری میں اس کو لایا جاتا ہے تو بے شمار گندم بھی ضائع ہو جاتی ہے۔

جناب والا! جب وقتاً فوقتاً یہ خبریں قومی اخبارات کی شہ سرخیاں بنتی رہتی ہیں۔ پھر حکومت کے سرکاری گوداموں سے لاکھوں اور کروڑوں روپے کی گندم چوری کر لی گئی ہے اور اس پر صرف ایک سپروائزر یا انسپکٹر کے خلاف چھوٹی سی ایک کاروائی ہوتی ہے اور اسے معطل کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ لاکھوں اور کروڑوں روپے کی گندم ایک سپروائزر، ایک انسپکٹر اکیلا ہضم نہیں کر سکتا۔

جناب والا! اس سے آگے راشننگ کنٹرولر، ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر، ڈپٹی ڈائریکٹر اور آج کا ڈائریکٹر خوراک تو میری اطلاعات کے مطابق ایماندار ہے اور پھر اس کے اوپر بھی جناب والا وہ لاکھوں روپے کا حصہ دیتا ہے۔ یہ ایسے تلخ حقائق ہیں جن کی چھان بین کی جائے تو میرے اس الزام کی کوئی تردید نہیں کر سکے گا۔ جناب والا! اگر ہم نے اپنے صوبے کو فلاحی صوبہ بنانا ہے۔ اگر ہم نے عوام کی بہتری کرنی ہے تو حکومت کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ اس پہ یہ فرض منصبی عائد ہوتا ہے

کہ عوام سے اکٹھے کئے ہوئے محاصل کے custodian ثابت ہوں اور ایک ایک پیسے کو جائز طریقے سے استعمال ہونے دیں۔ جہاں بھی حکومت کا ایک پیسہ بھی ناجائز کاموں پر خرچ ہوتا ہے تو پھر اس کا محاسبہ کیا جانا چاہیے اور اس طریقے سے نہیں کہ آج معطل کیا، کل بحال کیا، پرسوں اس کو ترقی دے دی۔ جو اہل کار یا افسر معطل ہوتا ہے پھر از راہ نوازش انصاف کے بنیادی تقاضے پورے کرتے ہوئے عوام کے مفاد میں۔ صوبے کے مفاد میں قوم کے مفاد میں، ملک کے مفاد میں اس کے خلاف نہ صرف اس کو معطل کیا جائے بلکہ اس کو برطرف کرکے اور اس کے خلاف باقاعدہ طور پر Criminal cases درج کرکے اس کی جائدادوں سے حکومت کا سرمایہ واپس لینا چاہیے جب تک یہ جذبہ حکومت میں اور حکومت کے کارپردازوں میں پیدا نہیں ہوگا، ہمارا صوبہ ایک فلاحی صوبہ نہیں بن سکے گا جناب سپیکر! اس میں اپنی آخری کٹ موشن کی طرف آتا ہوں......

جناب سپیکر : شاہ صاحب گھڑی کی سوئیوں کی طرف بھی ذرا توجہ رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں آپ سے یہ مودبانہ التماس کروں گا کہ کل یہاں پر جو کچھ ہوا، ہم نے آپ کے اشارے پر اپنا سر تسلیم خم کر لیا۔ کل اگر ساڑھے چار بجے تک ایوان کی کاروائی حکومت کی مرضی کے تابع چل سکتی ہے۔ تو پھر جناب والا اگر ہم عوام کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ اگر اس ملک میں سرکاری لبادوں میں لیٹروں کی بات کرتے ہیں تو پھر جناب والا یہ بات ناگوار کیوں گزرتی ہے۔ میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اگر کل ساڑھے چار بجے تک ہم یہاں پر موجود رہ سکتے ہیں جبکہ ایوان کا کورم بھی پورا نہیں تھا۔ ہم نے اعتراض کیا اور پھر اپنا اعتراض واپس لیا تو پھر جناب والا میں آپ سے امتیازی سلوک کی توقع نہیں رکھتا اس لئے از راہ کرم مجھے اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ اگر آپ حکم دیں گے تو یہ میرا استحقاق ہے۔ میری کٹ موشن ہے۔ اور میں اپنی آخری کٹ موشن پر بحث کر سکتا ہوں۔ حالانکہ دو کٹ موشنوں کو وقت کی قلت کے باعث میں زیر بحث بھی نہیں لایا۔ اس لئے آپ مجھے اس بات کی اجازت دے دیں کہ میں اس پر اپنے مختصر دلائل پیش کر سکوں۔ کیونکہ یہ عوام کے مفاد کی بات ہے۔

وزیر خوراک (سردار امجد حمید خاں دستی) : پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر : سردار صاحب پہلے مائیک کو سیدھا کر لیں۔

جناب فضل حسین راہی : آپ وی سیدھے ہو جاؤ۔

وزیر خوراک : ہاں میں وی سیدھا ہوگیاں۔

جناب سپیکر! ابھی ابھی شاہ صاحب قبلہ محکمہ خوراک کے بارے میں کچھ فرما رہے تھے۔

کچھ irregularities کچھ چوریاں .... I can probe in minute

مخدوم زادہ سید حسن محمود : پوائنٹ آف آرڈر سر۔

Minister for Food : I am already on a point of order.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : No Sir.

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں

Mr. Speaker : Minister for Food is on a point of order.

وزیر خوراک (سردار امجد حمید خاں دستی) : میں شاہ صاحب سے گذارش کرتا ہوں اور ان کے علم میں بھی ہوگا اخباروں میں بھی آچکا ہے۔ لیٹرز جاری ہو چکے ہیں کہ ہر ممبر اسمبلی کو سپروائزری کمیٹیز کا ممبر بنا دیا جائے

جناب سپیکر : It is not a point of order. سردار صاحب It is not a point of order. یہ آپ اپنا جواب دینے کا حق محفوظ رکھتے ہیں ۔ آپ چاہیں تو اس پر بات کر سکتے ہیں لیکن But not on point of order.

وزیر خوراک : وہ تو سارے کو wind up کریں کہ کوئی اور منسٹر ....

جناب سپیکر : نہیں آپ بات کر سکتے ہیں ۔ آپ چاہیں تو آپ بات کر سکتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! یہ ان کا ارشاد درست ہے کہ انہوں نے سرکلر جاری کیا ہے کہ جس کے مطابق ہر کوئی رکن اسمبلی سپروائز کر سکتا ہے لیکن جناب سپیکر ہمارے فیصل آباد کا فوڈ ڈیپارٹمنٹ سوا صدیق سالار کے کسی کی بات ہی نہیں سنتا۔ ان کو شائد انہوں نے کوئی خصوصی اختیارات دے رکھے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہاں ایسا ہے۔ آپ بھی جا کر چیک کر سکتے ہیں۔ آپ کی پارٹی اپنا راشننگ کنٹرولر صدیق سالار کو سمجھتے ہیں، تو اسطرح تو کام نہیں چل سکتا۔

جناب سپیکر : راہی صاحب میں نہایت افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ آپ کی بات irrelevant بے ضابطہ اور بے قاعدہ ہے۔

جناب شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں وزیر خوراک صاحب کا جواب تو دینا چاہتا تھا مگر آپ نے چونکہ رولنگ دے دی ہے تو میں آپ کا ممنون ہوں دیگر میں آپ کے توسط سے وزیر

خوراک کے علم میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ محکمہ خوراک فیصل آباد ارکان اسمبلی کے ساتھ بہت امتیاز برتتا ہے آپ اگر میری جسامت اور پارلیمانی سیکرٹری فوڈ کی جسامت کا موازنہ کریں تو یہ پتہ چل جائے گا کہ وہ انہیں خصوصی قسم کا آٹا فراہم کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی صحت ماشاءاللہ مجھ سے بہت زیادہ اچھی ہے تو اس امتیاز کے بارے میں بھی آپ ان کو ہدایات جاری کریں۔ (قہقہہ) یہ تو از راہ تفنن میں نے بات کی ہے جی۔

Minister for Agriculture : On a Point of Personal Explanation, Sir.

جناب سپیکر : جناب سردار صاحب۔

وزیر خوراک : جناب سپیکر! انہوں نے مجھے ایڈریس کیا ہے۔ میرا نام لیا ہے تو میں یہی مختصر سی بات عرض کرنے والا تھا کہ کوئی تخصیص نہیں رکھی۔ گورنمنٹ پارٹی کے ممبران کی اور اپوزیشن کے ممبران کی (نعرہ ہائے تحسین) آپ سب کو ممبران سپروائزری کمیٹی بنا دیا کسی قسم کی کوئی کرپشن کوئی irregularity

Bring to my notice and I will take note of it.

مخدوم زادہ سید حسن محمود : پوائنٹ آف آرڈر سر۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : پوائنٹ آف آرڈر سر۔ میرے معزز رکن نے کہا ہے ....

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب منسٹر صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر کے طریقے سمجھا دیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کے بہانے سے وہ جواب یا جواب در جواب نہیں دے سکتے۔ یہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب سپیکر : یہ آپ نے سنا نہیں ....

He was speaking on a point of Personal Explanation.

مخدوم زادہ سید حسن محمود : Personal Explanation کے لئے تو ابھی دو گھنٹے اور پڑے ہیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارے سیکرٹری صاحب جو آٹا لیتے ہیں وہ کھاتے ہیں اور وہ بلیک کر دیتے ہیں صرف اتنا فرق ہے۔ (قہقہے)

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! گل اے آکہ اسی تے چوہدری صاحب آٹا جیہڑا اے او لیندے ای نئیں۔ عالیجاہ اے بلیک دی تہاڈا کم اے تے بلیک مارکیٹنگ دی تسی کردے او۔ تے پرمٹ دی فلور مل دا تسی ای لیندے او۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب تسی اردو بولتے بولتے پنجابی پہ آگئے ہیں۔

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ : اے جناب دوائیاں ویچ دے پے نے۔

(قہقہے)

سید طاہر احمد شاہ : جناب دوائیاں ویچنا کوئی جرم اے۔ اگر میں دوائیاں ویچن لگ جاواں تے میں اک اچھے پروفیشن نال وابستہ ہو جاواں گا۔

جناب سپیکر : No cross talk please.

سید طاہر احمد شاہ : مینوں جناب لوک گلا گھٹنی والا نئیں کہندے۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب آپ اردو میں بات کر رہے تھے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر صوبہ پنجاب میں یکم جولائی 1985 سے قبل حکومت کے تمام محکمہ جات کے لئے ایک سنٹرل پرچیز ایجنسی تھی جسے Directorate of Industries and Mineral Development. کا شعبہ سپلائی ونگ کا نام دیا گیا تھا اور وہ برس ہا برس سے اپنے فرائض احسن طریقے سے سرانجام دے رہی تھی اور نہ جانے کن وجوہات کی بنا پر یکم جولائی 1985 سے حکومت پنجاب کی پرچیز کو decentralize کر کے ہر ایک انتظامی محکمہ میں اپنا اپنا ایک علیحدہ پرچیز سیل قائم کر دیا گیا جس کا چیف پرچیز آفیسر بلحاظ عہدہ اس محکمے کے معتمد صاحب کو قرار دے دیا گیا۔ اور نئے سسٹم کے تحت decentralization کے بعد حکومت پنجاب کے جنرل ایڈمنسٹریشن کے شعبہ نے ایک Purchase Manual تیار کیا ہے۔ جناب والا! جس کے کچھ قوانین کچھ ضابطے مخصوص لوگوں کو نوازنے کے لئے مخصوص افراد کی اجارہ داری قائم کرنے کے لئے ان شقوں کو ان ضابطوں کو اس میں شامل کر دیا گیا جس میں میں Purchase Manual, 1985 کے ضابطہ نمبر 37 کو آپ کی خدمت میں پڑھ کر سناتا ہوں

PURCHASE OF SPARE PARTS

(i) While inviting tenders on C & F basis for earth moving machinery, road rollers, locomotive drag line, oiled engine, large electric motors, compressors etc. (not trucks or cars) spare parts should be included as separate items in the tenders. All spare parts are components of earth-moving machinery, electro-medical, electronic or electrical equipment and others specialised equipment and should as far as possible be procured through the accredited agents of manufacturers subject to the following conditions :—

ایک کو میں چھوڑتا ہوں۔غیر منطقی ہے کلاز (بی) کو میں لیتا ہوں کہ ......

(b) A certificate from the principals to the effect that prices quoted on the proforma invoice are as per their current export prices :

جناب سپیکر! میں اس کی دوسری ذیلی دفعہ کو لیتا ہوں جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ......

(ii) The indentors should, however, not include in the indents spare parts or components as are being manufactured locally. In case of Belts, Filtors, Hose Pipes, Brake-Lining Bearings and Fuel Injection Equipment, efforts should be made by the Indentors to prepare detailed specification for procurement on open tender basis.

اب اس کی کلاز (3) جو ہے کہ.......

(iii) Offers from shippers shall be acceptable only if accompanied by a warranty and a certificate from the original manufacturers that they agree to supply the spare parts against the specific tender inquiry.

جناب والا! یہ ٹیکنیکل چیزیں ہیں جن کا میں نے Purchase Manual کے متعلق ضابطہ کا حوالہ دیا ہے اور اس کو میں نے پڑھ کر سنایا ہے۔یہ مقامی خرید کے متعلق نہیں بیرونی ممالک سے ہماری ضروریات کو درآمد کرنے کے سلسلہ میں بنیادی چیز ہے۔جناب سپیکر! اس ضابطے

کے ذریعے صرف چند ایک مخصوص تاجروں کو جوکہ .....

جناب سپیکر : آدھ گھنٹہ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب محمد صدیق انصاری : جناب سپیکر! پریس گیلری میں ایک صاحب بیٹھے ہیں جو شاہ صاحب کے آگے ہاتھ جوڑ رہے ہیں لیکن یہ نہیں مان رہے۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب کو اپنے لیڈر کے قیلولے کا بھی خیال نہیں ہے تو......

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! پھر میں یہ عرض کروں گا کہ سب کلاز (3) آف کلاز 37 ہے اگر

(iii) Offers from shippers shall be acceptable only if accompanied by a warranty and a certificate from the original manufacturers that they agree to supply the spare parts against the specific tender enquiry.

میں اسی ایک شق پر اب بات کرنا چاہوں گا کہ جناب سپیکر اس کا مقصد یہ ہے کہ اسی کمپنی کی پیشکش یا ٹینڈر حکومت پنجاب کا متعلقہ محکمہ منظور کرے گا جس کے ساتھ Proforma Invoice یعنی بیرونی کوٹیشن کے ساتھ یہ سرٹیفکیٹ ہوگا اور جناب والا چونکہ ہمارے ملک کا بڑا سرمایہ دار ایک فصلی بٹیرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب روس میں سردی زیادہ پڑتی ہے تو وہاں سے ہجرت کرکے گرم ممالک کی طرف آجاتا ہے اور جب ہمارے علاقوں میں گرمی زیادہ پڑتی ہے تو یہ فصلی بٹیرے روس کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جناب والا! ان کا کوئی ملک نہیں، ان میں کوئی محب وطن نہیں۔ ان کا ایمان دولت ہے پیسہ ہے۔ ان کی تجوریاں ہیں اور ان کے پاس چونکہ ناجائز ذرائع سے اور ہمارے صوبہ کے اور ہمارے ملک کے افسرانِ بالا کی ملی بھگت سے اس قسم کی غیر مطلوبہ اور غیر ضروری اور حکومت پنجاب کے مفاد کے خلاف اس قسم کی قوانین کی کتابوں میں شامل کرواکے اپنی اجارہ داری قائم کر لیتے ہیں اور جناب والا حالانکہ جو ان کے مشینری مینوفیکچرر ہیں۔ ان کے صرف پاکستان میں ایجنٹ نہیں ہوتے بلکہ پوری دنیا میں...

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ملک صاحب نے کیا فرمایا ہے ؟

جناب سپیکر : ملک صاحب آپ نے کیا فرمایا ہے ؟

ملک طیب خان اعوان : جناب ساڑھے تین رہائی کروا دیو شاہ صاحب کولوں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب ایہہ اونہاں سیاسی کارکناں دی رہائی کروا دین جہڑے بیچارے جمہوریت دی جدوجہد وچ جیلاں وچ پابند سلاسل ہین تے میں اینہاں دی جان چھوڑ دیناں ۔ ملک صاحب سودا منظور اے ۔

جناب سپیکر ! اس قسم کی شقیں ڈال کر ان کی اجارہ داری قائم کی جاتی ہے ۔ اور وہ اس قسم کی شرائط کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنی قیمتیں جو بیرونی ممالک سے اپنے پرنسپل کے ایماپر یہاں پر پیش کرتے ہیں ان میں وہ 30% کا اضافہ کر دیتے ہیں ۔ چونکہ میں نے اب اپنی تقریر کو سمیٹنا ہے اس لئے میں آگے ان شقوں کی طرف نہیں جاتا ۔ اس میں ایک ایسی شق بھی ہے کہ وہ ایک سرٹیفکیٹ دے گا کہ ہمارے Principal کی export price lists ....

جناب والا ! میں خود ایک چھوٹا سا تاجر ہوں ۔ میں تجارت کے دھندوں کو سمجھتا ہوں ۔ جو بیرونی ممالک میں مشینری یا specialized Item بنانے والے ادارے ہیں بیشک ان کی export price list printed ہوتی ہے مگر ان پہ 20، 30، 40، 50% تک discount کی اجازت دی جاتی ہے ۔ جناب والا ! ایک تو مقامی کرنسی میں بڑا معمولی سا اپنا کمیشن انکم ٹیکس بچانے کی غرض سے شامل کرتے ہیں مگر درپردہ اپنے پرنسپل سے مل کے کروڑوں روپے کے زرمبادلہ سے ہمارے ملک کو محروم کر دیتے ہیں تو جناب والا ضرورت اس امر کی ہے کہ میں نے سفارشات کی ہیں میں اس پر سرحاصل بحث کر سکتا ہوں ۔ میں حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس Purchase Manual کو تبدیل کرنے کے لئے اس ترمیم کرنے کے لئے صوبے کے مفاد میں اور عوام کے مفاد میں ......

(چوہدری گل نواز خاں وڑائچ کی طرف اشارہ کرکے) چوہدری صاحب کیہہ کردے پیئے او ۔ انج پئے کردے او یا انج پئے کردے کیہہ کردے او ۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : ہاؤس کو کر رہے ہیں آپ کو نہیں کر رہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : چوہدری صاحب تہاڈا میں ایمان جانناں واں ۔ جناب سپیکر اج ایہہ وضاحت کیتی جائے کہ چوہدری گل نواز کو گلا قینچی والا کیوں کہندے نیں ۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : جناب سپیکر شاہ صاحب نے میری ذات پر فرمایا ہے میں اپنے مقابلے کا شاہ صاحب کو نہیں سمجھتا ہوں ۔ میں جانتا ہوں جو کچھ شاہ صاحب ہیں ۔ لیکن انہیں میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور اب پھر کرتا ہوں کہ شاہ صاحب ایہنوں نال پھولو ویکھوں لیراں نکن

گیاں۔ ایس واسطے میں تہاڈے نال نئیں الجھنا چاہندا۔ میں کہنا واں شرافت ایسے وچ ای اے کہ اینہوں چھڈ دیو۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب بہتر یہ ہے کہ پرسنل کنٹس نہیں ہونے چاہییں کسی کی طرف سے بھی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے چوہدری گل نواز صاحب معزز رکن سے یہ التماس کروں گا کہ وہ صرف اس معزز رکن نہیں ہیں بلکہ میرے اور ان کے خاندانی مراسم ہیں اور اس حد تک مراسم ہیں کہ ہمارا ایک دوسرے کے گھروں میں آنا جانا کافی رہتا ہے کیونکہ یہ بدقسمتی سے یا خوش قسمتی سے میری جو بیوی ہے وہ ان کی بھتیجی لگتی ہے۔

(قہقہے)

اس لئے میں ان سے استدعا کروں گا کہ ....

چوہدری گل نواز خان وڑائچ: جناب میں عرض کروں۔ شاہ صاحب بجا فرما رہے ہیں اس بچی کو میں اپنی بھتیجی سمجھتا ہوں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ ....

سید طاہر احمد شاہ: سمجھتے نہیں، ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز

سید طاہر احمد شاہ: چاچا سوہرا اے جی۔ میرے لئے قابل احترام اے

جناب سپیکر: آرڈر پلیز شاہ صاحب

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں ایک تو یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس Purchase Manual کا موازنہ کرنے کے لئے حکومت پنجاب ایک کمیٹی تشکیل دے کہ اس کا دوبارہ معائنہ کر کے غیر ضروری شقیں جو چند افراد کو فائدہ پہنچانے کے لئے شامل کی گئیں ہیں ان کو حذف کیا جائے۔ اگر مناسب سمجھیں تو مجھے بھی اس کمیٹی کا رکن بنا لیں قطع نظر اس بات کے کہ میں اپوزیشن کے بنچز سے تعلق رکھتا ہوں۔ مگر اس ایوان کا معزز رکن میں بھی ہوں۔ اور جناب والا میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ centerlized purchase کے زمانے میں ٹینڈر کی مشتہری ....

جناب فضل حسین راہی: ایہہ ایویں وزیراں نوں ڈسٹرب کر رہے نیں۔ جناب سپیکر اینہاں نوں دسو پارلیمانی آداب۔ تہانوں مخاطب ہون وچ شاہ صاحب نوں ڈسٹرب کر رہے نیں۔

سردار محمد عارف (پارلیمانی سیکرٹری) : وہ اپنی سیٹ سے نہیں بول رہے ۔

جناب سپیکر : آپ کن کی بات کر رہے ہیں ۔

سردار محمد عارف : میں راہی صاحب کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ وہ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں ۔

جناب سپیکر : جو اپنی سیٹ پر نہ ہوں وہ بات نہیں کر سکتے اور سردار صاحب کو cross talk نہیں کرنی چاہیے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! چونکہ سردار صاحب نے میرے ساتھ بات کی ہے ۔ وہ میرے پرانے دوست ہیں اور میرے بڑے بھائی ہیں اگر وہ کچھ کہہ بھی جائیں تو میں اس کا برا نہیں مناؤں گا ۔ اور میری رشتہ داری اسے بابا (قہقہے) ۔ ویسے تے سردار عارف رشید وی میرا قریبی رشتہ دار ہے ۔

جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ان عوامل کا پتہ لگایا جائے کہ جن عوامل نے اپنے مخصوص مفادات کو پورا کرنے کے لئے صوبہ پنجاب کی central purchase کا ایک مربوط منظم اور جامع نظام کو decentralize کر کے علیحدہ علیحدہ purchase cells بنا دئیے ۔ اس کی تحقیقات کروائی جائے ۔ اور یہ بھی میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ central purchase stystem میں جتنے بھی ٹینڈر کی مشتہری کے لئے اندراجات ہوتے ہیں اور پوری سپلائی ونگ کے جو اخراجات تھے ، آج مختلف ملکوں کے صرف اخبارات کے اشتہارات کا خرچہ اس سپلائی ونگ کے اخراجات سے زیادہ بڑھ گیا ہے ۔

جناب والا ! ان الوں تللوں پہ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ایک ایسا نظام بنائیں کہ جس سے ہماری قومی دولت کا ضیاع نہ ہو سکے ۔ جناب والا ! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور مجھ پر مہربانی کی ۔

جناب سپیکر : شکریہ شاہ صاحب ۔

محمد رفیق : جناب والا ابھی راہی صاحب رہتے ہیں ۔

جناب سپیکر : یہ سب speeches ہو چکی ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود (قائد حزب اختلاف) : اب کوئی نہیں بولے گا

ہم نے جو نکات اٹھائے ہیں ان کا جواب چاہیں گے اور خاص طور پر وہ جو میں نے raise کیا ہے کہ یہ تنخواہیں آئین کے خلاف منظور کی جارہی ہیں اس پر جناب والا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یہ آپ کے شایان شان نہیں ہوگا کہ آپ اس وقت preside کر رہے ہوں کہ the voting for demand unconstitutional ہو جائے۔ میرا خیال ہے کہ یہ فرائض جناب ڈپٹی سپیکر سرانجام دیں تو ٹھیک ہے آپ یہ کام جناب ڈپٹی سپیکر کے سپرد کریں کیونکہ یہ آپ کے شایان شان نہیں کہ آپ دیکھتے رہیں کہ قانون شکنی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر : جناب فنانس منسٹر صاحب۔

جناب وزیر خزانہ : جناب والا! جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جس دن ووٹنگ ہو تو اس دن وقت بھی نہیں بڑھایا جا سکتا، اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گذارش کروں گا کہ اس بحث کا جواب میں کل عرض کروں گا آج میں اس کا جواب نہیں دوں گا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں آج ہی ووٹنگ کا جواب چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : وزیر خزانہ صاحب ان اعتراضات پر کل جواب دینا چاہتے ہیں، اور وہ آج ووٹنگ نہیں کرانا چاہتے اجلاس کل صبح نو (9) بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی کل مورخہ 3 جون 1986ء بروز منگل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل، ۲ جون ۱۹۸۶ء

(سہ شنبہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ — شمارہ ۱۲

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل، ۲ جون ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ - - - - - - - - - - ۱۲۵۲

مسئلہ استحقاق

سوال نمبر ۶۲۳ کے غیر واضح جواب کی فراہمی - - - - - - - - ۱۲۵۴

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر بحث کے آئینی حق سے محرومی - - - ۱۲۶۰

مجلس خصوصی کی رپورٹ کی میعاد میں توسیع - - - - - - - - ۱۲۶۳

میزانیہ برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری - - - - ۱۲۶۵

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

منگل، 3 جون، 1986ء

(سہ شنبہ 24 رمضان المبارک 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۚ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا
يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ
دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا
يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ
ظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

س المتحنہ نمبر ۶۰ آیات ۷-۸ اور ۹

یہ عین ممکن ہے کہ اللہ تم میں اور ان لوگوں میں جن میں تمہاری عداوت ہے دوستی پیدا کردے اور اللہ اس بات پر قادر ہے اور اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کرنے کو سے اللہ تم کو منع نہیں کرتا بلکہ اللہ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اللہ تو ان ہی لوگوں کے ساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وہی سراسر ظالم ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

جناب وزیر اوقاف (ملک خدابخش ٹوانہ) : جناب والا! مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کی توجہ اسمبلی اہلکاران کی طرف کرانا چاہتا ہوں۔ آپ کی اسمبلی کے اہلکاران کی پگڑیوں کے مخصوص رنگ ہیں، مگر آپ کے ایک نائب قاصد نے جس کی نشاندہی ہیں نے غالباً ڈپٹی سپیکر سے کی تھی اور اب میں آپ کے نوٹس میں بھی لا رہا ہوں۔ اس نے ایچیسن کالج کے مخصوص رنگ کی پگڑی پہن رکھی ہے جو کہ ایچیسن کالج کے بچوں کی پگڑیوں کا مخصوص رنگ ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے لہذا اس پگڑی کا رنگ درست کروایا جائے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر : ٹوانہ صاحب شکریہ! میاں محمود احمد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 16 ہے۔

میاں محمود احمد : جناب والا میری اس تحریک استحقاق پر جناب وزیر بلدیات نے مجھے اپنے چیمبر میں بلایا اور ان لوگوں کو بھی بلایا جن لوگوں کے خلاف یہ تحریک استحقاق تھی۔ شاہدرہ میں ایک ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر اور اس کے عملے نے مجھے یقین دہانی کروائی کہ ہم نے ایکسرے پلانٹ تنصیب کر دیا ہے اور آئندہ وہاں کوئی اہلکار غیر حاضر نہیں رہے گا۔ جناب والا میں ان کے اس اطمینان پر اپنی تحریک واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے اپنی تحریک استحقاق کو آپ پریس نہیں کرتے 27 نمبر تحریک استحقاق آپ کی ہے۔

میاں محمود احمد : اس کا جواب جناب وزیر زراعت صاحب نے بھیجا تھا۔

جناب سپیکر : جناب وزیر زراعت صاحب۔

جناب وزیر زراعت : جناب والا کیا یہ move ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر : میاں صاحب کیا آپ نے یہ پڑھ دی ہے ؟

سوال نمبر 633 کے غیر واضح جواب کی فراہمی

میاں محمود احمد : حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی

ہے معاملہ یہ ہے کہ

"میرے سوال نمبر 633 کے جواب میں جو ایوان میں مورخہ 26 مئی 1986 کو پیش ہوا، جناب وزیر زراعت نے میرے اس سوال کے اس جزو کا کوئی جواب نہیں دیا کہ سال 1984 میں فروٹ منڈی اور سبزی منڈی سے کس حساب سے فیس وصول کی جاتی تھی اور اس سال کیا وصول کی جا رہی ہے۔ اس طرح جواب کو گول کر دینے سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس لئے مناسب کارروائی کی جائے شکریہ!

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) : جناب والا! میں عرض کروں گا کہ 26 مئی کو سوال نمبر 633 ہاؤس میں نہیں پڑھا جا سکا اس لئے کہ اس کی باری نہیں آئی۔ اب اس حد تک تسلیم ہے یہ حصہ جو اس جواب میں Printed ہے یہ حصہ missing ہے "سال 1984 میں فروٹ منڈی اور سبزی منڈی سے کس حساب سے مارکیٹ فیس وصول کی جاتی تھی" باقی سوال کا جواب موجود ہے۔ جب میں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ جو جواب محکمے سے بن کر نیچے سے آیا اس میں موجود ہے کہ 35 پیسے فی سو کلوگرام جس کو کوئنٹل کہتے ہیں مارکیٹ فیس وصول کی جا رہی ہے 1983-84 سے اب تک۔ یہ حصہ کسی وجہ سے جب یہاں رپورٹ ہوا اسمبلی کو جواب آیا . . . . This was not included. لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اگر اس سے کوئی خاص مقصد ہے تو میں اس پر ایکشن لے لیتا ہوں لیکن یہ ایک سادہ سی بات ہے کہ 1983-84 میں بھی 35 پیسے فیس تھی اور اب بھی وہی ہے اگر کوئی مزید ایسی چیز اس کی بیک گراؤنڈ میں ہے اور معزز رکن اس کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں کہ محکمے سے کوئی بے اعتدالی یا کوئی ایسی بات ہو رہی ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں تو آپ آیئے تو میں اس پر مزید ایکشن لینے کو تیار ہوں۔

میاں محمود احمد : میں بصد معذرت عرض کرتا ہوں آپ ہماری گذارشات پر ایکشن نہیں لیتے تو محکمے والوں کے خلاف آپ کیا ایکشن لیں گے۔ بڑی معذرت کے ساتھ میں عرض کرتا ہوں اور میری گذارش ہے کہ میرے سوال کا جواب بھی غلط دیا گیا ہے۔ بالکل نامکمل جواب دیا گیا ہے۔ اگر آپ کے محکمے والوں نے آپ کو جواب بھیجا تھا تو اس کو طبع کیوں نہیں کروایا گیا کیوں نہیں ہوا یہ تو بعد کی بات ہے۔ ہمیں ہاؤس میں جو جواب ملا ہے وہ پورا ہونا چاہیے تھا۔ باقی بعد کی بات ہے۔ وہاں 35 پیسے کے حساب سے فیس لیتے ہیں یا دو روپے کے حساب سے لے رہے ہیں یا چار روپے کے حساب سے فیس لے رہے ہیں یہ تو بعد کی بات ہے 35 پیسے کے

حساب سے اس وقت کوئی بھی فیس نہیں لیتا۔ یہ صرف کاغذی کارروائی ہے جو وہ مرضی ہو لکھتے ہوں۔ وہاں انہوں نے قصابوں کی طرح کھال اتارنی شروع کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر : میاں صاحب آپ چیئر کو مخاطب کر سکتے ہیں لیکن کسی بھی فاضل رکن کو ہاؤس میں براہ راست مخاطب نہیں کر سکتے۔

میاں محمود احمد : میں معذرت چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر میرے سوال کا جواب نامکمل دیا گیا ہے۔ میں نے سوال کے جواب میں تحریک استحقاق پیش کی ہے۔

جناب سپیکر : اس کا جواب جناب وزیر زراعت نے آپ کو دے دیا ہے کہ یہ واقعی اس سوال کے اس حصہ کا جواب نہیں دیا جا سکا۔ اور اس کا جواب اب انہوں نے دے دیا ہے کہ اس حساب سے اس کی مارکیٹ فیس وصول کی جاتی رہی ہے۔ اب اس کے بعد آپ کی کونسی بات باقی رہ گئی ہے۔

میاں محمود احمد : جناب سپیکر یہ تو اب جواب ملا ہے جب میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اور وہ بھی درست نہیں۔ میں یہ بات دعوے کے ساتھ کہتا ہوں اگر یہاں اگر آپ قسمیہ طور پر کہہ دیں تو جو آپ سزا دیں گے اس کے لئے سر تسلیم خم ہوگا۔ اگر وہ پھر بھی سوال کا جواب غلط دیتے ہیں پھر وزیر زراعت اس بات پہ کہتے ہیں کہ میں نے جواب منگوا لیا ہے۔ جناب والا جب وہ تسلیم کرتے ہیں کہ میرے سوال کا جواب پہلے مکمل نہیں آیا تھا تو اس کو admit کیا جائے یا تو وہ تسلیم نہیں کرتے تو پھر آپ فرمائیں۔

جناب سپیکر : اس میں جناب وزیر زراعت صاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ محکمہ کی طرف سے سوال کے اس حصے کا جواب بھی یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ کو وصول ہوا ہے۔ لیکن کسی وجہ سے یہاں printing میں یہ حصہ print نہیں ہوا۔

میاں محمود احمد : اسمبلی سیکرٹریٹ کو وصول ہوا ہے یا ان کے محکمے کو موصول ہوا ہے۔

جناب سپیکر : اب ہم اپنے ریکارڈ سے اس بات کو دیکھ رہے ہیں کہ آیا واقعی جواب print نہیں ہوا۔

وزیر زراعت : جناب سپیکر میں اس کو درست کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں جو جواب موصول ہوا ہے وہ درست print ہوا ہے۔ جب پیچھے سے سوال بن کر آتا ہے پھر ہمارے محکمہ زراعت میں ایک ونگ ہے جو اسے کاپیاں بنا کر پرنٹ کر کے یہاں بھجواتا ہے وہاں ہمارے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں

miss ہوا ہے۔ یہاں miss نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! میں عرض کردوں کہ یہ بات یہ سوال بھی غلط ہے۔ میں تو پوری ذمہ داری سے یہ کہہ سکتا ہوں میرے پاس وہ نوٹیفکیشن جو 1980-10-26 کا ہے۔ اس میں اب تک کوئی تبدیلی نہیں ہے 35 پیسے کے حساب سے ہی فیس وصول کی جارہی ہے۔ باقی ان کا سوال کہ جو اندرون خانہ کوئی ایسی بیک گراونڈ ہو وہ مجھے ان کے ذہن کا علم نہیں کہ اس میں کیا ہے۔ کیونکہ ان کا وہاں اپنا بھی کوئی کاروبار ہے ان کو زیادہ علم ہو گا۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے تو کہہ دیا ہے کہ ایک بات ہے کہ یہ حصہ miss ہوا ہے 35 پیسے وصول ہو رہے ہیں باقی سارا جواب مکمل ہے کہ ہر سال کتنی فیس وصول ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ سوال اس روز نمبر پر نہیں آسکا۔ اس دن یا تو یہ نشاندہی کر دیتے کہ یہ سوال نامکمل ہے جب میں نے ایوان کی میز پر رکھے تھے تو میں اس وقت اس کو درست کر دیتا۔ لیکن چونکہ یہ سوال اس روز پوچھا نہیں جاسکا کہ یہ چیز اس میں سے miss ہو گئی ہے کہ 35 پیسے کے حساب سے فیس 84-1983 میں بھی وصول کی جاتی تھی اور اب بھی وہی فیس ہے۔ اس میں محکمے کی طرف سے کوئی تبدیلی نہیں۔ البتہ وہاں اگر غلط وصول ہو رہی ہے تو وہ ان کو پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہیے اس پر ہم ایکشن لینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ بات کہ 35 پیسے اس وقت بھی فیس وصول کی جاتی تھی۔ غائب تو تب کیا جاتا کہ ہم نے اس میں کوئی تبدیلی کی ہوتی یا اس میں کوئی بدنیتی کی بنا پر کوئی ایکشن لیا جاتا کہ 84-1983 میں کوئی اور فیس تھی یا اس سوال کا جواب اگر جناب کے سامنے ہو تو باقی ساری تفصیل اس میں موجود ہے۔ missing صرف اتنی بات ہے کہ 35 پیسے کے حساب سے 84-1983 میں جو فیس وصول کی گئی تھی وہ اب بھی وہی وصول کی جارہی ہے۔ اس میں کوئی ردوبدل نہیں۔ نہ ہی اس اطلاع سے ان کو کوئی فرق پڑتا ہے۔ اگر اس کے باوجود اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ان کی کوئی ایسی بات نہ ہونے سے سوال کے جواب میں کوئی فرق پڑا وہ نشاندہی کردیں۔ میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ ہماری اور محکمے کی طرف سے کوئی بدنیتی نہیں تھی اگر ان کے علم میں کوئی بات ہے اور موقع پر اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے تو اس پر مخصوص سوال ہو سکتا ہے۔ یہ اس چیز کو نشاندہی کردیں ہم ایکشن لینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: معزز رکن کی تحریک ہے کہ میرے سوال کے ایک حصہ کا دانستہ طور پر جواب نہیں دیا گیا۔

وزیر زراعت : میں عرض کر دوں ۔

جناب سپیکر : اس سلسلے میں آپ نے وضاحت کر دی ہے کہ دانستہ طور پر ایسی کوئی بات نہیں کی گئی ۔ نہ ہی اس کا کوئی مقصد تھا ۔ اب اس سلسلے میں فاضل رکن بتائیں گے کہ ان کی کیا پوزیشن ہے ۔

وزیر زراعت : اگر پورا سوال جناب کے سامنے ہو تو یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی اگر اجازت ہو تو میں ہی اس کو پڑھ دوں ۔ یہ اس کے سیاق و سباق میں ماسوائے اس کے کہ ایک حصہ غائب ہے اور وہ ہے وہاں ۔

جناب سپیکر : میں نے اس کو دیکھا ہے ۔ ایک پارٹ اس کا missing ہے ۔

میاں محمود احمد : میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمے والے جو لوٹ کھسوٹ کر رہے ہیں وہ اس سوال کا جواب نہیں دینا چاہتے تھے اگر وہ دینا چاہتے تھے تو اتنے بڑے سوال کا جواب دے دیا گیا اس حصے کو ادھورا کیوں چھوڑا گیا ۔ جس طرح انہوں نے وہاں رشوت کا بازار گرم کر رکھا ہے ۔ وزیر زراعت صاحب اس کی تحقیقات اس وقت کرتے ۔ پھر میں تحریک استحقاق دینے سے تین دن پہلے ان کو کہتا رہا ہوں کہ میرے سوال کا جواب غلط دیا ہے لیکن انہوں نے اس پر کوئی نوٹس نہیں لیا جب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا جواب نامکمل دیا گیا ہے تو میری استدعا ہے کہ اس کو admit کیا جائے یا جناب اس پر رولنگ دے دیں کہ اس کی admissibility نہیں بنتی ۔

جناب سپیکر : وزیر زراعت صاحب کیا آپ اس کی admissibility کے بارے میں کچھ کہیں گے ۔

وزیر زراعت : میں دوبارہ وہی بات عرض کروں گا ۔ اس کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کونسی بات بقایا ہے ۔ جناب والا ایک دفعہ اس کو clears ہو جانا چاہیے ۔ سوال ان کا یہ تھا کہ :

" مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ کی سال 1984 میں روزانہ آمدن کیا تھی اور اس سال کیا ہے ۔ سال 1984 میں فروٹ منڈی اور سبزی منڈی سے کس حساب سے مارکیٹ فیس وصول کی جاتی تھی اور اس سال کیا وصول کی جا رہی ہے "

جناب والا ! اس کا جواب اس کے مطابق ہی دے دیا گیا ہے :

" دوران مالی سال 1983-84 مارکیٹ بادامی باغ لاہور کی اوسط روزانہ آمدن

سوال نمبر ۶۲۳۳ کے بغیر واضح جواب کی فراہمی

مبلغ 8380/48 روپے تھی جب کہ 1984-85 کے دوران مارکیٹ کمیٹی کی یومیہ اوسط آمدن
مبلغ 8991/39 روپے تھی "
یہ بات کہ اس وقت بھی فیس 35 پیسے تھی اب بھی 35 پیسے ہے۔ اس میں کوئی
ردوبدل نہیں۔ یہ نہیں کہ اس سے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہوں

نمبر دو یہ ہے کہ :
"دو کیا مارکیٹ کمیٹی پچھلے سال کی نسبت منافع میں ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا
وجوہات ہیں ؟ "

اس کا جواب یہ ہے کہ :
" دوران سال 1983-84 مارکیٹ کمیٹی کو مارکیٹ فیس کی مد میں روزانہ اوسط
6876/47 روپے وصول ہوئے جبکہ دوران سال 1984-85 مارکیٹ کمیٹی کی یومیہ آمدن
کے تحت -/6792 روپے تھی۔ یعنی 6876/47 روپے کی بجائے -/6792 روپے تھی
بہرحال سال 1983-84 کے مقابلے میں مارکیٹ کمیٹی دوران سال 1984-85 مبلغ
-/2,23,001 روپے منافع میں رہی۔ "

جناب والا یہ بات تو بڑی واضح ہے کہ اس کو حذف کر کے کوئی مقصد حاصل کرنا نہیں۔ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے جس محکمے نے اس کو اخفا کرنا تھا ڈیپارٹمنٹ کے سیکشن نے اس کا مکمل جواب دیا ہے۔ جب اس کو reproduce کرنا ہوتا ہے اس کو اسمبلی کو منتقل کرنا ہوتا ہے۔ جب میں نے ریکارڈ دیکھا یہ سطر وہاں miss تھی۔ اس میں کسی کو مفاد حاصل کرنا نہیں۔ اب اسکی admissibility کے بارے میں عرض ہے کہ میرے دوست اس روز cautious ہوتے اور یہ بتا دیتے تو یہ نوبت ہی یہاں تک نہ آتی۔ کیونکہ اس دن اس سوال کی باری نہیں آئی تھی نہ انہوں نے point out کیا نہ یہ میرے علم میں بات آئی ورنہ یہ بات اس دن طے ہو جاتی۔ اس لئے اس سے کوئی ایسا استحقاق جس کی بنا پر کوئی استحقاق مجروح ہونے والی بات ہے یا اس کے مقابلے میں کوئی بات قانونی طور پر بنتی نہیں میں نے تو یہ بھی یقین دہانی کرائی ہے اس چیز کو اخفا کے محکمے نے یا کسی افسر نے کسی پرائیچ نے کسی سیکشن نے کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے یا ان کے نوٹس میں وہاں کوئی ایسی بات ہو رہی ہے وہ میں اب بھی تیار ہوں اور ہر وقت اس پر ایکشن لینے کے تیار ہوں۔ مجھے بتا دیں میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس پر مکمل ایکشن لوں گا۔ اس

ایک سطر کے miss ہونے سے میں نہیں سمجھتا کہ ان کے استحقاق میں یا ان کی کسی بات میں ان کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے۔میں اب بھی ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے point out کرنے پر ایکشن لیا جائے گا۔

جناب سپیکر : میاں صاحب آپ کچھ فرمانا چاہیں گے ؟

میاں محمود احمد : جناب سپیکر ! یہ استحقاق بنتا ہے یا نہیں - یہ آپ بہتر سمجھتے ہیں۔آپ رولنگ دے دیجئے ، ہم قبول کریں گے ۔

جناب سپیکر : اس کی Admissibility کے بارے میں فیصلے کا اعلان کل کروں گا۔ اس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب کو اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر بحث کے آئینی حق سے محرومی

جناب سپیکر : جناب ریاض حشمت صاحب جنجوعہ کی تحریک استحقاق ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ط۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط۔

جناب سپیکر ! حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ :

اسلامی نظریاتی کونسل کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ پاکستان کے قانون ساز اداروں کو قرآن وسنت کے مطابق قانون سازی کے لئے سفارشات مرتب کرکے بھیجے۔تاکہ پاکستان کے مسلمان انفرادی اور اجتماعی معاملات میں اسلامی نظریات اور اصولوں پہ گامزن ہو سکیں ۔ اسلامی وفاقی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل نمبر 230 کے ضمن (4) کے تحت صوبائی اسمبلی پنجاب کے گزشتہ اجلاس میں اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ ہائے پیش کی گئیں ۔ آئین کے مطابق یہ رپورٹیں خواہ عبوری ہوں یا قطعی چھ ماہ کے اندر ہر صوبائی اسمبلی میں زیر بحث

لائی جانی ضروری ہے۔ مگر صوبائی اسمبلی پنجاب کو تاحال اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر بحث کرنے کے آئینی حق سے محروم رکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس قانون ساز ادارے کا استحقاق پامال ہوا ہے۔ نیز پنجاب کے عوام جو کہ موجودہ اسمبلی سے قرآن وسنت کے مطابق قانون سازی کی توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں اس صورت حال مضطرب و مشتعل ہیں ۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو شرف پذیرائی بخشا جائے اور اسمبلی کی کاروائی کو روک کر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر! گزشتہ آٹھ برس سے ہمارے ملک پر ایک غیر آئینی، غیر اخلاقی اور غیر جمہوری حکومت مسلط رہی ہے اور اس حکومت نے اسلام کے مقدس نام کو اپنی شخصی حکومت اور شخصی آمریت کو دوام بخشنے کے لئے بڑی بے رحمی کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ حالانکہ ہمارا ایک اسلامی ملک ہے اور اس کے آئین کے مطابق اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل آج سے آٹھ نو برس پہلے کی گئی تھی۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی متعدد رپورٹیں جو ہزارہا صفحات پر مشتمل ہیں، اس حکومت کو پیش کیں اور گزشتہ صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں اس ایوان کے سامنے پیش کی گئیں، مگر آج تک اس ایوان کو ان رپورٹوں پر بحث کرنے کا حق نہیں دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے اس ایوان کا حق پامال ہوا ہے، اس لئے میری اس تحریک استحقاق کو زیر بحث لایا جائے اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : جنجوعہ صاحب، آئین کی آرٹیکل 230 (4) آپ دیکھیں۔ آپ اس کو پڑھنے کی زحمت فرمائیں گے۔

Article 230 (4) The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment, and shall submit an annual interim report. The Report, whether interim or final, shall be laid for discussion before both Houses and each Provincial Assembly within six months of its receipt. . . . .

جناب سپیکر : تو کیا آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ اس رپورٹ کو یہاں موصول ہوئے چھ مہینے گزر گئے ہیں ؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا! جیسا کہ یہ توقع کی جا رہی ہے کہ اس

ایوان کو ملتوی کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اگر آپ تین یا چار ماہ بعد دوبارہ اجلاس طلب کریں گے تو اس وقت تک یہ چھ مہینے کی مدت ختم ہو چکی ہو گی۔ ویسے بھی قواعد کی رو سے میاں افضل حیات صاحب پچھلے اجلاس میں ایک تحریک پیش کی تھی کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کو اس ایوان میں زیر بحث لایا جائے لیکن چونکہ اس کے لئے وقت کا تعین نہیں کیا گیا، میں سمجھتا ہوں کہ قواعد و ضوابط کی رو سے بھی ہمارے استحقاق کو پامال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر : لیکن اس میں آپ یہ دیکھیں۔ آپ نے خود یہ پڑھا ہے :

Shall be laid for discussion before the Provincial Assembly, within six months and it has been laid before the Provincial Assembly for discussion, so where is the breach of privilege.

مخدوم زادہ صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : کون سا رول ہے ؟

جناب سپیکر : یہ آئین کا آرٹیکل 230 (4) ہے۔

میاں محمد افضل حیات : جناب والا ! اسے پیش ہوئے کوئی تین ماہ گزر چکے ہیں۔ پچھلی دفعہ جب یہ پیش ہوئی تھی تو میں نے ادھر اس پر بحث کے لئے تحریک کی تھی اور ادھر لا منسٹر صاحب نے undertaking دی تھی کہ اگلے اجلاس میں، یہ جو اجلاس ہے، اس میں اس کو بحث کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر : میاں صاحب ! اس میں سوال یہ ہے کہ کیا یہ جنجوعہ صاحب کا یا اس معزز ایوان کا breach of privilege ہے کہ اس رپورٹ پر بحث کا آغاز نہیں کیا گیا ؟ آئین کے جس آرٹیکل کا انہوں نے حوالہ دیا ہے اس کی رو سے چھ مہینے کے اندر lay ہونی ہے۔ مخدوم زادہ صاحب آپ نے آرٹیکل 230 (4) دیکھ لیا ہے ؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر، میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ قاعدہ نمبر 106 :

(1) آئین کے آرٹیکل 230 کے ضمن (4) کے تحت اسلامی نظریات کی کونسل کی طرف سے موصول ہونے والی رپورٹ خواہ وہ عبوری ہو یا قطعی اسمبلی کے روبرو پیش کی جائے گی۔

(2) کوئی بھی رکن تحتی قاعدہ (1) کے بموجب اسمبلی میں پیش کی گئی اسلامی نظریات کی کونسل کی رپورٹ پر بحث و تمحیص کے لئے تحریک پیش کرنے کا نوٹس سیکرٹری کو دے سکتا ہے۔

جناب والا! گزشتہ اجلاس میں جب یہ رپورٹ پیش کی گئی تھی تو ہمارے اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر میاں افضل حیات صاحب نے سیکرٹری اسمبلی کو نوٹس دے دیا تھا اور اس وقت کے وزیر قانون جواب وزیر زراعت ہیں انہوں نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ آئندہ اجلاس میں اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے گا۔ اب چونکہ یہ اجلاس ملتوی ہونے والا ہے۔ اور ابھی تک اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کو زیر بحث لانے کے لئے کسی وقت کا تعین نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا۔

جناب سپیکر: اس رپورٹ پر اسمبلی میں بحث نہ ہونا آئین کی کسی دفعہ یا رول کی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ اس لئے اس میں breach of privilege کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہوتا۔ اسلئے تحریک خلاف ضابطہ ہے۔

مجلس خصوصی کی رپورٹ کی میعاد میں توسیع

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو پیش کروں۔

جناب سپیکر: باقی تحاریک استحقاق کل take up کریں گے۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بیگم شاہین منور احمد کی تحریک استحقاق نمبر 2 جو خصوصی کمیٹی کے سپرد کی گئی تھی اس کے رپورٹ پیش کرنے کی میعاد 31 جولائی 1986 تک توسیع کی جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر کسی کمیٹی کے رپورٹ اس وقت تک پیش نہیں ہو سکتی جب تک تحریک استحقاق پہلے نبٹا نہ لیں اس کے بعد تحاریک التوائے کار نہ نبٹالیں۔ میری آج ایک تحریک استحقاق ہے اور جن وزیر صاحب کے متعلق ہے دراصل وہ جاننا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اجازت بخشیں تو میں یہ تحریک استحقاق پیش کر دوں جو اسمبلی کی میری 20 سالہ مدت میں پہلی ایسی تحریک

ہے۔ اس سے پہلے میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کرکے واپس لے لی تھی۔

جناب سپیکر : میں نے عرض کیا ہے کہ کل take up کریں گے۔ میں نے تحریک استحقاق کو نمٹا دیا ہے۔

رانا پھول محمد خان : میں گذارش کروں گا کہ میری تحریک تو دو منٹ میں ہی ختم ہو جائے گی یہ اتنا لمبا چوڑا وقت نہیں لے گی۔

جناب سپیکر : میں اس پر اپنے فیصلے پر کیسے نظر ثانی کروں۔

رانا پھول محمد خان : پھر جناب کو فیصلہ کرتے وقت سوچنا چاہیے تھا۔ کہ یہاں کچھ ارکان کے حقوق ہیں۔

جناب سپیکر : اس میں صورت یہ ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق سے پہلے دو تحاریک استحقاق ہیں آپ کا نمبر 3 ہے اگر میں اس کو جاری بھی رکھتا تو بڑی مشکل سے ایک تحریک استحقاق اور لے لیتے پھر بھی اس کی باری نہ آتی۔

رانا پھول محمد خان : میں اس کے متعلق عرض کروں کہ ممکن ہے کہ میری تحریک استحقاق پیش نہ ہونے کی وجہ سے میرے علاقہ میں آج ہی خون خرابہ ہو جائے اور اس کی ذمہ داری پھر جناب پر عائد ہو گی۔ کہ جناب نے مجھے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی۔ یا وزیر صاحب پر ہو گی۔

جناب سپیکر : اس کی ذمہ داری آپ پر ہو گی یا سردار صاحب پر ہو گی۔

سردار محمد عارف : جناب سپیکر میں نے کوئی ایسا بیان اخبار میں نہیں دیا......

جناب سپیکر : یہ جس وقت یہ تحریک استحقاق take up کی جائے گی جس وقت رانا صاحب move کریں گے۔ اس وقت آپ اس کا جواب دے سکیں گے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا ! اگر آپ مجھے اجازت بخش دیں۔ تو ممکن ہے میرے علاقے میں خدشہ ہے کہ وہاں کوئی بد امنی پیدا نہ ہو جائے۔

جناب سپیکر : کل انشاءاللہ take up کریں گے۔

رانا پھول محمد خان : اگر کل تک کوئی واقعہ پیش آیا تو اس کے ذمہ دار سردار صاحب ہوں گے۔ میں نہیں ہوں گا۔ کیونکہ یہ کرائیں گے۔ میں بدعہدی نہیں کرتا کیونکہ پارٹی میں فیصلہ ہوا تھا کہ جو بدعہدی کرے گا اس کا منہ کالا کیا جائے گا۔ میں انشاءاللہ

موت قبول کر دوں گا بد عہدی نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر : رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر! کسی علاقے کے امن کو قائم رکھنے کے لئے اگر آپ اجازت بخش دیں اور جیسے انہوں نے مجھ سے بات کی کہ انہوں نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا ہے اگر وہ اس کی تردید کر دیں تو ہمارے علاقے کے لوگوں کو کچھ اطمینان ہو جائے گا اگر آپ اس میں سپیشل رعایت بخش دیں۔

جناب سپیکر : رانا صاحب I am sorry

جناب فضل حسین راہی : میری گذارش ہے کہ آپ وقت میں توسیع نہ کریں بلکہ اس کمیٹی کے پاس جس کے پاس یہ تحریک استحقاق ہے کو تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے۔ تو میرا خیال ہے کہ جلد نبٹ جائیگی۔ یہ سپیشل کمیٹی اس وقت تشکیل دی گئی تھی جب تحریک استحقاق کی کمیٹی نہیں تھی۔ اب یہ کمیٹی ہے اگر ہم اس کا فیصلہ اس کے ذریعے کرالیں تو میرا خیال ہے کہ یہ مناسب رہے گا۔ ویسے محرک کی بھی یہ خواہش ہے۔ ان کی تحریک استحقاق کو تحریک استحقاق کی کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اگر ہو سکے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں ؟

ڈاکٹر سردار احمد : جناب والا! رپورٹ آخری مراحل پر پہنچی ہوئی ہے اور امید ہے کہ فیصلہ جلد ہو جائیگا میں راہی صاحب سے عرض کرتا ہوں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور اسی کمیٹی کے پاس رہنے دیا جائے۔ کیونکہ ہم نتیجے کے بہت قریب پہنچ گئے ہیں۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر صاحب کو رپورٹ کی تیاری کرنے کے بارہ میں معزز اراکین کی کیا رائے ہے۔

(تحریک منظور کی گئی)

31 جولائی تک توسیع کی جاتی ہے۔ جناب وزیر خزانہ

پنجاب کا میزانیہ برائے سال 1986-87

مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر : جناب فنانس منسٹر صاحب! کل ڈیمانڈ نمبر 10 پر کٹ موشن پر

تقاریر ہوگئی تھیں اور ان پر آپ نے جواب دینا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں کل اس پر بات کر سکوں گا۔ تو آپ کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے ؟

وزیر خزانہ : جناب سپیکر! کل جنرل ایڈمنسٹریشن کی ڈیمانڈ کے سلسلے میں جو اعتراضات کئے گئے اس کے constitutional پہلو پر تو اظہار خیال میرے محترم وزیر قانون صاحب فرمائیں گے۔ جہاں تک دوسرے پہلوؤں کا تعلق ہے اس سلسلے میں میں اپنی گذارشات پیش کروں گا۔ کافی حد تک اعتراضات کی نوعیت جذباتی تھی۔ جناب والا! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ایک چھوٹا سا صفحہ اس ایوان کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں تاکہ یہ بات مزید اچھے طریقے سے ایوان کو سمجھا سکوں۔ جناب والا! جنرل ایڈمنسٹریشن ایک بہت ہی vast sphere رکھتا ہے۔ اس مد کے تحت اخراجات میں صرف ان کی تفصیلات عرض کروں گا۔ کسی جنرل ایڈمنسٹریشن کے تحت پروونشل اسمبلی کے اخراجات جن میں ہم سب ممبر حضرات منسٹرز پر جتنے اخراجات ہیں وہ بھی جنرل ایڈمنسٹریشن کے تحت cover ہوتے ہیں۔ گورنر ہاؤس اور گورنر صاحب کے آفس کے اخراجات جنرل ایڈمنسٹریشن کے تحت cover ہوتے ہیں۔ چیف منسٹر، انسپکشن ٹیم کے اخراجات اس جنرل ایڈمنسٹریشن میں شامل ہیں۔ سیکرٹریٹ کے تمام محکمہ جات کے اخراجات اس جنرل ایڈمنسٹریشن میں شامل ہیں۔ پولیس اور پبلک سروس کمیشن کے اخراجات اس جنرل ایڈمنسٹریشن میں شامل ہیں۔ سٹاف ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے اخراجات اسی میں شامل ہیں۔ Audit & Account Training Institute کے اختیارات جنرل ایڈمنسٹریشن میں شامل ہیں۔ بورڈ آف ریونیو کے اخراجات اسی جنرل ایڈمنسٹریشن میں شامل ہیں Local Fund Audit کے اخراجات اسی میں شامل ہیں۔ Treasury & Distt. Account Officers کے اخراجات اسی میں شامل ہیں۔ ایجنسیز فاٹا اور قبائلی ایریا جسے ہم "آباد" کہتے ہیں اس کے اخراجات بھی اسی میں شامل ہیں۔ Anti Corruption Establishment کے اخراجات بھی اسی میں شامل ہیں۔ اس کے ساتھ سب سے بڑھ کر کمشنر حضرات، ڈی سی اور اے سی صاحبان کے دفاتر کے اخراجات بھی اسی جنرل ایڈمنسٹریشن میں شامل ہیں۔

جناب والا! یہ لسٹ جو میں نے پڑھی ہے اس سے میرے معزز بھائیوں کو یہ بات سمجھنے میں کافی آسانی ہوگی کہ جب اتنے زیادہ محکمہ جات یا ادارے جن کے لئے ہم یہ اخراجات رکھتے ہیں ان کے لئے یہ 54 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے اس میں انڈکسیشن بھی شامل ہے۔ جو

وقتاً فوقتاً انڈکسیشن کے تحت تنخواہیں بڑھائی جاتی ہیں وہ بھی اس مد میں شامل ہے۔
جناب والا۔ اس بات کو اس خرچے کے جائز ہونے کو سمجھنے کے لئے میں مزید عرض کروں گا کہ اگر ہم جنرل ایڈمنسٹریشن کے خرچے کو اس نکتہ نظر سے دیکھیں کہ یہ ہمارے بجٹ کا کتنا فیصد بنتا ہے تو یہ ہمارے بجٹ کا 1.77 فیصد حصہ ہے۔ اس بات کو مزید سمجھانے کے لئے میں اس کا مقابلہ باقی صوبوں کے ساتھ پیش کروں گا۔ بلوچستان میں اس کا تناسب 4.86 ہے۔ جبکہ صوبہ سرحد میں اس کا تناسب 2.33 ہے۔ اس بات سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ پنجاب میں باقی صوبوں کی نسبت جنرل ایڈمنسٹریشن پر ہم پیسے کم خرچ کرتے ہیں۔ اس کے بعد جناب والا۔ میں یہ گذارش کروں گا جہاں کوئی حکومت ہو اس کی قطعاً یہ منشا نہیں ہوتی کہ اس کی ایڈمنسٹریشن میں کسی قسم کی کرپشن ہو یا کسی قسم کا ناجائز اسراف کیا جائے۔ اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے پچھلے سال ایک سروے کرایا گیا جس سروے کی روشنی میں حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ جہاں ناجائز اخراجات اٹھتے ہیں ان اداروں کو بند کر دیا جائے۔ اس پالیسی کے تحت پنجاب لائیو سٹاک بورڈ کو بند کر دیا گیا ہے اور پنجاب زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن میں بھی کافی حد تک تخفیف کی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک نئی کمیٹی تشکیل دی جا رہی ہے۔ جو سیکرٹریٹ کے ہر محکمہ میں اور صوبے میں بڑے بڑے سرکاری دفاتر کی کارکردگی کا جائزہ لے گی اور سٹاف، ٹرانسپورٹ اور contingencies کے ضمن میں کہ ان کے اخراجات کہاں کہاں اور کس حد تک ہم کم کر سکتے ہیں اپنی سفارشات مرتب کر کے چیف منسٹر صاحب کو پیش کرے گی۔ اس حکومت کی منشا ہے کہ خزانے میں جمع شدہ رقوم قوم کی امانت ہیں۔ ان کا تصرف سوچ سمجھ کر اور دیکھ بھال کر کیا جائے۔ اس پالیسی پر ہم سختی سے کاربند ہیں۔ corruption کے بارے میں یہاں ارشاد فرمایا گیا۔ تو جناب والا! corruption ایک ملک گیر وبا ہے اور ہمارے معاشرے کے لئے ایک ناسور ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ ہمارا معاشرہ اس لعنت کی لپیٹ میں ہے لیکن اس کے باوجود یہ آج ہی نہیں رونما ہوا یہ ایک تاریخی پس منظر بھی رکھتا ہے۔ مغل شہنشاہوں کے دور corruption موجود تھی۔ British Govt. کے دور میں بھی موجود تھی اور آج بھی موجود ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس پر کسی قسم کا غور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں یہ عرض کیا تھا ہم سے پہلے آنے والی ہر حکومت یکے بعد دیگرے اس مسئلے میں بری

طرح ناکام ہوتی رہی ہیں۔ لیکن ہم اس مسئلے پر خصوصی اہمیت دے رہے ہیں۔ جو anti corruption کے پہلے قوانین اور رولز تھے ان میں ہم نے تبدیلی کی ہے پہلے anti corruption کا کیس محکمہ anti corruption کرتا تھا۔ اس کو ہم نے تبدیل کر کے ہر محکمہ کو یہ اختیارات دے دئے ہیں کہ وہ ان نوعیت کے کیسز کو فوری طور پر اپنی ہی سطح پر نپٹا لیا کریں اور important cases جس میں بڑے officials ہوں صرف وہ کیسز .anti corruption Deptt کو بھیجے جائیں۔ اس کے ساتھ معزز ایوان کو بخوبی علم ہے کہ Anti Corruption Committee تشکیل دی جا چکی ہیں۔ کچھ کے الیکشن ہو چکے ہیں اور کچھ کے الیکشن ہونا باقی ہیں اور ہم توقع رکھتے ہیں، حکومت توقع رکھتی ہے کہ جہاں اس معزز ایوان کے اراکین ہم سے تعاون کریں گے وہاں اس صوبے کا ہر آدمی ہر شہری بھی اس مسئلے میں ہمارا ہاتھ بٹائے گا

جناب والا! اتنے بڑے چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے بارے میں بھی اعتراض کیا گیا کہ اس کے اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ جناب والا! اس سیکرٹریٹ میں صرف دس آفیسرز ہیں۔ یہ تعداد بہت ہی کم ہے خاص طور پر جب مارشل لاء کے بعد ایک سول حکومت کا قیام وجود میں آ چکا ہے تو مختلف ڈیپارٹمنٹ پر اس کا ایک چارٹر laid out ہے اس چارٹر کے تحت بہت ہی اہم فرائض اس کو تفویض ہیں۔ اور حکومت کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اس کا قیام انتہائی ضروری ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ 26 ارب روپے سے بھی زیادہ کے بجٹ میں اگر 27 لاکھ روپے صرف اس مقصد کے لئے رکھ دئے جائیں تو اس میں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مضائقہ ہو۔ یہ کوئی اتنی بڑی رقم نہیں 26 ارب کے بجٹ میں سے جب کہ ہماری اس گورنمنٹ کی نیت ہے کہ گورنمنٹ کی efficiency زیادہ سے زیادہ بڑھائی جائے اور corruption کو کم سے کم کیا جائے۔ تو اس کے لئے Inspection Team کا قیام از حد ضروری ہے۔ تو جناب والا میں یہی عرض کروں گا کہ یہ کوئی اتنا بڑا خرچہ نہیں، جب ہم اس کو دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں دیکھتے ہیں تو ہمیں خوشی ہوتی ہے کہ ہم ان سے نسبتاً ایک بڑا صوبہ ہونے کے باوجود بھی اس مد میں بہت ہی کم پیسے خرچ کر رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! لا منسٹر تشریف لے آئے ہیں ذرا ان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ constitutional point پر ذرا اپنا نظریہ بتا دیں، کہ آیا advisors کی تنخواہ آئینی طور پر permissible ہے۔ آئین کے مطابق ہے، اس

کا جواز پیش کریں گے اور اس کے بعد وزیر خوراک اور باقی محکموں کی جو cut motions پر ہماری تقاریر تجاویز اور تنقید کا باری باری ہر منسٹر جواب دے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! اس معاملہ میں اس سے پہلے بحث ہو چکی ہے، اور ابھی وہ جاری ہے۔ لیکن بہرحال آرٹیکل 250 کا انہوں نے حوالہ دیا ہے میں آپ کے سامنے اس کی wording پیش کرنا چاہتا ہوں :

Article 250 (1) Within two years from the commencing day, provision shall be made by law for determining the salaries, allowances and privileges of the President, the Speaker and Deputy Speaker and a member of the National Assembly or a Provincial Assembly, the Chairman and Deputy Chairman and a member of the Senate, the Prime Minister, a Federal Minister, a Minister of State, a Chief Minister, a Provincial Minister and the Chief Election Commissioner.

تو جناب والا ! اس میں پارلیمانی سیکرٹری کا ذکر ہے اور نہ ہی adviser کا ذکر ہے۔ یعنی by laws دو سال کے اندر اندر بنتے ہیں۔ تو وہ صرف Prime Minister and memebers اس میں درج ہیں۔ نا کہ ایڈوائزرز اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹریز کے بنتے ہیں۔ تو یہ جناب والا ایک ایکٹ کے تحت تقرری کی گئی ہے۔ کیونکہ چیف ایگزیکٹو پنجاب کو یہ اختیار حاصل ہے۔ اور اس میں کوئی law or by law مانع نہیں۔ تو کوئی عہدہ بھی create کر سکتا ہے۔ اور کوئی قانون بھی بنا سکتا ہے۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جو اعتراض اٹھایا گیا ہے وہ غلط ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا! جو کچھ فرما رہے ہیں، آپ اس پر یقین رکھتے ہیں، کاش یہ قانون کو قانون سمجھیں، اور دستور کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں، اب میں اس پر بولوں گا۔ جناب والا! اس آئین کی رو سے آپ کے اختیارات کو محدود کیا گیا ہے۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ چیز جس میں آئین خاموش ہے۔ آپ جس کو چاہیں ڈپٹی جنرل منیجر بنا دیں جس کو چاہیں ایڈوائزر بنا دیں، جس کو چاہیں مشیر بنا دیں آئین کی خاموشی کی وجہ سے آپ کو اختیارات نہیں ملتے۔ اور وہ residuary powers پر آئین خاموش ہے وہ میں ثابت کر دیتا ہوں کہ وہ

فیڈرل سبجیکٹ ہے پراونشل نہیں۔ آپ کسی شکل میں آئین کی اطاعت سے باہر نہیں جاسکتے ہیں، آپ نے حلف اٹھایا ہوا ہے۔ اور یہ جواز دینا کہ اس میں چونکہ ذکر نہیں یہ تو enabling section ہے۔ جس کے ماتحت آپ ان عہدیداروں کو تنخواہ دے سکتے ہیں۔ جن کا ذکر نہیں آپ دعوت دے رہے ہیں کہ میں پارلیمانی سیکرٹری کو چیلنج کروں۔ اور اگر وہ کرنا پڑے گا تو میں وہ بھی کروں گا۔ لیکن آپ اقبال احمد خاں بنتے جا رہے ہیں، وہ بھی کہتا ہے کہ آبیل مجھے مار، وہ بھی کہتے ہیں کہ دو کا reference گیا۔ 47 کا نہیں گیا میں فخر امام کو ٹیلیفون کرنے والا تھا۔ کہ اور کچھ نہ کرو، ایک اقبال احمد خاں کا کیس refer کردو، دنیا بچ جائے گی۔ جس مصیبت میں آپ پھنسے ہیں وہ بھی اس کا ظلم ہے۔ جس مصیبت میں اس نے وزیر اعظم کو پھنسایا ہے۔ وہ بھی اس کا ظلم ہے۔ ایک شخص واحد کی وجہ سے آج یہاں پر آپ آئین کی دھجیاں اڑانا چاہتے ہیں۔

Please as a practising lawyer tell where is the justification, and where is the provision.

کہاں آپ کو آئین نے اختیار دیا تھا۔ کہ آپ ایڈوائزر مقرر کر کے Public Exchequer پر بوجھ ڈالیں خاموشی کا مقصد کیسے آپ نے اخذ کر لیا ہے۔ کیا کسی کا نکاح ہو رہا ہے کہ کوئی قاضی بیٹھا ہے اور دلہن جب شرم سے ہاں یا ناں نہیں کرتی ہے، وہ کہتے ہیں، خاموشی نیم رضا، یہ ترجمانی ہے اس کی۔ کمال ہے یہ clear embazzlement ہے۔ اور یہ تمام پروسیڈنگ questionable ہے outside the House ہے۔ اس پر میں ڈویژن کراؤں گا، اور میں اس پر کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا اور ہر ایڈوائزر سے ریکوری ہوگی۔ as arrears of land revenue اور جناب سپیکر یہ جو کاریں استعمال کر رہے ہیں، وہ بھی کرایہ ان سے وصول ہوگا۔ یہ کیا آئین کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور اپنا بھی مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ آئین کی ترجمانی ہے، کم از کم :

Knowing the incharge of Law, consult your Law Secretary, bring the Advocate General in the House. Mr. Speaker I demand that the Advocate General should be called who has a right to address this House. It is a very crucial issue and I will not allow the Ministry to destory this very sacred Constitution.

اس کا آپ نے حلف وفاداری اٹھایا۔ آپ ایڈووکیٹ جنرل کو بلائیں۔

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک کافی constitutional issue ہے یہ آپ نے یہاں پر اسمبلی میں raise کیا ہے اور میرے پاس advisors کی disqulification کا constitutional issue پینڈنگ ہے جس میں ہم میرے خیال میں آج میرے چیمبر میں میٹنگ کرنے Advocate General بھی ہوں گے ، تو یہ ایک بنیادی معاملہ ہے اس کو آپ اٹھا چکے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ! یہ دو الگ الگ issue ہیں ، ایک ہے disqualification کا ، نااہلیت کا ، وہ تو ہوگا کہ آیا یہ تقرری کر سکتے تھے آیا یہ office of profit ہو گیا ہے۔ وہ تو میں دلائل پیش کروں گا آپ کے چیمبر میں ، آج آپ ان ممبران سے بھی commit کروانا چاہتے ہیں اس خرچہ کی منظوری کے سلسلہ میں اس خرچہ کی منظوری دینے کا اس اسمبلی کو اختیار ہی نہیں۔

جناب سپیکر : آپ نے یہ point otu کر دیا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں نے point out کر دیا ہے۔

رانا پھول محمد خان : اس clause کو آپ آج منظور کرائیں یا نامنظور کرائیں۔ آپ اس کو ملتوی بھی فرما سکتے ہیں ، آپ کو یہ اختیار حاصل ہے ۔ اور اگر ایڈوائزر صاحبان نے تنخواہ وصول کر لی اور آپ نے پھر یہ رولنگ دے دی کہ یہ عہدہ منافع بخش بنتے تو پھر وہ تو نااہل قرار پائیں گے۔ اس کلاز کی منظوری کے بعد آپ کو اس سے پہلے فیصلہ کرنا چاہیے ۔ اگر وہ تنخواہ وصول کر لیں اور یہ عہدہ منافع بخش ثابت ہو جائے تو پھر ان کو نقصان ہوگا ، ان کے حقوق کی حفاظت بھی اور opposition کے حقوق کی حفاظت بھی جناب نے کرنی ہے ۔ میں گذارش کروں گا کہ اس کو فیصلہ پہلے کرنا چاہیے اور اس کلاز کو کل تک pending کر لیا جائے ۔

جناب سپیکر : وزیر زراعت صاحب ۔

رانا پھول محمد خان : اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ اس مسئلے کو کل تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر : جناب وزیر زراعت صاحب۔

وزیر زراعت : جناب سپیکر ! میرے فاضل دوست قائد حزب اختلاف ایوان میں موجود ہیں ان کے دو پوائنٹ ہیں ۔ ایک تو یہ ہے کہ ایک constitutional reference آپ کے سامنے موجود ہے کہ آیا ایڈوائزروں کی تقرری legal ہے constitutional

ہے یا unconstitutional ہے۔

Whether they are holding any office of profit or not. That is pending. That has been argued and that requires your decision.

لیکن اب اس وقت جو جناب والا کے سامنے سوال ہے وہ کٹ موشن ہے۔ ....

Cut motion on the expenditure which has already been demanded by the Finance Minister.

اس میں کٹ موشن ہے۔ جنرل ایڈ منسٹریشن کی مد کے تحت جتنی کٹ موشنز آئی ہیں اس پر فاضل اراکین اپوزیشن نے اپنا نقطہ نظر بیان کر دیا ہے اب بات یہ رہ گئی ہے کہ کل ایک constitutional point raise ہوا تھا جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی طرف سے کہ آرٹیکل 250 کے تحت کچھ عہدیداران کی فہرست دی گئی اور یہ بھی demand کیا گیا کہ ....

Within two years of enforcement of the Constitution the law about the salaries of those persons and those office holders shall be made.

اگر وہ قانون نہیں بنایا جاتا تو ان کی تنخواہ........

مخدوم زادہ سید حسن محمود : اگر دو سال قانون نہ بنے تو لاقانونیت کرتے چلیں ۔

وزیر زراعت : اگر دو سال قانون نہ بنے تو پھر اس expenditure پر چارج نہیں ہو سکتا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : ماشاءاللہ ۔

وزیر زراعت : یہی ان کی بات ہے اور ابھی میرے فاضل دوست وزیر قانون نے آرٹیکل 250 ۔ جناب کے سامنے پیش بھی کیا ہے اور جہاں تک Office of Profit کا تعلق پہلے ہی آپ کے سامنے argue ہو چکا ہے۔ اسی analogy پر کل بھی ایک پوائنٹ argue ہوا تھا اور پھر وہ میرے فاضل دوست نے concede کیا۔ وہ بات جو ہم پر حاوی نہیں ہوتی ، ہم پر لاگو نہیں ہوتی اس کو جواز بنا کر کہیں کہ اس پر ایڈووکیٹ جنرل کو بلایا جائے

اس پر Division کا مطالبہ کیا جائے یہ decision ہے میں نہیں سمجھتا کہ ان کی argument میں کوئی وزن موجود ہے۔

جناب سپیکر میں آپ کو تکلیف دوں گا کہ اس سلسلے میں آپ آرٹیکل 250 ملاحظہ فرمائیں ......

(1) Within two years from the commencing day, provision shall be made by law for determining the Salaries, allowances and privileges of the President, the Speaker and Deputy Speaker and a Member of the National Assembly or a Provincial Assembly, the Chairman and Deputy Chairman and a Member of the Senate, the Prime Minister, a Federal Minister, a Minister of State, a Chief Minister, a Provincial Minister and the Chief Election Commissioner.

جناب سپیکر یہ وہ عہدیداران ہیں جن کے بارے میں constitutional provision موجود ہے کہ دو سال کے اندر اندر ان کے allowances اور تنخواہوں کے بارے میں ایک قانون بنایا جائے اور تب وہ expenditure charge ہو سکتا ہے۔ from the public exchequer اور اگر ان عہدیداروں کے بارے میں دو سال تک قانون نہ بنے پھر ....

That will be unconstitutional.

مخدوم زادہ سید حسن محمود : اور اگر بن گیا ہو تو ....

وزیر زراعت : اور بنا ہوا بھی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : اگر بن گیا ہو تو ....

Minister for Agriculture : Then we will follow that.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : It has already been made. I know under what law are you drawing salaries. The law has been made, the privileges of Members, the privileges of the Misisters, the privileges of the Federal Ministers, the privileges of the Chairman of the Senate, the Deputy Chirman . . . .

Mr. Speaker : I would request Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud not to interrupt the Agriculture Minister. He has taken the floor.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, he only said one thing that the law to be made . . . .

Mr. Speaker : Let him complete.

Minister for Agriculture : So this is not a question of debate here, Sir. It is a question of cut motion which is before your honour. We have to argue the cut motion which is already before the House. That has already been argued before the House. It is not to be argued again and again and there is no question of replying the same arguments. Your honour has allowed me to address this august House on this point. It is very clear for the constitutional provisions that these were enumerated, mentioned and listed and only with regard to those the laws to be made and that law has already been made. No further law is to be made so far as the salaries of the Advisers and the Parliamentary Secretery are concerned. These are the constitutional requirements, but this is not the constitutional requirement that the person who has been appointed under an executive order, the salaries and the privileges of those persons are not to be clarified or not to be enacted under Article 250.

وہ تو جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ :- different matter ہے جس کی argument جناب والا کے سامنے پہلے address کی جا چکی ہیں۔ اس کٹ موشن کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ اس کو بلاوجہ چارج کیا جا رہا ہے۔ گورنمنٹ کا نقطہ نظر ہے کہ یہ executive order کے تحت تقرری ہوئی ہے آرٹیکل 250 کے تحت یہ requirement نہیں کہ ان کی salaries اور privileges کے بارے میں کوئی قانون بنایا جائے۔ جن کے بارے میں آرٹیکل 250 کہتا ہے ان کے بارے میں قانون بنا دیا گیا ہے اور قانون بنا دیا گیا ہے لہذا آرٹیکل 250 کی violation نہیں ہو رہی یا تو یہ بتائیں کہ کسی .....

Provincial Minister, Chief Minister, or any other officer mentioned in Article 250.

اس کے تحت اگر کوئی violation ہو رہی ہے تو ....

They can very well argue it, Sir, whether it is constitutional or unconstitutional.

تو وہ hit نہیں ہوتی۔ اب رہ گئی یہ بات جو انہوں نے ایڈ وائزرز کی تنخواہ کے بارے میں claim کیا ہے وہ آرٹیکل 250 کے تحت hit نہیں ہوتی اور کل بھی یہ argue ہوا تھا کہ آرٹیکل 90 اور 91 آرٹیکل 127 کے تحت صوبوں پر apply نہیں ہوتا تھا۔ میرے فاضل دوست اس بات پر مصر تھے کہ یہ apply ہوتا ہے......

Ultimately we proceed.

جو بات ہمیں apply ہوتی ہے جس کے تحت آئین لاگو ہوتا ہے اور ہم اس کی violation کریں تو وہ point out کریں۔ لیکن ایک executive appointment کے تحت ایک executive order کے تحت ان کی salaries کے جو rights بنائے گئے ہیں۔ ان کو آرٹیکل 250 کے تحت نہیں لایا جا سکتا۔ ایک بات تو یہ ہو گئی۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنے والا ہوں کہ........

This is not a point of argument here.

اور میرے فاضل ممبران بار بار ایوان میں address کر چکے ہیں۔ اب بات یہ رہ گئی کہ آج اگر اس expenditure پر ووٹنگ ہو گئی تو کیا اس پہ ووٹنگ ہو سکتی ہے یا نہیں ایڈووکیٹ جنرل کو بلایا جا سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس بارے میں اس کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اس لئے ان کی موشن کو سامنے لایا جائے اور اس کو ایوان کے سامنے put کیا جائے۔ اس کے لئے نہ تو repeated discussion اور اس کے جواب کی ضرورت ہے اور انہوں نے اپنا نقطہ نظر ایوان کے سامنے پیش کر دیا ہے اب بات صرف اتنی رہ گئی ہے کہ کیا ایوان اس expenditure کو منظور کرتا ہے۔ یا ان کی کٹ موشن کو منظور کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ Finance Rules کے تحت اس کٹ موشن کو put کیا جانا چاہیے اور اگر کسی وجہ سے جناب والا رولنگ دیں اس کا اس expenditure پر اطلاق جب ہو گا سو ہو گا۔ لیکن آج اس کٹ موشن کو pending کرنا یا یہ کہنا کہ اس constitutional point کی بنا پر اس کٹ موشن کو pending کیا جائے یہ کسی طور مناسب نہیں۔ میری درخواست ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم اسے debate میں لے جائیں وہ already debated point اور آپ کے پاس pending ہیں اس پر آپ ان کا نقطہ نظر سن لیں۔ اس کٹ موشن پہ تمام فاضل اراکین نے اپنی تقاریر کر لی ہیں گورنمنٹ کا نقطہ نظر بھی آ گیا ہے اس لئے اب میں

آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کٹ موشن کو ایوان کے سامنے پیش کیا جائے اگر ایوان اس کٹ موشن کو accept کرے تو ان کا نقطہ نظر منظور کر لیا جائے اور اگر اس کو out vote کر دے تو پھر اس کو reject کر دیا جائے یہ بڑی simple سی بات ہے
میں جناب سے ایک بار پھر یہ گذارش کروں گا کہ :

Rule do not allow to open the debate on this. They have explained their point of view. The Government has explained their point of view. Now, it is to be put to the House, whether it is accepted or not. Thank you Sir.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I have a right to re-continue. Don't deny me that right. Kindly look into the Constitution.

Minister for Agriculture : Sir I am on a point of order. Where is that ? Sir, let my learned friend mentioned that also.

جس میں ایک درجن دفعہ ایک پوائنٹ کو کٹ موشن کو بار بار reply کریں اور پھر بات کریں۔

Where is that in the rules of procedure

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : I am not replying the cut motion. I am defining the Constitution.

Minister for Agriculture : But it is a cut motion.

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب میں ایگریکلچر منسٹر صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس بحث کو ہم اوپن نہیں کر سکتے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر! میں عرض کر دوں۔ میں آپ کا تابعدار ہوں۔ آپ نے انصاف پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ میرا یہ حق بنتا ہے کہ میں یہاں آپ کے سامنے ان کے کہنے کے بعد ایک دفعہ پھر آئین کی صحیح ترجمانی کروں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی : جناب سپیکر ....

مخدوم زادہ سید حسن محمود : اب کیا ہو گیا ہے پہلے جان چھڑائی تھی۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی : جناب سپیکر! میری گذارش یہ ہے کہ جب اس پوائنٹ پر آپ نے رولنگ دے دی ہے کہ اب اس بات پر بحث کا کوئی فائدہ نہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : آپ کو انہوں نے اتھارٹی تھوڑی مقرر کیا ہے میں تو ان سے درخواست کر رہا ہوں۔

وزیر قانون : وہ تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, he has again misinterpreted. Unless you give me the last opportunity for once to explain to you what the word "until" means, where it applies, and to take this available power, and who will make the law under this Constitution.

جناب سپیکر : لیکن مخدوم زادہ صاحب میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نمبر 1 آپ ابھی تھوڑی دیر کے بعد مجھ سے اس issue پر بات کرنے والے ہیں۔ نمبر 2 یہ ہے کہ اگر آپ اپنے کیس کو کسی بھی شکل میں prove بھی کر دیتے ہیں تو یہ ہم کٹ موشن پر بات کر رہے ہیں اور کٹ موشن کا decision تو ultimately اس اسمبلی نے کرنا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : وہ تو آئین سے جو میرے محترم وزیر لاء منسٹر صاحب اور ایگریکلچر منسٹر صاحب ترجمہ فرما رہے ہیں اس حساب سے تو کٹ موشن پہ ووٹ ہوگا یہ آئین کی خلاف ورزی ضرور کریں گے کیونکہ یہ brute majority ہے۔ میرا اور ریفرنس آپ کے پاس ہے۔

جناب سپیکر : اس سلسلے میں میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ کٹ موشن پہ ووٹنگ کے علاوہ اور کوئی decision ہو سکتا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : نہیں جناب اور نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں ایک عرض کر دوں کہ جہاں ہاؤس constitution کی دھجیاں اڑا رہا ہو تو کیا وہاں debate ہو سکتی ہے اگر مجھے ایک موقعہ دے دیں تو میں آپ کو ایک چیز واضح کر دوں۔

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب ایک بات آپ مجھے بتا دیں کہ اب ہمارے پاس کٹ موشنز آپکی طرف سے آئی ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : آپ کے پاس کٹ موشنز جو کہ ہماری طرف سے آپ کے پاس آئی ہیں اور وہ اجازت نہیں دیتیں کہ اس مالی فنڈز کو ناجائز طریقے سے استعمال کیا جائے۔

جناب سپیکر : آپ مجھے صرف یہ بتا دیں میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ کٹ موشنز ہمارے پاس سامنے ہیں جو آپ نے ڈیمانڈ نمبر ۱۰ پر دی ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : کٹ موشنز کو چھوڑیں آپ ڈیمانڈ کی بات کریں۔

جناب سپیکر : جی ڈیمانڈ نمبر ۱۰ کی بات کرتا ہوں۔ کل سارا دن آپ نے اس پر اظہار خیال فرمایا ہے جس میں Constitution کا بھی آپ نے ذکر کیا ہے۔ اور دیگر اعتراضات بھی آپ نے کئے ہیں۔ مجھے آپ یہ بتا دیں کہ ان کٹ موشنز پر جب منسٹر فنانس آپ کو آپ کے اعتراضات کا جواب بھی دے چکے ہیں اب آگے ماسوائے ووٹنگ کے اور کوئی طریقہ کار ہے Constitution میں Rules of Procedure میں کہ جس سے میں اس پر کوئی decision دے سکوں یا ہاؤس اس پر کوئی decision دے سکے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جی ہاں۔

جناب سپیکر : فرمائیے۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں وہ prove کر دیتا ہوں وہ جناب یہ ہے کہ .... Even on ground of Personal Explanation I can explain. کہ جو ایگریکلچر منسٹر اور لا منسٹر نے interpretation کی ہے آپ ذرا Constitution میں آرٹیکل 250 لے لیں۔ میں آپ کو واضح کر دیتا ہوں میری صرف بحث یہ ہے کہ یہ منظوری کے قابل اس ایوان میں پیش نہیں ہو سکتا۔ آپ پڑھیں جناب until کا لفظ پڑھیں۔

وزیر زراعت : These are given. اس لئے کہ پھر یہ question آپ نے پڑھا simple put کیا ہے کہ آپ یہ بتا دیں۔ آپ کسی Constitution کا ریفرنس بتا دیں۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, when the Speaker is allowing me and I am on my legs . . . .

Minister for Agriculture : Sir, It is my right. I am on point of order.

کہ جناب نے جو حکم فرمایا ہے اس کی تعمیل ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر : میں نے جو کہہ دیا ہے وہ مجھے یاد ہے اور میں نے یہ کہا ہے کہ مخدوم زادہ صاحب اس معاملے میں میری مدد کریں کہ کیا اس وقت جو کٹ موشنز ایوان کے اور میرے سامنے ہیں ان پر ووٹنگ کے علاوہ اور کوئی decision ہو سکتا ہے ؟ میں نے ان کو اجازت دی ہے کہ وہ اس پر میری مدد فرمائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب یہ way آپ کا بالکل صحیح ہے۔ اگر یہ ہو normal demand تو کٹ موشنز ہماری ہوتی ہیں اور مطالبہ زر ان کا ہوتا ہے۔ مجھے اعتراض ہے۔ ہم اپنی کٹ موشن کے حق میں بول چکے ہیں کچھ جوابات آچکے ہیں کچھ آنے ہیں۔ اب میں ان کے مطالبہ زر خلاف قانون سمجھتے ہوئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کی interpretation قطعی طور پر اس کے بالکل منافی ہے۔ یہ جناب والا آپ پڑھیں میں ذرا آپ کی خدمت میں عرض کروں۔ Within two years of the commencing day.

جناب سپیکر : یہ پہلے پڑھا جا چکا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب پہلے یہ پڑھیں کہ...

Salaries, Allowances etc. of the President etc.

کس کے متعلق ہے۔ یہ قانون پہلے بنا ہوا تھا اس Constitution میں یہ پروویژن کیا ہے؟ کہ within two years اگر لاء ان کے متعلق بنایا جائے جب تک وہ نہ بنایا جائے ان کی Constitution کی disadvantages میں vary ہی نہیں کریں گے۔ اس کو آرٹیکل 2 سے connect کریں۔

Until other provisions made by law.

Minister for Industries : Point of order.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud : How can you rise on a point of order. Again it is a point of order.

وزیر صنعت و معدنی ترقی : جناب سپیکر! گذارش یہ ہے کہ آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ آیا کٹ موشن پر اس وقت ووٹنگ کے علاوہ اور کوئی بات ہو سکتی ہے۔ اس بات کی آپ نے اجازت فرمائی ہے لیکن اس بات پر میرے فاضل رکن بات نہیں کر رہے اور وہ بات کر رہے ہیں

جو کہ پہلے ہی یہاں پر آ چکی ہے اُسے باربار repeat کر رہے ہیں۔ اور اس سے اس معزز ایوان کا بہت قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے۔ تو میری گذارش یہ ہے کہ اس بات سے ان کو روکا جائے۔ آپ کے پوائنٹ کا وہ جواب فرمائیں کہ کیا اس وقت کٹ موشن پہ ووٹنگ کے علاوہ کوئی اور طریقہ کار ہے۔

جناب سپیکر : جناب وائیں صاحب میں نے یہی ان سے دریافت کیا ہے اور وہ اس کو prove کرنے کی کوشش کر رہے ہیں

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! کسی ڈیمانڈ کے متعلق اگر کوئی رکن آپ کے علم میں یہ بات لائے کہ اس ڈیمانڈ کی آئین اجازت نہیں دیتا تو آپ اس کے پابند ہیں کہ وزیر خزانہ کو یہ فرمائیں گے کہ یہ ڈیمانڈ آئین کے خلاف ہے۔ اور کوئی ایسی چیز جس کی آئین اجازت نہ دیتا ہو نہ وزیر خزانہ کو اس ہاؤس میں منظور کرانے کا اختیار ہے نہ جناب اس کو پیش کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ چوہدری عبدالغفور صاحب نے فرمایا آئین میں وضاحت ہے کہ وہ اس زد میں آتے ہی نہیں جس میں مخدوم زادہ صاحب فرما رہے ہیں پھر اس پہ ووٹنگ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی۔ آپ اس پر پہلے ہی رولنگ دے سکتے تھے اگر آپ نہ بھی رولنگ دیں پھر بھی جب آئین میں اس کی تشریح ہے کہ وزیر اعلیٰ کا مشیر بھی اس میں شامل ہے تو پھر تو ووٹنگ میں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر : شکریہ رانا صاحب تشریف رکھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر! یہ جو within two years لاء بنتا ہے یہ اس میں بنتا تھا۔

Not to vary against the interest or to the detriment of the office holders deriving previous benefits.

وہ لاء سنٹرل گورنمنٹ بنا چکی ہے اور آپ بھی جانتے ہیں کہ ڈپٹی سپیکر، منسٹرز، privileges کا ہم بھی بنا چکے ہیں اور اگر آپ رولز آف بزنس میں دیکھیں کہ پارلیمنٹری سیکرٹری کے رولز آف بزنس کیا ہیں تو اس میں چیف منسٹر کو اختیارات دے دئیے گئے ہیں۔ اس میں یہ ثابت کر دیں کہ ایڈوائزر کا لفظ کہاں تھا۔ قانون بن چکا ہے اب یہ غیر آئینی expenditure کے برخلاف ہی protest کر رہا ہے کہ آئین اس کی اجازت قطعاً نہیں دیتا۔ اور میں اس پہ ہاؤس سے ایماندارانہ

سے اپیل کرتا ہوں کہ جس نے آئین کی وفاداری کا حلف اٹھایا ہے کہ آج آئین کی دھجیاں مت اڑائیں۔

جناب سپیکر : یہی propose کرتے ہیں نا آپ کہ آپ ہاؤس سے اپیل کرتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جی ہاؤس سے اپیل کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : شکریہ تشریف رکھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : اور میں اس پہ ہاؤس یہ ایمانداری سے اپیل کرتا ہوں جنہوں نے آئین کی وفاداری کا حلف اٹھایا ہے کہ آج آئین کی دھجیاں مت اڑائیں۔

جناب سپیکر : آپ یہی تجویز کرتے ہیں کہ آپ ہاؤس سے اپیل کرتے ہیں

میاں محمد اسحاق : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا جو بات پیش کی جا رہی ہے وہ یہ ہے ......

Minister for Agricultuer : Point of order against his own leader.

جناب سپیکر : شاید وہ کسی constitutional issue پر بات کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسحاق : میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بات دراصل یہ ہے کہ جو ڈیمانڈ نمبر 10 ہے وہ قانونی طور پر پیش ہی غلط کی گئی ہے۔ ہمارا نکتہ یہ ہے کہ اس کو پہلے صحیح طور پر پیش کیا جائے اور اس کے بعد پھر ہاؤس سے اس کی منظوری حاصل کی جائے ۔ جب تک ایک کتاب کو جسے آپ کتاب کہتے ہیں۔ وہ کتاب موجود ہی نہیں ہے۔ وہ بات ہی نہیں ہے۔ تو پھر اس کی ہاؤس سے منظوری لینے کا سوال کیسے پیدا ہونا ہے۔ جو بات یہ کہنا چاہتے ہیں۔ جو یہ فرما رہے ہیں اس کی پروویژن ہی آئین میں نہیں ہے تو پھر اس کو پیش کرنے کا سوال کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ ڈیمانڈ نمبر 10 قانونی اور آئینی لحاظ سے غلط پیش ہوئی ہے ہمارا یہ مقصد ہے اور ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اس کو صحیح طریقے سے پیش کیا جائے پھر اس کو ہاؤس کے سامنے ووٹنگ کے لئے پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر : میاں صاحب تشریف رکھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

"کہ 54 کروڑ 20 لاکھ 9 ہزار 6 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ میزان (مطالبہ زر نمبر 10) نظم و نسق عامہ کو کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"54 کروڑ 20 لاکھ 9 ہزار 6 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ میزان (مطالبہ زر نمبر 10) نظم و نسق عامہ کو کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے"۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

Mukhdoozmada Syed Hassan Mahmud : Sir, I move :—

"That the item of Rs. 44,45,820.00 on account of 6-012-Chief Minister Secretariat be reduce by Rs. 1,00,000.00."

Mr. Speaker : The question is :—

"That the item of Rs. 44,45,820.00 on account of 6-012-Chief Ministers Secretariat be reduced by Rs. 1,00,000.00."

(*The Motion was lost*)

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I move :—

"That the item of Rs. 1,19,72,220.00 on account of 6-012-Ministers be reduce by Rs. 1,00,000.00."

Mr. Speaker : The question is :—

"That the item of Rs. 1,19.72,220,00 on account of 6-012-Ministers be reduced by Rs. 1,00.000.00."

I think the Noes have it.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : I claim-3

Division because it is an unconstitutional expenditure. I claim Division. That is my privilege.

Mr. Speaker : I have not taken decision. I said I think Noes have it.

وزیر قانون : آپ نے فیصلہ دے دیا ہے۔ اس کے بعد ووٹنگ نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر : فیصلہ نہیں دیا۔ I said I think Noes have it.

اور اس کو مخدوم زادہ صاحب نے چیلنج کیا ہے اور اس پہ ڈویژن کلیم کی ہے۔ اب ڈویژن ہوگی۔ سیکرٹری اسمبلی ڈویژن کے رولز پڑھ دیں گے۔

(متعلقہ رولز پڑھے گئے)

Secretary Assembly : (Rana Salim Akhtar) The Speaker will order a Division to be held by uttering the word "Division" and shall direct that the Division bells be rung for five minutes to enable members not present in the chamber to return to their places. Immediately after the bells stop ringing, all the entrances to the members lobby will be locked and the staff posted at each gate will not allow any entry or exit through these gates until the Division has concluded. The Speaker will then read the terms of the motion before the Assembly and put the question for second time. If the Division is still demanded, he will say "Ayes to the right, Noes to the left devide."

2. According as they wish to vote, member will then proceed to the Ayes, or the Noes lobby and there pass in single file before the tellers. On reaching the desk of the tellers, each member will, in turn, call out the division number which has been allotted ro him for this purpose. The tellers will then mark off this number on the Division list simultaneously calling out the name of the member. In order to ensure that his vote has been properly recorded the member should not move off until he has clearly heard the teller thus call out his name. The division number allotted to each member will be communicated. The number will be marked on the seat-card of each member.

3. When the voting process as described above is completed in the Division's lobbies, the tellers will present their Division lists to the Secretary who will count the votes recorded there on and then present the total of the "Ayes" and the "Noes" to the Speaker who will then announce the result to the Assembly. The Division will be at an end until the result is so announced. If the number of "Ayes" and "Noes" are equal, the question will be decided by the casting vote of the Speaker.

4. In case a member's vote has been recorded both in Ayes and Noes, the Speaker shall ask him which side he intended to vote and a correction shall be made accordingly.

اس ڈویژن سے آج ایک طرح کی exercise بھی ہو جائے گی۔ معزز اراکین اسمبلی تجربہ بھی ہو جائے گا۔ آپ کو رولز بھی اسی لئے پڑھ کر سنائے گئے ہیں۔ اور یہ آپ کے نمبر بھی اسی لئے پڑھ کر سنائے گئے ہیں تاکہ آپ کو کسی طرح سے دشواری نہ ہو اور یہ آئندہ ڈویژن کے وقت ہر دفعہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہو گی

(قطع کلامیاں)

اب میں دوبارہ کٹ موشن پڑھتا ہوں۔ پھر بھی اس کے لئے اگر ڈویژن کلیم کی جاتی ہے تو پھر اگلی کارروائی کے لئے میں بات کروں گا۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I move :—

"That the item of Rs, 1,19,72,200,00 on account 6-012-Ministersbe reduced by Rs. 1,00,000,00."

Mr. Speaker : The cut motion moved is ;—

"That the item of Rs. 1,19,72,220.00 on account of 6-012-Minister,be reduced by Rs. 1,00,000.00."

Makhdoomzada Sahib you still claim division.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Excessive strength of Ministers/Advisers/Parliamentary Secretaries.

Mr. Speaker : It is "On account of Ministers be reduced by Rs. 1,00,000,00."

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I would not have objected against the "Ministers". I have moved lhe cut motion to discuss the wasteful expenditure on the excessive strength of Ministers/Advisers/Parliamentary Secretaries.

Mr. Speaker : You don't press Division.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : I do. I claim Division.

جناب سپیکر : جو اس کٹ موشن کے حق میں ہیں وہ Ayes کی طرف جائیں گے

اور جو اس کے خلاف ہیں وہ Noes کی طرف جائیں گے۔

جناب سپیکر: "ہاں" والے میری داہنی طرف اور "نہیں" والے میری بائیں طرف تشریف لے جائیں (وقفہ)

اب میں فیصلہ کا اعلان کرتا ہوں۔

"ہاں" والوں کی تعداد 9 ہے۔

"نہیں" والوں کی تعداد 115 ہے۔

لہذا فیصلہ "نہیں" والوں کے حق میں ہے۔

(تحریک نامنظور کی گئی)

"ہاں" والے

1 - جناب فضل حسین راہی
2 - مخدوم زادہ سید حسن محمود
3 - میاں محمد افضل حیات
4 - میاں محمد اسحاق
5 - جناب محمد رفیق
6 - جناب ریاض حشمت جنجوعہ
7 - سید طاہر احمد شاہ
8 - میاں عمر علی
9 - جناب عثمان ابراہیم

"نہیں" والے

43 - سردار خضر حیات خان
44 - میاں محمود احمد
45 - چوہدری منظور علی گل
46 - میاں مہدی حیات چیلا
47 - میاں محفوظ احمد
48 - لالہ مہر لال بیل
49 - جناب عبداللہ
50 - جناب محمد افضل چن
51 - چوہدری محمد اکرم
52 - محمد افضل خان
53 - جناب محمد اکرم چوہدری
54 - جناب محمد امجد فاروق خان
55 - میاں محمد امجد خان جوئیہ
56 - جناب محمد ارشد خان
57 - جناب محمد اصغر
58 - سید محمد اصغر علی شاہ
59 - ملک محمد اشرف بابا
60 - شیخ محمد اسلم

61 - چوہدری محمد اعظم
62 - جناب محمد اعظم
63 - سید محمد عظیم شاہ بخاری
64 - مولوی محمد غیاث الدین
65 - جناب محمد گلفام اشرف
66 - جناب محمد اقبال
67 - راجہ محمد خالد خان
68 - جناب محمد نصیر خان
69 - میاں محمد رشید
70 - سردار محمد صدیق خان
71 - جناب محمد صفدر شاکر
72 - جناب محمد سلیم باجوہ
73 - چوہدری محمد صدیق سالار
74 - جناب محمد یونس
75 - جناب محمد ضیغم خان
76 - جناب ممتاز احمد
77 - میاں ممتاز احمد متیانہ
78 - میاں ممتاز حسین
79 - میاں نعیم حسین
80 - مسز نجمہ حمید
81 - مسز نجمہ تابش الوری
82 - چوہدری نسیم احمد
83 - لیفٹیننٹ ریٹائرڈ نصیر احمد
84 - چوہدری نواز الحق چوہان
85 - جناب نذر محمد
86 - حاجی نذیر احمد
87 - چوہدری نذیر احمد
88 - بابو نور مسیح
89 - چوہدری پرویز الٰہی
90 - رانا پھول محمد خان
91 - چوہدری ریاض امیر الیاس عبدالحق بھٹی
92 - میاں ریاض حسین پیرزادہ
93 - جناب سعید احمد
94 - جناب سعید احمد خان
95 - جناب سعید منظر
96 - سیدہ ساجدہ نیر عابدی
97 - جناب سلیم اقبال
98 - ڈاکٹر سردار احمد
99 - جناب سرفراز نواز
100 - جناب شفقت عباس
101 - مسز شاہین عتیق الرحمان
102 - مسز ملک شاہدہ یاسمین
103 - جناب شکیل اصغر
104 - مسز شمع طالب
105 - رانا شمیم احمد خان
106 - ڈاکٹر شیلا چارلس
107 - ملک سلطان محمود
108 - جناب تاج محمد خان
109 - ملک طیب خان
110 - سید سردار زادہ ظفر عباس

111 - چوہدری ظفراللہ چیمہ　　113 - ملک ممتاز احمد خان
112 - مسز ذکیہ شاہ نواز نیازی　　114 - سردار محمد عمر خاں لغاری
115 - مسز راج حمید گل

مخدوم زادہ سید حسن محمود : یہ اصول ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ حق میں ہمیشہ لوگ کم ہوتے ہیں اور اقتدار کے ساتھ لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : اس ڈویژن میں ہمیں بھی پتہ تھا۔ ہم نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اقتدار کے ساتھ لوگ زیادہ ہیں اور آئین پاکستان کے ساتھ لوگ کم ہیں، آئین کا تحفظ کرنے والے کم ہیں اور ہمیں یہ پتہ ہے کہ ذاتی مفاد یا لالچ کی بنیاد پر لوگ اقتدار کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز!

جناب وزیر زراعت : ڈویژن تو اب ہو گیا ہے اب اس بارے میں جناب کا کیا خیال ہے۔ کہ جب اس پر ہاں اور نہیں کی ووٹنگ ہو اور اس میں واضح طور پر فیصلہ ہو جائے۔ آواز سے پتہ چل جائے کہ اتنی زیادہ اکثریت ہے تو اگر ڈویژن کلیم کر لیا جائے تو کیا پھر سپیکر کے لئے ضروری ہے کہ ڈویژن اسی شکل میں منظور کرے جس شکل میں من وعن ہوا۔ کیونکہ رولنگ تو اس بارے میں ....

جناب سپیکر : رولز واضح ہیں۔

جناب وزیر زراعت : رولز تو واضح ہیں لیکن اگر جناب سپیکر آواز سے اس قدر مطمئن ہیں کہ واضح اکثریت ایک طرف ہے تو ڈویژن سے انکار کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ ڈویژن ہو چکی ہے اس کا result آ چکا ہے۔

وزیر زراعت : میں آئندہ کے لئے کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر : آئندہ کے لئے اگر ایسی کوئی situation پیدا ہوئی تو بات کریں گے۔

DEMAND No. 4

Minister for Finance : Sir, I move :—

"That a sum not exceeding Rs. 1,02,48,500/- be granted to the Governor of the Punjab to meet expenditure other than charged on the Provincial Consolidated Fund for the financial year ending on 30th June, 1987 in respect of Stamps."

Mr. Speaker : The motion moved and the question is :—

"That a sum not exceeding Rs. 1,02,48,500/- be granted to the Governor of the Punjab to meet expenditure other than charged on the Provincial Consolidated Fund for the financial year ending on 30th June, 1987 in respect of Stamps."

(*The motion was carried*)

DEMAND No. 5

Minister for Finance : Sir, I move :—

"That a sum not exceeding Rs. 18,39,68,200/- be granted to the Governor of the Punjab to meet expenditure other than charged on the Provincial Consolidated Fund for the financial year ending on 30th June, 1987 in respect of Forests."

Mr. Speaker : The motion moved and the question is :—

"That a sum not exceeding Rs., 18,39,68.200/- be granted to the Governor of the Punjab to meet expenditure than charged on the Provincial Consolidated Fund for the financial year ending on 30th June, 1987 in respect of Forests."

(*The motion was carried*)

DEMAND No. 6

Minister for Finance : Sir, I move :—

"That a sum not exceeding Rs. 21,98,400/- be granted to the Governor of the Punjab to meet expenditure other than charged on the Provincial Consolidated Fund for the financial year ending on 30th June, 1887 in respect of Registration."

Mr. Speaker : The motion moved and the question is :—

"That a sum not exceeding Rs. 21,98,400/- be granted to the Governor of the Punjab to meet expenditure other than charged on the Provincial Consolidated Fund for the financial year ending on 30th June, 1987 in respect of Registration."

(*The motion was carried*)

DEMAND No. 7

Minister for Finance : Sir, I move :—

"That a sum not exceeding Rs. 1,63,08,600/- be granted to the Governor of the Punjab to meet expenditure other than that charged on the Provincial Consolidated Fund for the financial year ending on 30th June, 1987 in respect of Charges on account of Motor Vehicle Acts."

Mr. Speaker : The motion moved and the question is ;—

"That a sum not exceeding Rs. 1,63,08.600/- be granted to the Governor of the Punjab to meet expenditure other than that charged on the Provincial Consolidated Fund for the financial year ending on 30th June, 1987 in respect of Charges on account of Motor Vehicle Acts."

(*The motion was carried*)

مطالبہ نمبر 10

وزیر خزانہ : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

"کہ ایک رقم جو چون کروڑ بیس لاکھ نو ہزار چھ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے

دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی فنڈز سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے :۔

"کہ ایک رقم جو چون کروڑ بیس لاکھ نو ہزار چھ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے طور پر بسلسلہ نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر 18 ۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ ایک رقم جو چون کروڑ چوراسی لاکھ چھہتر ہزار نو سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے :۔

کہ ایک رقم جو چون کروڑ چوراسی لاکھ چھہتر ہزار نو سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: اس میں کٹ موشن مخدوم زادہ صاحب اس میں کٹ موشنز ہیں کٹ موشن 7 ہیں ۔ اسی طریقہ کار کے مطابق پہلے آپ اپنی کٹ موشنز کو موو کریں گے۔

اور اس کے بعد اس بات پر ہو جائے گی تو پہلے بسم اللہ کیجئے :-

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Mr. Speaker, I move :—

"That the total of Rs. 24,84,76,900.00 on account of total (Demand No. 18) Agriculture be reduced to Re. 1/."

The matter sought to be discussed : To discuss the Policy underlying the demand, lack of proper planning for modernization of Agricultural Schemes and causes of low yield production.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

"That the total of Rs. 54,84,76,900.00 on account of total (Demand No. 18) Agriculture be reduced to Re. 1/-"

Minister for Agriculture : Opposed.

Syed Tahir Ahmad Shah : Sir, I move :—

"That the total of Rs. 54,84,76,900 on account of Total (Demand No. 18) Agriculture be reduced to Rs. 10,00,000.00."

The matter sought to be discussed : To discuss the Misdeeds, Irregularities and misappropriation of funds and wrong policies of Agriculture Department and University of Agriculture, Faisalabad.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

"That the total of Rs. 55,84,76.900.00 on account of Total (Demand Na. 18) Agriculture be reduced to Rs. 1,00,000.00."

Minister for Agriculture : Opposed.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud ; Sir, I move :—

"That the item of Rs. 6,44,77,930/- on account of Total 6-513-Extension Services be reducen by Rs. 1,00,000/-."

The matter sought to be discussed : To discuss lack of co-ordination between the Research Service and the field organization in proper dissemination of the results of Agriculture Research.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

"That the item of Rs. 6,44,77,930/- on account of Total 6-513-Extension Services be reduced by Rs. 1,00,000/-."

Minister for Agriculture : Opposed.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I move :—

"That the item of Rs. 19,63,79,940/- on accunt of Total 6-513-Agricultural Engineering Soil Conservation and Boring Operation be reduced by Rs. 1,00.000/-."

The matter sought to be discussed : To discuss the failure of the Agricultural Engineering Wing in providing facilities to the Agriculturists for setting up Tubewells to private Land Owners.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

"That the item of Rs. 19.63,79,940/- on accyunt of Total 6-513-Agricultural Engineering Soil Conservation and Boring Operation be reduced by Rs. 1,00,000/-."

Minister for Agricultural : Opposed.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I move :—

"That the item of Rs. 8,65,29,270|- on account of Total 6-514-Plant Protection Service be reduced by Rs. 1,00,000/-."

The matter sought to be discussed : To discuss the failure of the Agricultural Engineering Wing in providing facilities to the Agriculturists for setting up Tubewells to private Land Owners.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

"That the item of Rs. 8,65.29,270/- on account of Total 6-514-plant Protection Services be reduced by Rs. 1,00,000/-"

Minister for Agricultural : Opposed.

Mr. Tahir Ahmad Shah : Sir, I move :—

"That the Total of .Rs. 1,59,67,75,100/- on account of Total (Demand No. 9) Irrigation and land Reclamation be reduce to Re 1/-."

The matter sought to be discussed : To discuss the inefficiency, corruption and lack of planning with Department and its failure to maintain tubewells and fighting water-logging and salinity.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

"That the total of Rs. 1,59,67,75,100/- on account of Total (Demand No- 9)–Irrigation and Land reclamation be reduced Re. 1/-."

The matter sought to be discussed : To discuss the inefficiency, corruption and lack of planning with Department and its failure to maintain tubewells and fighthing water logging and salinity.

Minister for Industries : Opposed.

Mr. Speaker : There is another cut motion moved by Mr. Tahir Ahmad Shah. It is 13-A.

Mr. Tahir Ahmad Shah : Sir, I move :—

"That the Total item of Rs. 68,56,280 on account of Total 6-513-011 Pay of Officers-Agricultural Engineering. Soil Conservation and Boring Operations be reduced to Re. 1/-."

The matter sought to be discussed is non using of bulldozers which can still give satisfactory and economical service even after completion of 11000 hours (2) Indents and qualities of spare parts thereof (3) Permission of bulldozers for non-Agriculture purpose.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

"That the Total Item of Rs. 68,56,280 on account of Total 6-513-011 Pay of Officers Agricultural Engineering. Soil Conservation and Boring Operations be reduced to Re. 1/-."

Minister for Agriculture : Opposed.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I move :—

"That the total of Rs. 23,60,14,200/- on account of Total (Demand No. 20) Veterinary be reduced to Re. 1/-."

The matter sought to be discussed is to discuss policy underlying the demand especially the failure of the Govt. to provide adequate field control of diseases.

Mr. Speaker : Makhdoomzada Sahib you moved the next cut motion from Demand No 20. Veterinary,

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Mr, Speaker Sir, If you like, I can move on behalf of the Finance Minister's demand and oppose it as well.

Minister for Agriculture : If it is about the "Head" Agriculture, then I am glad to oppose it.

وزیر خزانہ کا عارضی چارج مجھے دے دیں۔
مخدوم زادہ سید حسن محمود : فرمائیں
وزیر زراعت : یہ تمام کٹ موشنز Head Agriculture کے تحت ہیں......

I am glad to oppose it.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : But you don't oppose me. First ask for the Mutalba-i-zar.

مطالبہ زر کی مخالفت تو میں کروں گا، پہلے وہ مانگیں تو سہی۔
وزیر خزانہ : جناب والا پیش تو کر چکے ہیں مانگ چکے ہیں۔ مطالبہ کر چکے ہیں۔
مخدوم زادہ سید حسن محمود : نہیں کر چکے۔ مطالبہ 20 کی بات کر رہا ہوں۔
وزیر خزانہ : مطالبہ نمبر 20 جب آئے گا تو بات کی جائے گی۔
مخدوم زادہ سید حسن محمود : مطالبہ نمبر 20 آگیا ہے۔
وزیر خزانہ : آگیا ہے تو میں پیش کر دیتا ہوں۔
جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب مطالبہ زر نمبر 18 پیش ہو چکا ہے اور اس پر آپ کی کٹ موشنز بھی پیش ہو چکی ہیں۔ اب آپ اس پر بات کریں۔
مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا ابھی کٹ موشنز تو پیش نہیں ہوئیں۔
جناب سپیکر : ڈیمانڈ نمبر 18 پر کٹ موشنز پیش ہو چکی ہیں۔
مخدوم زادہ سید حسن محمود : ہماری تو اس پہ تین کٹ موشنز تھیں۔ ڈیمانڈ نمبر 9 بھی ہے۔
جناب سپیکر : جی نہیں۔ ہم ایک ایک کر کے اس کو take up کرتے ہیں۔

Makhdomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, we would have combined these demands.

جناب سپیکر : ڈیمانڈ نمبر 18 کو پہلے take up کریں۔

Makhdomzada Syed Hasan Mahmud : Demands Relating to Irrigation and Agriculture

اگر وہ بھی پیش کر دیں تو اس سے وقت بھی بچ جائے گا۔

How can I talk about Agriculture.

How can I talk about Irrigation.

دونوں کو combine کر لیں۔

The agreement was that both the subjects will be discussed together.

جناب سپیکر : وزیر خزانہ صاحب اس بارے میں کیا فرماتے ہیں ؟

وزیر خزانہ : دونوں ڈیمانڈوں پر بحث بے شک آج ہو جائے لیکن ڈیمانڈز پر ووٹنگ تو ایک ایک کر کے ہو گی۔

جناب سپیکر : وہ تو ایک ایک کر کے ہی ہو گی۔

وزیر خزانہ : ڈیمانڈ پر ووٹنگ تو ایک ایک کر کے ہو گی دو کی بجائے اگر تین ڈیمانڈوں پر بات کرنا چاہیں تو ان کی مرضی ہے۔ لیکن ووٹنگ ایک ایک ڈیمانڈ پر ہو گی۔

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب کی رائے ہے کہ آپ مطالبہ زر نمبر 18 پیش کر چکے ہیں، اب مطالبہ زر نمبر 9 اور 20 کو آپ پیش کر دیں۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر یہ بحث کر لیں اس پہ ووٹنگ ہو جائے پھر اس کے بعد میں ڈیمانڈ نمبر 20 کو پیش کروں گا۔ پھر اس کے بعد جیسے جیسے درج ہیں......

جناب سپیکر : چوہدری صاحب کیا اس میں کوئی رولز کی خلاف ورزی ہے ؟

وزیر زراعت : - جناب سپیکر اس طرح ہو نہیں سکتا۔

جناب سپیکر : فرمائیں کیسے ؟

وزیر زراعت : یہ اسلئے کہ Headwise اس کو لینا ہو گا کیونکہ جب تک ان کی پہلی ڈیمانڈ clear نہ ہو جائے۔ اس وقت تک اگلی ڈیمانڈ کو نہیں لیا جا سکتا۔

جناب سپیکر : اس سلسلے میں میری آپ معاونت فرمائیں ۔

وزیر زراعت : جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح جناب والا نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ کل ڈیمانڈ نمبر 10 جنرل ایڈمنسٹریشن کے تحت تمام کٹ موشنز اکٹھی پیش ہوئیں اور ہم نے اعتراض نہیں کیا کہ ٹھیک ہے اس سے وقت بھی بچ جائے گا اور تمام کٹ موشنز ایک ہی وقت میں لے لی جائیں گی اور پھر کٹ موشنز پہ باری باری ووٹ ہوگا ۔ اور اس کے بعد مطالبہ زر پہ ووٹ ہو جائے گا ۔ آج جناب والا نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کے سامنے ڈیمانڈ نمبر 18 موجود ہے ۔ مجموعی طور پر یہ ایگریکلچر سے متعلق ہے اس میں 13 ۔ اے تک کٹ موشنز جناب کے سامنے آگئی ہیں ۔ اس کے بعد ڈیمانڈ نمبر 20 جو ویٹرنری سے متعلق ہے وہ پیش ہوگی ۔ اس کے بارے میں عرض کر دوں کہ جب تک پہلی ڈیمانڈ جس کا مطالبہ زر جناب کے سامنے پیش کیا گیا ہے وہ clear نہیں ہوتا اس طرح اس ڈیمانڈ کا نمبر نہیں آئے گا ۔ اس بارے میں رول نمبر 117 بھی موجود ہے ۔

Rule 117 (1) The Speaker shall decide whether a cut motion is or is not admissible under these rules and may disallow any cut motion when, in his opinion, it is an abuse of the right of moving cut motions or is calculated to obsctuct or prejudicially affect the procedure of the House or is in contravention of these rules.

(2) When notices of several motions relating to same demand are given, the motions shall be discussed in the order in which the heads to which they relate appear in the Budget.

اس لئے باری باری آپ نے ہر ہیڈ کو لینا ہوگا اور اسی کے مطابق بحث ہوگی ۔ اس کے مطابق ووٹنگ ہوگی اور اسی کو فائنل کرنے کے بعد دوسری ڈیمانڈ پر جا سکیں گے کیونکہ ایک مطالبہ زر جب take up ہوگا تو پھر اگلے مطالبہ زر پر جا سکیں گے ۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب اس سے one by one کا کونسا مفہوم نکلتا ہے ۔

وزیر زراعت : میں عرض کروں کہ میں interpretation کر رہا تھا ۔

117 (2) When notices of several motions relating to same demand are given, ...

ایک ڈیمانڈ آپ لیں گے کہ ایک ڈیمانڈ کے متعلق کتنی کٹ موشنز آچکی ہیں جیسے ڈیمانڈ نمبر 18 ہے جس کے متعلق 14 کٹ موشنز آچکی ہیں. And same demands are given.

When notices of several motions relating to same demand are given, ...

ایک ڈیمانڈ کو پہلے انہوں نے مختص کر دیا ہے ۔ بلکہ یہ بھی اس کی interpretation ہو سکتی ہے کہ جتنی جتنی موشنز آئی ہیں ، ہر آئیٹم کے متعلق علیحدہ علیحدہ تحاریک آئی ہیں ان کو one by one discuss کیا جائے ۔ لیکن ہم نے اس کو overlook کیا ہے کہ ایک ہی ڈیمانڈ کے متعلق سب کٹ موشنز کو ایک ہی وقت میں لے لیا جائے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔ لیکن اس کا یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ ہر موشن کو اسی آرڈر کے تحت لیا جائے جس آرڈر میں وہ appear ہو رہی ہے ۔"

When notices of several motions relating to same demand . .

اب اس میں ڈیمانڈ نمبر 18 ہے ۔ اور ڈیمانڈ نمبر 18 کے تحت کئی نوٹس آچکے ہیں لیکن رقوم علیحدہ علیحدہ ہیں ۔"

. . . . . the motion shall be discussed in the order in which the head to which they relate appear in the Budget.

اسی آرڈر میں discuss ہوں گی ۔ اب اگلی ڈیمانڈ 18 ہے اب ڈیمانڈ نمبر 18 پر جتنی موشنز آگئی ہیں ان کو آپ one by one لیں گے ۔ اس کے بعد پھر next head آئے گا ۔ ڈیمانڈ نمبر 18 اور ہیڈ آگیا ایگریکلچر ۔ اب ایگریکلچر ہیڈ کے تحت سب demands کو ایک وقت میں لیا جا سکتا ہے ۔ اس رول کا مقصد ساری ڈیمانڈ ایک ہی وقت میں put کر کے ساری کٹ موشنز نہیں لی جا سکتیں ۔ ورنہ ambiguity ہو گی اور اس کے جواب میں بھی ambiguity ہو گی ۔ اس لئے ہم تو جناب والا سے insist کر سکتے ہیں کہ ایک ایک کٹ موشن کو علیحدہ علیحدہ اور in the same head لیا جائے یعنی جس آرڈر میں وہ appear ہوتی ہیں ۔ لیکن کل قائد حزب اختلاف کے کہنے پر ان کی سہولت کے لئے ایک ہی وقت میں لے لیا تھا ۔

We objected to it.

لیکن اس پر ہمیں objection ہے کہ اسے Headwise لیا جائے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر آپ کے سامنے agreement ہوا تھا اب بھی ہم نے کٹ موشنز dispose of turn by turn کی ہیں اور وہ arguments اس پر لاگو نہیں ہوتا۔ agreement یہ ہوا تھا کہ جناب سپیکر کہ ہم نے دن مانگے تھے کہ کٹ موشنز کے لئے زیادہ دن دئے جائیں۔ پھر agreement ہوا تھا کہ پہلا دن ہم جنرل ایڈمنسٹریشن کو دیں گے کیونکہ یہ ایک وسیع subject ہے۔ دوسرے دن ہم۔ زراعت اور آبپاشی کے لئے رکھیں گے۔ اب اگر میرے وزیر زراعت کو زراعت کا بہت تجربہ ہے پانی کے بغیر کپاس اور گیہوں کو اگادیں تو پھر میں یہ ڈیمانڈ نہیں کروں گا۔ اور اگر پانی اور فصل کا اگانا لازم و ملزوم چیزیں ہیں تو پھر جناب یہ کیسے کہیں گے کہ میں irrelevant ہوں۔ جب میں واٹر کورس اور ٹیوب ویل کی بات کروں گا تو اس لئے چونکہ یہ interdependent ہے ہم نے choose کیا تھا کہ ان دونوں subjects کو ایک دن discuss کریں گے کل ہم Rural Development Education پر discuss کریں گے تو میری عرض ہے کہ ..... How can I separate the two issues. اگر بغیر پانی کے وزیر زراعت کوئی پیداوار کریں تو میں معذرت کر لوں گا۔

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب ایگریکلچر منسٹر صاحب نے رولز quote کئے ہیں کہ (2) 117 کو آپ دیکھیں .....

وزیر خزانہ : بیشک، یہ ہمیں پتہ ہے کہ بغیر پانی کے گندم اور کپاس نہیں اگائی جا سکتی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم رولز کو ترک کر دیں۔ ہاں اگر مخدوم زادہ صاحب یہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم مطالبہ زر نمبر 20 پڑھنے کی بجائے مطالبہ زر نمبر 9 کو پہلے پیش کر دیں گے۔ ان کو یہ سہولت پہنچانے کے لئے لیکن ووٹنگ دونوں پر علیحدہ علیحدہ ہو گی اور وہ اکھٹے پیش نہیں ہو سکتے۔ پہلے جو مطالبہ زر نمبر 18 پیش کیا ہے۔ اس پر ووٹ ہو جائے زراعت کے بعد اگر وہ کہیں تو ہم فوری طور پر نمبر 9 کو لے لیں گے۔

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب اس میں نہ مطالبہ زر پر ووٹنگ کے اکھٹے ہونے کا کوئی سوال ہے نہ کٹ موشن پر ووٹنگ کے اکھٹے ہونے کا کوئی سوال ہے ووٹنگ

جو ہے وہ کٹ موشن پر بھی separately ہوگی اور ڈیمانڈز پر بھی separately ہوگی ۔ اس وقت سوال صرف موو کرنے کا ہے کہ ڈیمانڈز کو اکٹھے موو کر دیا جائے اور پھر جیسے کٹ موشنز کو اکٹھے موو کر دیا جائے اور اس پہ ان کی طرف سے بات ہو جائے آپ اس کا جواب دے دیں اور پھر turn by turn ایک ایک کٹ موشن پر decision ہو جائے اور پھر demand پر decision ہو جائے۔

وزیر زراعت : نہیں سر۔ یہ ٹیکنیکل خلا ہوگا اس میں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب تک ایک ڈیمانڈ vote upon نہ ہو وہ clear نہیں ہوئی ۔ اس طرح اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ٹوٹل بجٹ پر ایک ہی وقت میں بحث کرنا چاہتے ہیں تو پھر تمام ڈیمانڈز کو علیحدہ علیحدہ کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟

جناب سپیکر : تو اب جو طریقہ کار ہے پہلے ہم نے کٹ موشنز کو ایک ہی مرتبہ اجازت دی کہ آپ move کریں ۔

وزیر زراعت : تو اب بھی کر لیں۔

جناب سپیکر : اپوزیشن لیڈر نے کٹ موشنز کو turn by turn پیش کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اکٹھے ان پہ بات کر لی ۔ جب ان کی بات ختم ہو گئی تو اس کے بعد ہم نے ایک ایک کر کے ان پر ووٹنگ کروا لی ۔ اب یہی طریقہ کار وہ propose کرتے ہیں کہ موشنز کو پیش کرنے کے لئے اختیار کیا جائے ۔ کہ موشنز فنانس منسٹر صاحب نے جیسے مطالبہ زر نمبر 18 پیش کیا ہے ۔ ویسے مطالبہ زر نمبر 20 اور 19 پیش کر دیں ۔ مطالبہ زر move ہو گئے ان پہ کٹ موشنز موو ہو گئیں جیسے کہ پہلے کٹ موشنز move ہو رہی ہیں اختلاف صرف مطالبہ زر move کرنے پر ہے ۔ اس پر کٹ موشنز موو ہو گئیں ان تمام مطالبہ زر پر جو بھی کٹ موشنز ان کی طرف سے آئیں ان پر ایک ہی مرتبہ بات کر لیں گے ۔ اس کے بعد آپ ایک ہی مرتبہ سب کٹ موشنز کے جواب میں اپنا جواب دیں گے پھر کٹ موشنز پہ separately ووٹنگ ہو جائے گی ۔ اور ڈیمانڈز پہ separately ووٹنگ ہو جائے گی اس میں آسانی پیدا ہوتی ہے ۔

وزیر زراعت : آسانی تو ہوتی ہے لیکن میں عرض کروں کہ رولز بڑے واضح ہیں کہ ہر کٹ موشن علیحدہ علیحدہ اسی آرڈر میں discuss ہوں گی ۔

جناب سپیکر: نہیں آرڈر میں فرق نہیں پڑ رہا۔
وزیر زراعت: نہیں سر پیش کرنے میں فرق پڑتا ہے۔
جناب سپیکر: آرڈر میں کوئی فرق نہیں آپ یہ جو رولز (2) 117 کو quote کر رہے ہیں اس کے تحت آرڈر میں کوئی فرق نہیں لایا جا رہا۔
وزیر زراعت: نہیں سر اس discussion میں ایک ہی وقت میں تمام تحاریک discuss نہیں ہو سکتیں۔ اس میں واضح بات ہے ایک ڈیمانڈ کو ایک وقت میں لیا جا سکتا ہے۔ ان کی جتنی بھی ڈیمانڈز کو بھی discuss کر لیا جائے گا۔ رولز (2) 117 اردو میں ہے اس کو بھی میں پڑھ دیتا ہوں۔
"کہ اگر ایک ہی مطالبہ زر کے بارے میں متعدد تحریکات کے نوٹس دیئے گئے ہوں تو ان تحریکات کو اس ترتیب سے زیر بحث لایا جائے گا جس ترتیب میں کہ اس سے متعلقہ مدات میزانیے میں وارد ہوئی ہیں۔ مدات میزانیے میں وارد ہوئی ہے کہ اب ڈیمانڈ نمبر 10 کے بعد یہ نمبر 18 آگئی ہے۔ ڈیمانڈ نمبر 18 جو ہے ۔۔۔۔

Unless all the cut motions are disposed of one by one.

اس کے بعد next step کی رولز نے کوئی اجازت ہی نہیں دی۔ رولز نے یہ تو کسی جگہ کہا ہی نہیں کہ تمام بجٹ کو ایک ہی وقت میں نہیں بلکہ ہر مد کو ایک ایک کر کے بحث کے لئے کہا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ تمام بجٹ کو ایک ہی دفعہ لے لیا جائے وہ تو open discussion ہو گئی اگر اس کا مطلب یہ تھا کہ بجٹ پر جو open discussion ہوئی تھی وہی کافی تھی۔ اس میں چونکہ کسی مد کو نہیں چھوڑا گیا۔ جس پر کہ بحث نہ ہوئی ہو تمام مدات پہ general discussion بجٹ پر ہو گئی ہے۔ اگر اس کا مطلب یہی تھا تو بجٹ بھی ہم نے ایک ہی ٹوٹل وقت میں پیش کر دیا۔ ٹوٹل بجٹ اس وقت اسمبلی کے possession میں ہے اور اگر یہ مقصد ہوتا کہ ایک دفعہ بجٹ پیش ہو گیا اور اس پر تمام مدات پر عام بحث ہو گئی تو پھر یہ ممکن ہوتا کہ دوبارہ علیحدہ علیحدہ ڈیمانڈز پیش کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی اب چونکہ ایک ڈیمانڈ پیش ہو گئی ہے یہ ڈیمانڈ جب تک discuss ہو کر تمام کٹ موشنز dispose of نہیں ہو جاتی اگلی ڈیمانڈ اس وقت تک نہیں لی جا سکتی۔ اور اگر اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ سب کو ایک ہی وقت میں لیا جائے تو پھر تو سارا بجٹ پیش ہو چکا ہے۔ پھر ٹوٹل بجٹ جو وزیر خزانہ نے پیش کر دیا

ہے اور اس پر عام بحث بھی ہو گئی ہے۔ پھر تو اس کے لئے اس ساری بات کی ضرورت ہی نہیں تھی اس رولز کا مقصد ہی یہی ہے کہ ہر مد پر ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ زیر بحث لایا جائے گا اس کے لئے بحث کو شروع کریں اور یہ بحث جب مکمل ہو جائے گی تب اگلی مد آئے گی۔

جناب سپیکر: جناب چوہدری غلام رسول صاحب ہماری رہنمائی کے لئے کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں۔

چوہدری غلام رسول: میری گذارش ہے کہ چوہدری صاحب کا کٹ موشنز کے بارے میں headwise موقف بالکل درست ہے۔ مثلاً ایک مطالبہ زر نمبر 18 جو under discussion ہے اس پر پہلے ساری بحث مکمل ہو گی کیونکہ یہ بڑے واضح الفاظ ہیں جس طرح کہ چوہدری صاحب نے فرمایا ہے کہ رولز (2) 117 میں ہے کہ:-

117 (2) ****shall be discussed in the order in which the heads to which they relate appear in the Budget,

جناب یہ headwise ہوں گی۔ head کے مطابق ہی ہوں گی۔ ایک head کے بارے میں اب یہ تمام کٹ موشنز at a time ہوں گی۔ اس کے بعد اگلا جو مطالبہ زر ہے یا جو heads آئے گا اس کے مطابق ہوں گی۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر سارے heads کو ایک ہی مرتبہ تو discuss نہیں کر سکتے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی قابلیت سے نہیں نوازا کہ میں زراعت پر بحث کرتے ہوئے ٹیوب ویلوں کا ذکر نہ کروں۔ واٹر کورسوں کا ذکر نہ کروں۔ پانی کا ذکر نہ کروں۔ سیم و تھور کا ذکر نہ کروں۔

جناب سپیکر: سردست آپ رولز کا ذکر کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب رولز clear ہیں ہمیں یہ wrongly apply کر رہے ہیں:-

By agreement they had agreed that we will discuss two subjects today and two subjects tomorrow.

جناب سپیکر : اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : تو اس پر کیا اعتراض ہے۔ مجھے یہ رول بتائیں جو مجھے prohibit کرتا ہے from requesting the Finance Minister کہ آپ Irrigation کی ڈیمانڈ بھی موو کر دیں اس میں ان کا بھی وقت بچے گا ہماری over lapping بھی نہیں ہو گی۔

And if they don't agree I will protest and I will not deliver my speech.

وزیر زراعت : جناب والا انہوں نے کیا فرمایا ہے ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں نے کہا ہے کہ مجھ میں اتنی قابلیت نہیں کہ میں بغیر پانی کے فصلیں اگا سکوں ۔ میں اپنی تقریر سے معذرت چاہوں گا۔

وزیر زراعت : اس میں قابلیت کی بات نہیں ہو رہی ہے جناب رولز کی بات ہو رہی ہے ۔ جناب یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ 116 (a) اس میں بڑا واضح ہے کہ subject under discussion کو اس حد تک confine کرنا پڑے گا ۔ وہ تو تمام بجٹ پر عام بحث کر چکے ہیں اس میں ساری دنیا جہان کی برائی نکل سکتی تھی وہ تو یہ کر چکے ہیں اب یہ بات کہنا کہ آپ ان کو پھر ایک دفعہ عام بحث کو شروع کرنے کی اجازت دے دیں کہ یہ ایک ہی سانس میں سارے subjects کو لیکر discuss کریں تو جناب اس کے لئے آپ 116 (a) کو ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں تک ہے کہ کٹ موشنز کو بھی تخصیص کر دیا۔ کٹ موشنز کو بھی انہوں نے رول میں confine کر دیا ہے کہ policy cut motion پر تمام ایگریکلچر محکمے کو زیر بحث لایا جائے گا۔ اس میں Irrigation کو نہیں لا سکتے۔ اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ Irrigation کو اس میں لے آئیں۔ ایگریکلچر پر بحث ہو گی تو اس میں co-operative کو نہیں لا سکتے۔ اس میں کسی اور محکمے کو نہیں لا سکتے۔ ویسے تو تمام subjects ہی ایک ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ مثلاً 116 (a) کے تحت جو ایک تک reduce کرنے کے متعلق ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ ...

116 (a) The discussion shall be confind to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy.

ہر کٹ موشن میں انہوں نے پوائنٹ mention کیا ہے۔اس سے وہ beyond that travel نہیں کر سکتے اور اسی طریقے سے

Rule 116 (a) ****The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice.

(b) "That the amount of the demand be reduced by a specified amount" The motion shall be known as "Economy Cut". The notice shall indicate briefly and precisely that particular matter on which discussion is sought to be raised and speeches shall be confined to the discussion as to how economy can be effected."

In that particular, subject.

یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس پہ محدود نہ کیا جائے بلکہ تین چار پانچ محکموں پہ بولنے کے لئے ہمیں ایک ہی وقت میں اجازت دے دی جائے۔ over all بحث تو ہو چکی ہے۔وہ جس محکمے پر بولنا چاہتے ہیں اس سے beyond travel نہیں کر سکتے اسی طرح نمبر (c) ہے۔اس میں بھی یہ دیا گیا ہے :۔

(c) "That the amount of the demand be redaced by Rs. 100.00" in order to ventilate a specific grievance which is within the sphere of the responsility of the Government. Such a motion shall be known as "Token Cut" and the discussion thereon shall be confined to the particular grievance specified in the motion.

ہم نے تو اس کو بھی violate کیا ہے ایک ہی ممبر اپنی تحریک کے علاوہ تمام تحاریک پہ بول رہا ہے۔جناب والا! میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم نے یہ موقع بھی دیا کہ ایک کٹوتی کی تحریک پیش کر کے ایک ممبر نے تمام کٹوتی کی تحریکوں پہ بولنا شروع کر دیا۔حالانکہ رولز 116 واضح کرتے ہیں کہ اسی موضوع کو touch کریں جس کو انہوں نے کٹ موشن میں بیان کیا ہے اب یہ آپ سے اجازت طلب کر رہے ہیں کہ اس ایک کٹوتی کی تحریک کے موضوع کو کیا ایک ڈیپارٹمنٹ کو چھوڑ کر تمام محکموں کو ایک ہی وقت میں discuss کر لیں۔یہ بات رولز

نمبر 116 اور 117 کے منافی ہے۔ ایک ممبر کسی کٹوتی کی تحریک کے موضوع سے ہٹ کر نہیں بول سکتا۔ یہ آپ نے انہیں رعایت دے دی تھی کہ چلیے پورے محکمے کو زیر بحث لے آئیں۔ پورے Head کو زیر بحث لے آئیں۔ حالانکہ ہر ڈیمانڈ سے ہٹ کر نہیں بول سکتے اس لئے میں یہ عرض کروں کہ رولز 116 اور 117 کا مطلب یہ ہے کہ Concerned to that particular subject. یہ نہیں کہ اریگیشن، کواپریٹو، جنگلات کو لے کر ایک ہی ڈیمانڈ پر بولنا شروع کر دیں۔ اس لئے رولز نمبر 116 اور 117 کا منشا ہی یہ ہے کہ :-

They must confine themselves to that particular motion.

اس لئے رولز بڑے واضح ہیں اور اس کی پابندی کی جانی چاہیے۔ اس پر بحث ہو چکی ہے۔ لہذا دوبارہ بحث کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

جناب سپیکر! ملک اللہ یار خاں صاحب تشریف لائے ہیں۔ ملک صاحب رولز کی کتاب آپ کے پاس ہے۔ اس میں 117 دیکھیں۔ ہم نے ایک ڈیمانڈ پر جتنی کٹوتی کی تحریکیں تھیں، ہم نے اجازت دی تھی کہ وہ ان کو ایک ایک کر کے ایک ہی دفعہ پیش کر دیں۔ یعنی محرک اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کرے اور پھر وہ اس پر اپنی بات کرے۔ اس کی بجائے کٹوتی کی تحریک ایک ہی دفعہ ایک ڈیمانڈ پر سب کی طرف سے پیش کریں اور اس کے بعد اکٹھے بات کریں۔ اب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نے مطالبہ کیا ہے کہ ڈیمانڈ نمبر 18 ایگریکلچر ڈیمانڈ 20 وٹرنیری اور ڈیمانڈ نمبر 9 اریگیشن کو ایک ساتھ ہی پیش کریں اور اس کے بعد اکٹھے ہی اس پر بات کر سکیں اور اس کے بعد کٹوتی کی تحریکوں اور ڈیمانڈز پر ووٹنگ ہو جائے۔ اس سلسلہ میں آپ کچھ وضاحت کریں گے؟

ملک اللہ یار خان : جناب والا! جیسا کہ چوہدری عبدالغفور صاحب نے فرمایا ہے کہ رولز کے تحت اسی کٹ موشن کے بارے میں کسی بھی مقرر کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے میں اپنے آپ کو محدود کرنا پڑتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ طے ہو گیا تھا ٹریژری بنچز اور اپوزیشن کے درمیان ....

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! ملک صاحب بڑی مدلل باتیں کرتے ہیں۔ وہ ازراہ کرم با آواز بلند بیان فرمائیں تاکہ ہم مستفید ہو سکیں اور اپنی رائے دے سکیں۔

Mr. Speaker : Now, instead of moving a cut motion, Mr. Tahir Ahmad Shah is moving a demand.

ملک اللہ یار خان : جناب والا! یہ طے کیا گیا تھا کہ کسی ڈیمانڈ کے تحت تمام کٹوتی کی تحاریک اکٹھی ہی پیش کی جائیں گی۔ اس تصفیے کے مطابق وہ مقررین جو حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں اس موضوع پر تمام ڈیمانڈز دینے کے بعد بحث کر سکتے ہیں۔ لیکن مخدوم زادہ صاحب نے اس ضمن میں ابھی اپنے خیال کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا ہے کہ مختلف محکمہ جات کے متعلق پیش کی گئیں کٹوتی کی تحاریک کو یکجا کر کے بحث کی اجازت دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں قواعد کے تحت یہ مناسب نہیں۔

جناب سپیکر : اور کیا کنونشن کے مطابق بھی درست نہیں ؟

ملک اللہ یار خاں : جی نہیں۔

جناب سپیکر : شکریہ ملک صاحب۔

میاں محمد افضل حیات : پرانی روایات کو سامنے رکھ کر آپ دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ اسی طرح سبجیکٹ وائز کٹوتی کی تحاریک پر بحث ہوتی رہی ہے۔ اور یہ صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ کئی کٹوتی کی تحاریک کو چھوڑ دیا جائے اور کئی ڈیمانڈز پر بحث نہ کی جائے۔ وقت بچانے کے لئے یہ سارا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے تاکہ اہم موضوعات جن کے متعلق عوام کو زیادہ دلچسپی ہے صرف بحث کی جائے۔ اور آپ کو guillotine بھی استعمال نہ کرنی پڑے جو کہ کسی لحاظ سے بھی پسند نہیں کی جاتی۔ اس لئے صرف یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے اور ایسا پہلے ہوتا رہا ہے۔

جناب سپیکر : میاں صاحب ایسے کرتے ہیں کہ اس بات کو ختم کرتے ہیں.... چوہدری صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! کٹوتی کی تحاریک اپوزیشن کے ارکان کا استحقاق ہے کہ وہ اپنی تقاریر اور تحاریک کے ذریعے حکومت کو ان کے محکموں کی طرف سے کی گئی خامیوں اور بدعنوانیوں کی نشاندہی کریں۔ اگر آپ کے پاس اختیار ہے کہ آپ کسی بھی رولز کو یا قواعد کو معطل کر کے اجازت دے سکتے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف خامیوں کی نشاندہی کرنا ہے۔ اور حکومت کی بہتری اور عوام کے مفاد کے لئے تجاویز پیش کرنا ہے۔ اگر آپ نے ایک

ہی مطالبہ زر کی مختلف کٹوتی کی تحاریک کو پیش کرنے کی اجازت دے دی ہے کہ ایک ہی مرتبہ پیش کر دی جائیں اور ارکان اپنی اپنی تقاریر ان پر کر لیں ۔ اسی طریقے سے اگر دیگر مطالبات زر پر بھی کٹوتی کی تحاریک پیش ہو جائیں وقت تو اتنا ہی لگے گا ۔ وقت تو زیادہ طویل نہیں ہوگا۔ چونکہ زراعت ، آبپاشی اور امور حیوانات کے محکمے ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور ان تمام کا تعلق ہماری واضح اکثریت کی دیہی آبادی کے مفاد کے ساتھ ہے ۔ جو باتیں ہم چاہتے ہیں وہ عوام کے مفاد میں ہیں ۔ ممکن ہے حکومت کا ان پر عمل کرنے میں بھی ان کا بھی مفاد ہو ۔ تو میں سمجھتا ہوں اگر آپ ازراہ کرم اپنے خصوصی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے قواعد کو معطل کرتے ہوئے اس بات کی اجازت دے دیں تو یہ ایوان کے لئے بہتر ہوگا ۔

جناب سپیکر : شکریہ ! ہم ابھی یہ طے کرتے ہیں کہ اس سلسلہ میں طریقہ کار کے بارے میں مزید examine کر لیتے ہیں ۔ جن روایات کا حوالہ میاں محمد افضل حیات صاحب نے دیا ہے ان کو بھی چیک کیا جا سکتا ہے ۔ سردست ہم اس کا یہ طریقہ کار اختیار کرتے ہیں کہ ایگریکلچر پہ بات ہوگئی تو بغیر رولز معطل کئے میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ ایریگیشن ایگریکلچر میں آتی ہے ، حیوانات کی دیکھ بھال بھی ایگریکلچر میں آتی ہے ۔ آپ اس پہ بات کر سکتے ہیں لیکن سر دست میں ڈیمانڈز کو separately move کرنے کی اجازت دوں گا ۔ ڈیمانڈز separately move ہوں گی ۔ ڈیمانڈز 18 پیش ہو چکی ہیں ۔ ان کو پہلے لیں گے ۔ ڈیمانڈ نمبر 10 ایگریکلچر پر ہے ۔ اس کٹ موشن پر وہ اپنی بات کریں گے ۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں ۔

وزیر زراعت : جی ہاں اس پہ بات کر لیں ۔ اور ایگریکلچر جن چیزوں کو cover کرتی ہے ان سب پر وہ بات کر سکتے ہیں ۔ جناب والا یہاں پر قاعدہ 116 کی viotation ہوگی یا تو 116 کو suspend کریں ، 116 میں جو subject ہے اس سے beyond travel نہیں کر سکتے ۔ cut motion کا subject یہ ہے کہ ایگریکلچر کی فلاں چیز کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں اس سے travel کس طرح کریں گے ۔ جو ان کی کٹ موشن ہے اسے پڑھنے کے بعد جو سبجیکٹ دیا ہے ۔ اس سبجیکٹ سے beyond travel تو نہیں کر سکتے ۔

جناب سپیکر : beyond travel تو نہیں کر سکتے لیکن یہ بات اپنی جگہ مسلمہ

ہے کہ آپ ایگریکلچر کو discuss کریں گے اس میں آپ آبپاشی کی بات کیسے نہیں کر سکتے۔

جناب وزیر زراعت : مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن یہ precedent غلط ہو جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ جنرل بحث پر وہ ایک گھنٹہ تقریر کر چکے ہیں، آپ کی رولنگ صحیح ہے کہ ایگریکلچر ہو چکا ہے ڈیمانڈ 18 کو dispose of کر لیا جائے اس پر یہ بحث مکمل کر لیں۔ اور یہ بھی آپ concession کی بنا پر ایک کٹ موشن پر تمام کٹ موشنیں اور ٹوٹل ڈیمانڈ کو لے آئیں۔

جناب سپیکر : یہ آسانی پیدا کرنے کے لئے ہے۔

جناب وزیر زراعت : ہاں یہ آسانی پیدا کرنے کے لئے ہے ورنہ رول یہ بھی اجازت نہیں دیتے رول یہ اجازت دیتے ہیں کہ کٹ موشن پر ہی محدود ہونا پڑے گا۔

جناب سپیکر : رولز اور conventions کو مزید examine کیا جا سکتا ہے۔ جی بسم اللہ کیجئے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ہماری اس تجویز کی مخالفت کر کے........

جناب سپیکر : controversy کو چھوڑیں، آپ اپنی بات شروع کریں۔

جناب محمد رفیق : جناب والا! میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب بات ہو چکی اب آپ کیا عرض کریں گے ؟

جناب محمد رفیق : جناب والا بات کرنے کی ہے اس لئے میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر : اس پر بات طے ہو چکی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ہماری تجویز کو رد اور اس کی مخالفت کر کے زراعت پیشہ لوگوں کے حقوق کا استحصال کیا ہے۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب اس پر بات ہو چکی ہے۔ اب آپ اپنی باری پہ بات کیجئے گا۔ مخدوم زادہ صاحب آپ اپنی اس کٹ موشن پر کوئی بات شروع کریں گے یا کوئی اور صاحب بات کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا میں آپ کی رولنگ سن نہیں سکا کہ آپ نے کیا اجازت دی ہے۔ میں آپ کو اپنے سبجیکٹس پڑھ کر سنا سکتا ہوں۔ جن پر

میں نے بات کرنی ہے اور لاء منسٹر صاحب کا یہ فرمانا تھا کہ جو کٹ موشن میں move کر چکا ہوں اور under lying principle discuss کرنا چاہوں تو میں اس scope سے باہر نہیں جا سکتا۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب میں آپ کو یہ عرض کرتا ہوں بجائے اس کے کہ آپ اپنے سبجیکٹس پڑھ کر سنائیں۔ subject under discussion No. 18 demand میں اگریکلچر ہے۔ ڈیمانڈز move کرنے کے بارے میں میں نے یہ کہا ہے کہ اس سلسلے میں پریکٹس ہے۔ جو conventions ہیں ان کو ہم مزید examine کریں گے۔ اور روایات کی violation نہ کرتے ہوئے اس طریقہ کار کو زیادہ سے زیادہ سہل بنانے کی کوشش کریں گے۔ سردست یہ ڈیمانڈز علیحدہ طور پر ہوں گی، اگریکلچر move ہو چکی ہے اس پر آپ کی کٹ موشنز آ چکی ہیں اس پر discussion ہوگی اس کے بعد نمبر 20 اور اس کے بعد نمبر 9 ہوگی۔ اس پر آپ اپنی بات شروع کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: بیشتر اس کے کہ میں عرض کروں یہ واقعہ میرے ساتھ پہلے بھی ہوا تھا۔ میں آپ کو اپنے ہیڈز بتا دیتا ہوں۔ جن پر آپ کہیں گے میں بات نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: تو اس پر آپ کو بات کرنے سے کون روکتا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا بیشتر اس کے کہ کوئی روکے میں ہیڈز پڑھ دیتا ہوں۔ میں جناب بات کروں گا فلیٹ ریٹ آبیانہ، واٹر لاگنگ ایریاز،

Electrification for the sake of tubewell in the rural areas.

waterlogging and salinity prices of pesticides

price of agriculture produce ٹریکٹرز، آبیانہ، سیڈ کارپوریشن، زرعی قرضہ farmers

ویلج پلان، ٹیوب ویلز riverain area spur land owners، trainings

سمال ڈیمز وغیرہ اگر آپ اس میں سے کوئی irrelevant کہتے ہیں تو میں اس پر بات نہیں کروں گا۔ اور ان کا ایگریمنٹ تھا کہ یہ دو سبجیکٹس combine ہوں گے۔ کیونکہ صرف وزیر زراعت ہی ایکسپرٹ ہیں جو پانی کے بغیر فصلیں اگا سکتے ہیں۔

وزیر زراعت: مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ بات کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: آپ فنانس منسٹر سے پوچھیں۔

وزیر زراعت : یہ میرا سبجیکٹ ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میرا خیال ہے کہ کوئی objection نہیں ہوگا میں یہ comprehensive بات کروں گا۔

وزیر زراعت : جناب والا جہاں تک ان ڈیمانڈز کا تعلق ہے اس حد سے ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر : آپ نے جو سبجیکٹس بتائے ہیں یہ تقریباً ایگریکلچر سے relevant ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : No interruption by the Agriculture Minister.

وزیر زراعت : I never it Sir, جناب والا میں نے تو کبھی interrupt نہیں کیا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : مجھے تجربہ ہے۔

وزیر زراعت : لیکن یہ بات کہ آپ فری لائسنس لیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فری لائسنس نہیں مل سکتا لیکن میں کبھی interrupt نہیں کرتا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : قبلہ ایک چیز یاد رکھیں، کٹ موشن میں پابندی نہیں ہوتی اور آپ نے میرا آدھا گھنٹہ بلکہ ایک گھنٹہ لے لیا ہے۔ میں سپیکر صاحب سے For the extension of the House. کی ڈیمانڈ کروں گا کیونکہ پتہ نہیں کہ میں کتنی دیر تک بولوں گا۔

وزیر زراعت : میں عرض کروں گا کہ اتنی واضح ڈویژن پر یہ اتنا وقت خود ضائع کر چکے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : وہ آپ کا اپنا حق ہے۔

وزیر زراعت : اگر آپ حق کی بات کرتے ہیں تو یہ بھی حق کی بات ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : کیا پانی کے بغیر فصل اگانا حق کی بات ہے؟

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب اب یہ بات ختم ہونی چاہیے۔ اپنی بات کریں۔

ملک اللہ یار خان : جناب والا پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا جیسا کہ مخدوم

زادہ صاحب نے فرمایا ہے کہ Treasury Benches اور ان کے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ دو ڈیپارٹمنٹس کے متعلق اکٹھی ڈیمانڈز اور کٹ موشن move ہوں گی اور ان پر بحث ہوگی۔ لیکن مخدوم صاحب کے اظہار خیال کرتے وقت جو کچھ میں سمجھ سکا ہوں کہ صرف ایک ڈیپارٹمنٹ کے تحت ڈیمانڈز اور کٹ موشنز ہوں گی۔ صرف انہیں یکجا کرکے بحث ہوگی۔ میری گذارش ہے کہ براہ کرم آپ اس ضمن میں اپنا فیصلہ دیں کہ آیا وہ اس ایک ڈیپارٹمنٹ کے تحت ڈیمانڈز اور کٹ موشنز پر بحث کرنے کی اجازت ہے یا دوسرے ڈیپارٹمنٹس کو بھی ان کو یکجا کرکے ان پر بحث کرنے کی اجازت ہے۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ جہاں تک قواعد کا تعلق ہے جہاں تک convention کا تعلق ہے ہمیشہ صرف ایک ڈیمانڈ اور ایک کٹ موشن پر ہی ایک مقرر کو بحث کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ لیکن بعض اوقات اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش نظر ہو یا وقت کی قلت ہو تو اس کے پیش نظر Treasury Benches اور حزب اختلاف کے درمیان ایک تصفیہ طے پایا جا سکتا ہے کہ ایک ہی ڈیپارٹمنٹ کے تحت جیسا کہ تصفیہ ہوا ہے کہ ایک ہی ڈیپارٹمنٹ کے تحت ڈیمانڈز اور کٹ موشنز کو یکجا کرکے بحث کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا اس صورت میں جناب والا مناسب ہوگا۔ لیکن دوسرے محکمہ جات جیسا کہ ابھی مخدوم زادہ صاحب نے فرمایا کہ مختلف ہیڈز کو انہوں نے گننا شروع کیا ہے میرا خیال ہے کہ اس میں ایک سے زیادہ محکمہ جات آجاتے ہیں جو کہ نہ ہی قواعد کی رو سے اور نہ ہی اس ایوان کی روایات کی رو سے مناسب ہوگا۔

جناب محمد رفیق : جناب والا میرا کچھ عرض کرنا بھی بڑا ضروری بن جاتا ہے۔ تمام بحث کے دوران میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں ، جناب والا وزیر زراعت کے فرمان کے مطابق اور جو بحث ہو چکی ہے اس کے مطابق حکومت بھی یہی چاہتی ہے کہ مختلف محکمہ جات پر دی گئیں کٹ موشنز پر بحث ہو سکے ، جناب وزیر زراعت نے یہ بھی فرمایا تھا کہ عام بحث میں بجٹ پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے ، آپ ہی فرمائیں کہ پانچ دس منٹ میں کیا سیر حاصل بحث ہو سکتی ہے اور جب کہ ان کٹ موشنوں پہ بحث کرنے یا تجاویز دینے کا موقع ہے ہم اس پر رضامند ہیں اور الگ الگ کٹ موشن پر بھی بولنے کے لئے تیار ہیں آپ اس بات کی assurance دیں کہ guillotine نہیں ہوگا۔ اس کے لئے مناسب وقت دیا جائے گا۔

(جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر زراعتی معیشت میں کاشتکاروں کو جن مسائل کا سامنا ہے ان سے حکومت کو آگاہ کرنے اور اس پر تنقید کرنے کے لئے میں نے بالاتفاق رائے یہ سبجیکٹس چنے تھے ۔ بدقسمتی سے گورنمنٹ کا رویہ ہے کہ یا تو وہ اس چیز سے ڈرتے ہیں کہ کچھ چیزوں کے انکشافات ہوں گے ۔ پتہ نہیں کہ وہ ہماری تجاویز کیوں نہیں سننا چاہتے۔ جو زرعی معیشت کے لئے ہوں۔ اب میں اپنا وقت ضائع کئے بغیر اپنی تقریر کا آغاز کرتا ہوں۔

جناب والا ! سب سے پہلے ہم کاشتکاروں کو دیہاتیوں میں ٹیوب ویلوں کے لئے بجلی حاصل کرنے میں جو ذلت و مصیبت اور دقت ہوتی ہے اس سے رشوت کا سلسلہ چلتا ہے حکومت پنجاب کو واپڈا کے ساتھ ایک حتمی village electrification programme بنانا چاہیئے تاکہ زمینداروں کو آسانی سے ٹیوب ویل کنکشن مہیا کئے جا سکیں ۔ مرکزی حکومت اور پنجاب حکومت نے کچھ مراعات بھی دی ہے۔ جہاں آبیانے کا فلیٹ ہے وہاں میں یہ چاہوں گا۔۔۔۔ وزیر زراعت صاحب کیا تشریف رکھتے ہیں ۔ ؟

وزیر زراعت : میں آپ کے پوائنٹ نوٹ کر رہا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : اس کا جواب مجھے مل چکا ہے اور آئندہ بھی مجھے یہی توقع ہے ۔ مہربانی فرما کر کنونشن کے طور پر تشریف فرما ہوں ۔ پہلے پوائنٹ تو رہ گئے اب کیا پوائنٹ نوٹ ہوں گے ادھورے تو وہ رہ گئے ہیں ۔

وزیر زراعت : میں آپ سے اجازت لیکر چند منٹ کے لئے جانا چاہتا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : غسل خانے جانا ہے۔

وزیر زراعت : میں چند منٹ میں واپس آ رہا ہوں ۔ میرے پوائنٹ نوٹ ہو رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : پانچ منٹ میں واپس آئیے گا۔ زیادہ دیر نہ لگائیے گا۔

وزیر زراعت : مارشل لاء تو ختم ہو چکا ہے ۔ اب مارشل لا کے آرڈر جاری کرتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں کاشتکار حضرات کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ ان مطالبوں میں میرے ساتھ شریک ہوں ۔ آپ کا فلیٹ ریٹ ہوگیا ہے۔ جہاں تک ٹیوب کا تعلق تھا۔ لیکن ہندوستان کی نسبت ریٹ اب بھی زیادہ ہیں۔ وہاں 20 روپے اور آپ کے ہاں 60 روپے ہے ۔ وہاں 10 ہارس پاورز پر چار سو 600 روپے ہے اور یہاں 20 ہارس پاورز پہ 1200 روپے ہیں۔ یہ بہت زیادہ رقم ہے جو زمینداروں سے وصول کی جا رہی ہے۔ اس میں چوری اور بھی ہوتی ہے جو مجھے ذاتی تجربہ ہے کہ ہم اتنے ٹیوب ویلوں کو استعمال نہیں کرتے لیکن ساتھ پڑوسی جو شہر ہے وہاں جو کارخانہ جات ہیں ان کے لئے بجلی جو استعمال ہوتی ہے وہ بل نمٹائے جاتے ہیں ۔ اور وہ زمینداروں پر ڈال دیئے جاتے ہیں ۔ اس میں بد دیانتی کا عنصر ہے چاہے وہ واپڈا کا سٹاف ہو یا صوبائی حکومت کا ہمیں اس سے نجات دلانی چاہیے اور آبیانے کے ویسے بھی فلیٹ ریٹ دیں اس سے آسانی ہو گی ۔ اگر irrigated area اور اپنی آمدنی کو شمار کریں پھر آپ اسی نسبت سے irrigated area پر flate rate revenue and water rate لگا دیں اس میں پٹواری کو جو اختیارات ملتے ہیں کہ فلاں فلاں فصلوں پر آبیانہ پڑے گا فلاں فلاں پر آبیانہ کم ہو گا تو رشوت اس میں سے خارج ہو سکتی ہے ۔ ہمیں اس چیز سے بھی آپ نجات دلائیں۔

اس میں تقریباً " ایگریکلچر سیکٹر سے بجلی سے جو نفع ہوتا ہے وہ دو سو سے تین سو کروڑ روپے ہوتا ہے ۔ یہ زراعت پر بلاواسطہ ٹیکسیشنز ہے ۔ جوکہ ہم سمجھتے ہیں ہماری قوت برداشت سے کہیں زیادہ ہے ۔ آپ کی پیداوار ہندوستان کی نسبت کم ہو رہی ہے اس لئے وہاں زرعی معیشت کو ترغیب دی جاتی ہے ۔ یہاں ترغیب نہیں دی جاتی ۔

اب جناب والا میں ذرا گوجرانوالہ اور لاہور ڈویژن کے کاشتکاروں سے آپ کے توسط سے اپنے خیالات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ وہ علاقہ ہے جو بہترین اور قیمتی چاول پیدا کرتا ہے ۔ جس سے زرمبادلہ کمایا جاتا۔ یہ علاقہ تمام مراعات سے محروم ہے ۔ اب میں قیمتوں کا اعداد و شمار آپکے سامنے رکھتا ہوں۔

جناب والا اس سال Rice Corporation نے کوئی گیارہ یا بارہ ہزار ٹن چاول خریدے ہیں جن کی قیمت خرید چار ہزار روپیہ فی ٹن بنتی ہے اور ان کی قیمت فروخت تقریباً پندرہ ہزار روپیہ فی ٹن ہے ۔ اس پہ آپ خرچہ لگا دیں تو یہ پانچ ہزار چھ روپیہ بنے گی ۔ جو منافع رائس کارپوریشن

نے تین لاکھ ٹن پر کمایا ہے وہ ڈیڑھ کروڑ سے ساڑھے تین کروڑ روپیہ ہے - اب یہ چاول کے اگانے والے کاشتکاروں پہ ظلم نہیں - کہتے کہ ان پر ٹیکس لگائے جائیں - لیکن یہ منافع کس کھاتے میں گیا ہے - چاول پہ محنت وہ کریں - بہترین اقسام کے چاول وہ پیدا کریں اور سب کا سب پیسہ زمیندار کو ملنے کی بجائے Rice Export Corporation لے جائے - یہ ایک اور ظالمانہ اور بلاواسطہ ٹیکس ہے - گوجرانوالہ اور لاہور ڈویژن کے کاشتکاروں کو یہ احساس ہونا چاہیے اور پنجاب گورنمنٹ کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہمارے باسمتی چاول اگانے والوں کو صحیح قیمت دلوانے میں مدد کریں -

جہاں تک سیم اور تھور کے شکار علاقہ کا تعلق ہے ان کا ایک طرف تو علاج کرتے جا رہے ہیں دوسری طرف سیم و تھور بڑھتی جا رہی ہے - کچھ سیم اور تھور ایریا میں ٹیوب ویل کام ہی نہیں کرتے - ڈرینیج بھی صاف نہیں کی جا رہی ہیں - لہٰذا مؤثر طور پر کنٹرول نہیں ہو رہا اس کی طرف ہمیں زیادہ توجہ دینی چاہیے اور اگر بڑے ٹیوب ویل جو اٹھارہ یا بیس انچ یا اس سے زیادہ قطر کے لگائے جاتے ہیں ان کی Suction power اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ زیر زمین پانی غائب ہو جاتا ہے - بہتر یہ ہوتا کہ دو دو میل کے فاصلے پہ بیٹری یا رس پاور ٹیوب ویل لگائے جاتے - ایک تو سیم اور تھور کا مسئلہ حل ہوتا دوسرے وہ پرائیویٹ سیکٹر میں آ جاتے اور وہ زمیندار لگاتے جن کے لئے زمینداروں کو قرضے بھی مہیا کئے جاتے اور بجلی کے کنکشن بھی دئے جاتے وہ آپ کے لئے بہتر اور زیادہ سود مند ثابت ہو سکتے -

جناب والا! بلا سود قرضہ کروڑوں روپوں میں بڑے لوگوں کو مل سکتا ہے لیکن غریب زمیندار کو 12 فیصد سے کم شرح پر قرضہ نہیں مل سکتا - لہٰذا ان ٹیوب ویلوں کے لئے میں چاہوں گا کہ حکومت پنجاب بلا سود قرضے جاری کرے - کیونکہ جب تک ہم اپنی فی ایکڑ پیداوار نہیں بڑھائیں گے، جب تک ہم اپنے ترددمیں گورنمنٹ کو شامل حال نہیں کریں گے، آپ subsidise نہیں کریں گے، آپ کی زراعت ترقی نہیں کر سکتی - جبکہ اس صوبے کی ساری معیشت زراعت پر مبنی ہے -

جناب والا! اب میں pesticides کی طرف آتا ہوں - اس میں میرے دو تین نکات ہیں - ایک تو pesticides کی قیمت چار گنا ہو گئی ہے - دوسرے کچھ عرصے سے

ادویات میں generic names تھے۔ اسی طرح pesticides میں cartel اور monopoly بن گئی ہیں۔ جن کو توڑنا چاہیے۔ جو pesticides آج ہم تیس ڈالریں لیتے ہیں، exactly وہی فارمولا آپ کو چین سے گیارہ اور بارہ ڈالر میں مہیا ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی وجہ نہیں کہ صوبائی حکومت، حکومت پاکستان سے یہ کہے کہ ان فارمولوں کے نام چاہیے کچھ بھی ہوں۔ ان cartel کو توڑیں۔ اور اسی فارمولے کی ادویات جو سستے داموں درآمد ہو سکتی ہیں، اور جس ملک سے بھی حاصل ہو سکتی ہیں اس کی درآمد کی اجازت حاصل کرنی چاہیے۔ پھر اس میں management کا بڑا تعلق ہے۔ غلط استعمال سے ایک تو life پر اثر پڑتا ہے، دوسرا pollution ہوتی ہے جو انسانی زندگی کو خطرے میں ڈال دیتی ہے۔ اس کے لئے modern technique استعمال کرنی چاہیے۔ اور چیزیں ہیں جن سے pest control بہتر ہو سکتا ہے۔ اس کی management بہتر ہو سکتی ہے آپ pesticides اور اس کی application کا Extension Service میں ایک الگ شعبہ کھولیں۔ دنیا بڑی ترقی کر چکی ہے۔ ہم لوگ چاند کی بات نہیں کرتے۔ اب تو ہالینڈ میں اجناس کے وہ بیج بھی بنائے جاتے ہیں جو کیپسول کی شکل فرٹیلائزر بھی موجود ہوتا ہے۔ اور pesticides بھی موجود ہوتا ہے۔ اور وہ کاشت کئے جاتے ہیں تاکہ آپ کو کھاد دینے کی ضرورت نہ ہو اور وہ resistant ہوتے ہیں against various diseases کسی نے یہ انکوائری نہیں کی۔ جیسے آپ نے ٹڈی دل کو مارا اسی طرح آپ pesticides کی scouting کر سکتے ہیں۔ pests اگر آپ ان کو آغاز میں ماردیں تو آپ کو اتنی سپرے کرنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا زرعی میدان میں بہت ترقی کر گئی ہے۔ آپ کے ریسرچ سکالرز up to date علم نہیں رکھتے۔ آپ کے ریسرچ کے extension کے لوگ ایکسپرٹ نہیں۔ انہیں ان ممالک میں بھیجیں جہاں yields آپ کے ملک کی yields سے دس دس گنا زیادہ ہیں۔ آپ کی تمام تر efforts یہ ہونی چاہیے کہ فی ایکڑ پیداوار بڑھائی جائے۔ آپ اپنے آدمیوں کو بھیجیں۔ جا کے سیکھیں کہ نئی ٹیکنالوجی اور نئے بیجوں سے کیا development ہوئی ہیں۔ پاکستان ان سے استفادہ کیوں نہیں کرنا چاہتا۔ تو pesticides کے ساتھ pests control management بڑا ٹیکنیکل کام ہے اس میں اسی طرح scouting کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح obseration کرنی پڑتی ہے، اسی طرح ادویات استعمال کرنی پڑتی ہیں۔ نئی نئی

ایجادیں اور نئے طریقے ہیں۔ جب تک ہم زراعت میں نئی ٹیکنالوجی نہیں لائیں گے تب تک زرعی طور پر ہیں خود کفیل ہونے کو تو چھوڑئیے آپ کو تو export surplus پیدا کرنے چاہییں۔

جناب والا! اب میں کھاد کی طرف آتا ہوں۔ کھاد کی پرائیویٹ فیکٹری تھی۔ Fuji fertilizer اور گورنمنٹ کی بھی۔ جب سے آپ نے decontol کیا ہے انہوں نے monopoly cartel بنالی ہے۔ آپ انہیں جو مژدہ دے رہے تھے کہ decontrol ہونے سے قیمتیں کم ہو جائیں گی۔ وزیر زراعت صاحب غسل خانے میں کچھ زیادہ ہی مصروف ہو گئے ہیں۔

وزیر قانون : میں ان کی جگہ بیٹھا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : لیکن شائد آپ زراعت میں اتنے ایکسپرٹ نہ ہوں۔ پانی کے بارے میں آپ نے تو دعویٰ نہیں کیا تھا۔

وزیر قانون : پانی میں بھیجوں گا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : تو میری ایک درخواست ہے کہ آپ ابھی مجھے سیکریٹری زراعت سے ایک information لے دیں۔ ہمیں کہا گیا تھا کہ کھاد کی قیمتیں کم ہو جائیں گی۔ میں نے سنا ہے کہ اس وقت یوریا 123 روپے بوری ہے۔ اور اس دن آپ نوے روپے کہہ رہے تھے۔ میرے Answer/Question میں آپ نے کچھ statistics دئے ہیں۔ اگر آپ دو قدم چل کر ذرا پوچھ لیں کہ آج کل یوریا کی قیمت کیا ہے۔ تو میں آپ کو analyse کر دیتا ہوں کہ زراعت پیشہ لوگوں پر کتنا بڑا بوجھ ہے کہ وہ 90 روپے کی بجائے 123 روپے میں خریدیں۔ میں جناب کی خدمت میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جس وقت آپ کی cost of production 115 روپے تھی اور باہر کے لوگ آپ کا surplus fertilizer مانگتے تھے تو اس وقت باہر کی price 105 روپے تھی۔ اور آپ نے فارن ایکسچینج کے لئے فرٹیلائزر کمپنیوں کو اس امید پر subsidise کیا۔ کہ پیداوار کی قیمت اور سیل کا خسارہ Govt. Export Scheme میں اب make up کرتی ہے۔ تو ان کا بیرون ملک competition تو ہے۔ لیکن جو ہمیں خسارہ ہوتا ہے، جو ہم فارن ایکسچینج save کرتے ہیں By an application of fertilizer۔ فرٹیلائزر ہم باسمتی کو دیں، فرٹیلائزر ہم کپاس

کو دیں، کیا فارن ایکسچینج earn نہیں کرتیں ؟ اسے کیوں نہ subsidise کیا جائے ؟ اور International Monetary Fund آپ کو کیوں یہ دھمکی دیتا ہے کہ اجناس کی قیمت بڑھائیں اور آپ کی پیداوار کم رہے۔ ایک تو آپ ضرورت مند رہیں اور دوسرے آپ بین الاقوامی منڈی میں compete نہ کر سکیں۔ قبلہ ! ان چیزوں پر غور کریں۔ ایکٹنگ وزیر زراعت صاحب ذرا چٹ بھجوا کر قیمت تو منگوا دیں۔ آپ تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں تو موضوع پہ تب بڑھوں گا جب حقائق پر میری بحث مبنی نہیں تو میں غلط بیانی سے کام لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : مخدوم صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : اچھا جناب ایک تو یہ قیمت ہو گئی دوسرے چھیانوے کروڑ روپے گورنمنٹ کا سرچارج۔ سب سڈی آپ نہیں دیتے۔ امداد آپ نہیں دیتے۔ لیکن اس fertilizer سے گورنمنٹ چھیانوے کروڑ روپیہ سرچارج کماتی ہے۔ وہ کس کی جیب سے جاتا ہے ؟ کون ہے خریدار۔ کارخانے دار تو fertilizer نہیں خریدتے industrilist تو نہیں خریدتا۔ خریدتا تو غریب کاشتکار ہے۔ تو للہ آپ surcharge نہ لگائیں۔ اور اگر آپ صحیح امداد subsidise نہیں کر سکتے تو کم از کم قیمتوں کو ایسے level پر لے آئیں جس سے زراعت خودکفیل ہونے کے علاوہ منفعت بخش بھی ہو اور زرعی پیداوار میں لوگ زیادہ involve ہو کر اپنی خوشحالی کے لئے کام کر سکیں۔

جناب والا ! مجھے یہ بھی شکایت ہے۔ کہ وقت سے پہلے کاشت سے پہلے حکومت کو یہ علم نہیں ہوتا۔ دوسرا پیٹرن کا سلسلہ نہیں کوئی ضلع میں اعداد و شمار نہیں۔ اور جو آپ خود کفالت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میرے بھتیجے آج نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے محکمہ اسی لئے بدلا ہے۔ کہ شائد یہ خودکفالت آئندہ سال نہ ہو اس لئے میں نے بدل لیا ہے۔ جو کریڈٹ ہے وہ کریڈٹ ہی رہے۔ وہ تو اللہ کی مرضی پر ہے رازق تو وہ ہے۔ موسم تو اس کے ہاتھ میں ہیں نہ آپ کے رزق میں کمی یا زیادتی تو اس کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سال surplus ہو گیا surplus اس لئے ہوا کہ بارشیں وقت پر ہوئی پانی کی کمی نہیں ہوئی کوئی آفت نہیں پڑی اس لئے آپ کی surplus ہو گئی آپ کو چاہیے

کہ آپ اندرونی اور بیرونی برآمدات بڑھائیں۔ آپ پنجاب میں ایک پلان بنائیں crop pattern بنائیں اس میں زمین کی زرخیزی کو مدنظر رکھیں اور آپ یہ دیکھیں کہ آپ کی اندرونی ضروریات کیا ہیں آپ کی برآمدات کس مارکیٹ میں کتنی ہو سکتی ہے۔ آپ کاشتکاروں کو ہر ضلع میں گائیڈ لائن دیں اور اسکے مطابق بیج مہیا کریں۔ اس کے مطابق fertilizer مہیا کریں اس کے مطابق کرم کش ادویات مہیا کریں اسکے مطابق قیمتیں مقرر کریں تاکہ آپ کی اچھی مستقل زراعتی پالیسی بن سکے۔ جناب والا! یہاں میں سیم اور تھور کا ذکر کر رہا تھا۔ تقریباً 226 کروڑ روپے سے زیادہ رقم سنٹرل بجٹ میں رکھی گئی ہے۔ لیکن اس میں صوبائی حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ concurrent list میں ہے یا federal list میں ہے۔ اس کو concurrent list میں ہونا چاہیے کیونکہ زراعت کا محکمہ خالصتاً صوبائی محکمہ ہے اس کا سنٹر سے کوئی تعلق نہیں لیکن اگر صوبہ اپنے اختیارات حاصل نہیں کرتا تو کم از کم یہ تو کرے کہ وہ ایسی سکیموں میں associate کرے تاکہ آپ کی پلاننگ آپ کی ضرورت اور آپ کے علاقے کی تکالیف کے مطابق کی جا سکے۔ اب زراعت کا محکمہ بھی کئی محکموں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ متعلقہ وزیر کو چاہیے کہ کم از کم اس طرف توجہ دیں تاکہ آئندہ کی co-orditsation پر عمل درآمد ہو سکے۔

اب میں اجناس کی قیمتوں کی طرف آتا ہوں۔ اگر اجناس کی قیمتیں جن کی حکومت پنجاب نے سفارش کی تھیں جو میرے سوال کے جواب میں آپ نے مجھے لکھ کر دیا ہے۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت پنجاب ناکام رہی۔ جہاں آپ نے 123 روپے قیمت مقرر کی ہے حکومت پاکستان نے 98 یا 100 روپے کی ہے یہ 23 روپے کس کھاتے میں گئے ہیں۔ وہ نقصان جو کاشتکار کو ہوا وہ کس کھاتے میں گیا آیا آپ کا کیلکولیشن کمزور تھا یا حساب میں غلطی تھی؟ تو میں آپ سے بار بار درخواست کروں گا جب تک کاشتکار کو اسکی پیداوار کی صحیح قیمت نہیں ملتی وہ خوشحال نہیں ہو سکتا اور 75 فیصد لوگوں کا دارومدار زراعت پر ہے۔ اور زرعی پیداوار کا بڑھانا جبتک قیمتیں صحیح نہیں ہونگی ناممکن ہے۔ کبھی کمی ہو گئی۔ اور آپ نے تجربہ کیا ہوگا۔ جب آپ ایک سال قیمتیں بڑھا دیتے ہیں فصل زیادہ اگایا جاتا ہے جب فراوانی کی وجہ سے آپ کم کر دیتے ہیں اگلے سال کمی آجاتی ہے۔ جبتک آپ مستقل crop pattern اور قیمتوں کا تعین نہیں کریں گے معیشت مستحکم

نہیں رہ سکتی۔ جناب والا! قیمتوں کے علاوہ in put کو بھی مدنظر رکھیں۔ جس میں میرا خیال ہے calculation میں غلطی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے price structure منظور نہیں ہوا۔ میکنکل کاشت آج کل بہت ضروری ہے۔ اور بڑے ٹریکٹر جو کسی زمانے میں 30 یا 40 ہزار روپے میں ملتا تھا آج ان کی قیمت ایک لاکھ سے اوپر ہے۔ جو باہر کا سرکاری ٹریکٹر ساز کمپنی کے لئے رکھا گیا تھا وہ 8 فیصد تھا۔ جناب ایکٹنگ وزیر زراعت جب آپ 8 فیصد 30 ہزار پر لگائیں اور 8 فیصد ایک لاکھ 25 ہزار پر لگائیں۔ کہ کاشتکار پر ٹیکس کا بوجھ کتنا پڑ گیا ہے۔ اسی نسبت سے اس کی پیداوار کی آمدنی نہیں بڑھی اسی نسبت ڈیزل کی قیمت کئی گنا ہو گئی اور جناب قائم مقام وزیر زراعت میں یہ بھی عرض کروں کہ جبکہ دنیا میں تیل کی قیمت 34 ڈالر پر آ گئی اور پام آئیل کی قیمت آدھی رہ گئی تو کیا گناہ کیا ہے کاشتکار نے۔ اور کیا گناہ کیا ہے ٹرانسپورٹ میں مسافروں نے۔ ٹیکس کی ایکسائز ڈیوٹی 34 ڈالر پر لگے گی اور کمی 75 پیسے فی لیٹر، چلو 30 پیسے بھی دیں قیمت کا چوتھا حصہ ہی سہی لیکن رعایت آپ کیا دے رہے ہیں ایک فیصد یہ کہاں کا انصاف ہے۔ یہ روپیہ کس خزانے میں گیا اس میں سے آپ کو حصہ ملا اب ہار کر کیا غریب کی سواری سستی ہوئی، کیا بس کا کرایہ گرا۔ جناب وزیر ٹرانسپورٹ صاحب میں میں آپ کو مخاطب ہو رہا ہوں اس چیز کا احساس ہونا چاہیے۔ کمی 34 اور 9 کی نسبت سے۔ کم از کم ہماری حکومت کو اس چیز کا احساس ہونا چاہیے جب قیمت زیادہ ہے تو آپ ہم سے زیادہ وصول کریں۔ لیکن جب قیمت 100 سے 25 پر آتی ہے۔ تو کم از کم 50 تو ہمیں دیں۔ کم از کم 50 سے زیادہ تو نہ لیں۔ 50 تو ہمیں دیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اور بار روپیہ روڈ ٹیکس میں بھی دیں تیل میں بھی دیں اور ڈیزل میں بھی دیں تو ہماری زراعت کیسے ترقی کرے گی۔ میں حکومت پنجاب سے درخواست کروں گا چھوٹے کاشتکار بڑے ٹریکٹر کی قیمت ادا نہیں کر سکتے اور نہ وہ اس چیز کے عادی ہیں کہ دو مربع کی کاشت کر کے وہ کرایہ پر دوسروں کی زمینیں آباد کریں لہذا ایک درمیانہ سائز کا ٹریکٹر اور شامل کرایا جائے جو چھوٹے زمیندار کی قیمت خرید کے اندر ہو اور اس کے لئے سود سے پاک قرضہ جات مہیا کئے جائیں تاکہ مشینی کاشت ہو سکے۔ اب بیل اور ہل کا زمانہ نہیں رہا۔ مجھ سے کسی نے ولایت میں پوچھا تھا کہ آپ کے ہاں روایات کتنی پرانی ہیں میں نے کہا کہ آپ کی روایات سے زیادہ ہم پرانے ہیں۔ اور وہ آج تک چل رہی ہیں وہ حیران ہوا کہ کس چیز کی بات کر رہے ہیں میں نے کہا کہ وہ تین تین چار چار ہزار پرانی ہیں جو اب تک بھی چل رہی ہیں وہ آپ کی بیل گاڑیاں ہیں لوگ کہاں

transportation میں چلے گئے ہیں۔ ہم وہی موہنجوداڑو والی بیل گاڑی لے کر بیٹھے ہیں تو از راہِ کرم آپ ان چیزوں کی طرف توجہ دیں اور ڈیزل کی قیمت اتنی کم کریں کہ اگر حکومت 50 فیصد بھی منافع لے تو ہمیں منظور ہے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ 34 ڈالر پر آپ ٹیکس لگائیں اور 9 ڈالر پر آج خرید رہے ہیں۔ جناب والا سیڈ کارپوریشن کا کام بہترین بیج مہیا کرنا ہے۔ یہ کوئی تجارتی ادارہ نہیں۔ یہ تو بغیر منافع اور بغیر نقصان کے یہ ایک extension service کا حصہ ہے۔ اور وہ بیج مہیا کرے گی جس سے آپ کی پیداوار بڑھے گی لیکن بدقسمتی سے وہ بھی منافع کمانے لگ گئی ہے اور ان کا منافع بھی بہت لمبا چوڑا ہے تو پنجاب گورنمنٹ سے میری گذارش یہ ہوگی کہ آپ سیڈ کارپوریشن کو کہیں کہ overhead تھوڑا سا nominal لیکر منافع چھوڑ دیں اور سستے داموں اچھے بیج کاشتکار کو مہیا کریں جناب والا صنعت کار کو قرضہ 3 فیصد سے اب 6 فیصد ہو گیا ہے ایکسپورٹ کی خاطر بارہ مہینے میں سود ملتا ہے۔ زمیندار کو ایک تو قرضہ ملنا مشکل ہے اور اس میں بھی پہلے کٹوتی ہوتی ہے اور ربیٹ بھی 14 فیصد ہوتا ہے۔ آپ کی معیشت کا دارو مدار زراعت پر ہے۔ اسے آپ تقویت دیں۔ آپ بلا سود قرضہ دیں۔ چونکہ آپ کی پیداوار ہے جو exportable surplus ہے وہ آپ کی دولت ہے۔ آپ کے زرعی ترقیاتی بنک والے 3 فیصد پر ایشیائی بنک اور عالمی بنک سے قرضہ لیتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ دو یا تین فیصد سرچارج ان پر لگا دیں وہ بھی 14 فیصد دیتے ہیں۔ لیکن ان میں ایک آسانی ہے کہ ان کا mobile credit unit ہوتا ہے جو دیہاتوں میں جا کر قرضہ جات فراہم کرتا ہے۔ آپ اپنے کمرشل بینکوں کو ہدایت کریں کہ وہ بھی mobile credit کی سہولیات کاشتکاروں کو مہیا کریں۔ ہمارے دور دراز دیہاتوں میں زراعت بہت پسماندہ ہے آپکی Extension Service کا فرض ہے کہ وہ دیہاتوں میں جائیں اور یہ وجہ معلوم کریں کہ فی ایکڑ پیداوار وہ لوگ کیوں نہیں بڑھا سکتے آیا انہیں مشینری کی کمی ہے۔ آیا ان کی زمین ہموار نہیں ہے؟ کوئی آبپاشی کا مسئلہ ہے۔ کوئی ٹیوب ویل کا مسئلہ ہے؟ کوئی بجلی کا کنکشن نہیں مل رہا؟ کیا وجہ ہے کہ ان کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے ایسے اقدام نہ کریں۔ اور آپ ان کو بتائیں کہ بھائی آج آپ کی اوسط دس من ہے اور آپ کے دوسرے علاقوں میں اوسط زیادہ ہے۔ چالیس من تو میری ہے۔ تو آپ کیا طریقہ استعمال کرتے ہیں کہ آپ کی دس من ہے۔ پھر آپ انہیں

وہ طریقے بتائیں کہ یہ اگر عمل کروگے تو تمہاری پیداوار بھی چالیس من ہو سکتی ہے۔ Extension Service کا یہ کام ہوتا ہے۔ ہمارے کاشتکاروں کی سمجھ میں Modren Technology نہیں۔ اگر ان کو Modern Technology بتائیں اور کم ازکم یہ بتادیں کہ فیصل آباد میں پیداوار اتنی ہوتی ہے اور تمہارے ہاں اتنی پیداوار کیوں نہیں ہو سکتی۔ وہ بھی ان کے لئے کافی ہے۔ ہالینڈ کی ٹیکنالوجی کو نہ لیں لیکن ترقیاتی علاقوں کی ٹیکنالوجی کسانوں کو سکھائیں۔ پھر آپ دیکھیں کہ آپ کی زراعت کا ماحصل کیا ہو سکتا ہے۔ لوگ خوشحال ہوتے ہیں یا نہیں۔ 75 فیصد لوگ جن کا دارومدار زراعت پر ہے اگر وہ طبقہ خوشحال ہو جائے تو شہروں کی طرف رجوع کرنے کی یا مزدوری ڈھونڈنے کی ان کو کیا ضرورت تھی۔

جناب والا! ہمارا بہت قیمتی علاقہ دریائی علاقہ ہے۔ جہاں بدقسمتی سے سیلاب کی وجہ سے آبپاشی تو ہو جاتی ہے لیکن ہم نے یہ کوشش نہیں کی کہ سروے کرکے زیرزمین آبی وسائل کی دستیابی کو دیکھیں اور وہاں ایک جامع ٹیوب ویل پروگرام کا نفاذ کریں تاکہ وہ زرخیز زمین جو آپ کو چارگنا پیداوار دے سکتی ہے اس کو زیر کاشت لے آئیں۔ تو میں گورنمنٹ پنجاب سے درخواست کروں گا کہ وہ دریائی علاقوں کو سروے کرائے اور ان علاقوں کو آباد کرنے کے لئے کسانوں کو ٹیوب ویل کے لئے قرضہ مہیا کریں امدادی رقوم مہیا کریں۔ ان کو کم قیمت پر بلڈوزر دے کر زمین کو ہموار کریں اور ہموار کرنے کے بعد اس زرخیز زمین پر فصلیں اگائیں جو ملک اور ملک کی معیشت کے لئے بہتر ہو سکے۔

جناب والا! اور بھی معاملہ ہے۔ کئی علاقے ایسے ہیں خاص طور پر پہاڑی علاقے ہیں۔ دوسرے علاقے بھی ہیں جہاں بارش کا پانی اور چھوٹی چھوٹی جھیلوں سے پانی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ چھوٹے ڈیم بنائے جا سکتے ہیں۔ اس پانی کو ریگولیٹ کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ علاقہ جو اس وقت راولپنڈی کے قریب غیر آباد پڑا ہے۔ شائد اٹک بھی غیر آباد پڑا ہے یا ایسے علاقے ہیں جہاں نہری انتظام نہیں وہ قدرتی وسائل جہاں جہاں مہیا ہوتے ہیں ان کا سروے کیا جائے انکوائری کی جائے۔ انسپکشن کی جائے اور ایسی سکیمیں مرتب کی جائیں تاکہ وہاں کے علاقوں کے لوگ بھی خوشحال ہو سکیں۔ میرے ساتھی بے تاب ہو رہے ہیں۔ میرے پاس بولنے کو تو بہت کچھ تھا۔ اور میں گورنمنٹ کو دو سکیموں کی تجویز دیتا ہوں اگر وہ ان

پر غور کرنے کے لئے تیار ہو۔ ایک کمیونٹی ویلج ایگریکلچر پلین ، Community Village
Agriculture Plan دوسرا Riverine Area Plan تیسرا:-
In regard to extension for the increase of production.
پیداوار بڑھانے کے لئے ۔ اگر گورنمنٹ اس پر عملدرآمد کرے تو میں یہ تجاویز حکومت کو دے سکتا ہوں تاکہ ہم بھی زرعی معیشت کو ترقی دینے کے لئے آپ کے ساتھ شریک ہو کر شانہ بشانہ چل سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں محمد افضل حیات۔

میاں محمد افضل حیات : جناب سپیکر! آج ہم ایک بہت ہی اہم موضوع پر بحث کر رہے ہیں کیونکہ اس کا تعلق 73 فیصد سے زیادہ آبادی سے ہے تقریباً 73 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے جن کا براہ راست تعلق زراعت سے ہے۔ شہروں کی آبادی کا بھی ایک خاص تناسب کا تعلق زراعت سے ہے۔ اور جب تک اس آبادی کی خوشحالی کی طرف توجہ نہ دی جائے گی اس وقت تک پاکستان کو خوشحال نہیں کہا جا سکتا۔ اور جب تک ان کی فلاح و بہبود کا خیال نہیں رکھا جائے گا ہم کسی صورت میں بھی پاکستان کو ایک فلاحی ریاست نہیں کہہ سکتے۔ جناب والا! مختلف مواقع پر، مختلف اوقات میں زراعت کی ترقی کے لئے اقدام کئے جاتے رہے۔ لیکن یہ بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اتنے سوچ بچار کے بعد جب کوئی قدم اٹھایا جاتا ہے جس سے زراعت کی ترقی ہو اس وقت تک وہ کافی لیٹ ہو چکا ہوتا ہے۔ اور اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوتے۔

جناب والا! ایک بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ زراعت ہے تو ایک صوبائی سبجیکٹ، لیکن جن چیزوں کا تعلق زراعت سے ہے وہ سب وفاقی حکومت کے قبضہ میں ہیں۔ جیسے تیل۔ اب ڈیزل کی قیمتیں جہاں انٹرنیشنل مارکیٹ میں بہت کم ہوئی ہیں۔ جناب والا! زراعت کے لئے جو ڈیزل استعمال ہوتا ہے۔ اس کی قیمت میں چالیس پیسے سے زیادہ کمی واقع نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے input اتنی کی اتنی رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی کھاد کی قیمت بھی کسی حد تک وفاق ہی مقرر کرتا ہے۔ اور اسی کے قبضہ میں بجات ہے۔ اب جیسے اس پہ subsidy ختم ہو گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہمیں عالمی بنک کی مجبوری کی

وجہ سے سب کچھ کرنا پڑ رہا ہے۔ عالمی بنک کی مجبوری کی وجہ سے کھاد کی قیمت میں سب سڈی ختم کرنا پڑی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صرف زراعت کے معاملے میں ہی کیوں عالمی بنک کی مجبوریاں دیکھی جاتی ہیں اور کیوں اپنی معیشت کو عالمی بنک کے ساتھ اتنا زیادہ منسلک کیا گیا ہے۔ کہ ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے اور اس سے زراعت کو نقصان پہنچتا ہے۔ جناب والا! input اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ اس سے margin of profit بہت ہی کم رہ جاتا ہے۔ اور زیادہ تر فصلیں ہیں۔ جیسا کہ گندم کی ہے۔ اس پر margin of profit بہت کم بلکہ negative میں چلا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جہاں ڈیزل کی قیمتوں میں کچھ فرق نہیں ڈالا گیا، کھاد کی قیمت میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ زرعی مشینری کی قیمت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اور جو ٹیوب ویل پر بجلی کے flat rate ہیں وہ اس قدر زیادہ یعنی 60 روپے فی ہارس پاور رکھے گئے ہیں۔ کسی صورت میں کوئی بھی رعایت زمیندار کے لئے نظر نہیں آتی۔ جناب والا، اس کے متعلق میری ایک تجویز یہ ہے کہ input Price indexation کی جائے، جتنی قیمتیں بڑھتی ہیں input میں حکومت اسی کے لحاظ سے اجناس کی قیمت مقرر کرے۔ جتنے profits سے input کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں، اسی تناسب سے قیمتیں مقرر کی جائیں ہوتا یہ ہے کہ Input کی قیمتیں بہت زیادہ بڑھتی ہیں، لیکن جو اجناس کی قیمت ہے وہ اس کے مقابلے میں بہت کم بڑھائی جاتی ہے۔ یہ ایک سال کیا جائے۔ میرے خیال میں 1962 کی ہی Input کی قیمتیں دیکھی جائیں اور اجناس کی قیمتیں دیکھی جائیں، اور اسی لحاظ سے اگر یہ قیمتیں بڑھائی جائیں تو پھر ہم سمجھیں گے کہ چلو کچھ فائدہ ہوا، لیکن ایک ہاتھ سے وہ دس روپے لیتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے صرف پانچ روپے دیتے ہیں۔ جناب والا! اس دفعہ Agricultural Income Tax on Agriculture کی بات ہوئی ہے۔ یہ میرے خیال میں ایک سینرن چھوڑا گیا تھا تاکہ دیکھا جائے۔ کہ اس کے اوپر کیا reaction ہوتا ہے۔ جناب والا! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ زرعی انکم پر جو ٹیکس کئی ترقی یافتہ ممالک میں لگائے بھی گئے ہیں وہ بھی انہوں نے واپس لے لئے ہیں، اور یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ کسی طریقہ سے بھی قابل عمل نہیں۔ اس کے علاوہ ایسے اقدامات کرنے سے پہلے کئی سہولیات بھی دی جاتی ہیں جیسا کہ Cattle insurance اور Crop insurance ہوتی ہے۔

جناب والا! اس وقت اتنی زیادہ investment بیجائی کے وقت کرنی پڑتی ہے۔ کہ اگر کسی وجہ سے زمیندار کو اس کا نقصان ہو تو پھر وہ پورا ہی نہیں ہو سکتا اور اس کی مالی حالت اتنی خراب ہو جاتی ہے کہ وہ کئی سال تک اپنی کمر سیدھی نہیں کر سکتا۔ اس کے متعلق میری گذارش یہ ہے کہ Crop Insurance کے اور Cattle Insurance کو رائج کیا جائے تاکہ کاشتکار اسی وقت اپنے نقصانات پورے کرلے۔ جناب والا! اس کے علاوہ زرعی قرضہ جات کا نظام اتنا پیچیدہ ہے اور زرعی قرضہ جات کی فراہمی سے صرف چند ایک مخصوص لوگ ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے لئے میری گذارش کہ زرعی قرضوں کا نظام اتنا سہل بنایا جائے کہ عام آدمی بھی اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ اور اس کے علاوہ شرح سود اتنی زیادہ ہے کہ کہ قرضہ لینے والے زمیندار کے لئے قرضہ کی واپسی بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ اور جو زمیندار باہر سے جس طریقہ سے زراعت کے لئے قرضہ جات لیتے ہیں۔ اس طریقہ سے دو فیصد کے ریٹ پر ہی زمینداروں کو قرضہ دینا چاہیے۔

جناب والا! اس کے علاوہ دیہی آبادی کا ایک خاص پرانا معاشرتی ڈھانچہ بنا ہوا ہے۔ جب تک اس کو نہ بدلا جائے گا۔ اور اس کی طرف توجہ نہ دی جائے گی۔ اُن تک بے شمار سہولیات پہنچانے کی تمام کوششیں فضول اور رائیگاں جائیں گی۔ ایک تو تعلیم کی کمی ہے اور تعلیم کا نظام بھی ایسا ہے کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ بابو لوگ پیدا کئے جائیں۔ ضرورت اس چیز کی ہے کہ تعلیم ان کو اپنے کھیت اور کھلیان میں کام آئے۔ یہ نہیں کہ جب وہ تعلیم حاصل کریں تو وہ دفتروں میں ملازمتوں کے پیچھے بھاگیں۔ اس لئے ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ ان کو ٹیکنیکل تعلیم بھی دی جائے اور ضروری بنیادی تعلیم بھی دی جائے تاکہ اس کا فائدہ زراعت کے میدان میں اور دیہی آبادی کی ترقی کے لئے ہو۔ اس کے علاوہ جناب والا جو بھی زراعت کے متعلق researches کی گئی ہیں ان کا یہ بھی خیال ہے کہ کاشتکاروں کی اس لحاظ سے صحت نہیں ہوتی جو کہ ان کو اس محنت کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے ضرورت اس چیز کی ہے کہ یہ جو وبائیں پھیلتی ہیں۔ اور دوسری جو صحت عامہ کی سہولیات ہیں وہ ان کو بہم پہنچائی جائیں اور جب کوئی وبا پھیلے تو فوری طور پر اس کا کوئی علاج معالجہ کے لئے انتظام کیا جائے۔ جناب والا! زراعت کے متعلقہ سب سے بڑا المیہ سیم اور تھور کا ہے۔ اس وقت تقریباً 4 کروڑ رقبہ نہری ہے۔ جو کہ نہری پانی سے

سیراب ہوتا ہے۔اس میں سے تقریباً ایک کروڑ ۱۴ ہزار ایکڑ رقبہ سیم اور ایک کروڑ ۹۱۔ ہزار ایکڑ تھور سے متاثر ہے۔جب تک اس وبا کو دور نہیں کیا جائے گا۔ اس وقت تک زراعت میں فی ایکڑ پیداوار بڑھانے میں دقتیں رہیں گی۔ ضرورت اس چیز کی ہے کہ نئے انتظامات کئے جائیں اور جہاں اس وقت انتظامات موجود ہیں ، جو سیم نالے اور اس قسم کے دوسرے ٹیوب ویل وغیرہ ہیں ۔ وہ سارے ٹھیک کام کریں تاکہ جہاں تک ہو سکے اس وباء کو بڑھنے سے تو روکا جاسکے ۔اور اگر سیم اور تھور کا یہی سلسلہ رہا تو پھر جناب والا میں یہ بھی عرض کروں گا کہ کئی دوسرے ترقیاتی پروگرام بھی متاثر ہوں گے ۔ اس کے علاوہ زراعت کے لئے جو مختلف شعبے کام کرتے ہیں ان کی آپس میں co-ordination کی جائے ۔ٹیوب ویل اور اس قسم کی دوسری ضروریات جیسے بورنگ کے لئے ایک جگہ جانا پڑتا ہے ۔اور اس کا پائپ لانے کے لئے دوسرے شہر جانا پڑتا ہے اور جب اس کا ٹرانسفارمر خراب ہوتا ہے تو وہ کسی اور شہر سے لانا پڑتا ہے اور جب اس کا switch starter خراب ہوتا ہے تو وہ شاید کہیں سے ملے ہی نہیں ۔ اس لئے میری گذارش ہے کہ ہر یونین کونسل سطح پر بلکہ اس سے بھی نیچے co-ordination کے لئے دفتر قائم کئے جائیں تاکہ وہاں پر اگر کوئی کاشت کار جائے تو وہاں پر اس کو سب سہولتیں مل سکیں۔شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں محمد اسحاق صاحب ۔

وزیر اوقاف : جناب سپیکر ! آپ کی وساطت سے اپوزیشن کے اراکین سے یہ گذارش ہے ۔ ماشاءاللہ میاں صاحب بڑی اچھی تجاویز پیش کر رہے تھے مگر یہ ایک بات کا خیال رکھ لیا کریں کہ مخدوم زادہ صاحب کی تقریر بعد میں رکھ لیا کریں۔کیونکہ ان کی سریلی آواز کی وجہ سے اب جو حال ہے ۔ ایوان میں وہ آپ دیکھ لیں (قہقہے)

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آج کے اجلاس کی کارروائی کا وقت بڑھا دیا جائے تاکہ کچھ تھوڑا بہت ہم بھی اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

وزیر زراعت : جناب سپیکر ! آج حکومت کی طرف سے ایک میٹنگ ہے اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ اجلاس کا وقت نہ بڑھایا جائے۔

جناب محمد رفیق : جناب سپیکر! اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کتنی دلچسپی لے رہی ہے۔

وزیر زراعت : اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وقت کا ضیاع نہ کریں۔ اور اگر اپنا وقت آپ خود ضائع کرتے ہیں تو ہم اس میں کیا کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر : شاہ صاحب آپ ابھی بولنے والے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ : جی ہاں۔

جناب سپیکر : میں آپ کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ آپ اپنے لیڈر کو یہاں بلا کر بٹھالیں۔ جتنی دیر وہ بیٹھے رہیں گے اتنی دیر میں آپ کی تقریر کا منتظر رہوں گا۔

سید طاہر احمد شاہ : شائد وہ اسمبلی چیمبرز سے چلے گئے ہوں اور آپ کے علم میں ہو؟

جناب سپیکر : نہیں ابھی تک وہ اسمبلی premises میں موجود ہیں۔

وزیر اوقاف : جناب سپیکر! وہ تو اپنا کام پورا کر چکے ہوں گے۔ اور اب واپس آکر وہ تو شام تک بیٹھ سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر آپ اگر آج اجلاس کے وقت میں توسیع نہیں کرتے۔ تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ کم از کم ہم کل کی جو کٹوتی کی تحریکیں ہیں۔ ان پر اپنا وقت surrender کر دوں گا۔ اور آج کی کٹ موشن پر مجھے صبح بولنے کے لئے موقع دیا جائے۔ جس طرح آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر : آپ تو کل بولیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ : انہیں کٹ موشن پر۔

جناب سپیکر : بے شک ان کٹ موشن پر بول لیں۔

سید طاہر احمد شاہ : شکریہ۔

جناب سپیکر : اب اجلاس کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بدھ مورخہ 4 جون 1987 صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ ۴ جون ۱۹۸۶ء

(چہارشنبہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ شمارہ ۱۷

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ ۴ جون ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ - - - - - - - ۱۳۲۷

مسئلہ استحقاق

ایم پی اے کے خلاف میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ کی قرارداد مذمت کی منظوری - - - - - - - ۱۳۲۸

ایم پی اے کے قانونی رقبہ کو غیر قانونی رقبہ ظاہر کرنا - - - - - - ۱۳۲۹

ایم پی اے کے ذاتی کردار پر ناجائز حملہ - - - - - - - ۱۳۵۹

میاں محمود احمد ایم پی اے کی پیش کردہ تحریک استحقاق پر جناب سپیکر کی رولنگ ۱۳۶۷

اراکین اسمبلی کی رخصت - - - - - - - - ۱۳۷۰

میزانیہ برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ اور مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری - - - ۱۳۷۵

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

بدھ، 4 جون، 1986ء
(بمطابق 25 رمضان المبارک 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآئِ ذِي
الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝
وَأَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا
وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝
وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا إِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ
هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ
وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ نحل آیات ۹۰-۹۱-۹۵-۹۶)

بے شک اللہ تم کو انصاف کرنے احسان کرنے اور رشتے داروں کو مالی امداد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور فحش باتوں عام برے کاموں اور بغاوت و سرکشی سے منع کرتا ہے اور تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

اور جب اللہ کے سامنے عہد کر لو۔ تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کیونکہ تم اللہ کو ضامن مقرر کر چکے ہو۔ اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس کو اچھی طرح جانتا ہے اور اللہ نے جو عہد کیا ہے وہ تھوڑی سی قیمت پر مت بیچو۔ کیونکہ ایفائے عہد کا جو صلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ہے وہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم سمجھو جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور جن لوگوں نے صبر و استقامت سے کام لیا ہم ان کو ان کے اعمال کا نہایت ہی اچھا صلہ عطا کریں گے۔

(وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ)

مسئلہ استحقاق

ایم پی اے کے خلاف میونسپل کارپوریشن، گوجرانوالہ کی قرارداد مذمت کی منظوری

جناب سپیکر: جناب عثمان ابراہیم صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مفاد عامہ کے حق میں اور قومی دولت کے ضیاع کو روکنے کے لئے ایک تحریک التوا کار نمبر 51 برخلاف دو کروڑ روپیہ قرضہ جو کہ لوکل کونسلز ترقیاتی قرضہ فنڈ میں سے چند غیر ترقیاتی اور غیر مفید منصوبہ جات کے لئے گوجرانوالہ میونسپل کارپوریشن کے لئے منظور کیا گیا تھا پیش کی تھی اور تحریک التوائے کار میں میں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ یہ قرضہ گوجرانوالہ شہر کی کچی آبادیوں کے غریب اور مفلوک الحال مکینوں کی حالت بہتر بنانے پر خرچ کیا جائے۔ جس پر جناب وزیر اعلیٰ سے ملاقات کے دوران میں نے ان غلط منصوبوں کا ذکر کیا تو جناب وزیر اعلیٰ نے میری تجاویز سے اتفاق کرتے ہوئے قرضہ کے اجراء پر فوری طور پر عمل درآمد روکنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس خبر کی اشاعت پر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ نے ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا اور روزنامہ مشرق کے شمارہ 31 مئی 1986 جس کا تراشہ لف ھذا ہے کے مطابق میرے خلاف میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ نے ایک قرارداد مذمت منظور کی ہے اور مجھے متنبہ کیا ہے کہ آئندہ میں کارپوریشن کے معاملات میں مداخلت نہ کروں۔

جناب سپیکر، میں نے قرضہ کے اجراء کو غلط منصوبوں پر استعمال کرنے کی بجائے غریب عوام کے مفاد میں استعمال کی تجویز دے کر نہ صرف اپنے حلقہ انتخاب کے عوام بلکہ پورے گوجرانوالہ شہر کے عوام کے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور قومی دولت کے صحیح طور پر خرچ کرنے کے لئے اپنے قومی فرض منصبی کو ادا کیا ہے جس کی تائید جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی

مجھ سے اتفاق کرتے ہوئے مذکورہ قرضہ کی پرانی صورت میں اجراء کو روکنے کا حکم صادر فرما کر کی ہے ۔ گوجرانوالہ میونسپل کارپوریشن کی مذکورہ قرارداد صوبائی اسمبلی کے دائرہ کار میں کھلی مداخلت کے مترادف ہے ۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ لہذا میری آپ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ صوبائی اسمبلی کے آئینی اور قانونی تقدس کو برقرار رکھنے کے لئے میری اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر ایوان میں پیش کیا جائے اور اسے زیر بحث لایا جائے ۔

جناب سپیکر ! قانون اور رولز کے مطابق ہر رکن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی اہمیت عامہ کے مسئلہ کے مطابق اس معزز ایوان میں تحریک پیش کر سکے اور اس تحریک پر بحث کے دوران عموماً ایک طریق کار چلا آرہا ہے کہ حکومت بعض دفعہ یقین دہانیاں بھی کرا دیتی ہے اور بعض دفعہ حکومت اپنے طور پر اس تحریک کا نوٹس لیتے ہوئے اس سلسلہ میں مناسب اقدام اٹھاتی ہے ۔ جناب سپیکر ! جناب وزیر اعلیٰ نے میری اس تحریک کا نوٹس لیتے ہوئے اپنے طور پر گوجرانوالہ کارپوریشن کو 2 کروڑ روپے قرضہ کے اجرا پر پابندی لگانے کا حکم صادر فرمایا تھا ۔

جناب سپیکر ! اگر کوئی معزز رکن اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں اس ہاؤس میں تحریک پیش کرتا ہے تو کوئی شخص یا ادارہ اس شخص کے خلاف اسے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے پر قابل مذمت نہیں ٹھہرا سکتا ۔

جناب سپیکر ! آپ کو یاد ہوگا کہ بجٹ پر بحث کے دوران جناب وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا تھا کہ آئندہ سال ہمیں مرکزی حکومت سے 8 ارب روپے کی گرانٹ مل رہی ہے لیکن جب وفاقی بجٹ آیا تو اس مد میں صرف 4 ارب روپے کی گرانٹ مختص کی گئی تھی ۔ جس پر جناب وزیر خزانہ نے یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ 8 ارب روپے کی پوری گرانٹ مرکز سے حاصل کریں گے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! اس گرانٹ کا تحریک استحقاق سے کیا تعلق ہے؟ پر وہ بحث کر رہے ہیں ۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر ! میں صرف مثال دے رہا تھا کہ وفاقی حکومت سے ہمیں جو گرانٹ مل رہی تھی اگر وہ گرانٹ کم ہو جاتی ہے تو ہم پر یہ فرض

عائد نہیں ہوتا کہ ہم وفاقی حکومت کی مذمت کرنی شروع کر دیں۔ بلکہ ہم وفاقی حکومت کو اپنا نقطہ نظر پیش کر سکتے ہیں اسی طرح اگر ہم کوئی قرضہ چھوٹی کارپوریشنوں کو دے رہے ہیں اور صوبہ کی حکومت یا یہ معزز ایوان یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اس قرضہ کو دیتے وقت چند شرائط ملحوظ خاطر رکھنی چاہئیں یا جو قرضہ دیا جا رہا ہے وہ مفاد عامہ کے حق میں ہے یا نہیں ہے اگر صوبائی حکومت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ قرضہ جو ہے اس کو کسی دوسری مد میں خرچ کرنے سے مفاد عامہ کا بہتر استعمال ہو گا۔ تو کارپوریشنوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس ممبر کے خلاف قرارداد مذمت کرے جس نے اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتے ہوئے یہ تحریک اس ہاؤس میں پیش کی تھی۔ کارپوریشن اپنا اجلاس بلا کر اپنے جذبات کو حکومت تک پہنچا سکتی ہے اور اس سلسلہ میں ان سے درخواست کر سکتی ہے لیکن جناب والا! جب یہ میونسپل کارپوریشن کے ہاؤس میں یہ قرارداد پیش ہوئی تو چاہیے یہ تھا کہ تمام ممبران منصوبوں کے حق میں تقریریں کرتے جو کہ انہوں نے بنائے تھے اور جن کے لئے انہوں نے قرضہ کے لئے درخواست دے رکھی تھی لیکن ہوا یہ ہے کہ بجائے وہ اپنے منصوبوں کے حق میں دلائل دیتے اور صوبائی حکومت سے استدعا کرتے انہوں نے میرے خلاف قرارداد مذمت کی اور صرف میرے خلاف ہی بولتے رہے کہ میں نے وہ قرضہ کیوں رکوایا ہے۔

جناب والا! صورت حال ہی اتنی ہے کہ میں نے اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتے ہوئے ایک اہمیت عامہ کے مسئلے کو تحریک کی شکل میں ہاؤس میں پیش کیا تھا اور وہ اہمیت عامہ کا مسئلہ اس لئے بھی زیادہ توجہ کا مستحق تھا کیونکہ اس میں حکومت کا substantial financial benifit تھا۔ میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا اور اگر گورنمنٹ اپنے طور پر اس مسئلے کا نوٹس لیتے ہوئے کارروائی کرتی ہے تو اس میں میرا طرز عمل شامل نہیں ہوتا۔ مجھے تو قانون کے ذریعے حق حاصل تھا وہ میں استعمال کیا ہے۔ اس کے بعد جو کارروائی ہوئی ہے اس میں کسی طور پر بھی قابل مذمت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو میری مذمت کی گئی ہے اور میں نے جو اپنے فرائض منصبی کو ادا کیا ہے اس سے نہ صرف میری بلکہ اس ہاؤس کی مذمت کی گئی ہے اور آئندہ کے لئے بھی مجھے فرائض منصبی سے روکنے کے لئے مجھے تنبیہ کی گئی ہے کہ میں

کارپوریشن کے کاموں میں مداخلت نہ کریں حالانکہ وہ مداخلت کے مترادف ہی نہیں تھا۔ اور نہ ہی کارپوریشن کا اس کے متعلق کوئی استحقاق ہے۔ اس لئے جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ میرا اور اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر بلدیات اس سلسلہ میں کچھ فرمائیں گے؟

وزیر بلدیات: جناب والا! اس سلسلہ میں میری گذارش یہ ہے کہ ہماری طرف سے کوشش تو یہی کی جا رہی ہے کہ لوکل کونسلوں اور صوبائی اسمبلی کے ممبران میں تعاون کی فضا پیدا کی جائے اور دونوں ادارے اپنے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے افہام و تفہیم سے اپنے اپنے کام آگے بڑھا سکیں۔ اس تحریک کو منظور کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم لوکل کونسلوں کے دائرہ اختیار میں مداخلت کر رہے ہیں۔ جہاں تک ان کا دوسرا مسئلہ ہے جیسا کہ انہوں نے بیان کیا کہ پہلے ہی وزیر اعلیٰ نے اس فنڈ کو اس قرضہ کو روک دیا ہے۔ میری اس سلسلہ میں گذارش ہوگی کہ اس کو پریس نہ کریں چونکہ میئر جہاں موجود نہیں ہیں۔ میں نے کوشش کی کہ میئر صاحب سے رابطہ کرکے اور ان کو بھی بلا کے آپس میں بیٹھ کے اس معاملے کو خوش اسلوبی سے طے کریں علاوہ ازیں یہ مسئلہ طول نہ پکڑے۔ لوکل کونسلیں پہلے ہی اس بات کو محسوس کر رہی ہیں کہ ہمارا جو دائرہ اختیار ہے اس میں خواہ مخواہ کی مداخلت ہو رہی ہے تو میری یہ ان سے گذارش ہوگی کہ اس معاملے کو طول نہ دیا جائے۔ اس کو ہم انشاء اللہ افہام و تفہیم سے حل کریں گے۔ جہاں تک فنڈز کے بارے میں انہوں نے کہا یہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے کوئی گرانٹ کی شکل میں نہیں دیا جاتا بلکہ ہر پراجیکٹ کی Feasibility کا مطالعہ کرنے کے بعد فنڈز لوکل کونسلوں کو مہیا کئے جاتے ہیں۔ یہ قرضے کی صورت میں دئے جاتے ہیں اور مع سود واپس لئے جاتے ہیں۔ جو انہوں نے منصوبہ شہر کے لئے تیار کیا اور اپنی آمدن کو بڑھانے کے لئے انہوں نے یہ قرضہ محکمہ لوکل گورنمنٹ سے حاصل کیا تو اس سلسلہ میں میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی بھی ممبر اسمبلی کسی بھی لوکل کونسل کے دائرہ اختیار میں جو چیز آتی ہے اس میں مداخلت کرے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس لوکل گورنمنٹ سسٹم میں ایک بہت بڑی خرابی کی صورت پیدا ہوگی۔ تو میری ان سے یہی گذارش ہوگی کہ بہ برائے مہربانی اس کو پریس نہ کریں۔ لیکن میں خود

میئر صاحب سے بات کروں گا اور انشاء اللہ میری یہ کوشش ہوگی کہ اس مسئلے کو حل کرایا جا سکے۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب وزیر بلدیات نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہمیں کارپوریشن کے معاملات میں دخل اندازی کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ لیکن وہ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ کیا کارپوریشن ہمارے دائرہ کار میں مداخلت کر سکتی ہے یا نہیں۔ ہم تو اب تک مفروضے پر سوچ رہے ہیں لیکن انہوں نے واقعی ہمارے دائرہ کار میں مداخلت کی ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے مداخلت کی ہے۔ میں نے تو پہلے ہی عرض کیا ہے کہ میں نے اپنے قانونی حق کو استعمال کرتے ہوئے اس ہاؤس میں تحریک التوا پیش کی ہے اور تو کچھ نہیں کیا۔ اور یہ تحریک التوا اس مسئلے کے متعلق پیش کی ہے کہ اس مسئلے میں گورنمنٹ کا substantial benifit involve ہے۔ اور یہ قواعد انضباط کار میں بھی درج ہے کہ اہمیت عامہ کا مسئلہ ہو تو اس پہ بھی تحریک التوا ہو سکتی ہے اور کوئی ایسا مسئلہ جس میں گورنمنٹ کا substantial financial benifit involve ہو اس پر پیش ہو سکتی ہے۔ جہاں انہوں نے ان کے منصوبے کے قابل عمل ہونے کا ذکر کیا ہے تو اس سلسلہ میں میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ جس منصوبے کے لئے قرضہ جات دئے گئے ہیں وہ قابل عمل نہیں ہیں وہ الٹی liability بن جائیں گے اور ان سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میں نے تفصیل سے اس کے متعلق پہلے عرض کیا تھا اور آئندہ بھی کسی میٹنگ میں تفصیل سے عرض کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ لوکل کونسلوں کے انتخابات اگلے سال ہونے والے ہیں۔ اور موجودہ انتظامیہ کا صرف ایک سال رہ گیا ہے۔ اس لئے موجودہ انتظامیہ کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ اتنا بڑا قرضہ غیر ترقیاتی منصوبوں کے لئے حاصل کرے جس سے بعد میں آنے والے کارپوریشن کے لوگوں کے لئے liability بن جائے۔ اور مستقل دردسر بنا رہے۔ جہاں تک ان کا ارشاد ہے کہ ہم افہام و تفہیم سے یہ مسئلہ حل کر لیں گے تو میں ان سے اتنی گذارش کروں گا کہ وہ اگر کارپوریشن کی قرارداد مذمت جو میرے خلاف پاس کی گئی ہے اس کی اگر مذمت کریں اور انہیں تنبیہ کریں کہ یہ قرارداد واپس لے لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اسے پھر پریس نہیں کروں گا۔

وزیر بلدیات : جناب والا! جس طرح ابھی عثمان ابراہیم صاحب نے فرمایا کہ میں نے لوکل کونسلوں کے معاملات میں مداخلت نہیں کی ۔ جب اس کونسل کا ایک قرضہ یک ہوا تو انہوں نے اس قرضہ کو رکوا دیا اور اس کے بعد اگر کوئی اعتراض کیا جاتا تھا تو ان کے اپنے کونسلر حضرات کا ایک اپنا ہاؤس ہے اگر کوئی اعتراض کیا جا سکتا تھا تو وہ ان کی حمایت کے کونسلر ہیں کر سکتے تھے ، وہ کرتے وہاں وہ یہ کہتے کہ یہ ہمارے مفاد میں نہیں تو ہاؤس اس کو مسترد کر سکتا تھا یا منظور کر سکتا تھا ۔ ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم اس لوکل کونسل کے معاملات میں مداخلت کریں ۔ لیکن میں پھر بھی یہ بات آپ کے سامنے کہنا چاہتا ہوں کہ میں میئر صاحب کو بلاؤں گا اور اس معاملے کو بیٹھ کر خوش اسلوبی سے طے کر لیں گے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی میں پہلے کبھی روایت نہیں تھی ۔ ہم نے بڑی اچھی جمہوری روایات قائم کی ہیں اور وزیر قانون صاحب مداخلت کرنے لگے تھے میں مبارک دیتا ہوں لوکل گورنمنٹ کے وزیر کو کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری کا احساس کیا ہے ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم پورے جمہوری طریقے سے چلیں ۔ مجھے اجازت دیں کہ میں وزراء صاحبان کی اطلاع کے لئے حزب اختلاف کے حقوق سے اور حزب اختلاف کی شیڈو کیبنٹ کے حقوق سے ان کو مطلع کروں ۔ تاکہ افہام و تفہیم میں زیادہ آسانی پیدا ہو سکے ۔ اور یہ may's میز پارلیمانی پریکٹس نہیں ہے بلکہ may's میز پارلیمانی پریکٹس اینڈ پروسیجر ہے جو ہندوستان میں پارلیمانی پریکٹس اختیار کی گئی ہے اس سے پڑھوں گا ۔

جناب سپیکر : یہ اس پریولیج موشن کے متعلق ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جی ہاں وہ اس طرح ہے کہ ہمارے استحقاق ہیں کیا ۔ اگر اجازت دیں تو تین چار چیزیں پڑھ کے سنا دوں ۔

جناب سپیکر : ارشاد فرمائیے ۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, the Parliamentary system of Government makes it obligdtory for the opposing forces to struggle for power on the floor of the House by recognizing parliamentary methods. One of the biggest parliamentary achieve-

ments of the present country is that the role of the opposition has been formally recognized and given a due place in parliamentary system. The Leader of the Opposition is thus an important person. He is a shadow Prime Minister, (that is shadow Chief Minister) in the Province, and has to prepare to take up the responsibility of forming a Government of his party if it secures majority, or if the Government resigns or defeated.

The Leader of the Opposition is the official spokesman of the minority or the minorities and to that end he zealously watches any encorachment on their rights, his task though not so difficult as that of the Prime Minister is of sufficient great public importance because he has to maintain a team as a shadow cabinet ready to take over the administration.

The Leader of the Opposition is invited by the Chief Minister before the latter makes a policy statement in the House, is given a copy of the statement in advance and his suggestions for issue of any particular business on a particular day are as far as possible accepted by the Speaker and the Leader of the House.

میں عرض کروں کہ آج اس کو اگر مذاق سمجھا جائے لیکن اگر ہم نے ان پارلیمانی روایات کی پیروی کی تو ہماری جمہوریت قائم رہے گی۔ پھلے پھولے گی، ہم اس کی اچھی مثال قائم کریں گے۔ عثمان ابراہیم صاحب اس وقت عام ممبر کی حیثیت سے نہیں بول رہے وہ Shadow Cabinet کے وزیر کی حیثیت سے بول رہے ہیں۔ جی ہاں یہ میں ثابت کرتا ہوں اور میں ان وزراء صاحبان سے پوچھتا ہوں کہ اگر ان کے خلاف کوئی کارپوریشن قرارداد پیش کرے تو اس کے متعلق تو یہ بااختیار ہیں۔ کیونکہ اس کو جائز یا ناجائز نوٹس دے دیں گے۔ شوکاز نوٹس دے دیں گے۔

Why you should not be suspended. Why you should not be removed.

ہمارے پاس وہ اختیارات نہیں ہیں اور آپ نے ہمارا تحفظ کرنا تھا،

My Member of the Shadow Cabinet has to be given very very special treatment.

مخدوم زادہ سید حسن محمود : وہ ٹھیک ہے لیکن جو term of description of property ہے لاہور میں ہوں گی کارپوریشن کی زمین میں نزول کی زمین ، اوقاف کی زمین ، فوج کی زمین ، سول ایوی ایشن کی زمین ، ریونیو کی زمین لاہور میں ، کوئی کالونی کی زمین نہیں ہو سکتی ہے ۔ It is acquired for colony.

رانا پھول محمد خان : جناب والا! میں عرض کروں گا کہ جب یہ صوبہ مغربی پاکستان تھا۔ جس میں چاروں صوبے شامل تھے ۔ اس وقت بھی یہ مغربی پاکستان اسمبلی کہلاتی تھی ۔ اسی طرح سے ریونیو منسٹر کے پاس کالونیز، اشتمال اور ریونیو ہوتا تھا ۔ لیکن اب ون یونٹ ٹوٹ جانے کے بعد جس طرح سے یہ چار صوبے کہلاتے ہیں. اسی طرح سے محکمہ مال کے وہ تینوں محکمے الگ الگ محکمے کہلاتے ہیں ۔ اور کالونی کے وزیر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی تحصیلدار کو تبدیل کر سکے ، یا اس کو معطل کر سکے ۔ جب یہ چیز ان کے دائرہ اختیار میں بھی نہیں ہے ۔ ان کے ماتحت ہی نہیں ، ان کے محکموں کو شمار نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ کالونی ڈسٹرکٹ ہے جو کہ نئی آبادیاں ہیں ۔

جناب سپیکر : شکریہ راناصاحب ۔ تشریف رکھیں ۔

وزیر آبپاشی : جناب سپیکر ! اس میں صرف اتنا وضاحت طلب نکتہ رہ گیا ہے کہ تحصیلدار کئی حیثیت میں کام کرتا ہے ۔ وہ دو تین حیثیتوں میں کام کرتا ہے جس طرح سے عشر اور زکوۃ کی وصولی ہے وہ بھی تحصیلدار ہی کرتا ہے ۔ اسی طرح سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے ۔ وہ ایک اس کی علیحدہ ڈیوٹی ہے اور کلکٹر ہوتا اس کی الگ ڈیوٹی ہے ۔ کالونی ڈیپارٹمنٹ کے سارے معاملات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور تحصیلدار وہ سیدھے کالونی ممبر کو بھیجتے ہیں ۔ اور سیکرٹری کالونی کو بھیجتے ہیں اور وہ دو حیثیتوں میں کام کرتا ہے ۔

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب سپیکر ! میں وزیر آبپاشی کی اطلاع کے لئے جناب کی وساطت سے یہ عرض کردوں کہ عشر زکوۃ کی وصولی کے لئے تحصیل دار الگ تعینات ہو چکے ہیں اور وہ وزیر مال رہتے ہوئے اس بات سے بھی بے خبر ہیں اور جناب کے علاقے میں بھی عشر و زکوۃ کے تحصیل دار الگ الگ ہیں ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر پر موصوف پوائنٹ آف

آرڈر کر دیتے ہیں۔ ان کو تو رد کا نہیں جا سکتا۔ ویسے جناب والا! عشر و زکوٰۃ کے تحصیلدار بھی منسٹر ریونیو تقرر کرتے ہیں، عشر و زکوٰۃ والے منسٹر اس کی تقرری نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب والا : یہ ان کی علیحدہ علیحدہ حیثیت ہے، بنیادی طور پر ان کا محکمہ محکمہ ریونیو ہوتا ہے۔ لیکن اس کی ایک حیثیت ہے جسمیں وہ کالونی ڈیپارٹمنٹ کے کام کرتا رہتا ہے۔

وزیر زراعت : جناب والا! جناب کی اجازت سے :۔

I will set the record right.

I must explain the position on this point.

میں عرض کروں جناب والا! کہ جناب نے مختلف آراء سنیں، اس بارے میں تھوڑا سا Nice distinction between the points put forth. میں عرض کرتا ہوں، کہ صوبے میں پراونشل گورنمنٹ کی بہت زمینیں ہوتی ہیں، بلکہ ایک ہی ڈسٹرکٹ میں مختلف قسم کی زمینیں ہو سکتی ہیں، اصل میں میسٹے یہ ہے کہ کالونائزیشن آف گورنمنٹ لینڈ ایکٹ 1912 جو ہے وہ ایک ایکٹ ہے۔ جو لینڈ کالونی ایکٹ 1912 کے تحت آتی ہیں۔ اس کو کلکٹر کالونی ایکٹ کے تحت اس کو ڈیل کر سکتا ہے۔ جو زمین کالونی ایکٹ کے تحت نہیں آتی ہے۔ اس کو ریونیو ڈیل کرے گا۔ کالونی بھی بے شک ریونیو کا حصہ ہے۔ اور ایجنسی وہی ہے اس کو اس طرح کے اختیارات دے کر۔ اسی کلکٹر کالونیز کے پاس اختیارات ہیں۔ کالونائزیشن ایکٹ کے تحت اور ریونیو ایکٹ کے تحت اختیارات ہیں۔ اسی کلکٹر کے مختلف اختیارات ہیں جو کہ ریونیو کلکٹر ہے۔ اگر کسی زمین پر کالونائزیشن آف گورنمنٹ لینڈ ایکٹ 1912 لگتا ہے۔ چونکہ کچھ پرانی آبادیاں ہیں جو کہ اس ایکٹ کے تحت سیٹل نہیں ہوئی ہیں۔ مثلاً جو فیصل آباد کالونی تھی وہ نئی آبادی 1912 ایکٹ کے تحت تھی۔ بہاولپور، بہاولنگر اور ساہیوال میں کالونی ایکٹ کے تحت زمینیں تقسیم ہوئیں۔ ان پر کالونی ایکٹ 1912 لاگو ہوتا ہے۔ لیکن کئی زمینیں پرانی ہیں جو اس کالونی ایکٹ کے تحت آباد نہیں ہوئی ہیں۔ بلکہ ازلی اور ابدی جہاں سے پہلے مالک چلے آرہے تھے۔ گورنمنٹ نے ان کو یہ زمینیں کالونی ایکٹ کے تحت الاٹ نہیں کیں۔ وہ تمام زمینیں ریونیو کے تحت آئیں گی۔ اگر اس زمین پر کالونی ایکٹ

1912 لاگو ہوتا ہے۔ تو یہ کالونی ایکٹ گنا جائے گا اور پھر دفعہ 24 کالونی ایکٹ کے تحت جو نوٹس دیا گیا ہے۔ اس کو کالونی ڈیپارٹمنٹ ڈیل کرے گا۔ اگر اس پر کالونی ایکٹ لاگو نہیں ہوتا ہے۔ تو پھر یہ ریونیو کی زمین تو ہوگی لیکن کالونی کی زمین نہیں ہو گی مجھے یہ پتہ نہیں کہ اس پر کالونی ایکٹ 1912 لاگو ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے۔ اگر تو یہ پرانا ڈسٹرکٹ ہے تو نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر کالونی ایکٹ کے تحت زمین تقسیم ہوئی ہے تو پھر کالونی ایکٹ لاگو ہوگا۔ کالونی کی زمین شمار ہوگی۔ اس میں یہ ایک distinction ہوگا۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر: منسٹر کالونی مجھے بتا سکیں گے۔ کہ اس پر کالونی ایکٹ لاگو ہے یا نہیں۔

وزیر کالونیز: جناب والا! جس طرح سے چوہدری صاحب نے جیسے فرمایا، بڑی مختصر بات ہے، کہ جو بھی گورنمنٹ کی بقایا........

مخدوم زادہ سید حسن محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ آنریبل منسٹر دوسرے کو نام سے نہیں پکار سکتا ہے۔ وزیر آبپاشی کہیں، نام سے نہیں پکار سکتے۔

منسٹر کالونیز: جناب سپیکر! جس اسمبلی میں میرے فاضل دوست رہے ہیں میں بھی اس اسمبلی میں رہا ہوں۔ یہ تمام آداب میرے علم میں ہیں، بات صرف یہ ہے کہ جو بقایا سرکار ہے۔ چاہے وہ نزول لینڈ ہو، چاہے وہ کالونی کی لینڈ ہو، جب بقایا سرکار ہو جاتا ہے۔ تو اس کو کالونی ڈیپارٹمنٹ ڈیل کرتا ہے۔ اس کو الاٹ کریں، اس کو ٹرانسفر کریں، اس کو پٹہ پر دیں، وہ صرف کالونی ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے۔ (جناب رانا صاحب۔ یہ آداب میں نہیں ہے کہ آپ بیٹھے بیٹھے باتیں کریں۔) اس میں صرف یہ بات ہے کہ چونکہ مال کے کاغذات میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ زمین پراونشل گورنمنٹ کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بقایا سرکار ہے۔ اور جیسا وزیر زراعت نے یہاں پر تفاصیل بیان کی ہیں۔ وہ بات صرف یہی ہے کہ جناب تحصیلدار اور اے سی۔ دونوں جیسے اے سی ریونیو کا بھی کام کرتا ہے اور ہماری کالونی کا بھی کام کرتا ہے۔ اور اسی کے تحت انہوں نے کالونی ایکٹ کے تحت نوٹس جاری کیا ہے۔ اور صرف ان کو آگاہ

کیا ہے کہ آپ اس زمین پر ناجائز قابض ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی کاغذات ہیں تو برائے مہربانی وہ ہمیں دکھا دیں اور میں پھر ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کی کوئی الاٹمنٹ ہو، یا پٹہ پر انہوں نے اگر جائز طور پر لی ہو تو یہ ہمارے معزز ممبر ہیں ہم انشاءاللہ ان کی مدد فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟ ویسے یہ بات admissibility کے مرحلے سے گزر چکی ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پھر وزیر موصوف کی توجہ اس طرف مبذول کرواؤں گا کہ اس نوٹس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ 101 کنال زمین پر ہربنس پورہ میں غیر قانونی طور پر ملٹری قابض ہے۔ جناب والا! اس نوٹس میں یہ لکھا ہے کہ وہاں پر قبضہ ملٹری کا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجھے پھر کس لئے نوٹس دیا گیا ہے۔

میں جب اسمبلی کی کارروائی میں عوام اور رفاہ عامہ کے کاموں کے لئے مصروف ہوں تو پھر مجھے یہ ذہنی کوفت کیوں دی گئی ہے کس صلہ کے طور پر دی گئی ہے۔ جب یہ خود ہی اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ اس زمین پر ملٹری قابض ہے تو یہ نوٹس بھی ملٹری کو بھیجتے ملٹری والوں سے بات کرتے اور مجھے تب پوچھتے ....

چوہدری غلام رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ استحقاق personal attendance کے متعلق ہے اور جناب کے سامنے جو مسئلہ درپیش ہے وہ یہ نہیں ہے کہ disputed property ہے۔ صوبائی حکومت ہے، یا ریونیو ڈیپارٹمنٹ ہے، کالونیز ڈیپارٹمنٹ ہے، جناب کے سامنے فی الحال ان کا جو استحقاق ہے وہ یہ ہے کہ اجلاس کے دوران مجھے طلب کیا گیا ہے۔ حالانکہ انہیں personally وہاں پر نہیں طلب کیا گیا He can appear through counsel.

اس میں personal attendance نہیں ہے۔ اس لئے میری یہ گذارش ہے کہ یہ ان کا استحقاق نہیں بنتا۔

Mr.Speaker : This is not a point of order.

چوہدری غلام رسول : نہیں جناب ان کا موقف یہ ہے کہ......

جناب سپیکر : یہ آپ میری رہنمائی کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ سے اگر رہنمائی چاہوں تو آپ کریں......

چوہدری غلام رسول : جناب سپیکر! یہ جو ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔اس سلسلے میں یہ گذارش کر رہا ہوں کہ ان کو ذاتی طور پر وہاں طلب نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔مہربانی۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں......

جناب سپیکر : شاہ صاحب آپ بھی میری رہنمائی فرمانا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ : جی میں تو صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کے قیام سے قبل یہ ہوتا تھا کہ ایک وزیر کے ماتحت دو افسر ہوا کرتے تھے اور اب یہ ایک نئی روایت ڈال دی گئی ہے کہ ایک افسر پر دو وزراء مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اس کی مثال تو بالکل اس طرح سے ہے جیسے ایک عورت کے دو خاوند ہو جائیں۔ (قہقہے)۔

Mr. Speaker : It is revenue case of civil nature, and matter of ordinary administration. It is ruled out of order.

جناب میاں مختار احمد شیخ صاحب (تشریف نہیں رکھتے) ۔جناب رانا پھول محمد خان

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر اس سے پیشتر کہ میں اپنی تحریک استحقاق پیش کروں اگر جناب مجھے یہ اجازت بخشیں تو مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دے دیں۔

حاجی محمد بوٹا : جناب سپیکر شیخ صاحب تو نہیں ہیں مجھے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر : ان کے behalf پر آپ تحریک استحقاق پیش نہیں کر سکتے۔

آوازیں : دونوں کا نام لکھا ہوا ہے۔
رانا پھول محمد خاں : جناب سپیکر! میں یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ حال ہی میں وقوع پذیر ....
جناب سپیکر : حاجی محمد بوٹا صاحب ٹھیک فرماتے ہیں تحریک استحقاق میں دونوں نام ہیں۔ اگر آپ چاہیں گے تو رانا صاحب کے بعد میں آپ کو تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دے دوں گا۔

ایم پی اے کے ذاتی کردار پر ناجائز حملہ

رانا پھول محمد خاں : جناب سپیکر! حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج مورخہ 3 جون 1986 کے روزنامہ "نوائے وقت" کے صفحہ تین کے کالم ایک پر "ہمارا رانا پھول محمد خان سے نظریاتی اور سیاسی اختلاف ہے، دشمنی نہیں ہے، سردار محمد عارف نکئی وزیر مال کی طرف سے شائع ہوا ہے جس میں میرے ذاتی کردار پر ناجائز حملہ کیا گیا ہے اور مجھے ظالم، غنڈہ، ورسہ گیر اور بدمعاش کے القاب سے نوازا گیا ہے اور کالم کی سطر 11 میں لفظ بدمعاش کے ساتھ صلح نہیں ہو سکتی درج ہے۔ جناب وزیر مال صاحب اور ان کے بھائی سردار عبدالحمید صاحب، ایم این اے اور ان کے داماد سردار طالب حسین نے ایک مشترکہ بیان میرے خلاف جاری کیا ہے۔ جو کہ سراسر جھوٹ اور بے معنی ہے۔ اور اس معزز ایوان کی نظر میں میری عزت کو گھٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ حقائق پر ایک مفصل بیان تحریک کی اجازت پر بیان کروں گا۔
جناب سپیکر! اگر مجھے اجازت ہو تو ....
جناب سپیکر : جی فرمائیں۔
رانا پھول محمد خاں - گذارش یہ ہے کہ اخبار کا مضمون نویس نے تقریباً پڑھ

ہی لیا ہے۔ اور یہ دو اخباروں میں شائع ہوا ہے۔ ہماری جماعت مسلم لیگ کی پارٹی میٹنگ ہوئی تھی اور اس پارٹی میٹنگ میں میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہم سب کو اتحاد سے رہنا چاہیے اور یہ شرط بھی پیش کی کہ میری اور سردار محمد عارف صاحب کے ساتھ صلح کے لئے آپ سے نہیں کہوں گا کیونکہ ہم خود بھی صلح کر سکتے ہیں اور ہم آپس میں بھائی ہیں۔ جناب والا! اس پر سردار محمد عارف صاحب اٹھے۔ میں اس وقت سٹیج سے نیچے آچکا تھا اور اس معزز ایوان کے تقریباً 250 کے قریب یا 240 کے قریب ارکان اس بات کے گواہ ہیں کہ سردار صاحب نے مجھے بازو سے پکڑا اور کہا آؤ آؤ آج ہی کریں۔ میری خاندانی روایات ....

آوازیں : کیا کریں گے۔؟

(قطع کلامیاں) (قہقہے) -

رانا پھول محمد خان -: صلح کریں گے۔ اور آج ہی صلح کریں گے۔ میں نے لفظ صلح کا پہلے ہی ذکر کیا ہے۔ میری خاندانی روایات نے اور میرے خالص خون نے مجھے مجبور کیا کہ میں اپنی خاندانی روایات کو قائم رکھوں۔ ہمارا زمینداروں کا یہ اصول ہے کہ جب کبھی آپس میں کوئی مخالفت ہو اور ایک بھائی آکر بازو سے پکڑے یا کہہ دے تو ہم تمام گلے دور کئے دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ایک ہیں۔ میں نے ان کے حکم پر سٹیج پر جا کر میں نے اور وزیر مال صاحب نے کلمہ پڑھا اور اسے علاقے کی برائی کے خاتمے کے لئے اور اپنے اتحاد کے لئے ہم نے اسمبلی کے معزز اراکین کے سامنے قسم اٹھا کر وعدہ کیا اور یہ وعدہ کرنے کے بعد میں نے یہ گذارش کی کہ یہ معزز اراکین اسمبلی گواہ رہیں کہ اگر ہم میں سے کوئی معاہدے سے منحرف ہوا تو اس کا منہ کالا کیا جائے۔

جناب والا! میں اس معزز ایوان میں مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے اراکین کے سامنے حاضر ہوں اور اگر مجھ سے کوئی بد عہدی ہوئی ہے تو یہ میرا منہ کالا کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ جناب والا مجھے بدمعاش کہنا، میں بدمعاش نہیں، میں رسہ گیر نہیں، میں پولیس کا ٹاؤٹ نہیں۔ میں تھانیداروں اور مجسٹریٹوں کے نام پر لوگوں سے پیسے لے کر نہیں کھاتا بلکہ میں تو وزیر مال صاحب کا محسن ہوں کہ میری مخالفت کی وجہ سے ان کو وزارت ملی۔ میرے غلط رویے کی وجہ سے، یا صحیح رویے کی وجہ سے

ان کو نوازا گیا ورنہ میٹرک یا انڈر میٹرک وزیر مال ہو سکتے ہیں تو بس تین چار جماعت پڑھا ہوا آدمی وزیر احتساب تو ہو سکتا اور وہ ایف اے یا بی اے مجھے اس سے غرض نہیں یا میں ان کی ذات پر کوئی حملہ نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ میں تو ان کا احترام کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا اگر مجھے وزیر احتساب بنا دیا جائے جس میں لکھنے پڑھنے کی اجازت نہیں ہے.........

وزیر مال : (سردار محمد عارف) پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میں نے کل بھی رانا صاحب کو قرآن پر حلف دے کر یہ کہا تھا کہ میری طرف سے کوئی پریس کانفرنس نہیں ہوئی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آپ اپنے جواب میں بات کریں۔

This is not a point of order.

وزیر مال : جناب والا! میں یہ وضاحت کر رہا ہوں کہ رانا صاحب ذاتی حملے کر رہے ہیں۔ اس سے ایوان کا تقدس مجروح ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا میں وزیر مال صاحب کی یقین دہانی پر یقین رکھتا ہوں۔ اور اگر میں یقین نہ کروں تو میں اپنے ظرف کو نقصان پہنچاؤں گا اور میں بھی کم ظرفوں میں شامل ہو جاؤں گا۔ جناب والا میں یہ تسلیم کروں گا لیکن میں یہ گذارش کئے دیتا ہوں کہ اگر آج بھی مجھے وزیر احتساب بنا دیا جائے۔ تو میرے پاس ایسے ایسے ثبوت موجود ہیں کہ وزیر مال صاحب کو میرے حکم پر کوٹ لکھپت جانا پڑے گا۔ (قہقہے)۔

اور اگر میں یہ تحقیق کر کے فیصلہ نہ کر سکوں تو میں جناب کو اور اس معزز ایوان کو اختیار دیتا ہوں اور حزب اختلاف کے ارکان کو بھی یہ اختیار دیتا ہوں کہ وہ مجھے گولی سے اڑا دیں اور میرے وارث کوئی چارہ جوئی نہیں کریں گے۔

There is Civil Court Sir. He can file a declaratory suit, that I am the rightful owner and I should not be interfered with.

اور وہاں سے یہ حکم امتناعی حاصل کر سکتے ہیں ۔
تو یہ process جو انہوں نے اختیار کیا ہے یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں تحریک استحقاق تب بنتی ہے جب کوئی قانون نہ ہو کوئی remedy available نہ ہو۔

He should go there and file a civil suit.

Mr. Speaker : Let us hear the Minister concerned.

وزیر نوآبادیات : جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو اگر قانونی نقطہ نظر سے دیکھا جائے، تب بھی یہ نہیں بنتی اور حقائق کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تب بھی یہ نہیں بنتی۔ میں پہلے آپ کو اپنے دوست کی واقفیت کے لئے حقائق سے آگاہ کروں گا۔ جناب سپیکر! ریونیو ریکارڈ میں یہ درج ہے۔ خانہ ملکیت میں صوبائی حکومت ہے۔ خانہ کاشت میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مقبوضہ محکمہ ملٹری بذریعہ محکمہ ریلوے معرفت محمد اسحاق ولد کرم دین قوم ارائیں پٹہ جات۔ جناب والا! اس ضمن میں میں یہ گذارش کروں گا کہ اصل ملکیت صوبائی حکومت کی ہے۔ اس کے بعد کچھ عرصہ یہ زمین ریلوے کے پاس رہی پھر اس کے بعد ملٹری کے پاس چلی گئی اور اس کے بعد میرے قابل احترام دوست کے پاس چلی گئی۔ اس میں دیکھنا یہ ہے کہ اصل مالک کون ہے؟ اس میں اصل مالک صوبائی حکومت ہے۔ اگر ریلوے اس زمین پر قابض رہی ہے تو وہ بھی ناجائز تھی۔ اگر ملٹری رہی ہے تو وہ بھی ناجائز رہی ہے۔ اور اگر انہوں نے اسحاق صاحب کو پٹے پر دی ہے تو یہ معاملہ ابھی زیر غور ہے۔ ہم اس کو دیکھ رہے ہیں۔ میں ان کی تسلی کے لئے صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ نوٹس جو انہیں گیا ہے، یہ اسحاق صاحب اکیلے کو نہیں گیا۔ یہ نوٹس وہاں پر تمام آبادی کو گئے ہیں۔ گورنمنٹ اپنی زمین کے کوائف اکٹھے کر رہی ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے نوٹس صرف یہ دیا ہے کہ ریکارڈ کے مطابق ہمارے نوٹس میں آیا ہے کہ یہ زمین گورنمنٹ کی ہے۔ اور آپ یہاں ناجائز قابض ہیں۔ آپ برائے مہربانی آ کر ہمیں وضاحت کر دیں کہ کس کس حیثیت میں اور کس حکم کے تحت بیٹھے ہیں۔ میاں صاحب کو کسی ریونیو آفیسر نے پابند نہیں کیا۔ نہ انہیں وہاں پر روکا گیا ہے۔ میرے خیال میں

نہ تو انہیں آئین نے ایسا حق دیا ہے اور نہ کسی قانون نے اور نہ ہی کسی قواعد و ضوابط نے دیا ہے۔ یہ ان کا پرائیویٹ حق ہے اور انہوں نے انہیں وہاں پر پرائیویٹ طلب کیا ہے۔ یا صرف انہیں نوٹس دیا ہے کہ آپ کسی وقت آ کر وضاحت کریں۔ میاں صاحب نے وہاں پر خود یہ تحریر فرمایا ہے کہ اسمبلی سیشن ہو رہا ہے۔ اس کے بعد میں آپ کو اپنے کاغذات دکھا دوں گا۔ تو میں میاں صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ انہیں یہ نوٹس بطور ایم پی اے نہیں گیا، یہ انہیں بطور محمد اسحاق دیا ہے۔ یہ اس طرح ہی ہے کہ اگر مجھے بطور وزیر کوئی پراپرٹی ٹیکس آ جائے تو اس میں قانون اور ضابطے کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ یہ میرا ایک پرائیویٹ معاملہ ہے۔ اگر مجھے سرکار کا بقایا دینا ہے اور مجھے وہ نوٹس دے دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک دی جائے اور اس پر بحث کی جائے۔ یہ تو انہیں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ آپ اس زمین پر قابض ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی قانونی جواز ہے یا آپ ناجائز قابض ہیں۔ آپ آ کر وضاحت کر دیں۔ میں اسحاق صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی وہ وہاں گئے۔ اگر ان کی قانونی الاٹمنٹ ہے تو انشاءاللہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو گی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! معاملہ یہ نہیں ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اسمبلی کے تقدس اور ممبران کے فرائض کی ادائیگی میں جب بھی intimidation یا ایسی مداخلت ہو گی دس دن بعد تک یہ نہیں ہو سکتی۔ میرے پاس درخواستیں ہیں جہاں وزراء رقبوں پر ناجائز قابض ہیں۔ اور قبضہ بڑھتا جا رہا ہے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کے پاس یہ معلومات آتی ہیں۔ میں نے تو یہ سوالات نہیں اٹھائے۔ جب موقع آئے گا تو سامنے رکھ دوں گا۔ لیکن ممبر کی کارکردگی میں مداخلت یا اسمبلی کے دوران اس طرح کی کارروائی اس کے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں مداخلت کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر: میں مخدوم زادہ صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ متعلقہ محکمہ کی طرف سے میاں محمد اسحاق صاحب کو ان کی اس پراپرٹی کے سلسلے میں جو نوٹس ہے یہ ان کا breach of privilege کیسے بنتا ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ اس طرح بنتا ہے۔ اگر آپ intimidation

molestation آپ لے لیں، اگر prevention of duties کا لے لیں۔ میرے پاس تو بہت رولنگز ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں کیسے بنتا ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: وہ اس طرح بنتا ہے۔ میں اسمبلی آیا ہوں۔ میں یہاں تقریر کر رہا ہوں۔ اچانک مجھے ایک نوٹس دیا جاتا ہے، جائز یا ناجائز، جو criminal offence نہیں ہے murder نہیں ہے، ایک سول civil litigation ہے، سول مقدمہ ہے۔ آپ کے رولز میں ہے کہ پندرہ دن پہلے اور پندرہ دن بعد۔ یہ intimidation ہے۔ یہ ایک threat ہے۔ یہ weapon استعمال کئے جا رہے ہیں۔ یہ پندرہ بیس دن انتظار نہیں کر سکتے تھے؟ وہ جائیداد اکھاڑ کے کوئی یورپ لے جا رہے تھے؟ جائیداد بھی موجود ہے۔ اگر غیر قانونی قبضہ ہے تو وہ بھی ہو جاتا۔ پندرہ دن انتظار کیوں نہیں کیا؟

...... Listen to the threat given to the members of the Assembly. کہ آپ جتنی تقریر کریں گے ہم آپ کے خلاف یہ انکوائری کریں گے، فلاں انکوائری کریں گے اور It is obstruction in our duties as members of the Assembly.

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب! آپ کوئی رول کا حوالہ دے کر میری راہنمائی فرمائینگے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! اگر آپ اس کو defer کریں تو میں آپ کو بس کنونشن اور رول نکال کر دوں گا لیکن مجھے وقت چاہیے۔ آپ بیشک اسے کل تک ملتوی کر دیں۔ اس سلسلے میں میز پارلیمنٹ پریکٹس تو بھری پڑی ہے۔ اور پریویلیج کے کسٹوڈین آپ ہیں۔ صفحوں کے صفحے Amounts to breach of privilege of a member.

میاں محمد اسحاق: جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ رول پڑھ دوں جو تنخواہ الاؤنسز اور ممبران کے استحقاق کے متعلق ہے یہ نمبر 4 پر آپ پہلے رولنگ بھی دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کونسی کتاب ہے۔ یہ پریویلیج آف ممبرز ہے۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا! یہ صفحہ 2 پر ہے۔
جناب سپیکر : صفحہ نمبر 2
میاں محمد اسحاق : جی ۔

"4. (1) No Member shall be detained under any Provincial Law relating to preventive detention or be required to appear in person in any Civil or Revenue Court, or before any Commission or Election Tribunal during a session of the Assembly and for a period of fourteen days before and fourteen days after the session of the Assembly. . . ."

جناب سپیکر : یہ تو ٹھیک ہے۔

وزیر نو آبادیات : (جناب محمد ارشد خاں لودھی) ۔ جناب والا ۔ اس کو کسی عدالت میں پیش ہونے کے لئے نہیں کہا جا سکتا ۔ کوئی ریونیو کورٹ ہو ، کوئی سول کورٹ ہو اور یہاں پر تو صرف انہیں مطلع کیا گیا ہے ۔ سول لاء میں ٹھیک ہے کہ پریولیج ہے ۔ لیکن اس نوٹس پر اگر آپ غور فرمائیں تو یہ نوٹس کے ذریعے انہیں مطلع کیا گیا ہے کہ آپ ناجائز طور پر وہاں پر قابض ہیں ۔ ان کو پابند نہیں کیا گیا کہ آپ پیش ہوں یا آپ اپنی کارروائی سے رک جائیں اور اس کے بعد ہمارے پاس آئیں ۔ ایسی کوئی پروویژن وہاں پر نہیں ہے ۔ اور یہ ریکارڈ کے مطابق کیا گیا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز ۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا! میں وہ عدالت کا آرڈر پڑھتا ہوں ۔ یہ لکھا ہوا ہے " بعدالت جناب تحصیلدار / اسسٹنٹ کلکٹر کینٹ لاہور ۔

جناب سپیکر : میاں صاحب ذرا نوٹس پڑھ دیں

میاں محمد اسحاق : جناب والا! میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مجھے عدالت میں بلایا گیا ہے ۔

جناب سپیکر : میاں صاحب آپ یہ نوٹس پڑھ دیں ۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا! میں پڑھتا ہوں ۔ "کہ ہرگاہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ رقبہ ملکیتی پراونشل گورنمنٹ مقبوضہ محکمہ ملٹری خسرہ نمبر عام 2646 اور 3767 قطعہ 2 تعدادی 101 کنال ہربنس پورہ میں غیر قانونی طور پر تحت ملٹری قابض ہے۔ یہ رقبہ برائے رفاہ عامہ حکومت کو درکار ہے ۔۔۔۔۔۔"

جناب سپیکر: میاں صاحب یہ ملٹری کیسے۔اسے ذرا دھرا دیں۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا۔ یہ ہے ۔ "۔۔۔۔ 101 کنال ہربنس پورہ میں غیر قانونی طور پر تحت ملٹری قابض ہیں ۔ یہ رقبہ برائے رفاہ عامہ حکومت کو درکار ہے ۔ نیز آپ کے پاس اس پر قابض ہونے کا کوئی قانونی جواز بھی نہ ہے لہذا تحریک برائے نوٹس ھذا سے رقبہ زیر بحث کالونی نمبر 24 سے آپ کو بے دخل کیا جاتا ہے ۔اس لئے فوری طور پر اپنا قبضہ اراضی کو ہٹالیں ۔ بصورت دیگر آپ کے خلاف مزید کاروائی کی جائے گی ۔۔۔۔"

جناب والا! وہ میرے پاس نوٹس لے کر آئے تھے اس وقت میں اسمبلی میں پہنچا تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ کو صبح عدالت میں طلب کیا گیا ہے اور آپ ہمارے ہمراہ یہ کاغذات لے کر چلیں ۔

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ضلع لاہور کالونی ڈسٹرکٹ میں نہیں ہے اور وہ جناب لودھی صاحب سے متعلق نہیں ہے ۔ وہ کس حیثیت سے حاجی صاحب کی تحریک التوا کا جواب دے رہے ہیں ۔ یہ تو وزیر مال کا کام ہے ۔ کلکٹر صاحب ان کے ماتحت ہیں ۔ یہ بطور ریڈر کے تو جواب نہیں دے رہے ؟

وزیر کالونیز : جناب سپیکر! چونکہ سرکاری اراضی میرے متعلقہ ہے اس لئے میں اس کا جواب دے رہا ہوں ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! محترم وزیر صاحب غلط بیان فرما رہے ہیں۔ وہ زمینیں ان کے تابع ہیں جو کالونی میں ہیں وزیر کالونی کے ماتحت اور دوسرے وہ رقبہ جات جو پرانی آبادیوں میں ہے اور جن کا کالونی سے کوئی واسطہ نہیں وہ

وزیر مال صاحب کے محکمہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کالونی ڈسٹرکٹ ہے ؟

وزیر کالونیز: جناب والا! جو بھی سرکاری اراضی ہے ۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ وزیر مال کے متعلق ہے۔ تو پھر آپ جواب کیوں دے رہے ہیں ؟

وزیر کالونیز: جناب والا! جواب کسی سے متعلقہ بھی ہو وزراء میں سے کوئی وزیر بھی جواب دے سکتا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جناب لودھی صاحب! یہ بات نہیں ہے۔ اس میں جواب دینے کے لئے وزیر قانون صاحب اس پر جو قانونی معاملات ہیں وہ روشنی ڈال سکتے ہیں یا متعلقہ وزیر اس پر بات کر سکتے ہیں یا متعلقہ وزیر کی عدم موجودگی میں متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری بات کر سکتے ہیں۔

وزیر مال (سردار محمد عارف) جناب والا! میں نے اس سلسلے میں دریافت کیا تھا تو کالونیز کے ممبر ہیں انہوں نے کہا تھا کہ کیس لودھی صاحب کے انڈر آتا ہے۔ تیاری میں نے بھی کی ہوئی ہے۔ اگر آپ مجھے کہتے ہیں تو میں بھی اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن سیکرٹری کالونیز نے بتایا تھا کہ سرکاری اراضی جتنی پنجاب میں ہے وہ کالونیز کے تحت آتی ہے اور اس کا جواب لودھی صاحب دیں گے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر آبپاشی صاحب!

وزیر آبپاشی (جناب محمد اقبال) - پوائنٹ آف آرڈر ؟

میں یہ گذارش کروں گا کہ اس میں رانا صاحب نے خواہ مخواہ غلط فہمی پیدا کر دی ہے۔

جناب والا! صوبائی حکومت میں جتنی بھی زمین ہے اس کا تعلق محکمہ نو آبادیات سے ہے۔ اور محکمہ نو آبادیات کے وزیر جناب ارشد لودھی صاحب ہیں۔ ان کا محکمہ بالکل علیحدہ ہے۔ اس کا تعلق کالونی ڈسٹرکٹ سے نہیں ہے۔ کالونیز ڈیپارٹمنٹ ہر پروونشل گورنمنٹ کی زمین خواہ وہ کسی ضلع میں ہو

وہ متعلقہ منسٹر کالونیز والے ہوتے ہیں - میں نے یہ صرف Explain کرنے کے لیئے عرض کیا ہے۔

جناب سپیکر : وزیر مال کے متعلق نہیں ہے -

رانا پھول محمد خان : جناب والا! وزیر آبپاشی صاحب کس دفعہ کے تحت فرما رہے ہیں مجھے تو بتادیں - ریونیو اور کالونی دو الگ الگ محکمے ہیں - اور اگر وہ ایک ہی محکمہ ہے تو پھر وزیر بھی ایک ہونا چاہیئے - دو وزراء کا بوجھ پھر ایک محکمے پر نہیں ڈالنا چاہیئے

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر! اس میں جو confusion ہے وہ اس لئے ہے کہ ایک محکمے کے تین تین وزیر بنے ہیں - آپ کو تو اس سے پوچھنا چاہیئے جس نے یہ حکم دیا ہے کہ یہ کیا جائے - وہ اصل وزیر ہے - جس کے حکم کے تحت یہ ہوا ہے جو اعتراف جرم کر رہا ہے وہ اصلی وزیر ہے - وہ تو ایک ہی محکمے کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک Consolidation ایک Colonization اور ایک Revenue - تو آپ ایسا کیسے کریں - جو اعتراف کر رہا ہے اسے کرنے دیں -

وزیر آبپاشی : جناب سپیکر! کالونیز ڈیپارٹمنٹ بالکل علیحدہ محکمہ ہے اس کے سیکریٹری علیحدہ ہیں - اس کے ممبر بورڈ آف ریونیو علیحدہ ہیں اس میں کوئی confusion والی بات ہے ہی نہیں - اس لئے اس کا وزیر بھی علیحدہ ہو سکتا ہے اس میں کوئی غیر قانونی بات نہیں ہے -

(قطع کلامیاں)

چوہدری غلام رسول : پوائنٹ آف آرڈر -

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ یہ نوٹس تحصیل دار صاحب کی عدالت سے ہے اور تحصیلدار جو ہیں وہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے تحت آتے ہیں کالونی کے تحت نہیں آتے -

وزیر کالونیز (جناب محمد ارشد خاں لودھی) - جناب والا - گذارش یہ ہے کہ ان کو جو نوٹس serve ہوا ہے وہ کس matter کے بارے میں ہوا ہے - یہ وہ زمین ہے جو پراونشل گورنمنٹ کی ہے - اس نے اس کے تحت ان کو نوٹس

دیا ہے ، اور نوٹس بھی یہ دیا ہے کہ ......

جناب سپیکر : پہلے اس بات کا فیصلہ ہو جائے کہ خانصاحب صوبائی حکومت کی سرکاری اراضی کا تعلق محکمہ نوآدیات سے ہے۔

وزیر کالونیز : جی ہاں ، اسی ایکٹ کے تحت ان کو بے دخل کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر : جتنی صوبائی حکومت کی زمینیں ہیں ، سب کو کالونیز ڈیپارٹمنٹ ڈیل کرتا ہے۔

وزیر کالونیز : جتنی گورنمنٹ کی زمین ہے وہ کالونیز ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے اور جس جگہ پر بھی وہ واقع ہے

مخدوم زادہ سید حسن محمود : ابھی وزیر موصوف کو یہ علم نہیں ہے کہ تحصیلدار جو آپ نے کہا ہے کہ وہ ریونیو منسٹر کے تابع ہوتا ہے۔ اور یہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت آئے گا کہ کونسی کالونی کالونی کہلائے ، کالونی تو شہر سے باہر ہوتی ہے اور وہ کالونائز ہو چکی ہے۔ یہ لینڈ ایکوزیشن کے تحت آئے گا۔ اور تحصیلدار :- Administratively is under the Revenue Minister. یہ اس کی مجبوری اور ہو گئی ہے کہ تین وزیر بن گئے ہیں ، اور تینوں کی اس نے ماتحتی کر لی ہو تو وہ اور بات ہے۔

جناب سپیکر : مطلب یہ ہوگا ناکہ زمین جو ہے وہ منسٹر کالونیز کے انڈر ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : There is no such term. کہ فلاں زمین فلاں وزیر کے انڈر ہے۔

In every city either it is LDA or it is Revenue Department land.

یا نزول کی ہو گی یا کارپوریشن کی ہو گی یا ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی ہو گی۔

There is no colony in any city.

جناب سپیکر : ویسے تو کالونیز اور کارپوریشن یہ سب ریونیو کے تحت آتے ہیں۔ لیکن bifurcation کے بعد ان کی responsibility بھی divide ہو جاتی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : وہ ٹھیک ہے لیکن جو term of description of property ہے لاہور میں ہوں گی کارپوریشن کی زمین میں نزول کی زمین ، اوقاف کی زمین ، فوج کی زمین ، سول ایوی ایشن کی زمین ، ریونیو کی زمین لاہور میں ، کوئی کالونی کی زمین نہیں ہو سکتی ہے ۔ It is acquired for colony.

رانا پھول محمد خان : جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ جب یہ صوبہ مغربی پاکستان تھا جس میں چاروں صوبے شامل تھے ۔ اس وقت بھی یہ مغربی پاکستان اسمبلی کہلاتی تھی ۔ اسی طرح سے ریونیو منسٹر کے پاس کالونیز ، اشتمال اور ریونیو ہوتا تھا ۔ لیکن اب ون یونٹ ٹوٹ جانے کے بعد جس طرح سے یہ چار صوبے کہلاتے ہیں ۔ اسی طرح سے محکمہ مال کے وہ تینوں محکمے الگ الگ محکمے کہلاتے ہیں ۔ اور کالونی کے وزیر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی تحصیلدار کو تبدیل کر سکے ، یا اس کو معطل کر سکے ۔ جب یہ چیز ان کے دائرہ اختیار میں بھی نہیں ہے ۔ ان کے ماتحت ہی نہیں ، ان کے محکموں کو شمار نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ کالونی ڈسٹرکٹ ہے جو کہ نئی آبادیاں ہیں ۔

جناب سپیکر : شکریہ راناصاحب ۔ تشریف رکھیں ۔

وزیر آبپاشی : جناب سپیکر ! اس میں صرف اتنا وضاحت طلب نکتہ رہ گیا ہے کہ تحصیلدار کئی حیثیت میں کام کرتا ہے ۔ وہ دو تین حیثیتوں میں کام کرتا ہے جس طرح سے عشر اور زکوٰۃ کی وصولی ہے وہ بھی تحصیلدار ہی کرتا ہے ۔ اسی طرح سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے ۔ وہ ایک اس کی علیحدہ ڈیوٹی ہے اور کلکٹر ہونا اس کی الگ ڈیوٹی ہے ۔ کالونی ڈیپارٹمنٹ کے سارے معاملات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور تحصیلدار وہ سیدھے کالونی ممبر کو بھیجتے ہیں ۔ اور سیکرٹری کالونی کو بھیجتے ہیں اور وہ دو حیثیتوں میں کام کرتا ہے ۔

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب سپیکر ! میں وزیر آبپاشی کی اطلاع کے لئے جناب کی وساطت سے یہ عرض کر دوں کہ عشر زکوٰۃ کی وصولی کے لئے تحصیل دار الگ تعینات ہو چکے ہیں اور وہ وزیر مال رہتے ہوئے اس بات سے بھی بے خبر ہیں جس اور جناب کے علاقے میں بھی عشر و زکوٰۃ کے تحصیل دار الگ الگ ہیں ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر پر موصوف پوائنٹ آف

آرڈر کر دیتے ہیں۔ اِن کو تورد کا نہیں جا سکتا۔ ویسے جناب والا! عشر و زکوٰۃ کے تحصیلدار بھی منسٹر ریونیو تقرر کرتے ہیں۔ عشر و زکوٰۃ والے منسٹر اس کی تقرری نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب والا: یہ ان کی علیحدہ علیحدہ حیثیت ہے، بنیادی طور پر ان کا محکمہ محکمہ ریونیو ہوتا ہے۔ لیکن اس کی ایک حیثیت ہے جسمیں وہ کالونی ڈیپارٹمنٹ کے کام کرتا رہتا ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا! جناب کی اجازت سے :۔

I will set the record right.

I must explain the position on this point.

میں عرض کروں جناب والا! کہ جناب نے مختلف آراء سنیں، اس بارے میں تھوڑا سا Nice distinction between the points put forth. میں عرض کرتا ہوں، کہ صوبے میں پراونشل گورنمنٹ کی بہت زمینیں ہوتی ہیں، بلکہ ایک ہی ڈسٹرکٹ میں مختلف قسم کی زمینیں ہو سکتی ہیں، اصل میں ٹیسٹ یہ ہے کہ کالونائزیشن آف گورنمنٹ لینڈ ایکٹ 1912 جو ہے وہ ایک ایکٹ ہے۔ جو لینڈ کالونی ایکٹ 1912 کے تحت آتی ہیں۔ اس کو کلکٹر کالونی ایکٹ کے تحت اس کو ڈیل کر سکتا ہے۔ جو زمین کالونی ایکٹ کے تحت نہیں آتی ہے۔ اس کو ریونیو ڈیل کرے گا۔ کالونی بھی بے شک ریونیو کا حصہ ہے۔ اور ایجینسی وہی ہے اس کو اس طرح کے اختیارات دے کر۔ اسی کلکٹر کالونیز کے پاس اختیارات ہیں۔ کالونائزیشن ایکٹ کے تحت اور ریونیو ایکٹ کے تحت اختیارات ہیں۔ اسی کلکٹر کے مختلف اختیارات ہیں جو کہ ریونیو کلکٹر ہے۔ اگر کسی زمین پر کالونائزیشن آف گورنمنٹ لینڈ ایکٹ 1912 لگتا ہے۔ چونکہ کچھ پرانی آبادیاں ہیں جو کہ اس ایکٹ کے تحت سیٹل نہیں ہوئی ہیں۔ مثلاً جو فیصل آباد کالونی تھی وہ نئی آبادی 1912 ایکٹ کے تحت تھی۔ بہاولپور، بہاولنگر اور ساہیوال میں کالونی ایکٹ کے تحت زمینیں تقسیم ہوئیں۔ ان پر کالونی ایکٹ 1912 لاگو ہوتا ہے۔ لیکن کئی زمینیں پرانی ہیں جو اس کالونی ایکٹ کے تحت آباد نہیں ہوئی ہیں۔ بلکہ ازلی اور ابدی جہاں سے پہلے مالک چلے آ رہے تھے۔ گورنمنٹ نے ان کو یہ زمینیں کالونی ایکٹ کے تحت الاٹ نہیں کیں۔ وہ تمام زمینیں ریونیو کے تحت آئیں گی۔ اگر اس زمین پر کالونی ایکٹ

لاگو ہوتا ہے۔ تو یہ کالونی ایکٹ گنا جائے گا اور پھر دفعہ 24 کالونی ایکٹ کے 1912 تحت جو نوٹس دیا گیا ہے۔ اس کو کالونی ڈیپارٹمنٹ ڈیل کرے گا۔ اگر اس پر کالونی ایکٹ لاگو نہیں ہوتا ہے۔ تو پھر یہ ریونیو کی زمین تو ہو گی لیکن کالونی کی زمین نہیں ہو گی مجھے یہ پتہ نہیں کہ اس پر کالونی ایکٹ 1912 لاگو ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے۔ اگر تو یہ پرانا ڈسٹرکٹ ہے تو نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر کالونی ایکٹ کے تحت زمین تقسیم ہوئی ہے تو پھر کالونی ایکٹ لاگو ہو گا۔ کالونی کی زمین شمار ہو گی۔ اس میں یہ ایک distinction ہو گا۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر: منسٹر کالونی مجھے بتا سکیں گے۔ کہ اس پر کالونی ایکٹ لاگو ہے یا نہیں۔

وزیر کالونیز: جناب والا! جس طرح سے چوہدری صاحب نے جیسے فرمایا، بڑی مختصر بات ہے، کہ جو بھی گورنمنٹ کی بقایا........

مخدوم زادہ سید حسن محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ آنریبل منسٹر دوسرے کو نام سے نہیں پکار سکتا ہے۔ وزیر آبپاشی کہیں، نام سے نہیں پکار سکتے۔

منسٹر کالونیز: جناب سپیکر! جس اسمبلی میں میرے فاضل دوست رہے ہیں میں بھی اس اسمبلی میں رہا ہوں۔ یہ تمام آداب میرے علم میں ہیں، بات صرف یہ ہے کہ جو بقایا سرکار ہے۔ چاہے وہ نزول لینڈ ہو، چاہے وہ کالونی کی لینڈ ہو، جب بقایا سرکار ہو جاتا ہے۔ تو اس کو کالونی ڈیپارٹمنٹ ڈیل کرتا ہے۔ اس کو الاٹ کریں، اس کو ٹرانسفر کریں، اس کو پٹہ پر دیں، وہ صرف کالونی ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے۔ (جناب راناصاحب۔ یہ آداب میں نہیں ہے کہ آپ بیٹھے بیٹھے باتیں کریں۔) اس میں صرف یہ بات ہے کہ چونکہ مال کے کاغذات میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ زمین پراونشل گورنمنٹ کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بقایا سرکار ہے۔ اور جیسا وزیر زراعت نے یہاں پر تفاصیل بیان کی ہیں۔ وہ بات صرف یہی ہے کہ جناب تحصیلدار اور اے سی۔ دونوں جیسے اے سی ریونیو کا بھی کام کرتا ہے اور ہماری کالونی کا بھی کام کرتا ہے۔ اور اسی کے تحت انہوں نے کالونی ایکٹ کے تحت نوٹس جاری کیا ہے۔ اور صرف ان کو آگاہ

کیا ہے کہ آپ اس زمین پر ناجائز قابض ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی کاغذات ہیں تو براہِ مہربانی وہ ہمیں دکھا دیں اور میں پھر ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کی کوئی الاٹمنٹ ہو، یا پٹہ پر انہوں نے اگر جائز طور پر لی ہو تو یہ ہمارے معزز ممبر ہیں ہم انشاء اللہ ان کی مدد فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟ ویسے یہ بات admissibility کے مرحلے سے گزر چکی ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پھر وزیر موصوف کی توجہ اس طرف مبذول کرواؤں گا کہ اس نوٹس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ 101 کنال زمین پر ہربنس پورہ میں غیر قانونی طور پر ملٹری قابض ہے۔ جناب والا! اس نوٹس میں یہ لکھا ہے کہ وہاں پر قبضہ ملٹری کا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجھے پھر کس لئے نوٹس دیا گیا ہے۔

میں جب اسمبلی کی کارروائی میں عوام اور رفاہ عامہ کے کاموں کے لئے مصروف ہوں تو پھر مجھے یہ ذہنی کوفت کیوں دی گئی ہے کس صلہ کے طور پر دی گئی ہے۔ جب یہ خود ہی اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ اس زمین پر ملٹری قابض ہے تو یہ نوٹس بھی ملٹری کو بھیجتے ملٹری والوں سے بات کرتے اور مجھے تب پوچھتے ....

چوہدری غلام رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ استحقاق personal attendance کے متعلق ہے اور جناب کے سامنے جو مسئلہ درپیش ہے وہ یہ نہیں ہے کہ disputed property ہے۔ صوبائی حکومت ہے، یا ریونیو ڈیپارٹمنٹ ہے، کالونیز ڈیپارٹمنٹ ہے، جناب کے سامنے فی الحال ان کا جو استحقاق ہے وہ یہ ہے کہ اجلاس کے دوران مجھے طلب کیا گیا ہے۔ حالانکہ انہیں personally وہاں پر نہیں طلب کیا گیا He can appear through counsel. اس میں personal attendance نہیں ہے۔ اس لئے میری یہ گذارش ہے کہ یہ ان کا استحقاق نہیں بنتا۔

Mr. Speaker : This is not a point of order.

چوہدری غلام رسول : نہیں جناب ان کا موقف یہ ہے کہ ....

جناب سپیکر : یہ آپ میری رہنمائی کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ سے اگر رہنمائی چاہوں تو آپ کریں ......

چوہدری غلام رسول : جناب سپیکر! یہ جو ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔اس سلسلے میں یہ گذارش کر رہا ہوں کہ ان کو ذاتی طور پر وہاں طلب نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔مہربانی۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں ......

جناب سپیکر : شاہ صاحب آپ بھی میری رہنمائی فرمانا چاہتے ہیں ؟

سید طاہر احمد شاہ : جی میں تو صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کے قیام سے قبل یہ ہوتا تھا کہ ایک وزیر کے ماتحت دو افسر ہوا کرتے تھے اور اب یہ ایک نئی روایت ڈال دی گئی ہے کہ ایک افسر پر دو وزراء مقرر کر دئے گئے ہیں۔ اس کی مثال تو بالکل اس طرح سے ہے جیسے ایک عورت کے دو خاوند ہو جائیں۔ (قہقہے)۔

Mr. Speaker : It is revenue case of civil nature, and matter of ordinary administration. It is ruled out of order.

جناب میاں مختار احمد شیخ صاحب (تشریف نہیں رکھتے) ۔جناب رانا پھول محمد خان

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر اس سے پیشتر کہ میں اپنی تحریک استحقاق پیش کروں اگر جناب مجھے یہ اجازت بخشیں تو مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دے دیں۔

حاجی محمد بوٹا : جناب سپیکر شیخ صاحب تو نہیں ہیں مجھے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

جناب سپیکر : ان کے behalf پر آپ تحریک استحقاق پیش نہیں کر سکتے۔

آوازیں : دونوں کا نام لکھا ہوا ہے۔

رانا پھول محمد خاں : جناب سپیکر! میں یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جوکہ حال ہی میں وقوع پذیر ....

جناب سپیکر : حاجی محمد بوٹا صاحب ٹھیک فرماتے ہیں تحریک استحقاق میں دونوں نام ہیں۔ اگر آپ چاہیں گے تو رانا صاحب کے بعد میں آپ کو تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دے دوں گا۔

ایم پی اے کے ذاتی کردار پر ناجائز حملہ

رانا پھول محمد خاں : جناب سپیکر! حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج مورخہ 3 جون 1986 کے روزنامہ "نوائے وقت" کے صفحہ تین کے کالم ایک پر " ہمارا رانا پھول محمد خان سے نظریاتی اور سیاسی اختلاف ہے ، دشمنی نہیں ہے ، سردار محمد عارف نکئی وزیر مال کی طرف سے شائع ہوا ہے جس میں میرے ذاتی کردار پر ناجائز حملہ کیا گیا ہے اور مجھے ظالم ، غنڈہ ، رسہ گیر اور بدمعاش کے القاب سے نوازا گیا ہے اور کالم کی سطر 11 میں لفظ بدمعاش کے ساتھ صلح نہیں ہو سکتی درج ہے۔ جناب وزیر مال صاحب اور ان کے بھائی سردار عبدالحمید صاحب ، ایم این اے اور ان کے داماد سردار طالب حسین نے ایک مشترکہ بیان میرے خلاف جاری کیا ہے۔ جوکہ سراسر جھوٹ اور بے معنی ہے۔ اور اس معزز ایوان کی نظر میں میری عزت کو گھٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ حقائق پر ایک مفصل بیان تحریک کی اجازت پر بیان کروں گا۔

جناب سپیکر! اگر مجھے اجازت ہو تو ....

جناب سپیکر : جی فرمائیں۔

رانا پھول محمد خاں ۔ گذارش یہ ہے کہ اخبار کا مضمون تو بیں نے تقریباً پڑھ

ہی لیا ہے۔ اور یہ دو اخباروں میں شائع ہوا ہے۔ ہماری جماعت مسلم لیگ کی پارٹی میٹنگ ہوئی تھی اور اس پارٹی میٹنگ میں میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہم سب کو اتحاد سے رہنا چاہیے اور یہ شرط بھی پیش کی کہ میری اور سردار محمد عارف صاحب کے ساتھ صلح کے لئے آپ سے نہیں کہوں گا کیونکہ ہم خود بھی صلح کر سکتے ہیں اور ہم آپس میں بھائی ہیں۔ جناب والا! اس پر سردار محمد عارف صاحب اٹھے۔ میں اس وقت سٹیج سے نیچے آچکا تھا اور اس معزز ایوان کے تقریباً 250 کے قریب یا 240 کے قریب ارکان اس بات کے گواہ ہیں کہ سردار صاحب نے مجھے بازو سے پکڑا اور کہا آؤ آؤ آج ہی کریں۔ میری خاندانی روایات ....

آوازیں : کیا کریں گے۔؟

(قطع کلامیاں) (قہقہے)۔

رانا پھول محمد خان۔: صلح کریں گے۔ اور آج ہی صلح کریں گے۔ میں نے لفظ صلح کا پہلے ہی ذکر کیا ہے۔ میری خاندانی روایات نے اور میرے خالص خون نے مجھے مجبور کیا کہ میں اپنی خاندانی روایات کو قائم رکھوں۔ ہمارا زمینداروں کا یہ اصول ہے کہ جب کبھی آپس میں کوئی مخالفت ہو اور ایک بھائی آکر بازو سے پکڑ لے یا کہہ دے تو ہم تمام گلے دور کئے دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ایک ہیں۔ میں نے ان کے حکم پر سٹیج پر جا کر میں نے اور وزیر مال صاحب نے کلمہ پڑھا اور اپنے علاقے کی برائی کے خاتمے کے لئے اور اپنے اتحاد کے لئے ہم نے اسمبلی کے معزز اراکین کے سامنے قسم اٹھا کر وعدہ کیا اور یہ وعدہ کرنے کے بعد میں نے یہ گذارش کی کہ یہ معزز اراکین اسمبلی گواہ رہیں کہ اگر ہم میں سے کوئی معاہدے سے منحرف ہوا تو اس کا منہ کالا کیا جائے۔

جناب والا! میں اس معزز ایوان میں مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے اراکین کے سامنے حاضر ہوں اور اگر مجھ سے کوئی بد عہدی ہوئی ہے تو یہ میرا منہ کالا کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ جناب والا مجھے بدمعاش کہنا، میں بدمعاش نہیں، میں رسہ گیر نہیں، میں پولیس کا ٹاؤٹ نہیں۔ میں تھانیداروں اور مجسٹریٹوں کے نام پر لوگوں سے پیسے لے کر نہیں کھاتا بلکہ میں تو وزیر مال صاحب کا محسن ہوں کہ میری مخالفت کی وجہ سے ان کو وزارت ملی۔ میرے غلط رویے کی وجہ سے، یا صحیح رویے کی وجہ سے

ان کو نوازا گیا ورنہ میٹرک یا انڈر میٹرک وزیر مال ہو سکتے ہیں تو بیں تین چار جماعت پڑھا ہوا آدمی وزیر احتساب تو ہو سکتا اور وہ ایف اے یا بی اے مجھے اس سے غرض نہیں یا میں ان کی ذات پر کوئی حملہ نہیں کرتا ہوں ۔ بلکہ میں تو ان کا احترام کرتا ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا اگر مجھے وزیر احتساب بنا دیا جائے جس میں لکھنے پڑھنے کی اجازت نہیں ہے..........

وزیر مال : (سردار محمد عارف) پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ! میں نے کل بھی رانا صاحب کو قرآن پر حلف دے کر یہ کہا تھا کہ میری طرف سے کوئی پریس کانفرنس نہیں ہوئی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ! آپ اپنے جواب میں بات کریں ۔

This is not a point of order.

وزیر مال : جناب والا ! میں یہ وضاحت کر رہا ہوں کہ رانا صاحب ذاتی حملے کر رہے ہیں ۔ اس سے ایوان کا تقدس مجروح ہو رہا ہے ۔

جناب سپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا میں وزیر مال صاحب کی یقین دہانی پہ یقین رکھتا ہوں ۔ اور اگر میں یقین نہ کروں تو میں اپنے ظرف کو نقصان پہنچاؤں گا اور میں بھی کم ظرفوں میں شامل ہو جاؤں گا ۔ جناب والا میں یہ تسلیم کروں گا لیکن میں یہ گذارش کئے دیتا ہوں کہ اگر آج بھی مجھے وزیر احتساب بنا دیا جائے ۔ تو میرے پاس ایسے ایسے ثبوت موجود ہیں کہ وزیر مال صاحب کو میرے حکم پر کوٹ لکھپت جانا پڑے گا ۔ (قہقہے) ۔

اور اگر میں یہ تحقیق کر کے فیصلہ نہ کر سکوں تو میں جناب کو اور اس معزز ایوان کو اختیار دیتا ہوں اور حزب اختلاف کے ارکان کو بھی یہ اختیار دیتا ہوں کہ وہ مجھے گولی سے اڑا دیں اور میرے وارث کوئی چارہ جوئی نہیں کریں گے ۔

جناب والا! انہوں نے مجھے فرمایا کہ یہ بیان ہماری طرف سے غلط لگایا گیا ہے۔

جناب محمد صدیق سالار پارلیمانی سیکرٹری : پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب اسمبلی کے معزز ممبر صاحبان سے آپ کی وساطت سے درخواست ہے کہ وہ ایک دوسرے پر ذاتیات کے حملے نہ کریں۔ ایک دوسرے سے اگر ممبر صاحبان کی کوئی ناراضگی ہوگی تو یہ رسم چل نکلے گی اور کوئی تحریک استحقاق دینے کے بعد جتنی بھی رسوائی کسی ممبر کی کرنی چاہے وہ کر سکے گا تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ان کو روکا جائے۔ تاکہ اسمبلی کے اندر معزز ممبر صاحبان کے استحقاق مجروح نہ کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میں جناب سالار صاحب کی بات پر اتفاق کرتے ہوئے جناب رانا پھول محمد خان صاحب اور دیگر معزز اراکین اسمبلی سے یہ گذارش کروں گا کہ اس بات سے اجتناب کیا جائے اور سختی کے ساتھ اجتناب کیا جائے۔ کیونکہ ایک دوسرے کی ذات پر حملہ کرنے کی یہ واقعی ایک غلط روایت ہوگی۔

رانا پھول محمد خان : جناب میری بھی ایک ذات ہے میں بھی ایک رسہ گیر بدمعاش ہوں۔ میری بھی ایک ذات ہے لیکن جناب سالار صاحب کو میری ذات اس لئے نظر نہیں آتی کہ میں ان والا کردار ادا نہیں کرتا اور ان کی طرح وزن نہیں رکھتا.........

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر : جناب چوہدری گل نواز خاں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

رانا صاحب تشریف رکھیے۔ چوہدری گلنواز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں آپ تشریف رکھیے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : جناب آپ نے یہ بجا فرمایا ہے کہ معزز ممبران جیسے عورتیں آپس میں جھگڑتی ہیں اور طعنے دیتی ہیں یہ بند کر دیں یہ ہماری شان کے شایاں نہیں۔ (قہقہے)

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

سیدہ ساجدہ نیر عابدی : (وزیر لائیو سٹاک) : مسٹر سپیکر سر۔ جناب والا! میں چوہدری صاحب کی اس بات پر احتجاج کرتی ہوں بلکہ ان تمام ممبران اراکین اسمبلی کی اس بات پر احتجاج کرتی ہوں کہ ہر معاملے میں خواتین کو کیوں تختہ مشق بناتے ہیں۔ مرد حضرات میں کچھ کم برائیاں موجود نہیں ہیں۔ اپنی برائیوں کو اپنے آپ سے منسوب کرکے بیان کریں۔ خواتین کے نام سے یہ کیوں منسوب کیا گیا ہے۔ کہ یہ طعنے دینے لڑنا اور جھگڑنا یہ کوئی خواتین کی عادت نہیں ہے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : جناب یہ جو ایک عام رواج ہے میں نے وہ بات کی ہے۔ یہ تو پڑھی لکھی عورتیں ہیں یہ ان جاہل عورتوں میں شمار نہیں ہوتیں۔

(قطع کلامیاں)

سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ (وزیر لائیو سٹاک) : یہ انہیں اپنے تک رکھنا چاہیے۔ خواتین اس رواج کو اپنانے کے لئے قطعی تیار نہیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : جناب یہ جو خواتین ممبر ہیں یہ تو پڑھی لکھی عورتیں ہیں۔ یہ تو جاہل عورتوں کی بات ہے یہ اگر اس دائرہ میں آنا چاہیں تو بیشک آجائیں۔ تو پھر میری استدعا یہ ہے ....

جناب سپیکر : چوہدری صاحب تشریف رکھیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : جناب میری عرض سن لیں۔ میری استدعا یہ ہے کہ رانا صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ میں نے عہد کیا تھا کہ اگر ریونیو منسٹر صاحب میرے اوپر حملہ کریں ....

جناب سپیکر : چوہدری صاحب ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

میں صرف رانا پھول محمد خان کو اپنا مختصر بیان مکمل کرنے کی اجازت دوں گا۔

رانا پھول محمد خان : جناب میں قائدے اور قانون کے اندر رہ کر عرض کروں گا کہ سردار صاحب نے وزیر مال صاحب نے فرمایا......

جناب سپیکر : رانا صاحب مختصر بیان دیں ۔

رانا پھول محمد خان : کہ یہ بیان میرا نہیں ہے ۔ یہ میرے بھائی کا نہیں ہے ۔ میرے داماد کا نہیں ہے ۔ اور یہ ہم سے غلط منسوب کیا گیا ہے ۔ اور ایسے لوگوں نے یہ بیان دیا ہے جو ہمارے اتحاد کو قائم دیکھنا نہیں چاہتے ۔ مجھے ان کی زبان پر یقین کرنا چاہیے ۔ اگر میں یقین نہ کروں اور میں ان کی یقین دہانی پر ان کا احترام نہ کروں تو پھر مجھے اس صوبے کے نمائندہ ایوان کا رکن رہنے کا حق حاصل نہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

میں اس کے لئے تیار ہوں اور ہو سکتا ہے کہ ایسا ہوا ہو لیکن میں چیف وہیپ صاحب سے یہ گذارش کروں کہ میں انگریزی نہیں جانتا ۔ وہیپ کہنے کس کو ہیں کوئی کہتا ہے کہ ہنٹر کو کہتے ہیں ۔ ہم اپنی زبان میں ڈنڈا کہتے ہیں یا چھانٹا کہتے ہیں جو بیلوں کے لئے استعمال ہوتا ہے ۔

جناب سپیکر : یہ تحریک استحقاق کے متعلقہ بات نہیں ہے ۔

رانا پھول محمد خان : سر میں اس کے ساتھ ساتھ ایک اور وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے بھی جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے اور سردار صاحب کو بھی اور پارٹی کے ارکان کو بھی مبارکباد دی تھی کہ تمہاری صلح ہو گی اس کا ہم پہرہ دیں گے انہوں نے مجھ پر مہربانی فرمائی مجھے وہیپ بنایا......

جناب سپیکر : رانا صاحب کیا یہ تحریک استحقاق کے متعلقہ بات ہے ؟

رانا پھول محمد خان : میری بات تو سن لیں مجھے حق پہنچتا ہے اپنی پوزیشن واضح کرنے کا......

جناب سپیکر : نہیں ۔ کیسے آپ کو حق پہنچتا ہے ۔

رانا پھول محمد خان : مجھے جناب انہوں نے وہیپ مقرر فرمایا ۔ میں نے وہیں ان سے گذارش کی اور معذرت کی کہ جناب مجھے میری صحت اجازت نہیں دیتی کہ میں

لابی سے نمبر لا سکوں۔ میں ان کی اطلاع کے لئے یہ بتا دوں کہ میں دہیپ کا عہدہ قبول نہیں کرتا۔

جناب سپیکر : یہ تحریک استحقاق پر آپ بات کر رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان : جناب اس کے بعد اگر سردار صاحب اپنی تقریر میں اس کی وضاحت فرما دیں اور وہ مجھے سخت سست بھی کہہ لیں تو میں برداشت کرنے کا مادہ رکھتا ہوں اور ان کی ہر بات کا احترام کروں گا۔

جناب سپیکر : تو آپ تشریف رکھیں۔ میں پہلے صرف سردار محمد عارف صاحب کو اجازت دوں گا کہ وہ اپنی بات کر سکیں۔

سردار محمد عارف (وزیر مال) : جناب سپیکر ! میں اپنی صفائی دینے سے پہلے اس سلسلے میں کہ جو رانا صاحب نے میرے خلاف کچھ اور الزامات بیان فرمائے ہیں پہلے میں ان کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ میرے پاس ایسا مواد ہے کہ اگر میں اسے ہاؤس کے سامنے پیش کر دوں تو سردار عارف جیل کے پیچھے ہوں گے۔ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں اور میں ہاؤس سے استدعا کرتا ہوں اور سپیکر صاحب سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی طرف سے ایک کمیٹی تشکیل دیں اور میری جائیداد جو مجھے والدین کی طرف سے ملی تھی اور اس کو بھی دیکھیں اور جو رانا صاحب کی جائیداد ہے اس کو بھی ملاحظہ کریں کہ رانا صاحب نے کتنی جائیداد بنائی ہے اور میں نے کتنی نئی جائیداد بنائی ہے۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ : پوائنٹ آف آرڈر سر جناب والا ! جناب کی واضح رولنگ کے بعد کہ کوئی ممبر کسی پر ذاتی حملہ نہ کرے آئندہ اس کے جواب دینے والے پر بھی کسی قسم کا کوئی جواز بقایا نہیں رہ جاتا اصل میں جو تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے۔ حقیقت میں یہ پارٹی معاملہ تھا۔

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر : پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ : یہ بات یہاں نہیں کرنی چاہیے تھی مگر افسوس یہ

یہ ہے کہ دونوں حضرات کا اس روز کی صلح کے بارے میں اخبار میں وہ معاملہ آ نا رہ گیا تھا......

جناب سپیکر: چیمہ صاحب آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کی صرف اتنی بات ہے۔ کہ اس فیصلہ کے بعد کہ ذاتی بات نہیں ہوگی کسی بھی ممبر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ذاتی بات کرے۔ یہ بات آپ کی relevent ہے۔ relevent

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! نے درست فرمایا ہے۔ دوسری میں ایک اور عرض کروں گا کہ جہاں تک رانا صاحب نے خود اپنے مختصر بیان میں یہ تسلیم کر لیا ہے کہ سردار صاحب نے یا ان کے عزیز نے ایسی کوئی بات نہیں کی ہے اس کے بعد میں رانا صاحب سے یہ استدعا کروں گا یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ انہوں نے جو باقی باتیں کی ہیں وہ کارروائی سے حذف کی جائیں اور دوسرا وہ اپنی تحریک استحقاق پر اصرار نہ کریں۔......

جناب سپیکر: جناب چیمہ صاحب سردار صاحب کو بات کرنے کی اجازت ہے۔

سردار محمد عارف، وزیر مال: جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ یہ چیز کہی جائے کہ ایک آدمی کے خلاف الزامات عائد کئے جائیں تو کیا اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان الزامات کی تردید کر سکے۔ یا ان کے صحیح واقعات بیان کر سکے۔

جناب والا! میں اس پر پھر اصرار کروں گا کہ میرے خلاف آپ کمیٹی مقرر کریں اور وہ میرے خلاف تحقیقات کرے کہ جب سے میں پیدا ہوا ہوں یا جب سے میں سیاست میں آیا ہوں اگر میں نے ایک پیسہ بھی کہیں سے لیا ہو یا میں نے کوئی چوری کی ہو یا کچھ کیا ہو یا کوئی بد دیانتی کی ہو۔ اگر کوئی ایسا الزام ثابت ہو جائے تو مجھے اس ہاؤس میں پھانسی کی سزا دی جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اگر یہ الزام غلط ثابت ہو تو الزام دینے والے کے لئے بھی سزا مقرر کی جائے۔ اور میں جناب والا سے استدعا کروں گا کہ اس سلسلہ میں آپ کمیٹی تشکیل فرمائیں۔

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر !

جناب سپیکر : سردار صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دی جائے ...... رانا صاحب تشریف رکھیں۔ ملک صاحب تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب تشریف رکھیں۔

سردار محمد عارف : جناب رانا صاحب آپ نے فرمایا ہے کہ میرے پاس ایسے واقعات موجود ہیں جو میں اگر ہاؤس میں پیش کروں تو سردار سلاخوں کے پیچھے ہو گا۔

جناب سپیکر : سردار صاحب بہتر ہو گا کہ آپ اپنی تحریک استحقاق کے جواب میں بات کریں۔

وزیر مال (سردار محمد عارف) اسی ضمن میں میں یہ وضاحت کروں گا کہ آج کے اخبار "جنگ" میں میری طرف سے تردید بھی شائع ہو چکی ہے اور وہ بھی رانا صاحب ملاحظہ کریں۔ میں نے کبھی ہاؤس میں یا ہاؤس کے باہر بھی جو کچھ کہا ہو۔ رانا صاحب کی تسلی کی جائے۔ کہ میں نے "جنگ" اخبار کے سامنے ایسا کوئی بیان نہیں دیا۔ کوئی ایسی پریس کانفرنس نہیں تھی جس میں ایسا کہا گیا ہو۔ سردار عبدالحمید صاحب 26 تاریخ سے اسلام آباد میں ہیں اور میں لاہور میں ہوں اور یہ اخباری بیان غلط ہے۔ میں اس کی پرزور تردید کرتا ہوں۔

رانا پھول محمد خان : جناب میں وزیر خزانہ صاحب سے محو گفتگو تھا۔ میں سردار صاحب کے اصل الفاظ سمجھ نہیں سکا کہ انہوں نے کیا تردید فرمائی ہے۔

جناب سپیکر : اس میں آپ باقی باتوں کو چھوڑ دیں۔ سردار صاحب نے آپ کے جواب میں کہا ہے کہ میں نے اخبار جنگ میں تردیدی بیان دے دیا ہے۔ کہ میں نے کوئی بیان نہیں دیا۔

رانا پھول محمد خان : چھپا تو نہیں۔

جناب سپیکر : چھپ بھی گیا ہے۔

رانا پھول محمد خان : اور وہ بیان جس کے متعلق یہ فرما رہے ہیں اگر

یہ ان کے بھائی اور داماد کی طرف سے ہو تو پھر۔ یہ جو کچھ انہوں نے فرمایا کہ ان کی جائداد کا حساب لو۔ آج اسمبلی ہال کے سامنے لمحہ فکریہ کے نام سے ایک اشتہار تقسیم ہوا جس میں یہ لکھا ہے کہ اس میں سردار پارٹی کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ میں ان کو مورد الزام نہیں ٹھہراتا کہ ان کا ہاتھ ہے لیکن یہ لکھنے والا ظاہر کرتا ہے کہ میں یہ لکھ دوں کہ ان کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ جب وہ تردید فرماتے ہیں تو مجھے قبول کر لینا چاہیے۔ 'جنگ' میں جو لکھا ہے میں وہ مضمون پڑھ دوں کہ سردار محمد عارف صاحب، سردار عبدالحمید صاحب اور سردار طالب صاحب نے ایک بیان جاری کیا ہے۔

چوہدری عبدالحمید (بہاولپور): جناب سپیکر! معزز ایوان کا اتنا قیمتی وقت دو حضرات آپس کی مخالفت میں ضائع کر رہے ہیں اور آپ ان کو اجازت دے رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: میں آپ کی قیمت اپنی ذات سے زیادہ نہیں سمجھتا۔ ایسے بے قیمت انسان کی جن کو کسی کی عزت کا پاس نہ ہو میں ان کی عزت نہیں سمجھتا۔ یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ ہم آپس میں بھائی ہیں پچھہ گیری مت کریں۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: Sit down please جناب والا میں یہ گذارش کروں کہ انہوں نے اگر یہ کہا ہے کہ ہم تینوں کا بیان غلط ہے تو میں اخباری نمائندہ کے خلاف قانونی چارہ جوئی کروں گا۔ اگر وہ یہ فرمادیں۔

جناب سپیکر: راجا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

راجا محمد خالد: جناب والا! میں نہایت ادب سے گذارش کروں گا کہ آپ کے علاوہ بھی کوئی competent authority ہے کہ جو کسی دوسرے معزز رکن کو Sit down کہے اور آپ نے اس سے پہلے بھی ایک معزز رکن کے بارے میں نوٹس لیا ہے جس میں نہایت سخت اور کرخت الفاظ میں رانا صاحب کو کہا تھا کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں۔ مہربانی فرما کر قواعد و ضوابط کی پابندی کرائی جائے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ اور معزز

اراکین ایک دوسرے کو کہتے ہیں بیٹھ جاؤ۔ آپ کہتے ہیں تشریف رکھیے اور یہ کہتے ہیں بیٹھ جاؤ۔ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ ان کو قواعد کی پابندی کرائیں۔

جناب سپیکر : اس میں قواعد و ضوابط کی پابندی کے بارے میں جو .... رانا صاحب تشریف رکھیے۔ کم از کم آپ تو اس بات کا خیال فرمائیے۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان : مجھ سے اگر کوئی غلطی ہوئی ہے میں بالکل اس ہاؤس کے تقدس کو پامال نہیں ہونے دوں گا۔ اگر سردار اس کی تردید فرما دیں تو ہم تینوں کا بیان غلط لگایا گیا ہے تو میں اس کو واپس لیتا ہوں۔

سردار محمد عارف : جناب والا میں کتنی دفعہ تردید کروں۔ میں اب بھی تردید کر چکا ہوں اور اخبار میں بھی آ چکی ہے۔ ابھی آپ کے سامنے بھی تردید کی میں نہیں سمجھتا یا رانا صاحب سن نہیں رہے یا جان بوجھ کر ایسی باتیں کر رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان : ہماری صلح ہو گئی ہے۔ آج بھی قائم ہوں اور انشاء اللہ قائم رہوں گا۔ اور ہم دونوں بھائیوں کی حیثیت سے ایوان میں اپنی جماعت کی سربلندی کے لئے کام کریں گے۔

مولانا غیاث الدین : جناب والا! میں ایک تجویز پیش کروں گا کہ ان کی ہمیشہ کے لئے لڑائی ختم ہو جائے گی۔ یہ جاگیر اور جائداد کی لڑائی ہے۔ ان کی فالتو جائداد ہے تو کسی غریب میں تقسیم کر دیں تاکہ دوبارہ لڑائی نہ ہو۔

جناب سپیکر : میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے ایک تحریک استحقاق تھی جس پہ میں نے فیصلہ آج دینا تھا .... جناب حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں گے۔

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ : جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو باتیں ہوئی ہیں یا جھگڑا ہوا ہے اسے حذف کر دیا جائے۔ دونوں معزز ممبران ہیں۔ رانا صاحب بھی ہمارے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ بڑے عزت والے ہیں۔ میرے دل میں بھی بڑی عزت ہے۔ اور سردار صاحب وزیر ہیں۔ ان الفاظ کو حذف کیا جائے۔

رانا پھول محمد خاں : میں چوہدری گل نواز سے بھی چیمی ڈالنے کے لئے تیار ہوں یا کسی اور سے چیمی ڈلوانا چاہتے ہیں تو حاضر ہوں۔

جناب سپیکر : ہاؤس کی کیا رائے ہے کہ ان کو expunge کیا جائے۔ رانا صاحب اور سردار صاحب کی جو تقاریر ہیں، ان میں جو بھی نازیبا الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ان کو expunge کیا جائے ....

میاں محمود احمد صاحب تشریف رکھتے ہیں (آرڈر پلیز) میاں محمود احمد صاحب کی تحریک استحقاق پہ اپنا فیصلہ آج دینے کے لئے میں نے کہا تھا وہ تشریف نہیں رکھتے لیکن میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔

میاں محمود احمد ایم پی اے کی پیش کردہ تحریک استحقاق پر جناب سپیکر کی رولنگ

Mian Mahmood Ahmed, MPA gave notice of a Privilege Motion No. 27 alleging that in reply to his Starred Question No. 633, the Minister for Agriculture failed to give complete information on the floor of the House on 26-5-1986 and omitted answer to a part of Question referred to above. By doing so, not only his but also the privilege of the House has been breched.

The motion was moved in the House on 3-6-1986 and the arguments of the Agriculture Minister were heard. He conceded that the answer to a part of Question was omitted un-intentionally by the Department and it was not a deliberate act. Replying answer to the remaining protion of the Question, he asserted that the position as stated in answer to the question earlier, remains the same and it did not tend to mischief. He further stated that owing to lack of time the question could not be answered on that day but was laid on the table, otherwise he could have made good the deficiency.

After hearing the mover and the Minister for Agriculture, I come to the following conclusion :—

"If any statement is made on the floor of the House by a Member or a Minister which other Member believes to be un-true, incomplete or incorrect, it does not constitute a breach of privilege. In order to constitute a breach of privilege of the House, it has to be proved that the statement was not only wrong or misleading but it was also made deliberately to mislead the House. A breach of privilege can arise only when the member or the Minister makes a false statement wilfully, deliberately and knowingly. Other lapses, other mistakes do not come under this category. I may quote National Assemoly Ruling dated 11-7-1975 on a simlar issue in support of my above findings :—

> "Mr Speaker ruled that since the statement of the Minister was based on an information supplied by a Provincial Government and he did not make a false statement deliberately, there was no breach of privilege of the House or any of its Members."

It may be made clear that the responsibility of supplying correct information to the Questions etc; on the floor of the House devolves on the Ministers and no allowance can be given if they make false or incorrect statement wilfully, deliberately and knowingly. The Ministers must, therefore, be cautions and ensure that the information being supplied or statement being made on the floor of the House is free from errors or omissions in all respects.

In the subject case, I have no reason to disbelieve the statement of Minister for Agriculture and I am convinced that the information was not suppressed deliberately.

In view of the position as stated above, I am of the view that there was no breach of Privilege of the House or any of its Members.

چوہدری محمد افضل چن : جناب والا میں ذرا ایک تحریک استحقاق پیش کرنا چاہوں گا اس کی اجازت فرمائیں۔ جناب والا نہایت اہم مسئلہ ہے بہت ہی ظلم ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب میں نے آپ سے پہلے ہی عرض کیا ہے۔

چوہدری محمد افضل چن : جناب والا میں نے لکھ کر دے دیا ہے۔ اور میری تحریک استحقاق وہ سامنے میز پر پڑی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر : میں یہ دیکھ لیتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ میں دیکھ کر بتاتا ہوں۔

چوہدری محمد افضل چن : جناب والا اور باتیں بھی تو آپ سنتے ہیں یہ بے معنی چیزیں ہیں اور دو گھنٹے لگ گئے ہیں۔ جو ظلم ہو رہا ہے میں اس کی داستان پیش کرنا چاہوں گا، اب آپ اجازت فرمائیں میں بیان کروں۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب میں آپ کو عرض کر چکا ہوں کہ میں آپ کی تحریک استحقاق پڑھ لیتا ہوں اور اس کے بعد اس پر کوئی فیصلہ کرتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : حاجی صاحب آپ اس کو کل صبح پیش کر سکیں گے۔

چوہدری محمد افضل چن : جناب والا! اس کی آج ہی اجازت فرما دیں۔ آپ تو ویسے ہی فراخدلی سے کام لیتے ہیں اب بھی ایسا ہی کریں بڑی مہربانی ہو گی۔ جناب رانا صاحب تو ویسے ہی گھنٹہ گھنٹہ بول لیتے ہیں۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب تشریف رکھیں اس پر فیصلہ ہو چکا ہے کہ آپ کل پیش کریں گے۔ حاجی صاحب آپ بھی اپنی تحریک استحقاق کل پیش کر لیں۔ شائد اس میں آسانی ہو جائے کیونکہ کل تک شاید میاں مختار احمد شیخ بھی آ جائیں۔

حاجی محمد بوٹا : کل ایہناں دا پہلا نمبر ہو وے۔

جناب سپیکر : اس میں تھوڑی سی دراصل غلطی ہو گئی ہے اور آپ کا نام اس میں نہیں پڑھا جا سکا تھا۔ آپ رضامند ہیں کہ اسے کل پیش کر لیں۔

حاجی محمد بوٹا : ٹھیک اے جی کل پیش کر لواں گے جے آکھو تے اج ای

پیش کر لیندے آں۔
جناب سپیکر : نہیں کل پیش کریں۔
حاجی محمد بوٹا : شکریہ!

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر : اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب مہدی حسن

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب مہدی حسن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گزارش ہے کہ میں 28-5-1987ء کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ برائے کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسز ساجدہ بیگم

سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست مسز ساجدہ بیگم صاحبہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 18-5-1986 ، 27-5-1986 ، 31-5-1986 اجلاس میں شرکت نہ کر سکی۔ کیونکہ میں بیمار تھی۔ مہربانی کرکے رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

صاحبزادہ غلام فرید

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ۔ صاحبزادہ غلام فرید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 5-5-1986 ، 18-5-1986 ، 19-5-1986 24-5-1986 اور 26-5-1986 بوجہ ناسازی طبیع اجلاس میں شرکت نہ کرسکا مہربانی فرماکر ان ایام کی رخصت دی جائے

جناب سپیکر :۔ اب سوال یہ ہے ۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک شاہ محمد جوئیہ

سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست ، ملک شاہ محمد جوئیہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :۔

گذارش ہے کہ میرے چچا ملک جلال محمد خان صاحب کا بقضائے الٰہی انتقال ہوگیا ہے باقی ماندہ بجٹ اجلاس کی شمولیت سے قاصر ہوں ۔ برائے کرم بقایا ایام بجٹ اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر محمد سلیم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ۔ مہر محمد سلیم صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ بندہ ضروری کام کی غرض سے گوجرانوالہ جا رہا ہے ۔ آج مورخہ 3-6-86 کی رخصت عنایت فرمائی جائے

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سردار حسن اختر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار حسن اختر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 20-5-1986 24-5-1986 31-5-1986 کو اجلاس میں شامل نہ ہو سکا۔

براہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر خاور علی شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی : ۔

میں نجی کام کی وجہ سے مورخہ 22-5-1986 24-5-1986 27-5-1986 کو ایوان میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ لہذا میری چار یوم کی رخصت منظور فرما کر مشکور فرمائیں ۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب احمد یار خان

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب احمد یار خاں صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میری طبیعت خراب تھی جس کی وجہ سے 19-5-1986 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا تھا۔ مہربانی کر کے 19-5-1986 کی رخصت عطا کی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب فضل حسین راہی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب فضل حسین راہی صاحب رکن صوبائی اسمبلی موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 27 مئی 1986 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا تھا۔ مہربانی کر کے میری اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب شاہ نواز رانجھا

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب شاہ نواز رانجھا صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مجبوری کی وجہ سے 26 ، 27 ، 28 مئی 1987 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ رخصت عنایت فرمائی جائے :-

اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

صاحبزادہ سید مظہر الحسن المعروف چن پیر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ سید مظہر الحسن المعروف چن پیر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر 26 مئی 1986 کو ایوان میں حاضر نہ ہو سکا اس لئے مجھے اُس روز کی چھٹی عطا فرمائیں -

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے -
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

صاحبزادہ سید مظہر الحسن المعروف چن پیر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ سید مظہر الحسن المعروف چن پیر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:-
گزارش ہے کہ میں بفضل خداہ عمرہ کرنے کے لئے جا رہا ہوں - اس لئے مجھے مورخہ 3 جون تا اختتام اجلاس رواں رخصت عطا فرمائیں

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے -
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد یوسف

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یوسف صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-
میرے ایک عزیز کی فوتیدگی ہو گئی تھی - جس کے جنازے میں شامل ہونا ضروری تھا - اس لئے میں 1-6-1986 2-6-1986 کو حاضر نہ ہو سکا - مہربانی کرکے رخصت منظور کی جائے

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے -
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

پنجاب کا میزانیہ 1986-87

مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: میاں صاحب یہ ڈیمانڈ نمبر 18 ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا کل آپ نے فرمایا تھا جو صاحبان نہیں بول سکے اس ڈیمانڈ پر ہم آج بات کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔ اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ میں نے کہا تھا آپ بات کر سکتے ہیں۔ آپ تو بات کر چکے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: میں نے بات کی ہی نہیں تھی۔ میں بات شروع کرنے ہی والا تھا۔

جناب سپیکر: آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: اگر آپ حکم فرمائیں۔

جناب سپیکر: میں اجازت دیتا ہوں آپ بڑی خوشی سے بات کریں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! زراعت پر اور آبپاشی پر ہمارے قائد حزب اختلاف نے جس وضاحت سے کل تقریر کی تھی میرا خیال ہے اس میں کافی چیزیں بیان کر دی گئی تھیں۔ اور میں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے دوبارہ دہرانا نہیں چاہتا۔ بہرحال میں اپنے فرض کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے وزیر زراعت کے علم میں چند تجاویز ان کی خدمت اقدس میں عرض کرنا چاہوں گا۔ جن سے ہمارے ملک کو اور زراعت پیشہ بھائیوں کو زیادہ سے زیادہ زمین سے آمدن کمانے میں اور جو وہ خرچ کرتے ہیں اس سے فائدہ حاصل ہو۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین راجہ محمد خالد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

بہت بہت مبارک۔ جناب سپیکر میں وزیر زراعت سے یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک دوائیوں کا تعلق ہے۔ بیج کا تعلق ہے ٹریکٹرز اور دوسری ضروریات زراعت

کا تعلق ہے ان کی قیمتیں انتہا کو پہنچ چکی ہیں جو زراعت پیشہ ہیں ان کو آج کل کی فصلیں لگانے کے بعد اس پیداوار سے اگر وہ چاہیں کہ برابر آمدن کما سکیں تو میں سمجھتا ہوں ان کے لئے یہ بہت مشکل ہو چکا ہے۔ چاہیے یہ تھا جیسے دوسرے ممالک میں تجربات اور نئی ٹیکنیک حاصل کرنے کے بعد اپنی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کیا ہے اسی طرح ہمیں بھی ریسرچ کرنی چاہیے تھی اور ایسی فصلیں اگانی چاہییں تھیں جن کی بیرون ممالک میں زیادہ ضرورت ہے تاکہ ان کو برآمد کر کے زرمبادلہ کمایا جائے۔ ایسی اشیاء باہر بھجوائی جائیں جو ہمارے ملک میں وافر ہیں اور آسانی سے پیدا کی جا سکتی ہیں۔ میں جناب وزیر زراعت صاحب اگر وہ متوجہ ہوں میرا خیال ہے وہ کسی اہم کام میں مصروف ہیں۔ میں ان کی خدمت میں جناب والا عرض کروں گا کہ ایک اہم تجویز جو ان کے زیر غور لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آج سے کچھ مہینے پہلے جناب سابق گورنر پنجاب نے ایک کمیٹی بنائی تھی اور اس کمیٹی کا مجھے کنوینئر بنایا تھا۔ باغ جناح کے ڈپٹی ڈائریکٹر اور ڈائریکٹر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو انہوں نے اس کا ممبر بنایا تھا۔ وہ کمیٹی اس لئے بنائی گئی تھی کہ باغ جناح میں ہم ایک ایسا ادارہ قائم کریں جہاں پہ لوگوں کو پکنک کرنے کا اور مختلف فصلیں اگانے پہ تجربات کرنے کا Horticulture پہ ریسرچ کرنے کا موقع فراہم کرے اور وہاں پہ دوسرے جو تعلیم یافتہ بھائی بیکار پھر رہے ہیں ان کو وہاں پر ٹریننگ دی جائے ان کو وہاں پہ سکھلایا جائے اور اس کے بعد ان کو ایسی جگہ پہ تعینات کیا جائے جہاں پر وہ زراعت پیشہ بھائیوں کو آج کل کے موجودہ زمانے کے مطابق فصلیں اگانے کی ترغیب دیں اور ان کو بتائیں کہ ہم کیسے اپنی فصلوں میں اضافہ کر سکتے ہیں اور وہ فصلیں اگائیں جو ہم زیادہ سے زیادہ برآمد کر سکتے ہیں۔

جناب والا! بد قسمتی سے ان کی جگہ دوسرے گورنر صاحب تشریف لے آئے۔ اور اس کمیٹی کا کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ بلکہ جو کام ہمارے ذمے کیا گیا تھا وہ ہم نے مکمل کرنے کے بعد سیکرٹری زراعت کی معرفت اپنی رپورٹ گورنر صاحب کو پیش کر دی جس کی ایک کاپی میرے پاس ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کی وجہ یہ ہوئی ہے....

جناب چیئرمین (راجہ محمد خالد خاں): وزیر زراعت صاحب متوجہ ہوں۔ معزز رکن کی یہ خواہش ہے کہ آپ ان کی بات غور سے سنیں۔

وزیر زراعت : جناب چیئرمین ! میں ان کی ایک ایک بات نوٹ کر رہا ہوں۔

میاں محمد اسحاق : جناب چیئرمین ! میں ان سے گذارش کروں گا کہ سرکاری ڈاک کا کام اگر آپ دفتر میں کریں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب والا ! اس کمیٹی کی جو رپورٹ ہم نے بھجوائی تھی اس کی کاپی میرے پاس ہے۔ اگر آپ اس کو منگوا کر اس کا مطالعہ کریں تو اس میں آپ کو سب چیزیں مل جائیں گی۔ آج کل کے زمانے میں اگر آپ زراعت کو جدید خطوط پر استوار کرنا اور اس کو مکینیکل بنانا چاہتے ہیں تو اس میں آپ کو بہت ساری تجاویز ملیں گی بلکہ میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر جو ایک خاص چیز کی طرف آپ کی توجہ کی ضرورت ہے وہ ایک محکمہ Horticulture ہے اور horticulture زراعت کے محکمہ میں آتا ہے ۔ اور اس کی طرف ابھی تک آپ نے کوئی توجہ نہیں فرمائی ۔ اس میں ہم کافی پیچھے رہ گئے ہیں ۔ میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں پہ جو نرسریوں کا سسٹم ہے اگر اس کو آپ جدید بنا دیں ان کو آپ اچھی طرح سے ٹریننگ دیں اور یہاں پر نرسریاں اتنی قائم ہوں کہ پودوں کو بیرون ملک برآمد کیا جائے مشرق وسطی میں ابھی بھی پودوں کی بہت ضرورت ہے اور اس سے آپ کو بہت زیادہ زرمبادلہ حاصل ہو سکتا ہے ۔ جب تک وزیر موصوف صاحب آج کل کے زمانہ میں جتنی آپ درآمدات کرتے ہیں اس کے بدلے میں اگر برآمدات نہیں کریں گے تو قیمت کے لحاظ سے آپ کی آمدنی میں بہت کمی ہوگی ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپنی آمدن میں اضافہ کیا جائے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ منافع ملے ۔ تو آپ کو وہ اشیاء اگانی ہوں گی جو آپ زیادہ برآمد کر سکیں ۔ ہم دوائیاں درآمد کرتے ہیں ہمارا زرمبادلہ اس طریقے سے باہر جاتا ہے ۔ بجائے اس کے کہ ہم زرمبادلہ باہر بھیجیں ہم ان چیزوں کے بدلے میں اپنی مصنوعات باہر بھیجیں ۔ ہم اپنی سبزیاں اپنے پھل اور دوسری چیزیں جو ہم یہاں پیدا کرتے ہیں۔ ان کو ہم باہر بھیجیں ۔ لیکن جناب والا ہوا یہ ہے اور میں اس سلسلے میں آپ کے علم میں ایک بات لانا چاہوں گا۔ میں نے اس سے پہلے اس معزز ایوان کے سامنے دو دفعہ ایک قرارداد پیش کی تھی ۔

جناب والا ہمارے پنجاب کو سب سے زیادہ جو دشواری ہو رہی ہے وہ یہ

ہے کہ ہم اگر کوئی چیز باہر بھیجنا چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے زیادہ جو دقت پیش آتی ہے وہ ٹرانسپورٹ کی ہے۔ اور ہمارا پی آئی اے سے جلد رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے عوام کو سب سے زیادہ جو نقصان ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ پی آئی اے کا ہیڈ آفس کراچی میں ہے اور ہمیں اپنی چیزیں باہر بھجوانے میں جب جہاز میں جگہ لینی پڑتی ہے تو ہم کراچی والوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ آج تک کسی صاحب نے اس اہم مشکل کی طرف توجہ نہیں دی۔ نتیجتاً ہمارا وہ مال جو لاکھوں کروڑوں روپے مالیت کا ہوتا ہے وہ بہت کم قیمت پر یہاں بکتا ہے۔ اگر ہم ٹرکوں کے ذریعے پھل۔ سبزیاں اور دیگر ایسی اجناس جو ہم باہر بھیجتے ہیں وہ کراچی لے جاتے ہیں۔ تو وہاں بھی تین تین دن یہ مال پڑا رہتا ہے اور ہمارا بیوپاری جو یہاں سے مال لے جاتا ہے وہ وہاں خراب ہوتا ہے اور وہ بیچارہ مصیبت کا مارا ہوا کراچی کے بیوپاری کے ہاتھ فروخت کر کے گھاٹا کھا کر کم قیمت پر فروخت کر کے واپس آجاتا ہے۔ اور وہ آئندہ جرأت نہیں کرتا کہ وہ آئندہ ڈائرکٹ ایکسپورٹ کرے۔ اس لئے ہم اس معاملے میں کراچی والوں کے رحم وکرم پر ہوتے ہیں۔ میں نے اس قرارداد میں یہ گذارش کی تھی کہ باقی تمام دفتر جو کہ سمندر سے تعلق رکھتے ہیں وہ دفاتر تو کراچی سے منتقل ہو چکے ہیں تو کیوں نہ حکومت پنجاب یہاں ایک قرارداد متفقہ طور پر پیش کرے اور مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ پی آئی اے کا ہیڈ آفس بھی اسلام آباد میں آنا چاہیے۔ تاکہ ہمارا اسلام آباد لاہور کا پی آئی اے انٹرنیشنل پی آئی اے ہو اور یہاں سے دوسری پروازوں کو بھی موقع ملے کہ وہ یہاں سے سامان باہر لے جا سکیں۔

جناب والا! پی آئی اے کی اس اجارہ داری نے بھی پنجاب کے تاجر طبقہ کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اگر ہم نے کسی کو کوئی چیز باہر بھیجنی ہو تو وہ ہمیں اس کے لئے جہاز پر جگہ دینے میں اتنی مشکلات پیدا کرتے ہیں کہ ہمارا یہ مال خراب ہو جانے والا آئیٹم ہوتا ہے۔ تین تین دن تک وہاں پڑا رہتا ہے۔ اور اس کا جواز وہ یہ پیدا کرتے ہیں اور الزام یہ لگاتے ہیں کہ کراچی والے صاحبان ہم سے تعاون نہیں کرتے۔ اور ہمیں جگہ نہیں دیتے۔ اس لئے ہمارا مال جو باہر جانا ہوتا ہے، وہ یہاں پہ پڑا پڑا ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر اس سلسلے میں وزیر صاحب کوئی مہربانی فرمائیں تو زراعت پیشہ حضرات کی اتنی

مدد ہو سکتی ہے کہ اگر ہمارا ایک باغ لاکھوں میں بکتا ہے تو وہ کروڑوں میں بکے گا، کیونکہ کینو کی پیداوار سرگودھا اور دوسرے علاقوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کینو کبھی ایران کو برآمد کیا جاتا تھا۔ آج کل ایران کے داخلی حالات خراب ہونے کی وجہ سے ہمارا زمیندار اس مد کی آمدنی سے محروم ہے جو وہ باغ لگا کر اور محنت کر کے اور برآمد کر کے ہزاروں کماتا ہے۔ اگر آپ تھوڑی سی توجہ فرمائیں اور کوئی ایسا بندوبست کریں کہ یہ تمام برآمدی تجارت کا مال یہاں سے آسانی سے باہر بھجوایا جا سکے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ ایسا کرنے سے پنجاب کو بہت زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر میں آپ کو یہ عرض کروں کہ بھنڈی توری جو پنجاب کی سب سے زیادہ فصل ہے۔ یہ سبزی سعودی عرب میں کم از کم تیس ریال فی کلو بکتی ہے۔ جو کہ وہاں پر انڈیا ایکسپورٹ کرتا ہے اور بے حساب زرمبادلہ کماتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم پاکستانی لوگ جب وہاں جاتے ہیں تو ہمیں اس صورت حال سے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہمارا ایک مسلمان بھائی اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے ہی ایک چیز منگوائے۔ مزید پتہ کرنے پر یہی معلوم ہوا کہ وہاں پر چیزیں منگوانے میں بے شمار دشواریاں ہیں۔ اور حکومت کی طرف سے وہاں کی تاجر برادری کو کوئی تعاون نہیں ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ زراعت پیشہ بھائیوں کو اس میں کوئی فائدہ ہو تو ایسی فصلوں کو اگانے اور انہیں برآمد کرنے میں آپ ذاتی طور پر دلچسپی فرمائیں تاکہ لوگ ایسی سبزیاں وغیرہ اگائیں جو برآمد ہو سکیں اور ان کے بدلے زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ کمایا جا سکے۔

جناب والا! اب میں آپ کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں جس لائن کو میں بخوبی سمجھتا ہوں۔ اگر یہاں سے پھولوں کی برآمد شروع کر دی جائے یہ محکمہ بھی آپ سے تعلق رکھتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جو دوسرے ممالک سے مثلاً ہالینڈ وغیرہ سے پھول منگواتے ہیں، یہاں پر لوگوں کو ان پھولوں کی برآمد سے لاکھوں کروڑوں روپے کا کاروبار مہیا ہو سکتا ہے۔ اور پنجاب کے عوام کو اس میں خاصا منافع اور روزگار مہیا ہو سکتا ہے۔ جناب والا! اس کے لئے آپ کو یہاں پر ایک خاص شعبہ قائم کرنا پڑے گا جو پیکنگ کے لئے مخصوص انتظام کرے۔ بغیر پیکنگ

کے وہاں پر پھول نہیں بھیجے جا سکتے اور اس میں کچھ زیادہ اخراجات بھی نہیں اٹھیں گے۔ صرف حکومت پنجاب اس طرف خاص توجہ دے۔ اس سلسلے ہمارے زرعی ترقیاتی بنک آف پاکستان کے چیئرمین جمیل نشتر صاحب میرے پاس تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اس تجویز میں بہت زیادہ دلچسپی لی۔ وہ نہایت محنتی اور اس میں دلچسپی رکھنے والے انسان ہیں اور انہوں نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس محکمے میں اتنی دلچسپی لی جائے کہ ہمارے زراعت پیشہ بھائیوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ انہوں نے کہا کہ میں حکومت پاکستان کو، وزیراعظم یا پریذیڈنٹ صاحب کو اس بات پر مائل کروں گا کہ پنجاب میں ایسے تربیتی مراکز قائم کئے جائیں جن میں لوگوں کو ٹریننگ دی جائے کہ باہر مال بھجوانے میں ہمیں کون کون سے طریق کار وضع کرنے ہیں اور اس سلسلے میں کون کون سی دشواریاں حائل ہیں۔ تاکہ حکومت کی طرف سے ان کو دور کیا جائے۔

جناب والا! دوسرے یہ ہے کہ ایکسپورٹ کرنے میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں ان کو آپ آسان کیجئے۔ تاکہ ہر آدمی کوشش کرے۔ اگر کوئی خود ایکسپورٹ کرنا چاہتا ہے تو اس تجارت میں جو بیوپاری آجاتے ہیں وہ جو لوٹ کھسوٹ کرکے زراعت پیشہ بھائیوں کا حق چھین کر لے جاتے ہیں وہ نہ لے جائیں۔ بلکہ زراعت والے جو رات دن محنت کرکے باغ، سبزیات اور دوسری چیزیں خود پیدا کرتے ہیں انہیں بھی کچھ فائدہ ہونا چاہیے۔ تاکہ اس میں لوگوں کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کریں۔

جناب والا! اب میں بجٹ صفحہ (691) کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرواؤں گا۔ آپ نے اس میں سرکاری باغات کے لئے جو فنڈ رکھا ہے یہ ستائیس لاکھ اٹھاسی ہزار چھ سو ہے۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ آپ اس مجوزہ تربیتی مرکز کے لئے کوئی رقم فراہم کریں گے۔ جس کی اس سے پہلے کمیٹی بنی اور اس نے رپورٹ پیش کر دی تھی تاکہ اس پروگرام کو جلدی سے جلدی پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکے۔

جناب والا! گندم ہمیں اتنی پیدا کرنی چاہیے جو کہ ہمارے اپنے عوام کی ضرورت پوری کر سکے۔ چینی ہمیں اتنی پیدا کرنی چاہیے جتنی ہمارے اپنے لوگ استعمال کر سکیں

اگر آپ باہر کے ممالک کی چیزوں سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں پھل پھول اور سبزیات زیادہ مقدار میں پیدا کرنی چاہییں تاکہ پنجاب کے عوام زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ براہ کرم وزیر زراعت میری طرف توجہ دیں۔

وزیر زراعت : میں آپ کی تقریر لفظ بلفظ تو نہیں ، پوائنٹس لکھ رہا ہوں۔

میاں محمد اسحاق : میں جو اپنی بات آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں تو میں یہ بھی امید رکھتا ہوں کہ کچھ نہ کچھ عوام کو اس سے فائدہ ہونا چاہیے۔ ہم نے پہلے اس کا کافی مطالعہ کیا ہے۔ اگر آپ تھوڑی سی مہربانی فرمائیں۔ مجھے خوشی یہ ہے کہ آپ ماشاء اللہ زراعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ محنتی ہیں ، ایماندار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے زراعت پیشہ عوام کو آپ کی اس وزارت سے اگر اس دفعہ فائدہ نہ پہنچا تو ہم سمجھیں گے کہ پنجاب کے زراعت پیشہ لوگ ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جائیں گے اس لئے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ زراعت کو جدید خطوط پر استوار کیجئے اور بھی چھوٹے ٹریکٹر ایسے منگوائیے جن کو لوگ نرسریوں کے لئے بھی استعمال کر سکیں۔ جو زرعی ادویات یہاں بن رہی ہیں کوشش کیجئے کہ متعارف ہوں۔ بلکہ یہاں پر گورنمنٹ کی ایک فیکٹری ایسی ہے جو ایک ایسی دوائی تیار کر رہی ہے جو ہماری اکثر فصلوں کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ہمارے اپنے ملک کی دوائی استعمال نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جو دوائی باہر سے منگوائی جاتی ہے اس میں کمیشن ملتی ہے۔ اور یہاں کی دوائی میں کمیشن نہیں ملتی۔ میں کہوں گا کہ یہ بہتر ہوگا کہ ہماری مقامی تیار کردہ دوائیاں استعمال کی جائیں تاکہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے اور وہ دوائیاں سستی بھی ہوں گی اور وہ آپ پاکستان کی ہی تیار شدہ ہوں گی۔ تو اس ضمن میں جناب وزیر زراعت صاحب ! میں یہ عرض کروں گا کہ جو لوگ نرسریاں لگاتے ہیں ان کی تھوڑی سی حوصلہ افزائی کے لئے ایک ایسی کمیٹی مقرر کریں جو اس سلسلے میں سوچ بچار کرے۔ ہمارے پنجاب میں بہت نرسریاں ہیں۔ اگر آپ پتوکی کی طرف جاتے ہوئے دیکھیں تو آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ ہر چھوٹے زمیندار نے تھوڑی تھوڑی نرسری لگا رکھی ہے اور

اس نرسری سے جو اس کو فائدہ ہوتا ہے وہ اس سے اپنا پیٹ پالتا ہے اور میرا خیال ہے کہ اسے دوسری فصل سے شاید اتنی آمدن نہیں ہوتی ۔ اگر آپ ان کی تھوڑی سی اور حوصلہ افزائی فرمائیں انہیں دوائیوں اور کھاد کے حصول میں جو دقت درپیش ہے اس میں آسانی پیدا کی جائے اور باہر پودے بھیجنے میں ان کی مدد کی جائے تو اس سے انشاء اللہ تعالیٰ ایک تو وہاں پہ ہماری لیبر کی زیادہ کھپت ہو سکتی ہے ۔ لوگوں کو زیادہ روزگار مہیا ہو سکتا ہے ۔ اور دوسرے جو چھوٹے زمیندار ہیں انہیں اور زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔ اس لئے میں آپ کی توجہ خصوصاً اس طرف مبذول کراؤں گا کہ یہ جو Horticulture کا Product ہے اس کے لئے بھی اگر جناب والا آپ تھوڑی سی زحمت فرمائیں اور کچھ مدت کے لئے بے شک باہر سے ایسے ٹرینڈ لوگ منگوائے جائیں ۔ باغ جناح میں ایک تربیتی ادارہ قائم کیا جائے اور اپنے زراعت کے جو تربیت یافتہ لوگ ہیں ان کو موجودہ ٹیکنیک کے مطابق ٹریننگ دیں ۔ اور پھر ہمارے جو تربیت یافتہ لوگ ہوں گے وہ آئندہ دوسرے لوگوں کو تربیت دیں گے اور پڑھائیں گے اور یہاں پر ہمارے پڑھے لکھے بھائی اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکیں گے کیونکہ ہماری جو آبادی ہے وہ 72 فیصد زراعت سے منسلک ہے ۔ اور زیادہ تر وہ دیہات میں رہتی ہے ۔ لہٰذا دیہاتوں میں رہنے والے بھائیوں کو جب تک ہم فائدہ نہیں پہنچائیں گے وہ لوگ مایوس رہیں گے ۔ اور سب سے اولین ہمارے جو بھائی شہر میں رہتے ہیں اور زراعت سے تعلق رکھتے ہیں ان سے متعلق حکومت پنجاب کا فرض ہے کہ وہ انہیں زیادہ سے زیادہ فائدہ دے اور وہ اسی طریقے سے ہو سکتا ہے کہ جو holders ہیں ان کو جو تکالیف اور دشواریاں پیش ہیں انہیں جو مشکلات ہیں ان کا پوری طرح جائزہ لینے کے لئے ایک ٹیم بنائیں جو اس سلسلے میں رپورٹ مرتب کرے ۔ رپورٹ مرتب ہونے کے بعد اس کی روشنی میں اس پر آپ عملدرآمد کرائیں تاکہ ہم جو زراعت کی طرف سے بالکل مایوس ہو چکے ہیں ۔ کوئی کام زراعت کا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ اگر آپ ان کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ لوگ زراعت سے مایوس ہو کر دوسرے کاموں کی طرف رجوع کریں گے اور اس سے ہماری زراعت کی کافی ویرانی ہو گی ۔ اس لئے آپ کو اس سلسلے میں اولیت دینی پڑے گی تاکہ لوگ زراعت میں دلچسپی سے حصہ لے

سکیں۔ اب جناب والا۔ میں تھوڑی سی بات جناب وزیر آبپاشی کے گوش گزار کرنا چاہوں گا اور معذرت کے ساتھ یہ عرض ہے کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ ....

وزیر زراعت : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ کل سے فیصلہ ہو چکا ہے کہ صرف زراعت کو زیر بحث لایا جائے یا اس ہیڈ کو۔ جب اریگیشن کا ہیڈ آئے گا تو پھر اس کو لایا جائے گا۔

جناب سپیکر : میاں صاحب! کیا یہ بات طے ہوئی تھی کہ صرف ایک ہی ہیڈ پر بحث ہوگی۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! یہ طے ہوا تھا کہ چونکہ یہ محکمے ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور یہ کٹ موشن پیش کرنے کی سپیکر صاحب نے ہمیں اجازت نہیں دی تھی مگر ان محکمہ جات پر بحث کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔

وزیر زراعت : قطعاً نہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : آپ کارروائی دیکھ لیں۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا! آپ ریکارڈ دیکھ لیں۔

وزیر زراعت : جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کل اتنی دیر بحث ہوئی کہ ایک ہیڈ تحت جو کٹ موشن ہے اسی تک confine رہا جائے گا باقی ڈیمانڈ پر جو کٹ موشن پیش ہوگی اس پر بعد میں بحث ہوگی۔

جناب چیئرمین : جملہ محرکین باری باری اپنی تحریک کے حق میں تقاریر کریں گے جو اس تحریک کے حق تک محدود ہوگی۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا! کل ہمارے قائد حزب اختلاف نے ان دونوں محکمہ جات کے متعلق تجویز کی تھی۔ یہ چیز ریکارڈ پر موجود ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : میاں صاحب جو کچھ سپیکر صاحب نے یہاں لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اسی تحریک کے حق تک محدود ہے ڈیمانڈ 18 زراعت کے متعلق ہے۔ تو آپ اس حد تک تقریر فرمائیں۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا! اس ضمن میں بحث کے بعد یہ طے پایا تھا کہ محکمہ

آبپاشی اور زراعت دونوں پر ہم بات کر سکیں گے ۔

جناب چیئرمین : وزیر زراعت صاحب ! کیا یہ طے پایا تھا ؟

وزیر زراعت : جناب والا ! رول 116 اور 117 پر ہی رولنگ دی گئی تھی کہ جو کٹ موشن جس ہیڈ کے تحت ہے اس سے باہر نہیں جا سکتا اور اسی حد تک رہا جائے گا۔ اسی وجہ سے مخدوم زادہ صاحب نے اپنی تمام تقریر اسی تک محدود رکھی تھیں اس لئے جب آبپاشی کی باری آئے گی تو اس وقت آپ بات کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا موضوع ہے۔ اور آپ اچھی تقریر کر رہے ہیں ۔ اسی سبجیکٹ پر چلتے رہیں تاکہ میں جواب دوں۔

جناب چیئرمین : جناب مخدوم زادہ صاحب ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا ! یہ مجھے سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے ۔

وزیر زراعت : جناب والا رول نمبر 116 اور 117 کے تحت یہ confined ہے کہ اسی ہیڈ کے تحت انہی کٹ موشنز پر بحث ہو سکتی ہے ۔ اور اس سے باہر نہیں جا سکتے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ! میں انشاءاللہ وزیر زراعت کے لئے بادام روغن بھیج دوں گا تاکہ ان کی یادداشت کمزور نہ ہو۔ جناب سپیکر ! یہاں رولنگ دے چکے ہیں کہ آپ دوسری ڈیمانڈ move نہ کرائیں لیکن آپ کی بحث کے دوران چونکہ زراعت بغیر آبپاشی کے نہیں چل سکتی ۔ یہ صرف انہوں نے کوئی معاملہ ایجاد کیا ہوا ہے جو خفیہ طور پر میں ان سے پوچھوں گا کہ یہ کس پانی سے فصل اگاتے ہیں ۔ کل رولنگ یہ تھی کہ آپ سب موضوع پر بحث کر سکتے ہیں ۔ ہم اعتراض نہیں کریں گے ۔

جناب چیئرمین : وزیر زراعت صاحب ! آپ اس بارے میں کچھ وضاحت فرمائیں گے ؟

وزیر زراعت : جناب والا ! ملک اللہ یار خاں صاحب ، چوہدری غلام رسول صاحب اور سب لوگوں کے استدلال پہ جو میں نے پوائنٹ پیش کیا تھا۔

That was quoted and it was upheld.

اور یہ جو فرما رہے ہیں کہ پانی کے بغیر زراعت نہیں ہو سکتی - لیکن پہلے فصل بوئی جاتی ہے اور ہر چیز باری باری کی جاتی ہے - یہ نہیں کہ ایک ہی وقت میں سارے کام ہو جائیں - چونکہ بجٹ پر عام بحث ہو چکی ہے اب صرف ہیڈ وائز بحث ہوگی specifically انہیں نکات پر جن کے لئے ان کی کٹ موشن ہیں - اس لئے میں یہ عرض کروں کہ جو کچھ یہ کہنا چاہتے ہیں وہ ڈیمانڈ نمبر 18 زراعت کے ہیڈ کے تحت کہہ سکتے ہیں - لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کافی vast subject ہے - اس پر یہ کافی کچھ کہہ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : چوہدری صاحب! کیا زراعت ، آبپاشی کے بغیر ممکن ہے -

وزیر زراعت : جناب والا! یہ بات نہیں ہے - اس طریقے سے تو ٹوٹل بجٹ ہی inter-connected ہے - اس پر بجٹ کے لئے جنرل بحث اس لئے رکھ دی جاتی ہے کہ آپ زراعت ، آبپاشی یا جس موضوع پر چاہیں بات کر لیں لیکن جب اس کی آئٹم وائز بحث شروع ہوگی تو پھر ہر آئٹم کو علیحدہ علیحدہ deal کرنا پڑے گا - اور اب بھی آئٹم وائز بحث شروع ہے۔

جناب چیئرمین : جناب ملک اللہ یار خان صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے کہ کل کیا طے ہوا تھا؟

(قطع کلامیاں)

ملک اللہ یار خان : جناب والا! جہاں تک اس اعتراض کا تعلق ہے کہ قواعد کے تحت اور روایت کے تحت اسی ڈیمانڈ کے تحت جو کٹ موشنز ہیں انہیں پر بحث کی جا سکتی ہے اور اس ضمن میں میں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا لیکن جناب سپیکر نے اس بارے میں حتمی طور پر اپنی کوئی رائے نہیں دی اور فیصلہ نہیں فرمایا تھا کیونکہ مخدوم زادہ صاحب اس بات پر مصر تھے کہ زراعت کے ساتھ محکمہ آبپاشی کے جو موضوعات ہیں ان پر بھی بحث کی جائے اور اس کے بعد میں نے ایک مرتبہ پھر جناب سپیکر کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ براہ کرم قاعدہ نمبر 117 کے تحت آپ فیصلہ صادر کر سکتے ہیں اور آپ اپنی رائے کا اور فیصلے کا اظہار کر سکتے

ہیں اس لئے آپ فیصلہ فرمائیں لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے اس بارے میں حتمی طور پر کوئی فیصلہ نہیں دیا اور انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ فی الحال اس پر بحث جاری رکھی جائے اور اس دوران ہم دیکھیں گے کہ اس بارے میں کیا فیصلہ دیا جانا چاہیے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر! میں نے اپنے پوائنٹس یا نوٹس جناب سپیکر کو پیش کر دئیے تھے۔ اس میں زراعت بھی تھی۔ ٹیوب ویل بھی تھے۔ آبپاشی بھی تھی۔ سیم اور تھور بھی تھا اور جناب سپیکر کے رولنگ دئیے بغیر یہ کہا تھا کہ اس پر کوئی اعتراضات نہیں ہونگے آپ تقریر جاری رکھیں۔ تو مجھے ڈر یہ تھا کہ معزز وزیر زراعت پھر اٹھیں گے تو میں نے کہ بیشتر اس کے کہ میں interrupt ہوں میں اپنے مضامین پڑھ دیتا ہوں یہ مضامین آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ آبپاشی اور زراعت اکٹھے ہیں جن پر میں نے چند تقاریر کی ہیں۔

جناب چیئرمین : میاں صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

میاں محمد اسحاق : جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے چند گزارشات جناب وزیر آبپاشی کے گوش گزار کرنا چاہوں گا، ان کو یہ تجاویز پیش کرتے ہوئے میں یہ درخواست کروں گا کہ وہ ان کی اپنے طور پر بھی انکوائری کروائیں اور کوشش کریں کہ اس پر تھوڑا اسا عمل بھی ہو۔ جناب سپیکر یہ صفحہ نمبر (103) پر جو اریگیشن اور لینڈ ریکلیمیشن ہے، اس میں یہ فلڈ کنٹرول اینڈ ڈرینج ہے، اس سلسلے میں کیا وزیر آبپاشی یہ فرما سکیں گے کہ اس مد میں ہر سال تقریباً اتنا ہی روپیہ رکھا جاتا ہے اس سال تقریباً 8 کروڑ 64 لاکھ دو ہزار اور 940 روپے 1986-87 کے لئے رکھے گئے ہیں۔ جبکہ 1985-86 میں یہ تخمینہ تقریباً 8 کروڑ 30 لاکھ 76 ہزار تھا میں یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ یہ جو فلڈ کنٹرول کے لئے انہوں نے رقم رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اب فلڈ قسم کی کوئی ناگہانی آفت نہیں آرہی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بڑا کرم ہے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فلڈ سے آئندہ کے لئے بھی محفوظ رکھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو پیسہ فلڈ کے لئے رکھا جاتا ہے یہ اس رقم کا زیاں ہے۔ اور اگر پچھلے کسی سال میں فلڈ کی تکلیف آئی بھی ہے تو میں نے اس

فلڈ رقوم سے افسران اور دیگر متعلقہ اہلکاران کو جس طرح کھیلتے دیکھا ہے ۔ میں بیان نہیں کر سکتا ۔ جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ محکمہ آخر کس کے پاس ہے ۔ آیا یہ ریونیو بورڈ کے ماتحت ہے یا وہ اس پر صرف عملدرآمد کراتے ہیں ۔ اور اس کے لئے آپ صرف رقم مہیا کرتے ہیں ۔ یا آپ کا اپنا عملہ اس پر عمل درآمد کرتا ہے ۔ یہ جو سٹاف آپ اس کام کے لئے رکھتے ہیں ، کیا یہ سارا سال فلڈ کی انتظار کرتا رہتا ہے ۔ یا کسی دوسرے کاموں پر بھی مامور کیا جاتا ہے ۔ اگر جناب والا ایسا نہیں ہے تو فلڈ کی انتظار کئے بغیر ان حضرات کو کسی دوسرے کام پر مقرر کیجئے ، میرے خیال میں خصوصاً یہ جو پیسہ ہے ، یہ ہمیشہ ہی ضائع ہوتا ہے اور ایک دو دفعہ ایسا بھی ہوا ہے ۔ کہ میں سول ڈیفنس میں تھا اور جو فلڈ کا عملہ وہاں تعینات تھا ۔ انہوں نے فلڈ کی ان رقوم سے جو جو کچھ وہاں پر عیاشیاں کیں وہ نا قابل بیان ہیں ۔

جناب سپیکر ! یہ ان لوگوں کا پیسہ ہے کہ جن پر آفات آتی ہیں ۔ جن پر مصیبت آتی ہے ۔ اس وقت ہر ایک انسان کا دل یہ چاہتا ہے کہ اپنی گرہ سے کچھ نہ کچھ لوگوں کو دیا جائے مگر ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ وہاں پہ اس کام پر مامور ہوتے ہیں وہ سرکاری رقوم سے ایسے کھیلتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاکستان میں یہ چونکہ مصیبت آئی ہے لہذا یہ لوگ ہم میں سے نہیں ہے ۔ تو جناب والا دوسری آئٹم جو ہے ، اس میں میں پہلے بھی آپ سے درخواست کر چکا ہوں کہ جب فصل پکنے لگتی ہے ، تو ٹیوب ویل آپریٹر حضرات ان کو بند کر کے زمینداروں کو بلیک میل کرتے ہیں ۔ اس کے لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ان ٹیوب ویلوں کو بند کرتے وقت آپ ایسا سٹاف مقرر کیجئے جو آپ کے نوٹس میں صحیح صورت حال پیش کرے اور جب فصل پکتی ہے تو اکثر ٹیوب ویل بند کر دیئے جاتے ہیں ، ان کے کنکشن کاٹ دیئے جاتے ہیں ، چونکہ اس پہ زمینداروں نے اپنا پورا سرمایہ خرچ کیا ہوا ہوتا ہے ، اور اس نے اس فصل کو اپنے گھر اور منڈیوں میں لے جانا ہوتا ہے ۔ تو اس کو عین اس وقت بلیک میل کیا جاتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کچھ نہ کچھ تدارک ہونا چاہیے اور زراعت کے محکمہ میں ہمیں اس طرف سپیشل توجہ دینی ہوگی ۔ زراعت اور آبپاشی کا محکمہ آپس میں اتنے منسلک ہیں کہ یہ جیسا کہ روح اور جسم کا تعلق ہے ۔

اگر کسی کے پاس پانی نہیں ہے اور صرف زمین ہے تو وہ بے کار ہے یہ دونوں وزراء صاحبان ماشاءاللہ مخلص ہیں۔ محنتی اور ایماندار ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے اس معاملہ میں اس وقت جو ڈیو پلمنٹ عوام ان سے توقع رکھتے ہیں، عوام نے ووٹ دے کر ان کو اپنا نمائندہ بنا کر اس معزز ایوان میں بھیجا ہے۔ اگر لوگوں کی یہ تکالیف رفع نہ ہوئیں، تو آئندہ کے لئے ہم پر اعتماد نہیں کریں گے۔ تو آبپاشی اور زراعت کی طرف خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے عوام کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: چوہدری محمد رفیق صاحب۔

چوہدری محمد رفیق: جناب سپیکر! بنیادی طور پر ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور صوبہ پنجاب کی کثیر آبادی بھی زراعت سے منسلک ہے۔ اور میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے سامنے یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ مدتوں سے یہ سنتے سنتے ہمارے کان پک گئے ہیں کہ کسان اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اور اسی طرح ہماری آنکھیں پتھرا گئی ہیں یہ پڑھتے پڑھتے کہ کسان اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔

جناب سپیکر! اسی ریڑھ کی ہڈی میں خم ڈال دیا گیا ہے اور اس ریڑھ کی ہڈی کو ٹیڑھا کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے وسائل جن پالیسی ساز افسران کے ہاتھوں میں ہیں۔ ان کی ان پالیسیوں کی اور محکمہ زراعت کی کرم فرمائیوں کی وجہ سے اس ہڈی میں خم پڑ گیا ہے۔ اور جناب سپیکر! آپ دیکھ رہے ہیں کہ زرعی صوبہ ہونے کے باوجود ہم گندم اور چینی باہر سے منگواتے ہیں۔ اور خوردنی تیل بھی باہر سے منگواتے ہیں۔ تو باہر سے برآمد کرنے کے باوجود fine thread بھی ہم باہر سے import کرتے ہیں۔ جس پر فخر سے یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ باہر کے دھاگے سے یہ کپڑا بنایا گیا ہے۔ جسے ہم بڑے شوق سے خریدتے ہیں۔

جناب سپیکر! اب دیکھنا یہ ہے کہ کن وجوہات کی بنا پر ہماری پیداوار کم ہے؟ اس سلسلہ میں سرفہرست میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری کاشت میں

کمی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں جدید ٹیکنالوجی کی کمی ہے۔ خاص کر وہ جو ترقی یا ادارہ پروگرام اور ریسرچ کاشتکار تک نہیں پہنچ پائی۔ پانی کی کمی بیشی کا بھی سوال ہے کیونکہ زیادہ تر ہمارے ملک کا انحصار نہری پانی پر ہے۔ موسمی حالات پر بھی انحصار رہتا ہے پھر زرعی آلات چاہے وہ ملکی ہوں یا غیر ملکی اتنے مہنگے ہیں کہ کاشت کار کی پہنچ سے باہر ہیں۔ بیج میں ہمارے ہاں اتنی ریسرچ نہیں ہوئی کہ ان کو ہم اس معیار پر لے آئیں کہ فصل زیادہ سے زیادہ پیداوار دے۔ کھادیں اتنی مہنگی ہیں کہ کاشتکار کے بس میں نہیں جتنی محکمہ زراعت سفارش کرتا ہے۔ اتنی کھاد کاشتکار نہیں ڈال سکتا ہے کیونکہ اس کی پہنچ سے باہر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پیداواری اخراجات اتنے زیادہ ہو جاتے ہیں کہ اس میں وہ ضرور کمی کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو بھی زندہ رکھنا ہے۔ اس کی دادرسی کا معاملہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سیم اور تھور کا مسئلہ ہے ہماری کافی زمین بے کار ہو گئی ہے۔ اس میں بھی محکمہ زراعت ناکام ہو گیا ہے۔ اور یہ چیزیں ہماری زراعت کی ناکامی میں سرفہرست ہیں۔ کیونکہ ہم لوگ اسی وقت اکٹھو کرتے ہیں۔ خاص طور پر ہمارے محکمہ زراعت کا Recjamation Department اس پر وہ کچھ خرچ کرنے کا سوچتے ہیں جب زمین ضائع ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر! زرعی قرضہ جات بھی کاشت کار کو آسانی کے ساتھ نہیں ملتے ان سے بھی بڑے زمیندار فائدے اٹھاتے ہیں۔ میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ چھوٹے کاشت کار کو زرعی قرضہ جات سے قطعی طور پر کبھی کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اس کے علاوہ جناب والا کاشت کار کو اس کی محنت کا معاوضہ صحیح نہیں ملتا۔ کاشت کار کو اپنی اجناس کی قیمت بہت کم ملتی ہے۔ کیونکہ حکومت کے ادارے قیمت مقرر کرتے ہیں وہ اتنی کم قیمت مقرر کرتے ہیں کہ کاشت کار کے پیداواری اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے۔ اس طرح اس کو اپنے آپ کو زندہ رکھنا اور بھی محال ہو جاتا ہے۔

جناب والا! اس کے بعد میں محکمہ زراعت کی کارکردگی کے متعلق عرض کروں گا جس سے کہ کاشت کار متاثر ہوتا ہے۔ یعنی اس نے جدید ٹیکنالوجی کاشت کار تک کیوں نہیں پہنچائی۔ میرا اپنا مشاہدہ اور تجربہ ہے یہ معزز ایوان بھی اس بات کا شاہد ہو گا کہ ہمارے محکمہ زراعت کے افسران ماسوائے چند ایک کے ، exception تو ہر جگہ پر ہوتی

ہے۔ لوگ محنتی بھی ہوتے ہیں باقی تمام کا تمام محکمہ دفتروں میں بیٹھ کر کارروائیاں ڈالتا ہے ۔اور دفتروں میں ہی بیٹھ کر پروگرام بناتے ہیں ۔ دفتروں میں ہی ان کے visits tours کے ٹی اے ۔ ڈی اے بنتے ہیں ۔ان کے پاس کوئی ریگولر پروگرام ہو جس کے تحت وہ کاشت کار تک جائیں کیونکہ زرعی یونیورسٹی کے پڑھے لکھے لوگوں کو جنہیں جدید ٹیکنالوجی کا پتہ ہے وہ کاشت کار تک پہنچائیں ۔

جناب والا! اگر وہ باقاعدہ پروگرام سے ان کاشت کاروں کے پاس جائیں گے تب ہی وہ ان کاشت کاروں کو روشناس کرائیں گے ۔ اس بات کی سب سے زیادہ کمی ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کاشت کار تک نہیں پہنچی ۔ محکمہ زراعت کا چھوٹا عملہ جیسے بیلدار وغیرہ اکثر چکر لگاتے ہیں کیونکہ اس کی کچھ اپنی ضروریات کاشت کار کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں اور اپنی ضرورت کے تحت ہی کاشت کار کے ساتھ اپنا رابطہ رکھتے ہیں ۔ اس کے علاوہ ایگریکلچر آفیسر یا اس سے بڑے آفیسرز نہیں آتے اور ان کے زیادہ تر پروگرام دفتروں تک محدود ہوتے ہیں ۔ ٹی ۔ اے ، ڈی ۔ اے بھی دفتروں میں ہی بیٹھے بیٹھے بن جاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ محکمہ زراعت کا جو ریسرچ ونگ ہے اس کی بھی آپس میں coordination نہیں ہے ۔ اس لئے کاشت کار تک جدید ٹیکنالوجی اور ٹیکنیک نہیں پہنچ سکی ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پیداوار میں کمی کا ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہے ۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ محکمہ زراعت قیمت فروخت کے معاملے میں بھی ناکام رہا ہے ۔ میں اس کی مثال خود آپ کے سامنے ہوں ۔ اس معزز ایوان میں جو حضرات شوگر کین بورڈ کے ممبر ہیں اس بات کے شاہد ہیں کہ ایک میٹنگ میں جس میں ہم بھی شامل ہوئے اور محکمہ زراعت کی طرف سے جو ورکنگ پیپر تیار ہوا ۔ اس میں گنے کی پیداوار میں کمی کے متعلق یہ لکھا ہوا تھا کہ گنے کی کاشت اس لئے کم ہوئی ہے کہ موسمی حالات اور پانی کی کمی وغیرہ تھی ۔

جناب سپیکر! دو مسئلے میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس میٹنگ میں جو محکمہ زراعت کے اعلیٰ افسران نے ورکنگ پیپر تیار کیا تھا اس میں یہی لکھا تھا کہ موسمی حالات اور پانی کی کمی کی وجہ سے کاشت میں کمی واقع ہوئی ہے اور میں نے بڑے اصرار کے ساتھ یہ ترمیم کروائی تھی کہ موسمی حالات اور پانی کی کمی دو minor factors

ہیں۔ major factor قیمت فروخت ہے کیونکہ کاشت کار تو وہی فصل کاشت کرے گا جس میں اسے پیسے ملیں گے یا جس سے اس کے اخراجات پورے ہوں گے جس فصل میں اس کو پیسے نہیں ملیں گے وہ کاشت کرنی چھوڑ دے گا۔ کیونکہ کاشت کار کی نظر ہمیشہ اس بات پر لگی رہتی ہے کہ کس فصل میں منافع زیادہ ہوگا۔ اب آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ قیمت فروخت بہتر بنانے میں محکمہ زراعت کس قدر ناکام رہا ہے اور اپنی ذمہ داریوں سے کس طرح چشم پوشی کی ہے۔ محکمہ زراعت والے حقائق کے مطابق نہیں چلتے یا تو انہیں اوپر سے کچھ ہدایات ہوتی ہیں کہ آپ ایسے پروگرام تیار کریں جس کی جیتی جاگتی مثال آپ کے سامنے پیش کی ہے۔

جناب سپیکر دنیا تو چاند تک پہنچ چکی ہے اور Genetic Research Science میں۔ جو میرے دوست بزرگ یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ جانتے ہوں گے اور انہوں نے سنا ہوگا کہ Genetic Science کیا ہے۔ اور اس نے اس قدر ترقی کر لی ہے کہ آپ میں سے شاید کوئی یقین نہ کرے اگر میں یہ عرض کروں کہ انہوں نے اس قسم کی فصلیں اور پودے ایجاد کر لئے ہیں کہ زمین کے اندر اگر آلو ہیں تو اوپر اس پودے کو ٹماٹر لگتے ہیں یا زمین کے اندر اگر آلو ہیں تو اس کے اوپر کوئی اور پھل لگتا ہے۔ اسی طرح تمباکو کا ایک پودا ہے جس کے اوپر سورج مکھی کا پھول لگتا ہے اس طرح تمباکو بھی حاصل کرتے ہیں اور خوردنی تیل بھی حاصل کرتے ہیں۔ Genetic science میں یہاں تک ترقی کرکے دوسرے ممالک نے اپنے آپ کو غذائی فصلوں میں خود کفیل کر لیا ہے اور ہم اپنے پرانے دقیانوسی طریقے اپنائے ہوئے ہیں۔ عام کاشت کار ماڈرن ٹیکنالوجی ٹریکٹر اور زرعی آلات afford نہیں کر سکتا۔ اس لئے محکمہ زراعت کو ٹھوس منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔ جناب سپیکر کہنے کے لئے تو میرے پاس بہت کچھ ہے اور کہنا بھی چاہتا ہوں چونکہ وقت کی کمی ہے اور میرے اور دوست بھی اپنی بات کرنا چاہتے ہیں اس لئے میں مزید اختصار سے کام لیتے ہوئے اس محکمے کی اصلاح کے لئے یہ عرض کروں گا اور وزیر زراعت سے یہ گذارش کروں گا کہ وہ اس پر توجہ فرمائیں۔

جناب والا! محکمہ زراعت میں شہری بابوؤں کی بھرتی نہ کی جائے کیونکہ یہ لوگ دیہات میں کاشت کاروں کے پاس جانا نہیں چاہتے۔ وہ ڈگریاں صرف نوکریوں کے لئے لیتے ہیں۔ عوام کی، کاشت کار کی خدمت کے لئے وہ ملازمت میں نہیں آتے۔ اس لئے میں

یہ تجویز پیش کرتا ہوں بلکہ مطالبہ کرتا ہوں کہ زرعی یونیورسٹی میں زراعت کے جتنے بھی تربیتی اداروے ہیں ان سب میں کاشت کار آبادی کو جو ملک کی بیشتر آبادی ہے ان اداروں میں سو فیصد داخلے دئیے جائیں ۔ تاکہ دیہات ہی کے لوگ وہاں پر پڑھیں اور دیہاتوں میں ہی جاکر سروس کریں ۔ شہری بابو صرف ڈگری لینے کے لئے پڑھتے ہیں اوراس کے بعد وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے اس ملک یا کاشت کاروں کی کچھ خدمت بھی کرنی ہے ۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں محکمہ زراعت کے ایک ونگ اصلاح آبپاشی یعنی On Farm Water Management ...... کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ کام تو ٹھیک کر رہا ہے ۔ لیکن انہوں نے کچھ اصول ایسے وضع کئے ہوئے ہیں جیساکہ کوئی کھال پختہ کرتے ہیں تو صرف دس فیصد کرتے ہیں ۔ لیکن مشاہدے میں آیا ہے کہ بعض کھالوں کی لمبائی اتنی ہے کہ exceptionally ان کو زیادہ حصہ پختہ کرکے دینا چاہیے ۔ میں ایک ایسے کھال کے متعلق جانتا ہوں جو ضلع لوبہ ٹیک سنگھ میں چک نمبر 331 گ ب نور پور میں واقع ہے اس کا کھال سات میل لمبا ہے ۔ چھوٹے کاشت کار ہیں اور کھال ۷ میل لمبا ہے اس کھالے کا پہلا موگہ 4 میل پر آتا ہے اور 4 میل کھال کا آپ سوچ سکتے ہیں کہ اس کی نگہداشت کتنی مشکل ہے ۔ چوہے سیمہ اور دوسرے جانوروں کی وجہ سے توڑ پھوڑ ہوتی رہتی ہے ۔ اور پانی کا ہمیشہ ضیاع ہوتا رہتا ہے ۔ محکمہ اصلاح آبپاشی نے ان کو بہت کم حصہ دیا ہے اس لئے میری جناب وزیر زراعت سے گذارش ہے کہ کم از کم اس چار میل کے حصے کو یعنی پہلے نکے تک اس کو پختہ کیا جائے ۔

جناب سپیکر! اب میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے توسط سے جناب وزیر آبپاشی کی خصوصی توجہ چاہوں گا ۔ میں مختصراً عرض کروں گا میرا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں صرف نشاندہی کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کی اصلاح ہو جائے ۔ اس محکمہ میں جو کاروبار باغات کے پانی کے لئے ہوتا ہے ....

جناب سپیکر وہ پانی بکتا ہے ....

چوہدری محمد صدیق سالار : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب چیئرمین عام بحث میں حصہ لینا فاضل ممبر کا حق ہے ۔ ایک بجنے والا ہے ۔ فاضل

دوستوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایک بجے کے بعد جھٹکا ہوگا۔

جناب چیئرمین : سالار صاحب کٹ موشن کے لئے تو کوئی پابندی نہیں۔

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا کرنا چاہوں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری مجھے بات کرنے سے روک نہیں سکتے اور انہیں کوئی اختیار نہیں۔

جناب سپیکر! محکمہ آبپاشی سب سے بڑا فراڈ سب سے بڑا گھپلا اور رشوت ستانی کا گڑھ ہے۔ اس محکمہ میں باغات کے لئے پانی مہیا کرنے کے ریٹ مقرر ہیں کہ ایک ایکڑ کے لئے اتنے ہزار۔ میرے خیال میں جہاں جہاں پانی دیا جاتا ہے وہاں پر یہی کچھ ہوتا ہے اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے سامنے میں وہ حقائق پیش کرنے والا ہوں۔ خصوصاً وزیر آبپاشی صاحب کی توجہ کے لئے کہ اس محکمہ نے مردہ لوگوں کے بھی agreement کئے ہوئے ہیں اور میرے پاس اس کا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! ثبوت کے طور پر میں آپ کو پیش کرتا ہوں کہ کربلا کے واقعہ کے بعد پچھلے سال ایک اور کربلا کا واقعہ رونما ہوا۔ چک نمبر 317 گ۔ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 55 عورتوں 85 مردوں کو اپنے حقوق کے تحفظ کے الزام میں پولیس نے پکڑ کر بند کر دیا اور پھر ہائی کورٹ نے اس کو حبس بے جا سے نجات دلائی تھی ان کا قصور محض یہ تھا کہ وہ سارا مہاجروں کا گاؤں ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے کاشتکار اور دو دو ایکڑ اراضی کے مالک ہیں۔ وہاں محکمہ انہار نے باغات کے کچھ پانی ایسے لوگوں کو دیئے جو لوگ مر چکے تھے۔ 73-1972 میں وہ لوگ مر گئے اور 1979 میں ان کے کچھ agreement ہوئے اور کچھ agreement ایسے بھی تھے جو جعلی مختار ناموں پہ ہوئے۔ وہاں کے مقامی لوگوں کی جب پانی میں کٹوتی ہوئی تو انہوں نے resist کیا اور آج تک ان لوگوں نے وہاں پہ پانی لگنے نہیں دیا۔ پچھلے سال وہاں پہ جو معرکہ ہوا وہ یہ ہے کہ چار پانچ سو پولیس اور مقامی افسران کے ساتھ مقامی لوگوں نے جب اپنے حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے مقابلہ کیا اور وہاں پانی نہیں لگنے دیا تو ان غریب لوگوں کو اپنے حقوق کے تحفظ کی پاداش میں کافی مردوں اور عورتوں کو اندر بند رہنا پڑا۔

جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ مرے ہوئے لوگوں کے چار agreement

ہوئے جو لوگ 1972 اور 1973 میں مرے اور 1979 میں ان کے agreement ہوئے ۔ جعلی مختار نامے چار ہیں جن کے 1979 میں agreement ہوئے تھے ۔

(1) موگہ نمبر 9660 (ایل)

(2) موگہ نمبر 14285 (ایل)

(3) موگہ نمبر 14945 (ایل)

(4) بھبھی پور مائینز گوگیرہ برانچ سب ڈویژن 517 گ۔ب ، چک ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ۔

یہاں اتنا بڑا فراڈ ہوا ۔ وہ لوگ چیف منسٹر صاحب تک گئے تو اس کی انکوائری محکمے ہی کو دے دی گئی لیکن وہاں کسی نے شنوائی نہیں کی ۔ کسی نے relief نہیں دیا ۔ اور کسی قانون کے محافظ نے کسی قانون کی عدالت نے ان کو relief نہیں دیا ۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے آپ کے توسط سے جناب وزیر آبپاشی کے سامنے یہ معاملہ پیش کر رہا ہوں کہ خدارا اس معاملے کی تحقیقات کروائی جائے ۔ اگر آپ وہاں کے لوگوں کو کوئی relief دے سکتے ہیں تو اس معاملے کی تحقیقات کم از کم وزیر اعلیٰ کی خصوصی ٹیم ہی سے کروائی جائے ۔

جناب سپیکر ! میں اس پر مزید عرض کرنا تو بہت چاہتا تھا لیکن وقت کی کمی آڑے آرہی ہے تو انہی گزارشات کے ساتھ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ جو کچھ باتیں میں نے عرضداشت کی ہیں ان پر ہمدردانہ غور فرمایا جائے اور جو نشاندہیاں میں نے کی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ اصلاح احوال کی کوئی صورت حال پیدا ہو سکے ۔ بہت بہت شکریہ ۔

جناب چیئرمین : مہربانی ۔ جناب طاہر احمد شاہ صاحب

سید طاہر احمد شاہ : بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا ۔ میں کہنا تو بہت کچھ چاہتا تھا اور کہنا چاہتا بھی ہوں مگر مجھے احساس ہے کہ آج اس ایوان کی کاروائی کا عرف عام میں قتل کیا جانا بھی

ہے اور کسی وقت بھی جناب سپیکر کی طرف سے guillotine apply کر کے ہماری تقاریر کو منقطع کر دیا جائے گا۔ اس لئے میں اپنے خیالات کو مختصر ترین طریقے سے اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا۔ جس سے میرا مقصد حکومت کے مختلف محکموں کی خامیوں کی نشاندہی کرنا ہے اور بجا طور پر میں اُمید رکھتا ہوں کہ جن خامیوں کی ہم نشاندہی کر رہے ہیں حکومت ان کی تحقیقات کرا کے عوام کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان خامیوں کو دور کر کے صوبہ کے لئے، عوام کے لئے اور خاص طور پر حکومت اپنے لئے نیک نامی کا بندوبست کرے گی۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر زراعت کی خدمت میں یہ ایک تلخ حقیقت لانا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے پنجاب میں محکمہ زراعت کے پاس وہ بلڈوزرز جو کہ چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں اور زمینداروں کی زمینوں کو ہموار کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں ان بلڈوزروں میں نصب میٹروں میں ایک گھنٹے کی بجائے 45 منٹ کے حساب سے ان کا ایک گھنٹہ پورا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ زمینداروں اور کاشتکاروں سے بلڈوزر کے استعمال کے لئے ایک گھنٹہ کی قیمت چارج کی جاتی ہے۔ مگر ان کی سروس عملی طور پر 45 منٹ دی جاتی ہے۔ اگر اس حقیقت سے وزیر زراعت انکار کریں تو میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ ان کے محکمہ میں جتنے بھی زرعی مقاصد کے لئے بلڈوزر استعمال ہو رہے ہیں ان کے میٹر گھڑی سامنے رکھ کر چیکنگ کروالیں تو ان پر بھی یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ کہ ان کے بلڈوزر کا میٹر ایک گھنٹہ show کرے گا مگر ان کی گھڑی 45 منٹ show کرے گی۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ محکمہ زراعت کے پاس کماٹسو make کے ایسے بلڈوزر بھی ماضی میں خریدے گئے ہیں جو اس وقت بھی field میں کام کر رہے ہیں اور جو 11 ہزار گھنٹے اپنی سروس پوری کر چکے ہیں اس کے باوجود نہ تو ابھی تک ان کا انجن مرمت کے لئے کھلا ہے اور نہ ہی ان کا ابھی تک فیول انجکشن پمپ یا فیول انجکشن سسٹم ہی کھلا ہے۔ مگر اس کے باوجود ستم ظریفی یہ ہے کہ ہمارے محکمہ زراعت کے افسران نہ جانے کن وجوہات کی بنا پر ان کو مرمت نہیں کرواتے۔ حالانکہ ہمارے صوبہ کے پاس وسائل اور محاصل بہت کم ہوتے ہیں۔ چاہیے تو یہ کہ ہم اپنے وسائل کو جائز طریقے سے استعمال کریں اور وہ بلڈوزر جن کے ابھی تک

انجن کھلے ہیں جن کے فیول انجکشن پمپس کھلے ہیں! انہیں محض اس لئے کہ جو حکومت نے ان کی working life گیارہ ہزار گھنٹے مقرر کی ہے اس کے بعد ان کو ناکارہ قرار دے کر اونے پونے نرخوں پر فروخت کر دیا جائے ضرورت اس امر کی ہے کہ جب ان کے انجن مرمت طلب ہوں تو ان کی مرمت کے لئے جو ورکشاپ محکمہ زرعی انجینئرنگ کے پاس ہے جس پر کروڑوں روپے کے اخراجات ہم صرف کرتے ہیں ان کو مرمت کر کے اگر ان کی مرمت کی ضرورت پیش آئے جب تک وہ چل سکتے ہیں ان کو عوام کے مفاد میں، صوبے کے مفاد میں، ملک کا قیمتی زرمبادلہ بچانے کے لئے ان بلڈوزروں کو قابل استعمال رکھا جائے اور محض اس لئے ہر سال بلڈوزر برآمد نہ کئے جائیں کہ ان کو در پردہ اس کی خرید پر ان کے sole agent کی طرف سے کمیشن دیا جاتا ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے محکمہ زرعی انجینئرنگ کے شعبہ میں یہ معلومات حاصل کی ہیں کہ زرعی ضروریات کے علاوہ غیر زرعی مقاصد کے لئے بے شمار ٹھیکیداران حضرات بلڈوزر کو کرایہ پر حاصل کرنے کے لئے درخواست دیتے ہیں تو اس کے لئے نہ تو ڈویژنل انجنیئر نہ ڈائریکٹر نہ ڈائریکٹر جنرل کے پاس اس قسم کے کوئی اختیارات موجود ہوتے ہیں کہ وہ فالتو کھڑے بلڈوزرز کو کرایہ پر دے سکیں۔ حالانکہ غیر زرعی مقصد کے لئے جب بلڈوزر کرایہ پر دیا جاتا ہے تو ان کے نرخ زرعی مقصد کے لئے مقرر کردہ نرخوں سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی ٹھیکیدار وہ بلڈوزرز حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر اس پر قدغن ہے کہ سوائے ایگریکلچر سیکرٹری کے کسی اور کے پاس ایسے اختیارات نہیں۔ جناب والا! صوبے کے تعمیراتی منصوبے کے مفاد اور عوام کے مفاد میں، اس ڈویژن سے جس ڈویژن میں زرعی ضروریات کے لئے بلڈوزر کی زیادہ بکنگ نہیں ہوتی اور بلڈوزر ورکشاپس میں یا فیلڈ میں بیکار کھڑے ہوتے ہیں تو اس طریقے سے غیر زرعی مقاصد کے لئے ٹھیکیداروں کو وہ بلڈوزر کرائے پر دئیے جائیں تو محکمہ کی آمدن بھی زیادہ ہو سکتی ہے اور قومی مسائل، قومی تعمیرات میں بھی قومی مشینری کی آسانی سے لائی جا سکتی ہے۔ اس سے عوام اور حکومت کا فائدہ ہوگا۔ جناب والا! اب اس کے بعد میں بلڈوزروں اور دیگر سامان کی، جو محکمہ زراعت

وقتاً فوقتاً ہر سال خرید وفروخت کرتا ہے جس کے اعداد وشمار جب ہم بجٹ کی کتابوں میں دیکھتے ہیں۔ تو کروڑوں روپے کی خرید کی جاتی ہے۔ اب سامان خریدنے کے لئے مختلف سطحوں پر مختلف افسران کو اختیارات دئے گئے ہیں۔ کہ ایک ضلعی لیول پر یہاں پہ اسسٹنٹ زرعی ایگریکلچر انجینئر ہے، اس کے پاس بھی سامان کی خریداری کے اختیارات ہیں اور ڈویژن لیول پہ ڈویژنل انجینئر کے پاس بھی خریداری کرنے کے لئے اختیارات ہیں۔ اسی طریقے سے ڈائریکٹر اف ایگریکلچر انجینئر کے پاس اختیارات ہیں۔ اور جناب والا سب سے بڑھ کر اجتماعی پر چیز کے لئے ہر محکمے میں اور اسی طریقے سے محکمہ زراعت میں بھی ایک Purchase Cell قائم کر دیا گیا ہے۔ جناب والا اگر ایک ہی محکمہ کے اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئرنگ اور پھر بالآخر حکومت پنجاب کے محکمہ زراعت کے Purchase Cell خرید کے نرخوں کا وزیر زراعت مطالعہ کریں تو یہ امر واضح ہو جائے گا کہ نچلی سطح پر سب سے زیادہ ایک ہی چیز کے ریٹ ملی بھگت سے ٹھیکیداروں کو ادا کئے جاتے ہیں۔ ڈویژنل انجینئر کی سطح پر اس سے کم ہو جاتے ہیں۔ ڈائریکٹر کی سطح پر اس سے ذرا کم ہو جاتے ہیں۔ اور جناب والا چونکہ پرچیز سیل میں Advertised Tender کی صورت میں خریداری کی جاتی ہے۔ اگر آپ اس کا مقابلہ کریں وہ 1/3 کا فرق پڑ جاتا ہے۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے ریکارڈ پر یہ تلخ حقائق لانا چاہتا ہوں اور میں وزیر زراعت سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ اس امر کی تحقیقات کروائیں کہ یہ بدعنوانیاں کس طریقے سے ہو رہی ہیں۔ اور ان بدعنوانیوں اور اختیارات کے ناجائز استعمال کا کس وقت، کیسے اور کب محاسبہ کیا جا سکے گا۔ اور ان کو بدعنوانیوں سے کس طریقے سے روکا جا سکے گا۔

جناب والا! اب ماضی میں ہر محکمہ کی خرید کے لئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ Directorate of Industries کے ایک شعبہ جس کا نام مرکزی supply wing تھا اس میں برس ہا برس تک ہر محکمے اور خاص طور پر محکمہ زراعت کی purchases پر تجربات کیے۔ بالآخر انہوں نے بلڈوزروں کے spare parts چونکہ یہ ٹیکنیکل معاملہ ہے۔ ان کی مختلف اقسام کی خرید کے لئے ضابطے وضع کئے گئے، اصول طے

کہیے کہ Original equipment , replacement spare parts, genuine spare parts
spare parts and indigenous..... مگر مرکزی supply wing کے کالعدم ہو جانے کے
بعد purchase cell جب نیا کھولا گیا اس میں پھر اسی genuine spare parts کی
demand دی جاتی ہے۔ اور جناب والا اس طریقہ سے صرف packing کی وجہ سے
حالانکہ Origional equipment میں اور genuine spare parts میں کوالٹی
specification ، سے کارکردگی اور استعمال کے لحاظ سے اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔
جناب والا یہ صرف الفاظ کے ہیر پھیر کی وجہ سے ہمارے صوبے کی دولت کا ضیاع
کیا جا رہا ہے۔

جناب والا اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر زراعت صاحب کو اور حکومت
پنجاب کو ایک کمیٹی تشکیل دینی چاہیے جس میں حکومت کی طرف سے اعلیٰ ماہرین
جو فنی صلاحیتیں رکھتے ہوں اور ارکان اسمبلی جو ان اشیاء کی خرید و فروخت یا ان کی
technicalities کے متعلق معلومات یا اس کا علم رکھتے ہیں شامل کر کے اس
دھندے کے از سر نو اصول طے کئے جائیں۔

اب جناب والا میں اس ضمن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ زراعت کے
Purchase Cell کے ایک پرچیز آفیسر جس کا نام اکرم پاشا ہے۔ تقریباً ڈیڑھ
ماہ قبل اسی محکمہ کے ٹھیکیداروں نے تحریری طور پر سیکرٹری محکمہ زراعت کے پاس
ایک شکایت کی تھی کہ یہ آفیسر ہم سے ناجائز رشوت اور نذرانے مانگتا ہے اگر ہم اس
کو پیسے نہیں دیتے تو وہ کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کرتا اور اپنا کام نہیں نپٹاتا۔ مگر
حیرت کی بات یہ ہے کہ ایک ٹھیکیداروں کی ایسوسی ایشن نے تحریری طور پر بڑے
معمولی سے افسر کے خلاف تحریری طور پر الزامات لگائے اس کے باوجود اس کے
خلاف ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی اس کی نااہلی اور غلط کاری کی مثال اس ایوان
کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ حال ہی میں ایک فرم کو اسی پرچیز آفیسر نے ایک
contract جاری کیا جس کا نمبر ایف / ایگری / 102 مورخہ 29-5-86 ہے۔ اس سامان
کی مجموعی قیمت 12 لاکھ تینتیس ہزار تین سو دس ہے۔ اور اس میں ایک آئیٹم
لسن کی کل تعداد 166 اور آئیٹم کی قیمت اٹھاون ہزار چار سو بتیس

بنتی ہے۔ اور اسی دن advance contract جاری کرنے کے بعد وہی آفیسر amended letter الیف / ایگری / 102 جو اسی تاریخ کو جاری کیا گیا اور اس میں یہ کہا گیا کہ :-

The quantity against item No. 17 (1) may be corrected as 56 Nos and amount of that item may be corrected an amount of Rs. 58432.00 as Rs. 18592/- for this item

تو جناب والا حالانکہ اس آئیٹم کی میری معلومات کے مطابق 176 کا آرڈر دیا گیا۔ اس کو 56 کر دیا گیا۔ مگر فنانس ڈیپارٹمنٹ سے جب انہوں نے منظوری حاصل کی تو اس وقت 276 کی تعداد تھی

جناب والا contract دو پارٹیوں، حکومت اور ٹھیکیدار کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے اور دونوں پارٹیوں کی رضامندی کے بغیر contract کی کسی شق میں کسی item میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی ہے۔ جناب والا یہ صرف اور صرف اس لئے کہ اس کو افسران بالا کی پشت پناہی ہے۔ غالباً میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ جو پیسہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اپنے افسران بالا کی جیبوں میں بھی اس کا حصہ ڈالنا چاہتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کو تحفظ حاصل ہے۔ اور اس کے خلاف ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ بلکہ وہ اکثر ان ٹھیکیداروں کو دھمکی دیتا ہے کہ آپ نے سیکرٹری زراعت کے پاس تحریری طور پر شکایت کی ہے اب میں دیکھوں گا کہ آپ کیسے کام کریں گے۔ جناب والا۔ اس سے زیادہ اور کیا زیادتی ہو سکتی ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ یہ میں آپ کی خدمت میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو پرزہ جات پاکستانی کرنسی کے برخلاف اور غیر ملکی زر مبادلہ کے عوض خریدے جاتے ہیں جو حکومت allocate کرتی ہے بیرونی ممالک سے درآمد کئے جاتے ہیں آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جناب والا ٹینڈر نمبر 98 / ایگری / الیف ای ایس / ایکس، یہ ٹینڈر جاری کرنے پر جو کم سے کم lowest rate تھے وہ 8 لاکھ 51 ہزار 5 سو آٹھ روپے اور دوسری فرم کے ریٹ 9 لاکھ 92 ہزار 7 سو 52 روپے تھے۔ اب اس میں فرق ایک لاکھ ایک ہزار دو سو چوالیس کا تھا۔ محکمہ زراعت

کے purchase cell ایک مخصوص فرم کو نوازنے اور purchase manual کی ناجائز شق کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک لاکھ دوسو چالیس روپے کا قیمتی زرمبادلہ ضائع کیا اور foreign exchange کا contract lowest فرم کو نہیں دیا گیا بلکہ وہ ایک sole agent کو دیا گیا۔

جناب والا! اس طرح کی دوسری مثال ٹینڈر نمبر 99 / ایگری / ایف ای ایکس / ایف۔ میں ایک فرم جو کہ اس مشینری کی پاکستان میں واحد تقسیم کنندہ ہے اس نے اپنی پیشکش کی اپنی مجموعی رقم دی اس کی رقم 13 لاکھ 61 ہزار 40 روپے بنتی تھی اوراس کے خلاف first lowest 11 لاکھ 27 ہزار چار سو 44 روپے بنتا تھا۔ مگر first lowest کو purchase manual کی کلاز نمبر 37 کا حوالہ دیتے ہوئے دو لاکھ 33 ہزار 5 سو 96 روپے کا foreign exchange ضائع کیا گیا۔ اور زائد نرخوں پر پیش کش والی فرم کو یہ contract جاری کر دیا گیا۔ جناب والا ہم اور ہماری حکومت یہ سب کچھ کب تک برداشت کرتے رہیں گے، اب پھر یہ عوامی دور چلا ہے، عوام کی حکمرانی ہے اگر عوام کی حکمرانی ہے اور عوامی حکومت ہے تو پھر عوام کے ایک ایک پیسہ کو ضائع ہونے سے بچانا چاہیے۔ اس لئے جناب والا میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے اور خاص طور پر وزیر زراعت سے عرض کروں گا کہ یہ اس کی تحقیقات کریں، میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ زرعی پرزہ جات کی خرید کیلئے ڈویژنل انجینئرز کی طرف سے indents تیار کئے جاتے ہیں جو بعد ازاں purchase cell کی وساطت سے ان کی خرید کی جاتی ہے جب وہ indents تیار کرتے ہیں تو وہ دانستہ طور پر مطلوبہ اشیاء کی قیمتوں کو کم ظاہر کرتے ہیں اس لئے کہ جب ان کے نرخ ناجائز درج شدہ نرخوں سے حقیقی نرخ زائد آتے ہیں تو پھر یہ فائل واپس Indenting Officer آفیسر کے پاس جاتی ہے۔ اور پھر اس کی صوابدید پر ہوتا ہے کہ وہ کس کی آئٹم کو منظور کرتا ہے اور کس کی item کو منظور نہیں کرتا تو جناب والا ان تمام چیزوں کی تحقیقات ہونی چاہیے اور اصلاح احوال کے لئے حکومت کو فوری طور پر قدم اٹھانا چاہیے۔

جناب والا اب میں زرعی ترقیاتی کارپوریشن کی طرف آتا ہوں۔ زرعی ترقیاتی کارپوریشن جسے کروڑوں روپے کا خسارہ ہوا ہے، میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ زرعی

ترقیاتی کارپوریشن کے معاملات کی چھان بین کرنے کے لئے ایک اعلیٰ سطحی عوامی نمائندگان اور محکمہ آڈٹ کے افسران پر جو کہ حساب کتاب کے ماہر ہوں کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ وہ اس کا جائزہ لیں اور وہ اس معزز ایوان میں رپورٹ پیش کریں۔ یہ زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے افسران نے کس کس طریقے سے بدعنوانیوں میں ملوث ہو کر اس صوبہ کے عوام کو کروڑوں روپے کے محاصل سے محروم کر دیا ہے۔ جب تک جناب والا ہم ان خسارہ میں چلنے والوں کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کر کے روک تھام نہیں کرتے تو ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت وقت اپنے فرائض منصبی میں ناکام ہو چکی ہے اور اگر وہ ان کا محاسبہ نہیں کرتی تو پھر حکومت کو چاہیے کہ وہ مستعفی ہو جائے کیونکہ وہ حکومت چلانے کے اہل نہیں ہے کہ حکومت کے خزانے اور محاصل کی امین ثابت ہو سکے۔ جناب والا! اسی طریقے سے زرعی بینک کے معاملات کو لے لیجئے حالانکہ میں کوئی معیشت داں نہیں ہوں میری معلومات کے مطابق چار فیصد کے حساب سے زرعی ترقیاتی بینک کو زمینداروں کاشتکاروں کو قرضہ دینے کے لئے رقوم مہیا کی جاتی ہیں مگر اس کے صحیح اعداد و شمار تو میرے پاس اس وقت موجود نہیں مگر میری عام معلومات کے مطابق زمینداروں کو وہی غالباً میرے خیال میں 11 فیصد سود کے حساب سے دیا جاتا ہے۔ اور جناب والا اس پر ستم ظریفی یہ ہے کہ آفت سماوی کی وجہ سے، اولے پڑ جاتے ہیں، کوئی بیماری آجاتی ہے، یا زمیندار کو کوئی اور نقصان ہو جاتا ہے۔ کاشتکار کو نقصان ہو جاتا ہے، وہ اس کا اہل نہیں ہوتا کہ وہ زرعی ترقیاتی بنک کا قرضہ بروقت واپس کر دے تو جناب والا اس کے خلاف سنگین کارروائی کی جاتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اجتماعی انشورنس کی پالیسی نافذ کی جائے جہاں پر آفت سماوی، آفت ارضی یا اس قسم کے نامساعد حالات کی وجہ سے اگر زمینداروں اور کاشتکاروں کی فصلوں کو نقصان پہنچتا ہے تو اس کی اجتماعی طور پر، حکومتی سطح پر انشورنس کا بندوبست کرنا چاہیے تاکہ ان کے نقصانات کی کمی انشورنس کی طرف سے ادا کر دی جائے۔

جناب والا! اب میں University of Agriculture فیصل آباد کی توجہ آپ کی وساطت سے جناب وزیر زراعت کی طرف اور اس معزز ایوان کے معزز اراکین کی طرف دلاتا ہوں۔ جناب والا زرعی یونیورسٹی فیصل آباد 1962 میں قائم ہوئی۔

جس کا مقصد زرعی تعلیم کے میدان میں اور Animal Husbandry and Vetranairy Science کی تعلیم کو ترقی دی جائے اور جناب والا یہ ہمارے ملک میں حیوانات وغیرہ کے علاج معالجہ کا سب سے بڑا زرعی تعلیم وتدریس کا ادارہ ہے جس میں 6 faculties ہیں ایک ڈویژن ہے، دو ڈائریکٹر زفیصل آباد میں ہیں اور ایک وٹرنری سائنس کالج لاہور واقع ہے۔ اس میں 30 شعبے ہیں اور ہر ایک شعبہ کا ایک چیئرمین ہے۔ اس کا clarical staff جو ہے اس کی تعداد 350 ہے۔ اس میں سے ایک سو اساتذہ کی تعلیمی قابلیت پی ایچ ڈی ہے اور جناب والا ایک Associate Professr کی تقرری کے لئے کم سے کم تعلیم کا معیار Ph. D. ہے اور پی ایچ ڈی کے علاوہ اس کے پاس تعلیم وتدریس اور تحقیق کا تجربہ بھی ہونا چاہیے۔ اور اس نے مطلوبہ Scientific Aguriculture Research Publications بھی تصنیف کئے ہوں۔ جناب والا یہ کس قدر ستم ظریفی کی بات ہے۔ کہ ایک Associate Professr کی تعلیم کا معیار تو پی ایچ ڈی ہے مگر اس کا جو موجودہ وائس چانسلر ہے اس کی تعلیم صرف اور صرف ایم ایس سی ہے۔ عالی جاہ وعلیکم السلام

جناب وزیر اوقاف : جناب والا میں آپ کی وساطت سے گذارش کرتا ہوں کہ فاضل رکن بار بار اپنی تقریر کے دوران مختلف ممبران سے مخاطب ہوتے ہیں وہ صرف آپ ہی سے مخاطب رہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میرے فاضل بھائی جناب وزیر خزانہ صاحب نے مجھے سلام کیا تو میں نے اسلامی احکامات کے مطابق اس کا جواب دیا اور میرا یہ فرض بنتا تھا کہ میں وعلیکم سلام کہوں۔ میں نے ویسے کوئی غلط بات نہیں کی ہے۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب آپ اپنا بیان جاری رکھیں۔

جناب طاہر احمد شاہ : جناب والا موجودہ وائس چانسلر کی تقرری 1981 میں کی گئی تھی۔ وائس چانسلر کا عام عرصہ ملازمت normal tenure چار سال ہے۔ چار سال کا عرصہ گزرنے کے بعد اب بھی وائس چانسلر اسی عہدے پر پوری آب وتاب اور شان کے ساتھ متمکن ہے۔ اور جناب والا آپ کی اطلاع کے لئے (ویسے کہتے

کہ بہتر پایا گیا ہے یا بہتر پایا نہیں تر بسٹھ باگیا ہے) اسکی عمر بھی 63 سال کی ہو چکی ہے۔ اس میں چونکہ تعلیمی قابلیت اپنے دیگر اساتذہ کرام کے مقابلہ میں کم ہے اس لئے وہ ہر وقت احساس کمتری کا شکار رہتا ہے ۔ اس نے یونیورسٹی ایگریکلچر ایکٹ 1973 کے قانون کے خلاف ۔ ضابطہ کے خلاف اپنی مرضی سے ڈپٹی رجسٹرار کو اور رجسٹرار کو تین مرتبہ contract basis پر رکھا ہے۔ اور آخری مرتبہ اس نے تا حکم ثانی ان کی ملازمتوں میں توسیع کی ہے کیونکہ وہ اس کے منظور نظر ہیں ۔ کیونکہ وہ اس کی من مرضی سے یونیورسٹی کی کارروائیوں کو چلاتے ہیں حالانکہ ان دونوں افسران کی عمریں بھی 60 سال سے زائد ہو چکی ہیں ۔ جو کہ حکومت وقت کی superannuation پالیسی کے اصول کے بھی برعکس ہے ۔

اس کے علاوہ جناب والا یہ وائس چانسلر اپنے منظور نظر ٹھیکیداروں سے نئی بلڈنگ کی تعمیرات کے سلسلے میں اور پرانی بلڈنگ کی مرمت کے سلسلے میں بہت زیادہ نرخوں پر جو کم تر ریٹ پر فرمیں کام کرنا چاہتی ہیں ان کو نظر انداز کر کے کام کرواتا ہے اور یونیورسٹی کے فنڈز کو بے دریغ آمرانہ طریقے کے ساتھ استعمال کر رہا ہے ۔ اس کی مثال جناب والا یہ ہے کہ وہاں جو ہالز میں شیشہ نصب کروایا گیا ہے ۔ کھڑکیوں کے شیشوں کی بات کر رہا ہوں ۔ آرڈر تو 5 ملی میٹر کا دیا گیا مگر کوئی بھی جا کر دیکھ لے وہ 5 ملی میٹر کی بجائے صرف 3 ملی میٹر موٹائی ہے آپ اس کی قیمت کا بازار سے پتہ کروا لیں کہ کتنا فرق ہے ۔ یونیورسٹی کے فنڈ کو اس طریقے سے ناجائز نقصان پہنچایا گیا ہے ۔

جناب والا! اب میں شکایت کروں گا کہ وہی بات ہو گی ۔ وہی بات کہ سلام کرتے ہیں تو آپ کی وساطت سے وعلیکم السلام عرض کر دیتا ہوں ۔

جناب والا ایک اور تلخ حقیقت ہے کہ انصاف کے بنیادی تقاضوں کے خلاف وائس چانسلر نے مستحق طلبا کو جن کا merit کی بنیاد پر داخلہ بنتا تھا نظر انداز کر کے ایگریکلچر اینڈ انجینئرنگ کی فیکلیٹی میں آدھے سے زائد ایسے لڑکوں کو داخلہ دیا جس میں انہوں نے اپنی discretionary quota کا استعمال کیا اور انہوں نے اپنے آمرانہ اختیارات استعمال کرتے ہوئے طلباء کی 60 وہاں پر سیٹیں سنبھیں جی

کو انہوں نے 135 تک بڑھا دیا۔ اب جناب والا یہ امر لمحہ فکریہ ہے اور قابل غور ہے کہ جب 135 میں سے 59 طلباء کو آپ میرٹ پر داخلہ دیتے ہیں تو بقیہ اگر نالائق طلباء وائس چانسلر اپنی مرضی کے ساتھ جن کے نمبر بہت کم ہیں انہیں داخلہ دیتا ہے تو جناب والا ان لوگوں نے ان طالب علموں نے جنہوں نے آگے چل کر قوم کی خدمت کرنی ہے شروع سے جب ان کی بنیاد کمزور ہو گی وہ آگے چل کر قومی خدمت نہیں کر سکتے اس امر کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ اور میں بھی مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں ۔ جناب والا ان کے خلاف تحقیقات کی جائے کہ انہیں 59 کی بجائے 135 تعداد کرنے کا اختیار تھا اگر نہیں تھا تو پھر ان کے خلاف قواعد وضوابط کے تحت کارروائی کی جانی چاہیے ۔ یہ تو میں نے یونیورسٹی کی بدعنوانیوں کے چند ایک واقعات کو آپ کے سامنے پیش کیا ہے ۔ اور میں اس سے زیادہ بھی پیش کر سکتا ہوں ان واقعات کی روشنی میں میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ حکومت فوری طور پر وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی کو ان کے عہدے سے علیحدہ کرے کیونکہ ان کی مدت ملازمت ختم ہو چکی ہے ۔ پھر یہ ہے کم از کم Associate Professor کی تقرری کے لئے جو تعلیمی معیار بنایا گیا ہے اس سے کم تعلیمی معیار کے حامل کسی بھی شخص کو خواہ وہ حکومت کا کتنا ہی منظور نظر کیوں نہ ہو اس عہدے پر متمکن نہیں کرنا چاہیے اور میں مطالبہ کرتا ہوں چونکہ ہماری یونیورسٹی میں ایسے سائنس دان ایسے تعلیم یافتہ اور ایوارڈ یافتہ اساتذہ ہیں ان میں سے کسی سینئر اور اعلیٰ ترین تعلیم یافتہ جس کے پاس تعلیمی ۔ تدریسی اور تحقیقاتی تجربہ ہو اور اس نے انٹرنیشنل لیول پر مختلف مضامین لکھے ہوں ۔ پبلیکیشن لکھی ہوں ۔ تحقیقاتی مقالات لکھے ہوں ۔ اگر ایسے وائس چانسلر مقرر کیا جائے تو یہ ادارہ کامیابی کے ساتھ چل سکتا ہے اگر ایسا نہیں کیا جائے گا تو پھر ہم قومی دولت کا ضیاع کر رہے ہیں ۔ ۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔

جناب والا اب میں آپ سے گذارش کروں گا کہ ہمارے ملک میں سیم اور تھور ہماری زرعی اور قیمتی زمینوں کو دیمک کی طرح کھائے جا رہی ہے ۔

ملک طیب خان اعوان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ شاہ صاحب سے کہیں کہ ہمیں اذانیں دینی پڑیں گی یا وہی ہم پر مہربانی کریں گے ۔

Syed Tahir Ahmad Shah: Mr. Chairman Is it a valid and relevant point of order

جناب چیئرمین : It is not relevant.

Syed Tahir Ahmad Shah : Thank you very much.

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

جناب طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ ملک طیب اعوان صاحب جیسے فاضل رکن کی تعلیم و تربیت کے لئے انہیں ایک ٹیوٹر مہیا کر دیں تاکہ انہیں قواعد و ضوابط کا پتہ ہو آئندہ اگر یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں تو یہ قاعدے کے مطابق کریں۔ ایسے ہی کسی معزز رکن کی تقریر میں وہ دخل اندازی نہ کرتے پھریں۔

جناب سپیکر! مجھے احساس ہے ایک بج چکا ہے شاید آپ مجھے اپنی تقریر ختم کرنے کے لئے کہیں گے گلوٹین بھی آپ نے لاگو کرنا ہے۔ میں جناب سپیکر آپ کا اور آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے ہر معزز رکن کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے خیالات کو بڑے غور سے سنا اور مجھے یہ یقین ہے کہ جو باتیں میں نے عوام، صوبے اور حکومت کے مفاد میں کہی ہیں ان پر وہ غور کریں گے اور حکومت کی جن خامیوں کی میں نے نشاندہی کی ہے ان کو دور کر کے صوبے کے عوام اور حکومت کی بھلائی کے لئے کام کرے گی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب محمد رفیق : مسٹر سپیکر سر! میں کچھ معروضات پیش کر چکا ہوں۔ میں صرف ایک بات کا اضافہ کرنے کی اجازت چاہتا ہوں تاکہ وہ بھی میری تقریر کا حصہ بن جائے کیونکہ اس کے بغیر میری تجویز نامکمل رہ جاتی ہے۔ میں نے یہ عرض کی تھی اور میں آپ کی وساطت سے وزیر زراعت کی توجہ اس امر کی طرف پھر مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ محکمہ نہر نے 1979 میں کچھ مردہ لوگوں کے باغات کے پانی کے سلسلے میں معاہدے کئے تھے۔ وہ کینسل کروائے جائیں۔ جناب والا میں باغات کے پانی کے سلسلے میں بڑی مفید تجویز دینی چاہتا ہوں جس سے بہنوں کا بھلا ہوگا۔ محکمے کا بھی اور کاشتکاروں کا بھی۔

وزیر زراعت : جناب والا! چوہدری صاحب اپنی تقریر ختم کر چکے ہیں۔ انہوں نے پہلے ہی کافی اچھی تجاویز دے دی ہیں۔

جناب محمد رفیق : میں بڑی مفید تجویز عرض کرنا چاہتا ہوں۔اس میں آپ کا بھی بھلا ہوگا۔

وزیر زراعت : آپ کی کافی اچھی تجاویز آئی ہیں ۔

جناب سپیکر : دراصل چوہدری رفیق صاحب مجھے سنانا چاہتے ہیں۔کیونکہ میں ہاؤس میں موجود نہ تھا۔لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کی تجاویز کا ریکارڈ نکال کر ان کا مطالعہ کر لوں گا ۔ انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں تشریف رکھیں۔

جناب محمد رفیق : صرف ایک منٹ اجازت دیں ، میں دہرا نہیں رہا۔

جناب سپیکر : میں آپ کو کیسے اجازت دے دوں ؟ آپ تقریر کر چکے ہیں دوبارہ آپ کو اجازت دے دوں ؟

جناب محمد رفیق : وہ ادھوری رہ جائے گی ۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔آپ تقریر کر چکے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر! گلوٹین سے پہلے مجھے short statement کی اجازت دے دیں

وزیر زراعت : یہ short statement کیسے دے سکتے ہیں ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : یہ میرا استحقاق ہے۔ If you want me not to participate I will not.

وزیر زراعت : ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں سپیکر صاحب سے مخاطب تھا ، اورانہوں نے غلطی کرکے دخل اندازی کی ہے ۔

وزیر زراعت : جناب سپیکر ! ہر بہانے میرے فاضل دوست short statement دینا چاہتے ہیں ۔ ہر وقت ایوان کی کارروائی میں مداخلت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ short statement دینا چاہتا ہوں short statement دینے کا یہ تو کوئی طریقہ ہے نہ اس کا ایوان کی کارروائی سے کوئی تعلق ہے اور یہ short statement دینی شروع کر دیتے ہیں ۔اگر آپ short statement دینا چاہتے ہیں تو direct press کو دے دیا کریں ۔ میں آپ سے گذارش کروں گا کہ اس بات کا آپ کو سنجیدگی سے نوٹس

لینا چاہیے۔ کسی بھی جگہ یہ نہیں کہ حزب اختلاف کا لیڈر ہونے کے بہانے ہمیں رولنگز پڑھ پڑھ کر سناتے رہیں جن کا کوئی تعلق نہ ہو۔ انڈین پارلیمنٹ کا سلسلہ بھی بتاتے رہیں۔ انہیں میز پارلیمنٹری پریکٹس کی ایک کتاب مل گئی ہے، وہ پڑھ پڑھ کے ہمیں سناتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) ہم آپ کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات غلط ہے کہ یہ احسان جتانا شروع کر دیتے ہیں۔ شاید شیڈو کیبنٹ کے بہانے آپ ساری کیبنٹ ہی سنبھال لیں۔ اور کہیں کہ احکام ہی وہ جاری کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ کوئی نئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: نوٹ کر لیا ہے۔ مخدوم زادہ صاحب اپنی بات مکمل کر لیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: کاش، قائد ایوان ہوتے تو یہ معاملہ نہ اٹھتا۔ یہ ان کو حق حاصل تھا۔ جناب سپیکر، اس دفعہ By agreement کچھ چیزیں طے ہوئی ہیں۔ لیکن آئندہ بجٹ اجلاس میں آپ یہ خیال رکھیں کہ ایک تو وقت ضائع نہ ہو اور دوسرے ہر کٹ موشن کے لئے ایک دن ہوگا۔ آپ نے ہمارے دو تین ڈیپارٹمنٹ ویسے ہی ضائع کر دیئے۔ اس لئے آئندہ مہربانی کر کے جب بجٹ پروگرام بنے تو اس میں کم از کم چھ دن کٹ موشنز کے لئے رکھیں تاکہ سیر حاصل بحث ہو۔ ایک ایک کٹ موشن کے لئے ایک ایک دن ہوگا۔ ان remarks کے ساتھ میں آپ کی وساطت سے سابق وزیر قانون اور موجودہ وزیر زراعت سے درخواست کروں گا کہ اگر میں محنت کرتا ہوں اور Mays Parliamentary practice سے حوالے دیتا ہوں Indian Parliamentry Practice سے حوالے دیتا ہوں، Common Wealth سے حوالے دیتا ہوں تو الیاعین جمہوری روایات کو بیج دینے کے لئے کرتا ہوں۔ اور میں آپ کو تحفتاً یہ کتابیں دینے کے لئے تیار ہوں۔ آپ ذرا زراعت سے وقت نکال کر بغیر پانی کے کاشت کریں گے تو آپ خدا کی کتاب کو زیادہ ملاحظہ کریں تو اس طرح آپ کا اور میرا جھگڑا ہوگا۔ اور مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ میں اس ایوان میں سپیکر صاحب کی خدمت میں Parliamentry Practice کی rulings کا حوالہ دوں گا۔

وزیر زراعت: جناب والا، آج صبح ہمیں سبق پڑھایا گیا ہے کہ قائد حزب

اختلاف کے کیا حقوق ہیں۔ ہمیں ایک لیکچر پڑھایا جاتا ہے کہ قائد حزب اختلاف ہوتا کیا ہے۔ اس کی ضرورت ہے۔ یہ تو ہر ایک جانتا ہے اور ہم ان کی بطور قائد حزب اختلاف عزت کرتے ہیں۔ انہیں Senior Parliamentarian مانتے ہیں۔ ہم ان کی ہر وقت عزت کرتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ ہم ان کو سننے کے لئے تیار نہیں بلکہ یہ گزارش کریں گے کہ relevance کسی چیز کا نام ہے۔ اس کا احاطہ کرنے کے لئے ہم گذارش کرتے رہتے ہیں کہ کم از کم موضوع سے relevance ہونی چاہیے۔ جہاں تک ان کی کتابوں کا تعلق ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ایک دفعہ تو وہ سرسری پڑھ رہے ہیں۔ دوبارہ ان کو پڑھیں گے تو انشاء اللہ ان کی اچھی زیادہ سمجھ آ جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) ابھی تو وہ ان کو سرسری پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب، کتابوں کی پیشکش کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرنا بھول گئے۔

وزیر زراعت: میں شکر گزار ہوں۔ آپ کی بہت مہربانی۔ میں ان کتابوں کو قبول کرتا ہوں۔ میں نے کتابوں کی پیشکش کو بصد شکریہ قبول کیا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اور پڑھا کریں۔

وزیر زراعت: انشاء اللہ ضرور پڑھوں گا۔ اب ان کی کتابیں مجھے منتقل ہو جانی چاہییں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ابھی نہیں۔

وزیر زراعت: چلیے۔ شام کو افطاری کے وقت۔

ملک طیب خان اعوان: حضور میں صبح دی اک عرض کیتی سی۔ حضن دی عرض کردا واں۔ ایہدے وچ سارے ہاؤس دا مفاد اے۔ میری ذات دا نئیں۔ اے۔ مہربانی کر کے سن لو۔ اگر ہاؤس آکھے گا کہ گل ٹھیک اے تے فیر من لیناں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! یہ قرارداد آپ آفس کو بھیجیں۔ ہم اس کو examine کرتے ہیں۔

ملک طیب خان اعوان: اوہ تاں اوندے اوندے پئی آسیں۔

جناب سپیکر : آپ اسی وقت دے دیں ناں۔ آتے آتے کیوں دیر لگے گی۔
آپ اسی وقت دے جائیں ۔۔۔اب ڈیمانڈ نمبر 18 پر ووٹنگ ہو جائے؟
وزیر زراعت : چونکہ اس میں زراعت کا تعلق ہے۔ اور میرے فاضل دوستوں نے بڑی لمبی چوڑی باتیں کی ہیں۔ میں کم از کم دس منٹ گذارش کروں گا۔ گورنمنٹ کی تمام پالیسیوں کو اس میں زیر بحث لایا گیا ہے۔
جناب سپیکر : آپ سے پہلے اِدھر سے جنجوعہ صاحب رہتے ہیں جو اس ڈیمانڈ پر نہیں بول سکے۔ تو وہ اختصار سے پانچ منٹ میں اپنی بات کر سکتے ہیں۔
جناب ریاض حشمت جنجوعہ : اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے سرکش ترانوں کی حقیقت ہے تو اتنی ہے
کہ جب میں دیکھتا ہوں دھوپ کے مارے کسانوں کو
غریبوں مفلسوں کو بے کسوں کو بے سہاروں کو
حکومت کے تشدد کو امامت کے تکبر کو
کسی کے چیتھڑوں کو اور شہنشاہی خزانوں کو
میرا دل تاب نشاط بزم عشرت لا نہیں سکتا
میں چاہوں بھی تو خواب آور ترانے گا نہیں سکتا

جناب سپیکر ! بات جب زراعت کی ہو رہی ہو تو ان لوگوں کا ذکر مزید آتا ہے جن لوگوں کے وسائل رزق کسی نہ کسی طرح اس پیشہ سے وابستہ ہیں۔ جناب والا۔ دیہات کا زمیندار ہو، کاشتکار ہو، مزارع ہو یا دیہی دستکار ان لوگوں کی شبانہ روز محنت کو اگر شامل نہ کیا جائے تو پھر میں یہ عرض کروں گا کہ خدانخواستہ اللہ کی یہ سرسبز و شاداب زمین بھسم ہو کر رہ جائے گی۔ جناب سپیکر ! پولیس کا تھانے دار ہو۔ محکمہ مال کا تحصیلدار ہو۔ واپڈا کا انجینئر ہو یا کسی عدالت کا منصف۔ شوگر مل کا سیٹھ ہو یا جننگ فیکٹری کا مالک ہو۔ محکمہ خوراک کا فوڈ انسپکٹر ہو یا ہسپتال کا ڈاکٹر ہو یہ سب لوگ کاشتکار کے خون پر پلتے ہیں۔ لیکن کاشتکار کی کوئی اعانت کوئی مدد اور ان کے مسائل کا حل تلاش

کرنے کی بجائے ان کو دوسرے درجے کا شہری سمجھتے ہیں اور کاشتکار اور زمیندار یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ ان کے لئے ایک مستقل عذاب بن چکے ہیں۔

جناب والا! مطالبہ زر نمبر 18 جس کے تحت 54 کروڑ 84 لاکھ 76 ہزار نو سو روپے کی رقم محکمہ زراعت کے لئے طلب کی گئی ہے۔ اس میں تخفیف زر کی متعدد تحریکیں اپوزیشن کے ارکان نے مجھ سمیت پیش کی ہیں۔ ان تحریکوں کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حکومت کی ناقص زرعی پالیسی۔ ناقص زرعی منصوبہ بندی اور فی ایکڑ پیداوار میں کمی کی وجوہات پر بحث کی جائے۔ ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے سلسلہ میں شعبہ زرعی انجینئرنگ کی ناکامی کو عوام کے سامنے رکھا جائے۔ اور فصلوں کی بیماریوں کے تدارک اور کرم کش ادویات کی قیمتوں کو ایک مناسب سطح پر رکھنے میں اس محکمہ کی ناکامی پر اظہار خیال کیا جائے۔ جناب والا! محکمہ زراعت کے زیر نگیں تحقیق کے بہت سے ادارے پنجاب بھر میں کام کر رہے ہیں۔ ان اداروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ زراعت کے متعلق تحقیق کر کے اسے کاشتکاروں تک پہنچائیں۔ نئے بیجوں کی دریافت کریں اور نئے بیجوں کی افزائش کر کے کاشتکاروں تک پہنچائیں۔ لیکن یہ ادارے اپنے فرائض ادا کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ اور جناب والا! اس وقت حالت یہ ہے کہ تحقیق کے کروڑوں روپے ان اداروں پر خرچ کئے جا رہے ہیں وہ قومی دولت کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ جناب سپیکر! محکمہ زراعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ کاشتکاروں کو عمدہ بیج مہیا کرے۔ کھاد مہیا کرے لیکن یہ محکمہ کاشتکاروں کو کھاد اور بیج مہیا کرنے میں ناکام ہو چکا ہے اور جس وقت کسی بھی فصل کی کاشت کا وقت ہوتا ہے اس وقت بازار سے بیج اور کھاد ناپید ہو جاتے ہیں جس طرح آج کل کپاس کا بیج بازار سے غائب ہو چکا ہے اور بلیک میں فروخت ہو رہا ہے۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی جناب وزیر زراعت سے یہ عرض کیا تھا لیکن وہ اس بات کا نوٹس لینے کے لئے کیوں تیار نہیں۔ میں ایسا سمجھتا ہوں کہ اس لوٹ مار میں محکمہ زراعت کے افسران کا اور اعلیٰ حکام کا بھی حصہ ہے کیونکہ سرعام بیج کا اس طرح بلیک میں فروخت ہونا جناب والا حکومت کے اعلیٰ حکام کی ملی بھگت کے بغیر ناممکن ہے۔ جناب سپیکر! کھاد پر subsidy ختم کر دی گئی ہے اور اس طرح ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا گیا ہے کہ اب ہمارا

کاشتکار جس کی معیشت پہلے ہی بوجھ تلے سسک رہی ہے اس قابل نہیں رہا کہ وہ کھاد کو ایک خاص مقدار میں استعمال کرے۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ فی ایکڑ پیداوار میں کمی واقع ہو جائے گی۔ جناب والا۔ ہماری حکومت زرعی معیشت پر جس طرح ایک غیر معکوس طریقے سے بوجھ ڈال رہی ہے اس سے مجھے یہ شک گزرتا ہے کہ کوئی غیر ملکی ہمارے زرعی نظام کو تہس نہس کرنے پر تلا ہوا ہے اور ہماری حکومت اس میں برابر کی حصہ دار ہے۔ جناب سپیکر! میرا یہ دعوٰی ہے کہ جب تک ہمارے ملک کا کاشتکار خوشحال نہیں ہوگا اس وقت تک ہم اپنی معیشت کو خوشحال معیشت نہیں کہہ سکتے۔ جناب والا اگر گستاخی نہ ہو تو میں یہاں تک کہوں گا کہ ہر علاقہ ریڈیو پاکستان پر کاشتکاروں کے ساتھ ایک مذاق جیسے کیا جاتا ہے جو کہ اس طرح سے ہے "کہ دب کے زمیناں واہ تے کرلے موجاں کساناں دیس دیا" میں وزیر زراعت سے یہ عرض کروں گا کہ اس میں تھوڑی سی ترمیم کر دیں اور زرعی گیت کو کچھ اس طرح کر دیں "کہ تو دب کے زمیناں واہ تے مرجا بھکھا کساناں دیس دیا" جناب سپیکر! محکمہ زراعت کا ایک شعبہ زرعی انجینئرنگ ہے اس شعبہ کے فرائض میں شامل ہے کہ ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے سلسلے میں ....

ملک طیب خان اعوان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! معزز رکن نوں کسان دے متعلق ایہہ الفاظ کہنیں "کہ مرجا بھکھا" میرا خیال ہے کہ موزوں الفاظ نیئں جین۔

ایک معزز ممبر : ملک صاحب سمجھن دی کوشش کرو۔

چوہدری محمد صدیق سالار : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ملک صاحب کا مقصد تھا کہ فاضل مقرر کو پاکستان میں کوئی چیز اچھی نظر ہی نہیں آتی۔ ہر چیز میں وہ کیڑے نکالتے ہیں اور ہر چیز کو برا کہتے ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر! محکمہ زراعت کا ایک شعبہ زرعی انجینئرنگ ہے۔ اس شعبہ کے فرائض میں یہ شامل تھا کہ ٹیوب ویلوں کی تنصیب اور زمینوں کو ہموار کرنے کے سلسلہ میں زرعی مشینری کاشتکاروں کو کرائے پر دینا تھا لیکن آج پنجاب بھر کی زرعی انجینئرنگ کی ورکشاپوں میں کروڑوں روپے کی مشینری بے کار کھڑی

ہے اور اگر اس میں کوئی کارآمد پرزہ ہے تو اسے نکال نکال کر بازار میں فروخت کیا جا رہا ہے۔ اور جو تھوڑی بہت اس محکمہ کی آمدنی ہے وہ کاشتکاروں کو زرعی مشینری کرایوں پر دینے سے حاصل ہوتی ہے اس میں لاکھوں روپے کا خرد برد کیا جاتا ہے۔ جناب والا۔ امید ہے کہ وزیر زراعت اس بات کا بھی نوٹس لیں گے۔

جناب والا! ہماری فصلیں جن میں کپاس گنا اور چاول شامل ہیں ان پر وباؤں کا حملہ بڑا شدید ہوتا ہے۔ شاید اس کی وجہ موسمی حالات میں تبدیلی ہے۔ لیکن بیماریوں کے حملے کی وجہ سے ہماری فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار بے حد کم ہو چکی ہے اور کرم کش ادویات کی قیمتوں پر بھی کھاد کی طرح جو حکومت subsidy دیتی تھی اور کاشتکاروں کی مالی اعانت کرتی تھی وہ بھی واپس لے لی گئی ہے۔ جناب والا! جس کی وجہ سے اب ہماری فصلوں پر کاشتکار کی described position پوزیشن اور quantity کے مطابق دوائیں استعمال نہیں کر سکیں گے۔ اور اس کے نتیجہ میں جناب والا! ہماری فصلوں پر دواؤں کی صحیح مقدار میں چھڑکاؤ نہیں ہو سکے گا۔ اور ہماری فی ایکڑ پیداوار کم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! کاشتکاروں کے بارے میں عرض کر رہا ہوں اگر تھوڑا وقت مزید دے دیں؟

جناب سپیکر: دو منٹ میں ختم کر سکتے ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جی دو منٹ میں ختم کر دوں گا۔ جناب سپیکر! حکومت کی طرف سے زرعی بینکوں کو جس طرح schedule banks کو یہ ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ کاشتکاروں کو بلا سود قرضے جاری کریں لیکن عام طور پر یہ دیکھنے میں آتا ہے schedule banks چھوٹے کاشتکاروں کو قرضہ جاری کرتے ہوئے لیت و لعل سے کام لیتے ہیں اور مختلف حیلوں بہانوں سے انہیں ٹرخا دیا جاتا ہے البتہ کچھ تجارت پیشہ لوگ بینکوں کے عملہ سے ملی بھگت کر کے اور ان سے ساز باز کر کے لاکھوں روپے کے قرضے فرضی اور جعلی ناموں سے جاری کروا لیتے ہیں۔ جناب والا اس صورت حال نے بھی کاشتکاروں کی معیشت پر بہت برا اثر ڈالا ہے۔

جناب والا! آخر میں چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے، اگر جناب اجازت دیں تو میں

کاشتکاروں کا ایک مرثیہ اس ایوان میں پیش کروں :-

جو سینچتے ہیں اپنے لہو سے سبز کھیت
فاقوں سے ہیں نڈھال بدبخت صبح و شام
وہ لوگ ہیں زمین کی قسمت کے پاسباں
مٹی کا فیصلہ بھی ہے جن کے لئے حرام
اندھے ہیں زندگی کے نگہبان بنے ہوئے
بہروں نے تھام رکھی ہے قانون کی لگام
اے عدل و روشنی کے خداؤ جواب دو
کیا کم ہے احتساب سے یہ سر پھرا نظام
جو گھونپتا ہے ہاتھ سے حلقوم میں چھرا
اور لیتا ہے پھر بھی اپنی زبان پہ خدا کا نام

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر : جناب وزیر زراعت ! اس کٹ موشن پر اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں -

وزیر زراعت : شکریہ جناب والا ! میں جناب والا ، آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ڈیمانڈ نمبر ۱۸ زراعت کے ہیڈ کے تحت کٹ موشن کے جوابات کے لئے مجھے موقع عنایت فرمایا ہے ۔ اس سے قبل کہ میں انتہائی مختصر طور پر فاضل اراکین کے ان پوائنٹس کا ایک جامع جواب پیش کروں - میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل اراکین کی ان تجاویز ، اس تنقید اور ان تمام باتوں کے لئے ان کا مشکور ہوں ، جس کے ذریعہ انہوں نے اس سیکشن کے تحت ایک تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے اپنی طرف سے جو کچھ ممکن تھا ، پیش کیا ، جناب والا ، جس کے لئے میں ان کا ممنون ہوں ۔ مجھے اس بات کے تسلیم کرنے میں قطعاً کوئی عار نہیں کہ اس میں کافی باتیں ایسی تھیں ، جن کی طرف بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ لیکن میں اس بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ زراعت ایک ایسا میدان ہے کہ جس میں جتنی محنت کی جائے ۔ جتنی کوشش کی جائے کم

ہے ۔ چونکہ ہمارے ملک کی معیشت زراعت پر منحصر ہے ، اور ان فاضل اراکین میں سے اکثریت نے اس بارے میں اظہار خیال فرمایا ہے ۔ ان کی معلومات بہت اعلیٰ سہی ، لیکن کافی معلومات صرف شہری زندگی تک منحصر ہیں ، میں یہ کہنے کی بھی جسارت کروں گا کہ ملک میں پاکستان بننے کے بعد اگر زراعت پر بھرپور توجہ دی گئی ہے تو وہ موجود حکومت کے زمانے میں دی جا رہی ہے ، جب یہ کہا جاتا ہے کہ موجودہ بجٹ روایتی ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس بارے میں جیسا کہ بجٹ آمدنی اور اخراجات کا ایک گوشوارہ ہوتا ہے ، ترقیاتی سکیموں کے متعلق ایک گوشوارہ ہوتا ہے ، لیکن ایک عام روش سے لے کر ، ایک ایسے روایتی بجٹ سے نکل کر موجودہ حکومت نے یہ جسارت کی ہے کہ بے شک شہری زندگی کے مقیم اس بات کے مستحق ہیں کہ اس کے لئے شہری ضروریات کو پورا کیا جائے ۔ لیکن میں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ موجودہ حکومت نے ان طبقات کی طرف اپنے بجٹ کا رخ تبدیل کیا ہے ۔ جو کہ اب تک محرومیوں کا شکار چلے آئے ہیں ۔ اس اپنی تقریر کو ایک خاص حد تک محدود رکھوں گا لیکن چند ایک باتیں ضرور عرض کروں گا ۔ آپ نے دیکھا کہ بجٹ کی لگام جو کہ ان طبقات کی حد تک محدود رہتی تھی جن کے پاس پہلے ہی بہت ہوتا تھا ۔ موجودہ حکومت نے اپنے بجٹ کا بیشتر حصہ غریبوں کی زندگی کو بہتر بنانے کی طرف موڑا ، آپ نے دیکھا کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ، اور اسی لئے یہ بھی کیا کہ جو دیہاتوں میں بسنے والے بے گھر افراد ہیں ، زراعت کے میدان میں جو بے زمین افراد ہیں ان کی رہائشی سہولتوں کے لئے اور ان کو اس میں ضروری سہولیات میسر کرنے کے لئے بجٹ کا بیشتر حصہ جو ہے ، وہ پاکستان کی اس مختصر زندگی میں پہلی دفعہ اس طرف موڑا گیا ہے ۔ جو کہ آج تک کسی بھی حکومت نے اس طرف توجہ نہیں کی تھی (نعرہ ہائے تحسین) اس تبدیلی کو جناب والا کہتے ہیں کہ یہ بجٹ روایتی نہیں ہے ورنہ وہی افسروں کی تنخواہیں اور شہری زندگی کو سہولتیں میسر کرنے کے لئے رقوم کی فراہمی ، اور دیہاتیوں پر زیادہ سے زیادہ ٹیکس لگا کر ان سے مزید کچھ بٹورنے کے منصوبے ، یہی ایک روایتی بجٹ کی تمام خصوصیات ہوتی ہیں ، لیکن اب ان سے کچھ لینے کی بجائے ان کو دیا جا رہا ہے ۔ جس کے لئے بجٹ میں مخصوص رقم رکھی گئی ہیں ۔ 26 کروڑ روپیہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو ضروری سہولتیں میسر کرنے کے لئے 23 کروڑ روپیہ دیہاتوں میں بسنے والے بے گھر افراد کے لئے ۔ اس طرح سے 75000 ایکڑ کی معمولی سی قسط پہلی قسط ان بے زمین مزارعین کے لئے ان کے ساتھ ساتھ ان کو شہری

سہولیات میسر کرنے کے لئے ابتدائی منصوبے کے طور پر 5 کروڑ روپے ، یہ وہ چند معمولی رقوم ہیں اگر اصل زمین کی قیمت بھی لگائی جائے ۔ جو کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو مفت حقوق دیئے جا رہے ہیں ، جو شہروں میں بسنے والے لوگوں کو state land کی شکل میں ان لوگوں کی دی جا رہی ہے ۔ جو زمین ان کو میسر کی جا رہی ہے ، اس کی رقم کا اگر تخمینہ لگایا جائے ، تو یہ اربوں اور کھربوں روپے میں آئے گا یہ رقوم دیکھ کر اندازہ نہیں لگانا چاہیے ۔ کہ 20 کروڑ ، 26 کروڑ اور 5 کروڑ ، کیونکہ یہ رقوم معمولی رقوم ہیں ، میں عرض کروں کہ پہلی دفعہ زندگی کا اور بجٹ کا رخ ان محروم طبقات کی طرف موڑنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ ایک عام بجٹ نہیں ہے بلکہ ایک غیر روایتی بجٹ ہے ۔ اس میں پہلی دفعہ حضرت قائداعظم کے نظریات کو ان کچی آبادیوں کے مکینوں کی طرف لے جانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ یہ ایک غریبوں کا بجٹ ہے اور پہلی دفعہ حضرت قائداعظم کے نظریات کو ان کچی آبادیوں کے مکینوں کی طرف لے جانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ ان مکینوں کو حضرت قائد اعظم کے ساتھ بٹھا کر ، ان کی عزت کو دوبالا کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ جس کے لئے ان فاضل ارکان نے یہاں تک کہا ۔ یہ درست ہے ، میں مانتا ہوں کہ اپوزیشن کا فرض ہے کہ وہ تنقیدی جائزہ لے کر بجٹ کی خامیوں کو اور جو کچھ اس میں improvement کی جا سکتی ہے اس کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کرائے ۔ اور میں اس کے لئے ان کا ممنون ہوں ۔

چوہدری محمد رفیق : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانے کی اجازت چاہتا ہوں ۔ کہ کیا وزیر موصوف ڈیمانڈ نمبر 18 کی کٹ موشنز پر کچھ اظہار خیال فرما رہے ہیں یا بجٹ پر تقریر فرما رہے ہیں ۔

وزیر زراعت : جناب والا ۔ جس طرح سے جناب والا نے کل کمال فیاضی سے ارشاد فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ میرے فاضل اراکین کو اس پر بولنے کی اجازت دی جائے تاکہ مختلف موضوعات پر بولا جائے ۔ اب یہ ابتدائی کلمات تھے میں اس کو ختم کرتا ہوں ۔ اور اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں ۔ میں عرض کر رہا تھا جناب والا کہ ایک وقت وہ تھا کہ زراعت کے میدان میں ، یہ کافی عرصہ پہلے کی بات ہے ، ایک بہت بڑی عوامی حکومت کے دنوں کی بات ہے کہ لوگ گندم اور کھاد کے حصول کے لئے قطاروں میں کھڑے رہتے تھے ۔ لائن میں موجود رہتے تھے اور چینی نام کی کوئی چیز تو ملتی نہیں تھی ۔ جبکہ تیل اور گھی جیسی چیزیں

پرمٹ پر ملتی تھیں ۔ اگر کسی شخص کے سائیکل کے پیچھے گھی کا ڈبہ دیکھ لیتے تھے تو یہ سارا ایوان اور خدا گواہ ہے کہ سب لوگوں کی نظریں اس گھی کے ڈبے پر لگی ہوتی تھی ۔ کہ گھی کا ڈبہ اس کے پاس کہاں سے آگیا ہے ۔ ایک وقت وہ تھا کہ لوگ مزدوری کرنے کی بجائے ، عورتیں اپنے بچوں سمیت قطاروں میں کھڑے ہو کر ایک ایک دانہ کو ترستے تھے اور زراعت کی منصوبہ بندی نام کی کوئی چیز نہیں تھی ۔ اور کوئی تمام ادوار میں کسی قسم کی کوئی منصوبہ بندی زراعت میں نہ کی گئی ۔ لیکن آج اللہ کے فضل وکرم سے آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور سازگار موسمی حالات کی بنا پر ۔ میں یہ مانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اگر شامل حال نہ ہو تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا لیکن کہا یہ جاتا ہے کہ اگر حکمرانوں کی نیتیں نیک ہوں تو اللہ تعالیٰ روزی میں فراخی عنایت کرتا ہے ۔ اور آپ نے دیکھا کہ ہم نے پہلی مرتبہ موجودہ حکومت کے دور میں اس کی نیک نیتی واضح ہے کہ کپاس کی پیداوار 16 لاکھ گانٹھ تک نیچے گر گئی تھی لیکن موجودہ حکومت کے دور میں آپ نے دیکھا گزشتہ سال 56 لاکھ گانٹھ تک تمام ٹارگٹ کو توڑ کر پہلی دفعہ پنجاب ایک ریکارڈ پیداوار حاصل کی گئی ۔ اور یہی کہا جاتا ہے اور اس بات پر تنقید کی جاتی ہے کہ زراعت پر توجہ نہیں دی جا رہی ۔ کپاس کی پیداوار پہلے سے بڑھ چکی ہے اور میں یہ عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے بلکہ تمام تر مہربانیاں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں لیکن میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ میں ، اس میں زرعی تحقیق کے لوگوں کی extension services کو ہدایات کیں کہ کونسا اعلیٰ قسم کا بیج ، اعلیٰ پیداواری اہمیت کا حامل بیج ، ان کو بتانے میں محکمہ زراعت کے زرعی اور تحقیقاتی شعبوں اور سنٹروں نے جو کام کیا ہے اس میں اس کا بہت بڑا ہاتھ ہے ۔ اس میں محکمہ کے ان اہل کاروں اور کارکنوں کا بہت ہاتھ ہے جنہوں نے گھر گھر جا کر pesticides کا صحیح استعمال اور صحیح کھاد صحیح بیج ، صحیح پانی بروقت ساری چیزیں کرنے کے لئے ان کے گھر گھر پہنچے مجھے تسلیم ہے کہ ابھی تک ہمارا ایک محدود طبقہ اس ترقی میں شامل ہوا ہے ۔ ترقی پسند زمیندار اپنے طور پر اس میں شامل ہیں ۔ چھوٹا زمیندار تو بہت کم اس طرف مائل ہو رہا ہے ۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ کوششیں اگر اسی طرح جاری رہیں تو ہم مزید ترقی کریں گے ۔ مجھے یہ کہتے ہوئے فخر ہے کہ مشرقی پنجاب ، کو جو مثال کے لئے پیش کیا جاتا ہے کہ پیداواری اعتبار سے وہاں فی ایکڑ پیداوار بہت زیادہ ہے ۔ لیکن میں یہاں فخر سے کہتا ہوں

کہ ہمارے پنجاب میں کپاس کی فی ایکڑ پیداوار بہت زیادہ ہے اس بات کے اظہار ہمارے اعداد و شمار اور ہماری پیداوار کرتی ہے ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ ریسرچ کے میدان میں ہم نے گزشتہ دنوں میں موقع کے لحاظ سے زمیندار کی زمین کی افادیت کے لحاظ سے ، زرخیزی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر علاقہ کے لئے اعلیٰ بیج بنائے ہیں ، نہ صرف یہ کہ وہ بیج کیڑے مکوڑوں سے مبرّا ہیں بلکہ ان کی پیداواری صلاحیت بھی پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے دن رات اس پر کام ہو رہا ہے اور میں نے خود جا کر دیکھا ہے اور اگر میرے فاضل ممبران بھی چاہیں تو انہیں بھی دکھا سکتا ہوں کہ وہاں research wing میں لاجواب کام ہو رہا ہے ہمارے بہترین لوگ تحقیق کے شعبہ میں کام کر رہے ہیں اگر اسی طرح یہ کام جاری رہا تو ہم بہت ترقی کر جائیں گے اور انشاءاللہ العزیز ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ ہمارے پیداواری اخراجات کم ہو جائیں اور پیداوار زیادہ ہو جائے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ایک وقت تھا کہ ہمارے پاس بہت سی زمینیں وافر تھیں اور ہماری کوشش ہوتی تھی کہ ہم زیادہ سے زیادہ زمینوں کو استعمال میں لائیں اور اپنی پیداوار کو بڑھائیں لیکن اب ہماری آبادی تین فیصد سالانہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے اس لحاظ سے ہماری زمینیں کم ہوتی جا رہی ہیں اور فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کی ضرورت ہے ایک وقت تھا کہ ہم subsidy دے کر اپنی کھاد کو زیادہ سے زیادہ بیچنے کی کوشش کرتے تھے اور آج ہم کھپت کو پورا کرنے کے لئے دن رات کوشاں ہیں تو یہ تمام زاویے بدل گئے ہیں اب یہ ایک صنعت ہو گئی ہے جس پر نئی بنیادوں پر تحقیق کی ضرورت ہے ۔ نئے بیج اور اچھی کھاد کی ضرورت ہے ۔ ٹیکنیکل لوگوں کی ضرورت ہے اسی لحاظ سے میں عرض کرتا ہوں کہ صرف کپاس کے میدان میں ہی نہیں بلکہ آپ نے دیکھا کہ گندم کی پیداوار بڑھ گئی ہے اور اس سال انشاءاللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک کروڑ ٹن سے بھی زیادہ گندم پیدا ہوگی اور گندم میں ہماری فی ایکڑ پیداوار پہلے کم تھی اس سال انشاءاللہ ہماری فی ایکڑ پیداوار ان کے برابر ہوگی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ محکمہ زراعت بھی گورنمنٹ بھی اس مسئلے پر کتنی توجہ دے رہی ہے ۔ آج اور کل جو جو باتیں اس معزز ایوان میں کہی گئی ہیں وہ ایک ایک چیز میرے پاس نوٹ ہے اور میں اپنے فاضل اراکین کو یہ یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں

کہ انشاءاللہ ہم اس وقت ایک ایک نکتے پر غور کریں گے اور ان کو ساتھ بٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ جہاں بہتری کے آثار پیدا ہوں گے ہم ان کے ساتھ ہر وقت بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ چونکہ یہ ہمارا سب کا فرض ہے کہ ہم اس ملک میں زراعت کے شعبے کو بہتر بنائیں لیکن یہ بات میں کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ موجودہ حکومت نے کسانوں کی بہتری کے لئے اقدامات کیے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ کاشت کاروں کی یہ کتنی پرانی demand تھی کہ ٹیوب ویلوں کے لئے بجلی کے flate rates مقرر کئے جائیں۔ لیکن موجودہ حکومت نے پہلی دفعہ زمینداروں کے احساسات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور پنجاب اسمبلی کی کوششوں کو مدنظر رکھتے ہوئے flate rates مقرر کئے گئے۔ اس کے علاوہ چھوٹے زمینداروں کو ترقی کے دور میں شامل کرنے کے لئے حکومت نے قرضے کی حد کو 10 ہزار سے بڑھا کر 12 ہزار روپے تک کے لئے بلا سود قرضہ کی سہولت مہیا کی ہے اور اس مقصد کے لئے ایک ارب روپیہ سے زیادہ کی رقم ان کے لئے مخصوص کی گئی ہے اس کے علاوہ میں عرض کروں کہ ان قرضوں کو حاصل کرنے کے لئے ایک وقت کتنی محنت درکار ہوتی تھی۔ اس میں کتنی پیچیدگیاں تھیں لیکن اب آپ ایک سادہ درخواست دے کر 48 گھنٹے میں قرضہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ ہر زمیندار کے پاس پاس بنک موجود ہیں تاکہ کاشت کاروں کا فوری طور پر مداوا ہو سکے۔ اس کے لئے میں عرض کرنا چاہوں گا۔ اس اجلاس کے دوران جو باتیں زراعت کے شعبہ کی کارکردگی بڑھانے کے لئے کہی گئی ہیں۔ اس میں ہمارے بہت سے شعبہ جات ہیں۔ ہمارا انجینئرنگ کا شعبہ ہے اس میں ہماری extenssion کا شعبہ ہے۔ زرعی تحقیق کا شعبہ ہے اور بہت سی باتیں کہی گئی ہیں۔ بیج اور کھاد کے لئے میرے ایک فاضل دوست نے خاص طور پر جھنگ کے لئے باتیں کی ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ تقریباً 30 لاکھ من سے زیادہ بیج ہم نے certified کر کے اچھی بنیادوں پر لوگوں کو دینا شروع کیا ہے اور یہ پروگرام ہر فصل کے لئے ہے اور پہلی دفعہ پروگرام شروع کیا ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بھی محکمہ اور حکومت کی ایک کامیابی ہے۔ آج محکمہ زراعت کے insecticides اور basic seeds کی اتنی زیادہ طلب ہے کہ ہم اپنی پوری کوشش کے باوجود اس کو پورا کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں اور انشاءاللہ ہمارے دو بیج مزید پلانٹ ایک رحیم یار خان والا اور ایک ساہیوال والا وہ مکمل ہو رہے ہیں جھنگ والا پہلے ہی مکمل ہو چکا ہے۔ ان تینوں پلانٹوں کی production جب سامنے آئے گی

توانشاء اللہ ہم زمینداروں اور کاشت کاروں کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن یہ کہنا کہ بیج بلیک ہوتا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا اور آج میں برملا پورے ایوان کے سامنے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں اپنے تمام فاضل اراکین کو ایک authority latter لکھنے والا ہوں وہ میرے محکمہ میں جس ضلع میں، جس سیکٹر میں کوئی خرابی دیکھیں، اس کو پکڑیں مجھے بتائیں ہم انشاء اللہ ان کی خدمت کے لئے ایکشن لینے کے لئے تیار ہیں اور اسی غلطی کو اگر وہ کہیں موقع پر پائی گئی تو ہم اس کو درست کرنے کے لئے ہر وقت اور ہر جگہ تیار ہوں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ہمیں کوئی چیز چھپانے کی ضرورت نہیں ....

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر زراعت: مجھے اپنی بات مکمل کرنے دیں میں آپ کی بات کی طرف آرہا ہوں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! مجھے کچھ کہنے دیں۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر وزیر زراعت یہ فرما رہے ہیں کہ میں اراکین کی خدمت میں ایک خط لکھنے والا ہوں اور اراکین کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ ان کے محکمہ کو چیک کر سکتے ہیں۔ میں آج پھر ان کو یہ کہتا ہوں کہ یہ کسی وقت میرے ساتھ جھنگ چلیں۔ میں جھنگ کی مارکیٹ میں ایسے بیج کے تھیلے پکڑوا سکتا ہوں جن کے اوپر سیڈ کارپوریشن کی مہریں لگی ہوئی ہیں اور وہ آج بھی 150 روپے کی بجائے 215 روپے میں فروخت ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں نے تو عرض کیا تھا کہ میں اس طرف آرہا ہوں۔ جناب والا! آج کہا گیا ہے کل کہا گیا ہے، پہلے کہا گیا کہ جھنگ میں بیج بلیک ہو رہا ہے۔ میں عرض کرنے والا ہوں کہ سیڈ کارپوریشن کا بیج ہم بند تھیلوں میں سیل شدہ تھیلوں میں بیچتے ہیں۔ میرے پاس جھنگ کی statement موجود ہے کہ ہم نے وہاں پر کتنا بیج فروخت

کیا۔ جھنگ میں 11 ہزار من کی ڈیمانڈ تھی 12 ہزار من ہم نے وہاں پر بھیجا وہاں پر نایاب 78 کی زیادہ ڈیمانڈ ہے۔ جس کو محکمہ [redacted] کر رہا ہے کہ اس کی کم کاشت ہو۔ کیونکہ اس کا ریشہ اس معیار کا نہیں کہ ہم بین الاقوامی منڈی میں مقابلہ کر سکیں۔ لیکن اس کی طلب زیادہ ہے اور ہم یہ بیج زرعی سپلائی کارپوریشن کے ڈیلروں کے ذریعے سے بیچتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ کار نہیں ہوتا کہ ہم بیج ان تک پہنچائیں۔ لیکن میں عرض یہ کرنے والا ہوں کہ کئی ایک progressive زمیندار اپنے بیج بناتے ہیں۔ ہمارے بیج کے علاوہ اگر پرائیویٹ زمینداروں کا اس سے زیادہ قیمت پر بکے تو میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ لیکن میں جناب والا کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم نے ہر اخبار میں اپنے بیج کی قیمت کیلئے اشتہار دیا اور اس کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی بتایا کہ اس بیج کی قیمت یہ ہے اور اس سے زیادہ قیمت ادا نہ کی جائے اور اگر کوئی اس سے زیادہ قیمت پر بیچے تو اسے پکڑا جائے اور ہمارے حوالے کیا جائے ہم اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن میرے فاضل دوست اس کے باوجود تین دن سے کہہ رہے ہیں نہ میرے پاس ان کے ضلع کے ڈیلروں کی فہرست موجود ہے۔ کسی ایک آدمی کا نام بتائیں جس نے زیادہ قیمت وصول کی ہو میں اس کے لئے تیار ہوں جو انہوں نے challenge throw کیا ہے وہ مجھے بتائیں کہ کس ڈیلر نے کس جگہ کب ان سے اس کے لئے زیادہ قیمت مانگی ہے اور اگر زیادہ قیمت مانگی ہے تو اب تک یہ دیکھتے کیوں رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ان کی بات اخباروں میں آئے۔ صرف اس لئے کہ یہاں آ کر یہ لوگوں کو بتائیں کہ بیج بلیک ہو رہا ہے اس کو پکڑوایا کیوں نہیں ہمیں بتایا کیوں نہیں کہ وہاں پر یہ بیج بلیک ہو رہا ہے اس کی شکایت کیوں نہیں کی ؟ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس کے بارے میں کارروائی کرتے کیونکہ یہ جرم ہے ہم نے اس کی قیمت مقرر کی ہے سرٹیفکیٹ دیا ہے۔ ہم نے ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات میں اس کی قیمت بتائی ہے اور اگر انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی غلطی دیکھی تو پھر انہوں نے کیوں پولیس کو اطلاع نہ کی کیوں چھاپہ مار سکواڈ سے نہیں پکڑوایا۔ کیوں اس کا نام مجھے نہیں بتایا۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کی بات اخبارات میں آئے میں ان کا مشکور رہوں کہ انہوں نے ......

(نعرہ ہائے تحسین) (شیم شیم)

جناب ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا! میں نکتہ وضاحت پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : وزیر زراعت کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا یہ فرما رہے ہیں کہ میں نے اسلئے کہا ہے کہ میری بات اخبارات میں آئے۔

وزیر زراعت : جناب والا ہم ان کی ہر بات بڑے صبر و تحمل سے سنتے رہے ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا وزیر زراعت صاحب یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اخبارات میں نام چھاپنے کے لئے بات کی ہے میں نے اس سلسلے میں سب سے پہلے تحریک التوا پیش کی۔

جناب سپیکر : جنجوعہ صاحب میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دے رہا۔

(قطع کلامیاں) You take your seat please

جناب ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر یہ جو کہہ رہے ہیں کہ اس میں محکمہ زراعت کا کوئی قصور نہیں ہے میں یہ کہتا ہوں کہ محکمہ زراعت کے اعلیٰ افسران کی ملی بھگت کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ورنہ وہ خاموش نہ رہتے ان کی خاموشی فضول ہے.........

جناب سپیکر : جنجوعہ صاحب میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دے رہا۔

(قطع کلامیاں) You take your seat please.

وزیر زراعت : جناب سپیکر میرے پاس جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کے تمام پوائنٹس موجود ہیں ان کی تمام summary میرے پاس موجود ہے۔ اس بارے میں عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر : وزیر زراعت سے پہلے میں بات کرنا چاہتا ہوں جنجوعہ صاحب آپ سے یہ توقع میں ہرگز نہیں کرتا کہ آپ اس انداز میں رولز کی خلاف ورزی کریں کہ جہاں باقی زیادتیوں کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ آپ خود اتنی بڑی زیادتی کا ارتکاب کریں کہ جس کی پارلیمنٹری تاریخ میں کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ شمیم شمیم

کہ سپیکر آپ کو بڑے احترام کے ساتھ بڑی عزت کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ جنجوعہ صاحب میں آپ کو اجازت نہیں دیتا اور آپ مسلسل بولے جا رہے ہیں. آپ سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی ۔ جناب وزیر زراعت ...

وزیر زراعت : جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ میرے پاس میرے فاضل اراکین مخدوم زادہ صاحب، جناب افضل حیات صاحب، میاں اسحاق صاحب، رفیق صاحب، سید طاہر احمد شاہ صاحب اور جنجوعہ صاحب کے تمام پوائنٹس موجود ہیں میں ان تمام پوائنٹس کو ایک ایک کر کے تو نہیں لے سکتا لیکن میں ان کی خدمت میں پہلے بھی یہ گذارش کر چکا ہوں کہ زراعت کے بارے میں جو بھی کچھ ہو سکتا ہے ۔ وہ انشاء اللہ ہم کریں گے....

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, to save time and to save his effort......

میں ان سے صرف اتنی درخواست کروں گا کہ یہ بیشک تقریر نہ فرمائیں جو ہمارے صرف سوالات کے جوابات ہیں وہ ہمیں دے دیں ۔ آپ کا وقت بھی بچ جائے گا..

وزیر زراعت : میں عرض کروں کہ یہ تقریر کی بات نہیں اگر ہم نے دو دن آپ کی تقاریر سنی ہیں ..

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud Idon't mind.

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب صرف تجویز دے رہے ہیں. آپ بیشک بات کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ آپ جاری رکھیں۔

وزیر زراعت : میں اس پہ کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب آپ بھی اگر اختصار فرمائیں تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ ٹائم کی طرف دیکھ لیں۔

وزیر زراعت : میں اختصار کروں گا ۔ میں اسے close کر رہا ہوں ۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب گھڑی آپ کے سامنے نہیں ۔

وزیر زراعت : گھڑی دراصل آپ کے سامنے ہے گھڑی میرے سامنے نہیں میرے سامنے تو آپ بیٹھے ہیں اس لئے مجھے اندازہ ہو رہا ہے۔ آپ کے چہرے کے تاثرات سے میں پڑھ رہا ہوں کہ اس گھڑی کی سوئیاں کس تیزی سے جا رہی ہیں۔ (قہقہے)

تو میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے کسان کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے اور پہلی دفعہ اس بجٹ کے رخ کو ان محروم طبقات کی طرف موڑا ہے اس میں چھوٹے زمیندار کی ترقی کے لئے اس کے چھوٹے چھوٹے قرضہ جات کے حصول بیج کے حصول اور زرعی ریسیرچ سنٹرز میں جو کچھ ہو رہا ہے اس ٹیکنالوجی کو اس ریسیرچ کو اس کسان تک منتقل کرنے کے لئے اور کون سے شعبے کے ذریعے ہم نے اس کو مزید strengthen کرنے کے لئے اپنے محکمے کی efficiency کو بڑھانے کے لئے ہم بتائیں گے کہ وہ تمامتر محنت جو تحقیق کے محکمہ میں ہمارے پی ایچ ڈی حضرات دن رات کام کرتے ہیں اور کسانوں کے کلچر کے ساتھ ان کی ضروریات کی ایک ایک چیز کے لئے جو نئی تحقیق کرتے ہیں اس کو جلد از جلد زمینداروں تک منتقل کرنے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کریں گے اور ہمیں تھوڑا وقت دیجئے ہم آپ کو دکھائیں گے کہ اس محکمے پر پوری توجہ دی جا رہی ہے اور جہاں تک زمینداروں کی محنت کے معقول معاوضہ کی بات ہے تو ہمارے پاس صوبہ پنجاب کی حد تک، پاکستان کی سطح پر زرعی قیمتوں کے کمیشن کو ہم انشاء اللہ مزید coordinate کرنے کے لئے، بہتر طور پر اپنی زرعی قیمتوں کے انحصار کے لئے، ان کو ترقی دینے کے لئے، اور ان سے اچھی زرعی قیمتیں حاصل کرنے کے لئے پوری طرح کوشاں ہیں۔ مجھے اس بارے میں تسلیم ہے کہ زرعی شعبے کی بیشتر inputs کو کنٹرول کر لے کے لئے تمام تر ذرائع ہماری فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہیں چاہے وہ کھاد ہو، چاہے وہ pesticides ہو۔ چاہے وہ کوئی پالیسی ہو اس کے لئے زیادہ تر کنٹرول فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہے لیکن ہم اپنے طور پر جناب کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے کہ اپنے زمینداروں کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولتیں حاصل کریں۔ جناب والا! میں آپ کو اس کی ایک مثال بتانا چاہتا ہوں کہ چاول کے میدان میں پاکستان کے بننے کے بعد اب تک باسمتی چاول کی قیمت نہ صرف gross کم ہوئی بلکہ اس کی فی ایکڑ پیداوار کم ہوتی جا

رہی تھی اور زرمبادلہ کا ایک بہت اہم ذریعہ ہم سے ضائع اور کم ہوتا جارہا تھا اس بار پہلی دفعہ ہم اپنی تمام تر کوششوں کے ساتھ فیڈرل گورنمنٹ کو یہ محسوس کرانے میں کامیاب ہوئے ہیں کہ اگر آپ اس پالیسی کو نہیں بدلیں گے تو یہ زرمبادلہ کا اہم ذریعہ جو فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور زرمبادلہ کی اس پیداوار کو ہم ختم کر لیں گے۔ اور آپ نے دیکھا کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ جو monopoly procurement کی خرید ضروری عنصر کو ختم کرایا گیا اس کی movement پر جو پابندی تھی اس کو ختم کرایا گیا اس کی supporting price جو 93 روپے تھی اس کو بڑھا کر روپے کیا گیا اور یہ پنجاب کی تاریخ میں اتنا بڑا step تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے میاں نواز شریف صاحب چیف منسٹر نے ذاتی کوشش کر کے فیڈرل گورنمنٹ کو اس بارے میں پوری طرح convince کر کے یہ decision کیا ہے وہ جائز طور پر اس کے لئے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جناب والا! میں جو دوسری بات عرض کرنے والا ہوں وہ یہ ہے کہ کھاد کی قیمتوں کے متعلق یہاں بہت باتیں ہوئیں کہ کھاد کی قیمتیں بہت زیادہ ہیں اس کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہوں گا اس سے قبل 75% کھاد قیمت کیلئے subsidize کی جاتی تھی اس وقت زمیندار کھاد آتنی apply نہیں کرتا تھا 75% subsidy کو آہستہ آہستہ جو local made کھادوں پر سے ختم کر دیا گیا اب گورنمنٹ کسی حد تک imported fertilizer پر subsidize کرتی ہے لیکن اس کی اب ڈیمانڈ اتنی ہے کہ اس کو جب deregulate کیا گیا تو اس کی قیمتیں واقعی بڑھیں اور میں اس امر کو بھی ریکارڈ پر لا چکا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ نے محکمہ زراعت پنجاب نے اس کی پوری تندہی کے ساتھ مخالفت کی کہ اس موقعہ پر اسے deregulate نہ کیجئے۔ کھادوں کی قیمت کو deregulate کرنے کا یہ مناسب موقع نہیں۔ اس کی قیمتیں jump up کریں گی اور اس کا چونکہ ہماری مارکیٹ میں competition نہیں ہے اس لئے یہ لوگ monopolize کریں گے اور اس طرح ان قیمتوں سے زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کریں گے۔ وہ بات ہماری سچ ثابت ہوئی اور ہم اس کیس کو انشاءاللہ اب دوبارہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس لے جائیں گے کہ ہمارے اس نوٹ کے مطابق جو ہم نے وہاں export کیا ہمارے کیس کے مطابق ہماری بات صحیح ثابت ہوئی ہے اس کو کنٹرول کیا جائے۔

جناب والا میں pesticides کے متعلق کہنا چاہتا ہوں کہ واقعی ایک بہت بڑی کھپت کو چونکہ 1980-81 سے پرائیویٹ سیکٹر میں دے دیا گیا تھا اور وہاں اس کو mark up کے طور پر 75-80% تک ان کو یہ اجازت دی گئی کہ وہ اس کی C & F Value سے زیادہ وصول کر سکتے ہیں۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ اس تھوڑے سے عرصے میں ہم نے اس پر بہت کام کیا ہے۔ مجھے یہ علم ہے کہ C & F Value پر 80% mark up کے علاوہ اس میں اور بہت کچھ ہوتا ہے۔ غیر ممالک سے جو invoices آتی ہیں اس کو over invoice کرکے کئی سو گنا قیمت بڑھا کر اس میں سے 80% mark up لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے لئے میں گزشتہ دنوں ایک بہت بڑی میٹنگ کر چکا ہوں اور فیڈرل گورنمنٹ کے تعاون سے ہم انشاء اللہ اس کوشش میں ہیں کہ صحیح قیمتوں کا تعین کرکے اس کی اصل قیمتوں کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو سکیں لیکن یہ پرائیویٹ سیکٹر ہے اور اس میں جو ہم کر سکتے ہیں اس کے لئے جب میں نے چارج لیا تو میں نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ جو ہمیں اس پر 25% تک concession ملتا تھا mark up ملتا تھا پرائیویٹ کمپنیوں سے محکمہ جو 40 ، 50 کروڑ کی دوائیاں لے کر زمینداروں کو فروخت کرتا تھا اور اس پر میں نے یہ آرڈر کیا کہ بجائے منافع کمانے کے ہم اپنے اخراجات کو پورا کرکے پانچ ، دس فیصد concessions زمینداروں کو pass on کریں گے اور اس دفعہ انشاء اللہ ہم ensure کریں گے کہ pesticides کے میدان میں نہ صرف ہم اعلیٰ کوالٹی کے کیڑے مار ادویات لوگوں کو مہیا کریں گے بلکہ ہم یہ بھی ensure کریں گے کہ 15% سے 22% تک کا جو concession ہے وہ زمیندار کو pesticides کے معاملے میں pass on کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور یہ بہت بڑا اقدام ہے۔

جپسم کے میدان میں ، میں عرض کروں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ سے لڑ کر ہم نے 360 روپے ٹن سے 160 روپے ٹن زمیندار کے لئے فروخت کریں گے تاکہ اس کی 200% قیمت subsidize کرکے زمیندار کو کم قیمت پر جپسم مہیا کریں گے۔ تاکہ جو ہماری water-logged areas ہیں ان سے بہتر فصلات مہیا کر سکیں۔ میں اس لئے عرض کروں گا کہ جو کچھ اس مختصر عرصے میں اپنی زراعت کی افادیت کو بڑھانے کے لئے جو تجاویز ہمارے سامنے آئی ہیں چاہے وہ میاں اسحاق صاحب کی طرف سے ہوں یا

میرے فاضل معزز پارلیمنٹیرین مخدوم زادہ صاحب کی طرف سے ہوں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس بارے میں ہماری جو تمام تر کوشش ہو گی کہ ان سے استفادہ کیا جائے اور جہاں ہمیں کوئی اچھی بات ملے . .

We will not feel shy, Sir. We will accept their recommendations.

اور ہم ان کو ساتھ لے کر اس بارے میں کوئی بہتر سے بہتر لائحہ عمل تیار کریں گے۔ اس لئے میں اس مختصر سے وقت میں چونکہ مجھے احساس ہے کہ آپ کے چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں کہ میں اس کو close کروں۔

جناب فضل حسین راہی : ہم تو سننے کے لئے تیار ہیں اگر ان کے پاس پوائنٹس ختم ہو گئے ہیں تو یہ رائے رزاق سے پوائنٹس لے سکتے ہیں۔ جناب سپیکر.... (قہقہے)

وزیر زراعت : جناب والا ! اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں بھی بھی اس بارے میں بول سکتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! میں وزیر خوراک سے یہ استدعا کروں گا...

وزیر زراعت : خوراک سے نہیں وزیر زراعت سے ..... (قہقہے)

سید طاہر احمد شاہ : جی وزیر زراعت سے I am sorry میں یہ درخواست کروں گا کہ انہوں نے میرے پوائنٹس کا ذکر کیا ہے۔ ازراہ کرم ان کی بھی وضاحت فرما دیں۔

وزیر زراعت : جی میں عرض کروں کہ میرے فاضل دوست نے اور باتوں کے علاوہ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ زمیندار کی تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا — جناب والا ! کے علم میں ہے کہ زمیندار کو ایک مخصوص حد تک محدود کرنے کے لئے آج تک تمام حکومتوں نے کوشش کی اور زمیندار کو اس کی زمین کے زرعی پیداواری یونٹ پر قرضہ ملتا تھا اور اس قرضہ کو وہ صرف زرعی مقصد کے لئے استعمال کر سکتا تھا۔ اب یہ اتنا بڑا موجودہ گورنمنٹ کا اقدام ہے اور اس کے لئے میں وزیر اعظم اور اس کے ساتھیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ہماری تجویز اور ہماری گذارش کو انہوں نے قبول کیا اور آج

پاکستان کی تاریخ میں اتنا قدم اٹھایا گیا ہے کہ زمیندار اپنی زمین کے محض مارکیٹ ریٹس پر قرضہ حاصل کرے گا وہ اس سے منفعتیں بھی لگا سکے گا۔ یہ اتنا بڑا قدم ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ آج تک کسی حکومت نے زمینداروں کے اس مطالبے کو قبول نہیں کیا۔ ان کی تمام تر تنقید سر آنکھوں پر لیکن میرے فاضل اراکین کے سامنے وہ مثبت پہلو، وہ اچھے نکات قابل تعریف باتیں جو ان کے سامنے ہونی چاہیں تھیں جن پر انہوں نے آج تک توجہ نہیں دی۔ اب میں اپنے فاضل بھائی سید طاہر شاہ صاحب کی یونیورسٹی کے متعلق باتوں کی طرف آتا ہوں۔ یہ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ تمام باتیں میرے نوٹس میں ہیں اور اس کی فائل میرے پاس آئی ہے۔ رات بھی میں نے اسے پڑھا ہے۔ کہ وائس چانسلر کے متعلق آپ کے الزامات ہمارے نوٹس میں ہیں۔ ہم ان کی پوری تحقیق کریں گے۔ اور انشاء اللہ آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ مناسب کارروائی کی جائے گی۔ ایک بات میں واضح کر دوں کہ جب وہ 1983 میں ریٹائر ہوئے تو اس کے بعد بطور وائس چانسلر چار سال کے لئے مقرر کیا گیا اور یہ میعاد 1987 میں ختم ہو رہی ہے۔ اور ہم اس کوشش میں ہیں کہ بہتر سے بہتر آدمی کی خدمات زرعی یونیورسٹی کے لئے حاصل کریں گے۔ اور جو ایسی باتیں نوٹس میں لائی گئی ہیں کہ انہوں نے داخلوں میں بد دیانتی کی یا اور باتیں۔ وہ ہمارے نوٹس میں آچکی ہیں۔ انشاء اللہ اس کی ہم تحقیقات کر رہے ہیں۔ جو بھی مناسب ہوا ہم اس کے لئے قدم اٹھائیں گے۔ اور اس کا علم بھی میرے فاضل دوست کو بھی ہو جائے گا۔ باقی جو ان کی طرف سے نکات آئے ہیں۔ میں نے وہ نوٹ کئے ہوئے ہیں۔ اب میں ان کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن میں یہ پہلے بھی یقین دہانی کرا چکا ہوں اور اب بھی کراتا ہوں کہ ہمارے وہ نوٹس میں ہیں اور انشاء اللہ ہم ان کو فوراً فوراً take up بھی کریں گے۔ اور جو مخدوم زادہ صاحب کی طرف سے تین تجاویز آئی ہیں ان پر مزید تفصیل سے بات کریں گے۔ ان میں سے جو بہتر تجاویز ہمارے پاس آئیں گی انشاء اللہ ہم ان کو اختیار کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کریں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی میں اپنے فاضل اراکین کا ہاؤس کا اور اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ویسے تو کافی لمبے چوڑے پوائنٹس تھے جن کا جواب دینا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں مختصر سی وضاحت کر دوں گا کہ کٹوتی کی تحاریک آپ نے صحیح

محنت کرکے تیار کیں۔ میں appreciate کرتا ہوں کہ آپ نے ان کو اجاگر کیا لیکن اب میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ کا مقصد پورا ہو چکا ہے اور آپ نے جو نکات اٹھائے ہیں ان کا ہم نے نوٹس لیا ہے، ان کو واپس لے لیا جائے تاکہ اصل ڈیمانڈز پر ووٹنگ ہو سکے۔ میں آپ کا مشکور ہوں بہت بہت مہربانی شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! ہم بخل سے کام نہیں لیتے۔ میں وزیر زراعت کو ان کی تقریر پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے اس تعاون کی یقین دہانی کو بھی کاشتکاروں کی بھلائی کے لئے صحیح سمجھتا ہوں۔ ہم ان کے ساتھ تعاون کریں گے۔ ہم ان کو تجاویز دیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑی اچھی تقریر کی ہے اور اچھے جوابات دیئے اور جو جوابات نہیں ملے وہ بھی مل جائیں گے۔ میں ان کو اپنے تعاون کا پورا یقین دلاتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب ہم ڈیمانڈ نمبر 18 پر کٹوتی کی تحریک کو لیتے ہیں۔ اس پر اب ووٹنگ ہوگی۔

مطالبہ نمبر 18

وزیر زراعت: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:-

"کہ ایک رقم جو چون کروڑ چوراسی لاکھ چھہتر ہزار نو سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ نمبر 9

وزیر خزانہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:-

"کہ رقم جو انسٹھ کروڑ سرسٹھ لاکھ چھہتر ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال

مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: (کٹ موشن نمبر 9 پیش کی گئی)

سید طاہر احمد شاہ: وزیر زراعت کی یقین دہانی کے بعد ہم اس کے حق میں ہیں۔ ہم اس ایوان میں ایک اچھا جذبہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تمام کٹوتی کی تحاریک آپ واپس لیتے ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: آپ کے لئے آسانی پیدا کرنے کے لئے ڈیمانڈ نمبر 18 پہ جو کٹوتی کی تحاریک ہیں وہ ہم ساری واپس لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے؟

It will be taken as withdrawn.

اب مطالبہ زر نمبر 18 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے کہ ایک رقم جو 54 کروڑ 84 لاکھ 76 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور ہوئی)

اب گلوٹین ہوگی اور ہم مطالبات زر پر ایک ایک کر کے رائے شماری کرائیں گے۔

(مطالبہ زر نمبر 20 پیش کیا گیا)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! بیگم صاحبہ کی ہمسائیگی کی وجہ سے میں جرات کر سکتا ہوں کہ میں اسے واپس نہ لوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

غلام حیدر وائیں: ہمسائیگی کا حق بہت اچھی طرح ادا ہوگیا ہے۔ شکریہ!

جناب فضل حسین راھی : جناب سپیکر! اینہاں دی آپس دی گفتگو دے نال معلوم ہوندا اے کچھ معاملات طے ہو گئے نیں۔

جناب سپیکر : (مطالبہ زر نمبر 20 پیش کیا گیا اور منظور ہوا)

جناب سپیکر : سوال یہ ہے :۔

کہ ایک رقم جو تیئس کروڑ ساٹھ لاکھ چودہ ہزار دو سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے ادا کی جائے جو مالی سال مختتمہ جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے طور پر بسلسلہ حیوانات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ڈیمانڈ نمبر 20 کے صفحہ 797 سے 799 پر جو مندرجات دئے گئے ہیں وہ حقیقت پر مبنی نہیں ہیں۔ بلکہ 1985-86 کے نیچے انہوں نے 1986-87 کے اندراجات کر دئے ہیں۔ کیا اسی صورت میں یہ مطالبہ زر منظور ہو گیا ہے؟ ذرا چیک کر لیں۔ صفحہ 797 تا 799۔ یہ مطالبہ ایوان نے منظور کر لیا ہے۔ کیا یہ اعداد و شمار اسی طرح رہیں گے؟ کیسے کریں گے۔ مجھے ذرا قانون بتا دیں۔

جناب سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 9 زیر غور ہے۔

جناب طاہر احمد شاہ : سر آپ نے رولنگ نہیں دی۔

وزیر زراعت : اس کو چیک کیا جا رہا ہے فگرز چیک کر رہے ہیں۔ آپ کے سامنے ابھی عرض کر دیتے ہیں۔ ابھی آگے چلتے ہیں۔ فگرز چیک کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر : دوٹنگ میں آپ یہ اعتراض نہیں لے سکتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس میں کسی قسم کی کوئی omission رہ جاتی ہے یا کوئی پرنٹنگ کی غلطی ہے تو laying of schedule اس لئے ہوتا ہے کہ اگر اس میں کسی قسم کی کوئی omission ہے یا کوئی غلطی ہے تو اس کو درست کر لیا جائے۔

جناب طاہر احمد شاہ : میں نے تو آپ سے صرف رولنگ چاہی تھی یا انفورمیشن چاہی تھی کہ چونکہ یہ مطالبہ زر ایوان نے منظور کر لیا ہے ، جس طریقے سے یہ پیش کیا گیا ہے یہ اسی صورت میں منظور ہو گا یا اس کی ترمیم کی جائے گی ؟

جناب سپیکر : یہ اسی صورت میں منظور ہو گیا ہے ، جیسے یہ پیش کیا گیا ہے۔

وزیر خزانہ : میں اس میں یہ گذارش کروں گا کہ ٹائپنگ اور پرنٹنگ کی غلطی ہے ، اس کی rectification کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر : جی ہاں ۔ یہی میں پہلے کہہ چکا ہوں۔

مطالبہ نمبر 9

جناب سپیکر : مطالبہ نمبر 9 زیر غور ہے ۔ سوال یہ ہے :-

"کہ ایک رقم جو کہ ایک ارب 59 کروڑ 67 لاکھ 75 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 15

جناب سپیکر : سوال یہ ہے :-

"کہ ایک رقم جو چار ارب اسی کروڑ بارہ لاکھ اکہتر ہزار نو سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 31

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:-
"کہ ایک رقم جو تینتالیس کروڑ چار لاکھ چھپن ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔"
میرے خیال میں فیصلہ نہ والوں کے حق میں ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب وزیر خزانہ: جو لوگ اس کے حق میں ہیں ان کو کھڑا کر کے گنتی دوبارہ کی جائے۔

جناب سپیکر: جو اس مطالبہ زر کے حق میں ہیں وہ اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

جناب وزیر خزانہ: جناب مخدوم زادہ صاحب خود بھی کھڑے ہو گئے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا ان سے کہیں کہ اتنی آہستہ تو نہ بولا کریں۔ پھر اٹھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں، اب جو اس کے مخالف ہیں وہ اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا آج پہلی مرتبہ جناب رائے رزاق صاحب اپنی نشست پر سے کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے مطالبہ زر منظور ہوا۔

مطالبہ نمبر ۱

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:-
"کہ ایک رقم جو تین لاکھ تراسی ہزار آٹھ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب

کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ افیون برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 2

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :-

"کہ ایک رقم جو پندرہ کروڑ اکتیس لاکھ تینتیس ہزار سات سو روپیہ سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :-

"کہ ایک رقم جو ایک کروڑ چھیانوے لاکھ اناسی ہزار دو سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صوبائی محصول آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 4

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :-

"کہ ایک رقم جو ایک کروڑ دو لاکھ اڑتالیس ہزار پانچ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ اسٹام برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 5

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :۔

"کہ ایک رقم جو اٹھارہ کروڑ انتالیس لاکھ اڑسٹھ ہزار دو سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 6

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :۔

"کہ ایک رقم جو اکیس لاکھ اٹھانوے ہزار چار سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۱

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:-

" کہ ایک رقم جو ایک کروڑ ترسیٹھ لاکھ آٹھ ہزار چھ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے طور پر بسلسلہ اخراجات بوجہ قوانین موٹر گاڑی بائے برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۸

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:-

" کہ ایک رقم جو تین کروڑ چونتیس لاکھ اکیس ہزار آٹھ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 11

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:-

" کہ ایک رقم جو گیارہ کروڑ چوہتر لاکھ اکیاون ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ عدل گستری برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 12

جناب سپیکر : سوال یہ ہے :۔
"کہ ایک رقم جو سولہ کروڑ اٹھائیس لاکھ پچیس ہزار سات سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے طور پر بسلسلہ جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 13

جناب سپیکر : سوال یہ ہے :۔
"کہ ایک رقم جو ایک ارب چالیس کروڑ انسٹھ لاکھ چون ہزار تین سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ پولیس برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 14

جناب سپیکر : سوال یہ ہے :۔
"کہ ایک رقم جو تینتیس لاکھ چونسٹھ ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 16

جناب سپیکر : سوال یہ ہے :-

"کہ ایک رقم جو ایک ارب ترپین کروڑ دو لاکھ پچپن ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 17

جناب سپیکر : سوال یہ ہے :-

"کہ ایک رقم جو پانچ کروڑ ستاون لاکھ نو ہزار چھ سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 19

جناب سپیکر : سوال یہ ہے :-

"کہ ایک رقم جو دو کروڑ ساٹھ لاکھ چورانوے ہزار آٹھ سو روپے سے متجاوز نہ ہو ، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 21

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :-
"کہ ایک رقم جو چھ کروڑ اناسی ہزار آٹھ سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 22

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :-
"کہ ایک رقم جو آٹھ کروڑ سڑسٹھ لاکھ انتالیس ہزار چار سو روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صنعت و حرفت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 23

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :-
"کہ ایک رقم جو سترہ کروڑ تہتر لاکھ بچانوے ہزار پانچ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : پوائنٹ آف آرڈر ....

جناب سپیکر : میں ایک چیز واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ووٹنگ کے دوران ڈسکشن کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی : اتنا اہم مسئلہ زیر غور ہے۔ ان وزراء صاحبان، مشیر صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو چاہیے، جو غیر آئینی تنخواہیں لے رہے ہیں، کہ یہ کورم پورا رکھیں۔ یہ اتنی اہم چیز ہے اور ہم اس کے لئے اتنے دن سے بیٹھے ہوئے ہیں اور اتنے دن اس پر لگ گئے ہیں۔ اس کے باوجود نتیجہ کوئی نہیں نکلا۔ صرف وزیر خزانہ کا بیٹھنا تو کافی نہیں۔

جناب سپیکر : گھنٹیاں بجائی جائیں ..... گھنٹیاں بجائی گئیں ..... گنتی کی جائے ..... گنتی کی گئی .... اب کورم پورا ہے۔

جناب طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں اس امر پر آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ اگر ایوان میں کورم پورا نہ ہو اور مطالبات زر کی منظوری دی جائے تو اس کی آئینی اور قانونی پوزیشن کیا ہوگی؟ دوسرے جناب والا! اگر ارکان اپنی اپنی مخصوص نشستوں پر تشریف نہ رکھتے ہوں اور وہ رائے شماری میں حصہ لیں تو اس کی آئینی اور قانونی پوزیشن کیا ہوگی۔ میں آپ سے اس نکتے کی رولنگ چاہوں گا۔

میرے پوائنٹ آؤٹ کرنے پر سرکاری ارکان اپنی اپنی پوزیشنیں ....

جناب سپیکر : اب میرے خیال میں آپ کو رولنگ کی ضرورت نہیں۔

جناب طاہر احمد شاہ : میں نے جو نکتہ اٹھایا ہے، اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر : کورم کے بارے میں یہ بڑی واضح بات ہے کہ جب بھی کورم نہ ہونے کا سوال اٹھایا جائے تو کارروائی روک دی جاتی ہے اور ارکان اسمبلی کی گنتی کی جاتی ہے۔ پھر اگر کورم نہ ہو تو گھنٹیاں بجائی جاتی ہیں اور کورم ہونے کی شکل میں دوبارہ کارروائی شروع ہو سکتی ہے۔ اگر کورم پھر بھی نہ ہو تو ایوان کو ملتوی کر دیا جاتا ہے۔ ہم بھی اس طریقہ کار کے مطابق عمل کر رہے

ہیں اور پھر خاص طور پر میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مطالبہ زر کی منظوری میں تو اگر کورم نہ ہو اور پوائنٹ نہ کیا جائے تو اپنی ذاتی رائے کے مطابق ان مطالبات زر کی منظوری حاصل کرنے کی بجائے میں ایوان کو adjourn کر دوں گا۔ جس وقت کورم ہو گا تو مطالبات زر کی منظوری ہونی چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! ویسے میں آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہوں گا کہ سرکاری اراکین اسمبلی کی بجٹ سازی میں دلچسپی کا آپ مشاہدہ کر رہے ہیں؟ وہ کتنی دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور اپنی کتنی آئینی و قانونی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وقت میں مزید آدھ گھنٹے کی توسیع کی جاتی ہے۔

مطالبہ نمبر 24

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :-

"کہ ایک رقم جو اٹھاون کروڑ چورانوے ہزار تین سو بیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 25

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :-

"کہ ایک رقم جو اڑتالیس کروڑ ستانوے لاکھ باون ہزار نو سو بیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون کے دوران صوبائی مجموعی

فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 26

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:۔

"کہ ایک رقم جو سولہ کروڑ چھ لاکھ پچپن ہزار ساٹھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعمیرات مکانات و عملی منصوبہ بندی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 27

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:۔

"کہ ایک رقم جو بہتر لاکھ بیس ہزار چھ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ امداد (عام) برداشت کریں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:۔

"کہ ایک رقم جو ستاسی کروڑ بیالیس لاکھ اٹھارہ ہزار پانچ سو روپے

سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ پیرانہ سالی و پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 29

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :۔

"کہ ایک رقم جو آٹھ کروڑ انیس لاکھ ساٹھ ہزار پانچ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ سامان تحریر و طباعت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 30

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :۔

"کہ ایک رقم جو ایک ارب اٹھائیس کروڑ بیس لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ سبسڈیز (زراعت) برداشت کرنے پڑیں گے۔"

تحریک منظور کی گئی

مطالبہ نمبر 32

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :۔

"کہ ایک رقم جو ایک کروڑ سنتیس لاکھ بائیس ہزار چھ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 33

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:۔

"کہ ایک رقم جو پانچ ارب باسٹھ کروڑ اکانوے لاکھ ترپن ہزار سات سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 34

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:۔

"کہ ایک رقم جو اڑتیس کروڑ چھیاسٹھ لاکھ چوالیس ہزار سات سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ میڈیکل سٹورز اور بیفر کے محکمہ کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 35

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :-
"کہ ایک رقم جو بارہ کروڑ روپیہ سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 36

جناب سپیکر: سوال یہ کہ :-
"کہ ایک رقم جو دو ارب چوالیس کروڑ نواسی لاکھ چھبیس ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 37

جناب سپیکر: سوال یہ ہے :-
"کہ ایک رقم جو چھبیس کروڑ ساٹھ لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 38

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:-

"کہ ایک رقم جو نو کروڑ بیس لاکھ باون ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 39

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:-

"کہ ایک رقم جو ایک کروڑ سڑسٹھ لاکھ باون ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صنعتی ترقی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 40

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:-

"کہ ایک رقم جو آٹھ کروڑ دس لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ شہری ترقی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 41

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:-
"کہ ایک رقم جو ایک ارب سنتیس کروڑ سڑسٹھ لاکھ اکسٹھ ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ شاہرات و پل برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 42

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:-
"کہ ایک رقم جو دو ارب دس کروڑ تیئیس لاکھ اٹھانوے ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 43

جناب سپیکر: سوال یہ ہے:-
"کہ ایک رقم جو انچاس لاکھ اکیاون ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ منصوبہ جات پولیس برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 44

جناب سپیکر : سوال یہ ہے :-

" کہ ایک رقم جو اکیاسی کروڑ چودہ لاکھ نوے ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ قرضہ جات برائے بلدیات پورٹ فنڈز وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر : جناب وزیر خزانہ کچھ ارشاد فرمائیں گے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ گذارش کروں گا کہ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے اراکین کا تہہ دل سے مشکور و ممنون ہوں ، جس تعاون اور جس جذبے کا انہوں نے اظہار فرمایا وہ قابل تحسین ہے ۔ جہاں بجٹ پر اس ایوان میں تنقید کی گئی ہے ۔ وہاں پر بہت اچھی اچھی تجاویز بھی سامنے آئی ہیں ۔ ہماری کوشش ہوگی کہ انشاء اللہ آئندہ سال کا بجٹ مرتب کرتے وقت ان تجاویز کو مدنظر رکھا جائے ۔ اس کے بعد جناب والا یہ ایک بہت بڑا بجٹ ہے اسے خرچ کرتے ہوئے ہمیں انتہائی احتیاط سے کام لینا ہوگا ، یہ ہمارے پاس قوم کی امانت ہے اور ہماری یہ کوشش ہوگی کہ کیونکہ یہ بجٹ ہم نے عوام کے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے بنایا تھا ۔ ہماری یہ بھرپور کوشش ہوگی کہ ان کے ثمرات ، اس کے مفادات اس صوبے کے عوام تک پوری طرح سے پہنچ سکیں ۔ آخر میں میں ایک مرتبہ پھر اپنے بھائیوں کے تعاون کا دل سے مشکور ہوں ، اور میں جناب والا آپ کا بھی مشکور ہوں ۔ آپ نے بھی تعاون فرمایا ہے ۔ اور توقع کرتا ہوں کہ جناب یہ شفقت فرمائیں گے اور میرے بھائی ہم سے تعاون فرماتے رہیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر : اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بروز جمعرات مورخہ 5 جون 1986 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات ۵ جون ۱۹۸۶ء

پنج شنبہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

جلد ۶ ۔ شمارہ ۱۸

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات ۵ جون ۱۹۸۶ء

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۴۹

مسئلہ استحقاق ۔

پرائیویٹ ڈیریز پر ضروری ہیڈ لیبنشنز اور پرائیویٹ ہیز پر اہم بحث ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۵۰

ریمونٹ مونہ ڈپو کی حدود میں افسران کے وزرا اور ایم پی اے کے خلاف ہتک آمیز کلمات ۱۴۵۳

ممبران اسمبلی کے خلاف توہین آمیز الفاظ کا استعمال ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۶۱

اراکین اسمبلی کی رخصت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۷۱

علامہ احمد سعید کاظمی کے بیٹے فاتحہ خوانی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۷۲

منظور شدہ خراجات کا گوشوارہ بابت سال ۸۷-۱۹۸۶ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۷۴

مسودات قانون ۔

پنجاب فنانس بل ۱۹۸۶ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۷۴

مسودہ قانون مالیات مصدرہ ۱۹۸۶ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۹۹

مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ ۱۹۸۶ء ۔ ۔ ۔ ۱۵۰۳

ریمونٹ مونا ڈپو اور سٹڈ فارم پیر دین آباد کے مزارعین سے ناروا سلوک ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۵۰۷

چاول کی فصل پر فضائی سپرے کا انتظام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۵۰۹

اراکین قومی اسمبلی کی طرح اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کو ہوائی سفر کی سہولیات کی فراہمی ۱۵۱۰

سی ایم ایچ بہاولپور میں متعلقہ سٹاف کی مریضوں سے عدم توجہی اور لاپرواہی ۔ ۔ ۱۵۱۶

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

جمعرات 5 جون 1986
پنج شنبہ - 26 رمضان المبارک 1406

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ 1
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ
لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ
اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ٭ وقفة
وَاغْفِرْ لَنَا ٭ وقفة وَارْحَمْنَا ٭ وقفة اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

س بقرہ نمبر ۲ ایات ۲۸۵ - ۲۸۶

رسول اس کتاب پر جو ان کے پروردگار نے ان پر نازل کی ہے ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والے بھی سب کے سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اس کے پیغمبروں میں کچھ فرق نہیں کرتے ہیں اور وہ اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے تیرا حکم سنا اور قبول کیا اے ہمارے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اچھے کام کرے گا تو اس کو اس کا فائدہ ملے گا برے کرے گا تو اس کا نقصان اس کو پہنچے گا۔ اے ہمارے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چوک سے کوئی غلط کام ہو گیا ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور پروردگار ہمارے گناہوں کو درگزر فرمانا اور ہمیں بخش دینا۔ اور ہم پر رحم فرمانا۔ تو ہی ہمارا مالک اور ہمیں کافروں پر غلبہ عطا فرمانا۔

وما علینا الا البلاغ

مسئلہ استحقاق

پرائیویٹ ڈیز پر ضروری ریز ولیشنز اور پرائیویٹ بلز پر اہم بحث

جناب سپیکر: حاجی محمد بوٹا صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 32 ۔

حاجی محمد بوٹا: حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ چونکہ پرائیویٹ ڈیز جو 27-5-86 تھا اور اب 3-6-86 کو ہے اس کی بجائے مورخہ 7-6-86 اور 8-6-85 پرائیویٹ ڈیز مقرر فرمائے گئے تھے۔ اب پتہ چلا ہے کہ اجلاس مورخہ 5-6-86 کو ملتوی ہو رہا ہے چونکہ پرائیویٹ ڈیز پر بڑے ضروری ریزولیشنز اور پرائیویٹ بلز اور دیگر اہم بحث ہونی ہوتی ہیں اور اس دن کے لئے ہمارا استحقاق بھی ہے۔ ان دنوں کے ملتوی ہونے سے ہم ممبران کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس پر غور فرمایا جائے اور مورخہ 3-6-86 کو پرائیویٹ ڈے ہی رہنے دیا جائے۔ اس دن رپورٹ کمیٹی برائے استحقاق بابت تحریک استحقاق نمبر 4 پر بھی غور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر! سابقہ اجلاس دے وچ اک تحریک استحقاق نمبر 4 جیہڑی پیش کیتی سی اودی hearing ساڈی استحقاق کمیٹی نے بڑی محنت نال کیتی۔ بڑی اونہاں جدوجہد کیتی۔ لیکن ہویا ایہہ کہ کسے آدمی نے اک پہلوان توں پچھیا کہ یار تیری کل کشتی سی کی ہویا او آندا اے کہ میں بڑا رگڑیا رگڑیا بڑے بالے کڈے میں اودیاں لتاں بن ذنیاں میں یہ کیتا وہ کیتا۔ او آندا یار ہویا کی کہندا ہونا کی سی فیر میں ڈھہ گیا (قہقہے) نے ساڈے نال جناب ایہہ ہویا کہ کسے طریقے نال اینہاں اودے وچ کروڑاں روپیہ دا واداکاٹا کڈیا۔ اسے دے وچ لکھیا کہ دوناں ممبراں نو علاوہ سارے ہاؤس دا استحقاق مجروح ہویا۔ لیکن اخیر تے اسے لکھدے نے کہ اسے دی کارروائی جیہڑی اسے او اینہاں نے محکمانہ کمیٹی دے سپرد کیتی جا دے۔ اسے تے ہون ساڈیاں دارڑھیاں دوسرے دے

ہتھل دے وچ بھیڑاں والی گل اے باقی کسر کوئی نئیں رہ گئی۔ جناب سپیکر! اسلا اچھا ہو کے جے اے کارروائی محکمے نے کرنی سی تے سانوں اے کم کرن دی لوڑ کی سی۔ اسے بڑی زیادتی اے۔ میں سارے ہاؤس دے جیہڑے سمجھدار ممبر نے اوہناں نوں اپیل کراں گا کہ ایس مسئلے دے وچ ساڈی حمایت کرن تے کم از کم ایدے وچ اے ترمیم کیتی جاوے کہ محکمانہ کارروائی نہ ہووے بلکہ چیف منسٹر دی جیہڑی ٹیم اے او کارروائی کرے۔ او ایدی انکوائری کرے۔ سانوں دوناں گلاں نوں ایدے وچ شامل کیتا جاوے۔ اسے مہربانی کرکے ترمیم کیتی جائے۔ ورنہ تحریک استحقاق پیش کرنے دا کوئی فائدہ نئیں۔ ایس طرح تے اسیں ملتان جا کے منہ دکھان جوگے نئیں ہیگے۔ ایم۔ ڈی۔ اے۔ والے کہن گے کہ تساں کیتا کی اے سجی۔ تے ساڈے نال بڑی زیادتی ہوئی اے ساڈے نال بڑا ظلم ہویا اے تے سارے ہاؤس نال بڑا ظلم ہویا اے یا اے فیصلہ نہ دیندے کہ ایناں دا استحقاق مجروح نئیں ہویا۔ جدوں کہہ دتا کہ ایناں دا استحقاق مجروح ہویا اے تے ایدی سزا یا ہاؤس مقرر کرے یا فیر جناب ایدے واسطے چیف منسٹر دی ٹیم مقرر کیتی جائے۔ شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خاں کھوکھر): جناب والا! چوہدری صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے اور وہ رپورٹ کمیٹی کے سپرد ہوئی اور کمیٹی نے رپورٹ پیش کر دی ہے۔ اس میں ہمارا کچھ نہیں ہوا۔ انہوں نے آخر میں یہ بات کر دی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں؟ کرپشن ہوئی ہے وہ ایک علیحدہ چیز ہے وہ اس کا علیحدہ کیس رجسٹرڈ کروائیں یا جو مرضی کروائیں لیکن اس میں کمیٹی والوں نے یہ دیکھنا تھا کہ آیا ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ غلط بیانی اس میں ہوئی ہے یا نہیں۔ انہوں نے یہ رپورٹ کر دی ہے کہ اگر کرپشن ہوئی ہے تو اس کی علیحدہ کارروائی کی جائے۔ اب یہ ملتان منہ دکھانے کے قابل رہتے ہیں یا نہیں اس میں استحقاق کا کیا تعلق ہے؟

حاجی محمد بوٹا: لکھا ہوا ہے کہ استحقاق مجروح ہوا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ یہ زیر بحث تحریک استحقاق کے بارے میں بات نہیں کی گئی۔ جناب پارلیمنٹری سیکرٹری ہاؤسنگ نے پہلے سے پیش کردہ تحریک استحقاق کے بارے میں بات کی ہے زیر بحث تحریک استحقاق دوسری نوعیت

کی ہے۔ جو حاجی صاحب نے پڑھ دی ہے اور اس پر بات بھی کی ہے۔ اس کے متعلق جناب وزیر قانون صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں مکتۂ وضاحت پر ایک مختصر سا بیان دوں؟

جناب سپیکر: جی یہ تحریک استحقاق زیر بحث ہے اس کے دوران میں آپ کو اجازت نہیں دے سکتا۔

سید طاہر احمد شاہ: عالیجاہ! چونکہ پارلیمانی سیکرٹری نے تحریک استحقاق نمبر 4 کے بارے میں جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب یہ میرا نکتۂ استحقاق بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جناب میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

Please take your seat.

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر یہ زیادتی ......

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون (راجہ خلیق اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے تحت میں نے قائد ایوان سے اسمبلی کا اجلاس extend کرنے کی بات کی تھی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب Will you kindly withdraw your comments?

سید طاہر احمد شاہ: I withdraw my comments.

وزیر قانون: تو انہوں نے فرمایا تھا کہ موجودہ حالات میں یہ ممکن نہیں کہ عید کے بعد تک یہ سیشن لے جایا جائے۔ چونکہ موسم برسات شروع ہو چکا ہے اور وہ ممبران جو ان کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے بھی اس بات کو oppose کیا تھا لیکن ساتھ ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ انشاءاللہ اجلاس میں جو غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے اس کو properly compensate کر دیا جائے گا۔ تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ رپورٹ جس کے متعلق یہ بات کر رہے ہیں انشاءاللہ آئندہ سیشن میں زیر بحث لائی جائے گی۔ اس طرح ان کا استحقاق کسی طرح بھی مجروح نہیں ہونے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جناب حاجی صاحب آپ کیا خیال فرمائیں گے۔ کیا آپ اس پر اصرار کرتے ہیں یا نہیں؟

حاجی محمد بوٹا: اسی کر کی سکدے آں۔ مہربانی تہاڈی۔ میں ایدے اتے زور نئیں دیندا۔ ایناں دے کہن دے مطابق میں ایدے اتے پریس نئیں کردا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ریمونٹ مونہ ڈپو کی حدود میں وزرأ اور ایم پی اے کے خلاف افسران کے ہتک آمیز کلمات

جناب سپیکر: جناب حاجی محمد افضل چن صاحب۔

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر! حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ضلع گجرات کے ریمونٹ مونہ ڈپو کی حدود میں چند افسران نے وہاں کے مکین مزارعین پر مظالم کئے اور مزارعین کے حقوق غصب کئے تھے جس کے بعد میری استدعا پر پنجاب کے دو وزراء جناب سردار محمد عارف اور جناب غلام محمد نور ربانی کھر صاحب وہاں موقعہ پر تشریف لے گئے اور وہاں کے افسران سے کہا کہ وہ مزارعین سے افہام و تفہیم سے کام لے کر قانونی دائرے میں رہتے ہوئے سلوک کریں اور غریب مزارعین پر مظالم نہ ڈھائے جائیں مگر افسوس یہ ہے کہ بعد ازاں متعلقہ افسران نے نہ صرف لوگوں پر پہلے سے زیادہ مظالم ڈھائے بلکہ دھمکی دی کہ وہ ان کے ممبر صوبائی اسمبلی محمد افضل چن اور دونوں وزراء کو بھی درست کر دیں گے اور ہتک آمیز باتیں کیں اور سنگین نتائج کی دھمکی دی جس سے میرا اور دونوں وزراء صاحبان کا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ اس واقعہ سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کر کے ضروری کارروائی فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

رانا پھول محمد خان: جناب میں بھی اس کی تائید کرنا چاہتا ہوں۔

حاجی محمد افضل چن : جناب سب سے پہلے میری بات یہ ہے کہ ......

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ! رانا پھول محمد خان صاحب کس قانون اور قاعدے کے تحت اس کی تائید کرنا چاہتے ہیں ؟

حاجی محمد افضل چن : جناب ظلم کو ہر آدمی جس کے اندر کچھ ضمیر اور غیرت ہوگی انشاء اللہ face کرے گا ۔

سید طاہر احمد شاہ : وہ تو ہم بھی face کریں گے ۔

حاجی محمد افضل چن : سر میری گذارش ہے کہ 31 دسمبر 1985 کو ہمارے وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے ٹی ۔ وی پر بھی اعلان کیا تھا اور ساری قوم سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ مارشل لاء ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا ہے ۔ لیکن میرے حلقہ نمبر 35 میں اب بھی ریمونٹ ڈپو میں سراسر مارشل لاء نافذ ہے ۔ جہاں ظلم کی انتہاء ہو چکی ہے میں نے وہی ظلم یہاں آکر بیان کیا ہے ۔ پہلے ڈی سی صاحب کو حکم دیا گیا کہ وہاں جائیں اور جا کر کرنل صاحب سے کہیں کہ وہ سیڈ فقیریاں پر تمام مظلوم مزارعین کو بھیجیں اور خود بھی آئیں۔ لیکن کرنل صاحب نے ان کے حکم کی کوئی پرواہ نہ کی ۔ صرف میجر بھیجا اور خود وہیں بیٹھا رہا ۔ اور کہا کہ اگر کوئی آدمی جائے گا ہم ان سے زمین لے لیں گے ۔ چند آدمی جو زیادہ مظلوم تھے وہ ڈر کر ہمارے پاس آگئے اور انہوں نے دونوں وزراء صاحبان کو آکر ساری داستان سنائی ۔ جناب سب سے پہلے بات یہ ہے کہ ساڑھے بارہ بارہ ایکڑ زمین فی آدمی وہاں موجود ہے ۔ جس میں سے 6 ایکڑ وہ جناب خود کاشت کرتے ہیں اور باقی گورنمنٹ کو دے دیتے ہیں ۔ ان کے کاشت کرنے کے لئے 6 ایکڑ زمین ہوتی ہے جس وقت وہ اس میں بیج بو دیتے ہیں تو اس کے بعد کوئی آسمانی آفت آجاتی ہے ، چندرا ہو جاتا ہے یا وہ فصل نہیں اگتی تو وہ دوسری دفعہ اس میں بیج نہیں بو سکتے ۔ چاہے سال نہ بوئیں دو سال نہ بوئیں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں سب سے بڑی زیادتی ہے کہ ہمارے ملک میں زیادہ تر جو غریب لوگ ہیں ان کا زیادہ تر ذریعہ معاش مال مویشی ہیں ۔ یہ انہوں نے قانون نافذ کیا ہوا ہے کہ پانچ جانوروں سے زیادہ نہیں رکھ سکتے ۔ پانچ جانور بھی یہ ہیں ۔ دو بیل ، ایک بھینس اور ایک گائے اور اس کا ایک بچہ ۔ اگر دوسرا بچہ کوئی گائے یا بھینس دیتی ہے تو یا تو وہ اس کو راتوں رات ذبح کریں گے اور اگر وہ صبح تک رہا تو

110 روپے جرمانہ کیا جائے گا۔ اور وہ گائے بھینس بھی باہر نکالی جائے گی۔ جناب 1400 سال پہلے یہ دستور عربوں میں تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو یہ جہالت اور اندھیرا دور ہوگیا۔ جناب عالی 1400 سال بعد ہمارے ری مونٹ مونا ڈپو وہی جہالت اور وہی اندھیرا اب بھی ہے۔ جناب والا! تیسری بات میں یہ کروں گا کہ ان کی اپنی فصل جو انہوں نے گورنمنٹ کو دینی ہوتی ہے اور فصل کو صاف کرنے کے لئے جو مشینیں لاتے ہیں اس کے داخلہ کے لئے پہلے سو روپے فیس دیتے ہیں اور سو روپیہ اخراج دیتے ہیں۔ دو سو روپیہ زیادتی سے ہر مزارعہ سے لیتے ہیں۔ اور چوتھی بات میری یہ ہے کہ ان کے پاس جو چارہ ہوتا ہے وہ پہلے کاٹ کر دیتے تھے اور گورنمنٹ خود اس کو اٹھاتی تھی لیکن اب انہوں نے چھ سات سال سے یہ کر دیا ہے کہ وہ جو چارہ کاٹ کر رکھتے تھے اس کے لئے انہوں نے کہا کہ باربرداری بھی جس پر کہ پانچ چھ سو روپیہ خرچ آتا ہے وہ تم خود برداشت کرو۔

جناب والا! پورے ری مونٹ مونا ڈپو میں جتنے افسران کے گھر ہیں وہ جگمگا رہے ہیں۔ وہاں بارہ تیرہ دیہاتوں میں نہ بجلی ہے، نہ سڑک اور نہ ہی پرائمری سکول ہے۔ جبکہ گورنمنٹ نے چھ سات ارب روپیہ تعلیم پر خرچ کرنے کے لئے رکھا ہے۔ خدا جانے وہ کونسی تعلیم ہوگی یا وہ تعلیم کہاں دیں گے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب آپ کا استحقاق جو مجروح ہوا ہے اس پہ بات کریں۔

چوہدری محمد افضل چن: جناب میں ادھر ہی آتا ہوں۔ جناب والا میں ساری ظلم کی داستان سناؤں گا اس کے بعد ادھر آؤں گا۔ جو میرا استحقاق مجروح ہوا ہے وہ یہ ہے کہ 31/30 تاریخ کو ایک شخص غلام احمد نامی جو فارم نمبر 5 میں ہے۔ اس کو پکڑ کر لے گئے۔ انہوں نے ایک سولیہ لتر بنایا ہوا ہے جس میں سکہ بھرا ہوا ہے۔ انہوں نے غلام محمد کو لتروں سے پیٹا پھر اس کے بعد کہا کہ اب بلاؤ اپنے بندوں کو اور دونوں وزراء کو تمہیں ہم زمین کا مالک بناتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح نہیں ہوا یہ ساری قوم کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ وہ کونسا معاشرہ اور مذہب ہے۔ ہم آئے دن کہتے ہیں "مسلم لیگ" لا الہ الا اللہ، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔

مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ۔ یہاں مسلم لیگ ہے اور مسلم لیگ کے ہوتے ہوئے اتنا ظلم ہو تو اس سے زیادہ استحقاق اور کیا مجروح ہوگا۔ جبکہ ہمارے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں "ہر ظالم کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا" میرا علاقہ یا تو پاکستان میں نہیں یا ان کی آنکھوں سے اوجھل ہے وہاں ظلم کو کیوں نہیں روکا جا رہا۔ وہاں تو ظالموں کے ہاتھ نہیں کاٹے جا رہے۔ یہ اپنی کوئی ٹیم بھیجیں۔ یہ سامنے وزراء صاحبان بیٹھے ہیں اگر میری بات میں کوئی جھوٹ ہو۔

جناب والا! ہمارا اسلام یہ نہیں سکھاتا۔ ان لوگوں نے اسلام کے مفہوم کو بدل دیا۔ سوائے روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ۔ اسلام کا بالکل یہ مفہوم نہیں۔ اسلام کا مفہوم ہے کہ رزق حلال اور جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا اور ہر ظالم سے جہاد کرنا۔ اسلام یہ ہے آپ نمازیں پڑھیں، روزے رکھیں، داڑھیاں رکھیں اگر کوئی میرے ساتھ ظلم کر رہا ہے اور آپ کو معلوم تک نہ ہو اسلام یہ ہرگز نہیں کہتا۔ آپ پہلے دیکھ لیں کہ کتنے اسلامی ممالک ہیں اور ہم اپنا قبلہ اول تک نہیں لے سکے اس کی کیا وجہ ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارے سینوں میں رزق حلال نہیں۔ ہم نے کبھی اس طرف دھیان نہیں دیا۔ جناب اس سے زیادہ اور کیا استحقاق مجروح ہو سکتا ہے۔ کہ وہاں بالکل غریب لوگ ہیں اور وہاں صبح سے شام تک تقریباً پندرہ ہزار مزدور کام کرتے ہیں۔ وہ صبح سے شام تک ان سے بیگار لیتے ہیں اور کوئی معاوضہ نہیں دیتے۔ جناب والا جب وہ روتے ہیں تو میرے خیال میں میرا دل بھی روتا ہے

جناب والا میں اپنے ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے استدعا کروں گا کہ ان کو اپنے بھائی سمجھتے ہوئے ان ظالموں کے ہاتھ کاٹتے نہیں کم از کم روکو تو سہی۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

سردار محمد عارف۔ جناب سپیکر! فلموں میں اور ٹی۔وی پہ جاگیرداری ظلم ہوتے ہوئے دیکھتے تھے تو یہ سوچتے تھے کہ یہ ٹی وی پہ یا سینماؤں پہ جو کچھ دکھاتے ہیں یہ سب بکواس ہوتا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے وہاں موناڈپو پہ جاکر جاگیردارانہ ظلم دیکھا۔ جناب والا وہاں جاکر ایسا معلوم ہوا کہ ہم پاکستان کے کسی حصے میں نہیں بلکہ جزائر انڈیمان میں پہنچے ہوئے ہیں۔ جناب والا آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ وہاں پر چھ دیہات موناڈپو کے ہیں اور چھ دیہات میں پرائمری سکول تک نہیں۔

دہاں گاؤں میں بجلی موجود ہے۔ آرمی کے آفیسرز تو بجلی استعمال کر سکتے ہیں لیکن مزارعین بجلی بھی استعمال نہیں کر سکتے۔ جناب والا انہوں نے ہر مزارعے کو ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی دی ہوئی ہے۔ اس میں سے پانچ ایکڑ اراضی مزارع کاشت کر سکتا ہے اور سات ایکڑ پر انہیں ڈپو کے لئے چارہ کاشت کرنا پڑتا ہے۔ تو وہ پانچ ایکڑ اراضی جو مزارعین اپنے لئے کاشت کر سکتے ہیں اس میں ڈیڑھ ایکڑ گندم، ایک ایکڑ کپاس اور دو ایکڑ چارہ۔ اگر کوئی موسمی خرابی کی وجہ سے یا آسمانی آفات کی وجہ سے وہ فصل خراب ہو جائے تو انہیں دوبارہ فصل کاشت کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ سات ایکڑ اراضی پر جو وہ چارہ کاشت کرتے ہیں اس میں سے کچھ تو ان کا اپنا ہوتا ہے اور کچھ کاٹ کر انہیں مونا ڈپو پہنچانا پڑتا ہے جو چار چار، پانچ پانچ میل کا فاصلہ طے کر کے لے جانا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ مزارعین سے اتنی سخت بیگار لی جاتی ہے کہ آپ سن کر حیران ہو جائیں گے۔ وہاں پر جتنی سڑکیں ہیں ان پر یا اور کوئی سا کام بھی ہو وہ مزارعین کو ہی کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے جو وہاں حالات دیکھے اور انہوں نے بتائے وہ یہ تھے کہ اگر وہ لوگ وہاں پر بیگار پر نہیں جاتے تو انہیں پیٹا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ حاجی صاحب نے بتایا انہوں نے سولہ انچ کا لتر بنایا ہوا ہے اور وہ ان پر استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ جس گندم اور جنٹی کی thrashing کی جاتی ہے جو گورنمنٹ کے لئے ہوتی ہے اس کے لئے مزارع کو تھریشر باہر سے لانا پڑتا ہے اور جب تھریشر مونا ڈپو کے اندر آتا ہے تو سو روپے اس پر ٹیکس لگتا ہے۔ جب وہ باہر جاتا ہے تو سو روپیہ پھر ٹیکس لگتا ہے۔ کام تو وہ گورنمنٹ کا کرتے ہیں لیکن لیبر کی تنخواہ بھی وہ اپنی جیب سے ادا کرتے۔

وزیر قانون : یہ معاملہ وفاقی حکومت کا ہے۔

سردار محمد عارف : جناب والا یہ ایک انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے۔ اگر یہ میرے اختیار میں ہوتا تو اسی وقت ان پر ایکشن لیتا۔ یہ معاملہ ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے اور میں ہاؤس سے التجا کروں گا کہ اس معاملہ کو یہاں سے منظور کر کے اس کی کاپی وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم پاکستان اور صدر پاکستان کو بھیجی جائے کہ وہاں پر ہونے والے مظالم کو فوراً ختم کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس کے ساتھ میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ وہاں کے چھ دیہات کے لئے تعلیم کا فوری طور پر بندوبست کیا جائے اور بجلی بھی دیہات

کے عام لوگوں کو دی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : ملک محمد عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر) : سر میں یہ گذارش کروں گا کہ اسی طرح کی تحریک استحقاق میں نے بھی دی ہوئی ہے اور ابھی وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ وفاق کا معاملہ ہے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت کی زمین ہے میرے حلقے میں بھی اس طرح کے چار پانچ گاؤں ہیں جہاں ظلم ہوئے ہیں اگر اجازت ہو تو میں بھی بیان کر دوں اور ان کو میں بتا دوں کہ پہلے انہوں نے حقوق مزارعت دئے ہوئے ہیں۔ مارشل لاء کے دور میں وہ عدالت میں جا کر ان کو بیدخل کرتے تھے اب وہ جس کو چاہیں نکال دیں اور جس کو چاہیں بے دخل کر دیں۔ اور ان کی فصل پہ قبضہ کر لیں۔ میں بھی منسٹر صاحب کو وہاں لے کر گیا تھا اور وہاں جا کر ان کو ساری چیزیں دکھائی تھیں۔

جناب سپیکر : وہ آپ کی تحریک استحقاق اگلی ہے اس پہ بات کریں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر : تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ صوبائی حکومت کی زمین ہے۔

جناب سپیکر : ملک صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر Procedural Matter پہ ہوتا ہے، کہیں ہاؤس کو conduct کرنے میں کہیں Procedure صحیح adopt کرنے میں غلطی ہو رہی ہو تو اس پہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے۔ میں پھر دوبارہ یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ اب آپ میں سے جو صاحبان بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہیں گے، پہلے وہ یہ بتائیں گے کہ پروسیجر میٹر میں کس جگہ غلطی واقع ہوئی ہے اس کی نشاندہی کریں گے پھر میں ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دوں گا۔ جناب لاء منسٹر صاحب اس پہ کچھ فرمانا چاہیں گے۔

جناب وزیر قانون : جناب والا جو میرے معزز رکن نے یا میرے عزت مآب وزیر نے یہ ظلم کی داستان بیان کی ہے اس پہ تو میں کوئی تبصرہ نہیں کروں گا میں تو صرف قانونی تبصرہ کرنا چاہتا ہوں۔ نہ جانے یہ معاملہ کتنے سالہا سال سے چلا آ رہا ہے۔ یہ کوئی recent occurrence نہیں جس کے مطابق یہ بات نہ بن سکے۔ یہ داستان ہم پہلے بھی سن چکے ہیں اور یہ داستان

اب بھی سنا رہے ہیں لہذا قانونی طور پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ۔ دوسری بات جناب یہ کہ This is under Federal Government ان کی اپنی شرائط ہیں ان کے اپنے رولز ہیں کوئی بھی ان میں مداخلت نہیں کر سکتا تو میں آپ کے سامنے آرٹیکل 97 کا حوالہ دیتا ہوں ۔

Article 97. Sujbect to the Constitution, the executive authority of the Federation shall extend to the matters with respect to which Majlis-e-Shoora (Parliament) has power to make laws, including exercise of rights, authority and jurisdiction in and in relation to areas outside Pakistan :

Provided that the said authority shall not, save as expressly provided in the Constitution or in any law made by Majlis-e-Shoora (Parliament), extend in any Province to a matter with respect to which the Provincial Assembly has also power to make laws.

تو یہ entire jurisdiction فیڈرل گورنمنٹ کی ہے اس کے لئے جیسے انہوں نے داستانیں بیان کی ہیں ان کا صرف ایک راستہ ہے کہ یہ ایک قرارداد کی صورت میں وفاقی حکومت کو move کرتے کہ ان تکالیف کو رفع کیا جائے ۔ لہذا recent occurrence نہیں اور یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے لہذا یہ اس اسمبلی کو استحقاق نہیں پہنچتا کہ اس پر وہ بات کریں ۔

جناب سپیکر : سردار صاحب آپ وہاں تشریف لے گئے تھے اور آپ نے محسوس بھی کیا کہ یہ معاملہ وفاقی حکومت کا ہے اس لئے آپ اس پر کوئی اقدام نہیں کر سکے ۔ ورنہ اگر آپ کے دائرہ اختیار یا صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہوتا تو آپ یقیناً وہاں پر کوئی اقدام کرتے ، تو اس سلسلے میں آپ اب کیا تجویز کرتے ہیں ۔

وزیر سیاحت و ثقافت (سردار عارف رشید) جناب والا : میں اس سلسلے میں یہ تجویز کروں گا کہ تحریک استحقاق کو ختم کر کے ایک قرارداد دی جائے اور قرارداد دے کر وہاں کے حالات لکھ کر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب ، جناب وزیر اعظم پاکستان اور جناب صدر پاکستان کو اپنی سفارشات کے ساتھ بھیجا جائے ۔

جناب وزیر قانون : جناب والا اگر مجھے اجازت ہو تو میں اس میں تھوڑی سی

ترمیم کر دوں۔ کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے جو حالات کا جائزہ لیکر رپورٹ ایوان کو پیش کرے اور ہاؤس اس کے مطابق لائحہ عمل تیار کرے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب آپ اس پہ اتفاق کرتے ہیں کہ یہ معاملہ وفاقی حکومت کا ہے، سردار صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے، اگر یہ بات صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہوتی تو یقیناً وہاں کوئی اقدامات کرتے، اب ایک ہی صورت ہے کہ قرارداد پیش کی جائے اس سلسلے میں آپ دو تین صاحبان بیٹھ کر ایک قرارداد کا مسودہ تیار کریں چونکہ یہ بہت ہی اہمیت کا معاملہ ہے جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں اور ہاؤس بھی اس سے اتفاق کرتا ہے، ہم یہ قرارداد ہاؤس میں پیش کر سکتے ہیں اگر ہاؤس اس کی اجازت دے دے تو یہ معاملہ صوبائی اسمبلی کی سفارشات کے ساتھ وفاقی حکومت کے پاس چلا جائے گا۔ اور اس پر یقیناً اقدامات ہوں گے۔

چوہدری محمد افضل چن: جناب والا! یہ قرارداد کب پیش کی جائے گی؟

جناب سپیکر: آپ قرارداد کا مسودہ تیار کر دیں اس کو آج ہی زیر کارروائی لایا جا سکتا ہے۔

چوہدری محمد افضل چن: جناب مہربانی۔

جناب سپیکر: کیا پھر آپ اپنی تحریک استحقاق پر اصرار نہیں کرتے؟

چوہدری محمد افضل چن: ٹھیک ہے جناب پھر میں اس پر اصرار نہیں کروں گا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا میں کچھ گزارش کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی کس سلسلے میں؟

رانا پھول محمد خان: جناب والا نے جو کچھ فرمایا ہے اس کی دو صورتیں بن جاتی ہیں، جب اس سے پہلے ایک ذمہ دار پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے آپ کے سامنے یہ گزارش کی کہ سابقہ وزیر مال چوہدری محمد اقبال صاحب نے اوکاڑہ ضلع کے معاملات میں مداخلت کر کے اس معاملے کو درست کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں ملک محمد عباس کھوکھر صاحب کی طرف سے ایک تحریک استحقاق ہے جسے ہم ابھی زیر کارروائی لاتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا میری گذارش ان کی تحریک استحقاق سے نہیں میری گذارش یہ ہے کہ جب انہوں نے وہاں پر کچھ کام کیا ہے، کچھ احکام صادر کئے ہیں، سابقہ وزیر مال صاحب نے اس پر عملدرآمد کروایا ہے تو پھر مرکز کو بھیجنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی ہے۔ پہلے میری رائے بھی یہی تھی کہ مرکز کو بھیجا جائے لیکن وزیر مال صاحب نے بھی فرمایا کہ مرکز کو بھیجا جائے انہوں نے کوئی قانون دیکھا ہوگا اب اگر پہلے مرکز کو بھیجیں گے تو اوکاڑے والوں کو اس کا نقصان پہنچے گا کہ صوبائی وزیر مال صاحب اس مسئلے کو حل نہیں کر سکتے، یہ قانونی نکتہ الجھن میں پڑ جائے گا۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں اور فکر نہ کریں یہ قانونی نکتہ ہم ابھی اٹھاتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا اس کی ہم قرارداد بھیجیں گے جب ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہو۔

جناب سپیکر : رانا صاحب میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ آپ تشریف رکھیں ملک صاحب اس معاملے پر کاروائی کر رہے ہیں۔ ملک عباس صاحب قبل اسکے کہ آپ اس کو پیش کریں حاجی صاحب کے ساتھ اس قرارداد کا مسودہ تیار کرنے میں کون صاحب شامل ہونا چاہیں گے۔ ایک محمد اعظم چیمہ صاحب ہو گئے ایک اور صاحب ہو جائیں۔ ایسے کرتے ہیں یہ معاملہ محکمہ مال سے متعلقہ ہے۔ وزیر مال صاحب۔ چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب اور حاجی محمد افضل چن صاحب یہ تینوں صاحبان قرارداد کا مسودہ تیار کریں۔

وزیر مال : جناب والا اس میں وزیر قانون کو بھی شامل کر لیں۔

جناب سپیکر : وہ شامل نہیں ہونا چاہتے۔ آپ اس میں شامل ہو جائیں آپ اس کو ٹھیک کر لیں گے۔ چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب آپ کے ساتھ ہیں۔

ممبران اسمبلی کے خلاف توھین آمیز الفاظ کا استعمال *

جناب سپیکر : ملک محمد عباس کھوکھر۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر : جناب سپیکر! حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ہمارے حلقہ جات نمبران پی پی 214 پی پی 215 میں ملٹری فارم پروین آباد۔ بلما ئین گنج وغیرہ میں مزارعین پر بے حد ظلم اور تشدد کیا جا رہا ہے۔ ان کو بلا جواز زبردستی سینہ زوری سے خلاف قانون بیدخل کیا جا رہا ہے۔ کاشتہ فصلات سے محروم کیا جا رہا ہے۔ جسمانی اور روحانی ایذا پہنچائی جا رہی ہے۔ اس اسلامی جمہوریہ میں غیر قانونی غیر اسلامی بے زمین بے گھر بے مالک مزارعین پر ظلم کیا جانا تشویش کا باعث ہے۔ جب حکام متعلقہ سے رابطہ پیدا کیا گیا اور ان کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ ہم ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب ہیں اور ان مظلوم مزارعین کے متعلق بات کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے نہ صرف بات کرنے سے انکار کیا بلکہ یہ توہین آمیز الفاظ استعمال کئے کہ ممبران صوبائی اسمبلی کو ہم کیا جانتے ہیں جو کرنا ہے کر لیں۔ ان کے اس رویہ سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ بحث کے لئے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس سلسلہ میں میں یہ گذارش کروں گا جب سے میں ممبر صوبائی اسمبلی منتخب ہو کر آیا۔ میں یہ معاملہ وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں لایا۔ انہوں نے ہمارے ڈپٹی کمشنر کو ٹیلیفون پر حکم دیا کہ آپ موقع پر جا کر دیکھیں انہوں نے اے۔سی کی ڈیوٹی لگائی۔ اے۔سی صاحب موقع پر گئے۔ انہوں نے جا کر مزارعین کی حالت دیکھی اور واپس آ کر انہوں نے رپورٹ کی کہ میں اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ کر آیا ہوں کہ مزارعین کے چارے کو وہ لوگ پسند نہیں کرتے ان پہ ٹریکٹر چلائے گئے ہیں اور ان کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے رپورٹ کی کہ کرنل صاحب کے خلاف کیس رجسٹر ہونا چاہیے۔ رپورٹ ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس آئی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب وہاں دوبارہ خود تشریف لے گئے اور مجھے بھی وہاں ساتھ لے گئے۔ ان کی موجودگی میں کرنل صاحب نے میرے ساتھ بدتمیزی کی۔ اس کی انہوں نے رپورٹ کی۔ اس کے بعد میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو پھر درخواست دی اور کہا کہ کچھ سدباب نہیں ہو رہا۔ کرنل صاحب نے اس سے زیادہ زیادتیاں کرنی شروع کر دی ہیں۔ پھر وزیر مال صاحب کی انہوں نے ڈیوٹی لگائی۔ یہ موقع پر گئے انہوں نے خود دیکھا اور

مزارعوں نے ان کو تبلایا کہ ہمارے ساتھ یہ یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ انہوں نے یہاں آکر رپورٹ لکھ کر وزیر اعلیٰ صاحب کو بھیجی اور انہوں نے وہ رپورٹ اوپر مرکز کو بھجوائی۔ اس کے بعد جو کچھ مزارعوں کے ساتھ ہوا ہے وہ نہ سننے والی بات ہے اور نہ برداشت کرنے والی بات ہے۔ انہوں نے ان کو گالیاں دیں ان کو مار کر زمینوں سے ان کو بے دخل کر دیا۔ ابھی انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے یہ زمین صوبائی حکومت کی ہے۔ صوبائی حکومت نے ان کو کچھ شرائط پر پٹے پر دی ہوئی ہے۔ اب ان کی وہ شرائط بھی پوری نہیں ہو رہی ہیں۔ مثلاً وہاں گھوڑے پالتے تھے۔ گائیں پالتے تھے خچر رکھتے تھے۔ اب وہاں نہ کوئی خچر ہے نہ گھوڑا اور نہ گائے ہے۔ صرف ان کو اپنی فصل چاہیے اور مزارعوں پر وہ ظلم کرتے ہیں۔ وہاں ایک گاؤں میں مزارعوں کے مکان گرا دئیے گئے۔ ان پر ٹریکٹر پھیر دئیے گئے اور ملبہ اٹھا کر زمین کو کاشت کر دیا گیا۔ مزارعین عدالت میں گئے۔ عدالت نے ان کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ بعد ازاں وہ چیف منسٹر صاحب کے پیش بھی ہوئے جب وہ شوگر مل میں تشریف لے گئے۔ وہاں انہوں نے بھی حکم دیا۔ انکوائری ہوئی اور انکوائری والوں نے رپورٹ دی کہ زیادتی اور ظلم ہو رہا ہے۔ پہلے مزارعین کو بے دخل کرنے کے لئے ایک طریقہ اور ایک ضابطہ تھا۔ وہ عدالت میں جاتے تھے اور ملٹری والے بھی عدالت میں جاتے تھے کہ یہ مزارع ہمارا ٹھیک کام نہیں کر رہا۔ اگر عدالت ان کو بے دخل کر دیتی تھی تو وہ بے دخل ہوتے تھے۔ اگر نہیں کرتی تھی تو بیدخل نہیں ہوتے تھے۔ ایسے ہزاروں کیس وہاں پیش ہوئے ہیں۔ اب انہوں نے مارشل لاء کے دوران اپنا ہی قانون بنا لیا ہے۔ نہ کسی عدالت میں ان کو جانے دیتے ہیں نہ ان کی بیدخلی کے لئے عدالت میں کیس کرتے ہیں مارشل لا ریگولیشن 115 اسی لئے بنا ہوا ہے ان کو حقوق مزارعیت پہلے ملے ہوئے ہیں۔ جھنگ میں بھی وہ مزارع ہیں پچاس سال سے وہاں بیٹھے ہیں۔ انہوں نے وہاں جنگل کو آباد کیا اور فارم بنائے۔ اس وقت سے وہ قانونی طور پر مزارع ہیں لیکن ان کے ساتھ قانونی برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ ان کو بے دخل اپنی مرضی اور سینہ زوری سے کیا جاتا ہے۔ اپنی شرائط کے مطابق ان سے باتیں منوائی جاتی ہیں۔ ان کا سب کا سب غلہ اٹھا کر گودام میں لے جاتے ہیں۔ جب مرضی ہو تو ان کو تھوڑا بہت حصہ دیتے ہیں۔ ورنہ ان کے ذمہ قرضے بنائے ہوئے ہوتے ہیں وہ اس میں سے کاٹ لیتے ہیں۔

جناب والا! اب عدالت نے بھی فیصلہ کر دیا ہے اور اس عدالت کے فیصلہ پر بھی عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ میں یہ گذارش کروں گا اس معاملہ کو انسانی حقوق کے تحت اٹھائیں۔ آخر وہ بھی یہاں رہتے ہیں۔ انگریز نے بھی اپنے زمانے میں فرنگی نے بھی یہاں سو سال حکومت کی۔ اس نے بھی یہاں اپنے آپ کو قانون سے بالاتر نہیں رکھا۔ یہ لوگ پتہ نہیں اپنے آپ کو قانون سے بالاتر کیوں رکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ پاکستان کے رہنے والے نہیں۔ ان کے یہاں کوئی حقوق نہیں۔ ہم اتھارٹی کو ساتھ لے کر دکھا چکے ہیں۔ اے۔سی نے یہ رپورٹ کی کہ کرنل صاحب کے خلاف پرچہ رجسٹرڈ ہونا چاہیے۔ وہ رجسٹرڈ نہیں ہوا۔ میں کہتا ہوں وہ مزارع ہیں ان کو حقوق مزارعیت دئیے جائیں۔ ان کے ساتھ مزارعوں جیسا سلوک کیا جائے۔ اگر وہ کام صحیح نہیں کرتے تو عدالت سے ان کو بے دخل کرایا جائے۔ اور بیدخل کیا جائے۔ یہ تو نہیں کہ جب چاہیں ان کے مکان گرا دئیے جائیں۔ جب چاہیں ان کو بے دخل کر دیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب یہ بات آپ کی درست ہے اس وقت breach of privilege کی بات کریں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: جناب سپیکر! میں نے گذارش کی ہے وہاں ڈی۔سی موجود تھے اے۔سی موجود تھے۔ وہاں کرنل صاحب نے میرے ساتھ بدتمیزی کی۔ میرا استحقاق مجروح کیا۔ اس نے کہا ہم کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ بات ساری کی ساری رپورٹ میں لکھی ہوئی ہے۔ ڈی۔سی نے جو رپورٹ کی ہے اس میں یہ بات درج ہے۔ میرا استحقاق مجروح ہوا اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ اس کو بحث کے لئے پیش کیا جائے۔ یہ اسی طرح کا معاملہ ہے جیسے پہلے طاہر صاحب نے آپ کو پیش کیا ہے۔ اس میں میں تھوڑی سی گذارش ضرور کروں گا کہ یہ زمین صوبائی گورنمنٹ کی ہے۔ پہلی جمہوری حکومت نے انہیں مزارع قرار دیا ہے۔ اگر ہم یہی چاہتے ہیں تو ان کو حقوق مزارعیت دئیے جائیں۔ ان کے ساتھ مزارعوں جیسا سلوک کیا جائے۔ یہ ہماری گورنمنٹ بھی کر سکتی ہے اس کے متعلق سنٹرل گورنمنٹ کو لکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔

جناب سپیکر: اس میں جناب وزیر قانون صاحب نے جو کہا ہے کہ یہ فیڈرل

گورنمنٹ کا معاملہ ہے ۔ ہم قرارداد کی شکل میں ان کی توجہ اس طرف مبذول کروائیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر : جناب والا میں یہ گذارش کروں گا کہ وزیر مال صاحب یہ ریکارڈ لائے ہوئے ہیں وہی دیکھ لیں اگر وہ مزارع نہیں تو ان کے خلاف جو مرضی ہو کریں۔

جناب سپیکر : وزیر مال صاحب بھی یہی فرما رہے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا معاملہ ہے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر : میں نے کہا ہے کہ آپ ریکارڈ منگوا لیں کئی کیسوں میں انہوں نے ان کے خلاف عدالتوں میں کیس کئے ۔ اب زبردستی وہ کیوں کرتے ہیں ۔ میں یہ کیس پیش کر سکتا ہوں ۔

وزیر کالونیز : (چوہدری محمد ارشد خان) جناب سپیکر !

جناب سپیکر : آپ اس پر کچھ روشنی ڈالنا چاہیں گے ؟

وزیر کالونیز : میں اسی بارے میں عرض کرنا چاہوں گا ۔

جناب سپیکر : تو یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا بلکہ اس پر آپ روشنی ڈالیں گے ۔

وزیر کالونیز : جناب والا جو تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے اگر اس کو فنی اور قانونی طور پر دیکھا جائے تو اس کے نتائج تو کچھ اور ہوں گے ۔ اگر اس کو اخلاقی طور پر انسانی بنیادوں پر دیکھا جائے تو یہ ایک ظلم کی انتہاء ہے جیسے ملک صاحب نے یہاں کہا ہے ۔ لیکن جناب والا بات یہ ہے میں ذاتی طور پر محسوس کر رہا ہوں کہ محکمہ کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا ۔ ابھی اس میں صحیح پتہ نہیں کہ یہ زمین گورنمنٹ کی ہے ۔ یہ معاملہ پنجاب گورنمنٹ کا ہے یا سنٹرل گورنمنٹ کا ہے ۔ اس جواب کے آنے پر ہمیں یہ پتہ لگ سکتا ہے کہ یہ زمین کس کی ہے ۔ اگر اپنے طور پر پنجاب گورنمنٹ کچھ کر سکتی ہو گی ۔ تو ہم ضرور کریں گے ۔۔ اگر کوئی مرکز کا معاملہ ہے تو پھر قرارداد کی شکل میں پاس کر کے وفاق کو جا سکتی ہے ۔ ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس زمین کی کیا نوعیت ہے ۔ اگر وہ گورنمنٹ کی زمین ہے اور وہ پٹہ پر دی ہوئی ہے تو پھر پٹہ کی قیود و شرائط کو وہ violate نہیں کر سکتے ۔ پھر اس میں آپ مداخلت کر سکتے ہیں ۔ اس

میں میری گذارش ہے کہ محکمہ کا جواب موصول ہونے تک اسکا انتظار کیا جائے تو مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر : میں جناب چوہدری محمد اقبال صاحب، وزیر آبپاشی سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ وہ بطور وزیر مال کے وہاں تشریف لے گئے اور انہوں نے حالات دیکھے۔

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : رانا پھول محمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کے لئے بے چین ہیں۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا میں یہ گذارش کروں گا کہ قانون یہ کہتا ہے کہ اگر وہ زمین صوبائی حکومت کی ملکیت بھی ہے اور اس کو فوج نے لیز پر لیا ہے تو اس لیز کے مزارع پنجاب حکومت کے مزارع نہیں کہلائیں گے وہ مرکزی حکومت کے اور محکمہ دفاع کے مزارع کہلائیں گے۔ قانون مزارعیت میں وہ مزارعین آتے ہیں جو مالکان کے ہوں یا صوبائی زمینوں پر قابض ہوں۔ اگر محکمہ دفاع کے پاس کوئی اراضی ہے۔ انہوں نے اپنا الگ قانون بنایا ہوا ہے کہ ہم اس شرط پر اس شخص کو زمین دیتے ہیں۔ ان شرائط کی خلاف ورزی کرنے پر صوبائی حکومت کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اس میں کوئی دخل اندازی کر سکے۔ اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ جناب ملک محمد عباس صاحب کی تحریک استحقاق کو بھی شامل کر لیا جائے حاجی صاحب کے ساتھ ان کی طرف سے ایک قرارداد آ جائے اور وہ مرکزی حکومت کو بھیجی جائے۔ جیسا کہ وزیر مال نے بھی فرمایا تھا کہ قرارداد وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی بھیجی جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب تو اس ایوان کے قائد ہیں۔ انہیں قرارداد نہیں بھیجی جا سکتی، وہ تو ان کی طرف سے، ان کے ایوان کی طرف سے جائے گی۔ صرف مرکزی حکومت کو بھیجیں۔ اس میں صوبائی حکومت کو اختیار نہیں۔ نہ وہ صوبائی حکومت کی زمین ہے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب آپ کی طرف سے بات ہو گئی ہے۔

رانا پھول محمد خان : صوبائی حکومت اپنے حقوق مرکز کو منتقل کر چکی ہے جتنے سال کے لئے۔

جناب سپیکر : بہت شکریہ۔ لیکن آپ کی وضاحت کے لئے میں عرض کر دوں کہ یہ ہرگز پوائنٹ آف آرڈر نہیں جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مخدوم صاحب کچھ فرما رہے ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جو آپ نے منسٹر صاحب کو .Point of advice
بتایا تھا، میں سمجھا یہ flat پر جائیں گے۔ تو وہ flat انہوں نے زیادہ لگا دیا۔

چوہدری نعیم حسین چٹھہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : پوائنٹ آف آف آرڈر کی میں نے وضاحت کر دی ہے۔

چوہدری نعیم حسین چٹھہ : جی بالکل ! جناب والا، آپ نے جس طریق کار کی نشان دہی کی ہے کہ اختیار کرنا چاہیے مجھے اس پر تھوڑا سا اختلاف ہے۔ جیسا کہ حاجی حسن صاحب اور ملک صاحب نے داستان سنائی تو میں سمجھتا ہوں کہ جب وہ خطے پنجاب کے اندر واقع ہیں اور پاکستان کے کسی بھی شہری کو آئین کے مطابق بنیادی حقوق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ صوبائی حکومت کی ملکیت ہے جو انہوں نے مرکزی حکومت یا ملٹری کو کچھ شرائط پر پٹے پر دے رکھی ہو گی۔ لیکن اس کے مکینوں کو، شہریوں کو کسی prevalent law کے تحت کسی بھی حقوق سے محروم نہیں رکھا جا سکتا۔ وہاں کوئی جنگل کا قانون لاگو نہیں ہو سکتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کی کچھ شرائط زمینداری یا پٹے داری کے متعلق ہو سکتی ہیں۔ لیکن ان کے انسانی اور بنیادی حقوق انہیں دیئے جانے مناسب ہیں۔ اور یہ کسی صورت قرین قیاس نہیں کہ ایک سٹیٹ کے اندر ایک اور سٹیٹ بنا دی جائے۔

This is against the Constitution.

This is against the basic rights of the citizens, therefore, ...
یہ پروسیجر غلط ہے کہ administratively پنجاب گورنمنٹ کو اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔ میری گذارش کے مطابق یہ ضروری ہو گا کہ حکومت پنجاب کے ارباب اختیار، ممکن ہے ان واقعات سے پوری طرح آگاہ نہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ ان کے دائرہ اختیار میں ہے اور اس کو صحیح کرنا، یا ان کو Relief دینا یا ان کو بنیادی حقوق سے آشنا کرنا یا بہرہ ور کرنا ان کے بنیادی فرائض میں شامل ہے اور اس میں کسی قسم کی مرکزی یا ملٹری کی کوئی الگ گورنمنٹ اس میں حائل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اس کی تفصیل کے مطابق ہماری حکومت پنجاب ہی کو چاہیے کہ ان کے حقوق کی بازیابی کے لئے ان کے حقوق ان کو واپس لوٹائے جائیں اور صحیح طریق کار پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر : جناب وزیر آبپاشی ۔

وزیر آبپاشی : جناب سپیکر ! ملک عباس صاحب کی شکایت پر میں وہاں اوکاڑہ کے فارم پر گیا تھا ۔ جناب والا ! اس کی صحیح صورت حال یہ ہے کہ یہ زمین صوبائی حکومت کی ملکیت ہے لیکن فیڈرل گورنمنٹ کی ایجنسی آرمی نے اس کو پٹہ پر لیا ہوا ہے ۔ گورنمنٹ کی پٹہ داری صرف آرمی کے ساتھ ہے ۔ وہاں کسی پرائیویٹ آدمی کے ساتھ کوئی پٹہ داری نہیں کوئی معاہدہ نہیں ۔ جناب والا ! اس سے آگے گذارش یہ ہے کہ انہوں نے آگے اپنا ایک ad hoc arrangement کیا ہوا ہے ۔ وہاں میں نے ان کا ایک پٹہ پڑھا تھا ۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ انہوں نے اپنا ایک پٹہ بنایا ہوا ہے جس میں ان کی کچھ اپنی شرائط ہیں ۔ ان شرائط کے مطابق یہ مزارعین ہیں ۔ انہوں نے ہمیں دستخط کر کے دئے ہوئے ہیں ۔ اور یہ شرائط انہوں نے قبول کی ہیں ۔

جناب سپیکر : یہ زمین صوبائی حکومت کی ہے یا آرمی کی ہے ؟

وزیر آبپاشی : یہ صوبائی حکومت کی زمین ہے ۔ آرمی نے پٹہ پر لی ہوئی ہے ۔ اور گورنمنٹ کی لیز صرف آرمی کے ساتھ ہے ۔ اس کا کسی پرائیویٹ آدمی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔ انہوں نے اپنا ایک انتظام کیا ہوا ہے کہ جو مزارع ان کی ان شرائط پر جو انہوں نے خود عاید کی ہوئی ہیں ، جس کو sub tenant کہتے ہیں اس حساب سے انہوں نے ایک پٹہ بنایا ہوا ہے ۔ جس میں مختلف قسم کی کچھ شرائط ہیں ۔ ان کے مطابق انہوں نے وہ شرائط قبول کی ہوئی ہیں ۔ ان شرائط کے مطابق وہ مزارعین وہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ جہاں تک ملک صاحب نے فرمایا ہے ، اس کے مطابق میں وہاں خود گیا تھا ، وہاں کرنل صاحب کو بلایا ، مزارعین کو بلایا ۔ مختلف الخیال مزارع تھے ۔ کچھ حضرات ان کے حق میں بول رہے تھے کہ ہمیں کوئی تکلیف نہیں ۔ ہم یہاں اپنی مرضی سے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ کچھ حضرات نے چند ایک تکالیف کی نشان دہی کی کہ ہمیں یہ تنگ کرتے ہیں ۔ ہمارے ساتھ بدسلوکی ہو رہی ہے ۔ ہم سے حصہ زیادہ وصول کیا جا رہا ہے ۔ ہمیں کچھ شکایات ہیں ۔ وہ ساری شکایت میں نے نوٹ کیں ۔ ملک صاحب موجود تھے اس کے بعد میں نے رپورٹ کی ۔ ملک صاحب بضد تھے کہ یہ معاملہ حل ہونا چاہیے ۔ میں نے وہ رپورٹ وزیر اعلیٰ صاحب کو بھیجی ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر یہ تجویز کیا کہ آپ جی ۔ ایچ ۔ کیو کو لکھیں کہ وہ کرنل جو ان مزارعین کو دباتا اور تنگ

کرتا ہے اس سے باز آجائے یا اس کو شفٹ کر دیا جائے۔ تو میں نے وہ رپورٹ جی ایچ کیو کو بھیجی تھی کہ اس آدمی کو یہاں سے شفٹ کر دیا جائے جو یہاں مصیبت پیدا کرتا ہے۔ اس کا یہی حل ہے کہ اس کو یہاں سے تبدیل کر دیں اور کوئی موزوں آدمی یہاں بھیجیں جو ان مزارعین کو تنگ نہ کرے۔ اور چھوٹی موٹی شکایات دور ہو سکیں۔ جناب والا! یہ وہاں کے حالات ہیں جو میں نے گوش گزار کر دئیے ہیں۔

ملک محمد عباس خاں کھوکھر: جناب والا! گذارش یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی عرض کی ہے اور میں اس کو دہرانا چاہتا ہوں کہ پہلی حکومت نے، جمہوری حکومت نے ان کو مزارع قرار دیا تھا۔ اور کسی نے اس کو واپس نہیں لیا ان کے ساتھ مزارعوں جیسا سلوک پہلے ہوتا رہا ہے۔ لیکن مارشل لاء کے دوران انہوں نے اپنا ایک نیا پٹہ بنا لیا جو وزیر مال صاحب نے پڑھا ہے۔ ان شرائط کو آپ بھی یہاں منگوا کر پڑھ لیں کوئی آدمی ان پر پورا اتر ہی نہیں سکتا۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ ان شرائط کے مطابق جب ہم چاہیں، جس کو چاہیں نکال دیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ پہلے ریکارڈ میں بھی مزارع ہیں اور حکومت نے ان کو مزارع declare کیا ہوا ہے۔ جس کو بعد میں کسی نے قانونی طور پر منسوخ نہیں کیا۔

وزیر آبپاشی: میں تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں۔ اس کی جو قانونی حیثیت ملک صاحب فرما رہے ہیں، اس سلسلے میں میں گذارش کروں گا کہ مزارعین نے اپنا کیس ہائی کورٹ تک لڑا لیکن ہائی کورٹ نے بھی ان کے خلاف فیصلہ دیا اور ہائی کورٹ نے ان کو مزارع declare نہیں کیا۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ عدالت کا دوبارہ ان کے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے کہ وہ مزارع ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں صورت یہ ہے کہ جہاں تک ان تحریکوں کا تعلق ہے، ان کی admissibility کا تعلق ہے۔ فنی اعتبار سے تحریک استحقاق کے کسی معیار پر یہ دونوں پوری نہیں اترتیں۔ چونکہ یہ معاملہ ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے اور معزز اراکین یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ بڑی زیادتی کا معاملہ ہے، اور یہ زیادتی پنجاب میں ہو رہی ہے تو میری بھی یہ خواہش ہے کہ ان لوگوں کی شکایات اور تکالیف کا ازالہ ہونا چاہیے اور اس

کا کوئی نہ کوئی ایسا راستہ نکلنا چاہیے جس سے یہ معاملات حل ہو جائیں اور ان لوگوں کو انصاف مل جائے۔ اس لئے آپ مجھے یہ بتائیں کہ پہلی تحریک استحقاق میں آپ فیصلہ کر چکے ہیں کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا معاملہ ہے اور ہم صرف قرارداد move کر سکتے ہیں۔ ملک محمد عباس صاحب! چونکہ اس معاملے میں کچھ زیادہ جانتے ہوں گے۔ کیا آپ مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور اس کا کیا حل ہے؟

ملک محمد عباس خان کھوکھر: میں نے پہلے جو عرض کیا ہے کہ وزیر مال صاحب کو کہیں کہ قرارداد میں بے شک ہمیں بھی شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: تو پھر یہ بات طے ہو گئی۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: میں اس میں یہ گذارش کروں گا کہ وزیر مال صاحب کی ڈیوٹی لگائیں کہ میں نے جو گزارشات کی ہیں، ان کی پڑتال کریں کہ وہ ریکارڈ میں پہلے سے ہی مزارع ہیں۔ اور ان کے ساتھ پہلے اسی طرح مزارعوں کا سلوک ہوتا رہا ہے اب یہ کیوں بدل دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: وزیر مال صاحب اپنے طور پر ان معاملات سے ہمدردی رکھتے ہیں جیساکہ انہوں نے پہلے حاجی چن صاحب کی تحریک استحقاق پر اظہار کیا ہے۔ انہیں directions دینے کی بھی ضرورت نہیں۔ وہ ذاتی طور پر اس معاملے کی تحقیقات کریں گے۔ مجھے امید ہے۔ اب آپ اس قرارداد میں شامل ہو جائیں اور ان دونوں قراردادوں کو آپ یکجا کر کے یہاں لے آئیں۔

رانا پھول محمد خان: قانونی نکتہ! ہمارے سامنے ایسے معاملات آتے ہیں۔ میں گذارش کر دوں کہ پٹہ دار کے تابع جو مزارع کاشت کرتا ہے وہ مزارع تصور نہیں کیا جا سکتا۔ پٹہ دار کو مزارع تصور کیا جا سکتا ہے لیکن پٹہ دار کا مزارع Tenants Act کے تحت مزارع در مزارع تصور نہیں کیا جا سکتا، اس لئے اس قرارداد میں یہ استدعا کی جائے کہ ان کو مزارع بھی تصور کیا جائے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: جو تحریک استحقاق میں نے پیش کی ہے، اس کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے؟

جناب سپیکر: اس وقت یہ بات طے ہو گئی ہے کہ اس کو آپ پریس نہیں کرتے ہیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: ٹھیک ہے۔ میں اس کو پریس نہیں کرتا اگر یہ بات ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ قرارداد کی drafting میں ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی

جناب خضر حیات

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست، جناب خضر حیات صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 24-5-86 کو بیمار تھا جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکتا تھا۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد عبداللہ ورک

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چوہدری محمد عبداللہ ورک صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 31 مئی بروز ہفتہ بوجہ میٹنگ ضلع کونسل گوجرانوالہ اسمبلی سے غیر حاضر تھا۔ میری چھٹی منظور کی جائے،

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری ظفر اللہ چیمہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری ظفر اللہ چیمہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 31-5-86 کو بوجہ میٹنگ ضلع کونسل گوجرانوالہ اسمبلی کے اجلاس سے غیر حاضر رہا۔ لہذا میری رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے نور احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رائے نور احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ میں بوجہ علالت مورخہ 21-5-86 تا 5-6-86 تک اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ ازراہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

علامہ احمد سعید کاظمی کے لئے فاتحہ خوانی

مولانا غیاث الدین : جناب سپیکر کل شام تقریباً ساڑھے سات بجے تحریک پاکستان کے عظیم کارکن ممتاز عالم دین مفسر قرآن علامہ احمد سعید کاظمی ملتانی اس عالم فانی سے عالم بقا کی طرف قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئے ہیں میری آپ کی وساطت سے ارکان اسمبلی سے التماس ہے۔ کہ اس عظیم سانحہ پر تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر ! ابھی تک ان کو دفن نہیں کیا اس لئے فاتحہ

خوانی نہیں ہو سکتی۔

مولانا محمد غیاث الدین : رانا صاحب فاتحہ خوانی کے لئے دفن ہونا ضروری نہیں ہے فوتیدگی ضروری ہے۔

رانا پھول محمد خان : فاتحہ خوانی دفن کرنے کے بعد کی جا سکتی ہے۔ دعا کی جا سکتی ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین : جناب یہ شرعی مسئلہ ہے۔ فاتحہ خوانی کی جا سکتی ہے۔ وہ تو ہم آپ کے لئے بھی کر سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان : جناب میں اس کو چیلنج کرتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین : چیلنج تو اس کو کریں جب آپ شریعت کا مسئلہ جانتے ہیں۔ دعائے استغفار زندگی میں بھی کی جا سکتی ہے۔ اور موت کے بعد بھی کی جا سکتی ہے دعا تو آپ کے لئے بھی کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے گناہ معاف فرمائے آپ کی بخشش فرمائے۔

جناب سپیکر : آپس میں گفتگو مت کریں۔ رانا صاحب تشریف رکھیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار : جناب سپیکر! یہ بحث کا مسئلہ نہیں وہ اتنے بڑے عالم دین ہیں یہ اسمبلی ان کے لئے اظہار افسوس کرتی ہے۔ اور ان کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتی ہے۔

جناب سپیکر : تو آپ کیا تجویز کرتے ہیں ؟

چوہدری محمد صدیق سالار : ان کی وفات پر یہ اسمبلی افسوس کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ انہیں جنت فردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے گھر والوں سے ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

جناب سپیکر : دعائے مغفرت کے لئے آپ تحریک نہیں کرتے۔

چوہدری محمد صدیق سالار : جناب سپیکر! یہ تو شرعی مسئلہ ہے۔ اگر وہ دفن نہیں ہوئے دفن ہونے کے بعد ہم سب اپنے اپنے گھروں میں جا کر دعائے مغفرت کر دیں گے۔

جناب سپیکر : مولانا محمد غیاث الدین کی طرف سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اس سلسلے میں ہاؤس مولانا مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے

اوران کے لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

چوہدری عبدالحمید : جناب سپیکر میں نے کل ایک قرارداد پیش کی تھی جو انسانی ہمدردی سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ واقعہ ہر آدمی کے ساتھ پیش آسکتا ہے براہ مہربانی اسے منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر : وزیر خزانہ صاحب۔

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 1986-87

Minister for Finance : Mr. Speaker Sir, I lay on the Table of the House the Schedule of Authorised Expenditure for 1986-87.

Mr. Speaker : The Schedule of Authorised Expenditure for 1986-87, has been laid on the Table of the House.

پنجاب فنانس بل 1986

Mr. Speaker : Now, we take the Punjab Finance Bill, 1986. Minister for Finance to move.

Minister for Finance : Sir. I move :—

"That the Punjab Finance Bill, 1986 be taken into consideration at once.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

"That the Punjab Finance Bill, 1986 be taken into consideration at once.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Opposed.

Syed Tahir Ahmad Shah : Opposed.

Mian Muhammad Ishaque : Opposed.

Mr. Fazal Hussain Rahi : Opposed.

Ch. Muhammad Rafique : Opposed.

Mr. Usman Pirzada : Opposed.

Mian Riaz Hashmat Junjua : Opposed.

جناب سپیکر : آپ نے oppose کیا ہے ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جی میں نے oppose کیا ہے ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے ۔

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر ! میں نے بھی oppose کیا ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ! آپ اس سلسلے میں رولنگ نہیں سننا چاہیے ؟

جناب سپیکر : جی ۔ سمجھ نہیں آرہی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا Procedure کے متعلق Rulings آپ سننا چاہیں گے ؟

جناب سپیکر : آپ اس پہ جو کہنا چاہتے ہیں فرمائیے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے مخدوم زادہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ بات لمبی کرنے کی بجائے تھوڑا سا اختصار فرمائیں تاکہ یہاں اذانیں دے کر خاموش نہ کرانا پڑے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ! اب میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ / لاء منسٹر کے Parliamentary Procedure کے سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور ساتھ یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ اس بارے میں ایک نئی ہسٹری create ہوئی ہے اور جو پارلیمنٹری پروسیجر سے آپنے اس ایوان میں convention lay گئے ہیں اس میں پنجاب کے leading role لیا ہے اور آپ قابل مبارکباد ہیں ۔ ان کے بل کی سیکنڈ ریڈنگ کے لئے میز پارلیمنٹری پریکٹس ان کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں اس کے بعد یہ مجھ سے اپیل کرنا چاہیں تو میں کچھ cooperation کروں گا ۔

Page 837. Second Reading.

On the second reading of the Finance Bill, However, a general review of national finance is normally permitted.

On the other hand, in session 1928-29, when the proposals of the budget were to be embodied in two bills, one of which was not to be introduced until the following session, the Speaker allowed the whole financial position to be discussed on the earlier Finance Bill, although it contained part thereof only of the Government's financial proposals

یہ تھا میز پارلیمنٹری پریکٹس سے اقتباس ۔اگر یہ صاحبان Mays سے کچھ allergic ہیں تو اب میں ہندوستان quote کر دیتا ہوں ۔

On a motion that the Finance Bill be taken into consideration, a member can discuss matters relating to general administration, local grievances, within the sphere of the respensibility of the Government of India or monetary or fiscal policy of the Government. A member can discuss any action of Government of India.

تو یہ ہے جناب وسیع میدان اور اس کی دو stages آئیں گی ۔جب ہم تیسری پر آئیں گے پھر ہم اس کو oppose کریں گے ۔تو اب میں آپ کی اجازت سے شروع کرتا ہوں ۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر! قبل اس کے کہ ہم اس مسئلے کی details میں جائیں میں اتنی گذارش ضرور کروں گا کہ میز پارلیمنٹری پریکٹس ہو یا انڈیا کی پارلیمنٹری پریکٹس لیکن اس کے ساتھ precedents ہمارے پاس یہاں موجود ہیں ہمیں انہیں بھی مدنظر رکھنا چاہیے ۔پچھلے سال بھی ہم نے اسی طریقے سے پاس کیا تھا precedents موجود ہے ۔میں نہیں سمجھتا کہ اس سال اس میں کسی قسم کی تبدیلی ہونی چاہیے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر! جہاں بھی ذرا اصلاح ہو اور جو روایات آپ نے بڑی عیر جانبداری سے تحفظ جمہوریت کے لئے، پارلیمانی کارروائی کے لئے جاری رکھیں از راہ کرم ان کو جاری رکھیں ۔اگر ہماری پچھلی روایات اچھی نہیں بلکہ اور اچھی ہم اپنا سکتے ہیں تو اس میں کوئی رخنہ اندازی نہیں ہونی چاہیے ۔اب آپ مجھے اجازت دیں کہ اس پر میں اپنے خیالات کا اظہار کروں ۔

جناب سپیکر : جی ارشاد فرمائیں ۔

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) : جناب والا! میں یہ عرض کر دوں کہ یہ بات صحیح ہے کہ Within the scope of this Bill. اس کو طے کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی ایسی بات جو :-

Effecting the principles, the rights of the citizens derogatory to their rights and privileges can be discussed.

لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ انہوں نے میز پارلیمنٹری پریکٹس سے حوالہ

دیا اور میرے فاضل دوست وزیر خزانہ صاحب نے اس کے متعلق بالکل صحیح فرمایا تھا تو کیا پاکستان کی پارلیمانی ہسٹری نہیں ؟ یہاں بھی پارلیمانی ہسٹری ہے ۔ فنانس بل کو بجٹ سمجھنا اور اس کے بارے میں کسی طرح بجٹ کی proposition کو پڑھ کر میز پریکٹس سے یہ right حاصل کرنا Entire scope of the Govt. Policy can be taken into consideration. میرا خیال ہے کہ ان کی اپنی میز پارلیمانی پریکٹس نے بھی اس کی وضاحت کردی ہے ۔ in that large scope اس کو take up نہیں کیا جا سکتا ۔ البتہ restricted debate پر آپ کی جو argument ہے

Attacking the principle of the Finance Bill. . . . That of course can be discussed.

لیکن میں مخدوم زادہ صاحب سے یہ گذارش کروں گا کہ آپ نے ماشاءاللہ بہت اچھی تقاریر کیں ، تیاری کی اور بجٹ پر بہت اچھی proposals دیں اور میرا یہ خیال ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی کا کوئی ایسا شعبہ یا کوئی ایسا گوشہ رہ گیا ہو جو زیر بحث نہ آیا ہو البتہ فنانس بل کے scope کے اندر رہتے ہوئے آپ اسے زیر بحث لائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن وقت کی بچت کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے جو بجٹ پر تقاریر کی ہیں اگر آپ ان کو دوبارہ دہرانا چاہتے ہیں تو وہ اس سکوپ میں نہیں ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : وہ کیا ہے ؟

Minister for Agriculture : No question of repetition. The question is the principle which this Bill touches upon.

The field and the scope of the Bill must be taken into consideration. Beyond the scope of the Bill, beyond the principles of the Bill nothing can be taken into consideration and there is no such Parliamentary Practice on this procedure, My learned friend must know that we have our own Parliamentary Practices, and in Pakistan Sir, since 1977, there is no such procedure, no such precedent by which my friend may be allowed to go beyond the scope of the principles of this Bill.

Minister for Finance : Sir, I would like to draw your attention to Rule 176. It states that only that subject shall be discussed which is before the House and no more.

Now, the matter which has been put before the House is the Finance Bill, introduction of which we have done, and we are on the second reading and have to goo the third reading. We can't go beyond this under Rule 176 and I think we cannot discuss any thing more.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Mr, Speaker, this is not applicable in the financial procedure in regard to budget and the Finance Bill.

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب آپ بل کو oppose کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اس پر آپ کو بات کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جی ہاں۔

جناب سپیکر : آپ شروع کیجئے جہاں تک scope کا تعلق ہے مجھے امید ہے کہ آپ اس کے Pruncipals اور scope کے اندر رہیں گے۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, all the responsibility is of the Government. All the policies, all the matters will be discussed, There will be no repetition.

جناب سپیکر : کیا آپ اس میں جنرل ایڈمنسٹریشن کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : نہیں جناب ، مختلف محکمہ جات کو۔

Sir, the sphere of responsibility of the Government is now the property of the House. I can discuss the un-discussed matters left on the part of the Government, appropria ion of funds right or wrong. I can give suggestions. There are certain things which have been totally om tted and I can discuss those.

جناب سپیکر : اس میں ہمارے پنجاب میں اور پاکستان میں کیا traditions

ہیں۔کیا conventions ہیں، ہمارے رولز کیا permit کرتے ہیں۔
مخدوم زادہ سید حسن محمود: مارشل لاء کی traditions کچھ اور تھیں۔
جناب سپیکر: مارشل لاء کے علاوہ اسمبلی بھی تو چلتی رہی ہیں۔
مخدوم زادہ سید حسن محمود: وہ تو آپ مجھ سے جتنی پوچھنا چاہیں۔وہ تو میں اس سے موٹی کتاب دے سکتا ہوں، یہاں پر جناب والا جمہوریت کو پنپنے کہاں دیا گیا ہے؟
وزیر زراعت: مخدوم زادہ صاحب پاکستانی روایات کو ویسے پسند نہیں فرماتے۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud: Please don't interrupt. I am on my feet. Don't interfere.

Mr. Speaker: Let him explain Chaudhri Sahib.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud; Sir, I was explaining, that for the traditions that you have made, your name will go in history. Let us continue with all that.

Mr. Speaker: But what the Rules say?

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud: Rule is silent. Now the question is what is the intervening period.

9 سال تو جناب والا، مارشل لا لگا رہا۔اور اس میں آپ نے پراونشل کونسل بنا دی، ان کے رولز کیا ہوتے ہیں، گورنر صاحب presiding کرتے تھے اور چوتھے دن آپ کا بجٹ پاس ہو جاتا تھا اگر تو وہ tradition جناب نے follow کرنی ہیں،
جناب سپیکر: کونسل کی traditions نہیں، اسمبلی کی روایات بتائیں۔
مخدوم زادہ سید حسن محمود: تو پارلیمنٹری پریکٹس میں جناب ہم ایڈوانس ممالک برطانیہ کو Mother of Parliament جس کو سب .... Commonwealth Countries
جناب سپیکر: نیشنل اسمبلی کی کیا روایات ہیں۔
مخدوم زادہ سید حسن محمود: نیشنل اسمبلی سے آپ بہت آگے بڑھ چکے ہیں۔

You are giving them examples now. Where is the shadow cabinet in the National Assembly. You have taken the lead and if you

co-operate with me Insha' Allah Provincial Assembly will establish traditions which will be followed not only by the National Assembly but also all the Provincial Assemblies. Let us go ahead with this.

وزیر خزانہ : جناب والا میں آپ کے توسط سے مخدوم زادہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ کوئی تیاری کر کے نہیں آئے ہیں، اور بار بار وہ میز پارلیمنٹ پریکٹس یا باہر کے حوالہ جات پڑھے جاتے ہیں ۔ جب ہمارے اپنے پاس precedents موجود ہیں، تو ہم ان کو کیوں نا utilize کریں، اور اس سلسلہ میں ہمیں کوئی bar نہیں ۔ یہ بھی ایک illogical سی بات ہو جاتی ہے کہ بجٹ پاس ہو جانے کے بعد آپ پھر دوبارہ بجٹ پر نئے سرے سے بحث کرنا شروع کر دیں، پوری انتظامیہ پر بحث کریں، ہر محکمہ پر بحث کریں ۔ ہم نے تو جناب والا ایک فنانس بل move کیا ہے ۔ بات تو وہاں تک محدود ہو گی logically یہ کوئی بات نبتی نہیں کہ ہم دوبارہ ہر محکمہ کو اس بل کو بہانہ بناتے ہوئے گورنمنٹ کی ہر پالیسی کو ہم دوبارہ criticise کریں، تو میری آپ سے یہی درخواست ہو گی کہ آپ کے پاس کچھ اختیارات ہیں، ان کو استعمال کرتے ہوئے آپ اس پر رولنگ دے دیں ۔

جناب سپیکر : آپ اس میں طریقہ کار جو رولز میں ہے اس کے بارے میں رول کا حوالہ دیں گے ۔

وزیر خزانہ : جی میں نے آپ سے قاعدہ 176 بھی عرض کیا ہے آپ قاعدہ 177 بھی ملاحظہ فرمالیں اس کے بعد جو آپ کا حکم ہو گا، اس کی تعمیل ہمارا فرض ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : Financial Procedure پر ذرا یہ رول quote کریں، جو بجٹ پر ہے ۔

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر ! ابھی چند ہی لمحے پیشتر جناب وزیر خزانہ نے یہ فرمایا کہ آپ کے پاس کچھ اختیارات ہیں، میں یہ جاننا چاہوں گا کہ آپ کے کچھ ہی اختیارات ہیں، ہم یہ سمجھتے تھے کہ آپ کے پاس کلی اختیارات ہیں، تو پھر کیا ہم وزیر خزانہ کے بیان کو درست جانیں یا آپ اس بارے میں کوئی رولنگ دیں گے ۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب، اس بارے میں میں کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ، جہاں تک مخدوم زادہ صاحب نے financial matter کے بارے میں رول پوچھے ہیں تو میں آپ کی توجہ پھر قاعدہ 176 کی طرف دلاؤں گا اس کے تحت چاہے مالیاتی معاملہ ہو چاہے عام معاملہ ہوں رول 176 سب پر equally applicable ہے۔

جناب سپیکر : جناب ملک اللہ یار خان کچھ کہنا چاہیں گے۔

Malik Allah Yar Khan : Sir, I would like to draw your attention and the attention of the Leader of the Opposition to the Preamble of the Bill.

Mr. Speaker : Malik Sahib are you talking about the Finance Bill ?

Malik Allah Yar Khan : Yes ! Mr Speaker, the Punjab Finance Bill.

The Preamble of this Bill reads :—

> "A Bill to continue and levy certain taxes and fees in the Province of the Punjab".

Whereas it is expedient to continue and levy certain taxes and fees in the Province of the Punjab.

It is hereby enacted as follows :—

> Next comes the Short title and Commencement of the Bill.

Now, I would like to draw your attention and attention of the House to the Statement of Objects and Reasons of the Bill.

There has been a demand for the repeal of capital gains tax on the grounds (a) that it is excessive, (b) that it permits considerable scope for evasion and corruption, and (c) that it is inconvenient for the persons engaged in the transfer of property. In order, therefore, to provide a "one window" operation in cases of transfer of property and to minimise chances of corruption or evasion, it has been decided to :—

(a) abolish the capital gains tax, and

(b) enhance stamp duty by 2 percent for those transactions on which the capital gains tax was leviable and by a further 1 percent on account of reduction in the Registration Fee from 1 percent to a token fee to be notified by the Board of Revenue.

جناب والا! میری گذارش یہ ہے کہ جب بھی ہم سیکنڈ ریڈنگ کی سٹیج پر ہمارے جو مقررہ اور پرانی روایات ہیں۔ اس کے تحت سیکنڈ ریڈنگ کے وقت جب ہم کسی بل پر بحث کر سکتے ہیں تو اس کے پرنسپل کو ملحوظ خاطر اور پیش نظر رکھتے ہوئے مضمون کے بارے میں بحث کر سکتے ہیں۔ جہاں تک اس بل کے پری ایمبل اور statement of object & reason کا تعلق ہے۔ کیوں اس بل کو ضروری سمجھا گیا کہ اس ایوان کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس سے خاص طور پر یہ بات ظاہر ہے کہ صرف انہیں اصولوں کو بحث کرتے وقت پیش نظر رکھا جائے گا اور اس ایوان کے اراکین کو انہیں امور پر بحث کرنے کا حق ہوگا کہ اس بل میں مندرج ہیں۔ اس لئے میری گذارش ہے کہ کسی بھی معزز رکن کو یہ استحقاق نہیں پہنچتا کہ وہ ان امور سے ہٹ کر یا وہ اصول جو کہ اس بل کے پری ایمبل میں یا statement of object & reason میں درج کئے گئے ہیں، ان سے ہٹ کر کسی امور پر تفصیل سے بحث کرے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ گزشتہ سالوں میں جب بھی کبھی یہ ایوان معرض وجود میں تھا۔ اور اس ایوان میں مختلف اوقات میں فنانس بل پر بحث ہوتی رہی آپ اشارتاً کسی موضوع کو انہیں principles کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان پر بحث کر سکتے تھے آپ اشارتاً کسی امر کے بارے میں اس پر اظہار خیال کر سکتے ہیں لیکن just as passing reference. ۔ وہ جو اظہار ہوگا وہ ایک ریفرنس کے طور پر ہوگا یہ محض اشارتاً کسی موضوع یا امر کے بارے میں آپ اس کا ذکر کر سکتے ہیں لیکن جہاں تک تفصیل سے کسی موضوع پر بحث کرنے کا تعلق ہے وہ آپ کسی حد تک کر سکتے ہیں جو کہ اصول اور مقاصد اس بل کے متن میں موجود ہیں۔

جناب سپیکر : شکریہ۔

وزیر صنعت : جناب سپیکر میں اس سلسلے میں قاعدہ 81 -(اے) کا حوالہ دیتا ہوں اور وہ کسی بل کے principles کی حدود کو طے کرتا ہے قاعدہ 81(اے) یہ کہہ رہا ہے کہ :-

Rule 81 (1) On the day on which any of the motions referred to in rule 79 is made, or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and its general provisions may be discussed, but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principles.

اس صورت حال کے پیش نظر اس بل کے principles کے باہر قاعدہ 81 -(۱ے) اجازت نہیں دیتا لہذا ہم اس کی حدود کے اندر رہتے ہوئے بھی اس پر بات کر سکتے ہیں لیکن اس سے باہر بات نہیں کر سکتے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر میں نے تو اشارتاً رات اپنی عزبانی کے فرائض ادا کرنے کے بعد عرض کر دیا تھا کہ آپ جا کر کتابیں پڑھ لیں۔ جس آسانی سے آپ سمجھتے ہیں کہ فنانس بل پاس ہوگا وہ نہیں ہوگا۔ آپ لوگ نہیں پڑھ کر آئے اور اب وائیش صاحب فرما رہے ہیں میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں رول 81 کے علاوہ financial procedure کیلئے الگ بات موجود ہے۔ یہ اسکے حوالے سے مجھے convince کریں۔

وزیر صنعت : quote کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں quote نہیں کرتا کیونکہ میں تو پہلے quote کر چکا ہوں۔ میں نے تو رات ہی آپ کو بتا دیا تھا اور جناب سپیکر یہ مجھے بتا دیں اگر چار گھنٹے زیادہ بھی لگ جاتے ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے یہ اتنی جلدی میں کیوں ہیں۔ یہ ہمیں کیوں موقع نہیں دیتے آپ کل بل تو پاس ہونا ہی ہے کیونکہ آپ کے پاس اکثریت موجود ہے بات تو procedure کی ہے۔ جو دوسرے جمہوری ممالک میں بھی موجود ہیں۔ ہمارا تین چوتھائی حصہ تو مارشل لاء میں گزرا ہے ایک چوتھائی حصہ ہم جیسے لوگوں سے گزرا ہے جو conventions lay نہیں کر سکا اور اب ہم lay کرنے لگے ہیں کہ پنجاب نے lead لے لی ہے۔ آپ ایک مثالی روایت procedure قائم کر رہے ہیں کہ :-

Let us proceed with it. Don't deny certain well established rules of procedure by well advanced democratic countries.

جہاں مارشل لاء کا نفاذ نہیں ہوا اسلئے آپ ان tradition کی خلاف ورزی نہ کریں۔

آپ کو تین چار گھنٹے اور بیٹھنے کی آپ کو سننے میں کیا تکلیف ہوگی ؟ ہم کوئی چیز ایسی نہیں کہیں گے جو پہلے کہہ چکے ہیں اور اگر ایک نئی چیز لگانے میں ایک گھنٹہ لگاتا ہوں دو گھنٹے لگاتا ہوں آپ کو سننے میں کیا تکلیف ہو گی۔ اور وہ چیز بھی آپ کی بھلائی کے لئے ہو گی کل تو سابقہ وزیر قانون کے اندر تو بڑی اچھی spirit تھی اور پتہ نہیں میرے کھانے کے بعد اثرات مختلف ہو گئے ہوں تو اور بات ہے میں نے تو کل ان کی تعریف کی تھی اور یہی توقعات میں دوسرے وزراء سے بھی رکھتا ہوں اور یہی میں express کرنے والا ہوں اور جناب سپیکر آپ نے جو روایت قائم کی ہے ، غیر جانبداری ، عدل کی ، اور اس تمام جمہوری نظام کو صحیح لائنوں پر چلانے کے لئے یہ آپ کو اس لائن سے ہٹانا چاہتے ہیں ۔ خدا کرے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تقویت دے کہ آپ اس نظام کو چلا سکیں ۔

جناب سپیکر : مخدوم صاحب مجھے یہ بتائیے جو ملک اللہ یار خان صاحب نے اس سلسلے کہا ہے ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں عرض کرتا ہوں جناب .....

جناب سپیکر : اس کے جو objects and reasons ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں عرض کرتا ہوں ۔ ملک صاحب کی قابلیت کا میں قائل ہوں لیکن انہوں نے ذاتی رائے کا اظہار کیا ہے ۔ فنانس بل کے Preamble کچھ ہیں ، اس کے مقاصد کچھ ہیں ۔ جیسے میرا نام حسن محمود ہے ۔ میں مجرم ہوں ....

رانا پھول محمد خان : نہیں جناب ہرگز نہیں ان کا نام حسن محمود نہیں بلکہ جناب مخدوم زادہ حسن محمود ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : یہ جناب فنانس بل جو ہے ....

That is a matter of discussion.

نہ Preamble پڑھنے کی ضرورت ہے ۔ نہ ہی اس کے اغراض و مقاصد کسی آئین ، کسی قانون کے تحت ہمیں محدود کر سکتے ہیں ۔

I can discuss all the responsibilities which the Government enjoys.

ہمیں عام بحث میں تھوڑا سا وقت ملا تھا ہم نے کچھ باتیں کہہ دی ہیں اور جو چیزیں رہ گئی ہیں ہم ان پر تبصرہ کر سکتے ہیں اور یہ ان کی بھلائی کے لئے ہوگا اور جو ہم سے omissions

ہوئیں اس کی ہم معذرت کرتے ہیں۔ اگلے ایوان میں انشاء اللہ جب ہم ملیں گے تو حسب توقع خوشگوار تبدیلیاں وقوع پذیر ہو چکی ہوں گی :۔

We will come with more speed. We will study more and we will contribute more,

اور اس کے لئے اگر ہمیں وقت دے دیں تو تعمیری باتیں ہوں گی۔

چوہدری غلام رسول : جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں یہ عرض کروں کہ گورنمنٹ بل کو رول 75 deal کرتا ہے اس بل کے بارے میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ملک اللہ یار خان صاحب نے فرمایا ہے کہ اس میں یہ ہے کہ :۔

Rule 75 (1) A minister may introduce a Bill after giving to the Secretary a written notice of his intention to do so.
Provided that no statement of objects and reasons shall be required for a Bill which stands introduced under clause (3) of Article 128 of the Constitution.

اس میں یہ ہے کہ :۔

. . . no statement of objects and reasons shall be required for a Bill . . .

یہ رول 75 اس کو deal کرتا ہے۔

. . . no reasons and objects are required . . .

اسلئے میری یہ گذارش ہے کہ اس بل کو کوئی reasons نہیں چاہئیں۔

جناب سپیکر : کیا ارشاد فرمایا ہے آپ نے ؟

چوہدری غلام رسول : جناب سپیکر میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس بل کو رول 75 deal کرتا ہے۔

جناب سپیکر : کیا خیال ہے جناب فنانس منسٹر صاحب۔

چوہدری غلام رسول : جناب سپیکر! میری اس میں گذارش یہ ہے کہ مخدوم زادہ صاحب جو reasons بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے تحت وہ reasons پیش نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب وہ reasons کب پیش کرنا چاہتے ہیں؟

چوہدری غلام رسول : نہیں وہ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں ۔ وہ بحث نہیں کر سکتے ۔

جناب سپیکر : یہ قاعدہ اس بات پر لاگو نہیں ہوتا ۔

وزیر قانون : میں یہ گذارش کروں گا کہ وقت کا خیال کریں ۔

جناب سپیکر : مخدوم زادہ صاحب میں اس پر یہ کہوں گا کہ اس پر مفید بات ہوئی ہے ہم کچھ آگے بڑھے ہیں ، ہمیں اس سلسلے میں پہلے سے بہتر آگاہی ہوئی ہے ۔ مختلف آراء آئی ہیں آپ کی طرف سے بھی حکومت کی طرف سے بھی ، ملک اللہ یار خان صاحب نے بھی بڑی مفید رائے دی ہے ۔ جناب چوہدری غلام رسول صاحب نے بڑی مفید رائے دی ہے ۔ اس وقت میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ صورت میں ہمیں پچھلی روایات کو قائم رکھتے ہوئے اس بل کو take up کرنا چاہیے ۔ البتہ اگلے سال انشاءاللہ تعالیٰ اگر زندگی رہی تو جب فنانس بل پیش ہوگا تو اس سے پہلے آپ بھی اس کو study کیجئے گا ۔ ہم بھی اس کو مزید study کریں گے دوسرے ممالک کے conventions اور traditions کو study کریں گے ۔ میں جناب وزیر قانون صاحب سے بھی کہوں گا کہ اس وقت تک آپ اس پر ذرا مزید تیاری کیجئے گا اور پھر اگر اس وقت ممکن ہوا تو ہم نئی traditions بھی لا سکتے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر میں تو اپنی تقریر آپ کی اطاعت کے مطابق نئے سلسلوں میں شروع کروں گا اگر آپ مجھے منع کریں گے تو میں بیٹھ جاؤں گا ۔

جناب سپیکر : جی ارشاد فرمائیں ۔

Minister for Law : Is he challenging.

جناب سپیکر : نہیں رولنگ چیلنج نہیں ہو سکتی ۔ مخدوم زادہ صاحب رولنگ کو چیلنج نہیں کر رہے ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر اگر کسی سال ....

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر مخدوم زادہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : If I challenge جناب سپیکر! میں پھر وزیر زراعت صاحب کو ادھوری مبارک دیتا ہوں کل پوری مبارک دی تھی اور آج ادھوری مبارک دیتا ہوں ۔ کاش کہ اس کی مثال دوسرے وزراء نے بھی follow کی ہوتی ۔ چونکہ انہوں نے ایک تو ہمیں جوابات دیئے اور جو جواب رہ گئے ہیں وہ جوابات دینے کے لئے ہم تیار ہیں ۔ انہوں نے ہم سے کاشتکاروں اور زراعت پیشہ لوگوں کی بہتری کے لئے جو تجاویز مانگی ہیں وہ ہم ان کو کل سے ہی بھیجنا شروع کریں گے اور انہیں یہ موقع دیں گے کہ ہم بحث مباحثہ کے ذریعے اس صوبے کی فلاح و بہبود کے لئے ترقی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کریں ۔ جن وزراء نے ہمیں جوابات نہیں دیئے ہیں ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان سے ہم مایوس ہیں اور ہم کوشش کریں گے کہ ان کے ساتھ بھی تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور کوشش کریں گے کہ ان کو بھی تجاویز دیں جو اس صوبے کی بھلائی کے لئے ہو سکتی ہیں ۔

جناب والا! میں بڑے اختصار سے کام لوں گا لیکن کچھ اہم چیزیں ہیں جو مفاد صوبہ کے لئے ، عوام کے لئے ، میں بہتری کی شکل میں پیش کروں گا ۔

جناب سپیکر! جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے cut motions پیش کی تھیں لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے ہم اس سے deprive ہو گئے تھے ۔ میں مختصراً اتنا کہوں گا کہ تعلیم کے نظام کو ہم یکسر ایسا بدلیں کہ ہمارے تعلیم یافتہ لوگ بے روزگار نہ ہوں ......

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ مخدوم زادہ صاحب بجائے فنانس بل پر بحث کرنے کے ایجوکیشن پر آ گئے ہیں ۔ جناب جو فیصلہ ہوا ہے کم از کم یہ اس کی ہی پابندی کر لیں ۔

جناب سپیکر ! میں جناب لاء منسٹر صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اور مخدوم زادہ صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس بل کے مقاصد کے اندر رہ کر تقریر فرمائیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر! کتنی خوشگوار فضا ہے اور اگر ہم

نے کوئی بدتمیزی کی تو آپ برا منائیں گے اگر آپ ہمارے حقوق گورنمنٹ کو غصب کرنے دینا چاہتے ہیں تو مسٹر سپیکر :۔

They can pass the Bill without our presence if it succeeds. . . . . (Interruption). . . . We have been very good to you. We have been very co-operative.

ان کو تکلیف کیا ہے ؟ مجھے اور مجبوری تو بتا دیں ۔

رانا پھول محمد خان : مخدوم زادہ صاحب بجٹ تو آپ پاس کروا چکے ہیں اب صلح صفائی سے بل کو بھی پاس کروالیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : نہیں جناب ! اگر مجھے بولنے نہیں دیتے ، میں ان کے مفاد کے لئے بول رہا ہوں ۔ ان کی خیر خواہی کے لئے بول رہا ہوں ۔ صوبے کے عوام کی بھلائی کے لئے بول رہا ہوں ۔ ان کو سننے میں کیا تکلیف ہے ؟ ان کو اور ضروری مصروفیات کیا ہیں ؟ کس لئے یہ تنخواہیں بانٹتے ہیں ؟ کس لئے یہ وزارتیں سنبھالتے ہیں ؟ اتنا ان کا حوصلہ نہیں نہیں ہے کہ وہ مجھ کو سنیں ۔ میں کوئی نکتہ چینی نہیں کر رہا ۔ میں ان کو اچھی تجاویز عوام کی بھلائی کے لئے دے رہا ہوں ۔ یہ ان کی choice ہے مسٹر سپیکر ۔ اگر یہ رخنہ اندازی کرتے ہیں تو ہم باہر چلے جاتے ہیں ۔ انہوں نے جیسے بجٹ کو گلوٹین کیا ہے اس طرح اس کو بھی کر لیں ۔ میں تو Third Reading پر بھی بولوں گا وہ بھی مجھے حق ہے یہ تو Second Reading ہے یہ ان کی مرضی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

If they will interrupt it is their choice. We will go by that.

جناب سپیکر : لیکن مخدوم زادہ صاحب ان کی interruption کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اس پر ہم بات کر چکے ہیں ۔ اور میں اپنی ذاتی رائے کا اظہار بھی کر چکا ہوں اس کے بعد آپ کو اس بل کے دائرہ کار کے اندر رہ کر بات کرنا ہو گی اور اس طرح بتدریج traditions قائم کریں گی ۔ آپ تو بہت اچھے پارلیمنٹیرین ہیں ۔ جب تک ایک چیز کے بارے میں بہت زیادہ سوچ بچار نہ ہو جائے اس پر ایک دم نیا فیصلہ کرنا قرین مصلحت نہیں ہوتا ۔ میں آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ اس بل کے اغراض و مقاصد کے اندر رہتے ہوئے اپنی بات کو جاری رکھیں گے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب میں آپ کی رولنگ کے خلاف تو واک آؤٹ نہیں کروں گا۔ میں گورنمنٹ کی obstruction پر واک آؤٹ کر رہا ہوں۔ میں آپ کے شایان شان ایسی حرکت نہیں کروں گا اور ٹھیک ہے آپ جو بات کہہ رہے ہیں۔ یہ بل ٹیکسوں کا ہے۔ یہ بل مجھے اجازت دیتا ہے کہ ٹیکسوں کا استعمال کیسے ہو۔ یہ بل مجھے اجازت دیتا ہے کہ فضول خرچی کیسے روکی جائے۔ یہ بل مجھے اجازت دیتا ہے کہ minorities کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ جناب minorities کے لئے بھی کچھ رکھیں اور minorities ہماری ہے۔ ہمارے تحفظ کی وہ مستحق ہے ان کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا، میں سپورٹس بورڈ کے لئے نہیں کہہ سکتا، میں اپنے نوجوانوں کے لئے جو ہائی سکولوں سے نکلتے ہیں جن کی پریکٹس کے لئے گراونڈز نہیں جواب ورلڈ اولمپکس میں compete کرتے ہیں۔ جس سے آپ کا نام بنتا ہے میں ان facilities کی بات نہیں کر سکتا، جناب میں سوشل ویلفیئر کے لئے جس کے لئے انہوں نے کچھ نہیں رکھا۔ میں اس کے لئے بھی بات نہیں کر سکتا۔ میں تو مختصر بولوں گا ویسے تو میں چاہوں تو تین گھنٹے بولتا رہوں آپ کی اطاعت میں، آپ مجھے ایک گھنٹہ دے دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ان کو تکلیف کیا ہے؟ یہ تو پوچھیں۔ کہاں جانا ہے۔

What are they in hurry for ?

محنت کریں۔ ہمیں سنیں ہم انہیں اچھی اچھی تجاویز دیں گے۔ لوگوں کی بھلائی کے لئے تجاویز دیں گے یا تو میں ان پر نکتہ چینی کر رہا ہوں میری توبہ۔ کان پکڑ کر کہتا ہوں کوئی نکتہ چینی نہیں کروں گا۔ ان کی بھلائی کے لئے تجاویز دوں گا۔ یہ خائف کس چیز سے ہیں۔ دن آپ کا پورا پڑا ہے۔ آپ کے یہ فرائض منصبی میں ہے۔ جناب سپیکر اب آپ ہی مجھے مشکل میں ڈال رہے ہیں۔ نہ میں آپ کی نافرمانبرداری کر سکتا ہوں اور نہ میں انہیں چھوڑ سکتا ہوں اور رات میں نے آپ کے سامنے وارننگ دی تھی کہ یہ رولز کچھ quote کرنے ہیں۔ Budget Provision کے رولز quote ہی نہیں کرتے اور نہ یہ بل کی بات کرتے ہیں اور پھر پچھلی traditions بھی یونین کونسل اور پراونشل کونسل والی تھی۔ اب آپ اعلان کر دیں کہ سپیکر preside نہیں کر رہا۔ میں بحیثیت گورنر preside کر رہا ہوں declare

کردیں کہ یہ پراونشل کونسل ہے دیکھیں دیر میں پاس ہوتا ہے اور اگر پارلیمنٹری سسٹم پر چلنا ہے تو پھر میرے rights میرے privileges. جو مجھے حق پہنچتا ہے مجھے اپنے فرض منصبی اور حق ادائیگی کی تو اجازت دے دیں میں مختصر بولوں گا۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب ان فرائض منصبی کی آپ کو آگاہی بھی ابھی ابھی ہوئی ہے جب آپ نے یہ Practice and Procedure of Parliament in India. پڑھا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: رات میں نے پڑھا ہے۔

جناب سپیکر: تو یہاں اس معزز ہاؤس میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے یہ Practice and Procedure of Parliament in India. ابھی ابھی نہیں پڑھا۔۔۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud : Ignorance of Law does not . . . .

جناب سپیکر: تو یہ ہمارے لاز نہیں۔ یہ ہمارے رولز نہیں یہ traditions کی بات ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب ہمارے traditions اچھے ہی نہیں، ہم کریں ہی کیا؟

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب رانا صاحب۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! کسی دوسرے ملک کی پارلیمنٹ کی روایات کا حوالہ اس جگہ دیا جا سکتا ہے۔ کہ جہاں ہمارا آئین اور قانون یا ہماری روایات خاموش ہوں اگر ہم پچھلے سال بھی اسی طرح سے اس بل کو پاس کر چکے ہیں تو انڈیا کی کوئی رولنگ بھی اب ہم پر لاگو نہیں ہوتی اگر آپ دیکھیں کہ انڈیا کے قانون کو جو کہ انہوں نے پولیٹیکل پارٹی ایکٹ بنایا ہے اس میں یہ درج ہے کہ کوئی آزاد رکن اگر انتخاب لڑ کر آتا ہے اور وہ کسی سیاسی جماعت میں شمولیت اختیار کرتا ہے تو اس کو اپنی سیٹ سے استعفیٰ دینا پڑے گا۔ اب ہمارے ہاں کوئی آزاد رکن انتخاب لڑ کر آئے اور وہ جس جماعت کے

منشور کو پسند کرے اس میں شامل ہو جائے اب کل کو اگر انڈین پولیٹیکل پارٹی ایکٹ کا حوالہ دیا جائے تو پھر ہم سب کو گھر چلے جانا چاہیئے۔ اس لئے یہ امر مجبوری ہے کسی دوسری پارلیمنٹ کی روایات یا قواعد و ضوابط کا حوالہ دینا کہ جہاں ہم بے بس ہوں وہاں ان روایات کو اپنایا جا سکتا ہے لیکن اپنی روایات کو چھوڑ کر ان کو نہیں اپنایا جا سکتا۔

جناب سپیکر : شکریہ رانا صاحب۔ تو مخدوم زادہ صاحب آپ بسم اللہ کیجئے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر! آپ کا میں احترام کرتا ہوں اور ہم آپ کی رولنگ کے خلاف نہیں گورنمنٹ کے رویہ کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب محمد رفیق : جناب سپیکر! ہمارا بھی واک آؤٹ زبان بندی کے خلاف۔

(اس مرحلہ پر ماسوائے سید طاہر احمد شاہ کے، حزب اختلاف تمام اراکین واک آؤٹ کر گئے)

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! واک آؤٹ کرنے سے قبل میں ایک اہم واقعہ آپ کی وساطت سے وزیر صحت کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ غیر قانونی طور پر محکمہ صحت نے 12 کروڑ روپیہ کی خطیر رقم پرسنل لیجر اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دی ہے اس لئے اصولی طور پر جو کہ قواعد و ضوابط اور purchase manual کی شرائط کے بالکل برعکس ہے اور اس رقم کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو گیا ہے۔

آوازیں : آپ کے ساتھی واک آؤٹ کر گئے آپ بھی جائیں۔

سید طاہر احمد شاہ : میں ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر سید طاہر احمد شاہ بھی واک آؤٹ کر گئے)

وزیر زراعت : ہم اس پر صرف افسوس کا اظہار کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ نے جس خندہ پیشانی سے انہیں سنا۔ انہوں نے 11 بجے یہ پوائنٹ شروع کیا تھا اور اب 40 - 11 ہو چکے ہیں۔ 40 منٹ تک انہوں نے غیر متعلقہ بات کی۔ اور سارے ہاؤس نے برداشت کیا اور ہم نے کوئی مداخلت نہیں کی۔ ہم تو جناب کی رولنگ

کی تائید میں بیٹھے رہے کہ جو کچھ وہ مرضی بولیں کوئی مداخلت نہیں کرے گا ۔ یہ آپ کا اوران کا معاملہ تھا اور آپ نے بڑی خندہ پیشانی سے انہیں بولنے کی اجازت بھی دی کسی پارلیمانی پریکٹس کا یہ پرنسپل نہیں بتایا گیا کہ اس پوائنٹ پر واک آؤٹ کیا جا سکتا ہے ۔ اگر ہم نے روایات قائم رکھنی ہیں تو ہمیں ان روایات کو پیدا کرنا ہوگا ۔ اپنے آپ پر لاگو کرنا ہو گا کہ کسی پارلیمانی پریکٹس چاہے وہ "میز" کی ہو چاہے وہ انڈین پارلیمانی پریکٹس ہو چاہے وہ کسی ملک کی ہو اس نکتے پر ہمیں کوئی دکھا دے کہ کبھی کسی نے واک آؤٹ کیا ہو ۔ ہم تسلیم کر لیں گے ۔ ہم درخواست کریں گے کہ مزید کارروائی شروع کی جائے ۔

جناب سپیکر : جناب وائیں صاحب آپ کی کیا رائے ہے ؟

وزیر صنعت : جناب سپیکر ! میرا یہ خیال ہے کہ اتنی خوش اسلوبی کے ساتھ آپ اور یہ ایوان حزب اختلاف کے فاضل اراکین کی بات کو سنتا ہے اور جتنے تحمل سے ہم ان کی تنقید کو برداشت کرتے ہیں اس کا واقعی آپ کو credit جاتا ہے ۔ اس کے باوجود یہ دوست ایسی روایات قائم کرنا چاہتے ہیں جو کہ قائم نہیں ہونی چاہئیں ۔ رات بھی مخدوم زادہ صاحب یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ صبح میں ایک surprise دوں گا ۔ اور میں نے ان کی خدمت میں یہ گذارش کی تھی کہ آپ کوئی مثبت surprise دیں ۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ آج انہوں نے کوئی مثبت surprise نہیں دیا ۔ پورا ایک گھنٹہ انہوں نے اس ایوان کا لیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آج بالکل مخدوم زادہ صاحب کوئی متعلقہ بات نہیں کی ۔ لیکن انہوں نے وقت بھی لے لیا بات بھی کر لی اور وہ surprise بھی انہوں نے دے لیا ۔ وہ یہ کہ کبھی فنانس بل پر اپوزیشن اس انداز میں واک آؤٹ نہیں کیا کرتی ۔ یہ ایسی روایات ہیں کہ جن سے ہمیں اجتناب کرنا چاہیے ۔ اور ہمیں اچھی روایات قائم کرنی چاہئیں ۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مخدوم زادہ صاحب نے اس وقت جو یہ رویہ اختیار کیا ہے یہ ان کے اپنے مزاج کے بھی خلاف ہے اور کوئی منطقی بات انہوں نے نہیں کی کہ جس پر انہیں روکا گیا ہو ۔ اور پھر آپ نے ان کو ارشاد فرما دیا تھا کہ آپ اپنی بات کا اظہار کریں لیکن فنانس بل کی حدود میں رہیں ۔ فی الحقیقت یہ بات ہے کہ آج ان کے پاس اس موضوع پر بات کرنے کو کچھ نہیں تھا ۔ ماسوائے اس کے کہ انہوں نے surprise دینا تھا کہ آج انہوں نے واک آؤٹ کرنا ہے ۔ اس سے ان کو روکا نہیں جا سکتا ۔

وزیر زراعت : اگر میرے فاضل دوست سن رہے ہوں تو میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کروں گا کہ وہ تشریف لے آئیں اور کارروائی شروع کی جائے۔ ان کا token ہوگیا ہے، انہوں نے سرپرائز دے لیا، ان کا سرپرائز ریکارڈ پر آگیا ہے، اب انہیں واپس آجانا چاہیے۔ ہم ان سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ واپس آجائیں۔

جناب سپیکر : اس سلسلہ میں مس شاہین عتیق الرحمان کچھ کہنا چاہیں گی۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جناب والا! اگر جناب کے فرمان کے مطابق مس شاہین عتیق الرحمان صاحبہ آج تقریر کریں تو ہم آج ان کو افطاری کروا دیں گے۔

جناب سپیکر : جناب رانا پھول محمد خاں صاحب اس سلسلہ میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

رانا پھول محمد خان : میں یہ گذارش کروں گا کہ چونکہ یہ وزیر خزانہ صاحب کا یہ بل ہے۔ وزیر خزانہ کو اپنے چچا اور ان کے ساتھیوں کو منا کر اندر لے آنا چاہیے۔

وزیر خزانہ : جناب یہ آپ ہی ان سے گذارش کر دیں۔ ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو ان کو ناگوار گذری ہو۔

جناب سپیکر : جناب مخدوم الطاف احمد صاحب ......

رانا پھول محمد خان : مس شاہین عتیق الرحمان صاحبہ بھی یہ ڈیوٹی سرانجام دے سکتی ہیں کہ وہ جاکر اپنے بزرگوں کو کہہ سکتی ہیں کہ آپ اندر تشریف لے آئیں اور انہیں آجانا چاہیے۔

وزیر صنعت : جناب انہوں نے آپ کی فراخ حوصلگی پر واک آؤٹ کیا ہے۔ ورنہ کوئی ایسی بات نہیں تھی آپ نے انہیں فراخ دلی سے اجازت دی تھی یہ اس کے خلاف واک آؤٹ ہے۔ اور وہ بھی ریکارڈ پہ آگیا ہے۔ اب وہ تشریف لے آئیں اور کارروائی میں حصہ لیں۔

جناب سپیکر : جناب دریشک صاحب کچھ کہنا چاہیں گے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک : جناب والا میں رانا پھول محمد خان صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس بجٹ سیشن کے دوران ایک بہت اچھا ماحول پیدا ہوا۔ مخدوم زادہ صاحب نے چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بننے پر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

رات مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے لوگوں نے ان کے ساتھ کھانا بھی کھایا۔ اور بہت اچھی فضا پیدا ہوگئی تھی۔ آخری دن اس فضا کو مکدر نہیں کرنا چاہیے اس کو ہر قیمت پر برقرار رکھنا چاہیے اور ہمیں چاہیے کہ اگر مخدوم صاحب یا دائیں صاحب تشریف لے جاکر ان کو لے آئیں گے تو وہ ضرور آئیں گے۔ چونکہ روٹھے کا علاج منانا ہوتا ہے تو ہمیں منانے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ پہلے ہم اتنا فراخدلی کا ثبوت دیتے رہے ہیں تو آج بھی فراخدلی کا ثبوت دینا چاہیے۔

جناب سپیکر : میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ماحول میں جو خوشگوار اثرات پیدا ہوئے ہیں ان کو قائم رہنا چاہیے۔ رانا پھول محمد خاں صاحب ہمیشہ ایسے معاملات میں اپنی خدمات پیش کرتے رہے ہیں۔

وزیر خزانہ : جناب والا سب سے پہلے میں آپ کے توسط سے محترمہ شاہین عتیق الرحمان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ تقریر فرمادیں تو ایک ہفتہ ان کو کھانا میں کھلایا کروں گا۔ اس کے بعد جناب والا یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ ہم نے کسی قسم کی کوئی مشکل یا کوئی رکاوٹ اپوزیشن کے موقف میں پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی لیکن اس کے باوجود یہاں میرے بھائیوں کا یہ خیال ہے اور ذاتی طور پر میرا بھی یہ خیال ہے کہ اگر ایک اچھی فضا قائم ہو چکی ہے تو ہمیں اسے برقرار رکھنا چاہیے۔ اس جذبہ کے تحت میں جناب کا حکم مانتے ہوئے اپوزیشن کے ارکان کے پاس ان کی منت کرنے کے لئے جا رہا ہوں کہ وہ تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب کیا فرما رہے ہیں ؟

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جناب والا آپ کے فرمان کے مطابق وہ قرارداد تیار ہے اجازت ہو تو اس کو پیش کیا جائے ؟

جناب سپیکر : فنانس بل کے بعد پیش کیا جائے۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ : بہتر جناب۔

چوہدری محمد افضل چن : جناب والا اس بات سے پورا ہاؤس متفق ہے۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب ہم کوئی انکار کر رہے ہیں ہم بھی اس سے متفق ہیں۔ رانا صاحب آپ نہیں گئے ؟

رانا پھول محمد خان : جناب والا میرا خیال تھا کہ وہ مان جائیں گے اس لئے میں اندر آ گیا کہ حاجی صاحب کی قرارداد پیش ہو رہی ہے اور میں نے بھی ایک table motion قرارداد جناب کی خدمت میں پیش کی ہے اگر مجھے اس کی اجازت مل جائے تو بہتر ہے کیونکہ آج table motion پر ساری قراردادیں جا رہی ہیں ، مجھے خطرہ یہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں میرا حق نہ مارا جائے ۔

جناب سپیکر : آپ پہلے ان کے پاس جائیں ۔

جناب سپیکر : بیگم بشریٰ رحمان آپ سے یہ مطالبہ کر دا رہی ہیں ۔

بیگم بشریٰ رحمان : جناب والا میں کوئی مخدوم زادہ حسن محمود تو نہیں ہوں کہ خود اس بات کا مطالبہ کرواؤں ۔

جناب سپیکر : راجہ صاحب کیا صورت حالات ہیں ؟

بیگم نجمہ حمید : جناب والا اگر اجازت دیں تو ہم خواتین انہیں جا کر لے آئیں ۔

بیگم بشریٰ رحمان : جناب والا میرا خیال ہے کہ ہم سب کی نمائندگی نجمہ حمید بہتر طور پر کر سکتی ہیں ۔ ہم انہیں اجازت دیتے ہیں کہ وہ ہماری جانب سے جائیں ۔ ویسے جناب والا اگر آپ اجازت دے دیں تو مخدوم الطاف احمد صاحب بھی باہر ہیں اور وہ بڑے مخدوم صاحب کو منانے کی کوشش کر رہے ہیں تو شائد ان کو منانے کا طریقہ نہ آتا ہو ، تو میں اس زبان میں جو دونوں مخدوم صاحبان سمجھتے ہیں میری اور ان کی مشترک زبان ہے میں جناب والا چند اشعار پیش کرتی ہوں ۔

جناب سپیکر : جی ارشاد فرمائیں ۔

بیگم بشریٰ رحمان : شائد انہیں منانے کا طریقہ آ جائے ، خواجہ غلام فرید نے کہا ہے کہ :۔

روٹھے یار ڈھاڈے اوکھے منیدن
منتاں کریدن زاراں کریندن

خواجہ حضر دے دلبرے بلیدن
ہتھ بعد کھڑ یــــــدن

دل سائیں رد مٹھے یار ڈھاڈے اوکھے منیدن

رانا پھول محمد خان : جناب والا جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ طاہر احمد شاہ صاحب ان کے عزیز بھی ہیں اور وہ اپوزیشن کے روح رواں ہیں تو شائد چیف صاحب کے کہنے پر وہ آ ہی جائیں۔

جناب وزیر صنعت و حرفت : جناب والا آج مخدوم صاحب کچھ زیادہ ہی بضد ہیں اور وہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ یہ کیونکہ میری ذات کی prestige کا مسئلہ ہے اس لئے میں نہیں آؤں گا۔ تاوقتیکہ اس انداز میں مخدوم صاحب کو بولنے کی اجازت دی جائے بلکہ ان کے ممبران کو بھی اجازت دی جائے۔ یہ بات قاعدے، دستور اور آپ کی رولنگ کے منافی ہے اس لئے اب ہم اپنی کارروائی کو شروع کرتے ہیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : جناب والا میں کچھ عرض کراں۔ کہ کوئی شریف آدمی کسے دی شادی تے گیا، اگے ساڈے وچ رواج سی کہ اسی شادی توں بعد دی تنبول دیندے ساں، تے اودے کول پیسہ کوئی نہیں سی، اوہ روٹی وی جدوں کھا گیا تے فیر کمبول شروع ہو یا تے کوٹھے تے چڑھ کے ٹین لگ پیا۔ گھر والیاں نے آکھیا کہ کہڑا اے اتے کہڑا تے کہڑا ای سہی۔

رانا پھول محمد خان : کوئی جنج نہیں آئی کہ جیدے وچ بھانڈ نقلاں کرن۔ اسے چوہدری صاحب بھانڈاں والا کم کیوں کر رہے نیں ؟

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : جناب والا میں اک قصہ فیر عرض کراں گا۔ اے بھانڈا والاں نئیں اے ہر شریف آدمی گل کردا اے۔ میں عرض کرداں کہ میں کل وی سنان لگا ساں مینوں اک شعر یاد آیا سی۔ ایتھاں دی صلح وغیرہ ہوندی پئی سی تے مینوں اک شعر یاد آیا سی۔

پھولوں سے زخم کھائے تو کانٹوں سے سی دئیے
یہ بھی رفوگری کی نرالی مثال ہے

یعنی صلح کرنے پئے آں تے فیر طعنے دیندے نیں اچھا جناب عرض اے ہے کہ میں پچھدا ساں رانا صاحب کولوں کہ : ۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب ہن کوئی کم دی گل وی کر لئی اے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : جناب والا اک سیکنڈ جی لو بھئی رانا صاحب دی گل دا جواب نہ دیتا تے سواد نہیں آوناں جے۔ ساڈے ول اک واقعہ ہویا میں اک واری تھانے

گیا تے پولیس والا سب انسپکٹر اک بندے نوں پیا مارے، جس ویلے میں گیا تے اوہنے چھڈ دتا، میں اوہنوں پوچھیا بئی ایہنوں کیوں پیا مارناں ایں۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا یہ جو ابھی شعر پڑھا گیا ہے اس کا مطلب چوہدری صاحب مجھے سمجھا دیں تو شاید اینٹ کا جواب پتھر سے دے سکوں۔ کیونکہ میں نے ان کے شعر کا مطلب نہیں سمجھ سکا کیونکہ شعر بے تکا تھا۔

جناب سپیکر : جناب ملک اللہ یار خان اس حالت میں کیا تجویز فرماتے ہیں؟

ملک اللہ یار خان : میں سمجھ نہیں سکا ہمارے چوہدری صاحب کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر : چوہدری گل نواز صاحب کے لطیفے کے بارے میں نہیں مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب اور ان کے ساتھیوں کے بائیکاٹ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔

ملک اللہ یار خان : جناب سپیکر! مجھے آج خاص طور پر بے حد افسوس ہوا۔ مجھے مخدوم زادہ صاحب سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ اتنی سی بات پہ روٹھ کر چلے جائیں۔ حالانکہ جناب کیطرف سے ہر ممکن سہولت ان کو دی جاتی رہی اور تمام مواقع فراہم کئے جاتے رہے۔ جہاں تک مختلف موضوعات پر بحث کا تعلق ہے انہوں نے ہر موضوع پہ بجٹ کے دوران اور عام بحث کے دوران سیر حاصل بحث کی اور اس کے بعد پھر دوسرے مرحلہ پر ان کو پھر مواقع دیئے گئے۔ ڈیمانڈ پر جو کٹ موشن پیش کیں اور اس پر انہوں نے اور تمام اراکین حزب اختلاف نے بحث کی۔ اس کے بعد بہت ہی خوشگوار ماحول میں یہ بجٹ پاس کیا گیا لیکن بے حد افسوس ہے کہ فنانس بل جو میں سمجھتا ہوں بجٹ کے آخری دن محض ایک رسمی سی کارروائی ہوتی ہے۔ ہمیشہ ہم نے دیکھا ہے اگر مخدوم صاحب مختلف روایات کا حوالہ دیتے ہیں اگر ہم محض ان روایات کو ہی ملحوظ خاطر رکھیں تو یہ بھی ایک روایت ہے۔ عام بحث کے دوران ان تمام امور پہ بہت اچھی طرح بحث ہوتی ہے۔ تنقید کی جاتی ہے۔ حکومت کے ہر شعبہ کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے لیکن جہاں تک فنانس بل کا تعلق ہے اس قسم کا رویہ کبھی بھی حزب مخالف نے اختیار نہیں کیا۔ جہاں تک اس بل کا تعلق ہے اس کو اسی تناظر میں سامنے رکھیں گے جو کہ اغراض و مقاصد اس بل میں دیئے گئے ہیں۔ اس پہ ہم بحث کر سکتے ہیں۔ جناب نے اس بارے میں اپنا فیصلہ بھی صادر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں آج کے روز خاص طور پر حکومت کی

جانب سے کسی وزیر متعلقہ نے یا کسی اور وزیر نے مخدوم زادہ صاحب کی تقریر میں مخل ہونے کی کوشش نہیں کی جس کے لئے انہیں یہ بہانا ڈھونڈنا پڑا اور یہ بہانا انہوں نے لیا کہ کہ وہ محض حکومت کے اس رویے کے خلاف احتجاج کے طور پر واک آؤٹ کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ نامناسب تھا اور اس کے لئے کوئی جواز نہیں تھا۔ میں نے پھر بھی ان سے مودبانہ گذارش کروں گا۔ وہ ہمارے بہت بزرگ رکن ہیں۔ اور ہم سب کو ان کا دلی طور پر احترام ہے۔ ہم ان سے دوبارہ یہ گذارش کریں گے کہ جس طرح پہلے خوشگوار ماحول میں بجٹ کو پاس کیا گیا اسی آخری دن بھی اس فنانس بل کو اسی خوشگوار ماحول میں ہم پاس کریں۔ ہم ان کے بے حد شکر گزار رہیں گے۔ آپ کی طرف سے اگر ان کو گذارش کر دی جائے میرا خیال ہے وہ ضرور اپنے فیصلے پر نظر ثانی فرمائیں گے۔ اور ایوان میں تشریف لے آئیں گے۔

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ : جناب والا اجازت ہو تو میں رانا پھول خان صاحب کو ایک قصہ سنا دوں۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب ماحول بہت سنجیدہ ہے اور اس سنجیدگی کو برقرار رہنا چاہیے۔

جناب ملک اللہ یار خان کی درخواست کا ردعمل معلوم کیا جائے۔

جناب نصر اللہ خان دریشک صاحب ملک اللہ یار خاں صاحب نے جو درخواست قائد حزب اختلاف سے کی ہے آپ اس کا ردعمل معلوم کر کے ہمیں بتائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب نصر اللہ خان دریشک لابی میں تشریف لے گئے)

چوہدری غلام رسول : جناب سپیکر آپ خود جائیں اور ان سے گذارش کریں۔ اگر وہ نہیں آتے تو ہاؤس کا وقت ضائع نہ کیا جائے۔ ہاؤس کی کارروائی شروع کی جائے۔

جناب سپیکر : جناب دریشک صاحب ابھی گئے ہیں وہ آکر بتاتے ہیں کہ ان کا ردعمل کیا ہے۔

جناب سپیکر : مسز نجمہ حمید صاحبہ کیا آپ اپنی تجویز پیش کر سکتی ہیں؟

بیگم نجمہ حمید : جناب سپیکر میں نے آپ تو تجویز پیش کر دی ہے آپ اپنی طرف سے ان کو حکم دیں۔

جناب سپیکر : ایسی بات تو سارے ہاؤس کی رضامندی سے ہو سکتی ہے۔

وزیر مال : جناب والا میں بھی گیا ہوں وہ نہیں آ رہے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں جناب سے درخواست کروں گا کہ اجلاس کی کارروائی شروع کی جائے۔

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1986

Mr. Speaker : Now, we take up the Punjab Finance Bill, 1986.

Minister for Finance : Mr. Speaker, I move that the Punjab Finance Bill, 1986 be passed.

Mr. Speaker : The motion moved and the question is —

> That the Punjab Finance Bill, 1986 be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it. The Finance Minister to move his first amendment.

جناب سپیکر : مخدوم صاحب، فنانس بل کی جو موشن آپ موو کر رہے تھے وہ ہے :- Be taken into consideration at once.

وزیر خزانہ : جناب والا وہ میں پہلے کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر : کیا وہ پہلے move ہو چکی ہے؟

CLAUSE 2

Minister for Finance : Sir, I move :—

> That in Clause 2 of the Bill, for sub-clause (i), the following be substituted, namely :—

"(i) after the existing Section 27. the following new Section 27-A shall be added :—

"27-A. VALUATION OF URBAN LAND :—

(1) Where any instrument chargeable with ad, valorem duty

under sub-article (b) of article 23 or sub-article (b) of article 31 of Schedule I, relates to land only or land with any building or structure thereon, the value of the land shall be calculated according to the valuation table notified by the Collector in respect of land situated in the area or locality concerned.

(2) Where an instrument, mentioned in sub-section (1), relates to land with building or structure thereon, it shall state the value of the land and the building or structure separately and the value of the building or structure so stated shall, subject to the provisions contained in this Act, be accepted.

(3) Where the value of land stated in an instrument to which sub-section (1) applies is more than the value fixed according to the valuation table, the value declared in the instrument shall be accepted as value for the purposes of duty.

(4) Where the value given in the valuation table notified under sub-section (1), when applied to any land, appears to be excessive, the Commissioner may, on application made to him by the aggrieved person, determine its correct value and for that purpose the provisions of section 31 and section 32 shall apply mutatis mutandis."

Mr. Speaker : The motion moved and the question is :—

That in Clause 2 of the Bill, for sub-clause (i), the following be substituted, namely :—

"(i) after the existing Section 27, the following new Section 27-A shall be added :—

"27-A. VALUATION OF URBAN LAND :—

(1) Where any instrument chargeable with ad, valorem duty under sub-article (b) of article 23 or sub-article (b) of article 31 of Schedule I, relates to land only or land with any building or structure thereon, the value of the land shall

be calculated according to the valuation table notified by the Collector in respect of land situated in the area or locality concerned.

(2) Where an instrument, mentioned in sub-section (1), relates to land with building or structure thereon, it shall state the value of the land and the building or structure separately and the value of the building or structure so stated shall, subject to the provisions contained in this Act, be accepted.

(3) Where the value of land stated in an instrument to which sub-section (1) applies is more than the value fixed according to the valuation table, the value declared in the instrument shall be accepted as value for the purposes of duty.

(4) Where the value given in the valuation table notified under sub-section (1), when applied to any land, appears to be excessive, the Commissioner may, on application made to him by the aggrieved person, determine its correct value and for that purpose the provisions of section 31 and section 32 shall apply mutatis mutandis."

(*The motion was carried*)

Minister for Finance : Sir, I move :—

That in Clause 2, in sub-clause (ii), in Explanation I :—

(a) in para (1), in sub-para (ii) for the word "notified", occurring in line 2, the words "specified by notification" be substituted, and

(b) in para (2), for the brackets and letter "(a)" occurring in line 2, the brackets and the figure "1" shall be substituted.

Mr. Speaker : Since there is no one to oppose the amendment. The motion moved and the question is :—

That in Clause 2, in sub-clause (ii), in Explanation I :—

(a) in para (1), in sub-para (ii) for the word "notified", occurring in line 2, the words "specified by notification" be substituted : and

(b) in para (2), for the brackets and letter "(a), occuring in line 2, the brackets and the figure "1" shall be substitutəd.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : Now, the question is :—

That Clause 2 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 3

Mr. Speaker : Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it.

The question is :—

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 1

Mr. Speaker : Now, Clause I of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it. Finance Minister to move his amendment.

Minister for Finance : Sir, I move :—

That for sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :—

"(3) It shall come into force at once."

Mr. Speaker : The motion moved and the question is :—

That for sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :—

"(3) It shall come into force at once."

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : Now, the question is :—

That Clause I of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

PREAMBLE

Mr. Speaker :

Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it.

The question is :—

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : Now, the long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

THIRD READING

Finance Minister to move : —

Minister for Finance : Sir, I move : —

"That the Punjab Finance Bill, 1986 be passed.

Mr. Speaker : The motion moved and the question is :—

"That the Punjab Finance Bill, 1986 be passed"

(*The motion was carried*)

مسودہ قانون (ترمیم) ھنگامی قانون پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ 1986

Minister for Law : Mr. Speaker, I move : —

That the Punjab Civil Courts Ordinance (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.

Mr. Speaker : The motion moved and the question is :—

That the Punjab Civil Courts Ordinance (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

CLAUSE 2

Mr. Speaker : Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Since no amendment has been received in it.

The question is :—

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

Mr. Speaker : Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it :—

The question is :—

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it :—

The question is :—

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment it becomes part of the Bill.

Minister for Law : Sir, I move :—

That the Punjab Civil Courts Ordinance (Amendment) Bill, 1986 be passed.

Mr. Speaker : The motion moved and the question is :—

That the Punjab Civil Courts Ordinance (Amendment) Bill, 1986, be passed.

(*The motion was carried*)

(The Bill was passed unanimously)

وزیر قانون : جناب والا! مجھے اعتراف ہے کہ انہوں نے introduce ضرور کیا تھا لیکن اب تو یہ بل پاس ہو چکا ہے۔ یہ گورنمنٹ بل ہے۔ اس کے بعد ان کے بل کا تو کوئی جواز نہیں رہتا۔ میں گذارش کرتا ہوں کہ وہ اسے واپس لے لیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ : میں نے آپ سے عرض کیا تھا اور آپ نے ابھی ابھی مجھے فرمایا تھا کہ اس بل کے ساتھ add کر دیا جائے اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔

وزیر قانون : جناب والا! add کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ گورنمنٹ بل ہے۔ اس میں اور کیا ترمیم ہو سکتی ہے۔ گورنمنٹ بل کے ساتھ کوئی چیز add نہیں ہو سکتی وہ پاس ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر : کیا resolution draft ہو گیا ہے؟

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جی جناب والا۔

جناب سپیکر : ہمارے لئے بھی اس کی کوئی کاپی ہوگی؟

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جناب والا! کاپی تو ایک ہی ہے۔ میں اسے پڑھ کر بھیج دیتا ہوں۔

جناب سپیکر : یہ دونوں joint ہو گئے ہیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جی۔ دونوں joint ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر : جناب حاجی چمن صاحب کا اور جناب ملک عباس صاحب کا دونوں joint ہو گئے ہیں؟

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جی جناب والا۔

جناب سپیکر : اس میں ریونیو منسٹر بھی شامل تھے؟

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جناب والا ! اس میں شامل تھے۔ سردار محمد عارف صاحب۔

وزیر نال : حاجی محمد افضل چن صاحب ایم پی اے گجرات اور ملک محمد عباس خان کھوکھر ایم پی اے اوکاڑہ۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

وزیر کالونیز : (جناب محمد ارشد خان لودھی) ۔جناب سپیکر ! میں یہ عرض کروں گا کہ Privilege motion پر آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے ؟

جناب سپیکر : وہ withdraw ہوگئی ہے۔ Not pressed.

وزیر کالونیز : جناب والا ! اگر واپس لے لی گئی ہے تو پھر اس پر یہ رولنگ نہیں آنی چاہیے کہ اس پر ہمارا اختیار نہیں۔

Mr. Speaker : Not pressed. Taken as withdrawn.

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

ریماؤنٹ مونا ڈپو اور سٹڈ فارم پروین آباد کے مزارعین سے ناروا سلوک

Ch. Muhammad Azam Cheema, Sir I move.

جناب والا ! دونوں قراردادوں کو ملا کر متفقہ قرارداد اس طرح ہے

" اس معزز ایوان کی رائے میں ریماؤنٹ مونا ڈپو واقع تحصیل پھالیہ ضلع گجرات و سٹڈ فارم پروین آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ ۔تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال یعنی ہر دو فارم مندکرہ کی زرعی اراضی جو فوجی سٹڈ فارم کے لئے ....

جناب سپیکر : چیمہ صاحب ! تحریک پیش ہونے سے پہلے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ قواعد کو معطل کروں ۔ لہذا میں قواعد کو معطل کرتا ہوں اس کے بعد آپ کو تحریک پیش کرنے کی اجازت ہے۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ : مہربانی جناب! میرا تو خیال تھا کہ آپ نے قواعد معطل کر دیئے تھے۔

جناب سپیکر : ہاؤس اس سے اتفاق کرتا ہے ؟

آوازیں : جی ہاں۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! میں اس میں یہ ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک مونا ڈپو اور اوکاڑہ کے علاقہ جات ہیں اس میں یہ الفاظ ہونے چاہئیں "پنجاب میں تمام ایسے ڈپو جہاں واقع ہیں" اس میں سارا پنجاب شامل کر لیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

آوازیں : ترمیم صحیح ہے۔

جناب سپیکر : ان کے ساتھ اس کو شامل کر لیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جی جناب والا! میں عرض کرتا ہوں :-

"اس معزز ایوان کی رائے میں ریماؤنٹ مونا ڈپو واقع تحصیل پھالیہ ضلع گجرات و سٹڈ فارم پروین آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ، تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال اور پنجاب میں واقع دیگر فارم بالخصوص ہر دو فارم متذکرہ کی زرعی اراضی جو فوجی سٹڈ فارم کے لئے استعمال ہونے کی وجہ سے مرکزی حکومت پاکستان کی مقبوضہ ہے۔ ہر دو متذکرہ ڈپوؤں کی زرعی اراضی پر کام کرنے والے مزارعین کے ساتھ متعلقہ افسران نہ صرف ظلم و تشدد کرتے ہیں بلکہ مزارعین سے بیگار بھی لیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ متعلقہ فوجی افسران کام کرنے والے مزارعین کو ان کے جائز حقوق سے بھی محروم رکھے ہوئے ہیں۔ مزید برآں وہاں رہائش پذیر مزارعین کے دیہات میں بجلی۔ تعلیم۔ صحت۔ سڑک جیسی بنیادی سہولتوں سے بھی انہیں محروم کئے ہوئے ہیں لہذا اس ناانصافی، غیر قانونی اور غیر اخلاقی طرز عمل کے برعکس یہ معزز ایوان متفقہ

طور پر بذریعہ قرارداد جناب صدر پاکستان، جناب وزیراعظم پاکستان سے پرزور سفارش کرتا ہے کہ وہاں مرکزی حکومت فوری مداخلت کرتے ہوئے ریماؤنٹ مونا ڈپو اور سٹڈ فارم پروین آباد کے اور پنجاب کے تمام دیگر فارموں کے متعلقہ مزارعین کے ساتھ اخلاقی قدروں کے منافی طرز عمل اور ناروا سلوک، ظلم و تشدد اور غیر قانونی کارروائی کو نہ صرف فوری طور پر روکا جائے بلکہ مزارعین کو ہر طرح کی سہولتیں دی جانے کے ساتھ ساتھ ان کے حقوق مزارعیت کا تحفظ کیا جائے اور مزارعین ایکٹ پر سختی سے عمل کرایا جائے اور غیر قانونی طور پر بے دخل کئے جانے والے مزارعین کو بحال کرایا جائے۔"

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ ایک گذارش اور کروں گا اگر جناب اجازت بخشیں۔ جناب والا! اس میں یہ بھی تحریر کرا دیں کہ اگر یہ قرارداد منظور ہو گئی اور اس سے ناراض ہو کر مارشل لاء والے فوجی پھر آ گئے تو محرکین کو تنگ نہ کریں۔

حاجی محمد افضل چن: رانا صاحب! ہمیں اس کا کوئی خوف نہیں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:-

"کہ اس معزز ایوان کی رائے میں ریماؤنٹ مونا ڈپو واقع تحصیل پھالیہ ضلع گجرات و سٹڈ فارم پروین آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ، تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال اور پنجاب میں واقع دیگر فارم بالخصوص ہر دو فارم متذکرہ کی زرعی اراضی جو فوجی سٹڈ فارم کے لئے استعمال ہونے کی وجہ سے مرکزی حکومت پاکستان کی مقبوضہ ہے۔ ہر دو متذکرہ ڈپوؤں کی زرعی اراضی پر کام کرنے والے مزارعین کے ساتھ متعلقہ افسران نہ صرف ظلم و تشدد کرتے ہیں بلکہ مزارعین سے بیگار بھی لیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ متعلقہ فوجی افسران کام کرنے والے مزارعین کو ان کے جائز حقوق سے بھی محروم رکھے ہوئے ہیں۔ مزید برآں وہاں رہائش پذیر مزارعین کے دیہات میں بجلی، تعلیم، صحت، سڑک جیسی بنیادی ضروریات سے بھی انہیں محروم کئے ہوئے ہیں لہذا اس ناانصافی غیر قانونی اور غیر اخلاقی طرز عمل کے برعکس یہ معزز ایوان متفقہ طور پر بذریعہ قرارداد جناب صدر

پاکستان، جناب وزیر اعظم پاکستان سے پر زور سفارش کرتا ہوں کہ وہاں مرکزی حکومت فوری مداخلت کرتے ہوئے ریماؤنٹ مونا ڈپو اور سٹڈ فارم پروین آباد کے اور پنجاب کے تمام دیگر فارموں کے متعلقہ مزارعین کے ساتھ اخلاقی قدروں کے منافی طرز عمل اور ناروا سلوک ظلم و تشدد اور غیر قانونی کارروائی کو نہ صرف فوری طور پر روکا جائے بلکہ مزارعین کو ہر طرح کی سہولتیں دی جانے کے ساتھ ساتھ ان کے مزارعیت کا تحفظ کیا جائے اور مزارعین ایکٹ پر سختی سے عمل کرایا جائے اور غیر قانونی طور پر بے دخل کئے جانے والے مزارعین کو بحال کرایا جائے۔"

(تحریک باتفاق رائے منظور کی گئی)

جناب سپیکر: میرے پاس ایک دو قرار دادیں اور ہیں جن کا میں ذکر کر دیتا ہوں اس سلسلے میں قواعد کی معطلی ایوان کی رضامندی سے ہو سکتی ہے اور اس میں out of the way قرار داد کو پیش کرنے کی اجازت ایوان کی رضامندی سے دی جا سکتی ہے اس میں یہ قرار داد چوہدری محمد گلفام اشرف صاحب کی طرف سے ہے۔

چاول کی فصل پر فضائی سپرے کا انتظام

چوہدری محمد گلفام اشرف: اس ایوان کی رائے کہ

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کہ اس امر کی سفارش کہ اس سال باسمتی چاول کی فصل کو بیماریوں سے بچانے کے لئے بالخصوص جن علاقوں میں سو فیصد رقبہ پر چاول کی کاشت ہوتی ہے فضائی سپرے کا فوری انتظام کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:-

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے اس سال باسمتی چاول کی فصل کو بیماریوں

کے حملے سے بچانے کے لئے بالخصوص جن علاقوں میں سو فیصد رقبہ پر چاول کی کاشت ہوتی ہے فضائی سپرے کا فوری انتظام کیا جائے"

(قرار داد باتفاق رائے منظور کی گئی)

اراکین قومی اسمبلی کی طرح اراکین صوبائی اسمبلی کو ہوائی سفر سہولت کی فراہمی

جناب سپیکر : اگلی قرار داد رانا پھول محمد خان صاحب، حاجی سردار خان صاحب اور رائے جعفر خان صاحب کی طرف سے ہے۔ رانا صاحب! آپ کے پاس یہ قرار داد ہے؟ آپ خود پیش کریں۔ مناسب طریقہ اس کا یہ ہے کہ mover حضرات خود موو کریں۔ رانا صاحب آپ اس کو پڑھ دیجئے ...

رانا پھول خان : جناب والا! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں :-

"کہ اس معزز ایوان کی رائے یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے اراکین قومی اسمبلی کے لئے جو رعایت ہوائی جہاز کے سفر کے لئے دی ہیں اسی طرح سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ارکان کو بھی صوبہ کے اندر ہوائی جہاز کے سفر میں رعایت کی سہولت اسی شرح سے دی جائے۔"

جناب سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :-

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت نے اراکین قومی اسمبلی کے لئے جو رعایت ہوائی جہاز کے سفر کے لئے دی ہے اسی طرح سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ارکان کو بھی صوبہ کے اندر ہوائی جہاز کے سفر میں رعایت کی سہولت اسی شرح سے دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

آوازیں : جناب والا! لفظ "پنجاب" کی جگہ "ملک میں" ہونا چاہیے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! ملک میں نہیں دی جا سکتی۔ حضور آپ کو

نہیں دی جا سکتی۔آئین اجازت نہیں دیتا۔آپ کیسی بات کرتے ہیں۔ میں تو احمقانہ قرارداد پیش کرنے کے لئے تیار نہیں۔ہم اپنے حدود کے اندر رہیں گے۔

جناب سپیکر : آپ اس قرارداد کو واپس لیتے ہیں؟

رانا پھول محمد خان : نہیں جناب ۔میں اپنی قرارداد پر یہ گذارش کرتا ہوں۔کہ اس میں اگر کوئی صاحب ترمیم دینا چاہیں تو وہ دے دیں۔

جناب سپیکر : اس میں ایک ترمیم آئی ہے کہ "پنجاب کی جگہ " پاکستان " کریں۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن میں ایک گذارش کروں۔ مجھے اجازت بخشیں اور میری ایک گذارش تو سن لیں۔جناب والا! قومی اسمبلی کے ارکان اس ملک کی سطح کی اسمبلی کے ارکان ہیں اور ہم صوبائی اسمبلی کی سطح کے ارکان ہیں۔ ہمارے لئے یہ آسانی ہوگی کہ ہم بہاولپور، ملتان ، سرگودھا ، راولپنڈی ،اسلام آباد، فیصل آباد تک سفر کر سکیں گے اور اگر ہم اس سے تجاوز کرینگے ،اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مرکزی حکومت ہماری اس بات کو نہ مانے ،تو ہمارے ہاں جو رعایت دی جائے گی ،ان کو صوبائی حکومت برداشت کرے گی ،اور اسے کرنی چاہیئے۔

جناب سپیکر : راناصاحب! لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! ہم یہ قرارداد اس اسمبلی میں پیش نہیں کر سکتے ہیں ،چونکہ ہم competent ہیں کہ ایک قانون بنا سکیں اور ایک رول بنا سکیں۔اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجائے قرارداد پیش کرنے کے ہم ایک ایسا قانون بنا سکتے ہیں، یہ ہمارا خیال ہے۔

رانا پھول محمد خان : ہم نے بھی مرکزی حکومت کو سفارش نہیں کی ایک قرارداد اس ایوان میں منظور ہو کر وہ صوبے میں بھی عمل درآمد کرنے کی پابند ہوتی ہے۔

جناب سپیکر : اس پر لاء منسٹر صاحب جب assurance دے رہے ہیں ،تو اس پر قرارداد کی کیا ضرورت ہے؟

رانا پھول محمد خان : جناب والا! کیا assurance دے رہے ہیں ،مجھے سمجھ

نہیں آتی ہے۔

ملک اللہ یار خان : جناب والا! رانا پھول محمد خان کو خوش ہونا چاہیے کہ راجہ خلیق اللہ صاحب نے ان کی اس تجویز کو قبول کر لیا ہے۔ اور دوسرے معنوں میں حکومت کی طرف سے انہوں نے اس کی یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ یہ رعایت تمام اراکین اسمبلی کو دیں گے۔

جناب سپیکر : اس سلسلہ میں جو کچھ جناب ملک اللہ یار خانصاحب نے فرمایا ہے راجہ صاحب اس کی کیا وضاحت کرتے ہیں؟

وزیر قانون : جس پر ہم قانون لا سکتے ہیں، اس پر قرارداد نہیں آسکتی ہے۔ میرا یہ tecnical point ہے۔ دیکھیں جو ہمیں اختیار ہے، اس کے متعلق یہ قرارداد پیش نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر : آپ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ہم اس سلسلہ میں قانون بنائیں گے

وزیر قانون : یہ میں نے نہیں کہا۔ نہ ہی میرا اختیار ہے۔ جب تک قاعد ایوان مجھے کوئی حکم نہ دیں، میں کوئی قانون پیش نہیں کر سکتا ہوں، نہ ہی میرا اختیار ہے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! ان حالات میں میں اپنی قرارداد کو واپس نہیں لے سکتا ہوں، چونکہ میری قرارداد کا مقصد صرف صوبائی حکومت سے ہے کہ صوبائی حکومت بھی صوبے میں وہی مراعات دے جو قومی اسمبلی نے اپنے اراکین قومی اسمبلی کو دی ہے۔ اس کے بعد اگر یہ ہاؤس چاہے دوسری قرارداد کے ذریعہ سے یہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ مرکزی حکومت ہمارے سارے ملک میں سفر کرنے کی اجازت دے۔ صوبے پر اتنا بڑا بوجھ ڈالنا ہمارے لئے موزوں نہیں۔ پہلے اس قرارداد کو منظور کرنے کے بعد حکومت اس بات کی پابند ہے کہ اس معزز ایوان کی پاس کی ہوئی قرارداد پر عمل درآمد کرے۔ یہ نہیں کہ کرائیے۔ بلکہ "کرے" پنجاب گورنمنٹ جو ہے وہ کیبنٹ نہیں ہے۔ اور حکومت پنجاب یہ کیبنٹ نہیں ہے۔ بلکہ حکومت پنجاب یہ ایوان ہے۔ اس ملک کے عوام کا نمائندہ یہ ایوان ہے وہ حکومت پنجاب ہے جو قانون ہم بنائیں گے، وزراء صاحبان، جج صاحبان اور باقی تمام محکمہ جات اس کے پابند ہوں گے۔ اس لئے جو بھی قرارداد ہم منظور کریں گے، چاہے وہ اکثریت رائے سے ہو، یا متفقہ طور پر ہو۔ پنجاب

کی حکومت کے وہ ارکان جن کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے، بہ حیثیت وزراء وہ پابند ہیں کہ اس قرارداد کی منظوری کے بعد اس قانون کو بنائیں اور اس کی خلاف ورزی نہ کریں، اگر حکومت اس قرارداد کی خلاف ورزی کرتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایوان نمائندہ ایوان نہیں ہے۔ یہ ایوان پنجاب گورنمنٹ نہیں ہے۔ انہیں اس کو قبول کر کے فوری طور پر لاگو کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: اس معزز ایوان کی کیا رائے ہے کہ اس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے جناب لا منسٹر اس سلسلہ میں رول بتائیں گے؟ جس پر ہم قرارداد پیش نہیں کر سکتے ہیں کون سے رول ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں۔

وزیر خوراک: جناب والا! جناب کی اجازت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جیسا کہ یہ ریزولیشن، جیسا کہ اس ایوان کا مدعا ہے، پاس کر دیا جائے اور وہ subject to the objection of the law minister that it cannot be passed,

جناب سپیکر: یہ بھی خوب تجویز ہوئی جناب فوڈ منسٹر صاحب کی۔ جی آپ ارشاد فرمائیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر! جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ ایسا قانون بنانے کا ہمیں اختیار ہے۔ تو اس اختیار کو وہ بروئے کار کب لائیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ یا نہیں، یا صرف قانون بنانے پر ہی خوش ہیں۔

وزیر قانون: میں کیا کر سکتا ہوں، آپ کے ساتھ چل کر ہی قانون بن سکتا ہے۔ لیکن جب تک قائد ایوان مجھے اجازت نہیں دیتے، میرا خیال ہے کہ آپ اس سلسلہ میں کوئی کارروائی نہیں کر سکتے ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: میری گزارش ہے کہ نہ صرف اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کریں بلکہ اس بات کی یقین دہانی بھی کروائیں کہ وہ مستقبل قریب میں اس پر ایک ایسا قانون بھی بنائیں گے اور اس کو لاگو بھی کر دیں گے۔

صردار زادہ سید ظفر عباس: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو اس کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ جناب والا! لا منسٹر صاحب بھی اپنی جگہ پر کسی حد تک صحیح ہیں اور ہمارے ایوان کا مطالبہ بھی اپنی جگہ پر صحیح ہے۔ یہ مراعات جو دینی ہیں یہ حکومت پنجاب نے دینی ہیں، اور یہ جس طریقہ پر دے سکتے ہیں، وہ Privileges Act میں ترمیم کے

ذریعہ سے ہم یہ مراعات حاصل کر سکتے ہیں، لیکن اگر پرائیویٹ ممبرز کی طرف سے پیش ہوگی تو پھر اس کے لئے بہت لمبا پروسیجر ہوگا، جس کے آنے تک شائد کتنے سال لگ جائیں، تو ہاؤس میں قرارداد پاس کرنے کا صرف مطلب یہی ہے کہ حکومت پنجاب جو ہے یہ Privileges Act میں اپنی طرف سے ترمیم دے دے کہ جس کے ذریعہ سے ہمیں یہ سہولت حاصل ہو جائے جو کہ قومی اسمبلی کے ممبران کو ہے۔ تو ان دونوں چیزوں سے قرارداد بھی جیسا کہ یہ ایوان چاہتا ہے اسے پاس کیا جائے تاکہ حکومت پنجاب کو یہ موقع مل سکے کہ وہ Privileges Act میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم دے دے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! سردار زادہ صاحب نے جس طرح فرمایا ہے۔ میں ان کا احترام کرتا ہوں، لیکن میں یہ گذارش کروں گا.......

جناب سپیکر: کیا فوڈ منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں؟

وزیر خوراک: میں عرض کروں جناب والا! طریقہ یہ ہے کہ اس قسم کے resolution پارٹی میٹنگ میں آنے چاہئیں اور وہاں جب پاس ہو جائیں، تو اس کو قانون کی صورت میں لایا جائے۔

جناب سپیکر: اس میں میں ایک چیز واضح کرنا چاہتا ہوں کہ resolution بغیر پرائیویٹ ممبرز ڈے کے رول کو معطل کرنے کی شکل میں ہاؤس کی out of turn سے آسکتا ہے۔ جس پر اختلاف ہو وہ resolution نہیں آسکتا۔ میں اس concensus کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ سارے معزز اراکین اسمبلی resolution یہ چاہتے ہیں کہ رولز کی معطل کر کے اس زیر بحث ریزولیشن کو take up کیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں رولز suspend کرنے کو تیار ہوں۔ اس میں، میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی کچھ لوگ اتفاق نہیں کر رہے ہیں۔

آوازیں: ہم سب متفق ہیں۔

جناب سپیکر: جناب وزیر زراعت صاحب اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہیں گے؟

ملک ممتاز احمد خان بھچر: پوائنٹ آف آرڈر سر۔
جناب والا چونکہ آج اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا ہے۔ اس اجلاس کو پارٹی میٹنگ ہی

سمجھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اور نہ ہی اس کو پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ سمجھا جا سکتا ہے۔

مہر ظفراللہ خان بھروانہ۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کروں گا کہ قانون کے مطابق یا تو یہ مسئلہ آج یہاں ایوان میں پیش نہ کیا جاتا۔ لیکن اگر جناب نے ایوان کی اجازت سے یہ مسئلہ یہاں پر پیش کیا ہے تو جناب والا پھر اس کے متعلق کوئی حتمی فیصلہ ہونا چاہیے اور میں جناب وزیر قانون سے بھی یہ گذارش کروں گا کہ وہ اگلے اجلاس میں ایسا قانون بنا کر پیش کریں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس پر کئی قسم کے اعتراض ہوں گے، کبھی یہ کہا جائے گا کہ بجٹ میں اس مد کے لئے پیسے نہیں رکھے گئے پھر یہ ایسی چیزیں ہیں جو سالہا سال لٹکتی رہتی ہیں۔ اگر جناب والا یہ کرنا ہے تو اس کے لئے ایک چیز ضروری ہے کہ اس کی جناب وزیر اعلیٰ سے اجازت لے لی جائے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جب سارا ایوان ہی اس کے لئے مطالبہ کر رہا ہے تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب ایوان کی رائے کبھی ٹھکرا نہیں سکتے۔ اس لئے اس کا آج ہی کوئی فیصلہ کر لینا چاہیے۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت صاحب۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ.......

جناب سپیکر: جناب آپ تشریف رکھیں۔ ہر بات کا جواب دینا آپ کے لئے لازم نہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ.....

جناب سپیکر: میں وزیر زراعت کو اجازت دے چکا ہوں۔ جناب وزیر زراعت۔

وزیر زراعت: جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں ایوان کی خواہشات کا احترام ہے اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایوان کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ ویسے اس وقت particular reference/rule تو حوالہ کے لئے دستیاب نہیں۔ رول 91 کے تحت یہ پابندی ہے کہ اس کا باقاعدہ نوٹس ہونا چاہیے اور یہی جناب وزیر قانون نے بھی فرمایا ہے۔ یہ بھی کسی جگہ میں نے رولز میں پڑھا ضرور ہے کہ جس بارے میں قانون بنایا جائے۔ یا قانون میں ترمیم کے ذریعے جو بات ہو سکتی ہے وہ موشن کے ذریعے یا ریزولیشن

کے ذریعے نہیں ہو سکتی۔ اگر ہاؤس چاہتا ہے تو ریزولیشن پاس کر لیا جائے لیکن ،
But without any commitment from the Law Minister. تاکہ یہ واضح ہو جائے کہیں
ایسا نہ ہو کہ کل کو وہ اسے Assurance Committee میں لے جائیں اور کہیں
کہ ان کی طرف سے Assurance آئی تھی۔ آپ ریزولیشن پاس کر لیں :۔

And that will be placed before the Chief Minister.

رانا پھول محمد خان : میں تحریک پیش کرتا ہوں :۔

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت نے اراکین قومی اسمبلی کے لئے جو رعایت ہوائی جہاز کے سفر کے لئے دی ہیں اسی طرح سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ارکان کو صوبہ کے اندر ہوائی جہاز کے سفر میں رعایت کی سہولت اسی شرح سے دی جائے" کو منظور کیا جائے ۔

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :۔

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت نے اراکین قومی اسمبلی کے لئے جو رعایت ہوائی جہاز کے سفر کے لئے دی ہے اسی طرح سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ارکان کو بھی صوبہ کے اندر ہوائی جہاز کے سفر میں رعایت کی سہولت اسی شرح سے دی جائے۔" کو منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سی ایم ایچ بہاولپور میں ڈاکٹروں اور متعلقہ سٹاف کی مریضوں سے عدم توجہی اور لاپرواہی

جناب سپیکر : جناب میاں عبدالحمید صاحب کئی روز سے ایک معاملہ کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں اور یہ ایک قرارداد کی صورت میں نشاندہی کرنا چاہتے ہیں۔ میں معزز ایوان کی آگاہی کے لئے ان کو اتنی اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی قرارداد ایوان میں پڑھ دیں۔ اس کے بعد اگر ایوان اجازت دے گا تو میں رولز کو معطل کر کے باقاعدہ اسے پیش کرنے کی اجازت دوں گا۔

جناب میاں عبدالمجید : " اس معزز ایوان کی یہ رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وہ سی۔ ایم ایچ بہاولپور میں ڈاکٹروں اور متعلقہ سٹاف کا رویہ مریضوں سے عدم توجہ اور لاپرواہی کا مظہر ہے جس کی وجہ سے معمولی نوعیت کے مریض بھی موت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب رہے ہیں اس لئے چھان بین کرکے وہاں کے حالات فوری طور پر درست کئے جائیں تاکہ مریضوں کی مشکلات کا خاتمہ ہو اور ان کی جانوں کی حفاظت ہو سکے۔"

جناب والا! یہ صرف ایک چھوٹا سا مسئلہ نہیں ہر آدمی کے ساتھ یہ چیز بیت سکتی ہے اور کسی بھی انسانی جان کے ساتھ یہ واردات ہو سکتی ہے۔ اگر ڈاکٹروں کی باز پرس نہ کی گئی تو........

جناب سپیکر : ایوان کی کیا رائے ہے؟

آوازیں : قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر : قواعد کو معطل کرکے میں اس قرارداد کو باقاعدہ طور پر پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ میاں صاحب اب دوبارہ پڑھیے۔

جناب میاں عبدالمجید : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

" اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ سی۔ ایم۔ ایچ (کمبائنڈ ملٹری ہسپتال) بہاولپور میں ڈاکٹروں اور متعلقہ سٹاف کا رویہ مریضوں سے عدم توجہی اور لاپرواہی کا مظہر ہے۔ جس کی وجہ سے معمولی نوعیت کے مریض بھی موت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب رہے ہیں۔ اس لئے چھان بین کرکے وہاں کے حالات فوری طور پر درست کئے جائیں تاکہ مریضوں کی مشکلات کا خاتمہ ہو اور ان کی جانوں کی حفاظت ہو سکے۔"

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :-

" کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ سی ایم ایچ (کمبائنڈ ملٹری ہسپتال) بہاولپور میں ڈاکٹروں اور متعلقہ

سٹاف کا رویہ مریضوں سے عدم توجہی اور لاپرواہی کا مظہر ہے جس کی وجہ سے معمولی نوعیت کے مریض بھی موت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب رہے ہیں اس لئے چھان بین کرکے وہاں کے حالات فوری طور پر درست کئے جائیں تاکہ مریضوں کی مشکلات کا خاتمہ اور ان کی جانوں کی حفاظت ہو سکے۔"

(تحریک بالاتفاق منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب اجلاس کو prorogue کرنے سے پہلے جناب وزیر قانون صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا میں ممبران مسلم لیگ کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت احسن طریقے سے اس ایوان کو چلایا۔ ہم آپ کی محنت اور قابلیت کے معترف ہیں۔ میں اپنی طرف سے اپنے ممبران کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں سیکرٹریٹ کے عملہ دیگر ملازمین اور پولیس والے جو مال روڈ پر کھڑے ہو کر ہمارا تحفظ کرتے رہے ہیں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں اپنی پارٹی کے ممبران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے علاوہ اپوزیشن کے اراکین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پریس والوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت محنت سے ہماری کارروائی کو اخبارات تک پہنچایا۔ شکریہ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا کیا میں آپ کی اجازت سے ایک سوال پوچھ سکتی ہوں؟

جناب سپیکر: بیگم بشریٰ رحمٰن کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

آوازیں: ارشاد فرمائیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر! گذشتہ ایک اجلاس میں میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی جو صحافیوں، ادیبوں اور شاعروں کی زبوں حالی کے متعلق تھی اور اس معزز ایوان نے متفقہ رائے سے اسے قبول کیا تھا اور اس پر جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ قرارداد ایک کمیٹی کے سپرد کر دی جائے گی جو اپنی رپورٹ دو تین مہینے کے اندر اندر مکمل کرکے بھیجے گی۔ جناب والا اس قرارداد کا کیا حشر ہوا؟ کچھ پیش رفت ہوئی یا نہیں؟

یادہ اسمبلی کے سرد خانے میں چلی گئی۔ جناب والا میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ میں تو یہ توقع کر رہا تھا کہ اس وقت جبکہ تقریباً ایک مہینہ ہم اکٹھے رہے ہیں اور ہم نے ہر دن کا کافی حصہ یہاں اکٹھے قانون سازی میں اور مختلف عوامی مسائل کے حل کے لئے گزارا ہے تو اب ہم آج جبکہ اسوقت کچھ عرصہ کے لئے اپنے اپنے حلقہ نیابت میں جانے والے ہیں تو اس موقعہ کی مناسبت کے لحاظ سے میں امید کر رہا تھا کہ آپ سب لوگوں کے واپس جانے کا کچھ سامان پیدا کر دیں گی۔ آپ نے قرارداد کی بات کر دی۔

آوازیں: شعر سنائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ یہ کوئی شعر سنائیں میں ان کو اطلاع دیتا ہوں کہ انکی قرارداد کے متعلق ایک کمیٹی بن چکی ہے جس کی جلد ہی ان کو اطلاع مل جائے گی۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی یہ ایک امانت میرے پاس ہے اور یہ امانت پھول ہے جو کہ انہوں نے مجھے مولانا چنیوٹی صاحب کو پیش کرنے کے لئے دیا تھا اور مولانا چنیوٹی صاحب یہ پھول دیکھتے ہی بھاگ گئے ہیں۔ اب عالیجاہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں یہ پھول ان کو واپس کر دوں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! یہ پھول چوہدری گلنواز صاحب کے گلے میں ڈال دیں اور ممکن ہے گلے میں ڈال کر یہ ان کے لئے خدا کرے پھندا نہ بن جائے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: دیکھئے جناب والا! رانا پھول خاں صاحب اس عمر میں دل لگی کی باتیں کرتے ہیں۔۔۔۔۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں بہکی بہکی باتیں نہیں کر رہا ہوں فرق صرف اتنا ہے کہ جب جناب سپیکر سے محترمہ مخاطب ہوں تو تمام ہاؤس ان کی نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ کبھی جناب رانا پھول خان صاحب نے بہکی بہکی باتیں نہیں کیں۔۔۔۔۔

بہرحال میں تو ان کی خدمت میں کچھ عرض نہیں کر سکتی۔ جناب والا نجمہ حمید کہتی ہیں کہ کوئی جدائی والا شعر سنائیں۔ پورا ایوان کہتا ہے کہ پھر دوبارہ ملنے کی بات کیجئے تو میرا خیال ہے

کہ ہمیشہ دوبارہ ملنے کی آس رکھنی چاہیے کہ انسان ہمیشہ کسی نہ کسی آس پر زندہ ہوتا ہے ایک تو شعر بجبہ حمید کی نظر یہ ہے کہ ....

جاتے ہو خدا حافظ پر اتنا کرم کرنا
جب یاد میری آئے ملنے کی دعا کرنا

آوازیں : وائیں صاحب بھی جواب دیں ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن : جناب دوسرا شعر عرض ہے کہ ...

وقف حرماں و یاس رہتا ہے
دل ہے کہ اکثر اداس رہتا ہے
تم تو غم دے کر بھول جاتے ہو
مجھ کو احسان کا پاس رہتا ہے

آوازیں : وائیں صاحب ۔ وائیں صاحب

وزیر صنعت : جناب سپیکر ! بشریٰ رحمٰن صاحبہ میری بہن ہیں اور اس ایوان کی سب سے محترم ہماری ادیبہ، شاعرہ اور مقررہ ہیں لیکن ایک بات کی سمجھ نہیں آتی کہ ..

کہ جب بھی آتا ہے میرا نام تیرے نام کے ساتھ
جانے کیوں لوگ میرے نام سے جل جاتے ہیں

بیگم بشریٰ رحمٰن : جناب سپیکر ! وزیر آبپاشی کہہ رہے ہیں کہ ہماری فرمائش پہ بھی ایک شعر سنا دیجئے یہ ہمارے ہمسائے ہیں جناب تو ہمسائیوں کو ہم خفا نہیں کرنا چاہتے اس لئے ان کی فرمائش پر عرض ہے کہ ....

اک اثر یہ تو ہوا عشق کے الزام کے ساتھ
لوگ لیتے ہیں تیرا نام میرے نام کے ساتھ

آوازیں : وائیں صاحب ۔

وزیر صنعت : جناب سپیکر ! آج اصل میں یہ بڑا خوشگوار ماحول تھا مگر افسوس یہ ہے کہ اس وقت ہمارے حزب اختلاف کے دوست یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں ۔ انہیں ہونا چاہیے تھا اور میں یہ اختتامی شعر ان کی ہی نظر کرتا ہوں کہ .....

سی ایم ایچ بہاولپور میں ڈاکٹروں اور سٹاف کی مریضوں سے عدم توجہی ۱۵۲۱

وہی کارواں وہی راستے وہی زندگی وہی مرحلے
مگر اپنے اپنے مقام پر کبھی ہم نہیں کبھی تم نہیں

جناب سپیکر : معزز خواتین و حضرات ....

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : جناب سپیکر میری بھی سن لیں .. کیونکہ ہاؤس ایک ماہ یا چند دن یا پھر خدا جانے کہ کب اکٹھے ہوں اس لئے سب کی بہتری کے لئے دعا کریں ۔ میری یہ استدعا ہے کہ رانا صاحب کے بولنے کا کوئی نہ کوئی انتظام کر دیں۔ چاہے ان کو جنگل میں چھوڑ آئیں تاکہ وہ بول تو سکیں کیونکہ یہاں اب ان کا بولنا ختم ہو چکا ہے ....

رانا پھول محمد خان : جناب میں تو نہیں بولوں گا لیکن ان کی بولنی قدرتی بند ہو گئی ہے ...... (قہقہے)

جناب سپیکر : معزز خواتین و حضرات ! اس وقت جبکہ بجٹ اجلاس کا آخری دن ہے اور ابھی تھوڑی دیر میں یہ بجٹ اجلاس prorogue ہونے والا ہے تو اس پر روایات یہ رہی ہیں کہ قائد ایوان ہمیشہ خطاب کرتے ہیں لیکن وہ ملک سے باہر ہیں اس لئے آج وہ اس روایت کو نبھانے سے قاصر ہیں ۔ میں اس بجٹ اجلاس میں آپ کی موجودگی اور آپ کی contribution کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ جس انداز میں اس بجٹ اجلاس میں آپ نے حصہ لیا اور نہ صرف یہ کہ اپنے اپنے علاقوں کے مسائل یہاں بیان کئے بلکہ میں نے اس دفعہ محسوس کیا ہے کہ کافی معزز اراکین اسمبلی نے صحیح انداز میں بجٹ پر اپنی بحث کی اور بجٹ پر جو تنقیدی جائزہ ہو سکتا ہے حزب اختلاف کی طرف سے اور حزب اقتدار کی طرف سے انہوں نے اس پر احسن طریقہ سے کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اجلاس نہایت ہی مفید رہا جس میں بڑی قیمتی تجاویز معزز اراکین اسمبلی نے ارباب اختیار تک پہنچائیں وہ انہوں نے کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی مفید اجلاس رہا ۔ جس میں بڑی قیمتی تجاویز معزز اراکین اسمبلی نے ارباب اختیار تک پہنچائیں ۔ اور میں سمجھتا ہوں ارباب اختیار کا رویہ کافی مثبت رہا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ حزب اختلاف teasury benches کی طرف سے بجٹ کے بارے میں یا اے ڈی پی اور بجٹ بنانے کے بارے میں جو تجاویز بھی آئیں انہوں نے انہیں خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا ہے اور انہوں نے ان تجاویز کو آئندہ بجٹ کے موقع پر اور موجودہ بجٹ

میں incorporate کرنے کا وعدہ کیا ہے میں پہلے بھی اکثر یہ بات کہتا ہوں کہ اپوزیشن کا پارلیمانی جمہوریت میں ایک بہت بڑا رول ہوتا ہے۔ اور وہ رول اپوزیشن نے بھرپور انداز میں ادا کیا اگرچہ وہ مختصر تھی۔ ان کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن آج جب کہ یہ اجلاس ختم ہو رہا ہے کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اس وقت بھی اجلاس میں موجود ہوتے۔ اور خاص طور پر یہ جو آخری کاروائی کی گئی ہے جس میں فنانس بل پیش ہوا۔ اگر وہ اس موقع پر بھی واک آؤٹ نہ کرتے، کیونکہ آج میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ آج کے ان کے واک آؤٹ کا کوئی جواز مجھے نظر نہیں آیا۔ اس کے بعد اس معزز ایوان نے ان کے احترام میں، ان کی عزت اور ان کی تکریم کے لئے میرے خیال میں نصف گھنٹہ سے ایک گھنٹہ تک ان کا انتظار کیا اور یہاں سے ہمارے متعدد وزرائے کرام اور متعدد اراکین اسمبلی گئے ہیں انہوں نے ان کو منانے کی کوشش کی اور واپس لانے کی کوشش کی۔ میں تو ان کے نہ آنے پر یہی کہہ سکتا ہوں کہ :-

ان لبوں نے نہ کی مسیحائی

ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

میں یہی کہوں گا کہ اگر وہ یہاں اس وقت موجود ہوتے جبکہ ہم اپنے اپنے حلقہ جات میں اور اپنے اپنے گھروں میں عوامی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر یہاں ان کے معاملات کو discuss کرکے پنجاب کے مزدوروں اور کسانوں کی باتیں کرنے کے بعد، یہاں ان کے لئے بجٹ پاس کرنے کے بعد ان کی ضروریات زندگی کا خیال کرتے ہوئے ہم اپنے اپنے حلقہ نیابت میں واپس جا رہے ہیں۔ ایک دوسرے سے کچھ عرصہ کے لئے جدا ہو، حسین یادوں کو اپنے دل میں بسائے اور خوبصورت باتوں کو اپنے ذہن میں جگہ دے جب ہم اپنے گھروں میں واپس جا رہے ہیں تو اس موقع پر اپوزیشن کا نہ ہونا ہمیں بہت کھٹک رہا ہے۔ وہ ہمارے قابل عزت اور قابل احترام ساتھی اور دوست ہیں اگر وہ موجود ہوتے تو یہ لمحات اور بھی حسین ہو جاتے، یہ لمحات اور بھی امر ہو جاتے۔ جب اچھی باتیں ہو رہی ہوں اور جب خوشگوار ماحول ہو اور جب محترمہ بشریٰ رحمان کے اشعار یہاں گونج رہے ہوں اور جناب غلام حیدر وائیں صاحب مخاطب ہو تو میں اس موقع پر صرف یہ کہہ سکتا ہوں :-

ع بس تیرے نام سے تھوڑا سا بہل جاتے ہیں

جانے کیوں لوگ بنا لیتے ہیں افسانے سے

اچھا جناب والا میں اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں ۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنی بات کروں۔ میں یہاں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس اجلاس میں قائد ایوان نے اور قائد حزب اختلاف نے بھی کافی حصہ لیا ہے ، اجلاس کے ماحول کو خوشگوار بنانے میں اور حزب اقتدار کی طرف سے حزب اختلاف کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے میں اور حزب اختلاف کی طرف سے حزب اقتدار کے لئے اپنے دل میں جگہ پیدا کرنے کے لئے اور خاص طور پر مجھے کل بے حد خوشی ہوئی کہ جب مخدوم زادہ سید حسن محمود کے گھر پر جو دعوت تھی مجھے وہ ماحول ، وہ اخوت اور وہ محبت اور under standing کا معاملہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ۔ اس خوشگوار ماحول کی یادیں اپنے دلوں میں بسائے گھر واپس جا رہے ہیں دوبارہ ملنے کی آرزو لئے اور دوبارہ حصہ لینے کی آرزو لیے ۔ میں یہاں یہ بات اس دفعہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ معزز اراکین اسمبلی مجھے ایک بہت تبدیلی نظر آئی ہے اور وہ بہت ہی اچھی تبدیلی ہے کہ رولز کو لوگوں نے پڑھنا شروع کر دیا ہے ، کچھ سمجھنا شروع کر دیا ہے اور میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ کچھ لوگ اچھا پارلیمنٹیرین بننا چاہتے ہیں وہ دوسرے ممالک کی روایات کا مطالعہ کر رہے ہیں ۔ بجٹ پر جو تقاریر ہوئیں میں پھر یہ کہنا چاہوں گا کہ اس دفعہ ان کا معیار بہت ہی عمدہ تھا ۔ خدا کرے ہماری اراکین اسمبلی خاص طور پر ہماری بہنوں نے بھی اس دفعہ اس میں حصہ لیا ہے اور بہت اچھی اچھی تجاویز اور اچھی اچھی تقاریر کی ہیں ۔ میں ایک بات اور یہاں کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں جو خواتین اراکین اسمبلی ہیں وہ زیادہ کوشش کرتی ہیں کہ to the point بولیں اور متعلقہ بات کریں اور میں نے بہت ہی کم دیکھا ہے کہ کبھی وہ غیر متعلقہ بولی ہوں یا غیر ضروری طور پر ہاؤس کی کارروائی کو متاثر کرنے کی کوشش کی ہو ۔ اس معزز ایوان کے کچھ لوگ اس ایوان کا سنگھار ہیں ۔ وہ اس معزز ایوان کا حسن ہیں ، وہ اس معزز ایوان کی آواز ہیں ۔ ان کے بغیر یقین جانیئے یہ ساری کارروائی پھیکی اور سونی ہو جائے ۔ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ یہاں یہ بات بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ ایسی باتیں بھی ہوتی ہیں جن کو اگر بیان کر دیا جائے تو ان کا حسن ماند پڑ جاتا ہے ۔

ایک معزز رکن : میاں صاحب ایک شعر سن لیں ۔

ع اظہار محبت کی خاطر الفاظ کا رشتہ ٹھیک نہیں

جناب سپیکر: یہ روایات ہیں۔ یہاں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ وزراء کرام نے بھی اس سیشن میں بھرپور حصہ لیا ہے اور انہوں نے کوشش کی ہے کہ جن کے محکموں کے متعلقہ معاملات ہوتے تھے انہوں نے خود ہی اپنے معاملات کو اس معزز ایوان میں ڈسکس کیا۔ اور اچھے انداز میں discuss کیا۔ اس سے میری حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں اس سے معزز ایوان کے اراکین کی بھی حوصلہ افزائی بھی ہوئی ہوگی۔ میں ان کو بھی ان کی کارکردگی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ سب کو آپ کی کارکردگی پہ مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

I will read the order of the prorogation.

In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, I Mukhdoom Sajjad Hussain Qureshi, Governor of the Punjab, hereby prorogue the provincial Assembly of the Punjab with effect on and from 5th June, 1986 after the termination of the sitting of the Assembly on that day.

So, the Assembly has been prorogued.

(اس مرحلہ پر اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)